دفتر آفتاب شجاعت
مشہور فسانہ
داستان امیر حمزہ صاحبقران
جلد چہارم
منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

سبب تالیف کتاب

ناظرین والا تبار و سامعین بلند اقتدار کی خدمت میں یہ خوشہ چین خرمن ارباب فضل و کمال خاکپائے نقشبندان ذوی مقال اول کوئین شیخ تصدق حسین داستان گو ذلہ ربائے خوان اہل ہنر محمد اسمٰعیل اثر عرض پیرا ہے کہ ان ایام میمنت انجام میں بیاوری بخت رسا و مساعدت طالع فرصت اتفاقاً آنا ہوا بسبب طلب سرکار عالیجاہ بلند پایگاہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی کیوان خدم دارا حشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت حاتم سخا خورشید لقا تاج مہر سپہر اقبال زیبندہ تخت اجلال حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مخلص الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب ابن نواب نواب محمد بہاول خان بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ فرمانفرمائے دارالسرور بہاولپور صانہ اللہ تعالیٰ عن شر الشرور الی یوم النشور عرش پناہ فلک بارگاہ انجم شکوہ سنجر فر فریدون مرتبت جم منزلت سلیمان رفعت گوہر تاج شہریاری اختر تابندہ اوج ابہت و جہانداری وارد شہر بلاغت بہر دار الریاست بہاولپور ہوا اور بتوسط مولوی محمد عبد الرشید عبدالعزیز صاحب معتمد ریاست حضوری سرکار عالیجاہ سے مشرف ہو کر ذخیرہ فخر و سعادت حاصل کیا۔ ہنگام ملازمت کبھی اپنے بخت رسا کی مساعدت پہ ناز کرتا تھا کبھی فخر و امتیاز کے ساتھ شکر کارساز بجا لاتا تھا کہ یہ کبھی یاوری تقدیر ہے کہ کہاں یہ ذرہ بے مقدار اور کہاں یہ آفتاب آسمان عز و وقار کہاں یہ مشت خاک بے بنیاد کہاں وہ عالم پاک قدسی نژاد ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا یہ سب بندہ نوازی اوس رب بے نیاز کی ہے کہ مجھ سے ہیچمدان کو ایسی بارگاہ فلک اشتباہ میں شرف باریابی حاصل ہوا۔

کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانی

حضور پرنور نے کمال احترام نہایت اعزاز و اکرام سے عزت افزائی فرمائی کہ مدت العمر اوسکا شکریہ ادا کیا جائے تب بھی ممکن نہیں ہے۔

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز لطفت با تو گویم داستانے
نیارم گوہر مدح تو سفتن
یکے از شکر بسیار تو گفتن

خامہ و زبان اگر تمام عمر سرگردانی کریں تب بھی ایک شمہ اوصاف عالی کا نہ لکھ سکے۔ خوشا نصیب ہمارے کہ دولت دیدار فائض الانوار سے بطالع خفتہ بیدار بخت نارسا یاور و مددگار ہو گیا۔ شرف قدمبوسی سے غنچہ آرزو شگفتہ دامن امید گلہائے مراد سے رشک گلزار ہو گیا ہے۔

تو آن رفیع مکانی کہ آسمان فلک
بہ آستان تو دارند میل دربانی
چہ حاجت است بپیش تو حال خود گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

سبحان اللہ دار الریاست کیا شہر سواد فرخ بنیاد حیرت فزا ہے کہ جسکا ہر گلی کوچہ کاکل محبوبان کی طرح دلفریب و طرحدار ہے عمارات پختہ و بلند بازاروں میں رونق پاکیزہ سڑکیں صاف و شفاف جس طرف دیکھو عجب گہما گہمی ہے جسکی سیر سے دل سیر ہو جاتا ہے مثل بہار گل و گلزار و فضا سے سبزہ زار سے فرحت تازہ حاصل ہوتی ہے نظارہ لطف اوٹھاتا ہے اور والی ملک کا کیا کہنا حضور پرنور ممدوح کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے بیان میں زبان قاصر ہے انسان کی مجال نہیں ہے کہ بیان کر سکے۔ دربار دولت شاہی بھی عجب شان و شوکت ہے جس سے رعب و داب سلطانی آشکار ہے ہر قسم کے اہل ہنر ہر طرح کا ذی کمال حاضر دربار

بھنورے ان کے رہے ہمیشہ بہار
آشناؤن کے دل جو مثل آئین
ہون وہ مانند گل شگفتہ و باغ

گل معنی یہ زین و زیب رہی
پھر گلگشت اسطرف آئین
آگئے پھر ایک مہربان کو پسند

دور ہو اس سے خار عیب رہے
بھنورے ان آکے دیکھین عجب یہ باغ
عجب ہو یہ دستہ پھول رنگ

رائگان ہو نہ یہ ریاض اثر
کرین منظور اسکو اہل نظر

آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا ہمراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے جانب طلسم نہ طاق برای فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرا پر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہی لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اڑانا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہوکر اور راہ بھول کر ایک صحرای ہولناک و وحشت پر خار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر رہنمائی خضر راہ گم کردگان اُس مصیبت جانکاہ سے نجات پانا۔ ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال القاے صحرا نشین سے اور عطا فرمانا اونکا بازو بند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادہ عالی منزلت اور خضر ان بن عمرو کو اور اونکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرا نشین کو دپڑنا غار مین اور پہونچنا ایک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامہ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا

سمندر شاہ اور سندلوس جادو وزیر بد تدبیر گنجور شاہ کا اور رہا کرنا قید گنجور شاہ
کو مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجور کے
سلیمانی میں اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغہ و سپر کے پیش کش کرنا
خدمت صاحبقران میں اور سب کو تخت سحر پر سوار کر کے لانا پھر پیر مرد صحرا
نشین کے پاس۔ رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا اس صحرا نشین کے پاس
اور روانہ ہونا اس صحرائے ہولناک سے اور پھر ہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر
فیروزی اثر میں۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کر کے کہ غلام اپنے طلسم کا
انتظام کر کے نطاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دو روز لشکر میں
قیام کر کے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نطاق و دیگر حالات متعلق
داستان ہذا

ساقی نامہ

سنبھل بیٹھ اے ساقی مست ناز
مرے منہ سے ساغر تھما ہے آج
چھلکتی ہے شیشہ سے خون لوہو سا ان
کہ ہوں آج ہم بزم کاؤس و سکندر
پلا ساقیا مجھکو وہ آج سے
او سی سے کہ پلا جام تو جیسا اب
پلا کیوں نکل جائے دل کی کسک
ملا یاد جس سے مجھے خاک میں
مجھے سے لالہ گوں کی ہے پیاس
نہ شیشے نہ جام ہے نہ زیب خوان
ہر اک ہو جہاں یہی تیغ انتقام

ابھی سے نہ ہو اس قدر بے نیاز
وہاں ہوں جہاں عیب فرد بھی کر
زیادہ ہوس سے تمنا کے جان
فراموش ہے جو تیر ہو زبان
کروں منزل وحشت و جستجو
زلال تو لا کہ ہے جستجو
کہ ہے باغ عالم میں اب تنگی
کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
یہ پائیں ہیں تیری بہت دلنواز
ہجوم آج رندوں کا ہے آج
نشہ کا اسی سے ہے پانی جو ہماں

یہاں رو برو اور عالم ہے آج
نشہ کیا نہ شیشوں کے کھلتے ہیں
پلا مجکو ساقی کوئی جام سے
کہوں حال صاحبقران کی زبان
دھری ہے کدھر آج جنگ کی شراب
شراب کہن کی نہیں ہے اندوہ
اسی سے کی ہوں ساقیا آگ میں
پلا تا نہیں ساغر مشکبو
شبابو ہے نہ تم ہے نہ ساغر دہان
یہ جنگ وصل ہے تری ذات
یہ اسکے ہوئے جام میں یا حباب

نے بھی اپنا عریضہ مشتمل حالات اپنی تباہی و بربادی کے اور طالب کمک ہو کر خدمت میں خداوند
نہ طاق کے بذریعہ ایک ساحر کے روانہ کیا ہے اور جواب کے انتظار میں گنجور شاہ کے پاس مقیم ہے
وزیر گنجور شاہ اس فکر میں ہے کہ کسی تدبیر سے تحفہ جات طلسمی بادشاہ سے لیکر اپنے قبضہ میں کروں اور
بادشاہ کو قتل کرکے سمندر جادو کو یہاں کا حاکم کردوں اور اسکو تخت سلطنت پر بٹھا کے آپ مختار کل
سلطنت کا ہو جاؤں صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان نے سمندریہ پر قبضہ کیا تھا
اور اس ملک کو فتح کرکے تمام ملک کو اسلام آباد کردیا تھا اور ملکہ نسیم دختر سمندر کا عقد سہراب
جادو کے ساتھ کرکے وہاں کا حاکم کردیا تھا ہرکارے براے خبر کے روانہ کیئے تھے کہ خبر لائیں کہ سمندر کس
ملک میں بھاگ کر گیا ہے ہرکاروں نے آکر خبر دی تھی کہ سمندر نے لشکر کو تو طرف صحرائے نہ طاق کے
روانہ کیا ہے اور خود مع چند ناموس و سرداروں کے طرف گنجورۂ سلیمانی کے بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ
کے دامن پناہ میں مقیم ہوا ہے ہرکاروں سے یہ خبر پاکر صاحبقران ثالث نے کل لشکر کو لیکر تعاقب
میں سمندر شاہ روانگی کا قصد کیا ہے چنانچہ ان سب کے حالات راقم اپنے اپنے مقام پر بتصریح
عرض کریگا بالفعل پہلے صاحبقران کا حال حوالہ قلم ندرت رقم کیا جاتا ہے۔ ؎

بیا بشنو اے ہمدم راستان	کہ باز آمدم بر سر داستان
نگارندۂ قصہ دلستان	چنین می نگارد زکلک بیان

کہ صاحبقران ثالث دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہیں دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے
کے مطابق کرسیوں اور دنگلوں پر مقیم ہیں بادشاہ جمجاہ اپنے تخت حکومت پر جلوہ گر ہیں کہ ہرکارے نے بارگاہ
پر حاضر ہو کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے کہ شہنشاہ کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال رہے دوست
شاد دشمن پائمال رہے۔ ؎

تا سر زند آفتاب سرور باشی	تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی
تا تاج حیات بر سر خضر بلند	در خانہ اقبال سکندر باشی

ہم یہاں سنا رہے ہیں کہ سمندر شاہ حضور سے شکست کھا کر طلسم گنجورۂ سلیمانی میں بھاگ کر گیا ہے اور
گنجور شاہ کو اپنا دامن پناہ تجویز کرکے وہیں مقیم ہوا ہے اور اپنے لشکر ہزیمت خوردہ کو جانب نہ طاق
روانہ کیا ہے اور بذریعہ گنجور شاہ عرضی بخدمت خداوند نہ طاق یعنی الوان تاجدار کے بطلب کمک روانہ
کی ہے اوسکا قصد ہے کہ کمک آلے تو دشمنان حضور پر نور سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے
تو انعام پاکر رخصت ہوئے یہاں صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف گنجورۂ سلیمانی کے روانہ
کیا جائے اور کل لشکر کو حکم دیا کہ سامان سفر طیار رہے ہم کل بجانب طلسم گنجورۂ سلیمانی تعاقب میں سمندر
شاہ کے روانہ ہونگے چنانچہ اوسیوقت سے لشکر میں درپئی سامان سفر کی طیاری ہونے لگی تمام رات اہل
لشکر کوچ کی طیاری میں مصروف رہے ہنگام سحر تمام لشکر سامان سفر سے کل ہو کر روانہ ہوا صاحبقران
بھی نماز صبح پڑھکے سوار ہوئے اور کل لشکر کو ہمراہ لیکے مع بارگاہ سلیمانی برانثائے صاحبقرانی نہایت عزم
وحشم کے ساتھ روانہ ہوئے بادشاہ سلامت بھی اپنے تخت رواں پر جلوہ فرما ہیں اور تمام سرداران
عالی وقار و پہلوانان تہور شعار گرد و پیش سواری کے حلقے کیئے ہوئے صحرا و سبزہ زار بیابان و کوہسار
کو مشاہدہ فرماتے ہوئے چلے جاتے ہیں کبھی سرداروں سے مخاطب ہو کر زبان گہرفشاں سے ارشاد فرماتے
ہیں کیا سبزہ زار ہے یہ فضا اور کیا صحرا ہے فرحت افزا ہے مصاحب و رفقا عرض کرتے ہیں کہ جب تھوڑی

دور منصور اور آگے بڑھ جاوینگے وہان صحرائے پر فضا اکثر نظر آئینگے اس طرح کی باتین کرتے ہوئے
قدم دشت غربت مین دھرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے ایک صحرائے وسیع مین پہونچے دیکھا
کہ صحرا نہایت پر فضا ہے سرو شمشاد کے درخت جابجا نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین کوسہا کوسون تک
پھیلا ہوا ہے کثرت گلہائے صحرائی سے تمام صحرا البوتہ گلزار ہو رہا ہے سبزہ خوابیدہ کوسون تک لہلہا رہا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغبان قضا و قدر نے فرش زمردین بچھا دیا ہے آبشارین جاری ہین جانوران
خوش الحان درختون پر زمزمہ سنجی کر رہے تھے کسی طرف بلبلین غزلخوان کسی سمت طاؤس رقصان
ایک جانب کبک دری قہقہہ زن کہین پرند باغبان چمن جسقدر اوس صحرا کے سبزہ زار مین خوبصورت
تھے سب مثل طوطی کے سبز تھے طائران خوش الحان انپر بیٹھے ہوئے ذکر حمد باغبان گلشن
جہان کر رہے تھے سینکڑون درختون سے اوڑ کر صحرا مین پرواز کرتے تھے اور ہزارون چہچہے
کرتے ہوئے انھین درختون پر آکر بیٹھتے تھے نسیم و صبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر جگہ صفت
موصوف چوپائے مثل ہرن نیل گاؤ وغیرہ بے شمار تھے جس طرف دیکھا ہزارون آہوے شوخ و
شنگ سبزہ شاداب چرتے ہوئے نظر آتے شہزادے اور آنکے ہمراہیون کو دیکھکر گھبرائے اور ہو کر چوکڑی
بھرکے اودھر سے اودھر بھاگتے بدیع الملک نامدار بھی اوس صحرا اور وحوش و طیور کو دیکھکر بدرجہ
کمال مسرور ہوئے سردارون اور جوانون نے شہزادہ نامدار کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور یہہ
صحرا نہایت پر فضا ہے اور شکار بھی نہایت کثرت سے ہے اگر ایک روز لشکر کا مقام ہو جائے
تو نہایت مناسب ہے بادشاہ جہاد کو بھی یہ رائے پسند آئی صاحبقران نے اوسی مقام پر لشکر کے
قیام کا حکم دیا چنانچہ حسب الحکم شاہزادہ والاتبار خیمے وغیرہ اسی مقام پر برپا ہونے لگے شاہزادہ
نے فرمایا کہ بہتر ہے ہم آج اسی صحرا مین قیام کرینگے شب کو اسی مقام پر بسر کرینگے کل یہان سے
طرف منزل مقصود کے سفر کرینگے یہہ حکم فرمایا خیمے وغیرہ نصب ہونے لگے شہزادہ مرکب پر
سوار ہو چند سردارون کو ہمراہ لیکر باشتیاق تمام واسطے شکار کے صحرا مین پہونچے اور تیر و کمان ہاتھ
مین لیکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے ایک مقام پر دیکھا بہت سے ہرن جمع ہین اور سب
ہرن تو بیٹھے ہوئے ہین مگر ایک ہرن کھڑا ہوا اونکی نگہبانی کر رہا ہے اور چارون طرف دیکھ
رہا ہے شاہزادہ نے اپنے رفقا سے اشارہ کیا کہ اس مقام کو گھیر لو کہ یہان سو سوا سو ہرن جمع
ہین سردارون نے بموجب ارشاد اوس مقام کا گھیر لیا یہ کیفیت دیکھکر ہرن مثل بیکا آتش
گرم جست و خیز کرنے لگے اور بھاگنے کا قصد کیا سردارون نے صید کرنا شروع کیا سردارون اور
اونکے ہمراہیون نے تھوڑی دیر مین اسقدر وحوش و طیور شکار کیے کہ صحرا مین جابجا انبار
لگا دیئے شہزادہ نے بھی کمان قربان مین سے لی اور ترکش سے تیر لیا مرغ تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ
کر کے صید افگنی مین مصروف ہوا کئی ہرن شاہزادہ نے تیر سے گرائے ایک آہو چوکڑی بھرتا ہوا
جست و خیز کرتا ہوا سامنے سے ہو کر نکلا شاہزادہ کی نگاہ جو اوسپر پڑی فوراً تیر کمان مین
پیوستہ کرکے مارا تیر ہرن کے پڑا تو مگر وہ چھلاوہ ہرن بھاگا شہزادہ نے بھی اوسکے تعاقب مین
گھوڑا اڑا دیا ہرن سم مرکب کی صدا سنکے ایک طرف کو جست و خیز کرتا ہوا چلا شہزادہ نے خیال کیا
کہ چلو اس ہرن کو زندہ گرفتار کرو یہ ہرن نہایت خوبصورت ہے یہ خیال دل مین کرکے اوسکی
طرف مرکب اوڑایا ہر چند سردارون نے عرض کیا کہ اسقدر ہرن صید ہو چکے ہین ایک ہرن

اگر نکل گیا نکل جانے دیجیے تکلیف نہ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ نہیں اوسکا بھی ہونا ضرور ہے یہ
کہکے گھوڑے کو مہمیز کیا اور بہت تیزی سے اوسکے پیچھے جھپٹے لیکن وہ آہو اسی طرح بھاگتا
جاتا تھا کہ صاحبقران اوس تک پہونچ نہ سکے یہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اوسکے تعاقب میں
چلے جاتے ہیں جب اوسکے قریب پہونچ جاتے ہیں اور قصد کرتے ہیں کہ کمند ماروں وہ ہرن جست
کرکے مثل تیر اوڑ کے صاف نکل جاتا ہے جیسے کمان سے تیر تب یہ اوسکے تعاقب میں
مرکب کو مہمیز کرتے ہیں برابر مرکب کو اوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر وہ ہرن ہاتھ نہیں آتا
اسی دوا دوش میں دن قریب دوپہر کے آگیا یہ اس صحرا سے کئی کوس دور نکل گئے ہمراہیوں کی
نظروں سے غائب ہو گئے اب انکو بھی غصہ آگیا کہ یہ ہرن ہاتھ نہیں آتا ہی بدون اسکے اسیر
یا ہلاک کیے ہوئے نہ واپس ہونگا راوی کہتا ہے کہ شہزادہ مرکب کو اوڑائے ہوئے تعاقب ہرن
میں چلا جاتا ہے ہرن بھی جست و خیز کرتا ہوا آگے آگے رواں ہے شہزادہ حیران ہے کہ کیونکر اوسکو
اسیر کروں دام کمند میں دستگیر کروں یہی فکر و تردد ہے جب شہزادہ بہت سرگردان و حیران ہوا تو اب
یہ قصد فرمایا کہ اسکو تیر سے گرا دوں یہ کمان دوش پر سے لی ترکش سے تیر لیا تیر کو چلہ کمان میں پیوست
کرکے ہرن کو تاکا وہ نشانہ سے الگ ہو گیا اور بھاگا یہ بھی مرکب اوڑا کر چلے مرکب بھی پسینہ میں غرق
مرکب کی زبان نکل آئی ہے ہانپ رہا ہے مگر راکب کے اشارہ پر چلا جاتا ہے۔ بقول اسکے ؎

اُلٹی سی سانس لی تو وہ چلنے روانہ تھا
تار نفس بھی اوسکے لیئے تازیانہ تھا

شہزادہ کا یہ عالم ہے کہ پیاس کا غلبہ ہے مگر اسی دھن میں چلے جاتے ہیں دل میں کہتے ہیں کہ جبتک
اسکو ہلاک نہ کر لونگا واپس نہ ہونگا نوبت باینجا رسید کہ وہ آہو ایک مقام پر پہونچکر انکی نظر سے غائب
ہو گیا معلوم نہیں کس درہ کوہ میں چلا گیا اب شہزادہ کو نہ راستہ بھی ہے اور صید کے نہ پانے کا صدمہ ہوا ہی
ہے اسی عالم پریشانی میں شہزادہ نے ایک سمت کو گھوڑا ڈالا اشہب تیز گام صبا رفتار کی باگ
اوٹھائے چلے جاتے ہیں کہ حسب اتفاق راہ بھول گئے بہت دور تک رہروی کی مگر وہ وادی
پر خار اور صحرا سے حیرت آثار کسی طرح ختم نہوا شہزادہ عالم اضطراب میں کبھی ادہر کبھی اودہر نکل
جاتا ہے مگر اس بیابان سے نجات نہیں پاتا ہے جسقدر دن باقی تھا اسی کرب و بیقراری میں کٹا
قریب شام تھک کر گھوڑے سے اوتر پڑے ایک درخت کے نیچے شب بسری کی دیکھا تو تمام جنگل
سنسان ہی کہیں انسان ہے نہ حیوان ہے تاریکی چھائی ہے چاند کا کوسوں نہیں پتا ہے وہ ڈراونی
رات ہے نہ کوئی سنگ ہے نہ ساتھ ہے عالم تنہائی میں وہ رات پہاڑ ہو گئی ؎

سیہ یا نوبت امشب دہل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را

خدا خدا کرکے سفیدہ سحری چمکا ہنگام سحر نماز پڑھ کے پھر چلنے کا قصد کیا اور مرکب کو ایک چراگاہ میں
چھوڑ دیا کہ جبتک میں نماز پڑھوں یہ کچھ گھاس چر لے چنانچہ مرکب چرائی میں مصروف ہوا اور اثنا عالم
کو ... بولی زہریلی گھاس میں تھی کہ کھاتے ہی اس مرکب شکاری کی آنکھیں دفعتہ سرخ ہو گئیں
اور جسم تھرتھرا کر گر پڑا اور مر گیا شہزادہ کو نہایت رنج و افسوس ہوا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
پیادہ پائی بھی ہمیں اوٹھانا ضرور ہے یہی خیر ہے بدتر ہم قرینہ بود ہم گذر دو ؎

یاس تیغ صحرا نوردی پاؤں کی ایذا نہیں
دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا

یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد دوپہر کے ایک بیابان ہولناک و دشت پر خطر ملا ہے

آپ کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی طاقت الگ طاق ہو گئی تھی یہ کیفیت تھی کہ کسی مقام پر تاز الور یگ مین گرجاتے تھے کسی مقام پر تا کمر ریت مین دھنس جاتے تھے بس راہ طے کرتے ہوئے سختیان سفر کی اوٹھاتے ہوئے اس صحرا ئے بلا کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دھوپ کی جو شدت ہوئی اور حرارت آفتاب بڑھی تو اسلحہ بھی جسم پر بار ہو گئے کڑیان زرہ کی جلنے لگین اور خود بھی بار سر ہو گیا اور تلوار ناگن بنکر کاٹنے لگی تلوار کو کہین پھینک دیا خود کہین اتار ڈالا زرہ کو کسی مقام پر علیحدہ کر دیا اسی عالم یاس و سراسیمگی مین فرماتے تھے کہ نیرنگی فلک دیکھیے کہ چشم زدن مین کیا تھا کیا ہو گیا یا وہ حکومت و ثروت تھی یا یہ بادیہ پیمائی و دشت غربت پیش ہے۔

نقوش کلک قدرت کو ہوا اندیشہ حیرانی ۔ بڑھا جاتا نہین ہرگز کسی نے خط پیشانی

یہ کہتے فرماتے تھے نظم

پا برہنہ خار پر مجھکو پھرا دشت مین ۔ خار کے سر پر رکھے دامان گل کا سامان
ہنس کو موتی بگتا ہے سدا یہ بے تمیز ۔ پوست کھینچے ہی ہما کا دے کے مشت استخوان
ابر و پاران کو برسا دشت یاس پر ۔ خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل ۔ پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سردان
تا کجا کیجیے بیان اس سفلۂ دون کا مزاج ۔ ایک و بہتر پر نہین لگتا ہے جنبش کا ہی جنان

پھر ناامید ہوئے اور اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ان کوسون کو کوس کر کاٹتا تھا لیکن نہ کٹتے تھے بس قریب ایک دامن کوہ کے پہونچے ایک پتھر سنگ مرمر کا نظر آیا کہ وہ جاتا ہوا تھا اوس پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا اوس مین سے شرارے نکلتے ہین وہان سے آگے بڑھے نظم

ناگہ نظر آیا ایک بیابان ۔ تھا نام کو وان نہ کوئی حیوان ۔ انسان کا ذکر کیا بھلا ہے
جن ڈرتے تھے اوس جگہ پہ آتے ۔ کوسون نہ درخت تھا نہ پانی ۔ مشکل تھی وہان پہ ناوپانی
کوئی آب کی جستجو کیا ہی ۔ لرزان تھی زمین پہ ریگ ماہی ۔ ہر ذرہ وہان کا تپندہ پرور
چشمک زن آفتاب محشر ۔ ڈر کرتا تھا وان جو پاسبانی ۔ آتی تھی صدا مین بھی ڈرا لی

پہونچا جو کوئی ہوا کا آتا ۔ سر تا بقدم ہے لو جلاتا

بس یہ وادی ہولناک جو ملاحظہ فرمایا بیبس ہوئے کہ راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گرسنگی نے الگ پریشان کیا تشنگی نے الگ پاؤن نے جدا جواب دیا فرمانے لگے

نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا ۔ مدد اے خضر بیابان بلا

فی الجملہ کچھ راہ اور طے کی تھی کہ آثار شام کے ہویدا ہوئے دیکھا کہ آفتاب قریب غروب ہی تمازت بھی کم ہو گئی ہے شام ہوا چاہتی ہے ۔ قراستس لیل پردہ شب تانا چاہتا ہے روشنی روز مٹا ہا چاہتا کہ دامن کوہ بھی ہے آج اسی مقام پر قیام کرنا چاہیے ۔ آج شہزادہ کو تیسرا فاقہ ہے ضعف کے مارے راستہ چلنا دشوار تھا سو ہو سے یہین ٹھہر گئے ایک مقام پر بیٹھکر نماز مغرب پڑھی اور عرض کیا کہ اے پروردگار

آسمان کہتی ہے ہر صبح با واز بلند ۔ رزق سے بھرتا ہے رزاق وہین پیٹ کے

مین بھی تیرا بندہ ہون آج تیسرا فاقہ ہے تو ہی رزاق مطلق ہے ہیجدہ ہزار عالم کو رزق پہونچاتا ہی بھوکا سلاتا نہین بھوکا اوٹھاتا ہے پتھر کے کیڑے کو رزق دیتا ہے ہر حال مین تیرا شکر واجب و لازم

ہائے افسوس ایسی ہماری قسمت پھوٹ گئی کہ گھر تک بھی نہ پہونچنے پائے راہ ہی میں یہ سانحہ گذر اکہ یون نگاہ سے اوجھل ہو گئے ہائے کیونکر اپنے نوجوان فرزند سے دولہا کو ڈھونڈھ کر لاؤن ۔ قطعہ

میرا نخل نوجوان ... ... کہان ہے کہان ہو کہان ہے کہان
اندھیرا ہے آنکھون کے آگے میرے ... کہ ہے میری آنکھون سے اب وہ نہان

ہائے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اس فراق فلک نے دولت میری یون لوٹ لی غرض اس طرح کے بین و نخراش کرتی تھی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی تھی جب خوب رو چکی اور کسیقدر جی ٹھہرا اس دلگی نکل گئی تو کلیجہ تھام کر عرض کرنے لگی کہ اے شہریار باوقار اسی صحرا مین سامنے جو آپکو معلوم ہوتا ہے وہان ایک درویش ہین کہ نام انکا ابوالقاسم ہے صحرا نشین ہے اونکے پاس ہم گئے اور تذکرہ کیا کہ آپ خاصان خدا مین سے ہین ہمپر یہ سانحہ گذرا ہے فلک رنج و الم ٹوٹ پڑا ہے کہ فرزند نوجوان میرا کہ عروس کو بیاہے لئے آتا تھا کہ قریب شام اہل برات نے اس صحرا مین قیام کیا حسب اتفاق صحرا سے ایک ہرن نمودار ہوا یہ لڑکا شکار دوست تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا دیا ہرچند سب نے منع کیا مگر نہ مانا تعاقب کرتا چلا گیا اور ایک غار کے قریب پہونچکر غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو اس غار سے دو برقین پیدا ہوئین اور ایسین لڑکر ایک چادر شعلہ کی ہو کر اس نوشاہ پر گرین پھر اوسکا پتہ نہ معلوم ہوا اگر زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا ہم آفت زدہ اسی صحرا مین مقیم ہو گئے نہ پائے ماندن نہ راہ رفتن اوسکے انتظار مین بحال خراب اس جنگل بیابان مین پڑے ہین کہ ہمارا یوسف گم گشتہ کا کچھ سراغ ملجائے تو اس نامراد عروس کو لیکر جائین ورنہ اسی صحرا مین جائین اپنی تمنا مین کی طعمہ زاغ و زغن ہو جائین گے اہل وطن کو کیا اپنی صورت نحس دکھائین کے کس حسرت و ارمان سے اس ناشاد کو بیاہ کر لائی تھی کہ راہ مین فلک تفرقہ پرداز نے سنگ تفرقہ سے شیشہ دل کو چور چور کر دیا ہے نور نظر کو مجھ سے چھڑا دیا یہ روز سیاہ دکھا دیا غرضکہ کل کیفیت بیان کر کے نہایت منت و سماجت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ اسکی کچھ فکر فرمائیے کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی بدولت ہم اپنی مراد کو پہونچین مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام مجھ سے سر انجام نہ پائیگا کہ تیرے فرزند کو تجھ سے ملا دون لیکن عنقریب وہ شخص آنے والا ہے کہ جو تیرے فرزند کو تجھ سے ملائیگا تو گھبرا نہین اسقدر جزع فزع نہ کر اپنے دل کو تسکین دے اطمینان رکھ خدا چاہیگا تو اس جوان کے ذریعہ سے تیری امید بر آئیگی جان نثار راحت پائیگی خداوند عالم نے ہر ایک کام کے لئے ایک ذریعہ و سبب مقرر کیا ہے جب وہ وقت آجائیگا فوراً وہ کام انجام پا جائیگا ۔ ع

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست ... سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

تو حضور اسی امید پر میں نے سب کو رخصت کر دیا ہے بالکل عزیزون و رفیقون نے خود ہم سے کنارہ کیا ہے کون کسیکا مصیبت مین ساتھ دیتا ہے برے وقت مین سب کنارہ کشی کر جاتے ہین ۔ ع

کون لیتا ہے خبر ہم سے پریشانون کی ... کوئی سنتا ہی نہین ہائے گریبانون کی

مگر چند نمکخوار قدیم ہمارے ساتھ رہ گئے ہین کہ موجود ہین اور ہم اسی انتظار مین زندگی بسر کرتے ہین شہزادہ نے فرمایا گھبراؤ نہین نظر بخدا رکھو انشاء اللہ تم اپنے مطلب کو پہونچو گے ... شاید یہ ... یہین بیٹھے رہو وہان + فرزند تمہارا تم سے ملیگا تم ابھی سے بد شگونی کیون کرتی ہو ... انتظار کرو وہ ... پروردگار کیا کرتا ہے بھول ... وقت ایزدی وہ تم سے آ کر ملیگا تمہارا اول ...

کہ مجکو پریشان خاطر ہو رہا ہے لیکن پریعل کرو وہ عرض کرنے لگی کہ حضور جب ایسا فرزند ارجمند اقبال مند
آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو جائے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کو کیونکر صبر آئے
لاکھ لاکھ دل سمجھاتی ہون مگر کسی طرح قرار نہین آتا کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا ہے ؎

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم — دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شہزادہ نے فرمایا یہ سچ ہے مفارقت فرزند گوارا نہین ہو سکتی مگر سوا صبر کے کوئی چارہ ہی کیا ہی
اور ہم کر ہی کیا سکتے ہین مرضی خدا پر راضی و شاکر بیٹھی رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے غرضکہ شہزادہ بلند اقتدار
اُس ستم رسیدہ کو تسلی و دلاسا دیکر اوس کوہ کی جانب جسکا پتہ دیا تھا روانہ ہوئے قطع مسافت
کرکے قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ ساٹھ ستر شیر ہین اور ایک شیر اسمین نہایت قوی ہے گلے مین اوسکے
ایک پرچہ لٹکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا چونکہ یہ خود شیر شکار ہین یہ کب شیرون سے ڈرتے ہین سیدھے اوسی طرف
چلے جاتے ہین مراہیون نے دیکھا خیال کرنے لگے کہ شیر انکو کاہے کو چھوڑین گے ایک ایک بوٹی تقسیم
کرین گے شیر اجل کا شکار ہو جائینگے ہائے افسوس ایک ہمارا معین و غمخوار مددگار خدا نے
بھیج دیا تھا وہ بھی نہ پایا کاٹنے کے مارے ہی دلون کو نکالتے ہین کو کھا لیتے کہ اس رنج و الم سے
نجات مل جاتی ہم لوگ اتنے دنون سے یہان مقیم ہین ہم نے کسی شیر کو نہین دیکھا معلوم نہین انکے جیسے
ارادے کیا بات ہے ہماری سمجھ مین کچھ نہین آتا خداوند ہمارے اس معین کو اپنے
حفظ و امان مین رکھنا اسکا رو یان نہ میلا ہونے پائے ان شیرون کے شر سے محفوظ رہے یہ سب لوگ
تو دعائین مانگ رہے ہین اور شہزادہ والا منزلت بےخوف و خطر برابر شیر کے پہونچ گیا اوس
پرچہ کو شیر کے گلے سے نکال لیا اور پڑھا حضرت کیا اوسمین لکھا تھا کہ اے صاحبقران آئیے تشریف
لائیے فقیر آپ کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے ہمہ تن چشم انتظار ہے ؎

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست — کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

اس شیر کی پشت پر بیٹھ کر آپ تشریف لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے چنانچہ صاحبقران نے ایسا ہی
کیا بے تکلف شیر کی پشت پر سوار ہو کر سمت کوہ رونق افروز ہوئے سب شیر جلو مین اس شیر
بیشۂ شجاعت کے روانہ ہوئی اس شیر نے شہزادہ بلند اقبال کو سامنے مرد بزرگ کے جو ایک مرگ
چھالے پر بیٹھے ہوئے تھے اور پوست شیر وہگی وہان بچھے ہوئے تھے پہونچا دیا شہزادہ نے
دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سو سوا سو برس کا سن و سال بھوؤن و پلکون کے سب سفید بال نورانی
شکل صاحب کمال قد خمیدہ مانند ہلال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاء نور سے وہ چہرہ
چمکتا تر و تازہ روشن ہے صندلی رنگ ہے گورا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار عظمت و جلال
آشکار ہین ریش نورانی کے سفید بال تار شعاع سے زیادہ ضیا بار ہین جیسے شہزادہ پہونچا
شاہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم استقبال کرکے مسند اعلی پر لاکر بٹھایا بعد مزاج
پرسی گویا ہوئے استفسار حال فرمانے لگے شہزادہ نے دیکھا کہ میری زرہ و خود و اسلحہ وغیرہ
جو اس صحرا سے ہولناک مین بسبب حدت آفتاب سے پھینکدیے تھے وہ سب بجنسہ کھونٹی مین
لگے ہوئے رکھے ہین شہزادہ اپنی مصیبت جو صحرا سے ہولناک اور بیابان غمناک مین عاید
ہوئی تھی اوسکو تک کیا کیا بیان کرون مصافحہ کرکے دست بوسی کی اور عرض کیا کہ
میری مصیبت صحرا سے ہولناک و ریگستان دردناک و دشت پرخار جگر فگار کی تو سب

آپ پر روشن ہے آپ روشن ضمیر ہین سب آپ پر آئینہ ہے ہین اوسکو اب کیا بیان کرون سے

چہ حاجت است بپیش تو حال خود گفتن	اگرچہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

یہ فکر تھا کہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین کمان ابرو مشکین گیسو چہرہ مثل آفتاب کے روشن تبسم فتان
نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی بیاض گردن سپیدی صبح کو شرماتی تھی دُر دندان غیرت دُر عدن لب
نازک رشک عقیق یمن پوشاک عروسی پہنے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بال بکھرائے باحال
پریشان سامنے سے نمودار ہوئی شہزادہ نے کہا کیا خوب یہان عروسون پر کیا تباہی ہے کہ ایک عروس
وہان صحرا مین اپنی حالت تباہ کیے ہوے پڑی ہے ایک عروس یہان دولہن بنی ہوئی پلنگ پوش
اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہے پور پور چھلے پہنے زیور عروسی تن پر آراستہ مگر باحال
خستہ و خراب چلی آتی ہے یہ عجب کیفیت ہے کہ عقل میری کام نہین آتی ہے شاہ صاحب اس کو
پہچانکے پھر شاہ صاحب نے ایک دانہ تسبیح پڑھکر پھونکا اُس عورت کی کمر مین مثل ریسمان
پیچیدہ ہوکر وہ پیر لاکر بٹھا دیا اُس عورت نے نہایت شرم و حجاب کے ساتھ شاہ صاحب کو
جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے کہ آپ نے میرے شوہر سے مجھکو ملا دیا
شوہر کے دیدار سے مجھکو شادکام کیا خدا آپکو سلامت رکھے آپنے دفعۃً ملا دیے شہزادہ نے گھبرا کر
کہا کہ نیکبخت تو کسی کو پہچانتی بھی ہے شوہر تیرا کون ہے اور کہان ہے تو مجھکو کیا جانے اُس
البیلی دولہن نے جواب دیا کہ واہ واہ کیا خوب اے صاحب آپ مجھکو اتنا جلد بھول گئے ابھی
چند روز کا زمانہ ہوا کہ اسدن سے جو عقد کرکے آپ سدھارے ہین تو اب دکھائی دیے اب
آپکا جمال مبارک دیکھنے مین آیا ہے اسقدر جلد آپنے مجھکو فراموش کردیا آپ فرماتے ہین کہ تو
کسی کو پہچانتی بھی ہے اور شوہر تیرا کون ہے واہ حضرت واہ آپکا نکاح نامہ میرے پاس رجسٹری شدہ
موجود ہے آپکے اس انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے آپکے اس بے اعتنائی کرنے سے کچھ فائدہ نہو
مین آپکے لیے بندھی ہون آپکا دامن نہ چھوڑونگی اور آپنے خود فرمایا تھا کہ مین گل اُس
گلستان کا ہون کہ جسکے در پر بلبل ہزار داستان سمجھکر اسکے بڑے بڑے شجاعان دہر و ناموران
عصر جبین سائی کرتے ہین بیشا تعجب ہے کہ آپنے مجھکو بھلا دیا اس رسیلی آنکھ سے شہزادہ
کیطرف دیکھا کہ شہزادہ کو تعجب ہوگیا وہ ابرو کا پھیر لینا وہ نگاہ کی شوخی وہ بیساختہ پن وہ ہنس ہنس
کر باتین کرنا شہزادہ کا پیرا مانتا اور کہا کہ نیکبخت تو میرے خاندان کا حال کیا جانے اس نے کہا
واہ صاحب مین سبکا حال خوب جانتی ہون سب سے واقف ہون آپکے خاندان کا حال
اظہر من الشمس ہے کون نہین جانتا اور آپنے تو خود ارشاد کیا تھا کہ میرے جد اعلیٰ صاحبقران
والا شان حلقہ فگن گوسفند گردن کشان شکنندہ گرز سام بن نریمان شیر بیشۂ شجاعت
گل گلزار جلادت امیر حمزہ صاحبقران ہین دادا آپکے شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن
سر فتنہ ملک باختر داماد گستاسپ بن کیخسرو بادشاہ ہرمان و نیکو کش والد ماجد آپکے
شہزادہ نور الدہر صاحبقران بن صاحبقران ہین اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
ننھیال میرا ہفت منظر ہے کیوان فلک رفعت میرے نانا کا نام ہے حضور بھول گئے
بڑے تعجب کی بات ہے کہ مجھے یاد رہا اور آپ فراموش کر گئے جب اس عورت نے
سبکے نام لیے اور پتے بتائے تو شہزادہ کا یہ حال ہوا کہ عرق شرم مین پسینہ پسینہ ہوگیا

تجھے ہو کیا گیا ہے اگر ایسی واہیات باتین بنائیگی تو مین اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا ایسے بزرگ کے
سامنے یہ باتین بے حیایانہ مجھ سے کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی ہے مین تجکو جانتا بھی نہین ہون
تو ہے کون بلا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک طمانچہ اسکے منہ پر مارون کہ شاہ صاحب نے کہا ہان ہان
شہزادے جانے دو اتنے پریشان نہو یہ آپکا بھائی ہی جعفران بن عمرو عاشق تو یہ آپکا بھائی ہے اور
بھائی جعفران اپنی اصلی صورت دکھاؤ کہ صاحبقران نہایت تنگ و پریشان ہین غرض اس فرمانے
سے شاہ صاحب کے جعفران نے عرض کیا کہ پھر آپ ہی عنایت فرمائیے کہ مین بہت ہی روان دوان
انکے فراق مین پھرا ایک گھڑی کا بھی سہارا انہین سے نہین ہوا جو روکے کے میری جان کو
دیا رونے ہونگے قرضدار الگ برا ابلا کہتے ہونگے بالکل مفلس و نادار ہو گیا ہون کوڑی کوڑی
کو حیران و پریشان ہون یہ کہکے اپنی اصلی صورت دکھائی اور کہا کہ دیکھئے وہ صورت آپکو
بری معلوم ہوئی تھی نفرت کی نگاہ سے آپ دیکھتے تھے اب یہ صورت ملاحظہ فرمائیے شہزادہ
نے کہا کہ خواجہ اب زیادہ چونچلا نہ کرو مجکو زیادہ پریشان نہ کرو غرضکہ صاحبقران بہت خوش ہو
کر عرصے کے بعد اپنے یار وفادار رفیق جان نثار سے ملاقات ہوئی اسپایوں تو
مشغول صحبت سیر مردہ ہین انکو اسی حالمین چھوڑتے اور

دو کلمہ داستان سمندر جادو اور گنجور شاہ کی سماعت فرمائیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن زبانے دگر داستان گوش کن

راویان شیرین گفتار و ناقلان صداقت شعار اس داستان رنگین کو یون تحریر و تسطیر
کرتے ہین کہ سمندر پس از فریب گنجور کے کہ نہایت مشہور ہے اور [illegible] اپنی سرکار کا کل
کاروبار سلطنت الہی کی رائے پر ہی گنجور اسکو بہت مانتا ہے اور کل امور سلطنت اور
کاروبار طلسم مین اسی کی رائے پر عمل کرتا ہے یہ جانتا تھا کہ یہ مار آستین اپنے آقا پر ہاتھ صاف
کریگا اور میری ہی جان کا دشمن ہو جائیگا دلمین اسکے کینہ بھرا ہوا ہے ظاہر مین خیر خواہ ہو کر باطن مین
بدخواہ خون کا پیاسا ہے وزیر اسی فکر مین رہتا ہے کہ سلطنت پر بادشاہ پر قابو پاؤن تو اسکو قتل یا اسیر کرون
مگر کوئی تدبیر کارگر نہین ہوئی ایک روز موقع اسکو مل گیا دو پہر رات گئے اپنے آقا کے پاس تخلیہ مین
ادھر ادھر کا ذکر مذکور کرتے رہا باتین کرتے کرتے اسنے ایسا سحر کیا کہ گنجور شاہ بیہوش ہو گیا یہ غافل تو
تھا ہی کچھ اندیشہ اسکو پہلے سے نہ تھا ورنہ ہوشیار رہتا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ نمک حرام ایسی دغا کریگا ایسی
وزیر کور نمک نے ایسا سخت سحر پڑھا کہ گنجور شاہ کو مطلق ہوش نہ رہا اسنے اسی عالم مین اپنے آقا کو
اسیر کر کے قید سحر مین مسلسل کیا اور اسی وقت بزور سحر سمندر جادو کی خدمت مین پہونچا اور کہا
کہ لیجیئے مین اپنا کام کر چکا مین نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ مین آپکے مخالف کو گرفتار کر دونگا آپ
اُسے قتل کیجیئے طلسم گنجور کی سلطنت مجھے دیجئے اور آپکے ساتھ جو یہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے اور دل مین
آپکے ساتھ آپکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اور اسکا موا خذہ کیجیئے اسکو بہت غرور ہو گیا تھا اور
کبر و نخوت و خود پسندی اسکے دماغ مین سمائی تھی اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہین سمجھتا تھا اسنے
ہر ایک والی شاہ و شہریار کو حقیر و ذلیل جانتا تھا مجکو یہ خود پسندی اسکی پسند نہ آئی اور رعایا بھی
اسکے جبر و ظلم سے تنگ آ گئی تھی بس مین نے جو آپ سے قول و قرار کیا تھا وہ اسکو مین بجا لایا ہے

اب انکو اختیار ہے سمندر شاہ گنجور شاہ کو قید سحر مین گرفتار دیکھکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ
صبح کو اسے قتل کرنا اور زبان مین اوسکے سوزن دیجے اور اپنا سحر بھی اسپر کرکے اسیر کیا چوب
بارگاہ سے باندھ دیا صبح کو سمندر شاہ نے اپنا دربار آراستہ کیا سب ارکین سلطنت و
مشیران ابہت اپنے اپنے منصب پہ آکر حاضر ہوئے سمندر شاہ تخت پہ آکر جلوہ گر ہوا اسکے
رفقا اور امرا سب حاضر ہین ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے ہین اب گنجور شاہ کو اسنے طلب کیا اور
سامنے اپنے بٹھا کر کہنا شروع کیا کہ تم نے ہمارے نام کا کچھ خیال نہ کیا اوسکا مزا دیکھ لیا تمہارا دماغ بادہ
کبر و نخوت سے معمور ہوگیا تھا کچھ امداد و اعانت ہماری نہ کی جاری درخواست کو بالکل نا منظور کیا
ایسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھا یہ بات تمکو زیبا نہ تھی کم ہوش و گندم نما جو فروش ہو ظاہر و باطن
تمہارا یکسان نہین ہے تم اپنے کردار کی سزا پا گئے یہان تک نہ عدم کو چلے جاؤ گے سرشار روس
وزیر کو خلعت فاخرہ بیش بہا عنایت ہوا اور کہنے لگا کہ تجکو اپنی سلطنت کا وزیر اعظم کرونگا
کل اختیارات ملکی و مالی بدولت کی سرکار سے تمکو عطا کئے جائینگے جو جو تحفہ جات اور عجائبات
یہان کے ہون وہ پیش کرو اور قلم دوات گنجور شاہ کے سامنے رکھوا دیا کہ جو جو اپنی حسرتین ہون
وہ بیان کرو گنجور شاہ نے اول یہ شعر لکھا ؎

کیا ہے ذبح مجھکو جسنے بڑی صفائی سے بر جو لیے | ہزارون حسرتین لپٹی رہین قاتل کے خنجر سے

اول تو ہے کون جو خبر کرے فتاح طلسم کو کہ مین بدل مسلمان ہوا اور کار ... لیکن یہ خیال تھا اگر شاید
آپ اسطرف تشریف لائین تو میرے اس خون ناحق کا بدلا سمندر جادو سے لیجیگا۔ اسکے
سوا کوئی تمنا نہین ہے کسی واسطے کہ ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے کہ خبر دے نامہ بر سے | کسے نہ بیکسی مانگی ہے بر وقت سحر سے

یہ کہکے قلم کو ہاتھ سے پھینکدیا اور مصروف دعا ہوا کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس مظلومان
مین تازہ مسلمان ہوا ہون صدق دل سے ایمان لایا ہون خدا ہے وحدہ لاشریک کی وحدانیت
کا اقرار کرتا ہون مجکو اس تہلکہ عظیم سے بچا اور اس آفت تازہ سے محفوظ رکھ ؎

اے کار کشائے بستہ کاران | مقصود وہ امید واران | ہم لستی صد نکات تو ہے
ہم ناظم کائنات تو ہے | ہے کعبہ و دیر مین تو اشنو | ہو ران ضعیف کہ تزا زور

تو ہی ہے دوائے دردمندان | تو ہی ہے امید مستمندان

مین بیگناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے ؎

لیکن جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئے | بال نہ بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہوے

یہ تو مصروف دعا ہے اب دو کلمے درویش باکمال الفا سے صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین
کہ انہون نے جو سر اوٹھایا تو صاحبقران سے کہا کہ ایک عاشق تازہ آپکا بادشاہ طلسم
یعنی گنجور شاہ جسمین سے آپ کے بہت کام نکلین گے وہ خدا پرست ہوا ہے اور آپکے ساتھ
جان نثاری کریگا اوسکے وزیر سمندر روس نے نمک حرامی کرکے اوسکو مزدور سحر گرفتار کرلیا ہے دربار
مین سمندر شاہ کے حاضر ہے سمندر شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے شہزادہ نے کہا کیونکر
پہنچون اور کسطرح اسے گرفتار بلا کو ورطۂ ہلاکت سے ساحل نجات پر لاؤن شاہ صاحب نے کہا
مین اسکا انتظام کئے دیتا ہون یہ کہکر ایک بازو بند یاقوت سرخ کا کہ جسپر حروف اسمائے الہی

کندہ تھے شاہزادہ بلند اقبال کو دیا اور ایک تعویذ بہت سی گنجی پر کرا ... جسمین اسمائے
الٰہی منقوش تھے مہر سپہر عیاری یعنی خضران بن عمر کو مرحمت کیا اور سلطان شہزادہ نے تن اقدس
پر آراستہ کر لیا ایک رومال دستی آئینہ کا عنایت کیا اور کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر
نہ کھینچے خداوند عالم اسقدر منصور کرے ... واپس تشریف لائے کہا کہ دونوں شیرون کو حکم دیا
کہ اس شیر بیشہ شجاعت یعنی شہزادہ عالیوقار کو مع خواجہ خضران نامدار کے بہت جلد سر ابر
غار کے پہونچا دو خبردار تاخیر نہ کر بہت تیز روی جانا اور شہزادہ بلند اقتدار سے فرمایا کہ جس
وہ دونوں پریان جب کہ غار سے نکلین تو اس رومال کو اچھال دیجئیگا اور آپ بسم اللہ کر کے
بیخوف و خطر غار مین کود پڑینگا مع خواجہ کے دل مین کچھ اندیشہ نہ کیجئیگا خواجہ نے کہا کہ یا حضرت
یہ بات تو آپنے بڑی مشکل بتائی یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے مجھسے تو یہ نہو سکیگا کود مین نہ کودونگا
شہزادہ کودین مین کیون مفت مین اپنی جان دون کچھ تیری جان فالتو نہین ہے کہ دیدہ و
دانستہ اس اندھے کنوئین مین گر پڑون اور خواہ مخواہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین
ڈالون ناصاحب مجھسے یہ ہرگز نہوگا کہ بیٹھے بٹھائے وہان اژدرہین گر پڑون جورو لڑکے بیچارے
رو رو کر اپنی جان دیدینگے اور جب کوئی سرپرست انکا نہوگا وہ تو بے موت مر جاینگے کیونکر
اوقات بسری کر سکینگے شاہ صاحب واللہ ہے کہ آپنے بھی اچھی ترکیب بتائی ہے کہ جسمین
جان کے لالے پڑ جاینگے اور مین تو ایک ڈرپوک آدمی ہون غار کی صورت ہی دیکھا میرا دم
فنا ہو جائیگا کودنا تو درکنار فقط کودنے کا نام سنکے تو میرے ہوش گم ہو گئے ہوا اس بجا ہے
پیرمرد نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ کچھ ایسا ہی موقع ہے کچھ اندیشہ کرو یہان تک تمہارا جانا ہوگا
اور یہ عذر کا مقام نہین ہے جیسے ہم نثار ہو جاتے ہیں وقت مین عذر کرتے ہو خواجہ نے
کہا کہ اچھا حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن مع راضی ہون مین اسی مین جسمین تری رضا ہو
بس فوراً ہی شاہزادہ عالیوقار مع خضران بن عمر نامدار کے شیرون کی پشت پر سوار ہو کر
اس جانب کو روانہ ہوئے طرفۃ العین مین برابر غار کے پہونچ گئے انکے پہونچتے ہی جیسا کہ
وہ پریان غار سے نکلین انھون نے رومال ہاتھ سے اچھال دیا کہ وہ پریان اُس رومال پر
گر کے مثل بوسیدہ لوہے کی تلوارون کے ہو کر رومال پر رہگئین معلوم ہوتا تھا کہ یہ قبضہ
کی تلوارین ہین جیسے کسی کے قبضہ مین تھین ہی نہین شہزادہ شیر پر سے اوتر کے قریب غار
کے آیا اور بسم اللہ کہکے جھم سے غار مین کود پڑا مع خواجہ کے چشم زدن مین پاؤن آشنا
بزمین ہوئے آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین ایک صحن بارگاہ مین پایا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہے وزیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر ہین اور ایک شخص صحن
بارگاہ مین طوق و زنجیرین گرفتار بیٹھا ہے اور جلاد تیغہ آبدار ہاتھ مین لئے ہوئے سر پر کھڑا
ہے دو حکم مل چکے ہین تیسرے حکم دینے سے کہ شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باشید او کافران بیحیا
و ساحران بیوفا کے گذارم کہ از دست من بدر رود ہوشیار باشید اے قرمساقان منم
صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان اے مردود خضران
کا ہوا کیسہ

عیار ہون جہان مین ہے میرا اعلام ہے	ابن عمر ہون مین ہون میرا خضران نام ہے

مشمدو بہ کارگر نہوا یہ گھبرایا کہ اب قضا کا سامنا ہے تصویر مرگ آنکھون کے نیچے پھر گئی گھڑی وہان ہی گر گیا
کہ زمین پر گرتے ہی بشکل بحری بنکر اوڑ کے چلا اور دلاور کیخسر شاہ بھی باز بنکے پیلا بلند پروازی کرتا ہوا
چلا جاتا تھا کہ قریب آسمان پہونچکر اوسکو گھیرا ۔ لگا مقابلہ ہونے اور پر جلنے شعلے آگ کے دونون
کے پرون سے شرر افشان تھے آخر الامر کیخسرو شاہ بادشاہ طلسم ہے یہ کیونہی اس سے کیا مقابلہ
کر سکتا تھا ایک مقام پر اوسنے زیر کرکے دبوچ لیا اور سر دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدیا جسم دھڑ سے
نیچے گر پڑا آواز آئی کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندر روس جادو بود افسوس مردیم و
جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم * اوسکے تو وہ ٹکڑے ام بہ اصل جہنم ہوا ۔ ایدھر اوس ہنگامہ گیر ودار مین
سمندر جادو کے بھی بہت سے ساحر مارے گئے تھے یہ گھبرا گیا اور ارادہ کیا کہ بھاگ جاؤن مگر
اسکو بہت غیرت آئی اور خیال کرنے لگا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین اتنا بڑا ساحر
زبردست ایک متنفس غیر ساحر کے مقابلہ سے بھاگ جاؤن اس سے تو بہتر یہ ہے کہ لڑ کر
اپنی جان دیدون یا غالب آکر اسکو مارلون یہ منصوبہ کرکے جست بھاکے زمین پر گرا اور خاک مار کر
اژدرہان کی شکل بنکے شاہزادے کیطرف جھپٹا شاہزادہ نے وہی تیغ خونچکان لی اسکو
آتے ہوئے دیکھکر لگایا کہ اسکے دو پرکالے ہوئے شور وغل پیدا ہوا کہ مارا جوان کشتی کہ نام
من سمندر جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم جسقدر رفیق
وجان نثار اسکے تھے جب اونھون نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا بس انکی آنکھون مین خون
اوتر آیا حق نمک ادا کرنے لگے تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پہلوانون نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ
کے للکار اسکے دون تلوارین کھنچ گئین ابر سیاہ گروہ کفار مین برقین چمکنے لگین تلوار چلنے لگی جنگ
مغلوبہ ہو گئی شاہزادہ تیغ شرربار کھینچے ہوئے مثل شیر غضبناک غول مین گھس گئے
قتل کرنا شروع کیا جس کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کردیا تھوڑے سے عرصہ مین اون کافرون کی لاشون
سے صحن بارگاہ کو بھردیا ۔ دریائے خون طغیانی پر تھا سر مثل حباب تیرتے تھے کشتی
حیات طوفان مین تھی ملک الموت حیران کھڑے تھے کہ کس کس کی روح قبض کرون
کس کس کی روح قبض کر سکتے تھے کہ ہمیں اور کر کرتے تھے بازار گرم تھا جانون کی خرید وفروخت
ہو رہی تھی غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ سب نابکار بھی تیغ غضب شاہزادہ عالی وقار
سے مارے گئے اس ہنگامہ گیر ودار مین سب رفیق وجان نثار سمندر جادو کے واصل
جہنم ہوے جو کم درجہ کے لوگ تھے تاب مقابلہ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوئے فرار کو قرار
پر اختیار کیا روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے چلتا ہوا گیا جسکا جدہر سینگ سمایا وہ اودھر
اپنی جان بچا کر چلدیا شاہزادہ نے بھی بھاگتون کا تعاقب نہ کیا اپنے مقام پر بیٹھ گئے ۔ کیخسرو
شاہ آیا اور شاہزادہ کے بلاگردان ہوا اور قوت جرأت وشوکت کی تعریف کرنے
لگا کہ سبحان اللہ کیا آپ نے شمشیر زنی کی ہے کہ مریخ فلک بھی دیکھکر تھرا گیا خنجر ہاتھ سے
گر پڑا جلاد فلک کانون پر ہاتھ رکھ کے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا نقشہ
خوف ووحشت آنکھون کے نیچے پھر گیا زحل برج حمل مین چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا
بہت بڑا گھمسان پڑا مگر تھوڑے ہی عرصہ مین آپ نے سبکو تہ تیغ کیا مطلع صاف کر دیا
صحن بارگاہ کو نجاست کفر وضلالت سے پاک کردیا ۔ غرضکہ بہت کچھ صفت وثنا شاہزادہ کی

زبان پر لایا صد ہے قربان ہوکر صحن بارگاہ کی صفائی مین مصروف ہوا اشتون کو ان کفار کے پھنکوانا
شروع کیا تھوڑے عرصہ مین میدان بارگاہ کو لاشون سے پاک وصاف کرادیا بعدازان شاہزادہ
کی خدمت مین ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور تخت پر رونق افروز ہون یہ تاج و تخت آپکو
مبارک ہو اپنے قدم مبارک سے تخت کو زینت دیجیے بارگاہ شاہی کو اپنے نور جمال سے روشن
ومنور فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہم تاج بخشش ہین تاج گیر
نہین ہین تو شوق سے تخت پر بیٹھو اور انتظام اپنی سلطنت کا کر یہ تسلیم بجا لا کر تخت پر بیٹھا
اور دنگل جواہر نگار شاہزادہ کے لیئے بچھایا گیا شاہزادہ اوسپر جلوہ گر ہوا کرسی زرین خواجہ
کے لیئے منگوائی گئی اوسپر انکو متمکن کیا کنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور میرے جان بخش ہین
آپ ہی کی بدولت میری جان بچی ورنہ اوسنے تو میرا کام ہی تمام کردیا تھا اگر حضور تشریف نہ لاتے
تو کسطرح غلام اس ورطہ ہلاکت سے نجات نہ پاتا حضور ہی کی قدمون کی برکت سے
میری جان بچی بھلا کہانتک حضور کا شکریہ ادا کرون اگر تمام عمر آپکی غلامی کرون اور اپنی جان
بھی حضور کے قدمون پر نثار کردون تب بھی حضور کی ذرہ نوازی کا شکریہ بجا نہین لا سکتا
اب غلام تحائف ستارہ اور تحفہ جات طلسم خدمت مین حاضر کرتا ہے حضور اونکو اپنے پاس رکھین
کہ وقت پر وہ کام دینگے اور کمترین کے نزدیک اس طلسم کا توڑنا اچھا نہین ہے اگر دو برس
تو یہ طلسم اپنی حالت پر بدستور قائم رہے اور شکست کرنیکا اختیار حضور کو ہر وقت حاصل ہے
یہ غلام جان نثاری کے لیئے خدمت مین حاضر ہے مگر زبانی ایک بہت بڑے زبردست کاہن
کے جسکا نام شہوشم کاہن ہے کہ علم کہانت مین اوسکا مثل و نظیر نہ تھا اور رمل مین پیشین گوئی مین
کوئی اوسکی ہمسری نہین کرسکتا تھا اوسکی زبانی مین نے سنا ہے کہ آپکے خاندان سے
اس طلسم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اوس شہزادہ کا شہریار صفدر پوش ہوگا وہ اس
طلسم کو فتح کریگا بانیان طلسم نے شکست اس طلسم کی اوسی شہزادہ عالیمقدار کی ذات پر موقوف
رکھی ہے ابھی عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہے اوسی کاہن نے کہا کہ نہایت سن رسیدہ اور جہاندیدہ
تھا یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار بہت شوکت و صولت حاصل کریگا ہمت و
جرأت شجاعت و تہور مین کوئی اوسکا ہمسر نہوگا بڑے بڑے گردن کشون کو زیر کریگا کوئی
اوسکا مقابلہ نہ کرسکیگا وہی اس طلسم کا فتاح ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے شاہزادے
نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے کل اگر مقرر ہوں یا اوقات تھا
پھر فرمایا کہ کنجور شاہ سے کہا کہ قیدیان طلسم کہان ہین کنجور شاہ نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
قیدیان طلسم کو حاضر کردو چنانچہ قیدیان طلسم پیش ہوئے شاہزادہ نے سب کو رہا کیا
اونمین مقیدان طلسم مین صفدران دردر کوش بھی تھا دیکھا بنا ہوا شاہزادہ نے اوسکو
اپنے حضور مین طلب کرکے استفسار حال کیا اوس نے سب کیفیت اپنی بیان کی برات کا
اس صحرائے طلسمی مین پہونچنا اور ہرن کا پیدا ہونا اپنا اوسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا ہرن کا قدم
غار ہوکر غائب ہوجانا اپنا غار پر پہونچنا برقون کا چمکنا اور اپنا بھی غائب ہوجانا سب حال
شاہزادہ کے حضور مین عرض کیا شاہزادہ نے کمال شفقت و مہربانی فرمائی اور صفدران
کو خلعت سے مخلع کیا یہ خدا پرست ہوا اسکو ہمراہ لیکر خدمت مین الفاظ کے صدر النشین کے

چلے ہم گنجور شاہ کے راہ مین اگرچہ برات بڑی ہوئی تھی وہان پہونچے شاہزادہ نے صمدران
فرزند دیوگوش سے ملاقی ہو کر فرمایا کہ بھائی عروس تیری نہایت مشتاق ہے اور تیری مان
تیرے انتظار مین اپنا حال تباہ کئے ہوئی ہے بیچاری سب تیرے فراق مین نالان و گریان ہین تو جا
اور اپنی مان کے چشم انتظار کو اپنے دیدار سے روشن و منور کر اور اپنے وصل سے عروس کو شادکام
کر یہ سنکر صمدران کے پاس پہنچنے سے اہل برات نہایت خوش ہوئے اور شہزادہ کے کمال شکرگذار
ہوئے صمدران کی مان ہزارون دعائین شاہزادہ کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ حضور کی بدولت
اور آپکی عنایت سے صمدران [illegible] مین یہ شہر [illegible] اپنی مراد کو پہونچی فرزند میرا مجھ سے آکر ملا حضور نے
مجھکو زندہ کر لیا ورنہ اسی غم مین ہلاک ہو جاتی فرزند میرا آپکا در پر حاضر بندہ غلام ہے اور ہم سب حضور
کے دعاگو ہین شکرگذار ہین حضور کی احسان [illegible] کا شکریہ اگر تمام عمر ادا کرین تو ممکن نہین کہ
ادا [illegible] ہو سکے [illegible] ایسا ہی صمدران فرزند دیوگوش نے عرض کیا کہ مین حضور کے
قدم چھوڑ کر کہان جاؤنگا [illegible] کو خدمت کرکے آپکی غلامی مین حاضر رہونگا آپ کی رکاب سعادت
انتساب سے علیحدہ نہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہین ہے برات ابھی سے جا کر
[illegible] وصل [illegible] شادی کا کام کرو پھر جب جی چاہے چلے آنا صمدران نے عرض کیا کہ
بہت خوب [illegible] فی الحال حضور سے رخصت ہوتا ہون مگر مین اپنے ملک کو اسلام آباد کرکے
اور کل فوج اور اپنے قبیلہ والون بلکہ کل خاندان کو تلقین دین اسلام کرکے اور سب کو
مسلمان کرکے کس مقام پر حاضر ہون فرمایا کہ بیابان نہ طاق پر ملاقات ہوگی پس تو اپنے
ملک کو روانہ ہو اور سب کو اسلام آباد کرکے دس ہزار فوج لیکر جانب نہ طاق
چلا آ [illegible] اسی راہ مین [illegible] صاحبقران کا ساعت فرمائے گا بعد رخصت
ہونے صمدران فرزند دیوگوش کے درویش صحرانشین کی خدمت مین حاضر ہوئے
ملاقات سے مشرف ہوئے اور کمال شکرگذاری ظاہر فرمائی اور بہت کچھ تعریف و توصیف
کرکے عرض کیا کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی برکت سے مین اپنے مقصد پر کامیاب ہوا اور
طلسم گنجور شاہ سلیمانی میرے ہاتھ [illegible] ہوا مین اب یہ چاہتا ہون کہ لشکر لیکر بیابان نہ طاق مین
پہونچون اور آپ وقتاً فوقتاً میری مدد فرماتے رہین تو نہایت مناسب ہوگا مین آپکا کمال
شکرگذار ہونگا بعد ازان یہ بھی تمنا رکھتا ہون کہ اپنے جد و آبا سے ملون اور خانہ کعبہ کی زیارت سے
مشرف ہون شاہ صاحب نے اقرار کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور زندگی نے
وفا کی تو ضرور وقتاً فوقتاً آپ کی امداد کے لیے پہونچونگا اور حتی الامکان آپکی اعانت کرونگا پھر
گنجور شاہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ طلسم مین لایا اور اسیطرح برقین چمکنے لگین رومال شاہ صاحب
کا شاہزادہ کے پاس تھا اسکی برکت سے یہ داخل طلسم ہوئے گنجور شاہ خدمت مین حاضر
ہوئے اپنے سرانجام دعوت کا کیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور نے غلام کو سرفراز
فرمایا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس مکان کو روشن و منور فرمایا اب غلام کی یہ
تمنا ہے کہ جو نان و نمک غلام حاضر کرے اسکو حضور نوش فرماوین تو کمال عزت
افزائی غلام کی ہوگی چشمون مین سرخروئی حاصل ہوگی موجب غلام کے فخر و
مباہات کا ہوگا۔

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزی کم	ز التفات مہمان سرای دہقانی
کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانی

شاہزادہ والا تبار کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال ہو اس ذرہ بے مقدار غلام جان نثار کی دعوت قبول فرمائیے تاکہ دم جدید کی آبرو بڑھ جائے غرضکہ شاہزادہ انجم مرتبت انجم شکوہ نے گنجور شاہ کی دعوت قبول فرمائی اسنے بہت جلد دعوت کا اہتمام کیا کارپردازون کو حکم دیا کہ بہت عمدگی کے ساتھ شاہزادہ کی دعوت کا انصرام کرو چنانچہ منتظمان سلیقہ شعار نے دعوت کا بندوبست شروع کیا زیر قصر ساتھ شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پرتکلف بنی ہوئی تھی اوسمین چھت پر سے تمامی وزربفت کے لگے ہوئے آگے ایک سائبان زرتار جھالرین مقیش کی باسلک ہائے مروارید آویزان اسی بارہ دری کو دعوت کیلیے آراستہ کیا صدہا جھاڑ بلورین شمعین مومی وکافوری اونمین جلتی ہوئی کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ تہا و بیر شاہان پیشین اور اکثر ہر نادر کی لگی ہوئین بہت معقول طیاری سے اس بارہ دری کو سجا اور بہت تکلیف سے ہر چیز کو قرینہ سے لگایا عطردان پاندان چنگیر بوکر سے مندل اگرسوز عود سوز عنبر سوز وغیرہ ظروف طلائی ونقرئی مرصع کار جا بجا رکھے گئے خادم وخدمتگار پوشاکین نفیس پہنے ہوئے سرگرم کار و بار دعوت تھے غرضکہ شام کو شاہزادہ عالی وقار کو نہایت تجمل شاہانہ کے ساتھ اس بارہ دری مین لاکر جلوہ گر کیا گنجور شاہ مع رفیقون وہمراہیون کے پوشاکین پرتکلف جسم پر آراستہ کیے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہین غرضکہ شاہزادہ کو لاکر صدر مقام پر بہت عزت و احترام سے مسند زرنگار پر لاکر بٹھایا تمام بارہ دری مین شام سے روشنی ہو رہی تھی بڑے بڑے قالین رومی و ایرانی بچھے ہوئے تھے ہر درجہ بارہ دری کا فرش فروش وشیشہ آلات سے رشک نگارخانہ چین ہو رہا تھا شہزادہ کے سامنے کئی صندوقچہ جواہرات کے لاکر پیش کش کیے۔ بہت سے طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت ناچ گانے کی قرار دی طبلون پر تھاپ پڑی لہرا سارنگی کا باجین کی کمک آسمان کو جانے لگی قانون بین رباب چنگ ومرچنگ سرود ستار دف دائرہ الغوزہ جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے ساقیان مہر لقا پری صورت جام وصراحی زرین لیے حاضر ہوئے دور شراب یاقوت رنگ کا چلنے لگا آواز ہاؤ ہوش ونوشانوش کی بلند ہوئی بعد اسکے جو نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال حاضر تھین روبرو شاہزادہ عالی وقار کے ناچنے اور گانے لگین انہی مین سے ایک نازنین ماہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی۔

غزل

عشق بازی کا مرے چرچا رہا
ہمسری پر خار سے الجھا رہا
اے پری پہلو ترے سر کی قسم
بیٹھ کر ساغر صہبا کرہا
شب کجا یا وصل یار [illegible]

مر کے بھی اسطرح مین زندہ رہا
دیکھ کر چشم سیاہ یار کو
تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا
[illegible] چھپا کر ہو کا دل آج
[illegible] کا [illegible] رہا

[illegible] ہوا
[illegible] کیا [illegible] رہا
[illegible]
[illegible] رہا
[illegible]

مجھ سے نالان خود میرا نالا رہا	اے ہنر دو دن نہ مین اچھا رہا
ہجر جانان مین رہا ہر دم علیل	

حسب فرمایہ تحویل نازنین مذکور نے روبرو شہزادۂ عالی وقار و مصاحبان بزم بصد ناز و ادا
گائی سامعین سنکے بہت محظوظ ہوئے خصوصاً خواجہ صاحب نہایت مسرور ہوئے
اسوجہ سے کہ انکو علم موسیقی مین مہارت کامل ہے اور لحن داؤدی انکو عطا و ندکریم سے
عنایت فرمایا ہے زیادہ لطف حاصل ہوا از نیکہ اس نازنین کو انعام مین ملاحظہ مذکور
انعام و اکرام دیا گیا اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہائے اہل بزم خوش کرنے لگی
علاوہ نازنینان مذکور کے چند طائفے مردانہ بھی محفل مین آکر حاضر ہوے یعنی کشمیری بھانڈ
بھی نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور کیساہی انسان ملول و غمگین ہو اوسکو ہنسا
دیتے ہین اونمین سے ایک بھانڈ حسین نامی خوش گلو مع اپنے ہمراہیون کے
روبرو شہزادۂ عالی وقار حاضر ہو کر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے گانے کے اسکے
ہمراہیون نے نقلین عجیب کرنی شروع کی جنکے سننے سے اہل محفل کے مارے ہنسی
کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ہر شخص ہنستے ہنستے بیتاب ہو جاتا تھا شہزادہ بھی
بیساختہ منہ پر رومال رکھکے ہنسنے لگا نہایت محظوظ ہوا از نیکہ ان بھانڈون کو مرحمت
ہوا القصہ دو پہر رات تک یہی جلسہ رقص و سرود بقدر باعث ازدیاد لطف شب
تا پہر پہونچی اور جلسہ رقص و سرود برخاست ہوا نمبور شاہ حاضر ہوا اور بدست بستہ
عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہے کچھ اور نوش فرمادیجیے جو نان و نمک حاضر ہے وہ
قبول ہو غلام کو سعادت دارین حصول ہو غرضکہ نمبور شاہ شہزادہ کو نعمت خانہ کے
ایوان وسیع مین لایا یہان کارپردازان سلیقہ شعار و بکاولان انتخاب روزگار نے دسترخوان
نہایت عمدگی سے چنا تھا ہمہ نعمت دنیا کی اوس دسترخوان پر حاضر تھی اغذیہ ایسی
ایسی پر تکلف لطیف و خوش ذائقہ بحکم نمبور شاہ خاصہ پزان شاہی نے طیار کی
تھین کہ جو کوئی چند لقمے اس غذا کے رغبت سے تناول کرے روح اوسکی
خوش ہو جائے غذائے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اوس غذا سے شیرین
کو کھاتی یقین ہے کہ نام اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذائے شیرین اس درجہ شیرین
تھی کہ لب ہائے حسینان جہان بھی اس غذائے شیرین سے آشنا ہو کر شیرین
مشہور ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزہ دار تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اس غذائے
نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اس غذائے نمکین کے روبرو نمک چہرۂ محبوبان دہر
بالکل پھیکا تھا اقسام غذائے خاصگی کی کیا تعریف کیجائے جو شئے تھی نایاب اور نہایت
خوش ذائقہ تھی جسکی بو باس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا ذائقہ خود مزا
اوٹھاتا تھا اقسام ماکولات لذیذ کی اگر تفصیل کیجائے تو صفحہ قرطاس مملو ہو جائے
تب بھی نہ تحریر ہو سکے۔ خلاصہ یہ کہ کوئی شئے از قسم طعام و دیگر اشیا مثل مربجات
پکوان و شیرینی وغیرہ ایسی نہ تھی جو اس دسترخوان پر بکثرت موجود نہ ہو۔ جب
شہزادہ یہان رونق افزا ہوا عجیب سامان ملاحظہ فرمایا کہ فرش جھاڑ آراستہ ہین مردنگیان
جھاڑ قندیلین بیشمار روشن ہین دالانون مین مخمل زردوزی کا فرش بچھا ہے

اور مقام صدر پر ایک مسند فیروزہ زرنگار و تکیہ لگا ہے اور ایک بہت بڑا دستر خوان وسیع بچھا ہوا
ہے اوسپر انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ شہزادہ نے مسند پر
جلوس فرمایا طلائی سلفچی آفتابہ آیا ہاتھ دھوکر خاصہ نوش فرمانے لگے خادم رومال ہلانے
لگا خواجہ بھی شریک طعام ہیں ہر چیز کی تعریف کرتے جاتے ہیں مگر یہاں کا سامان
اور ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار جو اسپر نگاہ دیکھکر اسکے منہ میں پانی بھرا آتا ہے خیال
کرتے ہیں کہ اگر یہ سامان سب مجکو مل جاتا تو یہاں کا فرش و شیشہ آلات وغیرہ
سب زنبیل میں رکھ لیتا کبھی دعوت یا محفل میں کام آتا۔ شہزادہ خاصہ نوش
فرما رہے ہے اور طلسم کی باتیں گنجور شاہ سے پوچھتا جاتا ہے اور یہ اوسکو بالتفصیل بتاتا ہے
الحاصل شہزادہ نے خاصہ نوش جان فرمایا گنجور شاہ کی تمیز داری و سلیقہ شعاری کی
تعریف فرماتے رہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ غلام کی کیا اصل وہ حقیقت ہے
اور یہ سب نان و نمک تو تصدق حضور کے ملازموں کے بھی لائق نہیں یہ سب حضور کی بندہ
نوازی ہے کہ حضور نے کمترین کی عزت افزائی فرمائی بعد فراغت طعام
شہزادہ عالی مقام برآمدہ میں تشریف لائے وہاں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں
فرش و فروش شیشہ و آلات سے تمام برآمدہ سجا ہوا تھا روشنی [illegible] ہوا سے
مومی و کافوری کی اسقدر جگمگا رہی تھی کہ سارا جنگل منور ہو رہا تھا خادم و خدمتگار سرگرم کار و بادب اپنے
کاموں سے ہوشیار ہاتھ باندھے ہوئے حاضر تھے۔ شہزادہ کرسی جواہر نگار پر آکر
جلوہ گر ہوا سامنے آتشبازی گڑی ہوئی تھی گنجور شاہ نے اسکے چھوڑنے کا حکم دیا آتشبازی
چھوٹنے پہلے قلعہ داغا گیا زمین و آسمان گونج اٹھا لوگوں کی صدا سے شور نشور ہوا تھا بیان
جو چھوٹیں چاند کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں انار کے پھولوں پر فلک نے ستاروں کا گنج نثار
کیا پھلجھڑیوں اور ہزاروں سے پھولوں کا انبار لگ گیا تھا پھول میں عجب گل کاری تھی جیسے چمن پر
باد بہاری چلتی سرو آتشبازی [illegible] چراغان کا رنگ دیتا تھا چرخیوں کا تماشا دیکھکر
چرخ گردان چکر میں آیا نسرین چنبیلی کی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لڑیاں سہرے کی آویزاں
ہیں۔ آتشبازی کے چاند سورج نے ایسا لطف دکھایا کہ شمس و قمر کا چہرہ فق ہو گیا
آتشبازوں نے وہ چہرہ رنگین آتشبازی بنائی تھی اپنی کاریگری دکھائی تھی کہ جسنے
دیکھی تعریف کی جب شہزادہ تماشا آتشبازی کا ملاحظہ فرما چکے فارغ
ہوگئے گنجور شاہ حاضر ہوا عرض کیا کہ رات تین پہر سے زیادہ گذر چکی ہے اب حضور
استراحت فرمائیں ورنہ طبع مبارک خدانخواستہ کسلمند ہو جائیگی یہ کہکر خوابگاہ کے قصر میں
لے گیا دیکھا کہ وہ بھی خوب آراستہ ہے ہلکی ہلکی روشنی [illegible] مسند و تکیہ لگا ہوا ہے مسند
بچھی ہوئی ایک سمت کئی چھپر کھٹ [illegible] آراستہ ایک جانب چاندی کی مسہریاں و پلنگڑیاں
سونے کے لیئے قرینے سے لگی ہوئی ہیں [illegible] سفید چادریں [illegible] لگے ہوئے گردپوش
دیباج پر کے پڑے ہوئے [illegible] چھپرکھٹ پر شہزادہ نے آرام فرمایا خدمتگار
چمپی کرنے کو بیٹھ گیا بیدار حاضر [illegible] کا انتظام ہو گیا خواجہ صاحب
نے بھی ایک پلنگڑی پر آرام کیا گنجور شاہ بھی [illegible] اپنے مقام پر

یہ بھی آکر آرام پذیر ہوا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ نے اپنا بوریا بدھنا سنبھالا اور تسبیح خوان ثوابت و سیار نے تسبیح ہزار دانۂ نجوم و کواکب کو رکھکر اپنا منہ سلا اوٹھایا سجادہ نشین چرخ چہارم نے چشمۂ مشرق سے وضو کرکے بعد طاعت ضیا بخش عالم سجادۂ نور کا بچھایا شہزادہ عالم بھی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کے لیئے پانی طلب کیا خادم آفتابہ و طشت لیکر حاضر ہوا وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کیا اور وظائف سے فارغ ہوئے اتنے مین گنجور شاہ بھی خدمت مین حاضر ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضور صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے غنچۂ دل ہوا خواہان شگفتہ ہو رہے ہین عجب سہانا وقت ہے حضور بھی گلگشت خانہ باغ سے طبع عالی کو شگفتہ فرمائیں تو حسینان چمن کے تحمل فراوان حضور کے خیر مقدم مین نرگس وار چشم در انتظار رہین پائمال ہوکر ہوجائیں لیس پھر عرض کر کے شہزادہ کو دوسرے قصر فلک شکوہ مین لاکر بٹھایا جو فرش شاہانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا اسباب عیش و راحت مہیا شیشہ آلات سجا ہوا تھا جس کے سامنے پائین باغ نہایت سرسبز و شاداب لگا ہوا تھا عجب باغ دلکشا فرحت افزا تھا کہ اگر اوسکی صفت رقم ہو تو رہلے شاخ طوبیٰ قلم ہو نخیل بادبہاری سے وہ گلزار طاسمی تو فردوس بریں تھا نہایت دلکش و دلنشین تھا۔ بیت

عجب باغ تھا رشک مینا سواد — اگر دیکھے رضوان ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار — کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست نہرین لبالب پٹریون پر سرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین رواں جیسے ہر ایک مثل قلب صافی دلان۔ ہر شجر پر طائران خوش نوا کا ہجوم آمد فصل بہار کی وصوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگا رنگ غیرت وہ نگارخانہ ارژنگ + سچ تو یہ ہے۔ نظم

سبز سبزے تھے ہر روش پہ ہری — لعل و یاقوت کی لگی تھی سری — روشون پر ستارہ کھچے تھے
فرش کی طرح وہ چمکتے تھے — جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا — رشک جنت جو کہئیے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جیسے کچھ اشجار — لائق دید تھی وہان کی بہار — صحن گلشن تھا آسمان کا جواب
پھول سب غیرت گل مہتاب — چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو — قمریون کی وہ صد و ہر کو کو

کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی — کہین پپیہا پکارتا پی پی

شہزادہ بارہ دری مین آکر مسند پر بیٹھا سرداران گنجور گرد و پیش با ادب تمام بیٹھے گنجور شاہ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت مقبول صورت پیمانہ بوا ہر آگین مین شراب ارغوانی بھر کر بیچنے لگے ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش یعنی ہاتھ مین لیکر مجلس افروز اس محفل خلد مشاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ دلکش سناتے تھے گنجور شاہ ہر سمت سرگرم اہتمام تھا اشیاء ضروری اہل انجمن کے لیئے حاضر کرتا تھا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور کا تڑکا نسیم و صبا کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی سریلی آواز کا گونجنا عجب لطف دے رہا تھا اہل محفل مصروف و لہو و سماع تھے ہر تان پر روئین کھڑے ہوتے تھے اتنے مین ایک نازنین مہ جبین نے بہر دین کی وصف مین یہ غزل

گانا شروع کی

غزل

بس نہ کر دست جنون اب کیا ہے پیرہن کے پاس
دھجیاں ہو کر گریبان آ گیا دامن کے پاس

خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے کچھ گلا تنگ نہیں
سحر ہے افسون ہے کیا ہی خنجر آہن کی پاس

خاک تو پونہچیگی اوڑکر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو گلچین دق نہ کر گلشن کی پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتے آتے طوق گشتہ ہو گیا گردن کی پاس

مر کے بھی خالی نہوگا پہلوئے تربت مرا
بیکسی رویا کریگی بیٹھکر مدفن کی پاس

رشک آتا ہے کہ ہم خلوت ہون موسی آپکے
اور ہم دیدار کو ترسا کرین ایمن کی پاس

روز سنتے ہین مسی مالیدہ لب سے کم نہین
دیکھ لین تمکو بٹھا کر ایک دن سوسن کی پاس

دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
چھپا نکلتا ہے کون شوخ برق وش روزن کی پاس

حسن کی گرمی سے پانی پانی ہو کر رہ گیا
آئینہ آیا جب اسکے عارض روشن کی پاس

بے غرض کی دوستی بھی ہے ناداری مین کچھ
رشتہ لپٹا ہے تو ہر دم ہمیشہ سوزن کی پاس

عالم بالا بھی جو روزن سے نہین ہے بے خطر
جاگتا ہے ماہ تابان رات بھر خرمن کی پاس

دوستون کا قحط ہے تسکین دل کے واسطے
بیٹھتے اوٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کی پاس

حسن روز افزون کا پردہ پردہ کر سکتا نہین
نور چھپن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کی پاس

کیا پتہ لگتے اپنا گر یہی سر پا لیا
دھوپ مین ونکو ملین گے انکو گلخن کی پاس

ناچ کا سمان بندھا ہے دور جام گردش مین آیا ہے انعام کثیر اہل بساط کو مل رہا ہے وہ بھی خوب جی توڑ کے گا رہی ہین شہزادہ بھی نہایت سرور بیٹھا ہوا تھا خواجہ بھی تعریف کر رہے ہین کہ اتنے مین گنجور شاہ نے خواجہ کیطرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ خواجہ سلامت آپکے گانے کی بہت نہایت تعریف سنی ہے تمام اراکین طلسم آپکے نہایت مشتاق ہین اگر از راہ عنایت کچھ شوق فرمائیے تو خالی از لطف نہوگا آپکو خداوند کریم نے لحن داؤدی عطا فرمایا ہے آپکا مثل نہین ہے آپکو فن موسیقی مین دستگاہ کامل حاصل ہے ہم لوگون کو آپکے سننے کا از حد اشتیاق ہے غرضکہ گنجور شاہ نے از حد اصرار کیا اور بہت مجبور ہو استدعا کرنے لگا خواجہ کا دل بھی گھبرا رہا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کچھ دو چار کوڑیون کی آمدنی ہو جائے ابھی تک تمکو کچھ ملا بھی نہین ہے یقین ہے کہ گنجور شاہ خوش ہو کر بہت کچھ دیگا لشکر مین جب یہان سے جائین گے تو لوگ پوچھین گے کہو کیا خواجہ طلسم گنجور سے لائے بھئی تم تو بہت کچھ لائے ہو گے دامن آرزو مالا مال ہو گیا ہوگا کیا ہے ہمکو بتاؤ گے کیا ہم کچھ لے لین ہم تو خوش ہونے والے ہین اون لوگون کا تو یہ خیال ہوگا اور بہت کچھ چھپائین گے اور یہان ایک کوڑی سے بھی واجد شاید نہین بہت بڑا نقصان ہوا جس بارگاہ مین جو معرکہ ہوا تھا اس ہلڑ و ہنگامہ مین ہیرے کی انگوٹھیان اور بہت سا جواہر بیش قیمت جاتا رہا کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ خواجہ تمہارا نقصان ہوا اور وہ مال میرا بھی نہ تھا ایک سوداگر نے بیچنے کو دیا تھا کچھ کمیشن مجکو بھی مل جاتا اب اسکو کیا جواب دونگا وہ جانیگا کہ خواجہ فقرہ کرتے ہین اگر اوسکو قیمت مال کی نہ دونگا تو میرے اعتبار مین فرق آئیگا پھر کوئی مجکو کاہے کو ہزارون روپیہ کا دیدیگا بس خواجہ ایسے ایسے خیالات اپنے دل مین کر رہے ہین لیکن گنجور شاہ سے انھون نے عذر کیا کہ طبیعت میری بہت فکرمند ہے اسوجہ سے کچھ دل نہ لگیگا گنجور شاہ نے پوچھا کہ خواجہ کیا فکر ہے انھون نے کہا کہ مین آپسے

کیا حال اپنی فکر کا بیان کرون بہت بڑا نقصان میرا اس سفر کے بین ہوگیا اوسکی وجہ سے دل میرا قابو مین نہین اُسنے کہا آخر بتائیے تو سہی کیا نقصان آپکا ہوا اُنھون نے وہی انگوٹھیون کا جاتا رہنا اور کچھ اشیا و جواہرات بیش قیمت کا تلف ہوجانا بیان کیا اور کہا کہ اسی فکر و اندیشہ مین ہون کہ صاحب مال کو کیا جواب دونگا اور سب تقریر مذکورہ بیان کی کنہور شاہ نے کہا کہ آپ کچھ فکر و تردد نہ کیجئے جو کچھ آپکا نقصان ہوا ہے سب آپکو ملجائیگا خواجہ نے کہا کہ آپنے میرے دل خوش کرنے کو کہدیا مجکو کیونکر اسکا یقین آوے اندھا جب پتیا ہے جب دو آنکھین پاوے کنہور شاہ نے کہا آپ خلاف سمجھتے ہین خواجہ نے کہا نہین آپ بڑے فیاض و عالی ہمت ہین آپکے نزدیک کیا اصل ہے غرضکہ خواجہ نے اسکو خوب بارڈہ پر رکھا اور ایسی تقریرین کین کہ اسکو روپیہ منگاتے ہی بن پڑا فورا اسنے اپنے اہلکارون سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاکر خواجہ کے پیشکش کردو چنانچہ دس توڑے اسکے سامنے منگوا کر رکھدیے خواجہ نے وہ روپیہ تو نذر زنبیل کیا اور اپنی ہفت پیوندی زنبیل سے نکالی اُسکی تھلیان درست کرکے بجانا شروع کی پہلے یہ شعر فارسی کا گایا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو دیگرے

اسکو کئی مرتبہ بتا بتا کے گایا کہ تمام اہل محفل وجد کرنے لگے ہر ایک پر محویت کا عالم طاری ہوا جسکو دیکھو سکتے مین بیٹھا ہوا ہے نقش بدیوار ہوگیا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل گاؤ تو جلسہ برخاست کیا جائے کنہور شاہ کا یہ حال ہے کہ ششدر رہگیا ہے آنکھون سے دریائے اشک جاری ہے سکوت کے عالم مین بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد اسکو ہوش آیا نہایت تعریف اسکی کی اور کل اہل محفل خواجہ کی صفت و ثنا کرنے لگے کنہور نے کہا کہ ہان خواجہ صاحب کوئی غزل شروع کیجئے دل بیچین ہو رہا ہے چنانچہ خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ مین لے شیشۂ دل کو
پھنسائیگا بلا مین کیا کسی شعبدۂ بلبل کو
نہ تو لینے کی خبر ہم تا ہے عاشق رنج فرقت سے
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جا مین
بہار آجائے یا رب باغ سے جلدی خزان جائے
بہار آئی ہے الفت سے پھر اب ہشیار ہوجا
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا
بنا کھٹکا رہا ہر روز اوسے فصل بہار مین
چمن مین آج بلبل امتحان ہی بہتر ہے رونیکا
نظر آنے لگے مارے گلشن مین لہرانے
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون
چمن پر خار ہین ایسا خزان مین انقلاب آیا
خدا جو مجکو دیتا ہے اسی پر شکر کرتا ہون

لب بام سے جس دن مین مسرت تیرے شور غل کو
لگاتا ہے جو تو اسے باغبان گلشن مین سنبل کو
کبھی تو آکے دیکھ اس کشتہ تیغ تغافل کو
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچ لے تلوار کے پل کو
دل مشتاق بلبل دیکھے رُوئے شاہد گل کو
صبا منقار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
گواہی مین وہ صورت نگہ دیکھنا ہم شاہد گل کو
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
جبھی جانین کہ اشکون سے بجھا دی آتش گل کو
جو بلبل دید سے کے چھوڑا رخ اس گلرو کی کاکل کو
خدا افزون کرے اسے بت تیرے جاہ و تجمل کو
کہ شب کو عندلیبین دیکھتی ہین شمع کے گل کو
جہان مین اپنا توشہ جانتا ہون مین توکل کو

جہاں میں اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرہ ہے
وہ دیوانہ ہوا سنکر مری زنجیر کے غل کو
چمن کی سیر کو یہ کونسا میخوار آیا تھا
کہ توڑا جس نے غنچہ کے سبو کو ساغر گل کو
شرابیں پی کے کیون گاتے نہیں میخوار یہ کہتا ہے
مگر روتے ہوئے آتے ہیں شیشے کی قلقل کو
ہوا اتنا بہت یہ ایک دن آگ گلشن میں لگا دیگی
غضب ڈھا رہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

غزل جو ختم ہوئی سب نے بہت تعریف کی اور داد دی گلی تمام محفل گونج گئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا تمام جلسہ پر بعد گر بارہ دری کے جمع ہو گئے عرصہ تک رنگ محفل بدلا رہا جب سکوت ہوا اچھا بعد سب کو بہت کچھ زر و جواہر انعام میں ملا خواجہ نے سب زر و زیور خلعت وغیرہ اور پودا کر غریبوں کو دے دیا اب جلسہ کے بعد کون گا سکتا تھا کسکا رنگ جم سکتا تھا جلسہ برخاست ہوا شہزادہ اٹھا بعد فراغت اکل و شرب تھوڑی دیر آرام فرمایا پھر کیوقت شہزادہ بعد نماز ظہر بارہ دری میں بیٹھا سب گنجور شاہ کے ارکان دولت بھی دست بستہ حاضر ہین اور خود گنجور شاہ بھی ہو رہا سامنے شہزادہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ بدیع الملک نے گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھئی گنجور شاہ اب تمہاری خوشی ہوچکی دعوت سے بھی فراغت ہو گئی اب چلو شاہ صاحب صحرا نشین سے بھی رخصت ہو آئیں پھر اپنے لشکر کیطرف جائیں ایک روز وہاں قیام کرنے نہ طاق کا رستہ میں گنجور شاہ نے عرض کیا بہت مناسب ہے میں اسکا انتظام کرتا ہوں یہ کہہ کے حکم دیا کہ کشتیاں حاضر کرو چنانچہ کشتیاں تحفہ جات وغیرہ کی پیشکش ہوئے لگین ازانجملہ ایک کشتی میں گلدستہ تھا اور ایک کشتی میں تیغ و سپر اور ایک کشتی میں ایک نقاب تھی گنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور یہ تیغ حفظ جان الوان تاجدار و کیوان تاجدار ہو وہ لو اسکی مدت رکھی ہے اور نقاب اسواسطے ہے کہ طلسم ہولناک دیوان کا بنا یا ہوا ہے اوسمین شکلیں ایسی ہیبت ناک اور ڈراؤنی ہین کہ جہان اونکو ن سے نظر کیا اور سامنے آئے انسان کا زہرہ آب ہو گیا اور گلدستہ کا حال غلام جب نہ طاق میں حاضر ہوگا تب حضور میں عرض کریگا چنانچہ شاہزادہ بدیع الملک نے ان اشیا کو لیا اور گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ کیا جب وہ شاہزادہ پیدا ہوگا تو کم طلسم میں ہو گئے یا نہیں یہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ غلام اوسوقت میں نہوگا کچھ اور ہی سامان ہوگا۔

رہے کی غنچہ میں رنگت نہ گل میں بو باقی
یہ سب ملینگے تجھی پر رہیگا تو باقی

حضور ہر کمالے را زوالے ۔ باغ دہر میں کوئی گل ایسا نہیں ہے جسکو صرصر خزان نے صدمہ نہ پہونچے اور اس چرخ ستم شعار کے انقلاب سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ بچ رہا ہو بڑی بڑی سلطنتیں کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا اس زمانہ کے انقلاب سے چند عرصہ میں نیست و نابود ہو گئیں کہ جنکے خاندان میں بھی کوئی نام لیوا پانی دیوا نہیں رہا ایک طریقہ پر تو اسکی روش ہی نہیں رہتی ہے کسیکا ہے کہ

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس
عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

گردش دوران کی جفا کاری اور زمانہ غدار کی مکاری سے یہ سلسلہ ایک طرز پر قائم نہیں رہ سکتا ہے

خواجہ خضران بن عمرو کے مع الخیر لشکر مین پہنچا ہرکارے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیے کہ
شاہزادہ مع الخیر لشکر مین داخل ہوا چنانچہ ہرکارون نے بادشاہ کی خدمت مین یہ مژدہ جانفزا عرض
کیا بادشاہ جمجاہ یہ خبر سنکے بہت مسرور ہوئے تمام سردارون اور اہل لشکر نے خوش ہوکر سجدہ شکر
بدرگاہ قادر مطلق ادا کیا ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر شخص جو غم و الم مفارقت شاہزادہ
عالیجاہ مین مصروف تھا اب وہ مسرور ہوکر خوشیان کرنے لگا۔ سردارون نے عرض کیا
کہ حضور کی مفارقت مین ہم لوگون نے بڑے رنج و صدمے سہے اور آپکو بہت تلاش کیا بلکہ ہر روز
اسی تلاش و سرگردانی مین مصروف رہتے تھے دن بھر چہار طرف سب تلاش کرتے پھرتے
تھے جب کہین اپنے یوسف گمگشتہ کی خبر نہ ملتی تھی تو رات کو مغموم و دلگیر خیمون مین آکر منھ
لپیٹ کر پڑ رہتے تھے رات بھر گریہ و زاری اختر شماری مین گذرجاتی تھی کھانے پینے تک کا
کسی کو ہوش نہ تھا اور جب صبح ہولی اور وہ زمانہ صبح پیدا ہوکر پھر سب چل نکلے اور تلاش مین مصروف
ہوتے یہی شغل ہم لوگون کا تھا اتنے عرصہ مین سب سردار و افسران فوج آکر حاضر ہوئے اور اپنے
آقا کو دیکھکر گھوڑون سے اتر پڑے اور بکمال ادب انھون نے بھی دست بستہ اسی
قسم کے سب حالات عرض کیے اور کہا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا فضل شامل حال کیا کہ حضور کے
دیدار فائض الانوار سے مشرف فرمایا سردارون نے شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کیا اور سب
ہمراہ رکاب چلے اب شہزادہ عالم یہ باتین کرتے ہوئے فرودگاہ پر تشریف لائے سب سردار اور
خواجہ عمرو نائب و گنجور شاہ یہ سب ہمراہ رکاب ہین غرضکہ شاہزادہ فلک وقار گھوڑے سے
اتر کر داخل بارگاہ ہوا سردار بھی سب دست بستہ حاضر ہین بکمال ادب سب حال استفسار
کررہے ہین کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے شہزادہ نے تمام حال بیان کیا اپنا براے شکار صحرا
مین جانا اور راستہ مین ہرن کا ظاہر ہونا اس خیال سے کہ اسکو زندہ گرفتار کرلون گھوڑے کو بسرعت
تمام ہرن کے تعاقب مین مہمیز کرنا اور دوپہر تک سرگردان رہنا آخر تیر سے شکار کرنا تیر کا اوچھا پڑنا
ہرن کا تڑپ کر نکلجانا اور غائب ہونا یہ سب حال بیان کیا شب کو اسی مقام پر قیام کرنا صبح کو
ایک جانب روانہ ہونا راہ بھول کر صحراے ہولناک و دشت پرخار مین پہونچنا گھوڑے کا فوت
ہوجانا پیادہ پائی نصیب ہونا پھر تشریف لانا خضر طریقت کا اور انکا رہنمائی کرنا پھر ملاقات درویش
فرشتہ خصال القاسے کوہ نشین سے انکا تبرکات عطا فرمانا جنکی وجہ سے طلسم گنجینۂ سلیمانی
مین پہونچنا۔ حال تکبرامی سمندروس وزیر گنجور اور گرفتار کرلینا گنجور کو پھر بار ایک تا سمندروس
وزیر و سمندر جادو کا اور ہنگامہ عظیم برپا کرنا ساحران غدار کا پھر سب کو قتل و قمع کرنا اور
رہا کرنا گنجور شاہ کو قید سمندروس سے گنجور شاہ کا مطیع اسلام ہونا اور چند تحفجات طلسمی
کا پیش کرنا اور راز اظہار دینا سب بیان کیا چونکہ دن تمام ہوچکا تھا رات ہوگئی شاہزادہ نے خاصہ
طلب فرمایا اور خاصہ نوش فرماکر خوابگاہ مین آرام فرمایا گنجور شاہ کے لیے بھی خیمہ علحدہ ہوگیا وہ اوس مین
مقیم ہوا سب سامان عیشت وہان مہیا کردیا گیا الحاصل وہ شب شاہزادہ نے اوسی
مقام پر بسر کی جب سفیدہ سحری آسمان پر نمایان ہوا شاہزادہ بیدار ہوا خادم نے پانی حاضر کیا
وضو کرکے نماز صبح ادا فرمائی بعد فریضہ سحری سب سردار حاضر ہونا شروع ہوئے دربار آراستہ
ہوا گنجور شاہ بھی اپنے خیمہ سے برآمد ہوکر حاضر خدمت ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ غلام

تھے وہ عقب لشکر ایرانیون پر بار تھے پس بادشاہ اسلام بصد احتشام نوبت و نقارہ بجتے ہوئے
نشان لشکر لہراتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے طرف طلسم نفاق کے عازم ہوئے

ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک
صحرائے پربہار دشت لالہ زار مین۔ صاحبقران کا اُس صحرائے
فرحت افزا کو پسند فرما کر اُسی مقام پر دو چار روز کے لیے لشکر کو حکم
قیام دینا۔ خیمون و بارگاہون کا اُسی صحرا مین برپا ہونا۔ صاحبقران کا
سیر صحرا مین مصروف ہونا۔ حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم
صحرائے سرکشان دہر کا اپنی دادرسی کے لیے خدمت مین صاحبقران کے
حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا۔ صاحبقران والاشان کا سرکشان
شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور بہت دلاسا و تشفی اوسکی کرکے دادرسی کا
وعدہ فرمانا۔ اور روانہ کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت
جادو کے اور خواجہ کا عیاری کرکے لانا انزروت کو مع اسکے چند سردارون
کے صاحبقران والاشان کے حضور مین قتل ہونا انزروت کا بسبب
نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اسکے گوشت بریدہ سے
ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہوجانا صاحبقران و بادشاہ
اسلام اور جملہ سردارون کا۔ پھر کچھ حال ساوات نابیدار ہاکے شہر جہانیتمہ
وجہیات مرداخوار و آفات مرداخوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مرداخوار

مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولوں کے پھولنے سے اِتراتی ہے

ہر خیابان میں دوڑتی ہے نسیم	لیتی کاندھے پہ اپنے بار شمیم
بالکل ہیں کھی لطیف مثل کوثر	بس ہیں تمام سلک گوہر
پانی تھا آنکھ میں آب حیوان	نظارا کیا اسکا مایۂ جان

بلبلیں لہراتی تھیں بشار معشوق کی ادا دکھاتی تھیں سبزہ کوسوں تک ہرا ہرا اوگا ہوا اسا صحرا میں فرش بچھا ہوا سبزے پر شبنم کے قطرے پڑے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مینا سبز زنگاری پر موتی بکھرے ہیں جہانتک نظر کام کرتی تھی گھانس ہری ہری لگی تھی تازگی و سبزی بھری تھی۔ ہرن پاڑے چتل پھرتے دریائی بط اور بگلے کلیلیں کرتے کوئل اور پپیہا وغیرہ درختوں کی شاخوں پر جھولا جھولتے درخت نہال ہو ہو کر جھومتے تھے نہروں کے کنارے قاز و بط و مرغابی و قرقرے پانی میں منقاریں ڈالکر پروں کو اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھر ہوا پر پروں کو جھٹک پھڑاتے ہے

چمن رشک فردوس بریں بود	خیابان در خیابان حور عین بود
مثال خط خوبان سبزہ در گل	چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گردید جلسا	چو شبنم ہے بوستان نشستہ تنہا

سبزہ نو رستہ پر اوگا تھا باغبان قضا و قدر کی وحدانیت پر گواہی دیتا تھا ہے

ہر گیاہے کہ از زمین روید	وحدہ لا شریک لہ گوید

درختان سبز و خورم زبان حال سے حمد و ثنا ے کبریا میں تر زبان تھے طائران خوش الحان شاخوں پر نغمہ خوان تھے شمیم گلہاے رنگا رنگ سے دماغ جان معطر ہو گیا تھا یہی جان آگئی ہے

پھیر سے فند است دل چمن روزگار	رنگ آسمانے [illegible]

الحاصل شہزادہ والا شان مع سرداروں کے سیر کرتا جاتا تھا کہ دیکھا تو بیابان سے ایک گرد اوٹھی سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد بہ زمین دوزیدہ گرد نے تارا ہوا کو ہوا نے تارا گرد کو دامن گرد مثل دامان سحر چاک ہوا دیکھا تو دل گرد سے ایک شخص ناخون بڑے ہوئے پریشان صورت بال سر کے الجھے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹے کا بوجھ سر پر رکھا ہے کپڑے نہایت کثیف پہنے کمال زار و نحیف مرکب لاغر پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور بارگاہ سلیمانی کے قریب آکر یہ کہنے لگا کہ مالک بارگاہ سلیمانی یعنی شاہزادہ بدیع الملک جو دعوی صاحبقرانی کا کرتا تھا کہاں ہے کہ میں باریاب ملازمت ہو کر قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہوں اسوقت خواجہ خضران بن عمر نے پوچھا کہ بھائی باعث اس اضطراب و پریشانی کا کیا ہے اس نے کہا کہ آپ اپنے اسم مبارک سے مجھے آگاہ فرمایئے خضران نے کہا کہ مجھکو خضران بن عمر کہتے ہیں میں جانشین ہوں اپنے پدر گرامی عمرو ثانی کا جو سرتاج عیاران و بہترین سرداران عیاران نامی و گرامی کا ہے اب آپ اپنے نام سے مجھکو مشرف فرمایئے اُسنے کہا کہ مجھکو سرکشتان شاہ کہتے ہیں میں سردار ہوں قہر اسے سرکشتان دہر کا خضران نے کہا کہ تمہارے بشرے سے بوے سرداری پائی جاتی ہے

بالا سرش ز ہوشمندی	می تافت ستارہ بلندی

مثل خواصون اور بیش خدمتون و سہیلیون وغیرہ کے بھی جنازے کے ساتھ ہوئین روتی پیٹتی برا
حال کرتی ہین جگر خراشی کرتی ہوئی اپنی مالکہ کی لاش کے ساتھ نالان وگریان چلی جاتی تھین کہ دفعۃً
ایک بجلی گری کہ ایسا غضب کا صاعقہ ہوا کہ سب کی آنکھین جھپک گئین مارے خوف کے تھر تھر
کانپنے لگے اسی برق سے ایک پنجہ گرا کہ جاسے گوہر پوش کو اوٹھا لے گیا اب جو دیکھا تو بالائے فلک
اوسکو پایا آواز گریہ وزاری کی آنے لگی آخر وہ پنجہ لیکر ہوا سے آسمان ہو گیا مین نے یہ آفت تازہ دیکھکر
اپنا حال زار زبون کیا مگر کچھ بس نہ چل سکا روتا پیٹتا با حال خراب با نالہ و اضطراب اس لاش
کو لیجا کر صحرا مین ایک مقام پر دفن کیا بس اسی مزار پر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہا کبھی گریہ کرتا اور
کبھی جوش رقت آہ وزاری سے دل کا ٹکڑا کرتا اور درخت ہائے سرو وشمشاد سے لپٹتا گاہ عندلیبان
چمن کیجانب نگاہ کرتا اور اونکا منقارون کو گلون پر رکھنا اور بوس وکنار کرنا اور شاد وخرم اونکو
دیکھکر اپنا رشک آتا اور آہ بھر دیتا حسب اتفاق مینے ایک بلبل کی جانب نگاہ اوٹھا کر یہ کہا کہ تجکو
اپنے محبوب سے قربت نصیب ہے لیکن مجھے یہ بتا کہ یہ عشق کیا چیز ہے بس حضور میرا کہنا کہ بلبل نے
ایک ٹکر ماری اور شاخ درخت سے گری اور مر گئی ۔ تو اسے شہریار ۔ ع

مین نے بلبل سے جو پوچھا درد ہجر انکا علاج	شاخ گل سے گر پڑی تڑپی تڑپکر مر گئی

مین نے اوسی بے وطن کشتہ رنج ومحن یعنی اوس پاک دامن کی جہان تربت بنائی تھی اوسی کے
پاس لاکر اوسی بلبل کو بھی دفن کیا ۔ ع

تربت بلبل ناشاد بنا کر اسپا	مین بھی اُس گلشن خوبی کی لحد پر بیٹھا

پس حضور مفارقت مین اُس کشتہ یاس وحرمان کی اور یاد کرکے اوسکی وفاداری ومحبت اور
اوسکی عصمت وعفت اور اپنی بے بسی ۔ دختر کا یون آنکھون کے سامنے سے پنہان ہو جانا خرمن
امید پر برق غضب کا گرنا ۔ ان سب باتون کا تصور کرکے اور اوسی ناشاد کی قبر پر بیٹھکر اسی عالم مین
اسقدر رویا کہ مجکو غش آگیا اسی حالت بیخودی مین عالم رویا مین مین نے دیکھا کہ ایک بزرگوار
تشریف لائے اور فرمایا کہ رو نہین اپنی جان کو کھو نہین انشاء اللہ تعالی بہت قریب ہے کہ تیرے
طالع خفتہ بیدار ہون نصیب یاوری کرے بخت نارسا رسائی ہو علاج پذیر درد جدائی ہو
شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران والاشان اس دشت مین آئین گے وہ تیری دادرسی
فرماوین گے تیرے حال زار پر ترحم فرماکر دست ظلم سے تجکو بچاوین گے ۔ پس اُسدن سے
غلام مسلمان ہوا ایوان بہشتی پر لعنت کی اور کلمہ جو اُن بزرگوار ہادی طریق خدا شناسی نے
تلقین فرمایا تھا پڑھکر از سر صدق ایمان لایا اور ہر بن موسی ہمہ تن چشم انتظار بنا ہوا حضور کے
قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرتا رہا ۔ ع

اللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

آخر تقدیر نے حضور کے قدم مبارک تک تو مجکو پہنچا دیا پھر دیکھ فرمانا راست آیا ا[illegible]
دیکھئے کیا ظہور مین آتا ہے مقدر کیا رنگ دکھاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال نے یہ حال سنکر نہایت
افسوس کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے بہرکشان شاہ تم غسل کر دو نماز پڑھو اطمینان رکھو
تمہاری دادرسی کی جائیگی غنچہ مراد تمہارا شگفتہ ہوگا ستارہ تمہارا طالع خفتہ ہوگا خداوند عالم نے
ہمکو اسی واسطے خلق کیا ہے کہ مظلوم کی دادرسی ظالم سے کرا دین اسکے پنجۂ ظلم سے بچائین ۔

کے ہاتھ سے زیردست کو تکلیف نہ پہونچے خلق خدا امن و آسائش سے رہے حق پرستی کا رواج ہو ولایت کفر دور ہوجائے دین اسلام کی ترقی ہو نور ایمان جہان مین مشہور ہوجائے۔ سہر کشان شاہ نے عرض کیا کہ بجا و درست ارشاد ہوا مگر غلام عہد کرچکا ہے کہ جب حضور میری داد رسی فرماینگے اور وہ ملعون اہرزرشت جادو قتل ہوکر اپنی سزائے اعمال کو پہونچیگا تب یہ غلام پوشاک بدلیگا اور یہ سوگ اوتاریگا ورنہ اسی کشتہ یاس و حرمان کی مفارقت مین خود بھی نقش زمین ہوکر اوسی کے پہلو مین اپنا مدفن بنائیگا۔

قصر بہشت تجکو مبارک ہووے اہدو	ہم نے بھی کوے یار مین مدفن بنا لیا

کیونکہ حضور اس ملعون نے تمام ملک کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور سہر کشان و شہر کو اپنا مطیع و منقاد کیا ہے کچھ لوگون نے بخوف جان اور بعضون نے از راہ تقیہ اسکی اطاعت قبول کی ہے اور بعض کو تو اندیشہ اوسکے قہر کا ہے ہو سکتا ہے یہ سمجھ۔ ن کہ حضور اوسپر فتحیاب ہوجائینگے اوسدن البتہ غلام کو عید ہوگی۔ لیس اوسی وقت شاہزادہ نے جبرئیل بن عادی کو بلاکر فرمایا کہ ابھی ہماری بارگاہ سلیمانی کو لیکر جانب صحرائے سہر کشان روانہ ہو جبرئیل نے اوسی وقت اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا بار شتر کرایا۔

الذاپینی قسمت کے ہے وقوف و حقاوم د مصائم	کہ اہل دل ہر لاہی پر سب ہر وقوف و سلام

بادشاہ اسلام اس دل ناکام کی خوشی دیکھکر انجام بڑا جانتے تھے اوسوقت آپنے مصاحبان عصر کیجانب کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلاکر انسے مآل سفر دریافت کیا جائے جسوقت سے کہ یہ شخص آیا ہے خود بخود میرا دل تڑپتا ہے اور اسکی تقریر عبرت آمیز سنکر دل بیچین ہے۔ عرض کیا ایسا حضور کے مزاج مین آئے تو مجھے کسیطرح کا عذر نہین ہے۔ بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ واقعی اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو حال از روے علم رمل و نجوم کے معلوم کرین چنانچہ بنا بر ارشاد شاہ فریدون بارگاہ پہ ایک واسطے بلانے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر گئے اور حکم شاہی سے آگاہ کیا چارون صاحبزادون نے حکم شاہی سنکر اوسیوقت میانون مین بیٹھکر حاضر ہوئے شملے سرون پر رکھے ہوئے جامے پہنے ہوئے آئے آداب شاہی بجالائے ہوکی صندلین انکے لیے بچھائی گئی اوسپر اونکو بٹھایا تمام چٹھا با حسب معمول توڑا اشرفیون کا رکھا گیا خواجہ والا گہر خواجہ بزرگ امید۔ خواجہ سیاؤش۔ خواجہ دریادل۔ چارون صاحبون نے مثل اربع عناصر کے متفق ہو کر عرض کیا کہ حضور نے کسواسطے یاد فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک کا قصد صحرائے سہر کشان کیجانب ہوا ہے۔ دیکھئے مآل اس سفر کا کیا ہے۔ چنانچہ ہر ایک صاحب نے تختہ تفکر پر قدم تعقل کو پہونچایا اور زائچہ کھینچکر نظرات ثوابت و سیارگان و بروج اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے خانہ حیات و خانہ مرگ کو باہم کیا بارہ برجون اور ساتون سیارون کو مطابق کرکے خواجہ دریادل نے بحر فکر مین غواصی شروع کی والا گہر نے گوہر مقصود کی تلاش مین غور و فکر کی خواجہ سیاؤش و خواجہ بزرگ امید نے خانہ ہائے امید و بیم کو تاثیرات خاکی و آبی و آتشی سے مطابق کیا غرضکہ چارون محیط فکر مین غوطہ زن ہوئے والا گہر نے بعد غور و خوض بسیار گوہر مدعا کو حاصل کرکے سر اوٹھایا مگر رنگ فق چہرہ زرد خواجہ دریادل سے کہنے لگے کہ بھائی صاحب جی چاہتا ہے کہ ایسے احکام سخت

وکلباد ثانی و ابوالفتح ثانی یہ سب بہت سے عیار تھے کہ یہ توڑا القوا اپنے قبضہ مین کرین رنہ
خواجہ ایک توڑا بھی تو کسی کو دینگے نہین یہ تو یہ قصد کرتے ہی رہے خواجہ خضران نے وہین
سے چال ایسی مار کر توڑا لے لیا یہ سب کے سب منہ دیکھتے رہ گئے بنیل مرام وہان سے پھرے
مگر خواجہ نے یہ کہکر ٹکٹو یا مارا اور یہ آوازہ کسا کہ پکڑ لاؤ گے تو بخدا ہم تحسین دینگے یہ توڑا امانتاً
ہمارے پاس رکھا ہے بس عیار یہ سنکے کچھ بڑبڑانے لگے برق ثانی و قرن ثالث نے کہا کہ
بہتر ہی یہ توڑا آپکو ہم اکیلے ہضم ہونے نہین دینگے اگر کام کرکے لائینگے تو ہم ضرور آپ سے
لے لینگے صاحبقران نے فرمایا کہ جو کام انجام کرکے لائیگا اوسکو ضرور دلوایا جائیگا یا ہم دینگے پس
برق ثانی و قران ثالث تو سلام کرکے بارگاہ سے باہر نکلے اور اوسیوقت ایک سمت کو روانہ
ہوئے بعد انکے جانے کے خضران بھی بارگاہ سے اٹھے گلباد ثانی و کلباد ثانی و ابوالفتح ثانی وغیرہ
یہ بھی ساتھ ہی اوٹھے مگر خواجہ نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ علیحدہ علیحدہ چلنا مناسب ہے
چنانچہ خواجہ ایک جانب اور یہ عیار فرداً فرداً اور اور سمت روانہ ہوئے اب ان سب کو تو ادہین
چھوڑا جاتا ہے کچھ حال انزروت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے ساحران
غدار الفت کے پرکالے محبوبان شانون پر ڈالے ہاتھ مین ترسول پنسول و ناریل وغیرہ اسباب
سحر لیے بیٹھے ہین پچاس ساٹھ ساحر اس کوشش مین ہے کہ کہین پتہ لگا کو سمر کشان شاہ
کا اور تلاش کرکے لاؤ بس دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص صحرائی یا کوہی سمر کشان کو باندھے ہو
نہایت مضمحل کیئے ہوئے کہ نہ آنکھ کھلتی ہے نہ بات کرتا ہے مثل مردے کے ہاتھ پاؤن ڈالے
ہوئے ہی اوسے لیئے ہوئے در بارگاہ انزروت پہونچا اور کہا کہ جا کے بادشاہ کو خبر کردو کہ ایک
شخص سمر کشان شاہ کو پکڑ کے لایا ہے اسے دربار انعام چاہئے یہ بات سنکے انزروت جادو نہایت
خوش ہوا بلکہ چھین اسکی فرط خوشی سے تاب نہ لاسکا آنکھیں اور کہا کہ بلاؤ یہ شخص آیا انزروت کو
سلام کیا اور کہا کہ آپکا مرتبہ اعلی رہے پیش خداوند آپکی قدر و منزلت زیادہ ہو خداوند کیوان تا ہے سدار
کی آپ پر نیک نظر رہے یہ کنہگار آپکا حاضر ہے چاہئے اور یہ میرا انعام دلوا دیجیئے بس اسنے چوبدار کو حکم
دیا کہ خزانچی سے پانچ توڑے لاؤ چوبدار گیا اور فوراً پانچ توڑے لاکر حاضر کیئے اسنے پانچون توڑے
اس شخص کو بطور انعام دیئے اور کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اسی کو ہی نے فی الفور اسکو
اوسکو ستون بارگاہ سے باندھ دیا از بسکہ گلباد ثانی و کلباد ثانی و ابوالفتح ثانی وغیرہ یہ سب
عیار کوئی خدمتگار کوئی فراش کوئی چوبدار وغیرہ ہوگئے تھے اسی خیمے مین موجود تھے اور اپنے دل مین کہتے
تھے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص تو بارگاہ صاحبقران مین موجود تھا یہ کوہی اسے کیونکر پکڑ لایا یہ
عیار تو اس فکر مین غوطہ زن ہی تھے کہ انزروت جادو خود بخود اٹھا اور بکمال غیظ و غضب
ایک ہاتھ جو مارتا ہے تو سر کٹ کر گر پڑا اور ٹپکتا ہوا مثل گیند کے اچھلا اور گاؤ تکیے پر … سے ایک
آواز پیدا ہوئی مثل آہ بیکسان کے … اسنے آہ کے ایک غبار
بلند ہوا اور دفعۃً وہ غبار ہوا سی منتشر ہو کر تمام بارگاہ مین پھیل گیا اور ہر ایک کے دماغ تک پہونچا
ہر شخص چھینک مار کر بیہوش ہوا … سب مارے چھینکون کے
پریشان ہو گئے جسکو دیکھو چھینکین کر رہا ہے … تھی کہ مارے چھینکون کے
بولا دیا اور سر جو ڈھلکتا چلا جاتا ہے اس سے بھی جو … اور رہ رہ اسے چھینکے دماغ تک

پہنچتی ہے کہ اسے بیہوشی طاری ہوتی ہے غرضکہ آن واحد میں تمام ساحر جو اسکی بارگاہ میں حاضر تھے سب
بیہوش ہوگئے اور انزروت جادو خود بھی بیہوش ہوگیا گلباد و کلباد و برق و قران
وغیرہ جو عیار کہ بصورت مبدل حاضر تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہوگئے اور خود فراموش
کسی کو کسی کی خبر نہ رہی مثل تصویر گلی کے سب ساکت وصامت ہوگئے تمام بارگاہ میں سناٹا ہوگیا
جسکو دیکھو بیہوش پڑا ہے سارا دربار عالم تصویر یا شہر خموشان ہو رہا ہے جب سب بیہوش ہوگئے
نعرہ ہوا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران منم خواجہ خضران بن عمرو شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گزار
ربندہ جادوگران وزلف تراشندہ کافران مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری ست

منم که کلاه از سپهر برده ام
در محفل خضران چو گرد هم ساقه

نهال از رخ شفتک برافتد به بزم
جام و قدح و سبو و ساغر به برهم

جس یہ نعرہ کیا اور بار کہال الیاسی مع انزروت و حاضرین بارگاہ و عیاران وغیرہ سب کو نذر
زنبیل کیا اب جو دیکھا کہ اسباب بیش قیمت مثل فرش فروش شیشہ آلات میز کرسی جھاڑ فانوس
لیمپ وغیرہ عمدہ عمدہ بارگاہ میں آراستہ ہیں یہ دیکھکر خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا دل میں خیال
کیا کہ خواجہ تم کہاں تک اوٹھاؤ گے اور تھک جاؤ گے اور جلد یہاں کا سرتا بسر تا ہونا چاہیے کہ لشکر میں
جلد واپس جانا ہے پس یہ خیال کرکے خواجہ نے زنبیل میں سے کچھ پڑھا بار کچھ پڑھکر پھونکا کچھ اور
بندہ ہوئے نکال کے انکو حکم دیا کہ ارے یہاں جھٹ پٹ یہ سب اسباب مال اور فرش و فروش
ہر دستے چلمنیں اور پلنگ چاندی کے مسہریاں اور چھپر کھٹ طلائی و نقرئی اور جو کچھ یہاں پر ہو اوٹھا
لاؤ دیر نکرو وہ کم بخت بندے چار طرف ایک ایک کاغذ کی ٹوپی سر پہ اور لنگوٹیاں باندھے ایک
ایک گرگی ڈلی ہاتھوں میں لیکے آتے جاتے ہیں اور لوٹ لوٹ کے سارا اسباب لاتے جاتے ہیں
اور خواجہ داخل زنبیل کرتے جاتے ہیں القصہ طول کہاں تک عرض کیا جائے مختصر یہ ہے کہ عیار گھڑی
کے عرصہ میں جتنے سردار اور بارگاہ نشین تھے سب کی پوشاکیں اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب
نقد و جنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور سوت سے شطرنجیوں کے ٹکڑے جو کہیں کہیں
جوتوں کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی خواجہ نے اٹھوا لیے زنبیل میں رکھ لیے اور کہتے تھے
بھئی داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اوٹھ نہیں سکتا تھا نہیں تو وہ بھی زنبیل میں
رکھ لیتے بعد اسکے لوہار و سنار و بڑھئی وغیرہ اور بندوں کو پکڑ کے زنبیل میں ڈال دیا اور
تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سرداروں کو اور خود انزروت جادو کو پہلے ہی جال
الیاسی مارکے زنبیل میں داخل کیا ہوا تھا و عیارین کو بھی زنبیل میں رکھ لیا تھا جب خواجہ یہ سب
انتظام کر چکے اپنی راہ لی اور سمت بارگاہ صاحبقران روانہ ہوئے دل میں کہتے جاتے ہیں کہ خیر دو چار
کوڑیوں کی بانی ہوگئی تعالی تو نہایت کبھی خدا جب دلواتا ہے تو ما دن دلواتا ہے قول شیخ سعدی
کا درست اور بجا ہے ـ شعر

انکه رسیست باسم همه را
ورنه بستانی به ستم هم همه

یہ خیالات کرتے ہوئے خواجہ بخیر و سلامت چلے جاتے ہیں اور یہاں بادشاہ جمجاہ اور شاہزادہ
بدیع الملک عالی بارگاہ سرکشان شکاہ سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ خواجہ کا جانا ایسا نہیں
ہے کہ وہ کچھ کام کرکے نہ آئیں تعالی تو کبھی پھر کے آنا جانتے ہی نہیں جس مقصد کے لیے اونہوں نے

کمر ہمت باندھی بغیر اسکے سر انجام کیئے ہوئے مراجعت نہ کرینگے ضرور وہ فرمان حاصل کرکے آتے ہونگے اور یہ تو بادشاہ اللہ اپنے باپ دادا پر فوق لیگئے ہین اور سرخیل عیاران عالم ہین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین غرضکہ اسی قسم کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ اتنے مین سامنے سے گرد اوڑی اور جو زبان ہر ارد کی گردمین آلودہ سینہ مین عرق کی نمودار ہوئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور پھر اگاہ پر سے ہاتھ اوٹھا دعاء و ثناء بادشاہی بجالائے کہ

اے زبرق تو ہم تیغ تو جہان نورانی
بادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی
خضر الہام و سکندر صف و دارا رائے
مصطفے مشرب و حیدر دل و جم فرمانی
توسن خود را بہ کمان تو برابر چو کرد
آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی
بادشاہان فلک حلقہ بگوشان درت
اے غلامان ترا مرتبہ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو دوست شاد و دشمن پائمال رہین اوج پر نجوم اقبال رہین ہم غلامان جان نثار خبر لائے ہین کہ حضور کے اقبال عدو مال سے خواجہ خضران بن عمرو بانیل مرام شہر لینا لاتے ہین عنقریب بارگاہ عالی مین پہنچا چاہتے ہین باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے یہ خبر فرحت اثر عرض کرکے پھر اگاہ پر سے ہٹنے چاہتے کہ آواز زنگ پیدا ہوئی اور دیکھا تو سامنے سے ماہ فلک عیاری مہر سپہر خنجر گزاری یک طرار خواجہ خضران نامدار نمودار ہوئے اور آتے کے ساتھ ہی آپنے نعرہ کیا ؎

ابن عمرو ہوں میرا خضران نام ہے
عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے
میرے مقابل مین کسی کو کلام ہے
رستم سے تیغ چھین لون یہ میرا کام ہے

یہ نعرہ کرکے پھر آگیا آداب شاہی بجالائے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہو بھئی شہیر ہوا یا بیٹھ عرض کیا آپکے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتے ہین یہ کہکے منہ بنایا اور نہایت رکھائی سے کہا کہ حضور اس کام کے انجام دینے مین غلام نے بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین اور بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا اکثی اہلکارون کو رشوت دینا پڑی اور بعض سردارون کو تحفہ تحائف دیئے گئے جب انوروت کی بارگاہ تک رسائی ہوئی اور چیزین ان ساحران فدار کے بیہوش کرنے کے لیئے طیار کی گئین انکے علاوہ جو پہونچا ہے وہ بین اور خاص کر اس عیاری کے متعلق سامان فراہم کرنے مین میرا ہزار ہا روپیہ صرف ہوا اگر دیکھنا ہو حساب کی موجود ہین ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتا گیا لکھتا گیا ہوں میزان حساب پر جو نظر کی تو دل مضطرب ہوگیا کہ ہزار ہا روپیہ تو زنبیل کا صرف ہوگیا اور مہاجنون کا جو قرضدار ہوگیا وہ علاوہ اب اس فکر مین ہون کہ یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری اوقات بسری کسطرح ہوگی اور کیونکر گذارا ہوگا ہائے افسوس مین تو سمجھ گیا خیال کیا تھا کہ وہان چلکر فائدہ اوٹھاؤنگے فائدہ تو درکنار لینے کے دینے پڑ گئے روزا بخشوانے کو گئے تھے نماز گلے پڑی نفع کے بدلے نقصان اوٹھانا پڑا اب کیا کرون کدھر جاؤن قرض خواہوں کو کیا جواب دون اسی سنائے مین ہون سب سٹی بھول گئی ہے عقل حیران ہے ہوش باختہ ہین حواس درست نہین ہین ہاتھوں کے طوطے اوڑ سے ہوئے ہین سردارون نے کہا اے خواجہ آپ اسقدر مغموم نہ ہون انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر روپیہ آپکے قرض کا ہے سب ادا ہو جائیگا کیونکہ شاہ جمجاہ صاحبقران عالی جاہ و شاہان و سلاطین لشکر شاہزادہ زرنگیز وقتاً فوقتاً آپکو دیا ہی کرتے ہین اور جسقدر ہم بھی آپکی خدمت گزاری کرینگے خواجہ نے فرمایا آپ سب صاحب مجھکو اسوقت تسلی دیتے ہین اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہے اوسکا جمع ہونا بہت

دلشوار

لونڈے ہیں عیاری کرنا سیکھیں بارہ برس دلی میں رہے بھاڑ جھونکا کیے برسوں ہماری صحبت میں رہا
اور سیکھ کر عیاروں عیاریاں دیکھیں اور سنیں اور خود بھی دعوا ہے عیاری ہے مگر کبھی عیاری کرنے کا
وقوف نہوا یہانتک واقع بیہوشی کبھی ان ہنروں میں نہ رہ گیا اور کوئی دفعہ بیہوشی کا امتحان [illegible] سے حضور دریافت
فرمائیں کہ کیا گزری اور کیونکر پھنس گئے اسکے پیچھے گنہگار رہی اپنا ضرور ہے کہ آیندہ ایسی غفلت نہ کریں
یوں انکو یاد رہیگا پھر ایسی غفلت نہ کرینگے بعد ازاں گلباد و کلباد و ابو الفتح وغیرہ
کو زنبیل سے نکالا اور کہا کہ انھیں سے حال دریافت فرمائیے اپنے منھ میاں مٹھو بننا کیا ضرور ہے یہ
یہ سب نامردی ہماہی کر کے گئے تھے اور بڑے دعوے انکو اپنی عیاری کے تھے اور خوب حوصلے بڑھا
ہوئے تھے کہ جاتے ہی اشرروت کو باندھ ہی لائیں گے مگر وہاں جاکے ایسی منھ کی کھائی کہ تن
بدن کا اپنے ہی ہوش نہ رہا یا تو دشمن کو گرفتار کرنے گئے تھے یا خود اسیر پنجۂ غفلت ہو گئے ابھی
طفل مکتب ہیں یا عیاری کرنا کیا جانیں ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے اگر یہ عیار غیرتدار
ہوں تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں آیندہ عیاری کا نام نہ لیں ان ناشدنیوں نے عیاری کا نام ٹھہرا لیا
کیا انکو پشیمانی ہونا ضرور ہے [illegible] حضور منگوائیں اور انھیں سے استفسار حال کریں اب
صاحبقران عیاروں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں اپنا حال بیان کرو کہ تم پر کیا گزری اور کیا
واقعات پیش آئے چنانچہ عیاروں نے بیان کرنا شروع کیا کہ حضور ہم میں سے کوئی چوبدار کوئی خدمتگار
کوئی فراش کوئی خاص بردار بنا ہوا اس کافر اشرروت کی بارگاہ میں بشکل [illegible] حاضر تھے اور یہ ایک
ہم میں سے اس فکر میں تھا اور یہی سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اسپر قابو پائیں تو کوئی عیاری کریں بس
ہر ایک اپنی اپنی فکر میں تھا کہ اتنے میں سامنے ایک کوہی نمودار ہوا کالا [illegible] باندھے [illegible]
[illegible] انکو چھپا [illegible] سرگشتان شاہ کو پیچھے ہوئے نہایت لاغر و پریشان حال ناخون بڑھے ہوئے
[illegible] پہنے ہوئے منھ کا ڈھلکا ہوا پیشانی پر جھریاں پڑی ہوئیں پیٹھ پر لادے لیے چلا آتا ہے اور
سامنے اشرروت بادو کے لاکر رکھ دیا اور کہا کہ آپکا مجرم حاضر ہے [illegible] اور [illegible] دلوا دیجیے
چنانچہ اشرروت نے توڑے منگوا کر اوس کوہی کو انعام سے مالا مال کر دیا اور نہایت اسکی تعریف کی کہ کیا کار
نمایاں تم نے کیا ہے اور ایک خلعت بہت گران بہا [illegible] دیا اور سرگشتان شاہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ باندھ
دے اسکو ستون سے چنانچہ اوس کوہی نے سرگشتان شاہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ہم لوگ نہایت
حیران و ششدر تھے اور ہر ایک اپنے دل میں خیال کرتا تھا کہ اسکو تو ہم صاحبقران عالیشان کی بارگاہ
میں چھوڑ آئے تھے کیونکر یہ کوہی اوسکو لایا کہ اتنے میں [illegible] اشرروت نے خود [illegible] اور بکمال غیض و
غضب اوٹھا اور ایک [illegible] اور اسکا [illegible] اور گلو سے سر بریدہ سے ایک صدا اسطرح بلند ہوئی
اور حلق سے ایک غبار نکلا اور آنًا فانًا میں [illegible] ہو گیا [illegible] دماغ تک پہنچا تڑاق تڑاق چھینکیں
آنے لگیں وہ غضب کی تیز [illegible] چھینکنی کی باس تھی کہ [illegible] دماغ میں [illegible] اور ہر شخص چھینک
مار کر بیہوش ہو گیا پھر اسکے جو اوٹھا گویا جہان سے اوٹھا [illegible] اور بیہوش [illegible]
[illegible] بیہوش ہو کر پڑا [illegible] لوگ بھی سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے آگے حضور
ہمیں نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران نے خواجہ عمر کی نہایت تعریف کی بادشاہ جمجاہ اور سرداران
حاضر بارگاہ نے از حد ثنا و صفت خواجہ کی بیان کی اور کہا کہ خواجہ عمر آپکا کیا کہنا کوئی آپکا [illegible] دینے والا
اس فن عیاری میں ایسا دنیا میں نہیں ہے سب [illegible] آپکے سامنے طفل مکتب ہیں کیا مجال [illegible] کسی کی کہ جو

آپکی ہمسری

آپکی ہمسری کرسکے یہان خواجہ صاحب کیتو اشتیاق حد سے زیادہ ان کفار کے دیکھنے کا ہی غرض اسکے لیئے
بیکار لیئے دیکھین کہ انزروت شاہ اور اُسکے سردار کیسے زبردست ہین کہ جنہون نے بندگان خدا کو
تکلیفین دے رکھی ہے خواجہ نے جب دیکھا کہ سب سردار و بادشاہ و صاحبقران عالیشان
سب کمال مشتاق ہین تب ایک ساحر کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے سوزن دیکر ستون
بارگاہ سے باندھ دیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کھادو یکی جانگھیا پہنے ہوئے بیہوش
خوب بارگاہ سے بندھا ہوا ہے کیونکہ خواجہ نے کپڑے تو پہلے ہی اوتروا لیئے تھے اسوجہ سے فقط
جانگھیا باقی رہگئی تھی ۔ اسیطرح ایک ایک کرکے کل سرداران وکارگذاران انزروت کو خواجہ
نے زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا و زبان مین اُسکے سوزن دیدیا چنانچہ قریب سو سوا سے
ساحر رفیق و ندیم مصاحب وکاربرداز کہ جو اسکے بزم مین حاضر تھے اُن سبکو فردًا فردًا نکالا اور روپیہ اپنے
گن گن کے سب کا حساب لگاکے توڑے کے توڑے لیئے بلکہ پانچہزار روپیہ اور زائد لیکے سب کو نکالا
اور سوزن زبانون مین دیکے سب کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب سردار و افسران
فوج دیکھکر حیران ہین اور خواجہ کی چالاکی اور عیاری کی تعریف کررہے ہین اب ہر ایک شخص انزروت
کا مشتاق ہے کہ دیکھین وہ کتنا بڑا زبردست ساحر ہے اور خواجہ سبکا اشتیاق بڑھاتے جاتے ہین ۔
آخر الامر بادشاہ جمجاہ اور صاحبقران عالم پناہ نے جب بہت اصرار کیا کہ خواجہ اب کہین جلدی
نکالو اُس کافر خاصر کو خواجہ کہتے ہین کہ حضور کچھ رونمائی تو منگوائین بالفعل تھوڑی اتنے بڑے زبردست
ساحر کو نکالون پانچہزار روپیہ جو حضور نے مرحمت کیا وہ تو اسکا اجورہ تھا اب رونمائی بغیر محافظ جان
زنبیل اوسکو باہر نکلنے نہین دیتے اس بات پر صاحبقران مسکرائے اور دو ہزار روپیہ اور منگواکر
خواجہ کے تواضع کیا ۔ اب خواجہ نے کہا کہ سرداروں سے بھی رونمائی ملنا چاہیئے کیا یہ مفت ہی مین دیکھنا
چاہتے ہین غرضکہ سرداروں نے بھی علی قدر حیثیت روپیئے خواجہ کو منگوا کر دیئے اب خواجہ نے
بڑے مانا نہفت سے انزروت جادو کو نکالا اور بہت بڑا نکالا آہنی مثل سوزن کے اوسکی زبان مین
دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا صاحبقران ابن عمرو نے ارشاد فرمایا کہ اب کم چاؤ اور بہادران عاد کی
کو بارگاہ لیکر روانہ ہوا ہے اوسکو حکم دو کہ بارگاہ واپس لائے چنانچہ حسب الارشاد صاحبقران
والاشان کے خواجہ مع چند عیاروں کے اسطرف کو روانہ ہوئے اور مقبول بن مقبل ثانی
بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور ترکش کاندھے پر ڈال کے اپنے سامان کے ساتھ اسلحہ حرب و ضرب
مسلح و مکمل ہوکر اُنکے ہمراہ روانہ ہوا انکا حال آئندہ بیان جائیگا پہلے یہان کا حال عرض
کیا جاتا ہے کہ یہ ساحر انزروت جادو جو اسی حالت بیہوشی مین نکالا زبان مین دیا ہوا ستون
بارگاہ سے بندھا ہوا ہے اوسکی نسبت صاحبقران عالیشان نے حکم دیا ہے کہ ایک
پرچہ کاغذ پر یہ مضمون لکھکر اسکے سامنے رکھدیا جائے کہ جان اور آگاہ ہو شناخت خالق ارض و سما
مین اور وحدانیت پروردگار عالم کو برحق جان کہ جس نے فقط ایک لفظ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا اور
بیسیوں ہزار مخلوقات کو از قسم انسان و حیوان و نباتات و جمادات وغیرہ کو کتم عدم سے عرصہ شہود مین لایا اور
اپنی عجیب و غریب صنعتوں کے خزانوں کو اسمین تفویض فرمایا ہر چند عیار وہم و خیال ہزار ہزار شکل
اپنی طرازی دکھائے مگر ممکن نہین کہ اس نقشبند عالم وقادر مطلق کی قدرت کا بھید سمجھ مین آسکے کیا مجال
طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اوسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کرسکے ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم

ویران سکے ۔ کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے خیال کو اوسکی معرفت کے میدان وسیع میں دوڑایا مگر سوائے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے تو بدیدۂ فراست و گوش ہوش اپنے دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت ایوان و کیوان مشرکان خدا کی کس راہ سے ثابت ہوتی ہے اگر یہ کہا جاوے کہ انکے پاس ملک بہت ہے جاہ و حشمت مال و دولت لشکر و فوج بکثرت ہے تو کیقباد و افریدون و جمشید و کیخسرو و دارا و سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہو گئے کل عالم انکین کو اپنا خدا جانتا ہے لہذا یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایوان و کیوان مشرک خدا ہو کے ہیکہ یہ خس باد یہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم ایک صرف نہیں آخر ایک دن جہنم واصل ہونگے انھین خالق اپنا کرو اتنا محض کفر و کافری ہے سجدہ اسی خالق اکبر خدا ئے عزوجل کو واجب ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے طبقۂ خاک کو عالم آب پر قائم کیا اور خیمۂ گردون کو بے ستون و طناب برپا کیا ۔ ؎

نہیں کوئی عالم میں تیرا شریک　　تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک　　سمیع و بصیر و علیم و خبیر
مجیب علی کل شیٔ قدیر　　کریم و وحید و غفور الرحیم　　حمید و مجید و عزیز و حکیم
فرازندۂ سقف گردان سپہر　　طرازندۂ انجم و ماہ و سپہر　　نگارندۂ نقش چشم و دہن
وضع بند ترکیب بے پیرہن　　ضیا بخش افلاک و شمس و قمر　　تجلی نور جبین سحر
بہنگام ہیچارگی چارہ ساز　　نہ انجم الفت نفسانیت بے نیاز　　معین الخلائق جمیل الخصال
جلیل و ذو الفضل و القدرۃ و ذو الجلال　　خداوند علام و دانائے غیب　　منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

پس اے اشرف تم سن رسیدہ اور مرد فہمیدہ و جہاندیدہ و دانشمند و فہیم ہو تمکو لازم ہے کہ لعنت کرو مذہب کیوان پرستی اور کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ پڑھ کے پہونچو منزل ہدایت تاکہ دنیا و عقبی تمہاری دونون بہتر ہون دیکھو اسنے مجھ ایسے بندۂ حقیر کو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا اور اس عبد ذلیل کو یہ عہدہ جلیل عنایت کیا ۔ پس تو اس کفر و کافری و ضلالت و گمراہی و سحر و ساحری سے باز آ اور بصدق دل دین اسلام اختیار کر اور سحر و ظلم و فسادات و عناد سے توبہ کر یہ حکم دے کے عیارون کیطرف اشارہ کیا کہ اس کافر کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکے ہوشیار کیا جاوے اور قلم و دوات منگوا کر اسکے سامنے رکھدی جاوے کہ اسکا جواب لکھے چنانچہ ایک عیار اوٹھا اور فلیتہ رفع بیہوشی اوسکو دیا اسنے ایک چھینک ماری کچھ قطرہ گندیدہ اسکے دماغ سے نکلے اور یہ ہوشیار ہوا آنکھ کھولکر جو دیکھتا ہے تو اپنے تئین عجیب عالم مین پایا کہ ایک دربار آراستہ ہے تمام سردار و اراکین دولت اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون و دنگلون پر متمکن ہین اور مین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہون اور سب مصاحب و رفیق بھی میرے ستون بارگاہ سے بندھے کھڑے ہین اسنے فوراً آنکھین بند کر لین اور سمجھا کہ یہ خواب ہے عیارون نے کہا کہ یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم غور وا کن و حال خود را تماشا کن اب جو آنکھ کھولتا ہی تو واقعی وہی حالت ہے دل مین خیال کرتا اور رانگاہ حیرت دیکھتا ہے کہ مین تو اپنے بزم مین تھا مصاحب رفیق ندیم وزیر و مشیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر تھے ۔ یا طرفۃ العین مین اس فلک تفرقہ پرداز نے بایں ہمہ ذلت و خواری مجکو اس حال خراب مین مبتلا کیا ۔ ؎

بیک گردش چرخ نیلوفری　　نہ نادر بجا ماند نے نادری

شکوہ فلک بیمہر اور مذمت دنیا سے فانی کرنے لگا ۔ نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور　　دیکھ دنیا ئے بے ثبات کا طور　　بھول مت دیکھ دیکھ آرائش

نہین دنیا مقام آسائش
کہین جو کچھ ہے اوسکا چالا ہے
اسکے کہین شور مرگ فرزندان

کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین افضال حق تعالی ہے
ہے یہ دنیا سے دون کا سرشتہ

کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہے کہین شادی حنا بندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اسے پیچ بیچ مدار روا سے گردون ناہنجار کیا مین نے تیری خطا کی تھی کہ جس کے پاداش مین یو منے یہ سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس یہ سرا فانی مقام عبرت اور یہ دہر ناپایدار جائے اندوہ و حسرت ہے نظم

دریغا بروافق نہ ہر چند زمانہ ہوشیار
کہ اے بدولت و دروزہ گشتہ مستشتی
سکہ تاج مرصع صباح بر سر داشت
زہادثاب جہان بس ہمین بستر آمد
مکن خیال ثبات جہان دون کہ درد

نوشتہ ہا ہے دوستم بیتیہ تا بہ سیاہ دیدم
مباش غرہ کہ از تو بہ گشتہ دیدم
بناز شام و راحت زیر سر دیدم
کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم
ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

چنانچہ یہ ناظر اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور شکایت جفا کاری چرخ سفلہ پرور کی اسکی زبان پر جاری ہے اکثر بعض اس کافر خاسر انزروت جادو نے اس پرچہ کا غذ کو دیکھا کہ اوسمین وحدانیت قادر مطلق وصانع برحق کی مرقوم ہے مگر اس سیاہ قلب کے دل پر کیا اثر ہو سکتا ہے ۔ سعد

بلکہ بنجابت کسیکہ راکہ با قند سیاہ
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

بس اس نے قلم اوٹھا کر لکھدیا کہ فدا ہون ہزار جان میری خداوند کیوان تا بدار پر مین کبھی اوسکی خداوندی سے منحرف نہونگا اور خدا ئے نادیدہ کی پرستش ہرگز ہرگز نہ کرونگا آپ لوگ اگر مجکو قتل بھی کر ڈالین تب بھی کچھ پروا نہین ہے باشند ہرچہ بادا باد مگر یہ یاد رکھنا کہ بعد میرے مار ڈالنے کے اگر کرو ڑ آدمی بھی ہونگے تو ایک متنفس اوسمین سے جان بسلامت نہ لیجا ئیگا اور کوئی زندہ نہ بچیگا بس صاحبقران عالیشان نے خیال کیا کہ یہ سیاہ قلب کسیطرح راہ راست پر نہ آئیگا اور کیمیا ئے ہدایت و اکسیر نصیحت اسکے مس قلب کو زر ایمان سے منور نہ کریگی دل تیرہ و تاریک اس کافر خاسر کا کسی عنوان نور ایمان سے نورانی نہوگا بس لاچار ہوکر پادشاہ جم جاہ سے اجازت لیکر قوام الجبار ثانی کو حکم دیا کہ جلد اس کمبخت ناہنجار ساحر فاجر جفا شعار کو قتل کرکے سر اسکا حاضر کرو یہ وہ کافر ابتر ہے کہ جس نے ہزارہا بندگان خدا کو جان سے مار ا ہے اور اہل اسلام کا تو جانی دشمن ہے بڑا سرکش اور نہایت ستم ہمیشہ جفا کار و مردم آزار رہا ہے آج یہ اسطرح بیکس ہے نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار ہے اور جگہ ہے وہ بھی دم بدم فی النار ہے بعض کہتے تھے کہ اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل و رسوا کرکے ہلاک کرا یا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو بحسرت و ارمان دنیا سے اوٹھا یا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ ہے نہ تاج ہے نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرا فانی مقام عبرت ہے کہ نظم

کہان شداد وہ بہشت ارا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ
ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہین سامان غسل صحت ہے

اس چمن کا کرے جو نظارہ
آج کرے گذشتگان پہ نظر
لاکھ یوسف گرانئے در چاہ
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن
کہین ترتیب غسل میت ہے

تھا سکندر بھی شاہ عالی تھا
ہاتھ کل تو بھی عبرت دیگر
بحر حیرت مین عقل کیون ہو غرق
کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین ہر وہ وبال دوش ہوا — ایک دو طین سے دوچار ہوتا ہے — ایک کنار لحد مین سوتا ہے
قیصر ہوا کے ہوگئے شداد — قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد — ہین یہ خوابان حسنت دنیا
تشنۂ قلزم سراب بنا — اسکے شربت مین زہر ہی سودہ — نوش ہے اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف مجمع تھا ہر جانب ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر بنظر حسرت نگران تھا چنانچہ جملہ سرداران نامی و گرامی سب انصاف شاہی اور عدل ظل اللہی کے دیکھنے کو مجمع کئے ہوئے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے تھے کہ ذوالخمار اکر مستعد قتل ہوا اور انزروت کی گردن پر کوتلے کا خنجر دیا اور کہا جو کہا نابینا ہوا اسے اجل رسیدہ وہ کہانی ہے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم مین پیمانۂ عمر تیرا بادۂ فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اوتارا جائیگا انزروت نے مطلق جواب نہ دیا آخر تیسرے حکم پر تیغہ مارا ذوالخمار نے کہ سر اس خود سر کا اوڑ گیا لیکن ساتھ ہی سر اوڑنے کے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح ریل کے نیچے سے دھوان نکلتا ہے اسکے گلو سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا اور پیچیدہ ہوکر تمام بارگاہ مین منتشر ہوا اور گرا تو دیکھا کہ سب کی آنکھون سے کچھ قطرے وغیرہ ٹپکے اس دھوئین کی تیزی سے اور سب کی آنکھین بند ہوگئین اور بصارت چشم زائل ہوئی نابینائی چشم پوشی کرنے لگی صاحبقران وعزیزان صاحبقران مع بادشاہ بجاہ اور رفیق قریب جو رفیق و مصاحب و سردار کہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے سب کی بینائی چشم زدن مین زائل ہوگئی غرضکہ طرفۃ العین مین تمام سرداران باوقار و پہلوانان جرار اندھے ہوگئے جو لوگ کہ دور بیٹھے ہوئے تھے اونکو بھی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پروانہ صفت وہ بھی جھپٹ پڑے اپنے مالکون کے پاس آتے آتے ہی وہ بھی نابینا ہوگئے تمام بارگاہ مین ایک عجیب حالت طاری تھی شور نالہ و فریاد بلند تھا جو سردار کہ بیرون بارگاہ تھے وہ بھی صدا سے گریہ و بکا و آواز استغاثہ سنکے بیقرار ہوئے اور قصد کیا کہ چلو دیکھین تو بارگاہ مین کیسا شور فریاد و فغان بلند ہے ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یار و افسوس ہے کہ جان نثاری کا موقع بھی نہین آنے پایا ورنہ ہم اپنی جانین فدا کرتے اور اپنے مالکون پر آنچ نہ آنے دیتے کیا کہین دل کی تمنا دل ہی مین رہی کچھ حوصلہ ہمارا نہ نکلا ورنہ دیکھتے کہ کسطرح حریف سے مقابلہ کرتے اور جبتک دم مین دم رہتا اپنے مالکون پر کسیطرح چشم زخم پہونچنے نہ دیتے مگر اب کیا کرین کہ کچھ زور نہین چلتا بے بس ہو رہے ہے یہ کہکر ایک دوسرے کو سمجھاتا تھا کہ یہ موقع ایسا نہین ہے کہ جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین صریحاً دیکھ رہے ہین کہ جو گیا آفت مین مبتلا ہوا ہے

گرچہ سب ہے اجل نکوا ہے سرد — تو سرد و رو بان اژدر با

موقع محل دیکھکر انسان کو کام کرنا چاہیے اور اس آفت سے ذرا بچنا چاہیے کیونکہ ہم یہان رہین سے جو نہ بچ جائین گے وہ انکے مددگار ایسی کرینگے حریف و دشمن سے ہم لوگ بچ جائین گے اور جہانتک ہم سے کوشش ہوسکیگی کوئی دقیقہ ہم تدبیر کا اوٹھا نہ رکھین گے مالک کا حق نمک ادا کر دینگے اگر کوئی حریف ہوتا یا کوئی غنیم جرار ہم آتا تو اس سے مقابلہ کرتے جانین اپنی فدا کرتے یہ تو عجب بےبسی کا عالم ہے کہ ہر شخص نابینا ہوگیا ہے اور حریف کوئی نظر نہین آتا ہے یہ لوگ تو باہم یہ گفتگو کر رہے تھے اور آپسمین مشورہ کر رہے تھے کہ کوئی ایسی تدبیر کرین کہ ہمارے مالک اس آفت ناگہانی اور بلائے عظیم سے نجات پائین کاش انکے بدلے ہمارا یہ حال ہوجاتا اور ہماری بصارت چشم زائل ہوجاتی مگر وہ صحیح و سالم رہتے تو ہمکو کچھ رنج و افسوس

ہوتا خیر جو مرضی خدا کی اسمین کسی کا کیا چارہ ہے وہی مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب ایسا
پیدا کر دیگا کہ چشم زدن مین سب کی آنکھین کھل جائینگی مگر تدبیر شرط ہے یہ سب سردار جو کہ بیرون بارگاہ
تھے یہ تو اس گفتگو مین مصروف تھے کہ اب جو دیکھتے ہین تو انزروت کے گلوئے بریدہ سے
ایک طائر پیدا ہوا اوسنے بلند ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم لوگ خدا پرست بہت
مغرور و متکبر تھے اور اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت ذلت و خواری سے بچشم حقارت انزروت
جادو کو دیکھ رہے تھے اب اپنے حال زار پر خود افسوس کرو اور چشم حسرت سے خون کے آنسو بہاؤ
دیکھو تو کیسی مصیبت مین مبتلا ہوتے ہو کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمہارے حال پر افسوس کرینگی
یہ کہکر بلند ہو گیا اور جلکر خاک ہو گیا ادھر اوس طائر کا جلنا تھا کہ وہ دھوان ہر طرف ہوا ہمراہیان
انزروت کا حال سنیے کہ اسکے ہمراہی یعنی رفیق و مصاحب و ندیم جو ستون بارگاہ سے بندھے
ہوئے تھے اور اونکی زبانون مین سوزن دیدیئے گئے تھے کہ سحر نہ کرسکین اس ہنگامہ کے سبب سے اونکو
ہوشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کیونکہ پہلے انزروت کو ہوشیار کیا تھا اور یہ پیام اسکے سامنے رکھا
گیا کہ خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جان اور صدق دل سے طریقہ اسلام اختیار کر مگر اس سیاہ قلب پر
اس ہدایت کی کچھ تاثیر نہوئی اسنے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر پرستش خدائے نادیدہ کی گوارا نکی آخرش
اسکی نسبت حکم قتل دیا گیا وہ کافر قتل ہوا اور اوسکے گلوئے بریدہ سے بجائے خون کے ایک
دھوان پیدا ہوا وہ دھوان اسقدر غضب کا تھا کہ اوسکی تیزی سے سب کی بصارت چشم زائل ہو گئی
چونکہ اس ہنگامہ مین اوسکے ساحران ہمراہی کے ہشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی اور نہ خواجہ بھی
یہان موجود نہ تھے کہ ان ساحرون کا دیوان سمجھتے اس باعث سے وہ لوگ ستون بارگاہ سے بندھے
ہوئے کھڑے تھے مگر دھوان جو تمام بارگاہ مین پھیلا تھا اوسکی تیزی کے سبب سے ان ساحرون کی بصارت
چشم بھی زائل ہو گئی تھی یہ سب بھی اندھے ہو گئے تھے اور چونکہ انکی زبانون مین سوزن دئیے ہوئے
تھے اسوجہ سے یہ لوگ رد سحر بھی نکرسکے سب نابینا ہو گئے اس اثنا مین چند آدمی یعنی شاطر
و عیار وغیرہ خواجہ عمران کو خبر اس واقعہ کے دینے اوس جانب کو روانہ ہوئے تھے جسطرف خواجہ بارگاہ
و خیمہ وغیرہ واپس لانے کے واسطے گئے تھے ان لوگون نے راہ ہی مین خبر دی کہ جلدی چلئے بارگاہ مین
یہ واقعہ گذرا کہ صاحبقران اور سب سردار نابینا ہو گئے بڑا غضب ہو گیا کہ دربار کا دربار سب اندھا
ہو گیا۔ خواجہ وہین سے سر پیٹتے ہوئے بارگاہ کیجانب روانہ ہوئے بارگاہ مین جو آکر یہ حال دیکھا دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے افسوس یہ کیا حال ہوا مین ایسی کبھی نہ آنیپایا کہ یہان یہ ماتم عظیم
برپا ہو گیا پس خواجہ نے جلدی سے بارگاہ سلیمانی برپا کرائی صاحبقران نے کل سرگذشت
بیان کی یعنی انزروت کا ہوشیار کرانا اور پیام کا مضمون ہدایت طریقہ اسلام اسکے سامنے
رکھوانا اسکا یہ کہنا کہ ہزار جانین میری فدا ہین خداوند کیوان تاجدار پر اور مین ہرگز اسکی پرستش
سے باز نہ رہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستاری کبھی نہ کرونگا اسپر اوسکو حکم قتل دینا و ذوالفقار کا تیغہ
آبدار سے اس کافر کو قتل کرنا ایک ہی ہاتھ مین سر اوسکا کٹ کر دور گرنا اور گلوئے بریدہ سے ایک
دھوئین کا پیدا ہونا اور تمام بارگاہ مین پھیل جانا اس دھوان سحر کی تیزی اور تاثیر سے سب کا نابینا
ہوجانا تمام عزیزون اور سردارون کا نابینا ہوجانا کل سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ
اب کیا تدبیر کیجائے اس وحشت خطرناک اور حادثہ ہولخیز مین ہمارا یہ حال ہوا کیا تدارک

اسکا کیا جائے اودھر اخبار کی رو سے اور خطوط سے ثابت ہوا کہ برجیس آفتاب پرست ملکون کو پھونکتا ہوا خدا پرستون کو آزار دیتا ہوا چلا آتا ہے ایک تو وہ دشمن خدا ہے اور ایک لقا پدا رکھ جو قاف کہلانے سے فوج فراوان اپنے ہمراہ لیئے ہوئے وہ بھی چلا آتا ہے بی بیا ہتا ہے کہ ایک نامہ اوسکو لکھون لیکن بپاس غیرت دل قبول نہین کرتا۔ اودھر طلسم نہ طاق سکندری کی فتاحی کو ہم آئے تھے یہان یہہ سانحہ گذرا۔ اوسوقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو تو اپنے رفقا و اہل ملک وغیرہ یزدون کو خطوط لکھکر طلب فرمایئے کہ وہ حفاظت جان بھی کرینگے اور جتنا کہ یہ حال ہے کسی غنیم کو بھی نہ آنے دینگے صاحبقران والاشان نے اس رائے کو پسند فرمایا اور خواجہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ ہم نے اس رائے کو پسند کیا ضرور اس مضمون کے نامے لکھوا کر فلان فلان اطراف وجوانب کو روانہ کیئے جائین کہ ہماری کشتی حیات اس دریائے ریگستان ناپیدا کنار مین آکر پھنسی ہے جی چاہتا ہے کہ تم لوگ یہان آکر ناخدائی کرو اور اس ورطہ ہلاکت سے ہمکو بچاؤ پس اے خواجہ کل یہ نامے لکھکر طیار ہوجائین اور ضرور بالضرور روانہ کیئے جائین فہرست انکے نامون کی خواجہ کو لکھوادی جنکے پاس نامہ روانہ کرنا تجویز کیئے گئے تھے اور یہ بھی صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میر منشی تو دربار مین حاضر تھے وہ تو اندھے ہو گئے لہذا نامہ لکھوانیکا انتظام تمہین کرو خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب کل سکے روز یہ سب نامے لکھوا کر روانہ کردیئے جائینگے مگر حضور اجرت دینگی دینا ہوگی کیونکہ اور منشیون کو بلوا کر نامے لکھوائے جائینگے اوسمین اسقدر خرچ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری طماعی اسوقت مین بھی نہین جاتی عرض کیا حضور بغیر روپیہ کے تو کوئی کام نکل ہی نہین سکتا ۔

اسے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا | ستار عیوب وقاضی الحاجاتی

صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جو کچھ خرچ ہوگا دیا جائیگا نامے تو تم لکھوا کے روانہ کرو خواجہ تو اس انتظام کے لیئے چلے مگر درمیان مین دیکھتے کیا ہین کہ ساحران ہمراہی امیر روئینتن کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ سے سوزن دیکر باندھدیا تھا وہ اسیطرح کھڑے ہین مگر وہ بھی سب کے سب نابینا ہین ہاتھون سے اشارے کر رہے ہین کیونکہ زبانین تو اونکی بوجہ سوزن کے قابو مین نہین ہین اس باعث سے اشارے کر رہے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ زبانون سے ہماری سوزن نکال لیئے جائین تو ہم اپنا عرض حال کرین پس خواجہ نے انکی پیشانیون کو دیکھکر قیافہ سے معلوم کر لیا کہ یہ لوگ عجب نہین ہے جو راہ راست پر آجائین پس فوراً خواجہ نے اونکو ہوشیار کیا اور سوزن انکی زبانون سے کھینچ لیئے اور کہا کہ شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ تازندہ ایم چندہ ایم کہنے آپکا دین قبول کیا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوجائین سحر وساحری سے توبہ کرلین کہیے تصدیق بالقلب کر کے مطیع اسلام ہین تاکہ بوقت ضرورت ساحران عدار مقابلہ کر کے حضور کی جان نثاری مین ہمراہ رکاب رہین جب ان لوگون نے اسطرح کے کلمات کہے تو خواجہ نے انکی مشکین کھولدین صاحبقران کی خدمت مین سبکو حاضر کیا یہ لوگ جاتے کے ساتھ ہی صاحبقران کے قدمون پر گر پڑے اور قدم بوسی کر کے عرض کرنے لگے کہ حضور ہمنے یہ خیال کیا کہ دین آپکا برحق ہے اور سب مذاہب باطل ہین پس ہمنے صدق دل سے دین اسلام قبول کیا اور حضور ہم بھی اندھے ہو گئے ہین اب حضور کے قدم چھوڑ کر کہان جائین حضور کی غلامی مین حاضر رہینگے اور حضور پر سے اپنی جانین نثار کرینگے

اور حضور ہم لوگ بھی اپنے قوم قبیلے مین معزز ہین یہ ذوالفقار جادو ہمارے افسر اعلا ہین حضور اسنے
ہماری شرافت و اعزاز کا حال دریافت فرمائین اور اب حضور ہم آپکے قبضہ مین ہین چاہین تہ تیغ فرماکر
موت کے گھاٹ اوتارین چاہین حضور ہماری جان بخشی فرمائین حضور ہم لوگ اصیل تلوار کا خواص رکھتے
ہین جسکے قبضہ مین ہین اوسی کا دم بھرتے ہین اور حضور ہمنے بڑے بڑے معرکے سر کیئے ہین
جس مہم پر لشکر کشی کرکے گئے بغیر اسکے فتح کیئے واپس نہ پھرے بڑے بڑے ساحران غدار
وزبردستان روزگار سے مقابلے ہوئے مگر حضور کے اقبال سے منہ نہین پھیرا ہمیشہ سرخرو رہے
اسوقت حضور کے دربار فیض آثار مین ہمارا جاننے والا کوئی نہین ہے اگر ہم پیچ آفتاب علم
یا انجم طلعت ہوتے تو وہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتے وہ لوگ ہمارے مرتبہ شناس ہین اور
ہمکو خوب جانتے ہین اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنا زیبا نہین ہے ہماری جانبازی ہماری ہمت
وجراءت کو وہ حضور سے بیان کرتے اور اگرچہ ہم حضور کے دامن دولت سے وابستہ ہین حضور
کے زمرۂ غلامان جان نثار مین داخل ہونیکا افتخار حاصل ہوا ہے جب وہ لوگ آئینگے تو یقین
ہے کہ ہماری جراءت و مردانگی کا حال حضور مین گذارش کرینگے اور یون تو اپنے منہ میان مٹھو بننا ہی
جب کوئی کارنمایان حضور کے سامنے ہم لوگون سے بروی کار آئیگا تو حضور کو ہماری اسس
یاوہ گوئی کا حال معلوم ہوجائیگا اور حضور ہم تو بہت دنون سے اس امر کی تمنا رکھتے تھے کہ حضور کی
بدولت ہم نور ایمان سے مشرف ہون اور اپنی عقبی درست کرین حضور کے صدقے مین اس
ضلالت وگمراہی سے نکلکر بلت پیمائی شاہراہ ہدایت پر قدم رکھین حیوان پرستی پر لعنت کرین
مگر کوئی موقع ہمکو نہین ملتا تھا چونکہ خداوند کریم نے ہر ایک امر کے لیئے وقت مقرر فرمایا ہے کل امر مرہون
باوقاتہا بس وہ وقت اب ظہور مین آیا کہ ہمارے طالع خفتہ نے یاوری کی حضور کی بدولت نجات دارین
ہمکو میسر ہوئی اور حضور کچھ تردد نہ فرمائین یہ چشم زخم جو غلامان کو پہونچا ہے بہت جلد دفع ہوجائیگا یہ
کیفیت باقی نہ رہیگی حضور مؤید من اللہ ہین پردۂ غیب سے کوئی سبب ایسا ظہور مین آئیگا کہ یہ
سب کلفت رفع ہوجائیگی یہ سب کارستانی اس کافر اکفر بصیر جادو کی ہے اوسی کے سحر سے
یہ کیفیت پیدا کی ہے حضور کی مدد غیب سے ہوگئی ہے اور عنقریب وہ کافر قتل ہوگا جب اس آفت ناگہانی
سے نجات ہوگی غفلت مین اس حرامزادے نے یہ سحر کیا ہے کہ سبکو نابینا کردیا ہم لوگون کی زبان قابو
مین نہ تھی ورنہ کچھ دفعیہ اسکا کرتے ہم بھی اس دخان سحر کی تیزی سے نابینا ہوگئے نور بصارت سے
چشم پوشی کی اب تائید من اللہ ہوگی اور آپکے اقبال سے وہ عدوئے دین مارا جائیگا تب سبکا نور بصارت
عود کریگا اور اس بلائے عظیم سے نجات ملیگی جب ان سرداران تازہ مسلم نے اسطرح کی تقریر کی
تو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو کسیطرح گھبراؤ نہین جو ہمارا حال ہے وہ تمہارا حال
ہے تمہاری جان بخشی کیگئی تم مطیع اسلام رہو صدق دل سے خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا
اقرار کرو سحر و ساحری سے بالفعل تائب رہو کہ ساحران غدار سے سامنا ہے پھر توبہ کرکے سحر و ساحری
پر لعنت کرنا اسوقت مصلحت وقت یہی ہے جبتک یہ حال ہے اسی مین مجبوری بسر کرو اور دعا
کرو کہ جلد اس بلا سے نجات ہو اور خواجہ کو حکم دیا کہ ان لوگون کے لیئے ایک خیمہ استادہ کرادیا جا
اور سب سامان راحت وہان مہیا کردیا جائے خادم و خدمتگار متعین کردیئے جائین تاکہ کسیطرح کی
تکلیف ان لوگون کو نہو چنانچہ خواجہ نے حسب الارشاد فیض بنیاد ایک خیمہ قریب بارگاہ برپا کراکے

جملہ سامان راحت وہان مہیا کرادیا اور ملازم سرکاری خدمت کے لیئے تعینات کر دیئے اور حکم دیدیا کہ خبردار ان لوگون کو کسی طرح کی تکلیف ہونے پائے اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیجا کر اس خیمہ مین مقیم کیا اب یہ لوگ تو اپنے خیمہ مین مقیم ہین اور وقت کے منتظر ہین کہ دیکھئے کب اس بلائے عظیم سے نجات ملتی ہے یہ تو اس حال مین ہین اور خواجہ اپنے خیمہ مین جا کر فکر کر رہے ہین کہ کیا تدبیر کیجائے کہ ان سب کی آنکھین کھلین بس خواجہ تو اس فکر مین ہین اور وہ انکی نامہ جات کا انتظام کر رہے ہین انکو تو اس حال مین مصروف رکھا جاتا ہے کہ انکا حال پھر آئندہ بیان ہوگا ۔

اب دو کلمے داستان شہر صہبائیہ کے بیان کیئے جاتے ہین ۔

ازین قصہ یکدم فراموش کن — زجائے دگر داستان گوش کن
بھر کے ایک جام دے اے ساقی مہوش گلبدن — عیش سے روشن ہو دماغ خسرو پیرکہن
آجکل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن — بوتلین لاؤ یہ آندھی کی منا ہین ساون
ہائے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے — بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہے شرابور ہین پیڑ — دھوئی دھلائی روشین صاف ہین جیسے بدن
باغ مین آگے پہا تک تو جھکی ہے بدلی — پگڈنڈیان بھیگین جو مالی نہ ٹکائین گرین
بادل آنڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو — مچھلیان کوندتی ہین شور ہے اوتر دکھن
یون گھٹا چھائی ہے یون کوند رہی ہے بجلی — جیسے مٹیلے سیہ لپٹتے پہ جڑا ہو کندن
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے — پیڑ اسطرح کہ جھکے جاتے ہین جسطرح دولھن
مینھ برسنے کی ہو آواز ہوا کا غل ہے — شور سے سر پہ اوٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ — چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

دیگر

گھٹا چھائی ہے سو باغ پر عالم ہی جوبن کا — مے گلگون پلادے ساقیا موسم ہی ساون کا
نزاکت مین نہین ثانی کوئی بھی رشک گلشن کا — جو دو گل رنگے چور ہے ہین اوٹھایا بوجھ سوسن کا
ہوا ہے شوق مجکو آجکل بھی سیر گلشن کا — کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے روئے روشن کا
رہا کرتا ہی اسکے بزم مین مجکو نہ کیون کھٹکے — رقیب روسیہ اے دوستو کانٹا ہی گلشن کا
ہمارے سر سے سودا تیرے کاکل کا نہ جائیگا — اوترتا پھر نہین جب زہر چڑھ جاتا ہی ناگن کا
لگا تلوار قاتل تشنۂ جام شہادت ہون — اوتر جائے گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا
طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے — نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

طرازندۂ دفتر پہلوان — نوشتست تا باب این داستان

نقال زنگاران نیرنگی و طلسمات و سیاحان منازل دشت عجائبات و سیاران قرطاس کو یون مضامین فسونگری و نیرنگ سے تحریت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح رقم فرماتے ہین کہ اسی حوالی طلسم مین ایک شہر ہے کہ صہبا شہر اسکا نام ہے بڑے بڑے ساحران غدار و فسونگران نابکار کا وہان مقام ہے مالک و حاکم اس شہر کا صہبا وات تاجدار ہے ساحری و فسون سازی مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے اپنے تئین ساحری و جمشید وقت جانتا ہی بڑا مغرور و خود پسند ہے

اطراف دیوار شب کے ساحروں میں سرہنگ ہے یہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے دربار اسکا آراستہ ہے
تمام سردار و مصاحب رفیق و ندیم دست ادب بستہ حاضر ہیں بڑے بڑے ساحران نامی و نامور
کا مجمع ہے از انجملہ آفات سردار خونخوار اور نصیب جادو کہ بہت اسکے منہ لگے ہوئے تھے اور ساحران
معززین سے تھے یہ بھی دست بستہ حاضر ہیں سماوات اپنے دربار میں بیٹھا ہوا ہے اور ایک
گلدستہ طلائی اسکے سامنے رکھا ہوا ہے کہ وہ گلدستہ یکایک پگھل گیا بلکہ خاک ہو گیا نصیب نے
آواز دی کہ شہزادہ ایسے آفات سردار خونخوار نے پوچھا کچھ حال تو بیان کرو سبب تو معلوم ہو
کسنے کسکو مارا اور کس نے مارا مفصل کیفیت بیان کرو اسنے دیکھکر کہا کہ اندر وقت مار آگیا اور یہ
کہکر اسنے ایک کتاب نجوم کی اوٹھائی اور اوسمین غور سے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد اسنے سر اوٹھا کے
کہا کہ صاحبقران زمان یعنی شہزادہ بدیع الملک نوجوان جو لشکر لیکر آئے تھے اور جو صحرائے
نزطاق میں لشکر اونکا مقیم تھا خیمہ و خرگاہ میں بیٹھے ہیں وہ سب لشکر اندھا ہو گیا تمام سردار
و عزیز اقارب و مصاحب و رفیق حتی کہ چوبدار و ملازم و خدمتگار تک سب کے سب نابینا ہو گئے
بصارت چشم بالکل زائل ہو گئی اب میں آپسے یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ آپ حکم دیکر سب کے سر
منگوا لیجئے اور ان سب کو ان کیجانب روانہ کیجئے خداوند آپسے نہایت خوش ہونگے اور اونکی کمال
رضامندی کا باعث ہوگا کہ اتنا بڑا مخالف اونکا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور سر اسکا بلکہ کل
دشمنوں کا آپ خداوند کی خدمت میں روانہ کرینگے اور میں فرستادہ او نہیں کا تھا اور اب میں
جاتا ہوں کوہ تونا و قدر کی جانب کہ مجھکو عمرو عیار نے [illegible] کہ وہ زندہ بایک گردن
عجب شخص ہے آفت کا پرکالہ اور بلا ہے بے درمان ہے بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی اسکے
نام سے تھرتھراتے ہیں اسکے خوف سے زہرے آب ہوئے جاتے ہیں اور جتنوں سے اعمال کیسی
ظاہر نہ ہونے پاتے اگر میں ہاتھ آگیا تو پھر سمجھئے کہ سب کا بیڑا پار ہو جائیگا اور آفت
بپا کرینگے اس حرکت سے انتقام میں ایک ایک کو نہ زندہ چھوڑینگے تمام طلسم کو زیر و زبر کرینگے
یہ کہکر اوٹھا اور اپنے اوپر ایک اسم پڑھ کر دم کرکے یہ تو کوہ تونا و قدر کی جانب روانہ ہوا اسکو تو جانے
دیجئے اب دو کلمہ بادشاہ سماوات کا بیدار کیجئے کہ اسکا ایک وزیر بے نظیر ہے کہ نام اسکا
بلقیس ہے حالانکہ مرد ہے مگر نام مثل نسوان کے ہے سچ ہے برعکس نہند نام زنگی کافور
اور دوسرا وزیر ہے کہ نام اوسکا بختیارک ثانی ہے کہ نہایت مکار اور بڑا حرامزادہ ہے اسیوجہ سے
اوسکو بختیارک ثانی کہتے ہیں کمال بد باطن اور خبیث الطینت ہے اوسوقت بادشاہ اسکی طرف مخاطب
ہوئے اور دیکھکر کہا اے بختیارک ثانی اب کیا رائے ہے یہ سب حال تمنے سنا اب اسکا انتظام
کیونکر کیا جائے اور کس طریقہ سے یہ کام انجام پائے اسوقت اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ قبلہ
شوہم غلام کی یہ رائے ناقص میں آتا ہے کہ آفات سردار خونخوار کہ اونکی یہ خوراک ہے اونکو روانہ کیا جائے
کہ جسم ان اندھوں کے یہ کھائیں اور سر آپکی خدمت میں حاضر کریں کہ آپ ان سروں کو خداوند کے پاس
روانہ کریں وہ آپکا بڑا مرتبہ کرینگے اور کوئی ملک آپکے بانعام کرینگے بادشاہ نے وزیر کی اس رائے کو
پسند کیا اور آفات سردار خونخوار کو اپنے سامنے طلب کرکے حکم دیا کہ فی الفور جاؤ صحرائے نزطاق میں
کہ تم بہادر بھی ہو اور سردار خونخوار بھی ہو وہاں ایک لشکر پڑا ہوا ہے کہ جسمیں ہزارہا آدمی اندھے ہوگئے
ہیں انکے سر ہمارے پاس لاؤ اور جسم انکے تم کھاؤ کہ تمہاری خوراک ہے خوب سیر ہو کے اپنا شکم پر

نگہ حفاظت کرنے سے مجبور ہین اگرچہ یہ آگ سب اوٹھا لیجا یکن تو کوئی دیکھنے والا نہین یا دشمن آکر قتل کرنا
شروع کردین تو کوئی اپنی حفاظت تک نہین کرسکتا یہ حال عبرت آگین دیکھکر ان سردارون کے آنکھون
سے آنسو جاری ہوگئے اور حسب قاعدہ جو بدار ون کو اپنے نام سے آگاہ کرکے کہا کہ عرض کرو کہ فلان فلان
نام حاضر ہین چوبدار نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جو جو سردار واسطے شکار کے گئے ہوئے تھے
وہ حاضر ہوئے ہین اور خدایان بار یابی ہین اونکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا بلالو حسب الحکم
یہ سب سردار حاضر ہوئے مجرا کا پہلے سے بادب مجرا کیا لیکن اسوقت ادب بے ادبی کا دیکھنے والا کون
ہے سوا خدا اسکے بانخود ان لوگون کے آنکھین جنکو اپنے مالک کے تاب کا ہر وقت مین خیال ہے
بادشاہ اسلام نے بجواب اسلام کے عوض مین دعائے خیر دی اور حکم بیٹھنے کو فرمایا اور ارشاد کیا
کہ یقین تو ہے یہ اشکر کیا مین پہونچکر سب احوال تمپر روشن ہوگیا ہوگا کہ جسطرح ہم سب اس بلا مین مبتلا ہو
لیکن شکر ہے ہمیشہ اور نہ کرینگا کہ تم لوگ یہان موجود نہ تھے ورنہ تم بھی اسی مصیبت مین پھنستے خیر اچھے
وقت آ پہونچے کہ ہم اپا ہجون کی خبر گیری تو کروگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسی وقت خضر ان
برین خبر تو کبھی پہونچتا تھا اچھا تالیث ہے اب ان لوگون نے آکر ایسا انتظام کیا کہ لوگ
فاقہ کشی کی مصیبت سے بچے چودہ چار ہزار آدمی ان لوگون کے ساتھ رہتے تھے وہ ان اندھون کو کھانا
پینا پہونچا تے ہین پانی پلاتے ہین تمام دن انکو اسی کیفیت مین گذرتا ہے پھر بھی اتنا بڑا لشکر ہے تمام
لشکر کو آسائش نہین پہونچا سکتے شام کو دربار آراستہ ہوتا ہے اوسوقت لوگون کو شاہی خدمت
کرنا پڑتی ہے کہ اول بادشاہ اسلام کو لاکر تخت پر بٹھلاتے ہین بعد اسکے صاحبقران ثالث بیٹے
بدیع الملک نوجوان کو اسکے بعد اور سرداران نامی و گرامی کو اب ان لوگون کے وجہ سے طرز قدیم دربار کا
پھر درست ہوا سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانون پر حسب مراتب بیٹھے ہین کہ خضر ان پانچ وسے عرض
کی کہ اسوقت مین اگر کوئی حریف آپڑے تو کیا انجام ہوگا بدیع الملک نے فرمایا جو مرضی پروردگار جسطرح آج
اندھے ہوگئے اسیطرح ایک روز پیوند خاک ہونا بھی ضرور ہے اسکی فکر ہی کیا خضر ان نے عرض
کی اے شہریار یہ سب سچ ہے مگر انسان کو غفلت سے کام لینا نہ چاہیئے آپکو لازم ہے کہ اپنے الا صلی
دوستون کو نامے لکھیئے کہ ہم اس بلا مین مبتلا ہوگئے ہین لہذا جسکو حق نمک یا حق دوستی ادا کرنا ہو
وہ آکر ہمارا شریک ہو صاحبقران کو یہ رائے پسند آئی اور فرمایا کہ نامے لکھے جاوین چنانچہ حسب الارشاد
نامے ویسے لکھے گئے اور سرپہر ہوکر جابجا روانہ ہونے لگے قریب ساٹھ ستر کے نامے صاحبقران نے
روانہ فرمائے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ نامے کس وقت کن کن لوگون کو پہونچتے ہین اور بروقت ضرورت
کون کون واسطے مدد کے آتا ہے لیکن بالفعل یہان یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چودہ ہزار آنکھون والے
ہین اونھین مین سے دلا سے کا گشت معین ہوا ہے کچھ لوگ دربان مقرر ہوئے ہین کچھ ہرکارون کا
کام دیتے ہین کچھ کھانا پکاتے ہین اسی حالت مین شب و روز بسر ہورہے ہین کہ ایک روز ہرکارون
نے آکر دعا و ثنا بجا لانے کے بعد عرض کی کہ سمواث تاجدار کیطرف سے چار سردار اپنے ساتھ
قتل خدا پرستان بیس بیس ہزار کی جمعیت سے چلے آتے ہین جو کل اس صحرا مین داخل ہوجاینگے
یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر آگئے ہین تو
لوآئین ہم تو مجبور ہین اگر خداوند کریم کو ہمارا زندہ رکھنا منظور ہے تو اپنے دامن پناہ مین
ہمین چھپا لیگا ورنہ جو قسمت کا لکھا ہوگا وہ بلکہ صورت پیش آئیگا۔

	سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب		ہر چہ آید بر سر من یا نصیب	

یہ فرما کر خاموش ہو رہے جب وقت آیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو
جسوقت صبح ہوئی سونے والے بستر خواب سے اوٹھے یاد الٰہی مین مصروف ہوئے جو لوگ رات بھر کے
جاگے ہوئے تھے اپنے اپنے خیمہ مین جاکر محو آسایش ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی کہ
یکایک جانب بیابان سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا جسوقت متوجہ ہوا سے دامن گرد کا چاک ہوا اوس گرد
سے بیس علم نشانہ بیس ہزار سوار کا پیدا ہوئے پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند اکوان کی
تحریر تھی آگے آگے پیش خیمہ تھا پیچھے اوسکے لشکر گران اوسکے بعد بڑی دھوم دھام سے سواری
آفات سردار خوار کی آکر پہونچی جو لوگ کہ بینا تھے اونھون نے یہ سب سامان آنکھون سے دیکھ
اور امیر تالث و بادشاہ و دیگر سرداران نامی و گرامی سے بیان کیا جو نابینا تھے اونھین شور و غل
اور گھوڑون کے ٹاپون کی صدا سے ورود لشکر کی خبر ملی غرضکہ مقابل لشکر اسلام یہ لشکر آکر اوترا پڑا
خیمہ آفات سردار خوار کا استادہ ہوا یہ ملعون داخل خیمہ ہوا ادھر اہل اسلام مین ایک انتشار
کا سا عالم پیدا تھا کہ افسوس کیا بری موت ہم لوگون کے قسمت [illegible] کہ کس بیکسی سے قتل
کیے جاتے ہیں مگر کیا چارہ ہے پروردگار عالم پر تکیہ ہے وہی بچانے والا ہے وہ چاہے تو زندہ
کو مردہ کر دے اور مردے کو زندہ کرے ہر امر اوسکے قبضہ قدرت مین ہے غرضکہ جب شام ہوئی
آفات سردار خوار نے حکم دیا کہ نقیب طبل جنگی اوسیوقت نقارہ رزمی بجنے لگا یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اوسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ سب کو یقین مرگ
تھا اس لیے کہ جو سردار اندھے ہو رہے ہیں وہ اس درجہ کے نہین ہین کہ آفات
سردار خوار سے مقابلہ کر سکین اور جو اسکی سرکوبی کر سکتے ہین وہ کور ہو جانے سے مثل دیوار ہو گئے
غرضکہ ہر طرح موت پیش نظر ہے زندگی سے مایوسی ہو گئی ہے بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکا یہ قول ہے کہ آج
زندہ یہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسطرح ممکن ہو اس پردہ شب مین کسیطرف نکل جانا چاہیے اگر آستہ
نہ بھی پایا تو کم سے کم لشکر سے علیحدہ تو ضرور ہو جائیں گے بعضے نامرد کہتے ہین کہ جسطرح جان بچے بچا کر تو جان
نہیں بچانی جو بہادر ہین وہ کہہ رہے ہین کہ الحمد للہ کہ دنیا مین آیا ہیچ ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے گلی گلی کی
ٹھوکرین کھانے سے تیغ میں سو آبرو ہو جاویگی آج اگر تیغ آزمائی نہ کی تو نہ کی بہادری کبھی افسوس اوسکا ہی
تمام دنیا اپنی جرأت و بہادری سے آگاہ ہے اب صبر آزمائی کا موقع آ گیا ہان لطف یہی ہے کہ گردن پر
تلوار ہو اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہو جان دینا بہتر ہے ایمان دینا بہتر نہیں غرضکہ عجب تلاطم لشکر اسلام
مین برپا تھا کہ اسی عالم مین آسمان نے گلیم شب کو گوشہ مغرب کیطرف ہٹا دیا اور انجم سپہر نا پدید ہونے
لگا یا تحلیل انجم برخاست ہوئے سو ستارہ سحری کے کوئی اختر تابندہ باقی نہ رہا جسوقت اہل اسلام
نماز صبح سے فرصت کر چکے یہ ستارہ بھی جھلملا کر مثل شمع کے بے نور ہو گیا اور نظرون سے پوشیدہ
ہو گیا مہر عالمتاب نے تیرہ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور فوج نور و لشکر صبا اپنے ہمراہ لیکر میدان مشرق سے
نمودار ہوا یہان دونون لشکرون مین صفیں آراستہ ہونے لگین لشکر کفار کی صفین تو آن واحد مین تیار
ہو گئیں لشکر اسلام مین وہ لوگ جو کور نہ ہوئے تھے اونھون نے اپنے پرے آگے بڑھا کر چھپائے جو
نابینا تھے اونکی صفین پس پشت آراستہ کین لیکن سرداران اپنے اپنے مرتبے کے موافق مرکبون پر
سوار ہو کر استادہ ہوئے اور امیر چالیس قدم لشکر سے آگے تجربہ صاحبقرانی کر رہے ہوئے

تخت بادشاہ اسلام کا آغوش لشکر مین قایم ہوا جسوقت صفوف قتال وجدال آراستہ ہو چکین بیلدارون
نے نکلکر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا جسوقت میدان درست ہو چکا نقیب
صفون سے نکلے اور پکارے کہ اے بہادرو یہ روز نام وننگ ہے جنکو نام اپنے خاندان کا روشن کرنا ہو
وہ پامردی وبیگرواری سے کام لے اسلئے کہ اگر ہزار برس بھی جیئے تو ایک روز مرنا ضرور ہے پس موت تلوار
کی موت سے بہتر نہین ہے جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے خون رگون مین دوڑنے لگا ہاتھ
تلوارون کے قبضون پر پڑ گئے کہ یکایک آفات ہر دار خوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا باگ اٹھائی
اور سامنے لشکر اسلام کے آکر تیغ شوری کے نیزہ کے ہاتھ نکالے سرایا میدان کا دکھایا جسوقت
غرق عرق ہوگیا اک مقام پر مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کرکے نہیب دی کہ بانش اے گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے فنا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو ورنہ دین خداوند الگوان
کا اختیار کرے اسلیئے کہ یہ دین برحق ہے دیکھی قدرت نمائی خداوند الگوان کی کہ اوسنے اپنا
غضب نازل کرکے تمکو نابینا کردیا اور مجکو تمہارا ملک الموت قرار دیا ہے یہ سنکر اہل اسلام
نے جواب دیا کہ او ملعون [illegible] سے خداوندیان سے نقوت پیدا ہوگا تاکہ مین بلادی ہین
اور کیسے کیسے مصیبتون کا [illegible] حافظ حقیقی نے ہر بلا سے نجات دی اور اگر منظور خدا ہے
تو تجکو بھی قتل کرینگے اور تیرے خداوند کو بھی یہ راہ راست دکھاینگے آفات ہر دار خوار نے
جواب دیا کہ معلوم ہوا تم لوگ راہ راست پر نہ آؤ گے لہذا قتل کرنا تم سبکا نہایت ضرور ہے
پس جسکا جی چاہے وہ برائے مقابلہ نکلے ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنتا تھا کہ لشکر صاحبقران سے ذوالخمار
ثانی میدان مین آئے بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی اور ذوالخمار زخمی ہوئے لوگ
انکے ساتھ کے انھین بچا کر لیگئے لیکن آفات ہر دار خوار نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام
جو نکلا وہ زخمی ہوا بعض مقتول ہوئے ہر دار خوارون نے انھین لقمہ کیا فوج فوج کھا گئے یہانتک کہ
شام تک پندرہ آدمی زخمی اور پانچ قتل ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر
اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے کفار بار دستہ خندان آفات ہر دار خوار پر سے زر نثار کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے اہل اسلام بھی بادیدہ گریان دول بریان اپنے قیامگاہ کے جانب متوجہ ہوئے زخمیون کا
علاج ہونے لگا زخمون مین ٹانکے دیئے گئے پٹی باندھی گئی مقتولون کے واسطے صدائے افسوس
بلند ہوئی لیکن صاحبقران نے اونکے وارثون کو عہدے عنایت کیئے تسلی دی تعزیت فرمائی
اور ارشاد کیا کہ منزل سبکی ایک ہے اگر آج وہ جانب ملک عدم روانہ ہوئے تو کل ہماری باری
ہے اسواسطے کہ دشمن سے سامنا اور آنکھین کو راس جنگ کا انجام سوا موت کے اور کیا ہوسکتا
ہے غرضکہ نہایت حزین دل وغمگین داخل بارگاہ کو ہر بار ہوئے یہان سب اسی عالم رنج و ملال
مین بیٹھے ہین کہ یکایک خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ ہمارے
یہان بھی نقارہ رحلت بجا اسواسطے کہ کل کا دن روز قضا معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم لوگون کا لبریز
ہو چکا اور کشتی حیات ساحل فنا پر پہونچ گئی ہے بظاہر کوئی امید بچنے کی نہین ہان اگر پروردگار
عالم کو ابھی زندگی ہم سبکی منظور ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی نہ کوئی سبب پیدا کردیگا ان
کلمات حسرت آیات پر بادشاہ اسلام کے ایک شور رفتاری بلند ہوا لیکن قضا مبرم ان
تمالت یعنی بدیع الملک نوجوان دستہ بستہ خدمت شاہ مین عرض کی کہ ظل اللہ سرا سایہ

مین اس ملعون سے خود مقابلہ کرونگا دیکھیے گا کہ کسطرح اسکے سر [illegible] قتل کرتا ہون اور کیونکر اسکو عالم ہستی سے
جانب ملک فانی روانہ کرتا ہون بادشاہ اسلام نے سنکر فرمایا کہ ہمین کچھ شک نہین ہے کہ اس [illegible] سے
سرداروں کو آپ کے غلام نہ کر سکتے ہین آپکے واسطے تو خداوند کریم نے جامۂ صاحبقرانی قطع کیا ہے
مگر یہ سب باتین اوسوقت کے واسطے تھین جبکہ آنکھین روشن ہوتین اس حالت مین مناسب نہین
ہے کہ آپ مقابلہ کرین یہ نہین معلوم کہ حریف کسطرف آتا ہے تو اوسکا رد کرنا کب ممکن ہے اور یہ نہین
معلوم ہوتا کہ حریف کس مقام پر ہے تو اوس پر وار کیونکر ہوسکتا ہے میرے خیال مین آپکا جانا برائے مقابلہ
آفات مردار خوار کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا بدیع الملک نے عرض کیا کہ یہ بجا ہے
مگر جبکہ وہ مبارز طلب کریگا اور کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلیگا اوسوقت وہ ضرور میرا نام لیگا پھر فرمایئے
کہ کیا اوسوقت بھی نہ برائے مقابلہ جاؤن [illegible] اسطرح کے جینے سے مرنا بہتر ہے بادشاہ
رونے لگے تمام سرداروں نے عرض کی کہ جبتک ہمارے بدن مین جان باقی ہے ہم ظل اللہ عالم پناہ
و صاحبقران پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اپنی جان بچاؤن
اور تم لوگون کو موت کے منہ مین بھیجدون بہادران عالم مجھے کن الفاظ سے یاد کرینگے ہان بعد میرے آپکو اختیار ہے
جہانتک ممکن ہوگا ظل اللہ کی حفاظت مین کوتاہی نہ کرنا غرضکہ کہانتک یہ آپس کی گفتگو بیان کی جائے
ایک عجیب عبرت آمیز الفاظ ان پہلوانان نامی و گرامی کے زبان پر تھے کہ جسے سنکر دل پاش
پاش ہوجاتا تھا آج کی رات کسی نے آرام نہین کیا بادشاہ نے دربار برخاست نہین فرمایا
اور ارشاد کیا کہ اس رات کو غنیمت سمجھنا چاہیے آنکھین نہین ہین کہ ایک دوسرے کے دیدار
سے سیر ہون لیکن یہ یکجائی بھی غنیمت ہے کہ کانون سے ایک دوسرے کی آواز تو سن رہے ہین
یہ بزم برخاست اوسوقت ہونا چاہیے جبکہ سامان رزم گرم ہو اب جب بارگاہ سے اوٹھین گے تو
میدان جنگ مین قیام ہوگا اور وہان سے جائینگے تو ملک عدم مین تا قیام قیامت قیام کرینگے
جن لوگون مین باہم زیادہ موانست ہے وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین باہم وصیتین
ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تم زندہ بچنا تو ہمارے ناموس اور اولاد کا خیال رکھنا
یہان یہ کیفیت ہے اور اودھر لشکر کے لوگ بھی نہایت مسرور ہین کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے نہایت
افسوس ہے کہ دل کی دل ہی مین رہ جائیگی اگر آنکھین ہوتین تو دشمنون کو قتل کرتے خود بھی قتل
ہوتے جو لوگ صاحب ہمت ہین وہ کہہ رہے ہین کہ بڑی مشکل تو یہ ہے کہ اگر آہٹ پاکر
وار کیا اور کسی اپنے ہمراہی پر پڑا تو گویا اپنی قوت آپ گھٹائی اپنے بازو کو آپ قتل کیا اپنے
گلے پر آپ تلوار پھیری لیکن ہم تو یہ سوچ چکے ہین کہ جب ہم پر وار ہوگا اوسوقت ہم بھی وار کرینگے
اگر مرینگے تو دشمن کو مار کر مرینگے جو لوگ زخمی ہین اونہین اتنی طاقت نہین ہے کہ میدان جنگ مین جا
بھی سکین اپنے اپنے خیمون مین بیہوش پڑے ہین جسوقت غش سے افاقہ ہوتا ہے تو کراہنے سے
فرصت نہین ملتی لیکن سمجھے ہوئے ہین کہ اگر ہوش درست رہتا تو صبح کو پھر میدان داری
کرینگے ورنہ پھر بستر پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے تا قیام قیامت نام باقی رہجائیگا
لشکر صاحبقران مین کیا بہادر تھے کہ حالت زندگی مین کبھی جنگ سے منہ نہ موڑا کسی وقت
اپنے آقا کو تنہا نہ چھوڑا لیکن آفات مردار خوار کے لشکر مین پہلے سے ایک جشن کی سی کیفیت
تھی آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند تھا یہ گمان [illegible] پھر رہا ہے لشکر کے دلون مین

ہے کہ جنگ مغلوبہ کا یقین ہے اور آنکھوں سے معذور ہیں ایسا نہو کہ دشمنوں پر بادشاہ کے کسیطرح کا
چشم زخم پہونچا تو اہل عالم کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہیں گے غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نہیب دیکھ رہے تھے کہ آفات مردار خوار نے مرکب کی باگ لی اور میدان میں آکر سلح شوری
کرنے کے بعد پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان و اے گروہ مسلمانان وقت تمہارے
موت کا برابر پہونچا ہے جسکو سبقت کرنا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو ورنہ میں خود آتا ہوں یہ سنکر
چند نامی سردار نکلے بعد دیگرے اسکے مقابلہ کو گئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے لاش تک
اونکی نہ ملی کہ دفن وکفن کا سامان کیا جاتا مردار خواروں نے نوچ نوچ کر کھا لیا ہڈیاں تک چوس لیں
استخوان پھینک دیئے لشکر اسلام میں شور فغان بلند ہوا ان غازیوں و دینداروں کے واسطے ہر ایک کا
دل بیچین ہوا ادھر یہ صدمہ گذرا اب امیر شالست کو تاب نہ رہی مرکب اپنا بڑھا کے سامنے تخت شاہی
لائے یہ وہ شخص ہے کہ خضران بن عمرو ہمراہ ہے اس نے اکثر عرض کیا اگر حکم ہو تو میں جاکر اس
مردار خوار کو واصل جہنم کروں یا گرفتار کر لاؤں لیکن صاحبقران نے جواب صاف دیا اور فرمایا کہ کیونکر ہو سکتا
ہے کہ ہمیں پہلوان کے مقابلہ کے لیئے عیار کو بھیجیں دنیا مجھے کیا کہیگی اگر تو مارا گیا تب بھی ٹھہرا ہوا
اور وہ قتل ہوا عیب بھی بدنامی ہے غرضکہ جسوقت سامنے تخت شاہی کے پہونچے جھک کر تسلیم
بجا لائے بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان نے اجازت
جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کیونکر ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ آپکو دہان اجل میں بھیجدوں
صاحبقران نے عرض کی کہ مجھے نہ جانے دیجیئےگا تو کون جائیگا جب کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تو وہ کافر
لشکر پر آپڑیگا جنگ مغلوبہ ہوگی ہزارہا اہل اسلام قتل ہونگے تمام دنیا میں رسوائی ہوگی کہ صاحبقران
آفات کے مقابلہ کو نہ نکلے مرنے کے ڈر سے بادشاہ سے ان باتوں کا جواب نہ بن پڑا چیخیں مار کر
رونے لگے صاحبقران کے آنکھ سے بھی آنسو جاری ہوئے تخت بادشاہ نے رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے ملے اسقدر روئے کہ دوش صاحبقران و بادشاہ ایک دوسرے کے آنسوؤں سے تر ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ابر یا ہم ملے ہوئے برسا کیئے آخر کار علیحدہ ہوکر بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے
اور امیر بالتوقیر نے ارادہ میدان جنگ کی ادھر خضران بن عمرو نے میدان کو قرق کیا کلاہ عیاری اوچھال کر
آواز دی کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ صاحبقران عزم میدان کر چکے ہیں ادھر صاحبقران
مرکب اڑا کر سامنے آفات مردار خوار کے آئے خضران بن عمرو ہمراہ رکاب سے رہنمائی کرتا
جاتا ہے جب دس بیس قدم کا فاصلہ باقی رہگیا باگ مرکب کی روک کر آواز دی کہ او آفات مردار
خوار تو کیسا بزدل ہے کہ اسوقت میں ہمارے مقابلہ کو آیا ہے جبکہ ہم اپنا ہیچ ہو چکے ہیں اگر تجھے لاف
بہادری کی ہے تو وار روک لیں تو اپنا وار کریں تا کہ تجھے بھی عمر بھر یاد رہے کہ کسی اندھے سے مقابلہ
کیا تھا اوس نے جواب دیا کہ پہلے تم وار کرو اسواسطے کہ تمہیں حسرت نہ باقی رہجائے فرمایا کہ اگر ہمیں
پروردگار عالم تیرے ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی وار کرینگے اس لیئے کہ ہم اہل اسلام سے ہیں ہمارا
دستور نہیں کہ پیش دستی کریں آفات مردار خوار نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ میں لیا اور تاک کر سینہ بے کینہ
صاحبقران کو وار کیا خضران نے آواز دی کہ سینہ بچائیے بس اتنا اشارہ بدیع الملک سے
نیزہ بازی کے لیئے کافی تھا بس اپنے سینہ کو نشان نیزہ سے بچا کر ایسے انداز سے نیزہ کو اپنے نیزہ پر اسطرح کا لیا
کہ وہ سرے سے طعن کی نوبت نہ آنے دی اور نیزہ کو نیزہ سے لپیٹ کر ایسا جھٹکا مارا کہ انی اسکی ٹوٹ گئی

اور سنان نیزہ نکل گئی ہاتھ آفات کا چھوٹا پڑ گیا نہایت خفیف و ذلیل ہوا لیکن دل میں تعریف کرتا تھا کہ
جرأت و سپہگری ان مسلمانوں پر ختم ہے ادھر جو اہل اسلام کہ صاحب چشم تھے تو وہ اس درجہ کے
زور آور نہ تھے کہ آفات سے مقابلہ کر سکیں ورنہ صاحبقران کو کیوں نکلنا پڑتا انھوں نے نعرۂ
اللہ اکبر بلند کیا ثنائے صاحبقران میں زبان کو حرکت دی یہ مژدہ سنکر اندھوں نے بھی بہت کچھ
صفت و ثنا کی بادشاہ اسلام کی باچھیں کھل گئیں منھ پر رونق آ گئی درگاہ حق تعالی میں التجا کرنے
لگے کہ خداوندا جسطرح جنگ نیزہ میں فتح نصیب ہوئی ہے اسیطرح حرب شمشیر میں بھی تو امیر کو
فتح یاب کرنا بحق محمد و آل محمد ادھر تو بادشاہ اسلام دعا کر رہے ہیں وہان آفات خونخوار نے
تیغ نیام سے لیا اور بغیر خبردار کیے ہوئے وار کیا ہر چند خضران نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیئے
تلوار سیر پر آتی ہے مگر تلوار کو آتے کیا دیر لگتی ہے ہنوز کلام خضران کا تمام ہوا تھا کہ تیغ سر پر
صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو اوتر گیا بدیع الملک نے دانستہ مارا کہ تلوار تو جھنا کر سینہ
نکل گئی چادر خون کی چہرہ پر پڑ گئی مگر واہ ری جرأت صاحبقرانی کہ اوسی عالم زخمداری میں مرکب کو مرکب
سے ملا دیا اور کمر بند مطلوب آفات کو پکڑ لیا بس کمر بند گیا ہاتھ میں آیا گویا آفات پنجہ ملک الموت
میں آ گیا اب بچکر کہان جا سکتا ہے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو زین مرکب سے بلند کر لیا
اور خود بھی مرکب پر سے کود پڑے بالائے سر چرخ دیکر زمین پر مارا مگر چھوڑا نہیں سینہ پر بیٹھکر
آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے میں آفات نے کہا کہ مجھے فکر مرنے کی
نہیں ہے مجھ سے اور خداوند سے وعدہ ہو چکا ہے کہ اگر تو مقابلہ میں خدا پرستوں کے مارا جائیگا
تجکو اس سے زیادہ زبردست کرکے پیدا کرینگے او خدا پرست میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ مجھکو تو
قتل کرتا کہ میں آیندہ کو ایسا زبردست ہوکر پیدا ہوں کہ تم سب کو زیر کروں اور اپنا بناؤں یہ
سنکر صاحبقران سمجھ گئے کہ قلب اسکا سیاہ ہے یہ ماننے والا نہیں ہے بس ایک ہاتھ اسکے
گردن کے نیچے رکھا اور ایک زیر ٹھوڑی ان رکھکر جو زور کیا دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا اور خود بجلدی تمام
مرکب پر سوار ہوئے لیکن یہ رنگ دیکھتا تھا کہ غبار میں ایک نخل بلند ہوا اچکر تارفی نے
آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو سردار تمہارا مارا گیا اور قاتل زندہ موجود ہے نظر سے گر رہا ہے
تم کھڑے سستی کر رہے ہو مارو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے بڑا غضب کیا اسنے کہ آفات ایسے
شخص کو مار ڈالا یہ سنتا تھا کہ سب آدم خوار مع سوار و پیادہ دوڑ پڑے اور امیر کشور گیر بدیع الملک
نوجوان کو گھیر لیا یہاں اہل اسلام قتل آفات کی خبر سنکر مسرور ہو رہے تھے بادشاہ اسلام نے
سجدۂ شکر ادا کیا تھا کہ یکایک آواز پر سم مرکبان کی بلند ہوئی خضران نے پکار کر کہا کہ اے
اندھوں کھڑے کیوں ہو شمار میں ہو سردار تمہارا گھر گیا ادھر سے تمام لشکر مثل دریا کے امواج کے
چلا اور سردار تو تخت شاہی کو ساتھ لیے بڑھے مگر شہنشاہ کو پہلا فرزند صاحبقران نے محبت
پدری میں کچھ خیال نہ کیا گھوڑا اوٹھا دیا ادھر تو یہ اندھے سوار و پیادہ کل آنکھ سے چلے جاتے ہیں باہم ایک
دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائی ہم اندھوں کی دوستی کا خیال رکھنا اندھ دوست و دشمن کا امتیاز جاتا رہیگا
وہان آدمخواروں نے امیر کو گھیر لیا ہے چاہتے ہیں کہ قتل کر ڈالیں گوشت مثل تبرک کے تقسیم
کریں خضران یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے کہ لشکر اسلام ابھی دور ہے اور امیر تنہا گھر گئے ہیں بچنا محال
معلوم ہوتا ہے [illegible] آواز دی کہ یا صاحبقران پشت کیطرف سے غافل رہتے ہیں ہوشیار

ہون کوئی قریب نہ آنے پائیگا ہان سامنے اور بازؤنکا خیال رکھیگا یہ کہکر حقہ آتشبازی مارا ایک آدمخوار
پس پشت پہونچ چکا تھا حقہ آتشبازی اوسکے مرکب پر پڑا مرکب جلا اور پھڑک کر تیارہ بھرا
دوسرے سپاہیون پر جا پڑا وہ گھوڑے بھی بھڑکے اک ہنگامہ برپا تھا سوار گر گر کر کچلنے لگے وہی
مضمون صادق آیا کہ کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ پر جو مرکبون پر سوار تھے اب مرکب اونکو روندتے
پھرتے ہین وہان صاحبقران نے نعرہ کیا کہ آسمان تھرایا زمین کو زلزلہ آیا گھوڑے بھڑکنے لگے جو
آدمخوار قریب آگئے تھے ڈر کر ٹھٹک گئے جو قریب پہونچ گئے اور جرات سے کام لیا وہ ہاتھ سے
صاحبقران کے قتل ہوئے اسی اثنا مین لشکر اسلام قریب پہونچگیا آدمخوارون سے جنگ
ہونے لگی اہل اسلام بے سے جماتے ہوئے لڑ رہے ہین جب ان بیچارون پر وار ہوتا ہے تو
وار کرتے ہین کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے دفع کرنیکی کوشش نکی بلکہ ساتھ ہی کمر کا
ہاتھ مارا کہ ادھر آپ گرے اودھر حریف کا کام تمام ہوا کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے سر کا وار کیا
کسی نے نیزہ روک کر تلوار ماری کسی نے تلوار روک کر نیزہ مارا اس صورت سے یہ آپا بچ لڑ لڑ کر
جانین دے رہے ہین جو دو چار ہزار آدمی سرداران زخمی کے ہمراہیون مین سے صاحب چشم ہین -
اونمین سے چند اپنے سردارون کی حفاظت کر رہے ہین چند بادشاہ اسلام کے تخت کے گرد ہین
چند امیر ثالث کے پاس پہونچ گئے ہین جو باقی ہین وہ آدمخوارون سے لڑ رہے ہین ہنگامہ دارو
گیر بلند ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخواست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر ؎

زسم ستوران دران پہن دشت ۔۔۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے سہراب جنگ آزمودہ
بیس ہزار سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا جسوقت اسنے میدان مین پہونچکر جنگ مغلوبہ دیکھی اور یہ
سنا کہ آفات مارا گیا بس فوراً مع لشکر آکر آدمخوارونکا شریک ہوا لشکر اسلام پر گرا اسکی آمد
کفار کی قوت تو اور زیادہ ہوئی لیکن اہل اسلام کی انتظام مین فرق آگیا یہ ملعون اسطرح آکر لشکر پر
گرا کہ صفین ٹوٹ گئین کفار و اہل اسلام غت پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی اک اضطراب کی سی حالت
پیدا ہوگئی اب امتیاز اپنے اور بیگانے کا جاتا رہا اودھر تو کفار قتل کر رہے ہین اور ادھر آپسمین تلوار
چل رہی ہے اک عجیب ہنگامہ ہے سہراب نے بختیارک ثانی سے پوچھا کہ کدھر ہے قاتل آفات
کا کہ مین ابھی اوس سے قصاص لون بختیارک ثانی نے اشارہ طرف بدیع الملک کے کیا اور
سہراب نے اپنا مرکب شاہزادہ کیطرف اوٹھایا یہ دیکھکر صاحبقران نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرون
کیا نہ کرون اودھر پیچھے بادشاہ اسلام [illegible] کافرون کی آگئی اور سردار اونکا صاحبقران
کیطرف بارادہ قتل جاتا ہے بادشاہ اسلام بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ جو سردار میری حفاظت
کر رہے ہین وہ صاحبقران کی حفاظت کرین لیکن یہ لوگ قریب صاحبقران جائین تو کیونکر
جائین اسواسطے کہ آدمخوارون سے محصور ہین وہان سہراب قریب صاحبقران پہونچ گیا ہے
ہر چند اون لوگون نے بڑہکر روکا جنکی آنکھین صحیح و سالم تہین مگر نہ تو وہ اس درجہ کے تھے کہ
سہراب کا مقابلہ کرسکتے نہ تعداد اونکی زیادہ تھی [illegible] کہ چار ہزار آدمی [illegible] تیغ بے دریغ سے لشکر کی
حفاظت جنگ کیحالت مین بھی اور مقام کی بھی اونمین سے کچھ تعداد قتل ہونے سے کم ہو گئی ہے

غرضکہ سہراب قریب صاحبقران پہونچکر نعرہ زن ہوا تھا اور اہل اسلام نے بانگ کر دست دعا جانب درگاہ خداوند کیے تھے اور عرض کرتے تھے کہ اے کس بیکسان و اے داور غریبان اس عالم ناامیدی و یاس میں سوا تیرے کون مدد کرنے والا ہے ۔ س

ندارم عجب از تو فریادرس	توئی عاصیان را خطا بخش و بس

اے غفار و ستار اگر ہم سے کوئی ایسا گناہ ہوا ہو کہ جو قابل بخشش نہیں بھی ہے تو اوسے بخش اپنے فضل کرم سے۔ اور اسوقت بیکسی میں ہماری خبر لے اس درد سے ان لوگوں نے دعا کی کہ خدا نے قبول کرلی دفعتاً جانب بیابان نتق گرد غلیظ بلند ہوا اور آن واحد میں وہ گرد مثل آندھی کے قریب پہونچکر شق ہوئی دل گرد سے پانچ ہزار سوار سے لندھور ثانی پیدا ہوئے اسطرح کہ ایک تلوار کمر میں تیر و کمان ہاتھ میں لباس شاہانہ پہنے ہوئے پہونچکر میدان میں لندھور بدریافت حال کے گھوڑا طرف سہراب جنگ آزمودہ کے بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد کہاں ادھر جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا میں موجود ہوں ارے تجکو شرم نہیں آتی کہ اس حالت مجبوری میں صاحبقران پر ہاتھ اوٹھاتا ہے کہ وہ تجکو دیکھ نہیں سکتے جواب دیا سہراب نے کہ پھر کیوں نہیں خدائے نادیدہ کی پرستش کو ترک کرتے اور خداوند لکوان کو کیوں نہیں خدائے برحق مانتے ہیں اگر راضی کرادو تو میں بخوشی واپس جاؤں لندھور نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے ارے لکوان کون ملعون ہے یہ کافر کہاں رہتا ہے بس یہ کلمات لندھور کے سہراب کو بہت عجیب ہوئے اسنے پکارکر آواز دی کہ ارے تو خداوند کو ایسے سخت الفاظ سے یاد کرتا ہے اسنے تجکو پیدا کیا اور تو اوسے بھول گیا کہ پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے دیکھ اس زبان درازی کی تجھے کیسی سزا دیتا ہوں کہ خداوند بھی خوش ہو جائینگے یہ کہکر قریب پہونچکر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا لندھور نے دیکھا کہ وہ ضرب ہے کہ سر سے اسکا رکنا محال ہے اور خالی دینا بھی مردانگی کے خلاف معلوم ہوتا ہے پس ارہ کو تلوار سے قلم کرکے ایک ہاتھ تیغ دودم ہندی کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے سہراب کا مرنا تھا کہ لشکر کفار کے پاؤں اوکھڑ گئے ہندیوں نے دبا کر پسپا کردیا لیکن آدمخواروں نے لاش آفات مردارخوار کی اوٹھائی اور سہراب کی فوج نے لاش سہراب کی لی راہ فرار اختیار کی اہل اسلام طبل شادمانی بجاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر آئے لندھور ہمرکاب صاحبقران پیش خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئے آستانہ عبودیت کو بوسہ دیا اور سرداروں سے بغلگیر ہوتے ہوئے داخل بارگاہ گوہر نگار ہوئے لباس رزم پہنا پوشاک بزم اوتاری بادشاہ تخت پر متمکن ہوئے سب سردار حسب مراتب اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے بدیع الملک دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے حسب الحکم اشتہار شہدا کے میدان سے اوٹھوا کر دفن و کفن کا سامان ہونے لگا زخمیوں کے زخموں میں ٹانکے لگائے گئے مرہم پٹی ہونے لگی اہل لشکر نے کمریں کھولیں اپنے اپنے خیموں میں گئے القصہ انہیں کیفیتوں میں شام ہوگئی مؤذن نے صدائے اللہ اکبر بلند کی بادشاہ اسلام نے مع صاحبقران و دیگر سرداران نامی و گرامی فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور مسلمانوں نے بھی کہیں بجماعت کہیں فرداً فرداً نمازیں ادا کیں جسوقت نمازوں سے فرصت ہوئی سجدہ شکر بجا لائے بادشاہ نے بسبب خستگی اوقات کے آج دربار نہیں کیا خیمہ شاہی میں جاکر آرام فرمایا اور سردار بھی مع صاحبقران شاہست اپنے اپنے خیمہ میں جاکر سوئے جب دوسرے روز ہوا دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے امیر کے داہنے جانب لندھور ثانی اپنے بائیں پر متمکن

ہوتے اول تعریف صاحبقران کی بادشاہ نے فرمائی کہ ایسے حالت مین کہ آنکھون سے نظر نہین آتا
اور اتنے بڑے زبردست دشمن سے سامنا اوسکا نیزہ ہوائی کرنا لیس یہ آپ ہی کا کام تھا دوسرے کی
مجال نہ تھی افسوس کہ آنکھون سے معذور رہتے یہ مقابلہ دیکھ نہ سکتے تھے خوشا نصیب اون لوگون کا جنھون نے
آنکھون سے دیکھا ہوگا کہ اسطرح نیزہ ہوائی کیا اوسکے بعد کمر زنجیر کا بند کس خوبصورتی سے پکڑا کہ وہ بچا
نہ سکا باوصفیکہ زخمی ہوچکے تھے مگر ایسے کاری زخم کھانے کے بعد یہ جرأت و ہمت کہ اوسے ہاتھ پر
بلند کرکے مرکب سے کود کے زمین پر مارا اور پھر قابو مین رکھا حجت بھی تمام کی اور دھڑ سے سر کھینچ پھینکا
لندھور نے جو یہ واقعہ سُنا وجد کرنے لگے اور اپنے نہ ہونے پر نہایت افسوس کیا صاحبقران کے
سر مین پٹی بندھی ہوئی ہے مگر بشاش بیٹھے ہین سب سردار تعریفین کر رہے ہین اسکے بعد لندھور
کی تعریف بھی ہونے لگی کہ کیا ہاتھ مارا ہے کہ سہراب ایسے پہلوان کے مع راکب و مرکب چار
ٹکڑے ہوگئے لاش اسطرح گری کہ معلوم ہوا پہاڑ پھٹ پڑا آدمی کا ہے کو تھا اک دیو تھا صاحبقران
نے فرمایا کہ جسطرح باپ اسکے امیر اول کے جانشین رہے اوسی جگہ مین انکو بھی سمجھتا ہون اور سمجھنا
چاہیئے اسواسطے کہ یہ رونق بارگاہ ہے لندھور جھک جھک کر تسلیمین کر رہے ہین اور عرض کر رہے ہین
کہ والد ماجد کو آپکے جد بزرگوار نے عزت دی تھی اوسیطرح آپ مجکو عزت دیتے ہین ورنہ درحقیقت
میری کیا بنیاد ہے مین بھی اک ادنی خادم ہون جسطرح اور ملازمین ہین اوسیطرح مین بھی ہون یہ کہکر
ابراہیم ابن مالک اشتر سے آنکھ ملائی ابراہیم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن سر نیچا کرلیا اور دل
مین بادشاہ کہا شہزادہ رستم ثانی کو اور اوسیوقت بہانہ درد سر کا کرکے اوٹھے اور اپنے خیمہ مین جاکر
بہت روئے مگر نابینا تھے جاتے کہان مگر دل مین یہ عہد کرلیا کہ اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر شاید فضل خدا
ہوا اور میرے شہریار باوقار کا پتا ملا تو اوسکی خدمت مین چلا جاؤنگا ورنہ تاحیات اب بارگاہ مین قدم
نہ رکھونگا ہان اگر خداوند کریم نے آنکھین روشن کردین تو اس ہندی کو زبان درازی کا مزا چکھا دونگا
نوک نیزہ سے زبان چھید دونگا لیکن لندھور نے اپنے آنے کی کیفیت صاحبقران سے بیان کی کہ
اس طور سے مین ہندوستان سے چلا اور پتا لشکر اسلام کا پوچھتا ہوا قریب بیابان نہ طاق کے
پہونچ چکا تھا راہ مین شکار زیادہ نظر آیا مین نے خیال کیا کہ اب قریب تو پہونچ چکے ہین ایک دو روز
شکار مین دل کو بہلانا چاہیئے یہ سوچکر وہین قیام کیا پانچ ہزار سوار جو میرے ساتھ یہان تک آئے
یہی ہمراہ تھے باقی لشکر پیچھے ہے غرضکہ دن بھر شکار کھیلا جب وقت شب کا ہوا اور مین بستر پر سویا
عالم رویا مین والد ماجد کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین مین نے تسلیم عرض کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ تو انتقال
فرما چکے ہین فرمایا کہ ہان زندگی مین بھی امیر حمزہ عالیمقام کی غلامی کی خداوند کریم نے بعد از مرگ بھی
اونکو ملا دیا جناب امیر حمزہ صاحبقران اور شہید عالیمقام شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر
شکن و شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی و شاہزادہ ملک قاسم و مالک اشتر وغیرہ معہ بادشاہ
سعید مین قباد شہریار و قباد شہریار یہ سب صاحب اک باغ جنت نظیر مین ہین عبادت خدا مین بسر کیا
کرتے ہین جسطرح دنیا مین یہ سب صاحب ایک جا تھے اوسیطرح اب جنت مین ہین بلکہ اوس سے
بہتر طور سے ہین اسلیئے کہ زندگی مین تو کبھی علحدہ کبھی ہمراہ رہا کرتے تھے کبھی زخمی ہوتے کبھی اچھے
ہوتے تھے کبھی لڑائی کبھی صلح کبھی وصل عزیزان سے دل شاد اور کبھی ہجر یگانگان سے پریشانی
مگر اب نہ بیمار ہین نہ خوف مرض ہے نہ فرصت کسی کی ہے نہ جھگڑا نہ فساد سب بکھیڑون سے نجات ہے

رہنے کو قصر سبکے علیحدہ علیحدہ ہین لیکن اسقدر قریب کہ گویا ہر وقت پاس ہین جن خاتونون نے دو جاقون نے انتقال
کیا ہے وہ اوسکے ہمراہ ہین مثلاً ملکہ مہرنگار اسیری کی خدمت مین ملکہ رابعہ اطلس پوش ماہرہ علمشاہ
رومی و ملکہ گوہر ملک و گلشن افروز شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین ملکہ گیتی افروز و ملکہ
صنم سبزپوش شاہزادہ ملک قاسم کے پہلو مین غرضکہ ہر شخص کا ناموس اوسکے ہمراہ ہے نہ کوئی
غم ہے نہ اندیشہ ہے سوا اسکے کہ جو اولاد دنیا مین ہے اوسپر کوئی مصیبت ہوتی ہے تو روح بیچین ہوتی ہے
مین نے عرض کیا کہ مین آپکی دعا سے بہت اچھی طرح ہون اور خدمت مین اپنے آقا شاہزادہ بدیع الملک
کے حاضر ہون اونھون نے ارشاد کیا کہ ہان یہ تو مجکو بھی معلوم ہے کہ تم اچھی طرح ہو اور لیکن وہ سودا
آقازادہ ولی نعمت یعنے صاحبقران ثالث اور تمام سرکردگان سرداران نامی و گرامی مع کل لشکر کے
نابینا ہو گئے ہین اور یہ حالت سحر سے ہوئی ہے انشاء اللہ برطرف ہوجاے گی مگر زمانہ اوسکا ابھی
دور ہے اور اسوقت تقدیر گردش مین ہے تمہارے آقا پر مصیبت ہے کفار بہ جبر و جفا شہر مین سامان
قتل ہو رہا ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ اور جان نثاری کرو ورنہ اونکو تو ہر طرح حافظ حقیقی بچائیگا لیکن
یہ نیک نامی تمہارے نامۂ اعمال سے خارج ہوجائیگی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھل گئی وقت صبح کا تھا
اٹھکر نماز پڑھی اور چھ پانچ ہزار سوار اوسوقت میرے ہمراہ تھے اونکو لیکر کوچ کیا تو یہان
اوسوقت پہونچا کہ جنگ مغلوبہ تھی اور آفات صرصر ارغوار مارا جاچکا تھا سہراب جنگ آزمودہ
قریب صاحبقران پہونچ چکا تھا لیکن قضا اوسکی میرے ہاتھ سے تھی کہ مین پہونچ گیا اور اوسکو
قتل کیا یہی ذکر تھا کہ چوبدار ہی سرکارون کی گردین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و
ثنا کے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ بہرام فیل سوار اور عفریت دیو زاد کہ دونون نہایت
زبردست روزگار ہین آفات صرصر ارغوار و سہراب جنگ آزمودہ کے خون کا قصاص
لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین چالیس ہزار کا لشکر دونون کے ہمراہ ہے یہ ذکر سنکر لندھور
ثانی معہ اون سردارون کے کہ بینا تھے اوسکے اور صحرا کیطرف دیکھنے لگے کہ یکایک جانب بیابان
سے فلق گرد بلند ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوگئے اور دل گرد سے یہ دونون پہلوان
یعنے بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت پیدا ہوئے عقب مین انکے لشکر گران
اسوقت بیابان خطاق مین داخل ہوئے ہر کیدون کو روکا خیمہ اپنے مقام مناسب پر تجویز کرکے
نصب کیے لشکر اونکا اپنے ہمراہ لگردا اوڑہی اور لشکر لندھور ثانی کا جو باقی رہگیا تھا لشکر
اسلام مین شامل ہوا بارگاہ نصب ہوئی خیمہ استادہ ہوا ان لشکرون کی آمد مین شام ہوگئی
کچھی لندھور واپس آئے اور یہ تمام دید و واقعات سامنے پادشاہ اسلام و صاحبقران کے
عرض کیے لیکن وہان بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت خشم آلودہ خیمون مین داخل
ہوگئے اور شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ
اسلام نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل ہشتاد و تا سیحان قتادہ رزمی بجے سرطرف سے بھی
کوس حربی کی آواز سے ہین آیا دونون طرف سے صداے کوس حربی بلند ہوئے تمام رات جنگ سو
دونون لشکرون مین ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور زمانہ نشیب سے
صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان کے چہکنے کی صدا آنے لگی اور نمازی
مصروف طاعت الٰہی ہوئے اثنا مین شور نا کوس بلند ہوا غرضکہ دونون لشکر اپنے طرح لگا

عبادت سے فرصت کرکے میدان جنگاہ کی طرف متوجہ ہوئے غول کے غول غٹ کے غٹ دستہ کے دستہ
پرے کے پرے فشون کے فشون آکر جمع ہوئے صفین آراستہ ہوئیں آج لشکر اسلام میں آگے
لشکر ہندوستان صف بستہ ہے عقب میں فوج اور سرداروں کی ہے آگے لندھور ثانی مرکب
پر سوار ہیں فیل کسا ہوا علیحدہ کھڑا ہے گرز گران ارابہ پر رکھا ہوا ہے بادشاہ اسلام کا تخت
قلب لشکر میں قائم ہوا ہے امیر بہرتنہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے لشکر سے مرکب
پر سوار ہیں اور سرداروں کو منع بھی فرمادیا ہے کہ جب آپ لوگ نہ لڑنے کے قابل ہیں نہ میدان جنگ
کا تماشہ دیکھ سکتے ہیں تو زحمت اٹھانے سے کیا حاصل ہے بعض پھر بھی ہمراہ رکاب ہیں بعض اپنے اپنے
خیمہ میں ہیں ادھر بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت فیل و کرگدن پر سوار میدان
میں کھڑے ہیں پشت پر لشکر صف بستہ ہے جبکہ دونوں جانب صف بندی ہو چکی اور نقیب نہیب
دیکر نکل گئے بہرام فیل سوار نے اپنا فیل آگے بڑھایا اور میدان میں آکر لندھور کو آواز دی
کہ میں نے سنا ہے کہ تو صاحبقران گرز کہلاتا ہے اور اسلام میں تجھ سے بہتر گرز باز نہیں ہے
مجھے نہایت اشتیاق ہے تیرے مقابلہ کا اسلئے کہ خداوند اکوان نے مجھے بھی وہ زور و طاقت عنایت
کی ہے کہ اگر چاہوں تو ضرب گرز سے پہاڑ کو ہلا دوں یہ سنکر لندھور ثانی بادشاہ اسلام سے
اجازت جنگ لیکر مرکب سے اترے اپنے فیل پر سوار ہوئے گرز ارابے پر سے اٹھا لیا سامنے
بہرام کے آکر آواز دی کہ اے بہرام مجھے بھی تیرے مقابلہ کا شوق پیدا ہوا تیرا بیان ہے کہ
مجھے خداوند اکوان نے بہت زبردست پیدا کیا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ مجکو میرے خدا نے کافروں
کے واسطے ملک الموت پیدا کیا ہے بس آج ہی امتحان ہوجائے کہ میرا خدا زبردست ہے یا
تیرا خدا اگر میں تجھ پر غالب آؤں تو میرا خدا زبردست ہی اور تو مجھ پر غالب آئے تو تیرا خدا برحق ہے
بہرام نے کہا مجھکو منظور ہے اور کہا لندھور سے کہ وار کرو لندھور نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ
نہیں ہو کہ ہم اہل اسلام سے ہیں پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہاں اگر حافظ برحق تمہارے وار سے
بچا لیگا تو دیکھا جائیگا بہرام نے کہا کہ ایسا نہو کہ تمہارے دل کی دل ہی میں رہجائے اور ایک ہی وار میں کام تمہارا
تمام ہوجائے لندھور نے کہا اسکی پروا نہیں جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ غرور تیرا سر نیچا کریگا یہ
سنکر بہرام نے گرز اپنا بلند کیا اور سر پر پیچ دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور پر وار کیا
لندھور نے گرز اپنا اٹھا کر گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ایک شعلہ فلک کو نکل گیا
حق گرد بلند ہوا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم لندھور نے حق سے تکلم آواز دی کہ کرا
آواز دی و کرا پست کردی اے حریف تیرا میں موجود ہوں یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی

تو ضربی زدی ضرب مالو نش کن ؛		ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛

یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پیچ کوہ ستره شوہن کے ضرب کا وار کیا بہرام گرز
بلند کرکے ہیچ کی پناہ کیا کہ گرز پر گرز جو پڑا ہے یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ کو پہاڑ پر پٹکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلک کو نکل گیا حق گرد بلند ہوا فیل نے ایک چیخ ماری لیکن گرز جو گرز پر پڑا ہاتھ تھرا گئے بہرام نے
بمشکل اپنے کو بچایا اور فیل سے کود کر علیحدہ ہوا جسوقت گرد بیٹھ کر صاف ہوئی دیکھا کہ بہرام بیہوش
پڑا ہے اور آواز دی لشکر کفار کو کہ آؤ اور اسے اٹھا لیجاؤ لوگ دوڑے اور بہرام کو اٹھا
لے گئے یہ قوت لندھور کی دیکھکر عفریت دیو صورت کا اب ہوش اڑا اور دل میں سوچا کہا

گرفتاری لندھور کا اظہار بہرام سے نہین کیا تھا پہلے میرا قصد تھا کہ اس کام کو ہم اور بہرام ملکر انجام دین
اور بختیارک کی سامنے بھی شریک کرین مگر بہرام کا وہ رنگ ہی بختیارک نہین معلوم کیا گیا اس سے
بہتر یہی ہے کہ اب اخفا سے راز کی کوشش کیجیے اظہار اچھا نہین ایسا نہو کام مین خرابی واقع ہو
یہ سوچکر داخل خیمہ ہوا انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھا لیکن اب حال بلیس مکار عیار عفریت دیو صورت
کا سنئے کہ جسوقت یہ لشکر اسلام مین پہونچا صورت اپنی اک فقیر نابینا کی ایسی بنائی جھولی گلے مین اپنی ڈالی کاسہ
گدائی کا ہاتھ مین لیا لباس ہندوستان سوال کرتا ہوا لشکر مین داخل ہوا اور پھرا تمام لشکر کو اچھے
طور سے دیکھ لیا خیمہ ہر سردار کا دریافت کر لیا اب یہ متصل خیمہ لندھور کے اندھا بنا ہوا راہ مین بیٹھا
ہے وہان لشکر کفار مین کبھی چرچا لشکر اسلام کے گئے ہوئے ہین اس لیے کہ طبل جنگ
کیون نہین بجا اور ارادہ عفریت دیو صورت کا کیا ہے عیارون نے جاکر ہر چند دریافت کیا
کوئی سبب نہ معلوم ہوا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ عفریت نے اپنے قصد سے کسی کو مطلع نہ کیا تھا نہ
کوئی تازہ بات تھی جسپر غور کیا جاتا اونھون نے آکر اطمینان ظاہر کیا یہان دربار بادشاہ اسلام
نے برخاست کیا داخل محل شاہی ہوئے صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے ہر سردار
اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا لندھور اپنے خیمہ کیطرف آتے آگے مشعل روشن ہے سواری
بادشاہ ہندوستان کی چلی آتی ہے یکایک کوئی شخص زور سے چلایا کہ ہاے کچل ڈالا اور مار ڈالا
خداوند ان لوگون کو کبھی اندھا کر جیسا یہ ہم اندھون کو ستاتے ہین جب یہ آنکھون سے کام نہین لیتے
تو تو نے انھین آنکھین کیون عطا کی ہین یہ شور سنکر لندھور نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے بیان
کیا کہ حضور ایک اندھا فقیر بیچ رستے مین بیٹھا تھا اسوجہ سے کچل گیا لندھور کو رحم آیا اور اوس
کہا کہ تو اندھا ہے تو کنارے کیون نہین بیٹھتا اوس نے جواب دیا کہ آپ آنکھون والے ہین تو
دیکھکر کیون نہین چلتے بعض نے کہا کہ تو کسقدر شریر ہے اگر آنکھین ہوتین تو خدا معلوم کیا غضب
کرتا اوس نے جواب دیا کہ تم اندھے ہوتے تو تمہین بھیک مانگے نہ ملتی لوگون نے قصد اوسکے
مارنے کا کیا ایک آدمی نے چپت لگا دی اوسنے دوہائی دی اور چلایا کہ دوہائی مالک کی ارے ان سبکا
کوئی سردار و مالک بھی ہے یا نہین کہ مجھ اندھے کو مارے ڈالتے ہین ذرا سے چھو دینے مین اسنے
قیامت برپا کر دی وہ فیل مچایا کہ جسکی حد نہین لندھور نے سبکو منع کیا اور کہا کہ اس اندھے کو ساتھ
لیتے آؤ بحکم لندھور لوگ اوسے ہمراہ لیکر نزدیک خیمہ لندھور آئے لندھور مرکب سے اوترکر
داخل خیمہ ہوئے اندھے کو بھی اپنے خیمہ مین بلا لیا لوگون سے کہا کہ دیکھو اسکے کہین زیادہ تو چوٹ
نہین آئی ہے لوگ دیکھ رہے ہین اور اندھے کی یہ حالت ہے کہ کراہ رہا ہے کبھی یہ پسلی پکڑ لیتا
ہے کبھی وہ پسلی دباتا ہے لندھور نے کہا جہان چوٹ آئی ہو وہان سینکو یہ نابینا ہے اسکی خدمت
کرنا ثواب ہے وہ خواص جو سمجھ چکے تھے کہ یہ بنا ہوا ہے چوٹ کچھ بھی نہین ہے معلوم ہوتا ہے حیلہ
فیل کر رہا ہے کچھ کہہ سکے دل مین کہہ رہے ہین کہ آجکل تو اندھون کا بازار کھلا ہوا ہے کوئی کہتا ہے
ثواب کمائیے اس اندھے سے تو ان اندھون کی خدمت مین زیادہ ثواب ہے یہ تو ایک ننھا سا
اندھا ہے یہان تو بڑے بڑے اندھے موجود ہین وہ کون کہ بادشاہ اسلام صاحبقران شہنشاہ
گوہر کلاہ کیسے کیسے اندھے ہین دل مین جل رہے ہین مگر حکم سے مالک کے مجبور ہین جب کچھ دیر
پسلیان سینکی جاچکین اس فقیر نے کہا کہ خدا آپکا بھلا کرے اب ان لوگون کو منع کیجیے اسواسطے کہ

پسلیاں میری جلی جاتی ہیں یہ لوگ خدا جانے مجھ سے کہاں کی عداوت رکھتے ہیں کہ سینکنے کے بدلے جلائے
دیتے ہیں لندھور اون لوگون کو ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا ہو غضب خدا میں مبتلا ہو ارے کم
اندھے کو آزار دیتے ہو اور وہ اندھا کہہ رہا ہے کہ حضور نہیں اب مجھے یہیں پڑا رہنے دیجئے رات
اب زیادہ آئی ہے ورنہ یہ لوگ آپکے سامنے تو اسطرح پیش آرہے ہیں اکیلا پاکر تو مجھے مار ہی ڈالینگے
صبح کو میں ٹٹولتا ہوا یہاں سے کہیں چلا جاؤنگا لندھور نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے اور خاصہ طلب کیا
اور سینی میں سے اس اندھے کو بھی دیا بعد خاصہ نوش کرنے کے آرام کیا یہ اندھا بھی کھانا زہر مار کرکے
وہیں اوسی جگہ پر پڑ رہا لیکن یہ فقیر فی الحقیقت تو اندھا ہے نہیں یہ وہی عیار ابلیس مکار ہے کہ
عفریت سے وعدہ گرفتاری لندھور کا کرکے آیا ہے چپکا پڑا ہوا ہے آنکھیں چھپائے ہوئے
دیکھ رہا ہے جسوقت اسنے دیکھا کہ رات زیادہ آئی ہے اور بازی دار […] ہیں نیند کا غلبہ ہے
اور پہرے والے بھی اونگھ رہے ہیں تب اپنے وہیں سے پڑے پڑے دوا بیہوشی کے
اوڑائے کہ وہ شمع پر گرے اور جلے دھوان اوسکا خیمہ میں گھٹا جسقدر پہرہ دار تھے سب چھینکیں
مار مار کر بیہوش ہوگئے اوسوقت یہ اپنے مقام سے اوٹھا اور ہاتھ پیر کھول عیاری چہرہ دھاکر قریب
لندھور کے گیا سارے […] میں مثقال بیہوشی دماغ میں پھونکدی لندھور چھینک مار کر بیہوش
ہوئے اسنے اوسیوقت چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا پشت پر لگایا اور پشت خیمہ کے قنات
چاک کرکے روانہ ہوا آئے وقت اسنے راستوں کو سمجھ لیا تھا ہر مقام پر پہرے والوں کی نگاہیں
بچتا ہوا حد لشکر کو طے کرکے بلا یہ گشت سے بچکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا کوئی پہر بھر رات
باقی ہوگی کہ لشکر عفریت دیو صورت میں پہونچا وہاں عفریت ابلیس کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک سامنے
سے ابلیس پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھکر کہا میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب آپ
اپنا وعدہ پورا کیجئے یہ سنکر عفریت بہت بہت خوش ہوا اور ابلیس کو انعام کثیر دیکر اوسیوقت آہنگر
کو بلاکر ہتکڑیاں بیڑیاں طوق و زنجیر وغیرہ سے مسلسل کرکے پاس سمواٹ تاجدار کے روانہ
کیا کہ اسکی گرفتاری پوشیدہ رہے ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام آکر رہا کرلیجائیں اور ایک پرچہ بطور
عرضی کے لکھکر ہمراہ بھیجا کہ میں نے اسکو سر میدان زیر کیا اب حاضر حضور کرتا ہوں جیسا مناسب ہو
میں پہولن […] حضور کے بھیجے اب قید لندھور کی جانب ملک سمواٹ تیہہ روانہ ہوئی ہے لیکن یہان
کا حال سنئے کہ جسوقت صبح ہوئی اور سرد ہوا سے بازی دار ہوشیار ہوئے مالک کو اپنے
مسہری پر نہ پایا نہایت حیران ہوئے کہ آقا ہمارے کہاں چلے گئے پہلے تو یہ خیال کیا کہ ہم لوگ
آج سوتے وقت نماز فتحی […] ہوگیا شاید آقا ہمارے کسی دوسرے خیمہ میں نماز پڑھتے ہوں
لیکن اچھا نہوا آج ہمپر عتاب ضرور آئیگا کہ تم لوگ اسقدر غافل سوتے ہو کہ خبر بھی نہیں رہتی
لیکن جب تلاش کیا تو کہیں پتا لندھور کا نہ ملا روتے ہوئے خدمت میں امیر صاحبقران و
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آقا ہمارے گم ہوگئے لیکن پتا نہیں ملتا بادشاہ
نے اوسیوقت عیاران کو بلا کے تلاش و خبر گیری […] اب انکو تو اسی حال میں چھوڑئے لیکن آگے
کا داستان حیرت نشان عبرت عنوان لندھور ثانی کی بیان کئے جاتے ہیں کہ جسوقت قید
لندھور کی ملک سمواٹ تیہہ میں پہونچی شہر میں ایک دھوم مچ گئی کہ کوئی جدا […] بہا پہلوان
تھا اور قابل تھا سہراب بیشک آزمودہ کار اسکو عفریت دیو صورت نے گرفتار کیکے

بیٹھا ہے بعضے کہتے ہین کہ عفریت دیوصورت سہراب جنگ آزمودہ سے زیادہ زبردست
تو ہے نہین یہان جب آپسمین آزمائش ہوئی تھی تو سہراب ہی زبردست پڑتا تھا پھر یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ جو شخص سہراب جنگ آزمودہ پر غالب آئے وہ عفریت دیوصورت
سے مغلوب ہو جائے بعضون نے کہا کہ پھر اسمین تعجب کی زیادہ کیا ضرورت ہے تلوار کی دھار کے آگے
زبردست کمزور سب برابر ہین ممکن ہے کہ سہراب تلوار سے مارا گیا ہو اور کشتی مین عفریت
اوسکے قاتل پہ غالب آیا ہو یہان تو اسطرح کی باتین ہو رہی ہین لیکن وہان دربار سمٰوات تاجدار
کا آراستہ ہے سر دربار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق رنگلون کرسیون پر متمکن ہین جام شراب ناب کو گردش
ہے ذکر خدا پرستون کا ہو رہا ہے جب سے کہ لاشین آفات مردار غوار اور سہراب جنگ
آزمودہ کی آئی ہین اوسوقت سے بادشاہ نہایت غمگین ہے سردار گرد و پیش جمع ہین کہ جنکے نام
وقت ضرورت بیان کیے جائینگے وزیر بادشاہ کا کہہ رہا ہے کہ آپنے اچھا نہ کیا کہ ان خدا پرستون
سے بھڑ پڑے ہے بیٹھنا دشوار ہو جائیگا کیا آپنے سنا نہین کہ ان خدا پرستون نے کیسے کیسے ملک
برباد کر دیئے کتنے خداوندون کو خاک مین ملا دیا دیکھا آپ نے کہ یہ دونون سردار آپکے کیسے زبردست
تھے انمین سے ایک کو خود صاحبقران نے اندھیرے کی حالت مین کسطرح مار ڈالا کہ عقل نہین کام
کرتی ہے دوسرا ہاتھ سے لندھور ثانی کے مارا گیا سنا ہے کہ لندھور زینت بارگاہ صاحبقرانی ہے
بادشاہ ہندوستان ہے صرف لندھور کی فوج بھی تو آپکے لشکر سے زیادہ ہے ہان یہ ضرور ہے
کہ جسقدر پہلوانان زبردست آپکے ملک مین ہین ایسے پہلوان کسی بادشاہ کے یہان نہ ہونگے
لیکن خیال تو فرمائیے کہ لشکر اسلام مین تمام دنیا کے منتخب پہلوان جمع ہین سمٰوات تاجدار
کے دماغ مین ایسا خلل آیا ہوا ہے کہ وزیر کی پند کا اوسپر اثر ہوتا ہے کچھ سماعت نہین کرتا اور
پہلوان اور سردار جو جہالت کے پتلے ہین بادشاہ کے دماغ کو اپنی یاوہ گوئی سے اور بگاڑتے
ہوئے ہین قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر کہ یہ دونون بھائی نہایت زبردست ہین انھون
نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم صاحبقران کو سر میدان باندھ لائینگے الماس اژدرگیر اور قیاس
اژدرگیر انھین بھی اپنے زور طاقت پر بہت کچھ گھمنڈ ہے شمشیر رویین تن اور غضنفر رویین
تن انکو اپنے رویین تن ہونے پر بھروسا ہے کہ تلوار انپر اثر نہین کرتی کوئی حربہ اونکے جسم کو بگاڑ نہین
سکتا ہے یہ کہتے ہین کہ ہم لشکر صاحبقران کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دینگے غرضکہ ہر ایک
کو غرور و تکبر نے اندھا کر رکھا ہے سمٰوات تاجدار وزیر سے کہہ رہا ہے کہ اے خردمند دانا
تم کہتے ہو کہ خدا پرستون نے بڑے بڑے سلطنتین تباہ کر دین اور خداوندیان مٹا دین یہ سب
سچ ہے مگر اوسوقت کی حالت دوسری تھی ایک تو ویسے زبردست لشکر خدا پرستان مین اب نہین
ہین جیسے کہ قبل اسکے تھے یعنی حمزۂ اول و حمزۂ ثانی تھے کہ صاحبقران زبردست تھے اب
ایک پیدا ہوا تو وہین حمزہ کا دعوا ہے صاحبقرانی کرتا پھرتا ہے نہ یہ ویسا زبردست ہے نہ اوتنا
آزمودہ کار ہے نہ ویسے سامان اسکو مہیا ہین نہ ویسے رفیق اسکے زبردست ہین جیسے حمزۂ اول
و ثانی کے تھے سنا ہے کہ حمزۂ اول کے دو بیٹے عمر بن حمزہ و ثانی اور عالمشاہ رومی
داماد حمزہ کا کرب غازی رفیق انکا لندھور اول کا بیٹا اسد وغیرہ یہ تمام اور بیٹے پوتے
عمرو سا عیار علاوہ ان سب باتون کے اوسکا اقبال بھی زبردست تھا بدیع الملک

ہرچند کہ زبردست روزگار ہے مگر اسکے ساتھ ویسے رفقا نہین ہین نہ اسکا اقبال ویسا ہے اسواسطے کہ
حمزۂ اول پر جو مصیبت پڑتی وہ بہت جلد دفع ہوتی کوئی نہ کوئی مددگار آ گیا انکی یہ حالت
ہے کہ اندھے بنے بیٹھے ہین اور کوئی خبر کا لینے والا نہین ہے ایک لندھور آیا ہے جو حفاظت
کر رہا ہے جسوقت لندھور مارا جائیگا اوسوقت کوئی اتنا بھی تو نہ ہوگا کہ بدیع الملک
کے دفن و کفن کا سامان کرے اور وہ خداوندیان جو کہ خدا پرستون نے برباد کردین وہ باطل ہین
اور ہمارا خدا ایسا جاگتی جوت کا خداوند ہے اوسکو کون مٹا سکتا ہے وہ خود سبکا پیدا کرنے والا
اور مٹانے والا ہے اگر ایسے خیالات تمہارے ہین تو یقین ہے کہ تمپر عتاب خداوندی نازل
ہوگا کہ کیا تم خدا پرستون کو اپنے خداوند سے زبردست سمجھتے ہو جو ایسے خیالات تمہارے
دل مین آتے ہین وزیر خاموش ہو رہا کہ نصیحت تیری کارگر نہوگی اور اب اس سلطنت
کی تباہی کا زمانہ آگیا جو کچھ تقدیر دکھائے آنکھون سے دیکھو زبان نہ ہلاؤ یہ سرداران مغرور بادشاہ
کو فقیر بناکر چھوڑینگے اور جسوقت خدا پرست آ پہنچینگے تو کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگی یہان یہ فکر
ہو ہی رہے تھے کہ یکایک سرکارون نے آکر عرض کی کہ قید لندھور کی آتی ہے عفریت دیو صورت
نے لندھور کو باندھکر بھیجا ہے یہ سننا تھا کہ بادشاہ اوچھل پڑا اور ہوشمند دانا کیطرف دیکھکر
کہا کہ دیکھا تم سے بھنا کہ کیا تھا وہ بھی نکل گیا ایک ادنی ملازم نے میرے لندھور کو باندھکر
بھیجدیا اب اور سردارون کی کیا حقیقت رہی سنا ہے کہ بارگاہ صاحبقران مین اس سے بڑھکر
زبردست پہلوان نہین ہے وزیر نے تو گردن جھکالی لیکن اوسکو سکوت اس بات کا ہے کہ واقعی لندھور
بڑا زبردست جوان ہے عفریت نے کیونکر اوسے زیر کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا غرضکہ جسوقت قید لندھور
کی آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ پھر وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی یہ آپکی قید مین ہے
جسوقت چاہینگا قتل کرڈالیے گا لیکن خدا پرست کا خون اس زمین پر گرنا اچھا نہین ہے بزرگون سے
سنتے آئے ہین کہ جہان خون خدا پرستون کا گریگا وہ زمین خراب ہوجائیگی اور کبھی سرسبز نہوگی
اسکے سوا یہ پیرلوپیس پیرا بھی رہتے ہین کہ ہمکو قتل لندھور کا نہایت اشتیاق ہے اگر مناسب
ہو تو بیرون شہر میدان خونی کے آراستہ ہونے کا حکم دیا جائے اور شہر کے باہر اس خداپرست
کو قتل کیجیے یہ رائے سبکو پسند آئی اور تیاری میدان خونی کی ہونے لگی لندھور کو زندان خانہ
مین بھیجدیا بادشاہ کو آفات مروارید اور سہراب سے آزردہ کا بہت بڑا رنج تھا
لیکن جب سے قید لندھور کی آئی ہے وہ غم غلط ہوگیا ہے بادشاہ نے ارادہ کیا ہے کہ اسکو قتل کرکے سرکا
نذر خداوند کو روانہ کرونگا اور آپ اس کوشش مین جشن کرونگا جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل بیرون شہر
جانب مشرق صحرا سے مشرقیہ مین لندھور قتل کیا جائیگا تماشائیون نے آج ہی سے جانیکا سامان کردیا
گروہ کے گروہ روانہ ہونے لگے گویا تمام شہر خالی ہوگیا سوا اون لوگون کے کہ جو زیادہ ضعیف تھے یا اپاہج
تھے یا عورتین یا وہ لوگ جو مقید تھے وہ تو باقی رہگئے باقی سب برائے تماشا کے قتل لندھور
روانہ ہوگئے ایک میلے کی سی کیفیت تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اور شہر مین سناٹا ہو گیا تھا کہ
اوڑ رہی تھی دوسرے روز صبح کا ہونا یہ تمام صحرا آدمیون سے مملو ہوگیا اب شاہی فوجون کی آمد شروع
ہوئی پہلے فیروز ناوک انداز چالیس ہزار ناوک اندازون سے بارگاہ شاہی ہمراہ لیے ہوئے
آکر پہونچا اور مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرائی کہ میدان جنگل قریب سے لگا تھے گئے

بعد اسکے قیوان شیر سہر اور لقمان شیر سہر چالیس چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور خیمہ زن ہوئے اسکے بعد قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر اپنے لشکر سمیت آئے بعد اسکے سفر ور روئین تن اور عصفور روئین تن آئے اسکے بعد اور سہر دار آیا کیے آخر میں سواری بادشاہ کی معہ قید لندھور کے آئی گرد ا راب لندھور کے جلادان مریخ صورت سرخ پوشاکین پہنے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے اور خونخوار مردم دربیس ہزار سوار سے برائے حفاظت قید ہمراہ ہی تھے سب آکر پہونچے لیکن جسوقت سواری بادشاہ کی مع قید لندھور آئی ہے تو یہ حالت تھی کہ تماشائی کچلے جاتے تھے مگر ہٹتے نہ تھے ہر طرف اک عجیب عالم تھا کہ کٹورہ کھنک رہا تھا دو کانین لگی ہوئین تھین میلے کا سمان نظر آتا تھا ہر چند کہ اس صحرا مین بعد سال بھر کے اک میلا ہوا کرتا تھا کیونکہ یہ وادی نہایت پر فضا ہے مگر ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا کہ تمام افواج شاہی ہر چہار طرف سے بارگاہ کو اپنی حفاظت مین لینے ہوئے میدان مین دار استادہ کی گئی ہے گرد اوسکے ناوک انداز جمع ہین بادشاہ تخت پر جلوہ افگن ہے گرد سرداران نامی وگرامی کا مجمع ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ آج بادشاہ ہندوستان قتل کیا جائیگا اتنے مین سموات شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ قیدی کو اسیوقت جلاد لندھور کو طوق و زنجیر مین مسلسل اپنے ہمراہ پا پیادہ لیکر حاضر ہوئے لیکن جسوقت سے لندھور گرفتار ہوکر آئے ہین تو پہلے آنکھ انکی راہ مین کھلی تھی اپنے کو اک ار ابہ پر مقید دیکھا اور ہر چہار طرف سوا صحرا کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہان کچھ لوگ جو اس قید کو لیے جاتے تھے وہ تو انسان معلوم ہوتے تھے باقی سوا شجر و حجر کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ عیار جو اس قید کے ہمراہ تھا لندھور کو ہوشیار دیکھکر قریب آیا اور بیہوشی سنگھا کر دوبارہ آنکھ لندھور کی زندانخانہ مین کھلی اپنی حالت دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون سہ بارہ جب اس دربار مین لائے گیے اسلیے ہوشیار کیے گیے ہین تو آنکھ کھلی ہے لندھور نے خواب سمجھکر آنکھ بند کرنا چاہی تھی کہ خونخوار مردم درسنے آواز دی کہ او خدا پرست یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے چل تجھے بادشاہ نے سزائے موت دینے کے واسطے طلب کیا ہے تو ہی نے سہراب جنگ آزمودہ کو مارا تھا اسوقت کی خبر تجھکو نہ تھی سہراب میرا چچا زاد بھائی تھا جسکو تو نے بیرحمی سے قتل کیا تجھے کچھ اوسکی جوانی پر افسوس نہ آیا دیکھ تو مین نے بھی تیرے قتل کا وہ سامان کیا ہے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے یہ کہکر لندھور کو لیکر اپنے ہمراہ سامنے بادشاہ کے آیا لندھور حیرت سے ہر شخص کا دیکھ رہے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مین کہان آگیا اور کیونکر یہانتک پہونچا اسوقت بارگاہ سموات شاہ مین جام شراب ناب کو گردش ہے دور چل رہا ہے سردارونکا مجمع ہے قریب تخت ونگل قیوان شیر سہر کا ہے اور پیالون شراب پی رہا ہے جام اسکے ہاتھ مین ہے ساقی بھر بھر کر دے رہا ہے آنکھین اسکی سرخ ہو رہی ہین بس لندھور نے جو یہ حالت دیکھی یقین ہوا کہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے اور اب انکو خیال آیا کہ وہ فقیر نابینا جسپر مین نے رحم کیا تھا یہ کچھ اوسی کا فساد برپا کیا ہوا ہے خیر بموجب شعر

سر نہ کسی کا خنجر تشنہ حبیب		ہر شخص آید بہ سر من با نصیب

جو منظور خدا ہوا وہین کیا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے یہی بادشاہ ہے جسکے سردار مقابلہ لشکر صاحبقران کو آتے ہوتے تھے افسوس اس بات کا ہے کہ کیا بری موت ہمارے مقدر مین لکھی ہوئی تھی کہ گروہ کفار کا مجمع ہوگا دیدار بھی صاحبقران کا نصیب نہوگا غرضکہ لندھور نے آواز دی کہ جو شخص خداوند کریم کو واحد مطلق اور اوسکے رسول کو برحق جانتا ہو میرا اسلام اوسکو پہونچے

یہ کلمہ لندھور کا تمام دربار کو ناگوار گذرا اور قیوان شیر سر نے کہا کہ تجھے غیرت نہین آتی ہے کہ عفریت
دیوصورت نے سر میدان تجکو باندھکر بھیجا ہے اور بطور خدا پرستان تو سلام کرتا ہے اب بھی
خداوند اکوان کی خدائی کا قائل نہین ہوتا ہے لندھور نے جواب دیا کہ عفریت کیا کیدی
ہے جو مجھے باندھکر بھیجیگا اوسنے عیاری سے گرفتار کروایا مجھے اسقدر بیہوشی سنگھادی تھی کہ یہان
پہونچکر ہوش آیا اگر اسوقت عفریت یہان موجود ہوتا تو تیرے سامنے ٹانگین چیرکر
پھینک دیتا یہ سنکر قیوان نے وہی گلاس شراب کا لندھور پر کھینچ مارا اور کہا کہ او بے
ادب سامنے بادشاہ کے بدزبانی کرتا ہے پس اس حرکت پر اس ملعون کے لندھور کو نہایت
غصہ آیا اور گلاس ہتکڑی پر روکا اور قید کو پکڑ کر دامن آرزو مین آکر اب جو چیخ مارا تمام
قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی ٹوٹی ہوئی سر پر قیوان کے ماری کہ
سر اسکا شگافتہ ہوگیا پس فوراً بادشاہ نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مار لو اس ہندی کو
غضب کیا اس نے کہ قید کو توڑ ڈالا اور قیوان سے سردار کو بیڑی سے زخمی کیا یہ بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہے یہ سننا تھا کہ لوگ تلوارین پکڑ پکڑ کر اوٹھ کھڑے ہوئے خونخوار مردم در
نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور
اوسی تلوار کا ایک ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے اتنا کہ غل ہوا کہ قیدی چھوٹ گیا
لندھور خونخوار کو مار کر بارگاہ سے باہر نکلے میدان پکڑ کر لڑنے لگے دروازہ بارگاہ پر گھوڑا خونخوار
مردم در کا کھڑا ہوا تھا لندھور تڑپ کر پشت مرکب پر گئے اور لڑنا شروع کیا ادھر اور سردار بھی
مع قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر و الماس اژدر گیر و فیلس اژدر گیر و مغرور روئین
تن و عصفور روئین تن یہ سب کے سب باہر نکلے اور مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر لندھور کیطرف
بڑھے لندھور کی یہ حالت تھی کہ اوس دریائے آہن مین پھر رہے ہین ہر طرف کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین مگر جسطرف نظر اوٹھا کر دیکھتے ہین فوج ہی فوج نظر آتی ہے
تلوارین اور نیزے چمک رہے ہین سردارون کے للکارنے سے لشکر نے گھیر لیا ہے ہر طرف
سے تلوار پر تلوار پڑ رہی ہے اپنی تلوار کو بھی بچاتے ہین اور قتل بھی کرتے جاتے ہین نہ تو
زرہ بر تن ہے نہ سر پر خود ہے نہ چار آئینہ نہ دستانے پہنے ہوئے نہ موزے انتہا یہ ہے
کہ سپر تک پاس نہین ہے صرف ایک تلوار جو خونخوار کا ہاتھ مروڑ کر چھین لی تھی وہی قبضہ
مین ہے اور اوسی سے لڑ رہے ہین کہانتک جسم کو بچا سکتے ہین زخمی بھی ہوتے جاتے ہین
علاوہ اسکے تین روز کا فاقہ بھی ہے عجب حالت ہے لندھور کے اوپر لشکر اومنڈا چلا آتا ہے
اگر ایک قتل ہوتا ہے تو چار سے سامنا ہوتا ہے ہر چند کوشش کر رہے ہین کہ اس لشکر سے
نکل جاوین گھوڑا ایک طرف ڈال دیا ہے لشکر کو دباتے چلے جاتے ہین اب صفین لوٹتی جاتی ہین
سپاہ ہٹتی جاتی ہے مگر اتنا بڑا لشکر اور یہ حالت ضعف و نقاہت کہان تک لڑین کسکو اور کہانتک
قتل کرین یہانتک کہ لندھور ثانی اوسی حالت مین لڑتے ہوئے قریب اوس دار کے پہونچے
جو اونکے تیر باران کرنے کو نصب کی گئی تھی پس قریب پہونچتے ہی دار کو تلوار سے قلم کیا اوسکا قلم ہونا
تھا کہ ایک ہلڑ ہوگیا جو تماشائی جمع تھے وہ تو بھاگے اور ایک سے کہنے لگا کہ یارو رنگ
بیڈھب معلوم ہوتا ہے قیدی چھوٹ گیا اور سنا ہے کہ اوسنے بادشاہ کے سپہ سالار کو زخمی کیا اور

وار کو قلم کیا لشکر اوسے گھیرے ہوئے ہے مگر وہ کسی کو نہین مانتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے بلا کا شخص ہے
کہ تنہا فوج سے لڑ رہا ہے سیکڑون کو قتل کیا ہے اور ابتک گرفتار نہین ہوتا۔ یارو یہ انسان
نہین معلوم ہوتا کوئی جن ہے یا دیو ہے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ کا اقبال
بدی پر ہے کہ غضنفر بہادر رنج گئی ہو گیا دوکانین چھوڑ چھوڑ کے بھاگے تو شہر مین سوائے
کے صحرا سے مشرقیہ مین اور کوئی باقی نہ رہا دوکانین پڑی رہگئین یہان لندھور کی یہ حالت
ہے کہ زخمون مین چور ہین قریب ہے کہ مرکب سے گر پڑے چہار طرف اوسکے پیاسے نظر آتے ہین
کوئی اتنا بھی نہین معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد غسل و کفن دیکر دفن کرے اوسوقت لندھور
نے طرف لشکر اسلام کے رخ کرکے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ غلام حق نمک سے ادا ہوتا ہے
افسوس کہ ایسے وقت مین موت آئی کہ نہ کوئی قریب ہے نہ کوئی عزیز ہے نہ آشنا نہ آپکا دیدار نصیب ہے
ہر چند کہ بہادر کے لیئے تلوار کی موت مرنا باعث حیات ابدی ہے مگر یہ موت اچھی نہین کہ کفار
کے ہاتھ مین میت پڑے اور اونکا جسطرح جی چاہے وہ دفن کرین اور نہین معلوم دفن بھی
کرین یا نہ کرین کیا انجام ہو مگر جو مصلحت ایزدی اوس سے کیا چارہ اگر حضور اسوقت اس خادم کی
سر فروشی و جانبازی ملاحظہ فرماتے تو یقین ہے کہ تحسین و مرحبا کرتے مگر مجھے یقین ہے کہ جسوقت
یہ ذکر دربار حضور مین آئیگا کہ لندھور اسطرح لڑکر مارا گیا تو حضور خوش ہی ہونگے اور اس
خادم کے واسطے بہت روئین گے اور ہم سے دلی کینہ رکھنے والے جلین گے - کبھی کہتے تھے
کہ اے باد صبا اگر تیرا گذر لشکر اسلام کیطرف ہو تو میرے خون کی مشام صاحبقران مین پہونچا دینا
اور کہہ دینا کہ رفیق قدیم حضور کا میدان مشرقیہ مین اسطرح قتل ہو رہا ہے کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے
اگر ممکن ہو تو لاش اوسکی کفار سے چھین کر تجہیز و تکفین فرمادیجیگا کبھی درگاہ رب العزت مین عرض
کرتے تھے کہ اے کارساز دو ہے نیاز مجھسے کونسا گناہ ہوا کہ جس کے عوض مین میری
مٹی خراب ہوئی مجھے اپنے مرنے کا اندیشہ نہین بلکہ خوشا قسمت اوس شخص کی کہ جو کار خیر مین مارا
جائے اور جہاد مین قتل ہو کہ غازی و شہید کے لقب سے ملقب ہو مگر رنج اتنا ہے کہ تو نے پہلے
ایسی عزت دی کہ بادشاہ ہندوستان کے گھر مین پیدا کیا زور و طاقت اسقدر عنایت کیا کہ
سرکشان کفار کو مین نے کیسا کیسا زیر کیا مگر افسوس کہ آخر وقت اس بیکسی سے مرنا پڑا کہ کوئی
اسطرح کی موت نہ مرے لندھور تو یہ دعا کر رہے ہین اور مہر سموات تاجدار تخت پر سوار ہو کر اردون
کو للکار رہا ہے کہ ارے ابتو یہ زخمون سے چور ہے کوئی اتنا نہین کرتا کہ اسکو قتل کرے سردار
لندھور کیطرف چلے ہین کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا سب نگران ہوئے
کہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دس علم
نشانہ دس ہزار سوار کا پیدا ہوئے اور عبد الجبار حلبی اور عبد القہار حلبی دس ہزار
سوارون کی جمعیت سے آکر پہونچے یہ دونون رفیق قدیم ہین جناب امیر حمزہ صاحبقران
کے سن اسکے بہت ہین مگر بوڑھے شیر ہین ابتک ایسے ہین وہ ولولے اور وہ جرأت ہے
کہ جوانون مین بھی نہ ہوگی جسوقت بدیع الملک نے جابجا نامے روانہ کیئے تھے تو ایک ایک
پروانہ ان دونون کے نام بھی روانہ کیا تھا تو یہ دونون بھائی ملک حلب سے دس ہزار سوار ہمراہ
لیکر براہ کمک صاحبقران عصر روانہ ہوئے ہین جسوقت صحرا سے مشرقیہ مین آکر پہونچے

اور ہجوم لشکر دیکھا ہرکاروں کو بھیجی خبر منگائی معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار ہے اور لندھور
ثانی بیٹا داراب کا ہندستان کا تنہا اس فوج میں گھرا ہوا ہے قریب ہے کہ قتل ہو جس
یہ سنتا تھا کہ عبدالجبار اور عبدالقہار سنتے باہم کہا کہ اُسکے باپ سے کیسی ملاقات تھی
بڑے غضب کی بات ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں یا منھ موڑ کر
چلے جائیں بس یہی موقع مرنے کا ہے اس سے کون سا وقت موت کا ہوگا اُسکے ساتھ کا مرنا بھی
بدیع الملک کے ساتھ مرنا ہے خدا جانے کیونکر اس بلا میں مبتلا ہوا یہ کہکر ان دونوں نے
گھوڑے بڑھائے تلواریں نیاموں سے کھینچ لیں اور معہ دس ہزار سواروں کے دو لاکھ کے لشکر
پر آپڑے تلواریں مارنا شروع کیں صفوں کو توڑتے ہوئے لاشیں گراتے ہوئے چلے اور آواز
دی کہ اسے فرزند داراب کے ہندوستان گھبرانا نہیں ہم آپہونچے اور یہیں آواز دو کہ تم ہو
کہ ملک دشت لندھور سنتے ہی سر اوٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ دو بوڑھے شیر لشکر کو پامال کرتے ہوئے
چلے آتے ہیں دلمیں کہا یہ کون بزرگ ہیں لیکن جسوقت یہ دونوں شیر نعرہ کرتے ہوئے قریب
پہونچے اور اُنکے نعرہ کی آواز کان میں لندھور کے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ جبار حلبی اور
قہار ہیں لندھور نے بھی مسکرانا شروع کیا اب لندھور میں اتنی قوت تو باقی نہیں رہی
ہے کہ صفوں کو توڑ کر نکلیں مگر ہاں اب بھی جو قریب آتا ہے وہ شکار پنجہ اجل ہوتا ہے اودھر لشکر
کفار میں غل ہوا کہ اسے بادشاہ لوا س قیدی کو بڑا غضب ہوا کہ کمک اسکی آگئی ایسا نہو کہ چھوڑ
کر نکل جائیں اور اسے چھڑا لیجائیں تو بڑے ذلت کی بات ہوگی اور تمام عالم میں رسوائی ہوگی
کہ اتنا بڑا لشکر گھیرے ہوئے تھا اور کیسے کیسے سردار موجود تھے لیکن قیدی کو قتل نہ کر سکے
اور لوگ اور سب چپ رہ گئے اودھر نعمان شتر لب اور سمعان شتر لب گھوڑے بڑھا کر
ہمراہ ہوئے کہ جبار حلبی اور قہار حلبی کو لندھور تک نہ پہونچنے دیں ایسا نہو کہ یہ تازہ دم
ہیں لندھور کو لیکر اپنے ساتھ لیتے ہوئے نکلے چلے جائیں وہاں قہار اور جبار دونوں
بھائی لشکر کو قتل اور پامال کرتے ہوئے تلواروں سے خون بہاتے ہوئے گھوڑے دوڑائے
چلے آتے ہیں کہ کسیطرح قریب لندھور کے پہونچکر اسکو اپنی حفاظت میں لے لیں ایسا نہو کہ
یہ قتل ہو جائے تو کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے یکایک سامنے سے نعمان شتر لب
اور سمعان شتر لب پہونچے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا نہیں
جانتے ہو کہ یہ کس بادشاہ کا قیدی ہے اور تم کون ہو جو اسکو چھڑانے آئے ہو جب تک ہم
رہنے والے یہ ہندوستان کا باشندہ تمہیں کیا حق ہے جو اسے چھڑانے آئے ہو
عبدالجبار و عبدالقہار نے جواب دیا کہ ہمارے دوست کا بیٹا ہے غضب ہے کہ ہمارے
سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں دنیا کیا کہیگی باپ اسکا اور ہم دونوں ایک ہی دربار میں رہے
ہیں یہ ہمارے ساتھ کا بچہ ہے کیونکر اسے قتل ہونے دیں نعمان اور سمعان نے کہا کہ بہتر اسی میں
ہے کہ پلٹ جاؤ بڑے بوڑھے ہو اپنے رحم آتا ہے بڑھاپا تمہارا اس قابل نہیں ہے کہ میدان جنگ کی
زحمتیں برداشت کرو ہمکو تمہارے حال پر رحم آتا ہے ورنہ ساتھ لندھور کے تم بھی قتل کیے
جاؤ گے عبدالجبار و عبدالقہار نے کہا بس ہمیں باتوں میں نہ لگا اگر لڑنا ہے تو لڑو ورنہ سامنے
سے دور ہو تاکہ ہم جا کر مدد کریں لندھور کے ایسا نہو کہ وہ قتل ہو جائے ہمیں تمہاری بڑائی پر رحم

آتا ہے اگر تم ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تو شباب تمہارا مفت برباد ہوگا اور ہم تو مرنے کے
واسطے بیٹھے ہوئے ہین زندگی بسر کر چکے اب سوا مرنے کے اور کیا باقی رہا ہے یہ سنکر شمعان شمشیر
لب نے عبد الجبار حلبی پر نیزہ مارا عبد الجبار نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا چند طعنون مین
نیزہ ہاتھ سے شمعان کے نکال دیا اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا اور اٹھا کر نیزہ پر
بروئے زمین مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے اودھر نعمان نے قہار حلبی پر تیر مارا قہار
حلبی نے تیر کو تلوار سے قلم کرکے جو ایک ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا النعمان کے دو ٹکڑے ہوگئے یہ
حال دیکھکر لشکر گھبرا گیا سوار و پیادہ راہ دینے لگے مثل بادل کے لشکر پھٹنے لگا بادشاہ نے جو یہہ
حالت دیکھی فیروزہ ناوک انداز کو آواز دی کہا ارے کیا دیکھ رہا ہے حکم کر اپنے ناوک اندازون
کو کہ روکین ان دونون کو ورنہ قریب پہونچ چکے ہین ایسا نہو کہ لندھور کو رہا کرکے لیجائین بس
یہ سننا تھا کہ فیروزہ نے اپنے ناوک اندازون کو پکارا کہ بیچ سے راہ دیکر دو رستہ کھڑے
ہو جاؤ اور ان دونون بہادرون کو تیرون پر رکھ لو یہ سننا تھا کہ ناوک اندازون نے
بیچ سے راہ دیکر دو رستہ صف باندھ لی اودھر عبد الجبار اور عبد القہار دونون بہادرون
کو مار کر لندھور کیطرف بڑھے کہ حلقے مین لیکر نکال چلین بس یہ دونون دلاور جیسے ہی نزدیک
آئے ناوک اندازون نے اب جو تیر مارنا شروع کئے چالیس ہزار تیر انداز ہین یہ معلوم ہوا کہ
مینھ برس گیا تمام جسم ان دونون بہادرون کا چھلنی ہوگیا مگر یہ ہمت ہارنے والے نہین تھے
اوسی عالم زخمداری و بارش باران خدنگ مین گھوڑے بڑھا کر قریب لندھور کے
پہونچ گئے مگر اب نہ تو اتنی قوت انمین باقی ہے کہ سنبھل سکین نہ گھوڑے آگے بڑھتے ہین
وہین سمجھ گئے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا کا یہی مقام تھا لندھور کو آواز دی
کہ بابا ہم کوشش کرکے تم تک پہونچے تو سہی مگر قضا سے مجبور ہین الحمد للہ کہ ہم تم سے پہلے
راہی ملک عدم ہوا چاہتے ہین مگر تم ہمارے اسلام کے شاہد رہنا یہ کہکر دونون نے کلمہ طیبہ
زبان پر جاری کیا لندھور ان دونون دلاورون کو اس حالت مین دیکھکر چیخین مار کر رونے
لگے اور کہنے لگے کہ افسوس میری ذات سے آپ اس بلا مین مبتلا ہوئے عبد الجبار
و عبد القہار نے کہا کہ بابا نہ کوئی کسی کے وجہ سے آرام پاتا ہے نہ کسی کے وجہ سے تکلیف
اوٹھاتا ہے جو جسکے مقدر مین ہوتا ہے وہ ضرور ہوتا ہے ہماری قضا یہان کھینچ کر لائی تھی
خیر کچھ پروا نہین ہمارے تو دن پورے ہو چکے تھے شکر ہے خدا کا کہ آخر وقت مین
مرتبہ شہادت ملا حق تعالی تمکو بچائے کہ ابھی جوان پھلنے پھولنے کا زمانہ ہے ہان اب اتنا
کرنا کہ اگر خداوند عالم کسی حیلہ سے تمکو اس آفت سے نجات دے اور خدمت مین صاحبقران
کے پہونچنا تو ہماری طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہدینا کہ غلام حسب الارشاد حاضر حضور ہوتے
تھے مگر راستے مین لقمہ قضا ہوگئے اور آپ تک نہ پہونچ سکے اگر کبھی اسطرف سے گذر ہو اور
نشان تربت ملے تو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کیجیگا اور اگر ظلم کفار سے تربت بھی نصیب نہو تو
یوہین فاتحہ پڑھکر ہماری روح کو بخشدیجیگا اور یہ تمہین اگر اتنا موقع ملے کہ ہمین دفن کر سکو
تو دریغ نہ کرنا یہ کہتے ہوئے دونون تازی گھوڑون سے گرے اور راہی ملک بقا ہوئے
لیکن انکے ہمراہیون مین سے جو ہزار پانچسو آدمی یہانتک صحیح و سالم پہونچے تھے اونھون

لاشون کو اپنی حفاظت مین لے لیا اور لندھور کو بھی حفاظت مین لیکر لڑنا شروع کیا لندھور بیچارے بھی جھوم رہے
ہین طاقت سنبھلنے کی نہین ہے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے بہادرو گو ہین اس مرتبہ مین ایسا کیون
چھوڑتے ہو اپنے ہمراہ رکاب کیون نہ لے لیا نہین تو ملک ہو سکتے ہین کبھی اون دونون لاشون کو دیکھتے
ہین کہ وہ شیر ہین زخمی پڑے ہین جو تیر جسم مین گڑ کر رہ گئے ہین وہ اسی طرح گڑے ہوے ہین
کوئی اتنا نہین ہے کہ تیرون کو نکالے یہ معلوم ہوتا ہے جیسا ساہی کی کھال پہن لی ہے بار بار پکار کر
کہتے ہین کہ اسے مجھکو بھی جلد قتل کرو تا کہ اس غم دنیا سے نکل ان بزرگون کے نجات حاصل ہو لیکن
وہ سوار جو لندھور کو اپنی حفاظت مین لئے ہوئے ہین بیتابانہ لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہے
یہانتک کہ قتل ہوتے ہوتے اب شاید کوئی سو آدمی باقی رہ گئے ہون لیکن یہ بھی جانین لڑا
ہوئے ہین جانتے ہین کہ آج مرنا ضرور ہے جہانتک ہو سکے کفار کو قتل کرنا چاہیے اور جب تک
تک دم مین دم رہے لندھور کو بچانا چاہیے کفار مین غل ہے کہ ان مارو انکو جانے نہ پائین اب
ناوک اندازون نے اسطرف رخ کیا قریب ہے کہ لندھور بھی درجۂ شہادت پر فائز ہون
لندھور کہہ رہے ہین کہ مین اپنے کلمہ کو اسکو شاہد کرون خداوندا تو ہی گواہ رہنا کہ مین مسلمان
ہون تیری وحدانیت کا قائل ہون تیرے نبی کا مقر ہون اور تیری راہ مین ہاتھ سے
ان کفار کے قتل ہوا چاہتا ہون لندھور یا سکا ابھی یہ عرض کر رہے ہین اور کفار بھی پاشی ہین
کہ یکایک از پردہ بیابان گردے بر خاست گرد تیرہ و تار چرخ ہمسر گرد بر آسمان رسیدہ و
پاسے گرد ورہ مین پیچیدہ آستے آستے ہوا ہوا اکو دامن گرد شگافتہ ہوا اول
گرد سے تیس علم نشانہ ہین لاکھ سوار کا پیدا ہوے علم کے لقریبت الٰہی اور نعت رسالت
پناہی مرقوم اور پینتیس ہزار سوارون کے آگے آگے سردار بیٹھے ہوے اونھون نے
آتے ہی صحرا مین الآن والامدین قیام کیا شتر کفار پر گھوڑے ڈال دیے
تیس ہزار سوارون سے آگر پڑے کرتے ہی لشکر کو پریشان کردیا مار تلوارون کے خون کے دریا
بہادیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ایک جانب سے نعرہ ہوا کہ منم آلاکرد فرنگی
دوسری جانب نعرہ ہوا کہ منم بالاکرد فرنگی تیسری طرف و ربانی نے نعرہ کیا یہ لوگ واسطے مدد
بدیع الملک کے روانہ ہوے تھے اور بخدمت صاحبقران مین جا رہے تھے انھون نے
راستے مین خبر گرفتاری و قتل لندھور کی سنی اسطرف پلٹ پڑے یہ لشکر فرنگستان انکے ہمراہ ہے
یہ تینون رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی کے اور حاکم ہین فرنگستان کے ہرچند کہ علمشاہ اور لندھور
سے اک قسم کی چشمک رہا کرتی تھی اور علمشاہ نے لندھور کو معہ فیل اونٹ لیا تھا جیسا کہ آپ
لوگ قبل کے دفتر مین ملاحظہ فرما چکے ہین لیکن ایسے وقت پر جب کوئی مصیبت مین مبتلا ہو کوئی کد
نہین باقی رہتی ہے اور کوئی مدد کرنے مین تامل نہین کرتا ہے جیسا کہ ان تینون بہادرون نے
کیا کہ ہرچند یہ دوست علمشاہ ہین اور لندھور دوست مگر ان لوگون نے مدد پہلے کسی اور بچا لیا کہ
لندھور کو بچا لین یہ تینون دلیری مین نہایت مشہور ہو چکے ہین مگر معرکے جھیلے ہوے ہین سب
مانتے ہین اس لشکر مین مثل ماہی بے پر تیرتے چلے آتے ہین یہ وہ بہادر ہین جنھون نے اپنے ابتدائی
زمانہ مین شاہزادہ علمشاہ رومی کے زیر دست ہوگیا اور جب سے زیر ہوے غلامی علمشاہ کی
غلامی سے دست بردار نہین ہوے ابھی انھون نے کا یا تھا کہ نامہ بدیع الملک

بیان کرون وہ جنگ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی ذکر اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی
بیٹا باپ سے غافل باپ بیٹے سے بیخبر عجب نفسی نفسی ہو رہی تھی کہ یکایک آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی
و نہنگ بحر دریائی یہ تینون پہلوان لڑتے ہوئے لشکر کو تتر بتر کرتے ہوئے قریب لندہور ثانی
کے پہونچے لندہور کی اب یہ حالت ہے کہ پھری پر سر رکھدیا بیہوشی انپر طاری ہے مرکب انکا انکی سواری کا
نہین رہا ہے ورنہ ایسے وقت مین نکال لیجانے کی کوشش کرتا اودھر قیماس اژدر گیر اور الماس
اژدر گیر بڑھکر قریب لندہور پہونچ گئے ہین اونکو یہ فکر ہے کسیطرح لندہور کو قتل کرین آلاگرد
و مالاگرد نے جو یہ حالت دیکھی للکارے کہ او نامردو یہ کیا حرکت ہے کہ ایک بیبس و مجبور کو قتل کرتے
ہو اس سے تو بہتر یہ ہے کہ گھرون مین بیٹھ رہو دعوی سپہگری کا نہ کرو ورنہ ادھر آؤ اور ہم سے
مقابلہ کرو ان ملعونون کو ایسی غیرت دلائی کہ یہ اوسطرف سے پھرے اور الماس اژدر گیر نے
قریب آلاگرد فرنگی کے پہونچکر ارہ پشت نہنگ مارا یہ حربہ سپر سے نہین رک سکتا ہے آلاگرد
نے خالی دینا چاہا تھا کہ گھوڑے نے سکندری کھائی ارہ سر پر ٹیکا تا دو ابرو اوتر گیا
و استاد ارادہ تو سر سے نکلا مگر ایک تو پیرانہ سالی دوسرے ارہ کا زخم وہ زخم بھی نہایت
کاری سنبھالنا دشوار ہوا الماس اژدر گیر نے چاہا کہ اسپر تو غشی طاری ہے مگر زنجیر کامند پکڑ کر
اوٹھالون تاکہ بہادرون کے سامنے ناموری حاصل ہو کہ اتنے بڑے سردار کو خانہ زین سے
اوٹھا لیا سنا ہے کہ یہ پہلوان سوا حمزہ شاہ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے بس جیسے ہی اسنے
ہاتھ کمر زنجیر پر ڈالا آلاگرد نے وہی کھنچی ہوئی تلوار اسکے شانے پر لگائی کہ دوسری بغل کیطرف
سے نکل گئی اور یہ کافر دو ٹکڑے ہو کر گرا آلاگرد نے وقفہ پاکر زخم سر کو مضبوط باندھا اور آگے
بڑھے اودھر مالاگرد فرنگی پر قیماس اژدر گیر نے گرز مارا مالاگرد نے گرز اسکا سپر پر روکا
اور ہاتھ تلوار کا مارا اسنے بھی وار مالاگرد رد کیا اسی رد و بدل مین ہین شانہ مالاگرد کا نشانہ ہوا
اس سبب سے کہ یہ سردار اتنے بڑی فوج سے لڑتے چلے آتے ہین اور ضعیف بھی ہین
ہوئے بھی ہین ہاتھون کی قوت جواب دے چکی ہے لشکر کفار کے سردار تازہ دم ہین مگر مالاگرد
نے وار قیماس کا رد کر کے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سپر و خود و غرق مین زرہ و لوہے کو کاٹتی
ہوئی کاسہ سر سے مثل قطرہ آب کے گزر کر صراحی گردن سے صندوق سینہ تک پہونچی اور
وہان سے شکم و کمر و بند کمر کو کاٹکر زین کو بوسہ دیا قیماس دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور
آلاگرد و مالاگرد آگے چلے اب انکو کوئی روکنے والا نظر نہ آیا میدان خالی پاکر گھوڑے دوڑائے
چاہتے تھے کہ قریب پہونچکر لندہور کو فوج کے حوالہ کرین کہ فیروز بیٹے تادک انداز نے آواز
دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مار لو ان دونون کو یہ سنتا تھا کہ چالیس ہزار کمانین کڑکین اور
تیر مانند فوج ملخ کے ان دونون بہادرون پر پڑنے لگے ہر چند کہ یہ دونون سردار نہایت
زبردست ہین مثل مشہور ہے کہ سو ر ماچنا بہاڑ نہین پھوڑتا ہے بہت سے تیر اونھون
نے کاٹے لیکن بہت سے تیر انکے جسم پر بھی پڑے اور وہ تیغ راستے ناظرین ہو کہ یہ لوگ
بارادہ جنگ آ نہین رہے تھے یہ ایک دوسری جانب جاتے تھے لباس انکا وہ تھا جو
مسافرت کی حالت مین ہوتا ہے نہ لباس جنگ اور اتنی مہلت ہی تھی کہ لباس
وجہ تھی زخمی بہت ہو گئے اودھر تادک اندازون نے تیرون پر رکھ لیا تمام جسم غربال

ہو گیا قوت سنبھلنے کی نہ رہی لیکن مرتے مرتے قریب لندھور کے پہونچ گئے اور پکار کر کہا کہ اے
فرزند دلبند اے شہنشاہ اب ہم مجبور ہین کہ طاقت سنبھلنے کی باقی نہین ہے یہ کہتے جاتے تھے اور تلوار
کھینچی ہوئی ہے تیر دون کو قتل کرتے جاتے ہین جس کافر کو قریب پاتے ہین اوسے تلوار سے واصل
جہنم کرتے ہین اودھر فیلان قوی بازو کو سمواتِ تاجدار نے حکم دیا کہ جا کر لندھور کا سر کاٹ لا
پہلوان تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اودھر نہنگ بچہ دریائی نے دیکھا کہ آلا گرد و بالا گرد بھی
جان بحق تسلیم ہوا چاہتے ہین اور لندھور بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور اگر تم بھی مثل
آلا گرد و بالا گرد کے سامنے سے جاؤ گے تو تیر اندازون کا نشانہ ہو گے پہلو پر سے چلنا چاہیئے
بس یہ دیوانہ نہایت ہوشیاری کا کام کر گیا اور پہلو پر سے کمانداران کے صف پر
آ کر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ناوک اندازون کو سنبھلنا دشوار ہو گیا تیر تو فاصلہ سے
چل سکتا ہے قریب کا حربہ نہین ہے نہنگ بچہ دریائی نے جوان ناوک اندازون کو تلوار
کے نیچے رکھ لیا تو سنبھلنا دشوار کر دیا جبتک وہ کمان کو ہاتھ سے رکھین رکھین اور تلوار کھین
کھینچین اوس وقت تک مین سیکڑون لاشین گرا دین اودھر فوج دیوانہ کی آ پڑی خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی بازار جدال و قتال اور گرم ہوا نہنگ بچہ نے ناوک اندازون
کا صفایا کر دیا جسپر ہاتھ تلوار کا مارا اوس کے دو ٹکڑے ہوتے شارع حیات قطع
ہوئی کو سر اٹھانا نہ ہاتھ آیا نہ طائر روح سہم کر پرواز کر گیا آن واحد مین چالیس ہزار
کے لشکر کو طے کر کے اوس وقت قریب لندھور کے پہونچا ہے کہ فیلان قوی بازو
لندھور کے سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ نہنگ بچہ نے ایسی
ہتھکٹی ماری کہ تلوار معہ قبضہ و پنجہ علحدہ گر پڑے اور فیلان دست بستہ ہو کر رہ گیا مگر اوسنے بھی
داہنے ہاتھ کے کٹنے کا کچھ خیال نہ کیا بائین ہاتھ مین گرز لیکر سر پر نہنگ بچہ کے مارا نہنگ بچہ
نے گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز سر پر فیلان کے مارا کہ سر اسکا پارہ پارہ ہو گیا لیکن فیلان
سے مقابلہ کرنے مین ناوک اندازون کو مہلت ملگئی اور اونھون نے فاصلہ دیکر نہنگ بچہ
کو حلقے مین لے لیا اور تیر مارنا شروع کیئے اب لندھور کی یہ حالت ہے کہ تڑپ تڑپ کر
کہہ رہے ہین کہ ارے یہ کیا قیامت برپا ہے مین جانتا تو اپنے کو قتل ہو جانے دیتا قید کو نہ
توڑتا ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسے ایسے بہادر جو انتخاب زمانہ تھے وہ میرے واسطے مارے
جائینگے اگر زندہ رہا تو کیا افسوس ہے کیسے بزرگ آنکھون کے سامنے خون مین
نہاتے ہوتے ہین مثل شیر کے تڑپ رہے ہین اسکا فرو آہ مجھے پہلے قتل
کر دین قسم کھاتا ہون سر پاس بدیع الملک کی کہ تمہیں وار نہ کرونگا مجھسے نہین دیکھا جاتا اے
یہ کون کون بہادر میرے آنکھون کے سامنے خون مین لوٹ رہے ہین ہائے یہ سب میرے
واسطے جان سے مارے گئے اور مین ابھی تک زندہ موجود ہون کاش مین پہلے قتل
ہو جاتا اور یہ حالت ان بزرگون کی نہ دیکھتا لیکن نہنگ بچہ مثل شیر گرسنہ کے تھپیٹ
کر لڑ رہا ہے آخرکار [illegible] اسقدر زخمی ہوا کہ مثل آلا گرد و بالا گرد کے چور چور ہو کر
گھوڑے سے گر گیا لیکن ان لڑکون سرداروں سے [illegible] چالیس ہزار کے
ابھی بھی [illegible] جائین لڑ اتنے ہوتے ہین اور اپنے ہاتھون کو [illegible] رہے ہین

کسی کا سر نہین کٹنے دیا ہے لیکن یہ سردار ایسے زخمی ہین کہ زندہ نہین بچ سکتے بلکہ انکے زندہ رہنے
سے انکا مرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے تھوڑی دیر یہ زندہ ہین ایسے کرب مین ہین کہ دشمنون سے بھی نہین
دیکھا جاتا اودھر لندھور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف تو لاشین چہار جلبی و نہار جلبی کی پڑی ہوئی ہین
اور دوسری طرف آلا کرد و فرنگی دم توڑ رہے ہین ایک سمت مالا کرد فرنگی موت کی ہچکیان لی رہے ہین
ایک طرف کثرت زخم سے مہنگ بچہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے عجب قیامت کا وقت تھا
آنکھون سے لندھور کے آنسو جاری تھے بار بار فیروزہ ناوک انداز سے کہتے تھے کہ او ملعون کھڑا
کیا دیکھ رہا ہے اسے قریب آکر اک ہاتھ مار میرے کہ کام میرا تمام ہوجائے فیروزہ نے کہا
کہ تیری ذات سے بڑے بڑے فسادات برپا ہوئے اب تجکو دار پر کھینچکر تیرباران کرینگے یون تیرا
قتل کرنا کچھ مصلحت کی بات نہین ہے جسوقت تو دار پر کھینچے گا اور بارش باران تیر ہوگی اوسوقت ماہیان
دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے اور دیکھنے والون کو عبرت ہوگی کہ یہ وہی لندھور ہے
جو بادشاہ ہندوستان تھا جسکو حمزہ اور اولاد حمزہ نے بڑا عروج دے رکھا تھا اور جس نے
بڑے بڑے سرکشون کو مارا تھا جسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہوئے
تھے وہ آج اس ذلت و خواری سے قتل ہو رہا ہے لندھور جانب آسمان دیکھکر درگاہ احدیت
مین عرض کرتے ہین کہ خداوندا ملک الموت کو تو بھی حکم نہین کرتا کہ وہ آکر اس عاجز کی قبض روح
کرین اور مشکل کو میرے آسان کرین پروردگار اب مجھے حیات اپنی منظور نہین ہے
اب اگر زندہ رہونگا تو میرے دلسے ان دلاوران کے مرنے کا داغ نہین مٹیگا اور جب
یہ حال یاد کرونگا چیخین مار مار کر رؤونگا لیکن جسکی زندگی باقی ہوتی ہے موت خود اوسکی حفاظت
کرتی ہے قول معصوم کا غلط نہین ہوسکتا ہے اسی عالم مین جانب صحرا سے ایکبار تتق گرد و
غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے لیکن اس گرد کے بلند ہونے سے کفار کے
جی چھوٹ گئے ہین کہ اگر اب کمک اس خدا پرست کی آگئی تو غضب ہوجائیگا ان پانچ
آدمیون نے جو کچھ بعد دیکھے چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آئے تھے لشکر کا ستھراؤ
کردیا اب اگر کوئی آگیا اور فوج اوسکے ہمراہ زیادہ ہوئی تو سب کے قدم اوکھڑ جائین گے اودھر
لندھور نے جو گرد کی جانب خیال کیا تو اوسکو کچھ علامات اپنے لشکر کے ایسے محسوس ہوتے
یکایک اوس گرد مین سے ابر سی سیاہی معلوم ہوئی اور اوس سیاہی مین چمک صاف بادلون
بجلیون کی نظر آئی جسوقت گرد قریب پہونچکر شق ہوئی ایک لشکر ہاتھیون کا دیکھا کہ انکو
پر اوسکے آہنی اور رنگیلی شامین چڑھی ہوئی ہین سونڈون پر پٹی چڑھی ہوئی اس لشکر
کی ہیبت سے تمام فوج سمواتشاہ کی زہرہ بے آب ہوگئی یہ چالیس ہزار فیل قریب
پہونچکر ایک جانب صف بستہ ہوئے اور جو ہرکارے آگے بڑھ آئے تھے وہ خبر لیکر جو پلٹے
اور اپنے سردار سے بیان کیا وہ تین لاکھ سوار و پیادہ سے طرف لشکر سموات تاجدار کے چلا
جسوقت ان ہاتھیون کو دیکھا تو لندھور سمجھ گئے تھے کہ یہ فوج ہمارہ ہی معلوم ہوتی ہے
دل مین خوش ہوئے مگر یہ سمجھ مین نہ آیا تھا کہ اس فوج کو لیکر کون آیا ہے اسواسطے
کہ یہ وہ فوج تھی جسے لندھور حفاظت ملک و مال و اولاد کے واسطے چھوڑ آئے تھے لیکن
جسوقت اس فوج سے تین سردار نکلکر نعرے کر کے چلے اوسوقت لندھور کو ظاہر ہوگیا

کہ ایک انکا فرزند فرسنگ بن لندھور اور دونون بھائی اسکے ارشیون پیرنشاد اور
فرہاد خان پاکٹ ضربی ہین ان دونون بھائیون سمجھا بجھا کر لندھور ہندوستان مین
آئے تھے اور عرض کیا تھا کہ آپ نے بڑے بڑے معرکہ دیکھے دنیا مین سناکثر والد ماجد سے
نام پیدا کیا اب آپکو کیا چاہیئے اب یہ زمانہ ہمارے نام پیدا کرنے کا ہے آپ آرام سے بیٹھے سلطنت
کا انتظام کیجیئے اس لڑکے کی تربیت و تعلیم فرمایئے مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون لیکن
بعد آنے لندھور کے جبکہ لشکر اسلام پر تباہی آئی اور صاحبقران معہ لشکر اندھے ہوگئے اور
نامہ ہر طرف روانہ کیئے گئے تو اوسوقت لندھور نہ تو ہندوستان مین تھے اور نہ صاحبقران
تک پہونچے تھے یہی سبب تھا کہ ایک پروانہ انکے نام بھی روانہ ہوا تھا جسوقت یہ پروانہ
ہندوستان مین پہونچا اور پڑھا گیا فوراً فرسنگ بن لندھور نے اپنے دونون چچاؤن
سے دست بستہ عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے والد ماجد ابھی صاحبقران تک نہین پہونچے جو یہ نامہ
یہان آیا اور نامہ کے مضمون سے معلوم ہوا کہ صاحبقران کسی بلا مین مبتلا ہوگئے ہین پس ایسے
وقت مین مدد صاحبقران کی ضرور ہے یہ سنکر یہ تینون بہادر تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے
چلے تھے یہان پہونچکر اونھون نے لوگون سے سنا کہ لندھور قتل ہوا چاہتے ہین جو لوگ اونکی
مدد کو آئے تھے وہ مارے گئے پس یہ تینون بہادر اسیطرف پلٹ پڑے اور یہ فوج اب
جو نقرہ کر گئے ہین لشکر کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ قبل ازین کچھ لوگ فوج حلب کے کچھ لشکر
فرنگستان کے جو بچکر رنگ لڑائی کا بگڑا دیکھکر نکل گئے تھے وہ راہ مین اونکو ملے تھے اور
کیفیت ناوک اندازون کی اونھون نے بیان کی تھی اور کہدیا تھا کہ اس صورت سے
عبد الجبار و عبد القہار حلبی مارے گئے اور اسیطرح آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی
و شہناک بچہ دریائی وغیرہ قتل ہوئے پس ان تینون بہادرون نے تین لاکھ سوار و
پیادہ کی جمعیت سے آکر تین جانب سے لشکر کا محاصرہ کیا ایک رخ بھاگنے کے واسطے کھلا
رہنے دیا اور تلوار برسانا شروع کی آن واحد مین آکر لشکر کو اسطرح حلقے مین لے لیا کہ ناوک اندازون
کو بلکہ کسی کا موقع نہ ملا محض تلوار کی لڑائی باقی رہگئی ہر طرف سے آواز تکبیر بلند ہوئی اودھر
سمواتت تاجدار نے اپنے لشکر کو للکارا کہ ہان خبردار مار لینا ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین
اودھر فیروان شہسوار نے مرکب اپنا بڑھایا اور لقمان شہسوار نے بھی کمر کھولی مستعد کو کیا
کیا کہ بڑھکر ان لوگون کو روکین اور فیروزہ ناوک انداز نے دیکھا کہ ایک لڑکا پندرہ سولہ برس
کا گھوڑا اوڑائے ہوئے سب سے آگے آرہا ہے اور تڑپتا ہوا چلا آرہا ہے تصویر شباب
لندھور کی معلوم ہوتی ہے دلمین سوچا کہ عجب نہین ہے کہ یہ فرزند لندھور کا ہو پس اسکو
مار کر پھر اسکا کاٹ کر لندھور کے آگے پھینک دونگا تو لندھور خود ہی اپنا رستہ کریگا دیر نہ ہوگا
ہر چند رزو تیر کے نہین ہے مگر یہ لڑکا ہے اسکی حقیقت کیا ہے پس اپنا اسپ بڑھا کر سامنے
فرسنگ بن لندھور کے آیا اور پکارا کہ او لڑکے کہان جاتا ہے تجھکو اپنی صغر سنی پر رحم نہ آیا
کیون اپنی جوانی برباد کرنے اتنے بڑے لشکر پر بہادر تک آپڑا کہ تیری فوج اور
آگے گھوڑا دوڑا کر نکل آیا ہے تو کون ہے لندھور کا جو اپنے کو لقمہ اجل بناتا ہے جا
بابا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا فرسنگ نے جواب دیا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے

جو یہ اسد اہ ہوتا ہے میں اپنے والد ماجد کو بڑا لیے جاتا ہوں فیروزہ نے پاؤں میں لگا کر تیر مارا لیکن
فرسنگ نے ہوشیاری کے ساتھ تیر کو قلم کر کے مرکب کو دوڑایا فیروزہ نے جلدی ہی کمان پھینک کر
فرسنگ کا آنا دیکھ کر نیزہ مارا فرسنگ آہن لنگر دھور نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا اپنے گرز مارا
فرسنگ نے گرز فیروزہ کا چھین لیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر صدر زین سے بلند کر لیا
اور آواز دی کہ باشش اے گروہ کفار خبردار ہوشیار کہ میں فرسنگ ابن لندھور ابن
اندھور کی آواز سنا جو لشکر کفار نے دیکھا تو فیروزہ کو ہاتھ پر فرسنگ کے بلند پایا جو ہمدم فوج
بکثرت وہ تعریف کرنے لگے کہ کیا بہادر لڑکا ہے اور کیوں نہ ہو جسکا باپ ایسا ہے کہ اوس نے دو
لاکھ کے لشکر پر یکہ و تنہا تلوار کھینچی اوسکا فرزند اتنا بھی نہ ہوتا الولد سر لابیہ اودھر لندھور نے جو
اپنے فرزند کو دیکھا انہوں نے جوش مارنے لگا ماشاء اللہ چشم بد دور کہکر جوش شوق میں آگے
بڑھ گئے مگر طاقت نے یاری نہ کی اودھر فرسنگ نے فیروزہ سے پہلوان کو ہاتھ پر بجائے سپر
لیا اور کمانداروں پر جا پڑا جس نے تیر مارا تیر کو فیروزہ پر روکا اپنے کو بچایا اودھر تو عجب تیر پڑتا ہی
فیروزہ ناوک انداز شور کرتا ہے کہ ارے دشمن کو قتل کرتے ہو یا مجھ پر تیر لگاتے ہو یہ
کیسی قدر اندازی ہے ارے کیا اقبال سمواست تاجدار کا برگشتہ ہو گیا جو تم لوگ ناوک اندازی
بھی بھول گئے اودھر فرسنگ لوگوں کو قتل کرتا ہوا کمانداروں کو قلم کرتا ہوا مرکب کی باگ لیے
چلا جاتا ہے کہ کسیطرح لندھور تک پہونچوں اوسطرف فرہاد خان ایک ضرب جو بدست
سنبھالے ہوئے مرکب پر سوار پشت بہ پشت لشکر فوج کفار کو دباتا چلا آتا ہے لشکر کفار کا قدم اب
آگے نہیں بڑھتا ہے فرہاد خان نے جسے جو بدست ماری وہ پیوند خاک ہو گیا ایک ایک
وار میں تین تین اور چار چار آدمی جان سے مارے جاتے ہیں جہان فرہاد خان لڑ رہے ہیں
ایک تتق گرد بلند ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو ہے کہ آدمزادوں کے لشکر کو پامال کرتا چلا آتا
ہے کہ یکایک قیوان سپہ سالار ہوا اور آواز دی کہ او بڈھے غضب کیا تو نے کہ تمام
لشکر میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے سیکڑوں کو جان سے مارا الغرض آدمی ہے یا قوم جن سے ہے مگر
کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اس لیے کہ میں دلاور ہوں اور سپہ سالار ہوں لشکر
سمواست تاجدار کا لاضرب بہادری کی فرہاد خان نے جواب دیا کہ تو اپنا حوصلہ نکال لے
ہم اہل اسلام سے ہیں پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہاں اگر خداوند کریم تیرے ضرب سے
بچائیگا تو دیکھا جائیگا قیوان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری آگئی جو تجھے کہتا ہے
کہ تو وار کر میرے ضرب سے بچنا مشکل ہے خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ
کہکر گرز اپنا فرہاد خان کے حوالہ کیا فرہاد خان نے گرز قیوان کا سر جو بدست پر روکا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا قیوان
نے کہ زدم و بیستا کردم بس فورا فرہاد خان نے گرز سے نکلکر آواز دی کہ وار دی
دیکر الہیٹ کردی حریف تیرا یہیں موجود ہوں لے خبردار ہو کہ میں اپنا وار کرتا ہوں قیوان
نے کہا شوق سے وار کر اور گرز اپنا بلند کیا فرہاد خان نے جو بدست گران سنگ
آسمان رنگ کو سر چیست چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر جو وار کیا قیوان نے وار فرہاد
خان کا گرز پر روکا لیکن جو بدست جو گرز پر پڑی ہے ایک تڑاقا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک

پڑے ہین اُسکے بعد لندھور بیہوش ہوگئے فرہاد خان و ارشیون نے لاشون کو تلاش کرنا شروع
کیا اور فرسنگ باپ کو لیکر اپنے لشکر مین آیا جراحون کو طلب کرکے زخمون مین ٹانکے دلوائے مرہم
کی پٹیان چڑہائی گئین وہان فرہاد خان یک ضربی نے لاشین ڈہونڈھ کر اوٹھائین اور [illegible]
یزداد و فرسنگ بن لندھور بعد دفن کرنے لاشہائے لشکر اسلام کے ان پانچون سردارون کے
لاشین ہمراہ لیکر بخدمت صاحبقران عالیشان روانہ ہوگئے انکو راستے مین چھوڑا جاتا ہی اور انکا بیان [illegible]

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ جس وقت سے لندھور غائب ہوگئے تھے ہرکارے اور عیار برائے تلاش روانہ ہوئے تھے [illegible]
روز دوسرے کے اطلاع ملی کہ فرہاد خان یک ضربی و ارشیون بہ یزداد فرسنگ بن لندھور ثانی پانچ لاشین
اپنے ہمراہ لئے آتے ہین لندھور کو عیار چرا کر سموات تاجدار کے ملک مین لے گئے تھے اور [illegible]
کیفیت گذری تھی یعنی سامان قتل لندھور قید توڑ کر لڑنا لندھور کا اور زخمی ہونا پہونچنا [illegible]
قہار حلبی کا اور گذر کرنا ناوک اندازون مین نشانۂ تیر قضا ہونا اسکے بعد پہونچنا آلا کرد [illegible]
دہنسک [illegible] سپاہی کا اور شہید ہونا اوسی صورت سے انکا بھی اسکے بعد [illegible] شد و مد سے آنا [illegible] بن
لندھور ثانی کا اپنے دونون چچاؤن کے ہمراہ اور تباہ کرکے ناوک اندازون کو مارنا او [illegible]
ناوک انداز کو اور بچا کر لانا اپنے باپ کو سب بیان کیا صاحبقران خبر آمد ان لوگون کی سنکر تو بہت خوش
ہوئے لیکن رفیقان امیر و ملکشاہ کی شہادت کا حال سنکر نہایت غمگین ہوئے اور سرداران بیتاب ہوکر [illegible]
کہ ہو چکا ہے مثل اسفندیار گیلانی و ہشام بن مالک و کیاس بن بہرام و فرخ شہسوار وغیرہ کے کہ
یہ ہاتھ سے آفات کے زخمی ہوئے تھے اب رو بصحت ہین براے استقبال فرسنگ بن لندھور
روانہ کیا اسطرف سے یہ سردار چلے اور اوسطرف سے فرہاد خان و ارشیون و فرسنگ
انکے استقبال کو لشکر سے آگے بڑھے راہ مین ملاقات ہوئی آپسمین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے
اور ہمراہ اپنے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے ان سبکو گلے سے لگایا لندھور کو
شفاخانہ سلیمانی مین بھیجدیا اور لاشون پر رفقائے امیر و ملکشاہ کی بہت پہروئے اور فرمایا
انکو دفن کرکے مقبرہ بنوادئے جائین اور نماز جنازہ خود بادشاہ اسلام و امیر ثالث نے مع
جملہ سرداران نامی کے پڑھی اور ان پانچون شہیدون کو دفن کیا حسب الارشاد صاحبقران
مقبرہ طیار کئے گئے ہر قبر پر ایک لوح سنگ مرمر کی نصب کردی گئی اور اوسپر نام صاحب قبر کا کندہ
کرا دیا گیا لیکن عظمیت دیو صورت نے جو دیکھا کہ پھر کمک اسلام کی آگئی اور لندھور ہاتھ سے جاتا
رہا [illegible] کہا مگر اتنا کا زخمی ہی اکیلا ہزارون لاکھون سے لڑا تھا دل مین ڈرا کہ بلا آنکا دلیر بہادر
[illegible] خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ لندھور قابل مقابلہ نہین ہے پس طبل جنگ بجوا کر ان خدا
پرستون سے سمجھ لینا چاہئے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ بجے نقارہ [illegible] اوسیوقت کوس حربی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی بقول شاعر شیرین زبان نقارہ آواز آمد برون * کہ دولت گردون [illegible]
ہرکارون نے خبر لشکر امیر ثالث مین پہونچائی یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام کوس حربی نوازش
مین آیا دونون لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی عالم مین چھوڑا جاتا ہی دیکھئے
اوقت فتح مقابلہ مین کسکی فتح ہوتی ہی اور کسکی شکست لیکن ؛

اب چند کلمے داستان حیرت بیان ملک سمواتیہ کے گذارش کیجاتے ہیں

کہ جسوقت سموات شاہ ہزیمت پاکر طبل بازگشت بجواکر اپنے شہر مین واپس آیا نہایت ملول تھا
لاشین سرداروں کی میدان جنگ سے اوٹھوا کر منگائی تھین دیکھ دیکھکر اونکو روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند
اکوان یہ آپنے کیا کیا کہ میرے ایسے نامی سرداروں کو مجھسے لے لیا اب مین خدا پرستون سے مقابلہ
مین کیا کرونگا وہ لوگ اپنے دل مین خوش ہوتے ہونگے کہ ہمارا خدا ایسا نادیدہ الٰہ ایسا ہی کہ اوس نے
ہماری مدد کی اور ہم اکوان پرستون پر فتحیاب ہوئے لیکن اپنے مدد کرنے کے عوض اور میرے سردارونکو
بھی مجھسے چھین لیا اب یہ لاشین انکے نہ جلنے دونگا جبتک آپ میری مدد نکرینگے یہ کہہ کہکر ملول
تاجدار رو رہا تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے نمودار ہوئے
اور بعد دعا و ثنا کے رسم بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ جانب شہر [illegible] سے جدید روشن تن و شدید
روشن تن ایک ایک لاکھ سوار کے جمعیت سے اسطرف آتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ
اونکو حکم ملا ہی خداوند اکوان تاجدار کا کہ ہمارا بندۂ خاص یعنی سموات شاہ نہایت پریشان ہی ہر
سردارون اسکے اوسکے غرور کیا تھا اونکو ہمنے قتل کرا دیا اب وہ پریشان ہی تم دونون بھائی جاکر
سموات شاہ کی مدد کرو اور نام خدا پرستون کا اس صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ سنتے ہی سموات شاہ
مارے خوشی کے اوچھل پڑا چاہتا تھا کہ گوش نشینان وزیر سے کہا کہ حکم دو کہ سواری تیار ہو یہ دونون
فرستادہ خداوندی ہین مین خود انکے استقبال کو جاؤنگا اوسیوقت حسب الحکم سواری تیار ہوئی اور سموات
شاہ مع ارکین دولت سوار ہوکر برائے استقبال جدید روشن تن روانہ ہوا اودھر اون دونون کو خبر ملی
کہ بادشاہ خود برائے استقبال آتا ہی یہ بھی لشکر سے آگے بڑھے راہ مین ملاقات ہوئی بغلگیر ہوئے
سموات شاہ ان دونون کو ہمراہ لیے ہوئے بعزت تمام داخل شہر ہوا یہ دونون بھائی بھی شہر [illegible] تھے
بادشاہ مین سموات شاہ نے چاہا کہ انکو تخت پر جگہ دی لیکن ان دونون نے انکار کیا اور کہا کہ خداوند
اکوان نے تاج و تخت ہمین بھی عنایت کیا ہی لیکن ہم سپاہیانہ مزاج رکھتے ہین دوسرے ہم اپنے ملک
کے بادشاہ ہین تم اپنے ملک کے فرمانروا ہو یہان تمہین کو تخت پر بیٹھنا چاہئے اور ہم تمہارے
تمہارے سالار لشکر کے مرتبہ پر بیٹھینگے اسلئے خلاف کرنے مین خداوند کی ناراضی ہی یہ
سنکر سموات شاہ خاموش ہو رہا اور کہا کہ اپنی تشریف آوری کی مفصل کیفیت بیان کیجئے کیونکہ
تشریف لانا ہوا اگو ہرکارون نے زبانی اجمال کے ساتھ سنا ہی لیکن آپکی زبان سے سننے کا [illegible]
باقی ہی ان دونون نے بیان کیا کہ ہمین ایک پروانہ [illegible] خداوند کی تختی ایک طائر نے لاکر دیا او
جب پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ از جانب خداوند اکوان تاجدار بجانب جدید روشن تن و شدید
روشن تن اے بندگان سخت واہی تمکو حکم دیا جاتا ہی کہ یہان سے طرف ملک سمواتیہ جاؤ کہ ہمارا
بندۂ خاص سموات شاہ نہایت پریشان ہی سردار اوسکے مارے گئے ہین [illegible]
اور ہمراہ اپنے لو اوسکو بادشاہ لشکر سمجھو اور خود عہدۂ سالاری لشکر کا اختیار کرے بیابان [illegible]
مین جاکر اون بندگان مغضوب کو ہمارے قتل کرو جنکو ہمنے اپنے غضب قدرت سے اٹھا کر دیا
پہلے ہمنے قصد کیا تھا کہ ساحرونکو اور بیابان ہولناک کے باشندونکو روانہ کرین مگر پھر ہمکو یہ
معلوم ہوئی کہ اگر ان اندھون کو ساحرون سے یا بیابان ہولناک کی بلاؤن سے قتل کروا یا دیکھا

ارے بڑا غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے سردار کو اسطرح مارا یہ بات دیکھکر فرسنگ جلدی
سے مرکب پر سوار ہوا اور دست کفار تلواریں کھینچکر آپڑا لڑائی ہونے لگی شور تکبیر و بیزن بلند
ہوا فرسنگ نے بھی تاب نہ لاکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا آدھ میرا شقیوں پر پڑا اور قہرباد خان یکہ
ضرغام نے بھی مرکب جولان کرکے لشکر کفار پر مانند غضب الٰہی کے گرے خوب گھمسان لڑائی ہونے
لگی آن واحد میں خون کی ندیاں بہہ گئیں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہوگئے قریب پانچ ہزار کے
کافر اور دو ہزار مسلمان کام آگئے اب ان کافروں نے لاش تو عفریت کی اوٹھالی اور قصد کیا کہ کل
جائیں کہ ناگاہ ایک طرف بیابان گرد سے برخاست. گرد تیرہ ذخیرہ ذخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
دیا گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ طوفان آیا اور کسکی حمایت کریگا کہ وہ گرد مثل آندھی کے
یہ آئی اور یہ آئی آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گزر مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھر ہر و ہزار انکی تعریف انکو ان کا
کی تحریر کی اور دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہے اور دو گبر ناہنجار رکیبان [illegible] پیٹھ پر بیٹھے ہوئے کہ
صورتیں انکی نہایت مکروہ اور پیچھا انکے عقب میں فوج مثل دریائے زخار کے آتی ہے آن
واحد قیام کرکے اور خبر دریافت کرکے دونوں سرداروں نے گھوڑے اوٹھائے اور سات
لاکھ کی فوج سے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور نعرہ کیا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد فتح شید روئین
تن و شید روئین تن غضب خداوند الوان تاجدار ہیں یہ تعریف کرکے یہ دونوں روئین تن مع
لاکھ سوار سے لشکر اسلام پر گرے تہلکہ برپا ہو گیا جیسی ہولی کھیلنی لگیں قدم اوکھڑنے لگے
مگر یہ تلواریاں و تبر بازار رزم و پیکار کو گرم کئے ہوئے ہیں برابر تیغ زنی کرتے ہیں بہو
گئے بھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دئے ہیں آدھ [illegible] روئین تن [illegible]
روئین تن یہ دونوں سردار لشکر ہفت آسمان تاجدار کے لڑتے ہیں ابتک بھی [illegible] کرتا ہے
کہ فرستادگان الوان تاجدار ہیں اور ان روئین تنوں میں فرق ہے جو آگے ہو کر [illegible] پر
واضح ہو جائیگا غرضکہ عجیب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے ہر طرف خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں سر مانند
حباب آب کے تیرتے پھرتے ہیں دست و پا کٹے ہوئے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے
سم گھوڑوں کے خون میں غرق ہیں کافروں کا خون نجس مسلمانوں کے خون صالح میں شامل
ہو کر رنگ بیگانگی دکھا رہا ہے باپ کو بیٹے کی خبر نہیں بیٹا باپ سے جدا ہے بھائی بھائی کی مدد سے
غافل ہے عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہے سوار قتل ہو گئے ہیں اونکے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے
ہیں زخمی پامال ہو رہے ہیں بلکہ بہت سے نشانوں سے خون سے افشانی ہو رہے ہیں میدان جنگ میں
ملطف قوت و دل حاصل ہے ہر بہادر اپنے خون سے رنگ کھیل رہا ہے پچکاریاں لہو کی چھوٹ رہی ہیں
عبیر و گلال خون کا ہے آسمان پر شفق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خون اس فلک کج رفتار کا دامنگیر
ہوا ہے کیونکہ گردش میں ہزارہا بندگان خدا جان بحق تسلیم ہوتے ہیں انکا خون ناحق ہوا
[illegible] کسکی گردن پر ہو سکتا ہے دلاوروں کو روز عید [illegible] ہے چہروں پر خون کے دھاروں کے
سہرے بندھے ہوئے ہیں پوشاک سرخ پہنے ہوئے دولہا بن بن کر عروس مرگ سے وصال حاصل
کر رہے ہیں ایک طرف کو قہرباد خان یکہ ضرغام نے فیل کو علیحدہ کر [illegible]
لیا ہے کیونکہ جنگ مغلوبہ میں فیل کی سواری کا کوئی موقع نہیں ہے [illegible] سمت اسکے [illegible]

جیس کا فرپر ہاتھ مارا سر اک سپ و مرکب چو پیدا خاک کر دیا یہی سبب ہی جو لقب اسکا یک ضربی ہی کہ اوسکی ایک ہی ضرب
کام دشمن کا تمام کر دیتی ہی دوسرے وار کی نوبت نہین آنے پاتی ہی اوسطرف ارشیون پیرزاد تیر ہاتھ مین لیے ہوئے
مفتاح حیات کفار کی قلم کرتا پھرتا ہی پشت حسرت باغیون کی پامال ہی سوا ئمر تیغ موت کے کچھ ہاتھ نہین آتا ہی
چہرہ کفار کی دہشت سے مثل برگ خزان دیدہ کے زرد ہو رہے ہین یا سر جسم سے مثل ثمر پختہ کے گر رہے ہین ایک
جانب سنگ بن لندھور ثانی مانند ببر شیر کے حملے کر رہا ہی جسے گرز مارا پیرا لگا ہو گیا اوسکی زبان اجل
ہوا اور اوسنے تلخ موت چکھا گویا یہی تینون بہادر لشکر کو روکے ہوئے ہین ورنہ ابتک قدم لشکر اسلام کے اوکھڑ
جاتے مرکبون کی انکے یہ حالت ہی جیسے دریا کے امواج مین کشتی جاتی ہی اہل لشکر شیر دلان
کے خیال سے جا بجا لڑ رہے ہوئے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہر چند کہ سات لاکھ کی فوج کا
ریلا ان مین لاکھ جوانون سے کیونکر رکے مگر قدم گاڑے ہوئے داد مردی و مردانگی دے رہے ہیں
یہی لقب پکار پکار کہہ رہے ہین کہ یاران اسے بہادر یہی روز نام و ننگ ہی قدم پیچھے نہ ہٹے
کہ یہ شیوہ نامردی ہی شان مردانگی کے خلاف ہی تلوار سینہ پر پڑے مگر ایک دم نہ بچے پیٹھ پر سے آگے
سینہ نشانہ ہی گرز دیکھکر گردن نہ جھکے کمان کے ہوت سے گوشہ نہ ڈھونڈے تیر کے سنسنانے سے
دل نہ سہمے میدان جنگ مین آکر مرنا ہر طرح ضروری ہی ذلیل ہو کر مرنا بہتر نہین اگر قسمت سے
فتح حاصل ہو لی تو دفتر مین غازیون کے نام لکھ گیا اگر مارے گئے تو شہید کہلائے یہ باتین
اور ولولے جتاتے ہین گھٹی ہوئی قوت کو بڑہاتے ہین جوانان لشکر سینہ سپر ہو کے سامنے
دیتے ہین لیکن جو نامرد دل ہین انکو کب جرات آتی ہی سر جھکا وہین جان بچانے کی فکر ہی بقول
شخصے کہ مارتے سے بچے اور بھاگتے کے آگے دشمن کو للکار رہے ہین کہ لینا مار لینا
جانے نہ پائے مگر آپ آگے نہین بڑھتے اپنی کمک کے واسطے سب کو پکارتے ہین آپ کسی کی مدد کو
قدم آگے نہین بڑہاتے کہ کون پکارا ہے کو آفت مین پھنسائے آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ جسوقت کنارہ لشکر تک پہونچ جاتے ہین کبھی اس صفت سے پیچھے بھی اوسی قول
کے عقب مین دور سے تیر اندازی کر رہے ہین مگر تیر مارا اور جلدی سے پیچھے کہ ایسا نہو
کوئی دشمن دیکھ لے اور نشانہ تیر قضا بنائے مگر یہان سرداران لشکر کفار جو بہادر ہین یا
کسی قسم کا اطمینان ہی مثل مغفور روئین تن اور مغفور روئین تن کے یا جدید روئین تن اور
شدید روئین تن کہ یہ فرستادہ الوان ہین سمجھتے ہین کہ ہماری موت خداوند الوان نے پیدا ہی
نے خلق ہی نہین کی بلکہ پہلوان خدا پرستون کا تا ابد لموت قرار دیکر بھیجا ہی لشکر مین ڈوبے
ہوئے تلوارین مارتے چلے جاتے ہین جسکے تلوار آن پڑتی ہی پٹ ہو جاتی ہی جسم پیر جرکا بھی
نہین آتا انکی تلوار جسپر پڑتی ہی دو حصہ ہوتا ہی بچ نہین سکتا ہی یہ دونون روئین تن ساختہ
ہین لقمان ثانی کے کہ انھون نے اوسمین انکو ڈھالا ہی کہ آہنی بدن بنایا ہی اور پھر دوا مین
ملا کر آواز انکی اسقدر بڑھا دی ہی کہ جب یہ نعرہ کرتے ہین گھوڑے بھڑکنے لگتے ہین پیچھے سوار
اوپر گھوڑا ہو جاتا ہی اگر کوئی ایسا سوار ہی کہ اوسنے گھوڑے کو سنبھالا اور وار بھی کیا
تو جسم پر اونکے حربہ کارگر نہین ہوتا ہی انجام کار ہاتھ سے ان سخت جانون کے مارا جاتا ہی
یہ دونون بڑے ولولے سے لڑتے ہوئے بڑھے جاتے ہین اور اوسطرف سے فرہاد خان
یک ضربی اور ارشیون پیرزاد صفون کو شکستہ کرتے چلے آتے ہین راہ مین جدید روئین تن

لڑنے مرنے سے کام ہے تو ہی آ اگر خداوند کریم نے فتح دی اور زندگی کا بیڑا ہے یا تخت خالی کیا
تو تیرے لیے اوس سے سمجھوں گا لا ضرب بہادری کے کر دیر ہوئی شدید روئین تن نے
کہ انجام تیرا ابھی قتل اونہیں دونوں کے ہوتے ڈالا ہے چلے تو وار کرکے اپنا حوصلہ نکال لے
تاکہ یہ حسرت تیرے دل میں نہ رہ جائے ارشیون نے جواب دیا کہ ہمارا دستور پہلے دستی نہیں ہے
جب خداوند کریم تیرے ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا لا ضرب بہادری کی دیر نگرید
سنتا تھا کہ شدید روئین تن نے خبردار خبردار کہکر تلوار ماری ارشیون بیچارے نے سپر کو اوٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو شدید روئین تن کی سر پر پڑتی ہے چار انگل سپر کو کاٹا ارشیون نے جلدی
کہ تلوار شدید کی ٹوٹی اوس نے جھلا کر وہ ہی ٹکڑا جو اسکا ہاتھ میں تھا قبضہ سمیت ارشیون پر کھینچ مارا ارشیون
نے وار اسکا خالی دیا اور تبر بیشہ شدید پر مارا آس نے سر آگے بڑھا دیا تبر جو سر پر پڑا تو یہ معلوم
ہوا کہ سنگ خارا پر پڑا اسر سے شدید کے اوچٹ کر گردن مرکب پر آیا گردن گھوڑے کی قلم ہوئی
شدید کود کر گھوڑے سے علیحدہ ہو جا رہا کہ مرکب ارشیون کو بھی بے کر دوں ارشیون نے حملہ
خالی کیا اور چاہا کہ شدید روئین تن سے لپٹ پڑوں اس نے دیکھا کہ اب میں اس خداپرست کا کچھ نہ
کرسکونگا ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاوں پس یہ بھاگا اور ارشیون نے اسکا تعاقب کیا لیکن قضا کے
کا اتفاقات روزگار پاؤں ارشیون کا موتخانہ میں جاتا رہا اور ارشیون پر پڑا گر اگرتے ہی ارشیون
شدید روئین تن پلٹ پڑا اور تلوار دوسری کاٹھی سے کھینچ کر سر پر ارشیون کے لگائی کہ سر زخمی ہوا ارشیون
اوسے زخمداری میں ہاتھ شدید کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ تو تو زخمی ہو ہی چکا ہے اسے کیوں چھوڑوں اور اوٹھا کر
زمین پر مارا اودھر ارشیون نے چاہا کہ مشکیں اسکی باندھ لوں کہ یہ حال شدید روئین تن دیکھ رہا
تھا مرکب کو جولان کیا اور آ کر آواز دی کہ یا غلام خداپرست غضب کیا تو نے کہ اس حالت زخمداری میں
شدید روئین تن سے بہادر کو باندھ لینے کا قصد کیا ہے اودھر تو یہ ملعون چلا آتا ہے آ اف
ارشیون کو یہ کوشش ہے کہ کسی طرح اس ملعون کو گرفتار کرکے خدمت صاحبقران میں روانہ کردوں
پھر اس سے مقابلہ کروں لیکن کام ناتمام رہا ہنوز مشکیں اسکی اچھی طرح نہیں بندھیں تھیں کہ سید
روئین تن آ پہنچا اور تلوار سر پر ارشیون کے لگائی کہ زخم سر چیر پاڑ ہو گیا یہ حال دیکھ لشکر
اسلام یورش کرکے ارشیون کو تو اوٹھا لے گئے کہ شدید روئین تن کہ سیند میں اوچھا پڑا رہ گیا
سید روئین تن نے جلدی سے اسکو اٹھا کر مرکب دیا کہ یہ ملعون پھر سوار ہوا اور لڑنے لگا
لیکن لشکر اسلام سرداروں کے زخمی ہونے سے بد دل ہو گیا ہے مگر قدم جمائے ہوئے لڑ رہا ہے
لیکن یہ دونوں روئین تن قیامت کر رہے ہیں ہو جو چھوٹے ہوئے طرف تخت بادشاہ اسلام
کے بڑھ رہے ہیں مسلمان جانیں لڑائے ہوئے سینہ سپر کھڑے ہیں لیکن تلوار تو اونکے جسم پر اثر
ہی نہیں کرتی کریں تو کیا کریں آنکا وار بیکار جاتا ہے دشمن کا وار کارگر ہوتا ہے علاوہ ہر دو روئین تن
ہونے کے یہ دونوں زبردست بھی ہیں اسلیے سوا آدمیوں سے آگے گھوڑے بڑھتے ہیں
اودھر سہوا اسشاہ چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ اے مغضب خداوند الوان یہاں آج ان مسلمانوں کا خاتمہ
کر دو۔ کوئی انہیں سے بچنے نہ پائے لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہے کفار کا یہ جوش ہے سات لاکھ
سواروں کا ریلا ہے اودھر کل تین لاکھ آدمی جن میں بہت سے قتل بھی ہو گئے بہت کچھ لوگ حفاظت
خیموں اور تمبیوں کی کر رہے ہیں کچھ فوج بابیا کی حفاظت کر رہی ہیں کوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی لڑ رہا ہے

ہمراہان چاروں سرداروں کے یہاں آیا تھا بختیارک ثانی مثل بختیارک
اول کے نہایت ہوشیار و زیرک ہے بلکہ وجہ تسمیہ بھی اسکی یہی ہے کہ اسکی حرکتیں
شیطان لقا سے مشابہ پاکر بادشاہ نے اسکو بختیارک کا خطاب عطا فرمایا
ورنہ نام اصلی اسکا کچھ اور تھا بختیارک نے یہی صلاح دی کہ اب طبل
بازگشت بجوا دیجئے کل دیکھا جائیگا۔ سمواتشاہ نے پکار کر کہا کہ اے غضنفر
[illegible] نبرد آزما آن میں طبل بازگشت بجواتا ہوں بس اب آج کی شب آرام سے بسر
کیجئے کل دیکھا جائے گا۔ یہ کہکر حکم طبل بازگشت کا دیا دونوں لشکروں نے
حسب قاعدہ جنگ سے ہاتھ کھینچا اور علیحدہ ہوکر اپنے اپنے آرامگاہ کی جانب
متوجہ ہوئے ادھر سمواتشاہ تاجدار اپنے بارگاہ میں داخل ہوا سردار
اپنے اپنے خیموں میں گئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا سپاہیوں نے
کمریں کھولیں آج بسبب تھکے ہوئے ہونے کے سمواتشاہ نے بھی دربار نہیں
کیا اور جاکر بستر مرگ پر قیام کیا یہاں اہل اسلام اپنے فرودگاہ پر آئے
بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوئے اسفندیار خان زرانجا یادی و سہیل
ششتری حصاری ایک ایک پایہ تخت کا پکڑے ہوئے ساتھ آئے [illegible]
بادشاہ داخل آرامگاہ ہوئے یہ دونوں اپنے اپنے خیمہ کی طرف واپس گئے
یہ آکر مصروف خواب ہوگئے تھے اوسیوقت سے انکے ملازموں نے مطلب سمجھکر باہر
کے خیمہ نصب کر دیئے تھے غرضکہ ان لوگوں نے بھی بستر راحت پر قرار لیا
[illegible] بیضری و ارشیون پہزاد و قرشاب بن لندھور شفاخانہ
شاہی میں داخل کئے گئے علاج انکا ہونے لگا جب دوسرا روز ہوا اور بادشاہ اسلام
آکر بارگاہ گوہر بار میں تخت حکومت پر جلوہ افگن ہوئے صاحبقران عالیشان ڈنگل
صاحبقرانی پر بیٹھے اور سردار آ آکر اپنے ڈنگل پر متمکن ہوئے سہیل خان
ششتری حصاری و اسفندیار خان زرانجا یادی بھی حاضر دربار ہوکے آداب
شاہی بجالانے کے بعد اپنے مرتبہ کے موافق ڈنگلوں پر متمکن ہوئے بادشاہ اسلام نے انکی
جانفشانی پر مرحبا کی اور فرمایا کہ اب تمہارا سن اس قابل نہیں ہے کہ تم میدان
جنگ میں تیغ زنی کرو مگر وقت ایسا ہی آپڑا تھا کہ ہمکو سب یہی بتلاتے ہیں کہ ایک
طفل صغیر سے بدتر ہیں دشمن کو دیکھ ہی نہیں سکتے تو لڑینگے کیونکر یہی سبب تھا کہ تم لوگوں
کو پروانے بھیجکر یہ تکلیف دی اور تم بھی بروقت پہنچے پروانہ کے آن پہونچے خداوند
اسکا اجر عنایت کرے ان دونوں نے دست بستہ عرض کیا کہ نمک خوار تو ہوتے
ہی اس دن کے لئے ہیں اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ حضور کے حق نمک کچھ
ادا ہو جاویں اور ان قدموں پر نثار ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہیں ہر بلا سے
بچائے اور عمروں کو تمہاری دراز کرے لیکن شہزادگان بن عمر قریب صاحبقران
کے آیا اور اس نے عرض کی کہ اے شہریار با اقبال آخر یہ کیا بلا ہے کہ جس میں
آپ مبتلا ہوگئے اور تمام لشکر سرداروں سمیت اندھا ہوگیا کب تک اسی حالت میں

تمامی سے منڈھے گئے ہیں قندیلوں میں بادلے کی جھالریں لگائی گئی ہیں بختیارک ثانی
کس خوبی سے انتظام کر رہا ہے ایک روز میں اتنے بڑے لشکر میں یہ سامان کرنا اور
صحرا میں جہاں اپنا گھر بھی نہیں ہے کہ ہر چیز مہیا ہو سکے تو بختیارک ثانی نے تنہا
مدبرانہ دن بھر میں اس نے کل انتظام کر لیا شام ہو لی ہے ہر طرف روشنی ہونے لگی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام لشکر میں آگ لگی ہوئی ہے روشنی اس کثرت سے تھی
کہ عکس اوس کا روے فلک پر رنگ شفق کا سا پیدا کر رہا تھا اور زمین پر آگ فرش
نورانی بچھا ہوا تھا درختوں کے سبز پتوں میں سرخ قندیلیں دور سے انار کی
سے پھلے ہوئے درخت کا سماں دکھا رہی ہیں بادلے کی جھالر جھلملی دل پر بجلیاں گرا رہی
تھی تاشے خیموں کے مثل ماہتاب کے چمک رہے تھے روشنی انجم کی محسوس ہونے
لگی تھی ہر گلی کوچے میں کھیر و پیپے بھر رہے تھے کوئی لنگور بنا ہوا چمک رہا تھا کوئی رام دھن کا
کار بن پھرتے ہوئے ایک ایک انسان میں مرد و عورت دونوں جوڑے دکھا رہا تھا
کسی جگہ نٹنیاں ناچ رہی تھیں تماشائیوں کا ہجوم تھا بازار میں لوگ آ جا رہے تھے کسی
پر بیٹھے گا لیسیاں سن رہے تھے کسی طرف سوانگوں کے تخت آراستہ ہو کے
لائین ہوئی تھیں کوئی چھچھوندر نکل رہا تھا کوئی جلتا ہوا گیند اڑ گل نکل رہا تھا کسی جگہ
زبان پر تکلے سوزن کر کے پھر کھینچتا تھا کہ خون نہیں دیا جسم سے حس ہوا تک نہ کھال
میں چھری گھونپ لی اور پیٹ سے لیجیر تک نشان زخم ظاہر نہ ہوا - ان لوگوں کو بھی انعام
مل رہے ہیں کسی مقام پر مداری تماشے کر رہے ہیں ساقیوں اور منجوقوں
کے تخت برابر لگے ہوئے ہیں یہ سپاہیوں کا ہجوم ہے دم بدم بہ رہے ہیں پان پہ پان
کھائے جا رہے ہیں لشکر کی تو یہ حالت ہے اور بارگاہ مطلا میں سرداران
کا جلسہ ہی بالکل ناچ رہے ہیں یہ پرستان کا سماں ہے وہ بارگاہ کی آراستگی اور
وہ روشنی کہ بے قیمت بارگاہ کے شہ ستونیان جو رنگ کا ہو رہی تھی جابجا سقف پر طلائی کام
بنا ہوا ہے گنگا جمنی قالین کا رنگ برنگی بچھا ہوا اور پھر سرداروں کا جلسہ پہلو میں
بادشاہ کے چار پہر میں [illegible] ان کے بعد دو رویہ اور سردار
اپنے اپنے رتبہ کے موافق مکلف بیٹھے ہوئے سامنے رقاصان ماہ
طلعت پری صورت زیور جواہر میں غرق باری باری مجرے ہو رہے ہیں نگاہیں ہر ادا
سے لڑ رہی ہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں سب کچھ باتیں ہو جاتی ہیں بختیارک ثانی بھی
سب کی خاطر تواضع میں سرگرم ہے کبھی اندر بارگاہ کے آتا ہے کبھی باہر جاتا ہے اسی آمد و رفت
میں ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بہل گاڑی چلی آتی ہے اور اس پر دو عورتیں سوار ہیں ایک
کے بال مہندی سے رنگے ہوئے صوفیانہ لباس پہنے ہوئے طبلہ سارنگی وغیرہ
رکھا ہوا ایک اور مرد بھی ساتھ بیٹھا ہوا اس وضع سے کہ سر پر پگڑی بندھی ہوئی
داڑھی چڑھی ہوئی تنبورہ ہاتھ میں بیچ میں ایک پری تمثال بارہ چودہ برس کے
سن کی ایک معشوقہ بیٹھے ہوئے تھی ہے بقول شاعر ؎

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی لٹیرے دار رنڈی ہے جلسے کی خبر سنکر آگئی ہے ابھی تک رسائی
نہین ہوئی بختیارک نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ بغیر اپنا مقصد حاصل کئے ہوئے یہ چلی گئی
تو بدنام کرینگی اسے دریافت کرکے نام لیا چاہئے تاکہ رخصت کرنے کے
وقت اسے بھی کچھ دیدیا جائے اس خیال سے آگے بڑھے اور پوچھا کہ خواص سے
کہ نام اسکا کیا ہے۔ اوس نے جھپٹ کر قریب لا بٹھایا اور آکر کہ نائکہ سے پوچھا کہ بائی جی
تم کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو نام تمہارا کیا ہے۔ اوس نے پلٹ کر دیکھا اور رسا
کہ سکیان ہین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون نام میرا خفقان بائی ہے اس جلسہ کی خبر سنکر
مین بھی اوس جلسے مین چلی آئی ہون خواص سنکر بہت ہنسا اور آکر بختیارک سے کہا کہ وہ تو بڑی دل لگی
باز عورت ہے نام اپنا خفقان بائی بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون۔
بختیارک نے کہا کہ اوس نے مجھکو بیوقوف بنایا مین آپ پوچھے لیتا ہون یہ کہکر
آپ بڑھا اور کہا کہ بائی جی ٹھیک ٹھیک اپنا نام و نشان بتلاؤ اوس نے یہ
بھی کہا کہ حضور مین کیا آپ سے مذاق تھوڑے کرتی ہون میرا یہی نام ہے جو حضور سے عرض کیا
آپکا نام سنکے چلی آئی ہون لیکن اس نائکہ نے جو دیکھا کہ نگاہین انکی نوچی کی طرف
[illegible] پڑ رہی ہین کہا قربان جاؤن کیا سرکار مین عورتون کو آپ ہی پہچانتے
ہین بختیارک نے کہا کہ بائی جی ذرا سمجھ کر بات کرو ہم تو سنتے تھے کہ انکی زندیان
بہت تمیزدار ہوتی تھین قیافہ شناس ہوتی تھین تم کیسی ہو کہ شریف اور رئیس کو
نہین پہچانتین اوس نے کہا کہ واری ایک تو مین خفقانی عورت ہون دوسرے
سمجھ قدرت آپ کی ایسی ہے کہ کیا کہون میرا اسکے علاوہ اب تو شریفون نے
بھی اس پیشہ کو جائز کر لیا ہے اور اس سلسلے سے سرکارون مین ترقیان
کرلیتے ہین عہدہ پاتے ہین مین نے کسی طرح قصور کیا۔ اچھا اگر حکم ہو تو مین چلی
دیکھیے مین اور ذریعہ رسائی کا پیدا کرون کی اور آپ سے تو مین نے اس لیئے
پوچھا تھا کہ اگر ارباب نشاط کا انتظام حضور ہی کے ہاتھ مین ہے تو ہمارا مجرا ابھی سنو
دیجئے آپ خدانخواستہ آپکے دشمن ایسے ہون ہم ایسی نچوین دور پار سات سمندر درمیان بختیارک
نوچی پر اوسکی دل سے فدا ہو چکا ہے سرد گرم سب سن رہا ہے نائکہ بھی آفت کی ہے
کہ جرات بھی والی ہے۔ اور ایک ہی چٹکی مین سرد کو ٹھنڈا کر لیتی ہے اوسپر وہ چھوکری
ٹھنک ٹھنک کر کہ رہی ہے کہ یہ لوگ ہمین تو شیدائی ہے یا [illegible] ذات کے کہتی ہین کہ لیون کی دو ہی [illegible]
[illegible] بنا یا ہے کہ چراغ مین بتی پڑی اور رات [illegible] تخت چڑھی ایسی ہی نیند ہی کیا کھائیگی
اور کیا کھلائے گی کیا یار کے پہلو مین جائے گی جھپ سے منہ پھیرے گی یا تو کوئی ایک [illegible]
[illegible] دوسرے کی طرف بلائے گا نہین یا کوئی بگڑے دل ہوا تو لاتین مار کر سیدھا کر دیگا یہ سنکر
بختیارک نے کہا کہ تم بڑی زبان دراز و بدمزاج معلوم ہوتی ہو کہ ابھی سے یہ عورت اتنی
کم سن ہو کر مردون سے آنکھ لڑاتی ہین اوس سے ایسی ایسی باتین کرتی ہو اوسکے کہنا
کہ سیان آنکھ ہی لڑتین ہوجائیگی بختیارک نے کہا کہ تمہین شرم نے کا تکھانا بتا دیتے
ہین موقع اور محل سے تمہارا مجرا ابھی سنوا دیا جائے گا یہ کہکر خواص سے کہا کہ

اسے ہمارے خیمہ میں لیے چلو ہم آتے ہیں خواص نے لیجا کر خفقان بانی کو ایک
خیمہ میں اوتارا اور بختیارک ثانی نے جلسہ میں جاکر کہا کہ کھانا تیار ہے
دسترخوان آراستہ ہو چکا ہے۔ سمواتت شاہ نے رقص کی موقوفی کا حکم دیا
اور سب جلیس یکین تن و شہریار و ملکہ تن اوٹھکر روانہ ہوا دوسرے خیمہ میں
پہنچ کر دیکھا تو دسترخوان بچھا ہوا ہے۔ کھانے انواع و اقسام کے چنے ہوئے ہیں
چونکہ بادشاہ کے ہمنشین تھے وہ ساتھ بادشاہ کے بیٹھے کھانا کھایا اور مصاحب
دوسرے خیموں میں اوسط درجہ کے لوگ بیٹھے تیسرے طبقہ کے لوگ
اور اور خیموں میں بیٹھے ہر شخص کی حیثیت کے موافق خیمہ تھا۔ کھانا عام طور سے اہل
لشکر پر تقسیم ہوا۔ غرضکہ جب کھانے سے فرصت ہو چکی تو پھر جلسہ جما سردار
آکر سب بادشاہ اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے ناچ شروع ہوا ساقی کی
طلب ہوئی اوس وقت بختیارک ثانی نے دستبستہ عرض کی ہے کہ
جہان پناہ اگر ارشاد ہو تو اس کام کو بھی میں ہی انجام دوں میرے خیمہ میں
اک ڈیرے دار کنچنی آئی ہوئی ہے کہ ایسی عورتیں حسین اور نازنین کم پیدا ہوتی
ہیں اور نہایت شوخ و چالاک معلوم ہوتی ہے مجرا بھی کرتی ہے۔ اگر فرمایئے تو
اوسے حاضر کروں کہ ناچے بھی جائے اور ساقی گری بھی کرتی جائے بادشاہ
نے کہا کہ پھر اس سے بہتر کیا ہے بختیارک وہاں سے اپنے خیمہ میں آیا
اور خفقان بانی سے کہا کہ اپنے کو کہ پشواز پہنیں اور گھنگرو باندھیں سرکار
میں طلب ہے اور یہاں یہ تو بتلاؤ کہ ساقی گری بھی یہ جانتی ہیں یا نہیں خفقان
بانی نے کہا کہ جی ہاں سب کچھ اسے میں نے بتلایا ہے۔ مگر اپنے مرشد کے
دستور کے موافق ایسا ہوتا ہے۔ آپ کے سامنے اسی مقام پر ساقی گری
کرتی ہے آپ ہر بات پر نظر رکھیے جو باتیں نامناسب اور رسم و رواج کے موافق
نہوں اونہیں سمجھتے رہیئے گا اور جو باتیں خلاف ہوں اون کو دور کر کے طریقہ اوس کا
تعلیم کر دیجیئے گا یہ ابھی ذہین ہے ابھی سب کچھ سیکھ لے گی بختیارک نے کہا بہتر
پہلا جام اپنے ہاتھ سے کھینچ کر میں پیوں گا غرضکہ یہ نازنین سر سے گلین مسند کر شیوہ ناز
اوٹھی اور پشواز پہنی گھنگرو باندھے جام صراحی سے لبریز کیا اور اشعار عشقیہ آمیز
گانے اور ناچتے ہوئے جام بہ سرور لائی کہ پہلے بختیارک اوسکی اداؤں پر لیپا جاتا ہے مرا
جاتا ہے۔ دل میں کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا غضب کیا کہ بادشاہ سے اس کا ذکر کر دیا
کہیں ایسا نہو کہ بادشاہ کی نگاہ بھی اسکی طرف ہو جائے تو بڑا ہی غضب ہو جائیگا
یہ سوچکر دل میں پشیمان بھی ہوتا ہے خفقان بانی سے پوچھتا ہے کہ تمہارا شہر
کہاں ہے اور کس قدر فاصلہ یہاں سے ہے خفقان نے کہا اشکتور شہر بہت قریب اور
نہایت دور بھی ہے خداوند اکو اوس کے دیدار کی بہت بڑی خدائی ہے اوس نے ایک
ظاہر کر دنیا پیدا کی ہے۔ اور ایک باطن دنیا پیدا کی ہے شہر اوس سے ایسا ہی
ایسا ہوا ہے کہ کسی کو نظر نہیں آتا ہے باشندگان دنیا سے باتیں جب کرتی ہے تو دور کر دیتے ہیں

یہ کلام سنکے نازنین نے کہا لیجیے اور دوسرا جام بھر کر پھر دیا بختیارک نے متواتر جو کئی جام پیئے بیہوشی سے
فا پچھاڑا چھینک آئی اور چیخ مار کر زمین پر گرا بیہوش ہوا خفقان بانی اپنے مقام سے اوٹھی چاہا کہ خنجر کھینچکر اسے
قتل کرون کہ یکایک پشت خیمہ کیطرف سے ایک آواز آئی کہ واہ مرشد زادہ اپنے ہاتھوں بنا بنایا کام بگاڑے دیتے ہو خنجر اپنا
ہی میں رکھو خفقان بانی بیٹھا ہوا تھا پلٹ کر دیکھنے لگا کہ یہہ کون شخص ہے اتنے مین قران ثانی نے اپنا نام بتایا اور اندر
خیمہ کے آکر عرض کی کہ اسے گرفتار رکھیے اور مین اسکی شکل بنکر آپکو ساتھ لیے چلتا ہون بادشاہ کے سامنے آپ چھوکری
سے جو کہ دلربا بانی بنا ہوا ہے مجرا کرایے وہان ہی محفل آراستہ کیجیے اور ساقی گری کرکے سبکو بیہوش کیجیے مال و
اسباب لوٹیے حضور انکو رائے قران ثانی کی پسند آئی غرضکہ قران ثانی نے جلدی سے رنگ و روغن [illegible]
چہرے پر لگا کر صورت اپنی بختیارک کی ایسی بنائی اور کپڑے اوسکے پہنکر خفقان بانی کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ
سموات شاہ ہوا یہان تو انتظار ہی تھا سموات شاہ نے کہا کہ بڑی دیر کی بختیارک نے چپکے سے کہا کہ حضور وہ
یہان آنے پر راضی نہ تھی کہتی تھی کہ مین صرف بادشاہ کے سامنے تخلیے مین مجرا کرونگی محفل مین بیٹھکر گاؤنگی سموات
تاجدار نے کہا کہ یہہ بھی نئی کہی بھلا طوائف کو ایسے کہان اوسکا تو پیشہ ہی ہے بلکہ جسقدر زیادہ آدمی ہون اوسیقدر اچھا
کہ زیادہ نفع کی امید ہوتی ہے بختیارک نے عرض کی کہ حضور یہہ طوائف پیشہ نہین ہے اسکی حکایت کو اسی کی زبان سے
سنیے عجیب واقعہ اس عورت کا ہے وہ اس دنیا کی رہنے والی نہین ہے سموات شاہ نے کہا ہان اور تعجب ہے اچھا کہو
اس سے کہ حال اپنا بیان کرے بختیارک معشوق نے پکار کر کہا کہ بی خفقان بانی اپنا مفصل حال جو کہ مجھسے خیمہ مین بیان
کیا تھا سب بادشاہ کے سامنے بیان کرو بادشاہ تمہاری بہت عزت کرینگے خفقان بانی نے کہا کہ آپ بھی اگرچہ کہنے کو
وزیر شاہ ہین لیکن بڑی اچھی طبیعت کے آدمی معلوم ہوئے ہین دوست سمجھا آپکی شفقت و عنایت دیکھکر اپنا ایک راز
آپسے بیان کیا آپ رسوائے عالم کرنا چاہتے ہین بختیارک نے کہا کہ یہہ ساری صحبت ہے بادشاہ اور یہی خداوند کے
ماننے والے ہین جسنے تمہین دنیائے باطن مین پیدا کیا اور اب دنیائے ظاہر مین بھیجا ہے یہہ سب واقعہ
تمہارا سنکر تمہاری بہت عزت کرینگے مرتبہ تمہارا زیادہ ہوگا کوئی شخص نظر بد سے تمہاری لڑکی کیطرف نہ دیکھیگا کہ تم
منسوب بخداوند ہو لیکن اسکو خداوند کے نامزد کر چکی ہو جب بختیارک نے بہت اصرار کیا تو خفقان بانی نے
وہی قصہ دوہرایا کہ میری نیت تھی کہ اس لڑکی کو نذر خداوند کرون یہہ ارادہ اونکے خلاف گذرا اور یہہ سزا
یہہ مقرر ہوئی کہ اب یہہ لڑکی ہر شخص کے پاس جا سکتی ہے جس قدر عزت ہمین ملنا چاہیئے تھی اوس سے زیادہ
ذلت کا سامنا ہوا لیکن ابھی مہینہ بھر باقی ہے اسکے بعد مین اپنے ملک خفقانیہ مین جو کہ دنیائے
باطن کا شہر ہے پلٹ جاؤنگی اور یہہ میری خداوند اکوان تاجدار قبول فرمائینگے یہہ سنکر سموات
شاہ نے کہا کہ مجھے بھی یہہ نیا نام سنکر کہ اس دنیا مین نہین ہوتا ہے تعجب ہوا تھا کہ خفقان بانی بھی
نام ہے مگر معلوم ہوا کہ نئی دنیا مین نئے نام بھی ہونا ضرور ہے [illegible] وزیر تن و [illegible]
وزیر تن نے جو یہہ واقعہ سنا وجد مین آگئے اور کہنے لگے کہ کتنی بڑی خدائی ہے ہمارے خداوند
کی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہے دیکھیے آجتک کبھی ملک خفقانیہ کا نام بھی سنا تھا سموات
شاہ نے خفقان بانی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہہ خوش نصیبی ہملوگون کی کہ تم ایسی منسوبۂ خداوند
کی زیارت سے مشرف ہوئے تمہارا گانا سننا اور ناچ دیکھنا کوئی امر ثواب سے خالی نہین ہے
اور جام تمہارے ہاتھ کا ساغر کوثر ہے لہذا آج ساقی گری کا انتظام بھی تمہارے سپرد ہے
لیکن پہلے گانا گاؤ یہہ سنکر خفقان بانی نے عرض کی کہ بہت خوب اور چھوکری کیطرف اشارہ
کیا وہ عجیب انداز سے سامنے آکر بیٹھی کہ دیکھنے والون کے دل بیٹھنے لگے [illegible]

کیجیا گی تو اس وقت کی صحبت کو شبہ ہو لیتا اور وہان بھی ہمکو جام کوثر سے سیراب کرنا اور اگر ہم تمکو خداوند سے طلب کرین تو تم انکار نکرنا اس جملہ پر یہہ نازنین اس طرح شرمائی کہ اُسکا تیر جگر دوز سموات شاہ کے سینے سے گذر گیا بے اختیار آہ سوزیدہ نکل گئی اُ کوئی جواب نہ دیا تھا لیکن خفقتان بانی نے کہا قربان جاؤن وہ وقت تو آنے دیجئے کہ یہہ ہی خداوند کی خدمت مین پہونچین اور خداوند حضور کو بھی طلب کرین بھلا آپ اپنے شاہ دشتہ پایہ کیسے ملتے ہین یہہ انکی خوشش نصیبی ہے کہ آپکی نظر انتخاب ہوئی بھلا یہہ وہان آپ سے کیا انکار کرینگی یہان تو شرم کر نہین سکتی یہہ سنکر سموات شاہ اور بھی بیتاب ہو گیا ان فقرات نے سیماب دل پر آتش کا کام کیا لیکن دلربا بانی نے یہہ غزل شروع کی

غزل

ہوا کل تک ہمسے کہتے تھے کہ مصروف فغان کیون ہو — یہہ ہم آج اونسے پوچھینگے کہ چپ اے مہربان کیون ہو
کسی پر اے جنون عشق ساز دل عیان کیون ہو — طبیعت پر نہو قابو تو کہنے مین زبان کیون ہو
محبت کیلئے لازم ہوئی ہے بدگمانی بھی — جو اطمینان ہو جائے تو جھگڑا درمیان کیون ہو
رہے ہین یا بھلے اپنے لیئے ہین تمسے کیا مطلب — تعلق ہی نہین جس سے پھر اسکا امتحان کیون ہو
نہ دکھلایا اثر دل کی کشش نے جا کے پہلو سے — غرض ہے اپنے مطلب سے خیال دوستان کیون ہو
جہان مانع ہے کیا پوچھو تم ہین اوس دل لینے والے سے — عنایت اب یہہ کا ہیکی ہے مجھپر مہربان کیون ہو
ستم اے حبیب سا الطاف پھر شکوہ سنے کیا حاصل — وہین طے ہوگا جب قصہ تو پھر جھگڑا یہان کیون ہو
نہ اس امید مین چھوٹی وفا ناکام الفت نے — کہ جو محنت ہوئی اتنک ہے بس وہ رائگان کیون ہو
خوشی کیسی گران گذریگا سیدا غم ہی دشمن پر — یہہ کھولے بال تم استادہ زیر آسمان کیون ہو
محبت دور کی اسسے ہم صفیران چمن اچھی — قریب اپنے نشیمن کے کسی کا آشیان کیون ہو
نہیں اس تمہارے ظلم پنہان کا ہے رسوائی — اگر چٹکی نہ لو دل مین کوئی محو فغان کیون ہو
بھلی افشائے راز لیئے ہے اپنی کی غمخواری — یونہی ہو جائے طے جھگڑا تو کوئی درمیان کیون ہو
شکایت کرکے اور الٹا گلہ سننا پڑا ہمکو — مگر اونسے جب پوچھا کہ ہمسے بدگمان کیون ہو
یہہ لو خاک کا اک ڈھیر لاش اس سوختہ جان کی — تمہو جو یار دوش اتنی وہ خاطر پر گران کیون ہو
الٰہی کیا ہمنشینون کا یہین ہین وجہہ رسوائی — کرین واقف مگر تو بھی تو کوئی رازدان کیون ہو
الٰہی رخ کا بتلاتا ہے درد دل کی کیفیت — خموشی جب کرے رسوا تو شرمندہ فغان کیون ہو
نہ رحم آنے لے تڑپنے سے تو اچھا مسکرا ہی دو — یہہ محنت دردمندان وفا کی رائگان کیون ہو
ہنسی اوس دردمند عشق کی ہر غنچہ قابل ہے — چھپے کوشش یہہ بہت سے غم پنہان عیان کیون ہو
پیام وصل پر اوس بیوفا نے کیا کہا ہمدم — مری اوجھین سوا ہوتی ہے چپ آہ و زبان کیون ہو
سکوت و سوز غم سے یون ہین شمع شبہ غم جنا ہستی — غرض جب بات کرنیسے نہین پیدا زبان کیون ہو
جو رنجش ہے غنیمت ہے نہین بات آیا وجہ خالی سے — جھکا ہمین بھی اندیشہ ہے کوئی درمیان کیون ہو
نگاہ بستہ دشمن کی خدا حفیظ ہی سے کہیہ — جو ہو عہد وفا اون سے تو پیدا امتحان کیون ہو

سب لینے والا لے گیا بال نُچوا لینے سے یہہ محسوس ہوا کہ کسیکی موچہہ مونڈی ہوئی تھی
کسیکی ڈاڑھی ندارد تھی جسکے سارے سر پر بال تھے اوسکی خالی ایک چوٹیا سی لگی ہوئی ہے
کسیکا سر منڈا ہوا مثل چھلے ہوئے چقندر کے نظر آرہا ہے عجب ہیئت ہے ایک
دوسرے کو پہچاننا مشکل سے ہے لیکن سمواتشاہ نے دیکھا کہ ایک سفید
کاغذ بارگاہ مین اوسکے پاس ہے اوٹھا کر اوسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے بادشاہ نابکار اپنا و کافر
خبردار ہو ہوشیار ہو ہم حضرات بن عمرو بن امیہ ضمری ریش تراشندہ
کافران و سر برندہ جادوگران ہمارا خطاب اسی وجہہ سے ہے اور اوساعون وپہ
ہمارے آقا کی رحم دلی کہ انکا حکم نہین ہے کہ سوا ساحر کے ہم لوگ کسیکو قتل کرین
ورنہ تم سبکو اس طرح مار ڈالتا کہ کسی کو خبر بھی نہوتی اور اسے حلیہ ہے وہین تن
ہوشیار رہو ہمین تن آگاہ ہو جاؤ کہ تم یہہ خیال اپنے دل مین نکرنا کہ ہم سے نہین تن
وہ نہین بدن ہین ہم پر تلوار اثر نہین کرتی ہے ہم مر نہین سکتے اگر میرا آقا حکم دیتا تو اسی وقت
تم سبکا خاتمہ کر دیتا مگر اب ہی اگر کوئی سپاہی آجائیگا تو سر سیدان تمہاری ٹانگین چیر کر پہینک
دیگا بس یہہ مضمون پڑھا تھا کہ سمواتشاہ آگ ہو گیا اور اوسی وقت اسنے
شور کیا کہ دربان وغیرہ اور لوگ جو باہر بارگاہ کے تہے گھبرا کر اندر چلے آئے تو بادشاہ
کو عجب ہیئت سے دیکھا کہ پہچانا بھی نہین لیکن سمواتشاہ نے اول تو پوشاک
طلب کی جب کپڑے پہن چکا تو حکم دیا کہ لاؤ بختیارک ثانی کو کہ ان عیاروں کو دیکھ کر
لایا تھا اور کچھ عیاروں کو برائے تفحص روانہ کیا کہ عیاران اسلام یہان سے کہان گئے
اتنے مین بارگاہ پہر سے آراستہ کی گئی فرش بچھایا گیا ڈنگل کرسیان وغیرہ لگائی گئین
جو لوگ برائے تلاش بختیارک گئے تھے اونہون نے آکر عرض کی کہ نہ اپنے خیمہ مین ہین
نہ کسی اور مقام پر اونکا پتا ملتا ہے اور عیاران لشکر اسلام جس قدر ہین وہ
اپنے لشکر مین ہین یہان حضرات بن عمرو کا نشان ہے وہان بھی پتا نہین اور نواب ہے
سمواتشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نمک حرام عیاروں سے مل گیا اور
اسی کی سازش سے وہ لوگ یہانتک پہنچے اونہین کے ساتھہ اب بھی ہوگا بعض نے کہا
عجب نہین ہے کہ بسبب خجالت کے روپوشی اختیار کی ہو کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
بلاؤ منشی کو اوسی وقت دبیر حاضر ہوا کہا سمواتشاہ نے کہ اسی منہہ پر تم صاحبقرانی اسلام کا
دعوے کرتے ہو کہ عیاروں سے سرداروں اور بادشاہوں کی یہہ حالت بنواتے ہو لفسوس ہے
اس دعوائے صاحبقرانی پر معلوم ہوا کہ سارا زور صاحبقرانی انہین عیاروں کے
بہروسے پر ہے غرض کہ سمواتشاہ ایسا غصہ مین تہا کہ بہت نازیبا الفاظ
بہی اپنے نامہ مین لکہوایا لیکن دبیر نے الفاظ نامناسب نکالکر نامہ عمدگی سے لکہکر پیش کیا
سمواتشاہ نے کہا ہے کوئی ایسا جو یہہ نامہ بارگاہ امیر مین لیجائے اور جواب اسکا لائے
یہہ سنکر مغرور وہین تن اوٹھ کھڑا ہوا اور نامہ پاس بادشاہ کے لیکر روانہ ہوا اوسوقت لشکر اسلام
مین کا پتا ہے کہ سب اہل اسلام نمازون سے فرصت کر چکے تہے سواری بادشاہ کی محل سے برآمد ہو چکی تھی
سرداران بارگاہ کو ہر بار مین جمع تہے جس وقت آمد سواری کی خبر سنی در بارگاہ تک استقبال کر کے پانچ قدم تک

کیا فکر ہے جو مصلحت پروردگار ہے ہمارے یہان ہی کوس رحلت و نقارۂ کوچ بجتے ہی اب
زندگی اپنی تلخ و ناگوار ہے اس اپان سے بیٹھنے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے اوسی وقت یہان بھی
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لشکرین تیاری ہونے لگی اسفندیار خان زرانجابادی و
سہیل خان ہشتری حصاری نے عرض کی کہ جبتک ان نمک خوار ولنکے تنون مین
سے اور تلوار قبضہ مین ہے کیا جان رکھتے ہین یہہ کافر جو حضور تک پہنچ سکین اور جسوقت ہم
غلام حق نمک سے ادا ہو جاوینگے اوس وقت پروردگار عالم کوئی اور سبیل نکالیگا اسلیئے
کہ اقبال آپکا بڑا زبردست ہے کیا حقیقت ہے ان کافرون کی جو آپکو اذیت پہنچا سکین بڑے
بڑے سرکشون نے ارادہ کیا مگر پست ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ یہہ سب سچ ہے
لیکن جس وقت اقبال ہی پیرا آجاتا ہے تو بہت جلد خاک مین ملا دیتا ہے اور جسقدر
اقبال ترقی دیتا ہے اوسی وقت ذلیل ہی کر دیتا ہے بقول شاعر مصرعہ
ہر عروجے را زوالے ہر بہارے را خزان و یکسان گردش چرخ نیلوفری ؎ نہ نادر بجا ماند نے نادری ؎
اے سہیل خان و اے اسفندیار خان جس وقت موت انسان کی قریب آتی ہے
جو اقارب ہوتے ہین وہ عقارب ہو جاتے ہین اپنا پالا پال اپنے واسطے نیش کا کام کرتا ہے عبرت
نامدار شاہزادہ ملک قاسم اپنے ہی پوتے کے ہاتھ سے اور علشاہ رومی باپ و دیگر
بیٹے کے غم مین پوتے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہرچند کہ دونون دلیرون نے بارگاہ خون سے
لال کر دی تہی مگر اسنگے موت سے نہ بچے لیکن مجکو مرنیکا کچھ خوف نہین ہے اسواسطے کہ ہمیشہ
یہی ہوتا آتا ہے اور ہمیشہ یہی رہیگا مصرع آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور
جناب سلیمان کی حکومت تو دوامی رہی نہین دوسرے کا کیا ذکر ہے بقول شاعر غزل

ابراہیم سے پیمبر اپنا ہی کیا کیا جب وقت پڑا اپنا کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

ہرچند کہ ہیگا رفیق و دوست ایسے ہین ہین لیکن جب دشمن قوی ہین اور دوست ناتوان تو انجام کیسا ہوتا ہے
افسوس کہ اس وقت تک جو تصویرین صفحۂ ہستی کی زینت تہین کل تک سب ہی خاک مین ملجائینگی

جو باغ تہا کل پہولون سے بہرا اٹکہیلیون سے چلتی تہی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہے اور کوئی نہین
ابر و ساغر بیہات ہم تین سے مل اوہین پر تم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب جنکو نشان کوئی نہین
کل جنکو نہ تہی سے تہا خطبہ پڑہا تہا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا کے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین
بیٹھے ہین کہان ان ابتدا غازہ وہ کہا انجام ہے یہہ
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
قتال یہان معشوق جو ہیہ سوتے ہین قبر مرقد اونکے
یا مرنے والے لاکہون تہے یا رونے والا کوئی نہین
اسے اسیر وہ اسکا فکر کر شعر کا فن ہے نازک تر
اوس کا ہم گزر ہے کی کہون عمر جسکا نتیجا کوئی نہین

غرض کہ ایسے ایسے اشعار حسرت آثار صاحبقران عالیشان زبان مبارک پر لاتے کہ بے اختیار
رفقا کی آنکہون سے آنسو جاری ہوئے لیکن سہیل خان ہشتری حصاری و اسفندیار
خان زرانجابادی نے کمر ہمت کو چست باندہا اور دیگر سرداران نے بھی مرنے پر کمر کسی اونہون نے
کفنیان گلے مین ڈال لین پہلے سے غسل میت کر لیا سب سامان موت اپنے پاس مہیا کر لیا
اسلیئے کہ یہہ اندیشہ تہی کہ کوئی مسلمان باقی رہجائیگا جو غسل و کفن دیکر دفن کریگا وہان لشکر کفار
آراستہ ہو گیا قلب لشکر مین سموات شاہ کا تخت ایک فیل پر کسا گیا [illegible]

[illegible] لیکن پر سوار ہوئے دوہری دوہری تلوارین [illegible] لگائین پہم ناوک انداز
نے اپنے ناوک اندازون کو آراستہ کیا اور حصار تخت شاہی کا کرکے یہی چلا بادشاہ کو
حفاظت مین لئے ہوئے ہے کہ یہہ خدا پرست ملا کے پیچہے ہین ایسا ہو کوئی ادہر آپڑے تو اگر رخ
اسطرف کا دیکہین تو اوسے تیر دیتر رکہین اسطرح یہہ کافر طبل بجاتے ہوئے للکار کرکے چلے اور
اسطرف دمبدم کی خبر سرکار سے برابر پہنچ رہی ہے یہان بہی سہیل خان و اسفندیار
خان نے میسرے مین پہنچکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کی ہین صرف دو لاکہہ سوار انکے
ہمراہ ہین انکے عقب مین فوج لنہور قریب ڈیڑہ لاکہہ کے صف باندہے کہڑی ہے مگر اس
فوج کا لڑنے والا کون ہے اسلیئے کہ سردار انکے زخمی شفاخانہ مین پڑے ہین یہی سبب تہا کہ کئی
لاکہہ ہندیون مین سے یہہ ڈیڑہ لاکہہ برائے جانثاری نکلے ہین باقی لوگ ٹال گئے جنہون نے
یہہ سمجہہ لیا کہ آج ساتہہ صاحبقران کے ساتہہ مرنا ہے وہ کمرین باندہکر میدان جنگ کو قلعہ
آہن بنائے کہڑے ہین کہ یکایک سامنے حدید و شدید مع لشکر بیپار نمودار ہوئے اور آواز
دی انہون نے کہ باش اے گروہ خدا پرستان ہوشیار باشید کہ منم حدید روئین تن کہان
جاؤگے بچکر ہمارے ہاتہ سے خوب عیاریون سے کام لے لیکر نام پیدا کیا ہے آج تمہاری جرأت کی
قلعی کہل گئی یہہ کہکر مع فوج سرپٹ گہوڑے ڈالدیئے ادہر سہیل خان شتری حصاری
و اسفندیار خان شیر انجاپادی نے بہی اپنے لشکر سے کہا کہ بہائیو زندگی بہر صاحبقران کا
نمک کہایا ہے لائق و لازم یہہ ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ مارو ان کفار کو اور جانین اپنی قدم
صاحبقران پر نثار کرو یہہ کہکر تلوارین کہینچین اور گہوڑے ڈالدیئے اودہر سے کفار سیلاب آسے تہے
ادہر سے اہل اسلام جاتے تہے درمیان مین وہ تلوارین چلین کہ سیکڑون گہوڑون کے کلیجے پہٹ گئے
سوار گرد برد ہوئے وہ تلوارین چلین کہ یہہ معلوم ہوا کہ دل گر جا اور منہہ سرد ٹکڑا برسنے لگا ہر بدن ٹکڑے
دریا خون کا نکلا موت کا بازار گرم ہوا جانون کی خریداری ہونے لگی سرفروشون نے جنس جان نقد
قضا کے ہاتہ بیچنا شروع کی خوب گہمسان کی لڑائی ہونے لگی کفار کو یہہ بل ہے کہ چار سردار روئین تن
آہنی بدن ہمارے ساتہہ ہین تعداد ہماری چوگنی ہے حدید روئین تن و شدید روئین تن کو
اپنی ذلت پر غصہ ہے چاہتے ہین کہ آج ہی اہل اسلام کو تاراج کردین تلوارین مارتے ہوئے چہا
جاتے ہین اودہر اہل اسلام ہر چند کہ کم ہین مگر سب مرنے والے ہین یہہ سوچ چکے ہین کہ آج زندہ پہرنا تو
ہے نہین لہذا وہ کام نمایان کرنا چاہیئے کہ تا قیام قیامت نام باقی رہجائے سہیل خان رخ تخت
بادشاہ کا کیا ہے اور اسفندیار خان علمدار لشکر کیطرف بڑہتا چلا جاتا ہے یہان صاحبقران
عالیشان دمبدم پوچہہ رہے ہین کہ ہمارے رفیق زندہ ہین یا نہین کوئی جا کر دیکہ آوے لوگ عرض کرتے
ہین کہ حضور صحیح و سالم ہین دریائے لشکر مین پیر رہے ہین قریب ہے کہ بادشاہ لشکر کو پالین
صاحبقران تڑپ رہے ہین کہ ہائے مین کیونکر اس جنگ کو دیکہون اور انکا شریک ہوکر لڑون افسوس
کیا بیکس کر دیا ہے لیکن اسفندیار خان شیر انجاپادی لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہنچ گیا اور ایک ہاتہ
ایسا مارا کہ علمدار لشکر کفار کا قلم ہوا اور علمدار کے پاؤن اوکہڑ گئے لیکن پہم ناوک انداز نے دیکہا کہ غضب
ہو گیا دونون بڑہے ہوئے آتے ہین ایک نے علمدار لشکر کو قتل کیا اور دوسرا دیکہئے کسطرف بادشاہ کے چلا آتا ہے
یہہ کہکر ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ ادہر تو اسفندیار خان نے علم کو قلم کیا ساہی تیر پیشانی پر پڑا اور کر

نکل گیا یہہ شیر چیخ مار کر گھوڑے سے نیچے آیا اور آواز دی کہ اے برادر سہیل خان ہم تو تمہین حمزہ
صاحبقران سے جاتے ہین تمسے اگر ممکن ہو سکے تو لاش ہماری ان کے رستے چاہین لینا اور خدمت
مین صاحبقران وقت کے پہنچا کر عرض کر دینا کہ یہہ غلام حق نمک سے ادا ہوا امیدوار ہون کہ اگر ان کا غلام
مہلت ملے تو لاش پر اس عاصی کی نماز پڑھکر دفن کر دیجیگا یہہ آواز جو کان مین سہیل خان کے پہونچی
بیتاب ہو گیا قریب تخت سطوات شاہ کے پہنچ چکا تہا کہ وہین سے باگ مرکب کی پہیری اور مثل شیر گرسنہ
حملہ کیا صفونکو توڑتا ہوا کشتونکے پشتے لاشونکے انبار لگاتا ہوا قریب اسفندیار خان کے پہنچا یہان
اتنے عرصہ مین سیکڑون تلوارین اسفندیار خان پر پڑ گئین تہین جسم اوسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تہا کہ سہیل
خان نے تلوارونکے مانند خون برسا دیا لیکن نوفل نیزہ دار عقب کی طرف سے آ رہا تہا اور سامنے سے
سہم ناوک انداز نے تیر مارا اپنی طرف تیر کو آتے ہوئے دیکھکر سہیل خان نے تلوار سے قلم کر کے
گھوڑا ڈالا اسپر اور تیر مارا سب تیر قلم کر کے قریب پہنچکر ایسا ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ سر کے مع مرکب کے دونون کے
چار ٹکڑے ہو گئے وہان سے پلٹکر پہر لاش پر اسفندیار خان کے آئے اور گھوڑے کو اوسپر ڈالا لاش کو
حلقہ مین لے لیا کہ پامال نہو جائے اسفندیار خان ہچکیان موت کی لے رہا ہے ہانپ رہا ہے پسینہ
آ رہا ہے حال دگرگون ہے کہ نوفل نیزہ دار نے موقع پا کر پہلو سے نیزہ مارا کہ پسلیون کو توڑ کر سنیزہ
نکل گیا اسنے چاہا کہ سہیل خان کو نیزے پر اوٹھا لون ممکن نہوا نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا تلوار کھینچکر
قریب آیا کہ اب سہیل خان مین تاب مقاومت کہان سر اسکا قلم کر دون لیکن سہیل خان
بھی بہادر ہے انہین صاحبقران کی دیکھے ہوئے ہزارون معرکے جہیلے ہوئے جیسے ہی نوفل
سامنے آیا اور وار کیا سہیل خان نے اوسی عالم مین وار اوسکا پشت شمشیر پر روک کر ایسا
تیغہ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن اسکے بعد سہیل خان مین بہی سنبھلنے کی طاقت نہ تہی اور
مرکب سے زمین پر آئے اپنے کو لاش پر اسفندیار خان کی گرا دیا اور آواز دی کہ اے برادر جلدی
نکر کہ ہم بہی آتے ہین زندگی بہر ساتھ رہا تو بعد مرگ بہی جدا نہون ہم دونون ایک ہی مرگاہ
کے مجاور ہین جسوقت خدمت صاحبقران مین پہنچینگے اور امیر عالیشان دیکہینگے تو فرمائینگے
کہ خوب ساتھ نبہایا کہ دونون یہان بہی ہمراہ آئے وہان بہی ہمراہ رہے یہہ ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے
کہہ رہے تہے کہ کفار کا نرغہ ہوا سیکڑون وار ہو گئے روح دونون کی تنون سے نکلکر گلزار جنت کے
طرف راہی ہوئے جسم اوسی خاک بیابان پر پہڑک پہڑک کر سرد ہو گئے لیکن صاحبقران کے
نزدیک جو لوگ کہڑے تہے اور دمبدم کی خبر بیان کرتے تہے اونہون نے کہا کہ حضور غضب ہوا
دونون رفیقون نے جان نثاری اسفندیار خان نے علمدار لشکر کفار کو قتل کیا مگر قضا نے نشان فتح
بلند نکرنے دیا اور سہیل خان نے اوسکے قاتل کو تو مارا مگر خود بہی ہاتھ سے ایک نیزہ دار کے مارا گیا
حالانکہ مرتے مرتے اوسے بہی وہین سلا دیا اور اب دونون تن لشکر مین پڑے ہوئے قریب تخت
بادشاہ اسلام پہنچے ہین قیامت ہوا چاہتی ہے صاحبقران یہہ قتل رفقا کا حال سنکر
سوچ رہے تہے کہ گریبان چاک کر ڈالا تہا یا حال بادشاہ کا سنکر رفیقون تونون سے بچہا دشوار تہا
بیتاب ہو گئے فرمایا کہ لاؤ مرکب میرا اور شہنشاہ گوہر نگار نے بہی گہوڑا طلب کیا سرداران زخمی
بہی زخم باندہے ہوئے مرکبون پر سوار ہوئے اور صاحبقران بہی گہوڑے پر بیٹہکر چلے تہے تمام سپاہ
مین تہلکہ تہا اور شور تکبیر بلند تہا قیامت کی تلوار چل رہی تہی میدان جنگ خون سے سرخ

ہو رہا تہا جا بجا سر پاؤن ہاتہ جسم پہڑک رہے ہیں حدید روئین تن قریب تخت پہونچ چکا تہا کہ
صاحبقران یہان سے للکارتے ہوئے اور نعرہ مارتے ہوئے پہنچے کہ خبردار او گیدی کہان جاتا ہے
پہلے مجکو قتل کر پہر ظل اللہ کیطرف بڑہنا یہہ سنکر شدید روئین تن نے باگ مرکب کی اسطرف
موڑی اور آواز دی کہ تم سب میرے شکار ہو کہان جاؤگے بچکر میرے ہاتہ سے اب اودہر تو حدید
روئین تن قریب تخت پہونچ گیا ہے اور دلی کی فوج گلا تلوار کے نیچے سے کہے دیتی ہے مگر بادشاہ
کو بچائے ہوئے ہے ایک گرا اور دوسرا آگیا یہہ لوگ کہہ رہے ہین کہ او ملعون جبتک ہمارے
تن مین دم ہے اپنے شاہ پر آنچ نہ آنے دینگے اودہر حدید کہہ رہا ہے کہ جیتے آؤگے
مارے جاؤگے کیون مفت جانین اپنی دیکر ہے ہو انجام یہی ہونا ہے کہ جس واسطے تم سب جان
دیتے ہو اسطرح بادشاہ اور سردارون کو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر گریہ و زاری
کرینگے لیکن یہہ لوگ جانین دے رہے ہین ہر بہادر آگے بڑہا جاتا ہے اس وقت اکثر شیشی
ہی کر بیٹہتے ہین مگر حربہ اسکے جسم پر کارگر نہین ہوتا بادشاہ فرما رہے ہین کہ یارو بیکار جانین
دیتے ہو ایسے یا تو مجکو اس ملعون کے حوالے کردو اور یا مرکب پر سوار کردو مین لڑونگا اس سے
لوگ عرض کر رہے ہین کہ ہم جان نثار کس دن کے لئے ہین اودہر راہ مین شدید نے صاحبقران
شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوکا ہے فوج اسلام پیچہے آگئی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران وسبم
پہونچتے ہین کہ بادشاہ پر کیا گذری لوگ عرض کرتے ہین کہ ابہی تک تو خیریت ہے تخت و تاج قائم ہے
لیکن حدید روئین تن نہایت سخت و مضبوط بنایا گیا ہے کہ حربہ اوسپر اثر نہین کرتا ہے خطرہ ہے
کہ تخت شاہی پر زوال آجائے اور جان دشمنون کے پنجۂ قضا مین پہنس جائے اودہر شدید
روئین تن نے غول سے نکلکر تیغہ مارا ہے کہ سر صاحبقران زخمی ہوا سرداران زخمی آگے بڑہے لیکن
سینے جیسے اک ہاتہہ مارا وہ پہر زخمی ہوا ایک آدہ جوان کام آگیا ہے کہ یکایک بائین جانب سے لشکر
کے تیغ گرد بلند ہوا اور وہ گرد قریب آکر شق ہوئی یہہ معلوم ہوا کہ سرخ آندہی آگئی دیکہا کہ نقابدار
سرخ پوش چالیس ہزار سرخ پوشون سے مثل شعلۂ جوالہ کے پیدا ہوا اور للکارا کہ باش اے گروہ کفار
خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سرخ پوش او شدید روئین تن ملعون ادہر آ او صید
کہان جاتا ہے پلٹ کہ ملک الموت تیرا آگیا یہہ سننا تہا کہ حدید روئین تن نے باگ مرکب کی
پہیری اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا جس طرف سے آیا ہے پہر جا مجہے شباب پہ
تیرے رحم آتا ہے ایسا نہو کہ ہاتہ سے میرے مارا جائے نقابدار نے کہا کہ کیا بک بک کرتا ہے لشکر
اسلام نے جو دیکہا کہ طرفدار ہمارا پیدا ہوا ہے خوش تو ہوئے مگر دعا کرنے لگے کہ پروردگار اچہا تا اس
جوان کو کر عجب لوگ کا جوان ہے کس آن بان سے اپنے بڑے لشکر چالیس ہزار آدمیون سے
حملہ کیا ہے ایک آدہ بہادر نے بڑہکر پکارا کہ اے نقابدار بہادر یہہ ملعون روئین تن ہے اسپر حربہ
کارگر نہین ہوتا نقابدار نے جہنجہلا کر کہا کہ کیا ہم نادان ہین جو تم ہمکو آگاہ کرتے ہو اودہر صاحبقران
ہرچند کہ زخمی تہے لیکن خبر آمد نقابدار سنکر زخم سر باندہکر پہر مرکب پر سوار ہوئے ہین اور نعرۂ
نقابدار کی آواز جو سنی ہے فرما رہے ہین کہ نہین معلوم یہہ کون بہادر ہے خدا اسکی مدد کرے کہ
اسوقت مین ہماری خبر لی ہے وہان نقابدار نے قریب حدید روئین تن کے پہنچکر للکارا کہ او
ملعون تجہے شرم نہین معلوم ہوتی ہے کہ اندہون پر حملہ کرتا ہے حدید نے کہا کہ تمہین نہین معلوم ہے

لوگ اندہے ہو جاتے تو نہیں معلوم کیا غضب کرتے ابہی کل کی بات ہے کہ عیار کو بہیجکر ہمارا جشن
برباد کیا بارگاہ لٹوائی سبکو بیہوش کرکے ذلیل کیا اور کیا کیا بیان کروں جو جو حالت کی ہے یہی بہادر لوگوں کا
شیوہ ہے جو ایسا لقا بیدار نے کہ یہہ افعال اون لوگون کے نہیں ہین یہان عیار اکثر ایسا شعبدہ کیا
کرتے ہین تو اونہیں یہہ لوگ خود سزا دیتے ہین حدید نے کہا کہ تم جہوٹ کہتے ہو ان لوگون نے
ایسی ایسی ہی حرکتین کرکے صاحبقرانی قائم کی ہے اور ملک گیری مین فتح حاصل کی ہے ورنہ
مجاور زادہ مکہ کی اولاد اور سلطنت اگر آبائی سلطنت انکی ہوتی تو ایسی حرکتین کبہی ایسے سرزد ہوتین
یہہ کلمہ سننا تہا کہ لقا بیدار بہادر کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون بس بیہودہ بک ورنہ زبان
تیری گدی سے کہینچ لونگا حدید روئین تن نے کہا کہ او نامنصف بیٹہے اتنا سا کہا تو تجہکو اسقدر غصہ
آیا اور ان لوگون نے ایسی ایسی حرکتین کین تو کچہ نہ کہا لے یہہ تلوار پیغام قضا ہے یہہ کہکر وار کیا لقا بیدار
نے آتے ہی تلوار کو خیال مین رکہکر تہپکی دی کہ تلوار پہٹ پڑی بس یونہی کمر زین کا بند پکڑکر نعرہ اللہ اکبر
بکر سے کہینچکر جو زور کیا تو سر سے بلند کرلیا اور کہا کہ کہتا ماروں تجہکو استخوان تیرے پارہ پارہ ہو جائین
حدید روئین تن ہنسا اور کہا کہ جہان تیرا جی چاہے پہینک خداوند لقا نے میری موت ہی
نہین معین کی ہے جب چہوٹونگا تجہی کو مارونگا اودہر شدید روئین تن نے جو دیکہا کہ لقا بیدار نے
بہائی کو تیرے گہوڑے سے اوٹہالیا ہے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او لقا بیدار سرخ پوش ارے
غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو گہوڑے سے اوٹہالیا کہان جائیگا سمجہ میرے ہاتہ سے لیکن لقا بیدار
نے جو شدید کو اپنی طرف آتے دیکہا تو نہین ہاتہ سر پر بلند کیئے ہوئے تہا پہلے بچانے سپر لیئے ہوئے
نہ ہاتہا اب واپیٹے ہاتہوں لیکر جو شدید روئین تن پر حدید روئین تن کو کہینچ مارا دونون لڑکر
[illegible] کر مرکب سے نیچے گرے ساتہ ہی لقا بیدار بہی گہوڑے سے کودا اور ایک ٹانگ حدید کے
پاؤن کے نیچے دبا لئے دوسری ٹانگ ہاتہ مین پکڑکر جو زور کیا حدید چلایا کہ ارے یہہ کونسا طریقہ
قتل ہے لقا بیدار نے کہا کہ تیری روح نکلنے کا ایک یہی تو راستہ کہلا رہ گیا تہا ارے اسکی فکر پہلے
سے کرلی اور چہرے چیر کر اسکو پہینک دیا اسکا مرنا تہا کہ شدید اوٹہکر بہاگا لقا بیدار نے
جہپٹ کر ٹہوکر ماری کہ یہہ بہی گرا اسکو بہی اوسیطرح چیر کر پہینک دیا دونون ٹکڑے پہڑک پہڑک کر سرد
ہوگئے لاشین ان دونون کی اوٹہوا کر خدمت صاحبقران مین روانہ کین اور آپ مرکب پر
سوار ہوکر پہر لڑنا شروع کیا وہان صاحبقران و بادشاہ اسلام سے لوگون نے عرض کی کہ
حضور مبارک ہو دونون روئین تن مارے گئے لقا بیدار بہادر نے مثل شیر درندہ دونون ملعونوں
کو چیر کر پہینک دیا صاحبقران نے فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا اوسکو جزائے خیر دے کہ ہم بالکل
کی [illegible] اور [illegible] مطالب پورے کرے بادشاہ اسلام نے سجدہ شکر کیا لقا بیدار کو
دعا دی اور فرمایا کہ بعد فتح اسی لقا بیدار کو لے آنا اسلیئے کہ یہہ مہمان جان بخش ہے اسکی خاطر
ہم پر واجب و لازم ہے وہان لقا بیدار نے چالیس ہزار سر جوشوں سے فوج کفار پر حملہ کیا اہل اسلام
بہی اپنا محسن سمجہکر شریک ہوگئے بازار جنگ پہر گرم ہوا ہر طرف تلوارون کی بجلیان کوندنے لگین
کفار کا دل ٹوٹ گیا کہ سردار مارے گئے مگر اپنی کثرت پر بہروسا کرکے لڑ رہے ہین قدم پیچہے نہین ہٹاتے
ہین مگر لقا بیدار جسطرف کو جاتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی گری گہوڑا مثل برق جہنڈ کے ہر طرف
پہر رہا ہے بیشک لقا بیدار عجب بہادر ہے سرخ پوشاکین انکی سرخ صولت [illegible] کی دلیل [illegible]

گویا انہون نے پہلے سے اپنے تئین آلودہ خون کافرن کر لیا ہے اک تختہ لالے کا پہولا ہوا ہے یا پوشاک
کہیے کہ زمین پر شفق کا عکس پڑ رہا ہے اور اوس شفق مین سیکڑون ہلال شمشیر نظر آ رہے ہین ہر
طرف بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین نقابدار کی یہہ ہیبت ہے کہ جدہر آ پڑا اپنے شکستہ کر دیے
تئین توڑ دین لاشپر لاش گراتا ہوا چلا جاتا ہے اودہر اہل اسلام کے حوصلے کہلکر پہر بڑہگئے ہین
عوض اپنے ساتہیونکا لینے کو موجود ہو گئے ہین اوکہڑے ہوئے قدم پہر سے جما لیے ہین ساتہ ساتہ
نقابدار کے لڑتے چلے جاتے ہین نقابدار و فوج نقابدار نے توجی چہوڑوا دیے ہین کہ اب کافرون نے
دیکہا جان بچتی نہین معلوم ہوتی ہے فرار پر قرار کیا ہے اور نقابدار انکو دبائے چلا جاتا ہے یہہ
کافر بہاگتے بہی جاتے ہین اور لڑتے بہی جاتے ہین لیکن جس وقت دیکہا نقابدار نے کہ یہہ کافر بہاگے
ٹہر کر ایک مقام پر جیب سے قلمدوات کاغذ نکالکر اک پرچہ لکہکر اک رسالہ دار لشکر اسلام کو دیا اور کہا کہ
دیدینا یہہ صاحبقران کو اور میری طرف سے بعد سلام کہدینا کہ تمہاری نا انصافی نے اس درجہ کو پہونچایا
کہ اندہے ہوئے افسوس کہ تمنے دل مین انصاف نہ کیا اور ملتی ہوئی چیز کہو دی یہہ بہی معلوم ہوتا ہے لیکن
اصل مین یہہ نا انصافی امیر تاج کی تہی جنہون نے صاحبقرانی سے ہم سے ہوتے تمہارے سپرد کی اور یہہ
بہی کہدینا کہ وہ تمسے بغیر صاحبقرانی چہینے والا نہین ہے جبتک صاحبقران بنے بیٹہے ہو اسوقت کو
غنیمت جانو مین لوٹتا ہون اوس شخص کا جس سے کبہی کوئی تمہارے بزرگون مین سر بر نہین ہوا اور
ہمیشہ اوس سے دبتے رہے ہین یہہ کہکر باگ مرکب کی لی اور پہر لشکر کفار پر حملہ کیا اور فوج مع تخت بادشاہ
بہاگے نقابدار نے قتل کرنا شروع کیا جنگل مین یہہ لاشون کی سڑک بناتا چلا جاتا ہے کفار کہتے ہین کہ یہہ ملک الموت
آیا ہے اسسے کہان نہین بچینگے بہاگنے کا کوئی پیچہا نہین کرتا لیکن یہہ تو جان ہی نہین چہوڑتا ہر طرف
یا خداوندا کوان کی صدائین بلند ہین نقابدار لاحول پڑہتا ہوا اور اللہ اکبر نعرہ کرتا ہوا
ان سبکو بہگاتا چلا جاتا ہے کہانتک گزارش کیا جائے کہ نقابدار بہادر نے سات کوس تک انکا
کو پیچہا کیا اور کہا کہ انکے شہر تک انکو اسیطرح بہگاتا ہوا لیجاونگا اور گہسکر شہر مین مارونگا تاکہ ان لوگونکو عبرت
ہو اور اب اسکے بعد کوئی اینسے اتنا نہ ہے کہ لشکر اسلام پر چڑہائی کرکے آئے لیکن جس وقت عیار نقابدار
نے سمجہایا کہ اسے شہریار یہہ آپکے بزرگون کا چلن نہین ہے کہ بہاگتے کا پیچہا کرین بس بہت مارا ان کافرونکو
یہہ اپنی سزا کو پہونچگئے اول تو یہہ خود ہی اب کبہی لشکر اسلام کا نام نکرینگے اور اگر ایسا ہوا تو پہر انکو سزا دیجیگا جب
بہت سمجہایا نقابدار کے عیار نے تو باگ مرکب کی پہیری تو اوسوقت حال نقابدار کا یہہ تہا کہ ہونٹون سے
خون ٹپک رہا تہا قبضہ تلوار کا ہاتہ سے چمٹا ہوا تہا مرکب پسینے مین غرق خود بہی غرق عرق لشکر اسلام کے جو لوگ
یہانتک لڑتے ہوئے ساتہ آئے تہے نقابدار کی جرأت و قوت پر جان و دل سے فدا ہو رہے تہے
اور کہہ رہے تہے کہ ہمنے بہی بادشاہ بہت اور نہین لوگون مین دیکہے ہین جنہون نے بارگاہ صاحبقرانی
کو خالی کر دیا ہے کیا یہہ نقابدار اونہین لوگون مین سے تو نہین ہے کہ وقت مصیبت دیکہکر یہ اور چلا
آیا اسلیے کہ وہ لوگ دشمن ایکدوسرے کے نہین ہین سب ایک ہین فقط امارت کا جہگڑا ہے اور یا نقابدار کا خیال
سے بہی باتین تہین کہ یکایک کڑکے بجلی گری اور چمک کر نیچے گرا اور نقابدار کو لیکر روانہ ہوا الہی اس
حادثہ کو دیکہکر عیار نقابدار تو چیخین مارکر رونے لگا لیکن نیچے نقابدار کو لیکر یہہ جا وہ جا نظرون سے
غائب ہو گیا اودہر اہل اسلام افسوس کرتے ہوئے پہرے اور ادہر فوج نقابدار کی نالان و گریان چلے
لیکن اب حال صاحبقران کا سنیے کہ جب فتح ہو چکی لاشین اہل اسلام کی اٹہوا کر دفن کین قریب

ایک لاکھ کے کام آ چکے تھے اور ڈہائی لاکھ کفار مارے گئے تھے لیکن لاش اسفندیار خان زرابچا بادی
و سہیل خان اشتر سجستانی کے اسقدر ٹکڑے ٹکڑے تھے کہ یون نہ اوٹھہ سکی ایک چادر مین باندھکر
اوٹہائی گئی چونکہ شہید تھے غسل انکا خون سے ہو چکا تہا اور کپڑے انکے بجائے کفن تھے صرف نماز جنازہ
پڑھکر انکو دفن کر دیا لیکن صاحبقران انکی لاشو پر بہت روئے اور کہا عرض کرنا میرا طریقے خدمتین داوا
جان کی کہ یہہ غلام آپکا ایسی سخت بلا مین مبتلا ہے کہ نجات دشوار معلوم ہوتی ہے آپکا اقبال ایسا تہا کہ ادہر
کوئی مصیبت نازل ہوئی فورًا پروردگار عالم نے اوسے دفع کیا اور باوجودیکہ دست راستیون اور
دست چپیون مین مخالفت کی بنیاد آپہی کے زمانے مین قائم ہوئی تہی اور بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے
مگر یہہ سب ٹہیکا رہے ایکدوسرے کا شریک حال رہا ہم ایسے بدنصیب صاحبقران ہوئے کہ ہمارے
زمانے مین انواع واقسام کی بلائین نازل ہوتی ہین اور دفع نہین ہوتین جو معاون و مددگار پیدا ہوتا ہے
وہ اسقدر جلد ناپید ہو جاتا ہے کہ نشان اوسکا صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے پروردگار عالم سے دعا
کیجئے کہ مجھسے یا تو بلا دفع ہو اور یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرین اب یہہ سختیان نہین
اوٹھہ سکتین ہین اس صاحبقرانی سے باز آیا یونہی اچھا تہا اسکے بعد فرمایا کہ دیکھو نقابدار
کہان ہے جاکر ہماری طرف سے کہنا کہ اے برادر بجان برابر اگرچہ مجھے نہین معلوم کہ آپ کون صاحب
ہین اور اپنے کو آپنے پوشیدہ کیا ہے خیر ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے مگر مین چاہتا ہون کہ ایک آدہ روز
بہی کبہی گہر کو اپنا گہر تصور کرکے یہین قیام کیجئے اگر آپ ہم مین سے نہین ہین تو ہمارے دوست تو ضرور ہین کہ ایسے
وقت سخت مین آکر مدد کی اور شریک حال ہوئے اب اتنی تکلیف اور اوٹہائیے کہ یہان تشریف لائیے
لوگون نے عرض کی کہ حضور اونکو پتہ لگ گیا تہا کہ ادہر سوار ہوا طرف دامنہ کوہ کے روانہ ہوا فرمایا افسوس تب ہم
بدنصیبون کا غمخوار بیچارہ بہی بلا مین پہنسا کیا مقدر ہے ہمارا خدا اوسکو اپنی حفظ و امان مین رکہے اور اگر
کسی بلا مین پہنس گیا ہو تو نجات دے مگر تم لوگون نے اوسکے لشکر کو بہیجے علیحدہ کیون اوترنے دیا لوگون نے
عرض کی کہ حضور ہر چند اصرار کیا عیار نقابدار نے کہا کہ نہین تم لوگون سے کنارہ کرنا مناسب ہے
حکم ہے ہمارے سردار کا کہ ان ناانصافون سے ملکے کبہی نہ چلنا ورنہ خطا پاؤ گے فرمایا بالین یہہ
کیا کہا ہے کوئسی ناانصافی کی معلوم یہہ ہوتا ہے کہ طرفدار مین یہہ دست چپیون کے سخت باتا
اونکی ابن بچ خلقی پر ملال ہے اتنے مین اوس رسالدار نے وہ نامہ پیش کیا جو کہ نقابدار نے امیر
ثالث کو بہیجا تہا آپنے اوس نامہ کو پڑہا اوسمین تحریر تہا کہ اے ریح الملک تمہین یا ہمسائے
صاحبقرانی پر دست اندازی کرنا مناسب نہی یہہ حق تمہارا ستم ثانی کا اسلئے کہ اوسنے کیسے
کیسے کارنمایان کئے ہین کیا تم بہول گئے جسوقت بدیع بن عوج بن عنق آیا ہے
جسکا صرف پانچہزار من کا تہا اور قد بمثل مینار کے دیو کے تنے سے زیادہ بلند تہا تو اسکے مقابلہ کو پہلے تمہاری
ہی جرات تہی جسوقت رستم نے نکلکر مقابلہ کیا اور وہ بیہوش ہوا تو غیرت مین آکر تم بہی نکلے
تہا سو تہی وہی حالت ہوئی جو کام کیا اوسنے پہلے کیا اسکو تمہین غیرت آئی تو تمنے بہی جرات کی
اور یہہ طریقہ تمہارے اور اوسکے بزرگون سے ہمیشہ سے چلا آتا ہے تمہین آج کس بات کی فوقیت تہی
جو تم صاحبقران نے امیر ثانی کی خوشامد البتہ ان لوگون نے نہین کی وہ لوگ سپاہی تہے
اونہین چکنی باتون سے ہمیشہ نفرت رہی یہہ تمہین لوگونکا شیوہ رہا اور تمہین راس بہی آیا کہ امیر ثانی
نے جاتے وقت باہنانے صاحبقرانی تمہارے سپرد کی مگر اب ہوشیار ہو کر ایکین تمیز

پا نہائے صاحبقرانی سر میدان چہین لیگا مین آگاہی کی جاتا ہون اور مین پوتا ہون اوس شخص کا
جسکا مقابلا کبھی کسی نے نہین کیا بدیع الملک کو یہہ کلمات سخت ناگوار ہوئے فرمایا کہ کیا کہون یہہ
لقابدار محسن ہوچکا ہے ورنہ اسے ڈہونڈہکر اوس سے مقابلہ کرتا اور اگر یہہ بخلق مجھ سے طلب کرتا تو
مین خود پا نہائے صاحبقرانی اسکے حوالے کر دیتا لیکن اب تو ہرچند کہ نابینا ہوچکا ہون مگر بغیر مقابلہ
کئے نہ دونگا یہہ حق اوسکا ہے جو مجھ پر غالب ہو اسکے بعد لاشین صدید و شدید کی منزل پر پہنچکر اونہین
اور زخمیون سمیت خود شفا خانہ سلیمانی مین داخل ہوئے اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا
ہے لیکن اب چند کلمات حالات سموات شاہ کے تحریر ہوتے ہین کہ یہہ ہزیمت
خوردہ مع فوج جس وقت شہر سمواتیہ مین داخل ہوا اکابر شہر برائے استقبال آئے اور سموات
شاہ کو لیگئے وزیر ہوشمند دانا نے حال پوچھا سموات شاہ نے اول سے آخر تک حال بیان کیا مارا
جانا بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت کا اور اپنا بچنا بھی بہانا فرہاد خان و ارشیون و
فرسنگ کا ہاتھ سے روئین تنون کے پہنچنا کمک اہل اسلام ہشتی حصار و زر انجا یادستے
طبل بانہ بجانا دس سترہ روز جشن دعوت کرنا اپنا آنا حشران کا خفقان پالی نبکر اور سبکو سیاہ گی
کرکے بیہوش کرکے برہنہ کرنا سب کا اسکے بعد طبل جنگ بجوا کر حملہ کرنا اپنا قتل ہونا اسفندیار جنا
و سہیل خان کا اسکے بعد آنا لقابدار سرخپوش کا مارنا روئین تنون کو شکست لیکر اپنا بھاگ آنا ہی لقابدار
اپنا لقابدار سات کوس تک یہہ کہکر پہر رونے لگا اور کہا کہ لقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
کہ غضب خداوند کو ڈال دیا روئین تنون کو سر میدان چیر کر پھینک دیا یہہ سنکر ہوشمند دانا
نے کہا کہ کچھ ہمارا قول حضور کو یاد ہے بادشاہ یہہ سنکر دل مین خفیف ہوا اور کہا کہ بلاؤ دبیر کو
اوسیوقت منشی حاضر ہوا حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے خداوند کی خدمت مین لکھو کہ دونون
فرستادہ آپکے ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل ہوئے اور تمام سردار بھی مارے گئے ایک لقابدار
نہین معلوم کہان سے آیا تھا بلائے بیدرمان تھا کہ دونون روئین تنون کو چیر کر پھینک دیا اور چالیس
ہزار کے لشکر سے سات لاکھ کی فوج کو سات کوس تک بھگاتا چلا آیا اگر وہ پیچھا نہ لیجاتا تو
یقین ہے کہ جان نہ بچتی اور آج ہی شہر سمواتیہ برباد ہو جاتا اور عیار لشکر اسلام نے تو ہماری وہ
حالت بنا دی ہے کہ کسیکو مونہہ دکہانے کے قابل نہین رکہا جلد خبر لیجئے اسواسطے کہ اس بلا کے
علاوہ متواتر یہہ خبرین سنتے مین آئی ہین کہ کوئی شخص چنگیز بن زمرد پیدا ہوا ہے کہ اوسے بھی
دعوائے خداوندی ہے وہ بھی اسیطرف آتا ہے اور یہہ بھی آفتاب پرست ہی بڑے زور
شور سے چلا آتا ہے اوسی ہی خداوندی کا دعوٰی ہے اوسکی یہہ کیفیت ہے کہ ایک آفتاب اسکے
سر پر سایہ افگن رہتا ہے جسطرف ہر جلیس اشارہ کرتا ہے شعلے چمک چمک کر گرتے ہین جلا کر خاک
سیاہ کر دیتے ہین اسیطرح وہ پھونکتا چلا آتا شہرون کو برباد کرتا چلا آتا ہے جو شخص اوسکا مقابلہ
کرتا ہے مارا جاتا ہے بڑے سامان اوسکے ہمراہ ہین اور ایک صاحبقران پردہ قاف
آیا ہے ان سبکی سرکوبی بیابان نہ طاق ہی کی طرف ہین آپ کسی ساحر کو جلد روانہ کیجئے
کہ وہ اگر ان خدا پرستون کا خاتمہ کرے پہلوان انسے کبھی نہ لڑ سکینگے آیندہ حضور کو اختیار
ہے واجب جانکر عرض کیا جس وقت مضمون عرضی تمام ہوا کہا کہ ایک نامہ شوقیہ اور لکھو
بنام شہرنگ جادو کہ اے برادر بجان برابر ہم ایک عرضی بھیجتے ہین اسکو خدمت مین خداوند

کی پہنچا دو دبیر نے یہہ نامہ بہی لکہکر تیار کیا سموات شاہ نے اک واقف راز کو بلاکر حکم دیا کہ یہہ نامہ لیکر بہید طلسم پر
جاؤ جسوقت قریب دیوار پہونچو گے عرض کرنا مین عرضی لایا ہون چاہتا ہون کہ خدمتمین خداوند کی پہنچا دون
تہوڑی دیر مین ہوا سے سرد چلیگی کہ آنکہین تمہاری بند ہو جائینگی جسوقت پہر آنکہہ کہلیگی جواب نامہ کا ہاتہہ پر
پاؤگے چلے آنا وہ شخص تو اسطرف روانہ ہوتا ہے دیکہئے یہہ کسوقت پہونچتا ہے اور کسوقت جواب نامہ کردیتا ہے
لیکن یہان سموات شاہ سے ہوشمند دانا نے پوچہا کہ شہر نگ کا نام تو آپکی زبان سے اکثر سنا لیکن یہہ نہین معلوم
کہ یہہ رہتا کہان ہے سموات شاہ نے بیان کیا کہ اسے ہوشمند طلسم طاق کے دربند سوم مین رہتا ہے
اسکا مالک ہے چونکہ میرا دوست ہے اسوجہہ سے مینے اوسے لکہا ہے کہ اوسکی سفارش زیادہ مفید ہوگی بزرگون سے
سنا ہے کہ کسیوقت و زمانہ مین یہہ مقام جنون کے قبضہ مین تہا اور اونہین کی سلطنت یہان تہی وہ اپنی حد سے آگے
بڑہ بڑہ کر انسانو نپر ظلم کرتے تہے تو ہمارے خداوند نے یہہ انتظام کیا کہ بادشاہ کو جنون کے گرفتار کیا ہر چند وہ بہت بڑا
درویش تہا مگر خداوند نے اوسکو بزور سحر ایسے پوشیدہ مقام پر قید کیا ہے کہ اول تو کسیکو معلوم نہین اور بالفرض اگر کسیکو
دریافت ہی ہو جائے تو خداوند کے قید کو کون رہا کر سکتا ہے اسوقت سے جو آجتک بہاگ کر چلے ہین وہ یہی التجا کرتے
ہین کہ اگر کوئی شخص دشمن زبردست خداوند کا پیدا ہو تو ہم بہی جاکر اوس سے عرض حال کرین اور اپنے بادشاہ کو
قید سے رہا کرائین اور حکومت اپنی پہر سے قائم کرین کیونکہ فی الحال یہہ مقام اونہین لوگونکا ہے مگر کیا کرسکتے ہین کوئی دشمن
خداوند کا کیا کرسکتا ہے یہہ بہی اک حکمت ہے خداوند کی الا آجتک اونکو زندہ رہنے دیا ہے ورنہ سبکو جلا کر خاک سیاہ
کرچکے ہوتے خداوند جانتے ہین کہ یہہ بندگان برگشتہ ہین کیا کرینگے اسی سبب سے اونکو زندہ رہنے دیا ہے کہ ایک ایک کے سامنے
فریاد کرتے ہین اور ذلیل ہوتے ہین غرضکہ جب یہہ مقام جنون سے خالی ہوا تو یہان نو دربند کا ایک طلسم قائم کیا اول دربند کا
مالک سفربان جادو ہے کہ جو سحر و ساحری کے فن مین وحید عصر و یگانہ زمانہ ہے اور دوسرے دربند کا مالک سفال
جادو ہے جسکا مثل و نظیر روئے دنیا پر نہین ہے کہ اگر تمام زمانہ کے ساحر اکٹہے ہونگے تو اوسکی سرحد سے بغیر اجازت بزور سحر
گذر نہین سکتے تیسرے دربند کا حاکم ہمارا دوست شہر نگ جادو ہے یہہ ساحر ان دونون سے زبردست اور مقرب بارگاہ
خداوند یعنی کیوان تاجدار کا نہایت منہ چڑہا ہے اور چوتہے دربند پہ خود کیوان تاجدار برادر خداوند مین ہر
ایک عرضی کا پہنچانا اور رازہائے خداوندی و دیگر انتظامات مالکی اونہین کے سپرد ہین انکے سحر کا حال کیا کہون بس اتنا ہی
کہنا کافی ہے کہ یہہ برادر خداوند ہین پانچوین دربند کا حاکم شرارہ سہ لرزن جادو ہے یہہ وہی دربند ہے جسکا
ذکر اکثر تمہارے سننے آیا ہے یعنی بیابان ہولناک یہہ وہ مقام ہے کہ ان سحر و ساحرین کا نام نہ لے جسوقت وہان کوئی شخص
آگیا تو یہہ سمجہو کہ خدا پرستون کی بنیاد ست گئی چہٹے دربند کا حاکم و ناظم چوپان چہار دست ہے یہہ
مقام بہی نہایت سخت ہے جسوقت اسکے بیان کا محل آئیگا اور ناظرین سنینگے تو نہایت خوش ہونگے
اور عرق ریزی مؤلف کی داد عنایت کرینگے ساتوین دربند کا مالک قرطاس فیل سحر ہے
اور آٹہوین دربند کا حاکم عنقائے گرد باد ہے نوین دربند پر تو خود خداوند
ہین اسطرح نو دربند کا یہہ طلسم خداوند نے باندہا ہے یہی سبب ہے کہ اس
مقام کو بیابان ہفت طاق کہتے ہین اور ہر ایک سمت پر دیوار ہے کہ بظاہر تو وہ مثل
معمولی دیوارون کے بلند ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا جی چاہے
کمند مار کر چڑہ جائے مگر جسوقت کوئی پرند تک اوس طرف جانا چاہتا
ہے تو دیوار اسقدر بلند ہو جاتی ہے کہ الٹنا پڑتا ہے یا ٹکرا کر گر جاتا ہے اور اگر ساحر قصد کرتا ہے
اوڑکر نکلجاؤن تو اوسکو بہی مثل پرند ہی کے گذر دشوار ہوتا ہے اور اگر سحر کرتا ہے تو اپنے سحر سے آپ جلکر خاک ہو جاتا

یہانتک حالات طلسم کے بیان کیے ہین اب انکو انتظار مین خواب نامہ کے چھوڑا جاتا ہے لیکن اب
یہانسے چند کلمہ داستان کی خواجہ ثالث مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری ریش تراش نکو قرن و سر زند
جادوگران بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت خضران بن عمر بارگاہ سموات شاہ کو لوٹ کر اور سبکو چھوڑ کر
نکلے لشکر سے تو وہی ہیئت انکی تھی یعنے خفقان بائی بنے ہوے تھے اور برق ثانی وارباپائی بنا ہوا تھا قران ثانی بختیارک
بنکر پہونچانے کے بہانے سے ساتھ ساتھ آئے تھے اہل لشکر کہتے تھے کہ کیا اس وزیر بادشاہ نے اپنی عزت
ہاتھ سے دی ہے کہ مثل ایک رنڈی کو پہونچانے جاتا ہے جب ایسے لوگ کیا کرین تو اسے برحال دیگران
لیکن یہہ تو قران ثانی ہین انہین اپنے کام سے کام ہے جسوقت حد لشکر کے باہر آگئے ایک صحرا مین پہونچکر
خضران نے قران ثانی و برق ثانی کو رخصت کیا کسیکو ایک حبہ نہین دیا قران ثانی کو تو خواہش بھی نہ تھی
لیکن برق ثانی نے ہر چند کہا کہ جو چیزین ملینے لوٹی ہین اونمین مین سے کچھ تھوڑا بہت تو دیجئے کام آپکا تھا
جان ہمنے بھی لڑائی ہے مگر خضران نے اسکے قول سے بھی اپنا ہی مطلب نکالا کہ جب کام ہمارا تھا تو مستحق ہم ہو
یا تم بھی تمہارا کوئی کام ہوگا ہم کر دینگے غرضکہ یہہ دونون تو اوسطرف روانہ ہوئے یہان خضران نے
بختیارک ثانی کو زنبیل سے نکالا اور درخت مین باندہ کر ہوشیار کیا جسوقت بختیارک کو ہوش آیا
دیکھا ایک درخت مین بندہا ہوا صحرا مین کھڑا ہون اور ایک عیار لشکر اسلام کوڑا لیے سامنے کھڑا ہے
اسنے آنکھین اپنی بند کر لین جانا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون خضران نے ایک کوڑا مارا اور کہا کہ
ہوشیار ہو یہہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے بختیارک کوڑا کھاتے ہی تڑپ گیا اور کہا کہ او ظالم
تو کون ہے اور کیون مجھے پکڑ لایا ہے خضران بن عمر نے کہا کہ تو واقف راز ہے سموات شاہ کا
اور مین تجھے اسواسطے لایا ہون کہ جلد مجھے بتا لصیر جادو کا پتا کہ وہ کہان رہتا ہے بختیارک نے
جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم **مصرع** رموز مملکت خویش خسروان دانند خضران نے کہا
اور دوسرا مصرع بختیارک نے کہا اوسے اس واقعہ سے تعلق نہین خضران نے کہا کہ
پڑھ تو سہی بختیارک نے پڑھا **مصرع** زبان پردہ نشین حال این جہان دانند خضران
نے کہا کہ عورتین تو خوب جانتی ہین تخلیہ کے وقت جو چاہتے ہین پوچھ لیتے ہین اور تو کیا عورت
ہے کہ ناواقفیت ظاہر کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے ناراض رہتا ہے راز
اپنے نہین بیان کرتا نہ مین پوچھتا ہون اسلیے کہ مجھے اسکے دریافت سے کیا ضرورت
ہے خضران نے کہا تو نہ جانتا تھا کہ ہم سے پوچھا جائیگا بختیارک نے کہا مین تو ہرگز نہ
سمجھا تھا کہ میری یہہ حالت کی جائیگی اور مجھ سے یہہ راز پوچھا جائیگا ورنہ تجھکو بتا دیتا اور
پہلے سے پوچھ رکھتا اور اگر پوچھتا بھی تو بادشاہ ایسے شخص کو کیون بتاتا جس سے وہ
ناخوش رہا کرتا ہے خضران نے کہا کہ سارا انتظام تو طلسم و دعوت کا تیرے حوالے تھا
انتہا یہہ ہے کہ ارباب نشاط تک تیرے ذریعہ سے پہونچتے تھے ہر کام تیری صلاح پر
ہوتا ہے اور تو کہتا ہے کہ بادشاہ مجھ سے ناراض ہے او مکار جلد بتا یہہ کہکر تین چار
کوڑے مارے کہ یہہ بلبلانے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا مگر خضران نے نہ مانا اور کہا کہ او
ملعون خفقان بائی بنکر مین گیا تھا اور عیاری کرکے تجھکو پکڑ لایا ہون تیرے بادشاہ
اور تمام ارکین دربار کے وہ حالت بنائی ہے کہ تا زندگی تو وہ نہ بھولینگے
سب برہنہ پڑے ہین بارگاہ مین کوئی شے باقی نہین رہا انتہا یہہ ہے کہ فرش تک نہین [illegible]

یہہ سنکر بختیارک کے ہوش اوڑ گئے سمجھ گیا کہ اب سطوت شاہ پر زوال آیا اور تیرے بھی
جان گئی اسلیئے کہ یہہ عیار زندہ نہ چھوڑے گا خضران بن عمرو نے کہا کہ تو یون نہین بتائیگا اب
تیرے لیئے وہ سامان کرتا ہون جو والد ماجد نے تیرے ہم نام کے واسطے بارگاہ صلصال مین کیا
بختیارک اول وزیر نوشیروان بڑا ہی حرامزادہ تھا یعنی تجھ سے زیادہ جس امر کو پوچھو انکار کرتا تھا
جب جوتیان پڑتی تھین تو قبولتا تھا آخر کار انجام یہہ ہوا کہ اوسکا حریرہ بنا کر اوسی شقی کے بیٹے کو
کھلا دیا اور اہل دربار نے بھی کھایا تھا اب تیرا بھی وہی حشر ہوا چاہتا ہے یہہ کہکر زنبیل سے ایک
دیگ نکالی اور پانی بھر کر کچھ اینٹین پتھر جمع کر کے اور اوسکا چولھا بنا کر اوس پر دیگ چڑھا کر آگ
سلگا دی اور ایک بڑی سی چھری جس سے قصاب بکری کو ذبح کرتے ہین نکالکر سامنے رکھی اور
بختیارک سے کہا کہ کیا کہنا ہی بختیارک پہلے تو یہہ سب سامان دیکھا کیا کہ ایک ذرا سی زنبیل
اوس سے اتنی بڑی دیگ کیونکر نکل آئی بعد کو جب چھری پر نظر پڑی دم فنا ہونے لگا کہا کہ
مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگ بڑے صاحب کمال ہین اب اس سامان کو موقوف رکھیئے اور میری
جان بخشی کیجیے مین بتائے دیتا ہون خضران نے کہا کہ جب تک تو بتائیگا نہین پانی دیگ کا
دیگ مین کھولا کرے گا اور چھری سامنے رکھی رہے گی بختیارک ثانی نے کہا کہ مین تو بتائے
دیتا ہون لیکن پہونچنا آپ کا بصیر جادو تک نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے اسلیئے کہ اوسنے
سات دربند قائم کیئے ہین اور طلسم بند ہوکر کوہ قضا و قدر مین بیٹھا ہے اب وہ وہان سے
تا حیات صاحبقران نہین نکلے گا اور نہ کوئی اوس تک پہونچ سکتا ہے کہ سات چوکیان حائل ہین
خضران نے کہا کہ راستہ بتا مین ضرور جاؤنگا اور بقوت پروردگار ربط کر کے ساتون
چوکیون کو مارون گا بصیر جادو کو بختیارک نے دل مین خیال کیا کہ یہہ دیوانہ ہوا ہے
بھلا وہان ساحر کا گذر تو دشوار ہے جب تک مالک دربند کی اجازت نہو پرندہ پر نہین مار سکتا
یہہ کیا جائے گا اور جائیگا تو مارا جائے گا اب اسے راستہ بتا دینا چاہیئے خضران سے کہا
کہ یہان سے جانب مغرب دو کوس تک ببولون کا جنگل ہے اسکے بعد ایک صاف میدان ملیگا
اوسے طے کر کے ایک ساکھو کا جنگل ہے جب اوسے طے کیجیے گا تو ایک دریا سے نظر آئیگا
وہ مقام ماہیان خوش تقریر کا ہے اور پہلا دربند ہے وہان پہونچکر جو آپ سے ہو سکے
وہ کیجیے خضران نے کہا ابھی چلتا ہون اور یہ دیگ و چھری داخل زنبیل کی بختیارک سے
کہا تو بھی بھوکا ہوگا اور مین بھی بھوکا ہون پہلے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر لینا چاہیئے بختیارک
نے کہا اس صحرا مین کھانے کو کہان سے آئیگا خضران نے کہا کہ دولت ہو تو تقدیم
سے ہر چیز ہر مقام پر ممکن ہو سکتی ہے بقول شخصے چڑیا کا دودہ تو ملتا ہے بختیارک نے
کہا کہ دولت بھی ہر جگہ کہان اس صحرا مین آپ مجھے لے آئے ہین اگر لشکر تک چلیے
سب کچھ ممکن ہے خضران نے کہا کہ وہان چلنے مین عرصہ ہو گا دیکھو تو کچھ تمھاری کمر مین
ہے بختیارک کو یاد آیا کہا کہ ہان چند اشرفیان میرے پاس تھین ٹٹولی تو کچھ تھا وہ بھی خضران نے نکالکر نذر
زنبیل کر لی تھین بختیارک نے کہا کہ میرے پاس سات اشرفیان تھین نہین معلوم کیا ہوئین خضران نے کہا کہ گئی
ہونگی تمھاری پوشاک نہایت بیش قیمت ہے اگر مجھے دو تو مین بیچ کر سامان کرون یہہ کہکر ایک لنگوٹی
زنبیل سے نکالکر دی اور کہا کہ یہہ خیال نکرو کہ مین بادشاہ کا وزیر ہون اول تو یہان دیکھنے والا

کون ہے ہم ہین یا تم ہو اسلئے اور اعزت انسان کی لیاقت سے ہوتی ہے نہ کہ لباس سے جبتک
تم وزارت کے درجہ پر نہین پہونچے تھے اوسوقت کیا یہی لباس ہوگا مجکو دیکھو کہ صاحبقران کا رفیق
ہون مگر کس حالت سے رہتا ہون تجلیارک مجبور و ناچار ہے پنجۂ ملک الموت مین ہے اگر خلاف حکم
کرتا ہے جان کا خوف ہے جان کا صدقہ مال تصور کرکے وہ غرقی باندھی لباس خضران کے حوالے
کیا آپنے نذر زنبیل کرکے ایک پتیلی نکالی جسمین سوا پاؤ سے زیادہ نہ پک سکتا تھا اور کچھ کھچڑی
نکالکر دی اور کہا کہ پکاؤ اسکو تجلیارک نے کھچڑی پکائی پہلے خوب پیٹ بھر کر آپ نوش جان
فرمائی جو کچھ بچ رہا تجلیارک کو دیا اب اس نے انکار کیا کہ اب مجھے بھوک نہین ہے مین مفت
کہاؤن گا آپنے غنیمت سمجھکر نذر زنبیل کر لیا کہ دوسرے وقت کا ناشتہ ہوگا اور کہا تجلیارک سے
کہ لے چلو تجلیارک نے کہا مجھے نہ لیجائیے لیجیے راستہ آپکو بتلا دیا اب میرا کیا کام نہین خضران نے
کہا اگر تو نے جھوٹ بتایا ہو یا اگر صحیح بھی سہی تو اسکے بعد دوسرے مرحلہ تک کیونکر پہونچون گا
تجلیارک نے دیکھا کہ یہہ جان نہ چھوڑے گا کہا کہ بسر صاحبقران کے قسم کھائیے کہ مین تجکو
چھوڑ دون گا قتل نہ کرون گا کہا کہ او ملعون وزیر رہا مگر تجکو تہذیب نہ آئی مین پائے صاحبقران
کی قسم کہاؤن گا مگر اوسوقت جبکہ تو یہہ قسم کھالے کہ مین بھی دغا نکرونگا تجلیارک نے کہا مجکو قسم ہے
خداوند الوان تاجدار کی کہ مین آپکے ساتھ دغا نکرونگا بشرطیکہ آپ جان بخشی کا عہد پورا کرین خضران
نے کہا کہ مین بھی قسم کھاتا ہون پائے مبارک صاحبقران کی کہ اگر تو دغا نکریگا تو مین بھی تجھے زندہ
چھوڑ دونگا قتل نکرونگا بعد اس عہد و پیمان کے تجلیارک خضران کے ساتھ ہوا اسکے ہولناک
جنگل ملا جوتا تجلیارک کا خواجہ نے پہلے ہی لے لیا تھا اب یہہ پا برہنہ اون کانٹون سے بچتا ہوا چلا
جاتا ہے لیکن دہ کوس کا جنگل ہے کہان تک طے کرے آپ پائے نشاطری مارتے ہوئے اوڑے چلے
جاتے ہین اور تجلیارک کو پکار رہے ہین کہ اسے جلدی آ ورنہ شام ہوجائیگی درندہ نکلکر تجکو کھا
لینگے بہروز پرسموات کبھی پیدل تو چلا نہ تھا کہ پا برہنہ اور وہ بھی کانٹون پر اپنی قسمت کو روتا چلا
جاتا ہے دلمین کہتا ہے یا خداوند مجھسے ایسا کیا قصور ہوا ہے جسکی سزا یہہ ملی اپنے کرم سے میری
خطا بخشئے اور مجھے اس قید سے رہائی دیجئے کہین کوئی کانٹا چبھ جاتا ہے یہہ بیٹھکر نکالتا جاتا ہے
تو آپ شور کرتے ہین کہ ارے بھاگ تیرے پشت کی طرف خرس صحرائی آتا ہے جان تو بری چیز ہے
یہہ ڈر کر بھاگتا ہے کانٹا اٹک کر پاؤن مین رہجاتا ہے آپ فرماتے ہین کہ منزل پر پہونچکر نکال لینا اسوقت
مخدوش ہے یہان ٹھیرنا اچھا نہین ابھی وہ خرس فلان جھاڑی مین چلا گیا غرضکہ بہزار خرابی وہ صحرا
طے ہوا اب بیابان ملا کہ کوسون درخت نظر نہ آتا تھا ریت دہوپ سے اسقدر جل رہی تھی کہ پاؤن
بھنے جاتے تھے ہر قدم پر گھٹنون گھٹنون ریت مین پاؤن غرق ہو جاتا تھا اور ہر کانٹون کی ایذا اور
ریت کی گرمی تجلیارک کی بری حالت ہے بھوک پیاس سب بھول گیا دلمین کہتا ہے کہ اس سے
مرنا ہی قبول ہے خضران سے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالئے مجھے اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ
اچھا ہے مین اپنی جان بخشی سے باز آیا آپ نے فرمایا کہ زندگی کا کفارہ تکلیف ہے یہہ وقت بھی
گذر ہی جائیگا اسنے کہا کہ اب مین آگے نہ بڑھون گا جب تو آپ مجھے قتل کیجیے گا آخر
پہلے قتل پر آمادہ تھے اب کیا عذر ہے خضران نے کہا کہ مسخرے مجھے تو نے بسر صاحبقران
کی قسم دی ہین کیونکر تجھے قتل کرون پہلے نہ سمجھ لیا اب مین عہد شکنی کبھی نکرونگا آپ اپنی جان و تیرا تجلیارک جانے عاجز ہے

اپنے منھ سے موت مانگتا ہے مگر موت بھی نہین آتی برے وقت کا کوئی شریک نہین ہوتا
دلمین کہتا ہے کہ کیون اسکے ہمراہ آیا غرضکہ بہزار دشواری وہ صحرا بھی طے ہوا ایسا گھور کا
جنگل ملا اور ہر جگہین کھڑکھڑاہٹ پتون کی ہوئی اور خواجہ حبت کرکے وہ پہونچے اور کہا کہ تیندوا
آتا ہے بختیارک نے بھی اپنے کو جسطرح بنا پھینک دیا اسیطور سے خضران نے ایسا گھور کا
جنگل بھی طے کرایا اب اک مقام پر تھک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ ایسا مجھسے نہین چلا جاتا پاؤن
سوج گئے دم آ گیا خضران نے دیکھا کہ اب یہہ آ گئے شیر ببر ہیکا ایک حقہ آتشبازی اسکی آنکھ
بچا کر کھینچ مارا اور کہا کہ جنگل مین آگ لگ گئی اور بھاگے جان بری شئے ہوتی ہے بختیارک
بھی گرتا پڑتا بھاگا تھوڑا سا صحرا تو باقی بھی رہگیا تھا وہ بھی طے کیا اب جو دیکھا تو سامنے
اک دریا موجزن ہے پانی نہایت صاف شفاف ہے شام قریب تھی آپ نے اک مقام پر ٹھہر کر
دم لیا بختیارک کے پاؤن پر کچھ دوا جیب سے نکالکر لگا دی کہ اسکو بھی تسکین ہوا ہزارون
دعائین دینے لگا لیکن دلمین کہتا تھا کہ جیتا ہے تو ملک الموت کے منھ مین اگر قابو پایا تو کب
تجھے چھوڑتا ہون ابھی دوستی کا دم بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ کیا سپاہی کلمہ ہے حضور نے جب
تھوڑی دیر دم لے چکے تو پھر کچھ میوے بھرے جیب سے نکالکر کھانا شروع کئے بختیارک
سے کہا کہ اس صحرا مین اسی غنیمت جانو یہان سوائے پتون کے اور کیا ہے بختیارک نے اسوقت
تو گھڑی سے انکار کیا تھا اب [illegible] ٹکڑا مانگی کہ مجھے بھی دیجئے میرا دم نکلا جاتا ہے ایک تو فاقہ
دوسرے پیدل کے سفر کی صعوبت خواجہ نے کہا کہ ابھی تم سے یہ کہا ہے جاننگے تم سموات شاہ کے
وزیر ہو یہہ تو ہم فقیرون کا کھانا ہے بختیارک نے کہا کہ اسوقت مین فقیر سے بدتر ہون کہ آپسے مانگتا ہون
خضران نے کہا کہ [illegible] تو اب رہے نہین اگر پہلے سے تم کہتے تو مین دیتا اب وہی بچی ہوئی کچھ کڑکی
کھرچن ہے تمہارا جی چاہے تو کھالو مینے اسی خیال سے تمہارے واسطے لگا رکھی تھی کہو اگر مین
نہ رکھتے دیتا تو تم کیا کھاتے میان جیسا وقت ویسی بات بارگاہ بدیع الملک مین ہم پلاؤ اور مزعفر مین
شاخین نکالا کرتے تھے کہ گھی برا تھا اور چاول سخت رہگئے جیسا موقع ویسی بات یہہ سوکھے کڑے
پھپھوندی لگے وہ مزا دیتے ہین کہ پلاؤ کی حقیقت نہین ہے مجبور ہو کر بختیارک نے وہی کھرچن جلی
ہوئی کھالی پانی مانگا کہا یہہ دریا سامنے ہے پی لو اسنے کہا کہ یہہ دریا شور ہے اس کا پانی کوئی
نہین پی سکتا ہے یہی مسکن ہے ماہیان کا خضران نے کہا کہ خیر کیا یاد کروگے جسطرح آپ پانی پیا
اسیطرح اسکو بھی زنبیل سے نکالکر پلا دیا اور کہا کہ احسان تو مانوگے کہ کس صحرا مین لیے آیا کہ
[illegible] سیر و سیراب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ کس کس احسان کا شکریہ ادا کرون آپ کے
احسانات زندگی بھر تو نہ بھولونگا اب خضران نے کہا کہ یہان تک کیونکر پہونچین اسلیے کہ یہہ تو دریا
ہے دریا معلوم ہوتا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہہ غلام تو کچھ نہین معلوم
ہے خداوند اگر آپ ہی جو اس کا حال مین اسی سے زیادہ جانتا ہون اب چاہی
قتل کرین یا زندہ چھوڑین خضران نے دیکھا کہ واقعی قیافہ پر اسکی آثار قریب نہین [illegible]
کہا کہ ٹھہرو ابھی [illegible] لگا [illegible] زنبیل سے ایک جوڑی طبلے کی نکالی اور ایک
طنبورہ [illegible] کا ادس پر [illegible] نکالکر بختیارک کو دیئے
کہ یہہ تم [illegible] بختیارک نے [illegible] غنیمت سمجھکر وہ کپڑے [illegible] ایک پگڑی سر پر باندھی اب آپ [illegible]

اپنا اسکے منہ پر پھیرا اور فرمایا کہ بس شک ہوا اور خود رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر اور لباس
تبدیل کرکے اک اٹھا جوڑا باندھکر گوشے کی ہیئت قائم کی اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون
بھئی ہم کون ہین بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا کیا کرامتین آپ مین بھری ہوئی ہین اگر میرے
سامنے نہ بنتے تو مین ہرگز نہ پہچان سکتا بالکل گوشے معلوم ہوتے ہین اسکے بعد آپ نے آئینہ جیب سے
نکالکر اسکو بھی دکھایا اور فرمایا کہ اپنی صورت بھی دیکھو کیون کبھی تم نے اپنی یہ صورت
اپنی دیکھی تو واہ واہ نہ تو وہ رنگ ہے چہرہ کا نہ وہ خط و خال ہے ایک نئے شخص کی صورت پیش
نظر ہے کہا یک لخت دو مثند معلوم ہو گیا کہ آپ کو سب کچھ اختیار ہے مجھے بھی خوب بنایا اور آپ
بھی لیجیے بختیارک نے کہا ہان بیٹے اسی خیال سے صورت تمہاری تبدیل کر دی کہ اگر تمھین کوئی اصلی
حالت سے دیکھیگا اور شناسا ہوگا تو بھی کہیگا کہ ہم نے وزیر صولت شاہ کو اسطرح دیکھا تھا ایسا
آپنے کہا کہ بجا ہے اور درست ہے جو آپنے کیا بہت مناسب کیا لیکن وہان چلا جاتا ہے اور جو اچھے
میٹھی چھری کی طرح اسکے دلکو فگار کرتے جاتے ہین ہر فقرہ اسکے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے غرضکہ
جب دونون اپنی اپنی تجویز کے موافق درست ہو چکے تو خواجہ نے کہا کہ تمہین یہان [illegible]
اک مدت سے شوق سنہ ہے بیٹے سنا ہے کہ تم نے حاصل کچھ لیا ہے ذرا طبلہ تو چھیڑو انشا نے کہا بہت
خوب اسکے بعد کنارے دریا کے آکر بیٹھے اب شام ہو چکی ہے ظاہرا اپنے آشیانون کیطرف
متوجہ ہوئے ہین شب کی سیاہی نے بہارستان عالم کو نظر بند کیا ہے ماہ نے افق چرخ سے منہ
نکالا ہے کچھ روشنی اور سیاہی ملکر عجب لطف دکھا رہی ہے در و دشت و کوہ شب ابلق معلوم
ہوتے ہین دریا مین موجین مثل ماہی بے آب کے تڑپتی پھرتی ہے مچھلیان اوچھل رہی ہین اب
ماہتاب کچھ بلند ہو آیا ہے اور پورا عکس اسکا پانی پر پڑ رہا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تہہ آب یہہ
اک گروہ زر سرخ کا پڑا ہوا ہے موجونکا پیچ و خم جو پیچ گیسوے محبوب سے مشابہ تھا اب زنجیر زر
معلوم ہوتا ہے شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم ۔ چاندنی مین دیکھ لو آب روان دو چار دن ۔ حباب اوس
بہار کو چشم تماشا سے دیکھکر انجام پر پھوٹ بیٹھے ہین کہ کل اسی مقام پر خاک اوڑتی ہوگی جہان یہہ دریا جاری ہے
یہہ کیفیت دیکھتے دیکھتے حضرات نے طنبورہ ملایا اور سر درست کرکے طبلہ کو مطابق طنبورہ کے کرکے چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

اس اپنے محبت کا کچھ امتحان نہین ہوتا ۔ کبھی نصیب ترا آستان نہین ہوتا
وہ سر جو کاٹے ہین عشق مین پیش داور حشر ۔ مین کھڑا ہون کہ ایسا امتحان نہین ہوتا
چمک وہ اٹھتی ہے رہ رہ کے میرے سینے مین ۔ کہ مجھ سے درد جگر کا بیان نہین ہوتا
خموشی ہے بلبلون مین کچھ یہہ باغبانی ہوا ۔ کہ کوئی مائل آہ و فغان نہین ہوتا
مرے سکوت مین اک مصلحت ہو اب ناصح ۔ کہ راز عشق کسی سے بیان نہین ہوتا
مین جلتے دیکھ کے پروانونکو یہہ کہتا ہون ۔ کسی سے سوز نہان یون عیان نہین ہوتا
جلے ہین سینے مین اپنے دل و جگر کیونکر ۔ یہہ کیسی آگ لگی ہے دھوان نہین ہوتا
وصال ہوگا جو ممکن ہوا نہ وصل اوسکا ۔ کسی کا عشق کبھی رائگان نہین ہوتا
یہہ سب ہمین سے وفا و جفا کے جھگڑے ہین ۔ رقیب کا کبھی کچھ امتحان نہین ہوتا
قدم بڑھانے کا مانع فقط ہے پاس ادب ۔ ورنہ یہان کا کوئی پاسبان نہین ہوتا
یہہ کہتا ہے عشق سے باز آ ۔ ابھی سے یہہ ترا امتحان نہین ہوتا

تم وصل پہ راضی ہو تو ہم صبر کرین کیون	اسکا تو کوئی وقت مقرر نہوا تھا
اے آرزو اس دل پہ بہت کچھ تھا بھروسا	جبتک مری قابو سے یہہ باہر نہوا تھا

ابھی یہہ غزل ناتمام تھی کہ سامنے سے ایک مورپنکھی مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ نمودار
ہوئی چند نازنینین ماہ جبین آفت ہوش دزد گوش مرصع پوش دریا کے جواہر مین غوطہ لگائے اور
ایک پری وش حور خصال پندرہ سولہ برس کا سن قیامت کا نمونہ اوس مورپنکھی پر سوار بار بار وہ
نازنین اپنی سہیلیون سے پوچھتی ہے کہ ارے کمبختون اتنک پتا نہ ملا کہ یہہ کونسا ظالم ہے جو دل کھینچے لیتا ہے
آواز اسکی کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے مجھے ہو جا کہنا او سحر جگانا دشوار کردیا شام سے کہین گا رہا ہے یہہ اس
صحرا مین کہان سے آگیا سہیلیون مین ایک آوقہ نے عرض کی کہ دربان ملکہ آواز تو اسیطرف کی معلوم ہوتی ہے
لیجیے چلتا مورپنکھی اسطرف بڑھتی آتی ہے آواز قریب معلوم ہوتی جاتی ہے دیکھیے کیا اچھی تان لی
یہہ کیا خوب شعر تھا اور کس مزے سے ادا ہوا ہے وہ کیا اچھی نیند کھینچی ہے پنچم کا سُر کیا اپنے مرکز پر لگا ہے
چھوٹتا تو ایسی ہوتی ہے کہ جی چھوڑوا سے دیتی ہے مگر دلبلایا اوس درجے کا نہین معلوم ہوتا تاہم اچھا ہے
ملکہ نے کہا ارے کہین گانے والا بھی دکھا دیتا ہے کانون سے تو ہم بھی سب کچھ سن رہے ہین جب آنکھ
سے دیکھین تو قرار آئے ایک بولی کہ بلالون وہ کنارے پر کوئی بیٹھا نظر آتا ہے دوسری نے کہا دوسرا کوئی
اور بھی ہے تیسری بولی کہ یہی تو گا رہا ہے دیکھو طنبورہ چھیڑ رہا ہے ملکہ نے بھی دیکھا کہا جلد کشتی اسکے قریب
لیجاؤ خضران نے جو دیکھا کہ کشتی قریب آگئی اپنا اختر انجام سنبھالنے لگے طنبورہ پر سے غلاف چڑھانے لگے
اس نازنین نے جو کہا افسوس دیکھا کہ اسنے گانا بھی موقوف کیا اور چل چلاؤ کے سامان کر رہا ہے پکار کر کہا
ارے ہم تو تیرے اشتیاق مین یہان تک آئے اور تو کہا کا چاہتا ہے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ
پچتائیگا خضران نے کہا کہ غلام کو بڑی دور جانا ہے منزل کھوٹی ہوگی ملکہ نے پوچھا کہان جائیگا کہا روٹی
کی فکر مین اور کہان بس کہا ہان اسکے سوا اور دنیا مین کونسی ایسی چیز ہے جسکے واسطے انسان دنیا
پہ کرم کرتا ہے پوچھا تو آتا کہان سے ہے اور نام تیرا کیا ہے اور جائیگا کہان اسنے عرض کیا کہ نام میرا
نشاط خان ہے بیٹا ہون سرود خان کا اک زمانے مین مقرب خداوند ولایت تاجدار تھا خداوند کے حضوری ہر روز
نصیب تھی گا بجا کر اونکا دل بہلاتا تھا ایک روز طبیعت میری سست تھی خداوند نے گانے کو فرمایا مین نے عذر
کیا بس غضب ہو گیا قہر خداوندی نازل ہو گئین اوسوقت عالم خاک سیاہ ہو گیا اوسپر بھی غصہ اونکا فرو نہوا
مجھ ایک غریب گوئیے کے یہان سپاہ کرکے تباہ کردیا کہ اب مین دربدر کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہون یہہ دو
انجھر باپ نہ بتلا دیتا تو فاقون مرجاتا اور اب بھی فاقون سے بدتر حالت ہے کہان وہ بارگاہ خداوندی کہان
یہہ جنگل جسوقت خیال آتا ہے چیخین مار مار کر روتا ہون اور توبہ کرتا ہون مگر اسوقت تک خداوند نے توبہ
بھی قبول نہین فرمائی دیکھیے سر انجام کیا ہوتا ہے یہہ کہکے چیخین مار مار کر رونا شروع کیا ملکہ نے بھی اسکے حال پر
افسوس کیا اور تسلی دی کہ گھبراو نہین جہان خداوند کا غضب اسقدر ہے وہان رحمت کا بھی شمار نہین ہے
مین تمہارے واسطے خداوند سے سفارش کرکے خطا معاف کروادونگی تیرا عہدہ تجھے دلوادونگی نشاط خان نے
کہا کہ مجھے آپکی سفارش کی ضرورت نہین ہے جب خداوند کا جی چاہیگا خود ہی خطا معاف کرینگے مجھے شرم
آتی ہے کہ نشاط ہون اور شہریارون کے قصور تو مین معاف کراؤن اور آپ میری خطا معاف کرائین بس
اس ذکر کو جانے دیجیے میرا ارادہ ہے کہ مین یہان سے ملک [illegible] مین جاؤن اور کسطرح کوشش کرکے بادشاہ
کے حضوری حاصل کرسکون کچھ فائدہ اوٹھاؤن ماہیان خوش تقریر نے کہا کہ اچھا آج کی شب تم ہمارے

آنکھ ملتے ہی جو ترچھی اوس نے کی سیدھی نگاہ
تیر اک سینے سے گذرا دل پہ خنجر پھر گیا

تیر میں جان پھونکنے برق تجلے مثل ہوش
خیریت گذری کہ وہ پردا اوٹھا کر پھر گیا

قبر عاشق سے رہی خلخال کی آواز دور
کان تک پہونچا نتھا جو شور محشر پھر گیا

یہہ تصور کے کرشمے ہم نہ سمجھے آجتک
کس طرح وہ سامنے آیا تھا کیونکر پھر گیا

کام اپنا کر گئی اوسکی نزاکت وقت ذبح
زخم گردن پر نہ آیا دل پہ خنجر پھر گیا

آوسکے دامن سے جو پوچھے اشک بیما ز فراق
مردنی چھائی رہی پانی سا منھ پر پھر گیا

طائر قبلہ نما ہین گردش تقدیر دوران مین ہم
اوسطرف سے نہ پھرا ہم نے سب عالم پھر گیا

دو تک دربان ابھی پہونچا گیے تھے آرزو
کونسی امید پر تو لیکے نشتر پھر گیا

یہہ غزل اسطرح گایا کہ سبکو محو دیا ماہیان کے آنکھ سے آنسو جاری ہوے سہیلیان سناٹے مین آگئین صحرا کے چرند پرند گرد و پیش قریب کے جمع ہو گئے مگر خضران نے طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا ماہیان نے کہا کہ اور کچھ گاؤ اسنے کہا کہ گاؤن کیا سر پر سے کمتر تو ہم خود ہو رہے ہین دیکھیے تو کہ تمام درندے گھیرے کھڑے ہین ایسا نہو کہ یہہ ہمین کھا لین تو اور مشکل ہو جائے ہم پیٹ کی فکر مین نکلے تھے پیٹ ہمین کو کھائے لیتا ہے ماہیان ہنسی اور کہا مرد کی صورت ہوکر ایسے ڈرپوک ہو کہ موت نکلا جاتا ہے اچھا مین تمہاری خاطر جمع کیے دیتی ہون یہہ کہکر اک دستک دی کہ وہ سب درندے راہی ہوے خضران نے کہا کہ اب گاؤن خضران نے پوچھا کہ کیا یہہ سب آپکے پالے ہوئے تھے جو خالی دستک کے اشارہ پر چلے گئے آپ تو خداوند زادی معلوم ہوتی ہین کیا کیا باتین آپکے اختیار مین ہین ماہیان نے کہا کہ اسوقت کوئی بات مجھے سوا تمہارے گانے کے اچھی نہین معلوم ہوتی جسقدر چاہنا باتین پوچھ لینا مگر اسوقت گاتے جاؤ کہ میرا دل اسطرف متوجہ ہے نشاط خاں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ آپکے دلکو لگی ہوئی ہے یہہ کہکر طنبورہ چھیڑا اور گانا شروع کیا غزل اگر

مشکل ہوئی آسان تدبیر تو کیا کیجیے
تدبیر نہین بنتی تقدیر کو کیا کیجیے

جب ظلم کرے قاتل پھر تیر کو کیا کیجیے
اے شمع وفا پیشہ گلگیر کو کیا کیجیے

قسمت کی برائی سے لو یہہ بھی کشیدہ ہے
بات آتی ہے لکھنے مین تصویر کو کیا کیجیے

حسرت وہ ہماری ہے کینہ دل قاتل کا
جو آہ کے منہ سے نکلے اوس تیر کو کیا کیجیے

سنتے تھے نہ وہ جبتک کیا کچھ نہین کہتے تھے
کہتے ہین اب سنتا تقریر کو کیا کیجیے

اقرار زبان سے ہے انکار قلم سے ہے
تقریر سمجھئے کیا تحریر کو کیا کیجیے

کوچہ مین ہو جو تربت ٹھوکر مین ہا کیون آ
مانا اوسنے کاوش کی پر تیر کو کیا کیجیے

زلو رکبھی منت کا تحفہ کبھی [illegible] کا
جب ایسے محل آئین زنجیر کو کیا کیجیے

نالے وہ مری سنکر رنجیدہ ہوئے [illegible]
ظاہر ہوئی الٹی ہے تاثیر کو کیا کیجیے

ہم خواب مین ساتھ [illegible]
نیند اوڑ گئی آنکھونسے تعبیر کو کیا کیجیے

منت مین کرون [illegible] ہاتھین
قسمت سے ہے ہاری پر تدبیر کو کیا کیجیے

دل [illegible] ہے پھنستا
جلاد کا شکوہ ہے زنجیر کو کیا کیجیے

دونون [illegible] ہے تا راست ہم
کیا کوسیے گردون کو تقدیر کو کیا کیجیے

اوس ترک کے ناوک سے جگر کا نہین کوئی
گنبد کی صدا شکوہ خاموشی بت کا ہی
اسے آرزو وہ آوس بت کا شیوہ جفا کا ہی

خبر اپنی سنانے مین تحریر کو کیا کہیے
جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہیے
ہو وجہ ستم جب یون تقصیر کو کیا کہیے

اسیطرح بیان نشاط خان نے کچھ ایسے عشق آمیز درد انگیز اشعار گا کر سنائے کہ روتے روتے ماہیان کی ہچکیان بندھ گئین آنکھون سے لڑی بندھی ہوئی ہے سلسلہ اشک جاری ہین تار نہین ٹوٹتا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آپ نہ گھبرائین جلد ہی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے دیر آید درست آید بقول شاعر شعر ہے اگر منظور اے دل تجکو الفت کا نباہ تو آشنا ہونا کسی دیر آشنا کو دیکھکر یہہ خیال نہ فرمائیے کہ جو مزاج آج ہے وہ ہمیشہ رہیگا چار دن مین تو چولین ڈھیلی ہو جائینگی آخر خود ہی معذرت کرے گا ہاتھ جوڑے گا پھر آپکو لازم ہے کہ اس سے زیادہ انکار کیجیے گا اور اسکو اس بیدردی کی سزا دیجیے گا ماہیان کہہ رہی ہے کہ بھلا میرے ویسے تو کا ہیکو ہوگا کہ مین اوسے گھڑی بھر کے واسطے جھوٹ موٹ بھی رنجیدہ کرون وہ جو ظلم چاہے کرے میرا دل تمہارا سا نہین ہے یون جب دل کسی پر آجاتا ہے تو اوسوقت حال معلوم ہوتا ہے یون ہم بھی اک زمانہ مین دوسرون پر ہنسا کرتے تھے وہ عوض مثل آیا کہ اب روتے ہین ہنسی ہے شعر جبسہ گذری وہ باوفا جانے تو جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ہائے یہہ وہ قوم ہے کہ اسکو کسی کا درد نہین ہوتا مین کیا ہون وہ مرجائیگا مگر راضی نہوگا یہہ باتین جو نشاط خان کے گوش زد ہوئین طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا آگے بڑھ بیٹھے کان لگا کر سنا کیے آخر دست بستہ عرض کی قربان جاؤن یہہ کیا معاملہ ہے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا لیکن ادب سے عرض نکرسکا کہ حضور کے سامنے ایسی گستاخی اچھی نہین مگر اب تو بالکل بات آئینہ ہوگئی اور اتنا میرے سمجھ مین بھی آگیا کہ کوئی معشوق ظالم ہے کہ وہ آپسے کشیدہ رہتا ہے عجب طرح کا بدنصیب ہے کہ آپ ایسی پری جو تمثال سے انکار وصال کرتا ہے اوسے بھلا دوسری عورت مثل آپکے کہان ملیگی اور آپکی یہہ حالت ہے کہ رنگ زرد ہوگیا ہے آنکھین یہہ معلوم ہوتا ہے جیسے پانی پر تیر رہی ہین منہ اوداس بال پریشان جسکی ایسی پری کی سی صورت ہو وہ اپنا شباب یون برباد کرے مجھے تو تعجب ہیکہ وہ کون شخص ہے ماہیان نے کہا کہ تم کو بتا کے کیا کرون نشاط خان نے کہا کہ اگر مجکو بتا دیجیے کہ وہ فلان شخص ہے اور فلان مقام پر رہتا ہے مین کسی طرح رسائی پیدا کرکے اسپر رنگ جما لونگا دوسری روز آپکے وصل پر راضی نہ کردون تو جو چور کی سزا وہ میری اے حضور ہمنے سیکڑون نیک پارسا لوگونکو واقعی وہین راہ پر لگا دیا ہے وہ کٹنا لے گئے ہین کہ کٹنیان بھی ہمارے نام سے کانون پر ہاتھ دہرنے لگی ہین یہہ سنکر ماہیان کے جان مین جان آئی اور ایسا باتون مین لگا کر اپنی طرف متوجہ کیا کہ سب رونا دہونا بھول گئی امید بر آنے بندھی ہوئی ہے کہا کہ اے نشاط خان اگر اوسکو راضی کردو تو زندگی بھر تمہاری ممنون احسان رہونگی اور جو مانگو گے وہ دونگی اسنے کہا کہ غلام عرض کو کر رہا ہے اور کیونکر سکے ماہیان نے ایک سہیلی سے کہا کہ جاؤ سامنے فلان کمرے مین وہ بیٹھا ہے نشاط خان نے کہا کہ کیا یہین موجود ہے ماہیان نے کہا کہ میرے اختیار مین ہے ہر چند ڈرایا دہمکایا مگر کسیطرح نہین مانتا نشاط خان نے کہا کہ یہہ رہنے والا کہان کا ہے اسنے جواب دیا کہ یہہ بھی مین نہین جانتی ہون نہ اسقدر آگاہ ہون جتنا بیان کرتی ہون کہ پرسون مین ابر سفید پر سوار سیر کرتی ہوئی چلی جاتی تھی دیکھا

بیٹے کہ مشرق بیابان نہ طاق مین لشکر اسلام و لشکر سموات شاہ مین جنگ ہو رہی ہے رو یئن تنون نے
بت سے خدا پرستون کو مارا خاتمہ ہی کر دیا صاحبقران زخمی ہوئے بادشاہ قتل ہوا چاہتے تھے
کہ بیابان سے ایک نقابدار سرخ پوش پیدا ہوا اوسکی پشت پر چالیس ہزار سرخ پوش ہیں اونہنے آتے ہی
آگ برسادی اور لڑتا ہوا رو یئن تنون کے قریب پہونچا کس آن بان سے ایک کو اوٹھا کر دوسرے پر مارا
کہ یہہ معلوم ہوا پہاڑ کو پہاڑ پر دے مارا اوسکے بعد دونون کو چیر کر پھینک دیا سموات شاہ بھاگ
کھڑا ہوا نقابدار نے سات کوس تک جان نچھوڑی اگر مین نہ پہنچتی لشکر نہ آتی تو یقین ہے کہ وہ جان
نچھوڑتا ملک سموانیہ اوسی روز برباد ہو جاتا مین تو اوس وقت تک دشمنی کی نسبت سے لائی تھی
لیکن جب یہان نقاب ہٹا کر صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت بیقابو ہے ہرچند کہ وہ خدا پرست
اور دشمن خداوند ہے مگر اب تو خداوند دل ہمارا ہے کیونکر اوسے قتل کرین ہزار جانین ہون
تو اوس پر نثار ہین چاہے دنیا مین رسوائی ہو یا عقبی مین ذلت ہو ایسا محبوب جانی تو قتل نہین
ہو سکتا جا اوس عورت کے ساتھ دیکھ آؤ اور سمجھاؤ شاید تمہاری نصیحت کارگر ہو کہ مسلمان تو ہے سب ہو
مگر میرے دل کو یقین نہین ہوتا کہ وہ کہنا کسی کا مانیگا اور اپنی ضد اور ہیٹھ کا پکا ہے سنکر
یہہ اوسکو بات کی سچ ہے کہ ان نہین کرتا نکل گئی تھی کبھی منہ سے بانکپن مین نہین بہشاد خان
نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اوسے راضی کیے لاتا ہون خضران بن عمر جو نشاط خان
بنے ہوئے ہین اوٹھے اور اوس سہیلی کے ساتھ چلے خیمہ تیارک کی طرف سے گونہ اطمینان
ہے کہ یہہ قسم کھا چکا ہے دغا کیا کریگا اور قسم بھی اپنے خداوند کی کھائی ہے پیاسا تھا اوس عورت
کے اوس کمرے مین آیا جہان نقابدار سرخ پوش سر بزانو عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا سہیلی باہر کمرہ تک آکر
خود واپس گئی اب یہان سوا خضران یا نقابدار کے اور کوئی نہین ہے کہ خضران نے
پٹ آہستہ سے کھولا نقابدار نے آہٹ پا کر کہا تو کون خضران نے عرض کیا کہ غلام آپکا جواب دیا
کہ مین تجھے نہین پہچانتا خضران نے کہا مین تو پہچانتا ہون اور جب بتا بتاؤن گا آپ بھی جان
جائینگے مین بظاہر اور ہون اور بباطن اور ہون نقابدار نے کہا عجب طرح کی باتین کرتا ہے کیا تو
ساحر ہے یا بہروپیا ہے اسنے ادہر اودہر دیکھکر چپکے سے عرض کیا کہ مین ہون خضران بن عمر
فرمایا یہان تک کیونکر پہونچا عرض کیا کہ صاحبقران کو اندھا کرکے ایک ساحر چلا گیا ہے
اور طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے اوسکے مارنے کی فکر مین جاتا ہون یہہ پہلا مرحلہ طلسم کا ہے
مالک اوسکی یہی ساحرہ ہے جو حضور کو اسیر کرالائی ہے ایک عرض رکھتا ہون امیدوار ہون
کہ آپ اوسے قبول فرمادین تو آپ بھی اسکے دام مکر سے رہا ہون اور مین اسے مارکر
دوسرے دربند کی طرف بڑہون فرمایا کیا عرض کیا کہ اوس سے آپ انکار نفرمائین جو کچھ وہ کہے
اوسے قبول فرمالین اسمین کیا قباحت ہے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا بیہودہ بکتے ہو
بھلا اہل اسلام مین سے کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ ساحرہ کا وصل قبول کیا ہو خضران نے
عرض کیا کہ خالی زبان سے کہدینے مین کیا نقصان ہے صرف اقرار کر لینے مین کام نکلتا ہے اتنی
مہلت اوسکو قضا نے نہین ملیگی جو خیال ہو آپکے دل مین کہ وعدہ پورا کرنا پڑیگا کہا کہ خیر تمہاری خاطر سے
ہو سکتا ہے ورنہ میرا تو ہرگز نہین جی چاہتا اوسنے سرسے ہاتھ پاؤن میرے بچا رکھے ورنہ
ابتک مین چیر کر پھینک دیا ہوتا خضران نے عرض کیا کہ محل غصہ کا نہین ہے تحمل کا موقع ہے

اے شہریار شعر نہ پر جاسے مرکب توان تاختن کہ جا ہا سپر باید انداختن اسوقت کا یہی موقع
ہے غرضکہ لقا بدار کو سمجھا بجھا کر خضران رخصت ہوا لیکن یہان تخت بارک عہد شکن نے اپنی قسم کا
کچھ خیال نہ کیا اور تمام حقیقت خضران کی ماہیان خوش تقریر سے بیان کردی کہ اسطرح سید
رنڈی بنکر یہان جشن مین پہونچا پہلے مجھکو شراب پلا کر بیہوش کیا پھر اوسی کی زبانی سنا ہے کہ تمام بارگاہ
کو لوٹا بادشاہ اور سرداروں کو ذلیل کیا اور اسکے بعد مجھے اک صحرا مین نکالکر مارے ڈالتا تھا
مجبوری مینے تمہارا نشان بتایا اور یہان تک اسطور سے تمہارے سامنے آیا ہوں وزیرون ہوا سید
شاہ کا ماہیان نے کہا کہ بہ تمام کیا لیکن جو مکر سے اسکے آگاہ کیا ورنہ وہ کام تمام ہی کر چکا
تھا خداوند نے بچا لیا بڑی خیریت ہوئی اب آپ اسی طرح بیٹھی رہیئے اور آپسے آنکھ دید سمجھئیے یہ
خاموش ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد میان نشاط خان ہنستے ہوئے اور ٹہلتے ہوئے قریب
آکے سامنے ملکہ بیٹھ سے کہا لیجئے مقصد آپکا حاصل ہوگیا معشوق آپ پر مائل ہوگیا میں نہ
کہتا تھا وہ فقرہ مجھ مین راضی کر دیا ماہیان کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں جسم مین رعشہ
ساپڑ گیا پکاری اور دغا باز مکار ارے غضب کیا تھا تو نے مجھکو اپنے فریب مین لے ہی لیا تھا
تو مجھے قتل کیواسطے آیا تھا اور دشمن کو بھی ساتھ لیتا آیا بڑا ہوشیار بنتا ہے اور یہ حماقت کہ
تخت بارک کو یہان چھوڑ آیا یہ خداوند نے تیرے دل مین ڈالدی اور مجھکو بچانا منظور تھا
ورنہ تو اپنا کام کر چکا تھا خضران نے دیکھا کہ راز کھل گیا اب غضب ہو گیا افسوس مفت جان
گئی اور مطلب نہ نکلا چاہا کہ اوٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوئے ہے خضران نے تخت بارک سے
کہا کہ او عہد شکن معلوم ہو گیا کہ تو اپنے ہمنام کے قدم بقدم ہے خیر دیکھا جائیگا اس قابو پرستی کا دیکھ
تو کیسا مزا چکھاتا ہوں کہ تو بھی یاد ہی کرے گا مگر اب تو مین خود ہی اسیر بلا ہو چکا ہوں اسکے بعد
ماہیان نے حکم دیا کہ سامان شراب خواری اور لقا بدار کو بھی حجرہ سے نکال لاؤ اوسکا بہی خواہ ہے
آج اوسکے سامنے اسکو قتل کرونگی اور کباب اسکے لگا کر کھاؤنگی یہ سنکر وہ کنیزین جو سامنے کھڑی
رہتی تھین گئین اور سینیں لا کر رکھین چھری پلیٹ نمک مرچ کشتی مین شراب کی کنٹر اور گلاس وغیرہ
سب چیزین مہیا کین وہ چھری لیکر اوٹھی ایک عورت نے لقا بدار کو لاکر بٹھایا لقا بدار نے
جو یہ سامان دیکھے دل مین سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے عیاری بگڑ گئی جال کھل گیا آواز دی کہ او مجھ
یہ کیا کر رہی ہے ماہیان نے کہا اسکے کباب لگاؤنگی تم بھی کھاؤ گے لقا بدار یہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور کہا کہ او مردار کیا بیہودہ بکتی ہے آدم خوار تو ہی ہے ہم نہیں ہین خبردار اسکو قتل نکر ماہیان
نے کہا کہ اسکو تو ضرور قتل کرونگی ہان اگر تم وصل میرا قبول کرو تو البتہ اسکے نہ لگاؤنگی آپکی خاطر
تمہاری ہو سکتی ہے زندہ اسے چھوڑ دونگی اسلیئے کہ یہ صحرا نورد اسکے خوف سے ناک مین دم
ہوا ہے اور یہ یہان تک پہونچ چکا ہے اب اگر زندہ بچیگا تو پھر ساتھ آتا ہے دشمن او یہ ہے
لقا بدار نے کہا کہ اسکو تو چھوڑ دے تو خیر جو پوچھا اسنے تیری نسبت کہا تھا وہ مین منظور کر لونگا
اور اگر اسکو قتل کرے گی تو پھر نہ مانونگا اسنے کہا کہ اے لقا بدار یہ تو
نہیں ہو سکتا ہے لیکن اسے چھوڑ دون دشمن کو کوئی بھی چھوڑتا ہے یہ
کہکر چاہتی تھی کہ گوشت جسم سے خضران کے جدا کرے ابھی مجھ پر یہ ہوئی تھی
کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک ساحر طویل القامت تیرہ فام ہاتھ مین نامہ لیئے ہوئے پیدا ہوا اور

ہاتھ مین ماہیان خوش لقری سے دیکر کہا کہ یہہ نامہ ہی شہزادہ شعلہ افگن کا پہلے اسے
پڑہ لیجئے پھر قتل کیجیے گا دیکھئے اسمین کیا لکھا ہے ماہیان نے نامہ ہاتھ مین لیا تمام کاغذ اسقدر
گرد آلودہ تھا کہ حرف اچھی طرح پڑہے نہ جاتے تھے جھنجھلا کر کہا تو کیسا بدتمیز ہے کوئی نامہ
اس بے احتیاطی سے رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مجکو حکم ہوا تھا کہ آجکل زمین زمین ہوا یا
گرد بالائے زمین ہزار طرح کے اندیشہ ہین زمانہ پُرآشوب ہو رہا ہے اسوجہ سے نامہ
گرد آلود ہوگیا تھا پھر آپ بے فائدہ خفا ہوتی ہین نامہ کو جھاڑ لو ایسے میرے جھاڑنے سے
کیا فائدہ ہے یہہ سنکر ماہیان نے نامہ کو جھاڑا گرد اوڑی اور نفس کے ساتھ دماغ مین داخل
ہوئی فورا اسنے چھینک آئی بیہوش ہوکر گری ساتھ ہی اسکے ہمنشین جلیسین جو سنبھالتی
چلین وہ بھی گرین اسقدر غبار اس نامہ سے نکلا تھا کہ سبکو بیہوش کیا اب اسنے نعرہ
کیا کہ منم اوپس جنی غلام خواجہ اور جھک کر حضران کو سلام کیا اوپس چاہتا تھا کہ
ماہیان کو قتل کرے کہ ایک مرگ چھالا پانی ہوا سے اوڑتا ہوا دکھائی دیا ایک درویش
اوسپر بیٹھے ہوے تھے جسوقت یہہ مرگ چھالا زمین پر اوترا حضران نے صورت آن پیردلی
دیکھی پہچانا سلام کیا اور کہا کہ آپ القامی بوذریہ نشین ہین یا اور کوئی صاحب ہین مرد درویش نے
فرمایا کہ ہان مین وہی ہون اسنے خواجہ اسوقت تک مجھے حکم نہ تھا اسوجہ سے مین صاحبقران
پاس نہین گیا مگر اب انشاء اللہ بہت جلد ملاقی ہونگا تم اس ساحرہ کو قتل نکرو اور طلسم کو قائم رکھو
ورنہ دوسرے در تک نہ پہونچ سکوگے حضران نے عرض کی کہ اسیری میری کیونکر برطرف
ہوگی فرمایا مین سحر کمنا را اتارکے دیتا ہون یہہ فرماکر رومال کی ہوا دی کہ سحر حضران پر سے برطرف
ہوا ہاتھ پاؤن قابو مین آئے اسکے بعد نقابدار بہادر کو رومال کی ہوا دی کہ انکی بھی رہائی ہوئی کہا
کہ اب آپ تو اپنے لشکر مین جائیے کہ عیار آپکا اور تمام ملازمین نہایت پریشان ہین لیکن ذرا
سمجھ بوجھکر کام کیجئے گا ایک آفت مین آپ پھنسا چاہتے ہین جسکی وجہ سے صاحبقران سے
سامنا کرنا پڑے گا ذرا اچھی طرح مقابلہ کیجئے گا نقابدار نے کہا جیسا ہوگا دیکھا جائیگا یہہ کہکر
حسب ہدایت درویش ایک جانب روانہ ہوے لیکن یہان حضران نے تخت بارک کو
ہوشیار کیا اور کہا کیون ملعون دیکھا تو نے کہ کیا ہوا خدا نے مجکو رہا کیا اور تجکو قید مین پھنسایا دیکھ انقلاب
زمانہ کو کہ ابھی ہم بے قابو تھے تو صاحب اختیار تھا اب پھر ہم صاحب اختیار ہین تو بیقابو ہے مگر
معلوم ہوگیا کہ تو بیوقوف ہے تیری قسم کا اعتبار نہین کرنا چاہیے اب تیری قسم خود ساقط ہوگئی مجھی کو اختیار
باقی ہے کہ چاہے تجھے قتل کرون چاہے تجھے رہائی دون یہہ خاموش بیٹھا ہے کہ دفعتا پانسا پلٹ گیا
سوچا کہ جب مین اسکے اختیار مین تھا تو خداوند سے دعا کی تھی اونھون نے اپنی قدرت سے
اسے گرفتار کرا کے مجکو رہا کردیا تھا اب پھر دل مین دعا مانگون گا کہ پھر یہہ گرفتار
ہوجائیگا مین رہا ہو جاؤنگا ابھی تو یہہ مجکو قتل کرے گا نہین کیونکہ اسکی غرض
بھی مجھ سے اٹکی ہوئی ہے یعنی راہ دربند بھی کون بتائیگا کہ ایک مرحلے کا قائم
ہوا ہے ابھی تو چھ کیسان اور باقی ہین یہہ سوچ کر خاموش ہو رہا اسیمین
فقیر صاحب نے کہا اب جو تم سے ہو سکے وہ کرو مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا ہون
یہہ کہکر روانہ ہوے مرگ چھالا اوڑا اور شاہ صاحب نظرون سی غائب ہوگئے اوپس تالی بجا عرض کی

کہ غلام کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے کہا خضران نے کہ جاؤ سپرد خدا کیا تمکو مگر تم سے غافل
نہ رہنا اسنے عرض کیا کہ جہان خدا چاہیگا اسکو کوئی خبر بکستون گا فوراً جان بازی کر دونگا یہہ
کہکر سلام کیا اور نحرق زمین ہوکر غائب ہوگیا خضران نے مختیارک کا لباس اوتار کر داخل
زنبیل کیا اور اسکو اپنی صورت بناکر گنبد عیاری کا اسکے منہہ پر چڑہا دیا کہ بول سکے حال
کھول نہ سکے اور خود ماہیان خوش تقریر کے صورت بنکر ماہیان کو زنبیل مین ڈال لیا
اسکے بعد سوچے کہ اب دوسرے مرحلہ کا پتہ کیونکر لے ہاتھ دیکھا تو کی نشست دیکھتی
ہین سو سا مجھے مگر ذہن مین آیا ایک کو تجویز کرکے جو سہیلیان ماہیان کی بیہوش پڑی تہین
انکو دارو ی لخلخہ بیہوش سنگہا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ مجھے شرارہ نے بلا بھیجا ہے میری تو ہوش
باختہ ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح جاؤن مین بالکل بہولی ہوئی ہون کہ مین شرارہ
تک کس ذریعہ سے جاتی تہی اوس نے نامہ لکہا تہا کہ خضران کو لیکر چلی آؤ ہمنے سنا ہے
کہ تم نے اوسکو گرفتار کر لیا ہے اسے اگر وہان قتل کرو گی تو رہا ہو جائیگا چہڑانے
والے اوسکے جل جکے مین مفصل اسکا یہہ مقام ہے اونہون نے عرض کی کہ داری آپکو تو
عشق کے کسین کا نہ رکہا آپ ایسی بہولین کہ وہ چہڑی آپکو یاد ہی نہین جو شرارہ نے
چلتے وقت آپکو دی تہی آپکے خوابگاہ مین رکھی ہے کہیے تو اوٹھا لاؤن ماہیان نے
کہا کہ لے آؤ ایک عورت جلدی سے جاکر لے آئی ماہیان نقلی نے وہ چہڑی ہاتھ مین لی
اور کہا کہ اب اسکو کیا کرون ویسے عرض کی کہ اسے زمین پر مارئیے ایک در پیدا ہوگا اوسمین داخل ہو جائیگا
دریائی آتش نظر آئیگا لیکن عکس سے اس چہڑی کے آگ دونون طرف ہٹتی جائیگی اک سڑک سے
نجاونگی یہہ راہ شرارہ کے قصر تک صاف ملی کی یہہ سنکر ماہیان نقلی نے کہا اچہا تم سب
یہین رہو مین جاتی ہون اور وہ چہڑی زمین پر ماری واقع مین اک در پیدا ہوا خضران اوس
در مین سے ہوکر آگے بڑہا دیکہا کہ ایک صحرا آگ سے مملو ہے ہر طرف شعلے لپکتے پہرتے ہین لیکن
انکے ہاتھ مین تو چہڑی دستیاب موجود ہے برابر چہڑی ہلاتے چلے جاتے ہین جا لگتے جاتے قریب
قصر پہونچے وہان شرارہ شعلہ افگن شبستان مین بیٹہا ہوا تہا کہ سامنے ایک مقام پر سے شعلہ
اوٹہی اور ماہیان خوش تقریر چہڑی ہلاتی ہوئی نمودار ہوئی شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان
اسوقت کہان آئین ماہیان نقلی نے خضران نقلی کو پیش کیا اور کہا کہ یہہ میری سرحد
مین آیا تہا مینے اسکو گرفتار کیا شرارہ نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے ماہیان
دغدغہ صرف اسی کی ذات کا تہا اب کسیکا خطرہ نہین رہا لیکن جادو اسی کی خوف سے
ساحت بیہودن مین چہپ کر بیٹہا ہے اگر اسکا زندہ رکہنا ٹہیک نہین سمجہا اوسکو پکڑ کر
خضران نقلی کے جو در اصل مختیارک ثانی وزیر ہوا تہا قدار جادو اوسے دریائے آتش مین پہینک دیا
کہ جلکر خاک ہوگیا اب شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان آج تمہاری تو خاطر ہر طرح فرض ہے ایک
تو تم نے کام اتنا بڑا کیا دوسرے مہمان ہو ہماری ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم تم ملکر آج ایسا
مین ماہیان نقلی نے کہا کہ میرا بہی جی یہی چاہتا ہے غرض کہ صحبت
گرم ہوئی شرارہ نے بہی شیشے اور ساغر منگوا کر حاضر کر دیا اور ماہیان نقلی
نے بہی جیب سے ایک قلم نکالکر رکھی شرارہ نے کہا کہ یہ کیا ہے ماہیان نے کہا کہ جوہر الکر بسکشہ ہی نہایت

عمدہ ہے کہ اگر ہوگی تو بہت خوش ہونگے شہزادہ نے کہا کہ ضرور پیونگا پس ماہیان نے
ایک ساغر پانی سے بھر کر جو دو قطرے ٹپکا دیئے سارا جام خون کبوتر ہو گیا اور خوشبو انگور کی
اسمین آئی شہزادہ نے نہایت تعریف کی اور جام لیکر چاہتا تھا کہ ہونٹون سے لگا لے کہ اسکے سامنے
ایک لوح رکھی ہوئی تھی اوسنے چلا کر کہا کہ او غافل کیا کرتا ہے ارے جام مین پہونچی ہی کیا ہے پیمانہ
عمر تیرا لبریز ہوا ہے جو اس جام کو پیتا ہے اور یہہ خضران بن عمر ہے اور جسکو تو نے خضران
سمجھکر قتل کیا وہ جھنجھار کٹ ثانی وزیر شموات شاہ کا تھا پس یہہ سنا تھا کہ شہزادہ نے کہا کہ
او دغا مکار کہان جاتا ہے یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب
ہو گیے پھر ہی تو وہان جھوٹی لیکن خود روانہ ہو گئے مگر راستہ نہین ملتا ہر چند کہ وہ ایک ضرور نہین
ہو سکتا سکتی ہے مگر اون شعلون سے نکل بھی نہین سکتے ہین اور ہر شہزادہ شعلہ افگن ہر چہار
طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہے جب کہین پتا نہ ملا اور عقل اسکی حیران ہوئی اسنے صندوقچہ کھولا اور رقعہ
جمشیدی اوٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے شہزادہ خضران فلان صحرا مین زیر درخت انار بیٹھا ہے
شہزادہ یہہ سنکر وہان سے چلا یہان اسنے زیر درخت ٹھہر کر ماہیان اصلی کو زنبیل سے
نکال کر ڈال دیا اور خود گلیم اوڑھے ہوئے پاس کھڑے رہے اسواسطے کہ انکو بھی یہہ یقین تھا کہ
شہزادہ آتا ہوگا پس جیسا ہی دیکھا اسنے کہ جانب آسمان سے ایک برق چمکی ہے جلدی سے
تکلہ ماہیان کے زبان سے کھینچ لیا یہہ عرض کیا جا چکا ہے کہ خضران سامنے شہزادہ کے ماہیان
کی شکل بنے ہوئے کیسے تھے پس جیسے ہی شہزادہ نے دیکھا کہ ماہیان زیر درخت بیٹھی ہوئی
ہے خضران نے چمکر نعرہ کیا کہ خبردار مین آ پہونچا ماہیان نے جو شہزادہ شعلہ افگن کو دیکھا کہا کہ
اے برادر تم نے کیونکر مجھے ہاتھ سے اوس ظالم کے چھڑایا شہزادہ نے کہا او حرامزادی راز
تیرا کھل چکا مگر تو مکر کی باتین کیے جاتا ہے فریب سے باز نہین آتا ہے کہان جائیگا کہ میرے ہاتھ
سے ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری سر پر آ گئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہہ کہکر تیغ مارا ماہیان نے خالی دیا
اور دیکھا کہ یہہ دھوکے مین ہے اسکی مین لڑنا ٹھیک نہین غلطک مار کر صورت اپنی پری کی
بنائی اور اوڑ کر چلی ساتھ ہی شہزادہ نے آواز دی کہ حرامزادے تو سحر بھی جانتا ہے اچھا
دیکھون تو کیسا ساحر ہے اور دیکھ مین کیسا جادوگر ہون یہہ کہکر قلابازی اور باز بنکر پری کا پیچھا
کیا پری بھاگتی جاتی ہے اور کہتی جاتی ہے کہ ارے دیوانے مین خضران نہین ہون مین ماہیان
ہون تجھے کیا ہوا ہے شہزادہ ایک نہین سنتا ہے کہتا ہے پہلے مین دیوانہ
ہو چلا تھا مگر اب مین ہوشیار ہون دوست دشمن کو خوب پہچانتا ہون بغیر
مارے نہ چھوڑونگا آخر کار دونون مین بالا ہوا نیچے چلنے لگا یہہ حالت جو خضران
نے دیکھی جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک چڑی مار کی بنائی عنبری
باندھکر دستار خاتیر کا بنایا اور اوسمین لاسا لگا کر ایک بانس مین باندھکر
بلند کیا یہہ رنگ جو شہزادہ و ماہیان نے دیکھا پکار کر کہا او چڑی مار
دیوانے ارے ہم جانور نہین ہین انسان ہین تو یہہ کیا کرتا ہے چڑی مار نے
جواب دیا کہ اہا ہا ہا تم تو باتین مثل انسانون کے کرتے ہو بادشاہ بڑا بھی
قیمت تجکو دیگا اور تمھین سونے کے پنجرے مین بند کریگا عمدہ عمدہ گوشت کھلاویگا اور بہت

اونھین پتہ چل رہا ہے ادھر آپ بالش سے اوچک رہے ہین ہر جگہ سے شست باندھتے ہین کہ جہان
نیچے ہون کیا مارون اور وہ دونون ساحر لڑتے جاتے ہین یہہ لگا لیئے ساتھ ساتھ تھے
کہ چلتے چلتے ایک مقام پر باز نے بہری کو دبوچا اور مثل کوتے کے لیئے ہوئے زمین پر آیا
چاہتا تھا کہ اسے مار کر چڑی مار کا کام تمام کرون وہین سے اپنے ہنٹ اسلے ہنٹ کھڑا
تھا کہ ایک بار آپنے چپکے سے جال الیاس زنبیل سے نکال کر جو مارا باز بہری دونون
پھنس گئے جھٹ نکالے اونکو نذر زنبیل کر کے روانہ ہوئے راستے مین ایک گھسیارا ملا
اوس سے شہر کا پتا پوچھکر داخل شہر ہوئے دیکھا کہ شہر چھوٹا ہے مگر نہایت
آباد ہے دو طرفہ سڑک کے دوکانین حلوائیون نان بائیون کی ہین کہ اگر کوئی
مسافر وارد ہو کر بھوکا نہ رہے اور آگے بڑھے تو اور مختلف قسم کے دوکانین ملین
یہان تک کہ خوب سیر سے جسوقت تھکے ایک حلوائی کی دوکان پر چڑھ گئے دیکھا تو
گرم گرم پوریان تلی جا رہی ہین کڑاہ خوب کھول رہا ہے اوس سے کہا کہ سیر بھر
پوریان دے حلوائی کو پوریان جو تولنے لگا دونا بنا اسنے باز و بہری
دونون کو نکال کر کڑاہ کے اندر کھینچ مارا یہہ دونون جو گر کر کھولنے آپ تو
جست کر کے الگ ہو گئے حسقدر تیل یا گھی اوچھلا حلوائی پر پڑا وہ بھی کھینچتا
ہوا بھاگا اودہر باز و بہری جلنے لگے تھے تو اوسی وقت خاک ہو گئے پتا بھی
نہ لگا وہ جرا ہند بچلی کہ خاک نہ دی جاتی تھی بازار مین شور ہوا آن واحد مین
وہ دونون جلکر خاک ہوئے اور لاشین انسانون کی جلی ہوئے کڑاہ سے نکلکر علیحدہ
گرین آندھی چلی خاک اوڑی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا زلزلہ پیدا ہوا دو آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ مارا جوان کشتی یعنی نام مہا بیان خوش تقریر جادو شرارہ
افگن جادو بوالعجب مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات
سحر برطرف ہوئے اور لوگون کو معلوم ہوا کہ حاکم ہمارا مارا گیا شہر بیٹھنے لگے وہان
دریا سے آتش گل ہو گیا سب حصہ سحر برطرف ہو گئے لوگ رونے پیٹنے لگے آپ بصورت
اپنی ڈرالی بنائی اور مؤکل غضب دیگر داخل شہر ہوئے اور ندا دی خداوندا کوان نے
اسی شہر پر غضب نازل کیا ہے یہان تک کہ جو افسر تھا تمہارا وہ ہلاک ہوا جسے کہ اپنی
جان بچانا ہو وہ شہر خالی کر دے اور جانب صحرا روانہ ہو جائے ورنہ مال کے
ساتھ جان بھی جائیگی بس یہہ سننا تھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ بھاگنے
لگے عورتون نے بچون کو گودیون مین لگایا اور اسباب و مال و زیور سب
یونہین چھوڑا کیونکہ مؤکل غضب نے کہدیا تھا کہ اگر مال کی قسم سے کوئی ایک حبہ بھی
ساتھ لے جائیگا تو وہ اپنی جان سے جائیگا سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
بلکہ عورتون نے یہہ کیا کہ جو اسباب وہ پہنے ہوئی تھین اوسے بھی اوتار کر پھینک دیا
کہ جان سے گئے جان سے اگر چلتے تھے تو سحر پیدا اگر لین گے جسوقت شہر
خالی ہو گیا آپنے یا طلبیدان تمام شہر کے گھر گھر کو لوٹا ایک حبہ کسی کے گھر مین نہ چھوڑا
جب لوٹ سے فرصت ہوئی تو موکل رحمت نے دور جاکر صحرا مین آواز دی کہ شہر مین جاؤ صحرا خالی کرو

پھول ڈالے لینگے کھال تک اودھیڑو بیگلے و پیلینگے تدبیر لٹنگی ہا سے وہ ناشاد و نامراد مرنے جو گا
مکو لوٹ لیگیا زخم دل کے ٹانکے توڑ گیا کمر توٹی و بندگی و قیچی ہاتھ سے چھوڑ گیا رنگریزن جدا جلاتی تھی
عجب پا عجب رنگ سے آوازیں سناتی تھی کہ ہائے کوئی چور ایسا آیا کہ جسقدر کپڑے رنگنے کو آئے
تھے سب لیگیا لٹکن پر جو کسمبی چڑھا تھا رہی تھی وہ تک لیگیا دو پٹے پاجامے انگنی پر
جو پھیلے ہوئے مع انگنی سب غائب ہو گئے تمام صاحب کی انگیاں کرتیاں شلوکے جو ایک سے
ایک عمدہ تحفے ہر رنگ کے آئے تھے ایک نہ باقی رہا ایسا نیل کا ماٹھ بگڑا ہے کہ جس طرف دیکھو یہی
چرچا ہے باندھنوں کی چنریاں جو گوٹا اوپر میں فروخت کرنیکو طیار کی تھیں اور سبز رنگی ساریاں
ہائے سب اوڑا لیگیا ہمارا کلیجہ تو رنگ ساکی طرح کٹ گیا دل پھیکا ہو گیا ہائے گلابی یا دلی
فالسائی اودے گل انار سنہری چمپئی شربتی اور ململ کے دو پٹے کیسے کیسے نادر رنگ کے
پھیلا رکھے تھے ایک کو بھی جو اتنا مرگ نے نہ چھوڑا غرضکہ چاروں طرف غلغلہ مچا ہوا ہی
بازار کے بازار لٹے ہوئے پڑے ہیں حسرت برس رہی ہے تمام شہر میں سناٹا پڑا ہوا ہی
دوکانیں بند ہیں مکانات شہر سے صدا ہے گریہ و بکا بلند ہے بعض بعض خالی مکانوں اور
دوکانوں کو اہل محلہ اور بدمعاشوں نے لوٹ لیا ہے ہر گلی و کوچہ سے فریاد و الغیاث کے
سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا ہر شخص کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ہائے کوئی لوٹ لیگیا جھاڑو دیگیا تنکا نہ چھوڑا
گیا اہل محلہ کیا دوکاندار کیا اہل حرفہ و پیشہ ور سب کا ایک ہی حال تھا بقول شخصے ایک حمام میں سب ننگے
دوکانیں تاجروں کی لٹی ہوئی سب زینت و آرائش خاک میں ملی ہوئی جہاں دیکھو سناٹا سا ہے بھیروں
ناچ رہا ہے بازار شورہ فتاں گرم ہے متاع ہوش و حواس کھو کر ہر ایک رنج و غم و الم کا خریدار ہے بزازوں
کا جامہ عقل و شعور مکدر رہا [illegible] کی گلبدنی سپارہ جگر جسم کا ٹکڑا ہائے رنج افسوس سے رشک مشجر ستم سے یہ
اسطرح غربال جالی لوٹ سے تہ غصہ سے چہرہ لال شالباف کی کیفیت دیکھا تو تھا برق غضب [illegible] کا
مثل ماہ تاباں یہی کہ قبا سے عقل و خرد ٹکڑے ٹکڑے مثال کتان تھی یہی حال صرافے کا تھا کہ اس ہنگامہ
لوٹ سے تار ریگری میں کھوٹے کھرے کی پرکھ جانچ ہوتی تھی جو بدچلن تھا وہ ضرب تار تگری سے مثل
سکہ رائج الوقت رواں ورم و دینار کی طرح داغ جسم ہر عیاں اور بساط خانہ کی انبساط سب خاک میں
ملا دی تھی کچھ بساط تری تھی گلفروشوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے ساری بہار اپنی بھول گئے تھے نرگس آسا
ٹکٹکی باندھے حیران کار بلبل نمط پریشان و زار گل کی طرح گریباں چاک ہر یک سبزہ پامال و ہلاک تنبولنوں کی
سرخروئی زرد روئی سے بدل گئی تھی مارے رنج کے دھان پان تھیں نقصان کی جان سپاری میں
[illegible] منہ لال تھا انہیں کی بیز قدمی کا اثر تھا کہ جو نہ سنگ مرمر تھا حلوائیوں کے لیے امرتیاں قالمہ
گلگلے انہیں لوٹ مار نے قوام انکا بگاڑ دیا تھا شیرینی کے عوض تلخکامی کا مزا چکھا کبابی آتش
حسرت پر جلتے تھے دود غم سے کبابوں کے آنسو ٹپکتے تھے شور نالہ و بکا سے دل زخمی کو نمک کا مزا
ملتا تھا صورت کباب کلیجہ جلتا تھا بھٹیاروں کا بھی یہی حال تھا کہ سارے لٹے ہوئے ہرن ہو گئے دم بھر
وہاں ٹھہرنا محال ہوا بیچوں کی طرح ہر ایک پیچ و تاب کھاتا تھا کتنے پروار و مدار اڑا چلے چرخ انکی حال پر نہ
بدلتا تھا سینہ فلک سے دود آہ نکلتا تھا سنگ زنیں اور کبر تن ناریلی کے عوض پیر نرگ و دلکشی تھیں اور مارچ کی ہرکہ
رنج پاتی تھیں نارستان کو انکی بھی [illegible] حاصل تھی سب [illegible] فن کو رنج و ملال کا آسیب اتنا [illegible] کر دیا تھا خلاصہ یہ
ہجوم العباس میں سو [illegible] کو لوٹ جانیکی اور کچھ چرچا نہ تھا اس شہر میں کسی کا لڑکا چھٹ گیا تھا عورتوں کا زیور تو پہلی ہی لٹ گیا تھا

ہر ایک مقام پر اہل شہر کا مجمع تھا ایک ایک سے کہتا تھا کہ یارو یہہ خداوند سے نئی خدائی خداوندی
کی کہ گھر بھی لوٹا اور فرشتۂ رحمت بھیجکر ہمین سبکو بلوایا غرضکہ آپس مین ہر ایک کی قیل و قال ہوتی
رہی اور ہر ایک نو طرح کی تدبیرین اور فکرین ہوا کین آخر الامر ہوتے ہوتے سب نے بالاتفاق کہا کہ
اب ایک رائے خوب ہے کہ اب شب ساری پیٹکر یہین بسر کرو جب صبح طالع ہو تو تالاب
خداوند پر چلین گے اور وہ جو گنبد نکلتا ہے تالاب مین سے اور وہ پتلی طلائی جو سارے حالات
مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال معلوم ہو جائیگا کہ کون ہم لوگون کو آکر لوٹ
لیگیا اور فرشتۂ رحمت کیون آیا اور کسنے بھیجا یہہ سب حالات بخوبی معلوم ہو جا ئینگے چنانچہ
یہہ بات خواجہ نے بھی سنی کہ ان لوگون نے باہم یہہ امر قرار دیا ہے کہ رات تو جون تون
یہین بسر کر صبح کو تالاب خداوند پر چلین وہ جو گنبد تالاب مین سے نکلتا ہے اور پتلی طلائی
جو سارے حالات گذشتہ و آئندہ مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال
معلوم ہو جائیگا بس خواجہ خضران بن عمرو نے ان لوگون سے یہ بات سنکر فوراً اپنی شکل تبدیل
کر کے بانتظار صبح ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا کر کسی حلوائی کی دوکان پر جو خالی پڑی ہوئی تھی آ سے مین جا کر سو
رہے جب زلف لیلائے شب کمر تک پہنچی انکی آنکھ بند ہوئی اور لہر خواب بلند ہوئی
اوسوقت خواجہ نے عالم رویا مین دیکھا کہ مہر سپہر عیاری تشریف لائے جھک کے انھون
نے باپ کو مجرا کیا عمرو نے دعا دی اور کہا کہ بیٹا تو تو مجھ سے بھی بڑھ گیا ہے بیشک تو مرشد تھا
تم ولی نکلے تجھ اکیلے نے سارے شہر کو لوٹا تب بھی تیرا جی نہ بھرا سے گفتہ چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ جسطرح یہ سارا شہر لوٹا اوسیطرح نہین معلوم
کسقدر واقعے ہوے ہونگے اور کسقدر مال و دولت حاصل ہوئی ہو گی مگر کبھی پانچ پیسے بھی نیاز
کعبہ کو نہ بھیجے کہ ہمارا بھی دل خوش ہوتا کہ بیٹا ہمارا بڑا سعادتمند ہے اور نہایت محبت ہے
اور ہمارا خیال ہے اسکو خیر زیادہ نہین تو کم ہی سہی پھول کی جگہ پنکھڑی تھوڑا یا بہت
بھیجا تو مان کا پان بہشت ہے خیر دیکھا جائیگا پھر خواجہ خضران نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ
اے والد ماجد آپکی دوستی و محبت آپکی غمخواری و حق الخدمت دل حمزہ صاحبقران
پر نقش ہے اور تمام عالم جانتا ہے اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین ورنہ
شاہزادۂ بدیع الملک بھی اگر خیال فرمایا جائے تو گل ہین اوسی گلستان کے اور گوہر
نایاب ہین اوسی بحر سے کیونکہ صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ
بدیع الزمان اونکے بیٹے شاہزادہ عالیوقار شاہزادہ نور الدہر انکے نور نظر یعنی شاہزادہ
بدیع الملک جو ثانی الحال صاحبقران ثانی الحال ہین اونکی بھارت چشم زائل ہو نیکا
حال آپکو معلوم ہوا ہو گا کیونکہ جب لوٹنے کا حال آپ کو معلوم ہوا ہے تو یہہ حال بھی
ضرور معلوم ہوا ہو گا اور روانہ ہو جان آپکو لوٹنے اور مال حاصل کرنیکی فکر تو ہوئی طمع دنیا
آپکو دامنگیر ہوئی مگر آپنے کوئی فکر ایسی نہ فرمائی کہ جس سے شاہزادہ بلند اقتدار کی بینائی
کا بندوبست ہوتا اونکو دشمنوں نے جو اندھون مین ہم رحم ہوا ہو اور بعبارت دیگر انکے چشم لوتنی کی ہے انکی اچھے ہونیکا
انتظام ہوتا ہم سب اونھین کے بے درد مند جیسا کہ آنحضرت صاحبقران کیلئے جان نثار ہیں غلام بھی ویسی ہی
فکر مین کرتا ہے یہہ سب آپ ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا سچ تو یہ ہے کہ دنیا کے چھوڑنے کا تو چندان

سحر ہاتھون مین لیئے ہوئے بہر حفاظت بیٹھے رہتے ہین آخر گریبان سحر غم مین ان فریادیون
کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتلگاہ سپہر مین داخل ہوا نظم چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود +
بعد کشتن ز خواب سحر گہی بکشود + بترک روز نداے سحر گہی برسید + کہ سر ز خواب برآور کہ
چشم شب بغنود + رواج روز بپوشید ترک یغمائی + پرند کحلی گردون ز پشت شب بربود +
نواے نشیدہ شیدا از افق علم برزد + زچین فتادہ بہندوستان درفش کبود + اب خوب دن
نکل آیا ضیاے مہر جہانتاب سے جہان تیرہ و تار روشن و منور ہو گیا اب جو دیکھا تو دریا مین
ایک تلاطم پیدا ہوا اور پانی جوش مارنے لگا بعد اُس جوش و خروش کے دیکھا تو یکبیک
کلسی طلائی دریا کے اندر سے مثل آفتاب کے عجب آب و تاب سے نکلی اور اُس
کلسی پر ایک آفتاب بڑی چمک و دمک کے ساتھ نمایان تھا کہ اُس سے ایک روشنی پیدا
ہوئی دیکھنے والونکی نگاہین اُس آب و تاب کو دیکھکر خیرگی کرنے لگین خواجہ نے یہ کیفیت
دیکھکر ملیسم کہا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور تمام سامان شعبدہ بازی و نیرنگ
سازی کا دکھلائی دیتا ہے مگر یقین ہے کہ پتلی الرجو کی سونے ہی کی ہوگی تک اگر ایسا نہوتا تو والد
ماجد کبھی جھوٹ نہ بولتے لیس خواجہ یہ تصور کر ہی رہے تھے کہ اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھتے
ہین تو وسط دریا مین ایک گنبد مثل شعلہ آتش کے قائم ہے سب مردوزن جوق جوق آ کے
بیٹھے اور کنارہ پر ایک اژدہام کثیر لگا ہوا تھا یہ سب براے سجدہ جھکے اور ہر
ایک شخص ڈنڈوت و پرستش کر کے فریاد و استغاثہ کرنے لگا کہ ہم لٹ گئے تباہ و برباد
ہو گئے ہمکو کسی طرف کا نہ رکھا تمام مال و اسباب ہمارا لوٹ لیگیا گھر مین ایک توا تک نہ
چھوڑا برتنون کی قسم سے پانی پینے کا کٹورہ تک باقی نہ رکھا کپڑے کی یہ کیفیت ہے
کہ ایک چیتھڑا تک بدن پر نہین ہے ایک بیبی دو گوشہ سہندی کے نوکرون کی طرح آگا
پیچھا بڑا خستہ ہو رہا ہے لنگوٹی کے چار اُنگل کا کپڑا تک نہین ہے کہ اپنا ستر عورت کرین
سب یونہی برہنہ ہین سے بنگو بریانی سے بہتر نہین دیتا ہین لباس ہے یہ وہ
جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا + کسی متنفس کے پاس ایک تار پیرہن تک باقی نہین
رکھا بقول شاعر کہ شعر لگا دست درازی جنون تو اب کسپر + ہم اپنا جامہ ہستی اتار رکھتے
ہین + غرضکہ ہر طرف نعرہ و شور و فریاد بلند تھا ہر صغیر و کبیر کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ
ہاے ہم لٹ گئے فریاد ہے دہائی ہے سواے خداوند کے کس سے فریاد کرین ہماری
فریاد کو پہنچے کوئی ہمکو آکر لوٹ لیگیا اور سارے شہر کو تباہ و برباد کر دیا سبکو محتاج کر گیا کسی کام
کا نہ رکھا اور پھر اُسکا پتہ نہ ملا کہ کون لوٹ لیگیا جب اسطرح ان فریادیون نے صداے
نالہ و فریاد بلند کی تو گنبد سے آواز دی کہ اے غافلو اپنے ساتھ دشمن کو لیکر آئے ہو پہچانتے
نہین ہو وہ تمہارا لوٹنے والا تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے وہ دیکھو سنگھاسن کے پاس کھڑا
ہوا ہے یہی خواجہ عمران بن عمرو عیار ہے کہ جسنے تمام ملک کو تباہ و برباد کر کے بیچراغ کر دیا ہے
اسکے جاتے ہوئے رونق تک باقی نہین ہین یہ غضب بلا ہے نے ویران سے کر کے چلے
ساحران غدار و فسون سازان جفا شعار اُسکے نام سے مثل بید کانپتے ہین اور اُسکے
ہاتھون عاجز و پریشان ہو گئے ہین کہ مارے خوف کے تھراتے ہین ہزارون ملک

لاکھون ساحر اسکے ہاتھ سے ہزاران رنج و تعب انواع و اقسام کی تکلیفین اٹھا کے رہسپر
ملک عدم ہوئے جسطرف اسکا قدم گیا وہان کی صفائی کردی شاہان طلسم کے درباروں کو
ایسا لوٹا کہ سوائے نقش بوریا کے اور کچھ نہ چھوڑا جس گھر پر گئے جھاڑو دیدی تنکا تک نہ
چھوڑا اسکے خنجر نے لاکھون ساحرون کے خون چاٹے ہین ہزارون کے گلے کاٹے ہین
بڑے بڑے پہلوانان رستم شکوہ و شاہان انجم گروہ کے چراغ زندگانی اسنے گل کردیئے
ہین اسکی صرصر عیاری نے اونکی شمع حیات کو خاموش کردیا ہے دفتر کے دفتر اسکی عیاری و مکاری
کے حالات سے بھرے ہوئے ہین خداوند ساحری و جمشید اسکے بارے مین لکھ گئے ہین
کہ جہان عمرو عیار کا قدم آوے ساحر کو چاہیئے کہ اپنے تئین پوشیدہ کرے سربرندہ ساحران
و ریش تراشندہ کافران حلقہ فگن گوش گردن کشان بیک طرار خنجر گذار قلعہ گیر جنگ صاحب
قفلوبرہ و فرنگ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اسکا لقب ہے وہ دیکھو سامنے کھڑا ہے
جلد اسے گرفتار کرلینا چاہیئے نیاسے پتلی کا یہ کہنا تھا کہ لوگ چھپٹے اودھر اسنے جست کیا یا
مولا یا اللہ کہکر یہ خیال کرکے کہ شعر در دریائے بے پایان در بین طوفان موج افزا +
دم الفکندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا + یہ کہکر کہ شعر خداوندا برائے نوح میری ناخدائی کر +
محیط بیکران ہے اور میری کشتی ہے طوفان مین + وہی کردیگا بیڑا پار میرا اس ہلاکت سے
بچالی جیسے کشتی نوح کی طوفان سے ایک آن مین + فوراً یہ جست کرکے در گنبد پر جا پہنچے
پتلی نے شور مچانا شروع کیا کہ ارے حرامزادون آج سے ہماری زیارت کو ترسو گے اور
ہمیشہ کے محتاج رہو گے آج سے ہمارا دیدار تم لوگون کو نصیب ہوگا نہ کوئی حال گذشتہ و
آئندہ معلوم ہوگا افسوس ہے کہ آج سے تم لوگ ہماری زیارت سے محروم رہے انہون نے
آواز دی کہ کیون چین چین کرتی ہے قحبہ جیسے نہین رہتی یہ کہکر باراجال الیاسی اور وہ آدہ داخل
زنبیل کرلیا وہ بہتیرا شور و غل مچایا کی مگر یہ کب سنتے ہین پڑی رہ حرامزادی زنبیل مین بس
پتلی کے جاتے ہی گنبد در یاسب در گنبد ہوگیا یعنی دریا تو شعلہ بنکر برق سے اوڑ گیا
جسطرح کہ پارا آگ پر سے اوڑ جاتا ہے اور گنبد زمین پر آکر تڑاق سے گرا وہ جو بیس پچیس
آدمی کنارے دریا کے برائے محافظت و نگہبانی بیٹھے تھے وہ دوڑے کہ لینا جانے
نپائے بھلا اونکی کیا تاب و طاقت تھی اور کیا جان رکھتے تھے جو انکو گرفتار کرتے یہ ایک
برق ہین پھیلاوا ہین بقول شاعر کے سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم + اللہ ری
بیقراری کیا بیقرار ہین ہم + بس انھون نے جلدی سے وہ گنبد جو سونے کا تھا وہ بھی جھپٹ
جھٹ انھون نے داخل زنبیل کرلیا کہ اسکو کیون چھوڑون شاید میری تقدیر سے اسمین
بھی کچھ سونا لگا ہوگا تو کھرچ لونگا جب گنبد زمین پر سے اوڑ گیا اب وہ لوگ بہت گھبرائے
کہ ارے گنبد بھی غائب ہوگیا وہ اپنے مقام پر سے کھڑے کھڑے ہین کہ اسی بار ناریل
اور ترنج و گولے فولادی مارنے لگے یہ کوکران لوگون کی پشت پر آگئے وہ ناریل و ترنج وغیرہ
زمین پر گرکے خاک ہوگئے گولے فولادی بیکار گئے آسنے پشت پر سے نکال کے سفید مہرہ کہ
جسکی آواز چو فیصہ کوس تک جاتی ہے گڑگڑانا شروع کیا آواز دی کہ یا شرار و فسادیائین تمہارا ملک الموت
ہون تمہاری جان چھوڑونگا تھوڑی جبتک تم سبکو کھانہ لونگا جسطرح مال و اسباب تمہارا غائب ہوگیا ہے اسطرح یہ بھی

بھی تمھاری غائب ہو گئی اور حیرت کو تمھاری قبض کرونگا پس اپنی جان بری چاہتی ہو تو پھینکدو
جو کچھ تمھارے پاس ہے ان لوگوں نے نارنگی و ترنج و نارنج اور جو کچھ جھولیوں میں تھا اور
جسکے پاس جو روپیہ پیسا تھا سب نے پھینکنا شروع کر دیا اور آپ نے بھی پھینکنا شروع کیا لوگوں
نے دیکھا کہ جو چیز گرتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے اگرچہ سب ہو گئے تو معلوم ہوتی ہے پھر نہیں دکھلائی
دیتی کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا کوئی کہتا ہے یارو جان کی خیر مال ہی پھینکدو جسکے پاس
جو چیز ہو کہ اس بلا سے تو نجات ملے اور یہ سفید مہرہ برابر بجا رہے ہیں اسکی وہ مہیب آواز
ہے کہ معاذ اللہ ایک ہیبت سب کے دلوں پر چھائی ہوئی ہے اور مارے خوف کے روح
فنا ہوئی جاتی ہے جو چیز جسکے پاس ہے وہ برابر پھینکتا رہا ہے یہانتک کہ پاجامہ
انگرکھا بھی اوتار اوتار کر سب نے پھینکدیا ٹوپی یا دستار کسی کے سر پر نہ تھی سب لوگ
کپڑے اپنے پھینکتے جاتے تھے یہ برابر کہہ رہے ہیں کہ ارے پھینکدے ارے پھینکدے
اور لوگ مارے خوف کے کپڑے اوتار کے پھینک رہے ہیں عورتیں وغیرہ سب ایک
حال میں مبتلا ہیں ایک عالم میں سب ہی ننگے نظر آتا آدمی جو ایکدم سے برہنہ ہو گیا تو یہی معلوم
ہوتا تھا کہ یہ اہل عقل بیابانی پھر رہے ہیں سیل عریانی سے بہتر ہے وشیاطین لباس
پیروہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدھا اُلٹا تھوڑی دیر میں سب کے سب برہنہ ہو گئے وہ
جو ایک مقام پر سپاہی ساتھ ساحر بطور نگہبان و محافظ اس جگہ کے تھے وہ اپنے مقام پر
کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے انھوں نے کہا واہ بھئی واہ جسکو دیکھو برہنہ بھاگا چلا آتا ہے ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے اور کہہ رہا ہے کہ کیا کہیں ایک آفت پیچھے چلی آتی ہے اس
سے بچنا دشوار ہے میاں تم بھی بھاگو اور جو کچھ تمھارے پاس ہو پھینکدو کہ جان کا صدقہ
مال ہے جان رہیگی تو پھر سب کچھ ہو رہیگا اور حضرت سفید مہرہ پھونکتے چلے آتے ہیں
وہی حیرت اونپر بھی طاری ہوئی چنانچہ انھوں نے بھی مارے ڈر کے کپڑے اپنے
اوتار کے پھینکدیئے اور جو کچھ انکے پاس تھا سب نکال کے ڈالدیا وہ سب غائب
ہوتا چلا جاتا ہے یہ سب لوگ بھاگتے ہوئے کوہ قضا و قدر کی جانب چلے
طوفان بن سمرکش جادو جو اس مقام کا حاکم ہے وہ فی الحال شکار پر ہے فقط نصیر جادو
اس جگہ کا بندوبست و انتظام کر رہا تھا وہ یہ کیفیت دیکھکر جھپٹا اور ان ننگوں کو دیکھکر
اس نے ایک اسم جو دم کیا کہ ان سب کی پشت پر ایک دیوار آہنی پیدا ہوئی اور سب
اسکے اندر آ گئے حضرت آل بن عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھے ہوئے انھیں سب ننگوں کے
ساتھ آپ بھی اسی حصار آہنی کے اندر آ گئے اور جلدی سے آپ بھی ننگے ہو گئے
اور کہنے لگے کہ حضور ان سب لوگوں کے ساتھ میری بھی بہت عمدہ پوشاک لٹ گئی ہیں
مرد باجون اور فیخ مرد بار میرا نام ہے میرا سونے کا عصا اور لباس میرا بہت عمدہ تھا لیکن وہ
پگڑی وغیرہ سب چھینی تھی پھینکدیا اب ننگوں کے ساتھ میں بھی مرد ہو جاتی ہیں اب نصیب سب کو انکے ہمراہ لیکر
کوہ قضا و قدر کیطرف چلتا ہے کہ اسکا حال اب آئندہ کسی داستان میں پیش کش ناظرین با تمکین ہوگا
اب وقائع داستان لقا پیر امیر غرض کیے جاتے ہیں کہ ملکہ ساحرہ بھی یا ہیبان
[illegible] سے آجروس حقی کے حضرت آل بن عمرو

رہا ہو گئی تھی اور آنا دروشن القائی صحرائی نشین کا اور ان سب کا حرف قفل کرکے چلا جانا اور لقا بدار کا مصیبت
مین مبتلا ہو کر اور پھر لشکر کیجانب چلنا اور خضر انکا بختیارک شاتی کو گرفتار کرلینا اور مائن اہلش کو جانا اور گلزار
کو جانا ہوں اب لقا بدار کا حال بیان کیا جاتا ہے ناظرین با تمکین ملاحظہ فرماوین ساقی نامہ

گو مر ہے نوا ساقی لالہ فام + پیا سے پلا مجھکو گلرنگ جام + لبالب پلا جام ہو جم کی تقدیر + کرون جس سے
مین باغ مضمون کی سیر + بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + نمایندۂ نطق و ذہن
نظام + چنین ساز د آراستہ این کلام + نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی و زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش
بیانی گلشن فہم و ادراک مین پرواز کرکے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب لقا بدار کو بختیارک لے گیا تو عیار
لقا بدار کا صحرا مین انکو تلاش کرتا پھرتا تھا جبکہ لقا بدار سے ملاقات ہوئی تو اُسنے مرکب پیشکش
کیا اور انکو لشکر کی طرف لیکر چلا اب یہ راہ طے کرتے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے قریب ایک
کوہ کے آکر پہنچے تو دیکھا ایک آواز نہایت حزین و غمناک بڑے جوش و خروش سے آرہی ہے
اور کوئی شخص اشعار درد آمیز پڑھتا ہے اور روتا ہے آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نازنین
مہرجبین ہے کہ صدائے درد ناک سے رو رہی ہے اور نہایت سوز و گداز یہ شعر پڑھ رہی ہے شعر
ہ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبون کی تربت پہ شامیانہ ہوا + کبھی یہ کہتی ہے شعر
ہ کسی نے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی غریب کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا + اور گاہ یہ آواز حزین یہ کہتی
ہ مجکو صیاد یہ بھی یاد نہیں + کس جگہ میرا آشیانہ تھا + قبر شاہان دہر پر کوکب + شمع تھی اور نہ شامیانہ
تھا + بس اس آواز سے شاہزادہ عالیوقار یعنی لقا بدار سرخ پوش بیچین ہوکر اُسطرف کو چلے عیار
نے عرض کیا کہ حضور یہ خدا جانے کسکی آواز ہے ابھی ایک مصیبت تازہ سے خدا نے بچایا ہے
آپ اُسطرف کا قصد نہ فرمائیے کسواسطے کہ صحرا مین اکثر غول بیابانی آوازین بنا بناکر جس رنگ کا
آدمی دیکھتے ہین ویسی آواز بناکر اُسکو بہکاتے ہین اور لیجاکر آفت مین پھنساتے ہین شہزادہ نے
فرمایا کہ ہان مین بھی جانتا ہون اور اکثر مجکو امتحان و تجربہ اسکا ہو چکا ہے لیکن یہ آواز
تو دل کے ٹکڑے ٹکڑے اور اڑائے دیتی ہے ایک نشتر ہے کہ قلب حزین پر کسی نے
چبھو دیا نہ معلوم کس مصیبت مین اور کس بیکسی کے عالم مین یہ شخص ہے مین اس
آواز سے روگردانی نکرونگا چاہے کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن اگر تمہین خوف ہے تو تم
لشکر کی جانب چلے جاؤ لیکن مین بغیر خبر لائے نہ پلٹونگا اُس نے عرض کیا کہ غلام آپکو
تنہا چھوڑکر کہان جائیگا جو آپ کا حال وہ میرا احوال چلئے تشریف لے چلئے
غرض کہ شاہزادہ اور عیار دونون آواز کی طرف چلے جب قریب اُس
پہاڑ کے پہنچے تو وہ آواز آنا موقوف ہو گئی عیار نے عرض کیا
کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان تک تو اُس آواز نے آپکو بلایا اب
صدا سے برخاست اب چلئے یہ بھی مجبور ہوکر چلے تھے کہ پھر آواز
آئی کہ ہ اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین
او شہسوار لیتا جا + اب جو پلٹ کر دیکھا تو ایک آفتاب تابان
نظر آیا مگر جیسا کہ آفتاب لب بام ہوتا ہے مائل بہ زردی مثل زر خالص
کے زلفین او کبھی او کبھی چہرہ پر پڑی ہوئین اور اس ماہ طلعت کے

وہ عجب کیفیت دیتی تھی کہ سلسلہ زلف کو عارض جانان پر چھوٹتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا
یہ ثابت ہوتا ہے کہ بال جو اسکی پشت پر پڑے ہین انکی نسبت شاعر سچ کہتا ہے کہ سلسلہ قد سے بڑے
جو بال ہین اوسپر یہ ناز کر + دن وصل کا ہے کم شب ہجران دراز ہے + پس یہ کیفیت اس نازنین
کی دیکھکر قضا بلا رسیدہ وقار نے پوچھا کہ اس مقام پر آپکا آنا کیا باعث ہوا اور اس بیکسی سے رونے اور
ہار سے دل کھوتا دیکھنے سے کیا فائدہ میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے اور قلب مجروح یہ حال پر ملال
دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اسوقت تو تنہائی ہے پس اپنا مفصل حال بیان کر
کیا ہے کوئی آپکی سرگذشت سنکر دلشاد ہوگا کس لئے آپ یہان آئی ہین پس شہزادہ کا یہ کہنا
تھا کہ اسنے اپنی گلا ہونٹ بند کیا ... اسمین پتلی پتلی زنجیرین طلائی مثل بیڑیون
کے پڑی ہوئی ہین + اور گلے مین طوق سونے کا اور پاؤن مین بیڑیان طلائی پڑی ہوئی ہین وہ
طوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر کامل کے گرد ہالہ ہے اور اسلئے گلوگیر ہوا ہے کہ کسی سے بات کرنے
پائے ملکہ نے رو کر کہا کہ سلسلہ اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن ہین + سمجھا ہے طوق منت کو بہانے
میری گردن مین + اور وہ بیڑیان یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آنکی مثل شعاع آفتاب کے ہیکر برائے
قدمبوسی اس نازنین کے حاضر ہوئی ہین ... سلسلہ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پاؤن
درمیان ہے + یہ حضرت عشق کی سلسلہ جنبانی ہے کہ ایسی حسین مہ جبین کو یون اسیر سلسلہ
پیچ و خم کیا ہے مگر لازم اسیری عاشق و معشوق کو + اسکو طوق زر تو اسکو طوق آہن
چاہئے + مگر کیا کرتی مجبور تھی ... سختی سی پالکی اٹھائی + افتادہ تھی جو پڑی اٹھائی + اب
جو غور کر کے شہزادہ نے دیکھا کہ اس نازنین کی آنکھون سے آنسو پیہم جاری ہین ایک
لڑی ہے کہ چشم سے ہار اشکون کی بندھی ہوئی ہے وہ آنکھین ہین موتی کوٹ کوٹ
کے بھرے ہین انسے قطرات اشک مثل قطرات شبنم کے ٹپ ٹپ گر رہے ہین یہ کیفیت ہے
کہ دو طفل اشک آنکے نکل ایکطرف ایک اوسطرف + گر گئے دو نون تیل ایک اسطرف
ایک اوسطرف + شہزادہ والا تبار یہ حال دیکھ چشم پرنم ہوا اور کہنے لگا کہ اسکے
رونے نے لگائی جو آدھر مینہ کی جھڑی + تپش دل نے ادھر مینہ سے گرائی بجلی پس شہزادہ
نے جو دیکھا کہ یہ نازنین زار و قطار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہے اور اپنے کو شرمندہ کر رہی
ہے تو فرمانے لگا کہ اے فلک جفا کار و اے سپہر غدار تو نے یہ کیا اسکے ساتھ بد سلوکی کی
کہ ایسی نازنین کو ایسے مقام خارستان پر لاکر پھینکا ہے مجکو اسکی گریہ و زاری اور ہجوم اشکباری
سے نہایت صدمہ ہوتا ہے اور مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا ہے جو یون شور سے میر روتا
رہیگا + تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہیگا + مین وہ رونے والا اٹھا ہون جہان سے + جیسے ابر سال
روتا رہیگا + پس شہزادہ نے ملکہ سے کہا کہ آپ کچھ اس بے سروسامانی کا خیال نکرین اپنا نام نامی
و اسم گرامی سے مجکو مطلع فرمائین اور مفصل حال اپنے خاندان کا کہ آپ گل کس گلستان
خوبی کی اور ماہ کس آسمان خوبی کی ہین بیان فرمائیے ملکہ نے کہا کہ واقعی جسطرح مجھے اس فلک جفا شعار نے
برباد کیا ہے شاید ہی کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو خدا دشمن کو بھی یہ صدمہ جانکاہ نہ
دکھائے سنئے اپنا حال اگر بیان کرونگی تو آپکو بھی صدمہ ہوگا اور مجکو تو جو کچھ قلق و بیقراری ہے
ظاہر ہے اپنا حال پر ملال اگر آپ کے سامنے عرض کرون تو کیا عجب ہے کہ حشر و نشر ... بھی

نظر یا میں شعر ~ ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ یہاں ہی رو برو دیکھا تھا + ان باتوں کو اب
جو یاد کرتے ہیں تو اے درد + کچھ خواب سا تھا وہ جو کہ ہم دیکھا تھا + حضور یا قمر سے پہلے کل سامان عیش و عشرت
مہیا رہتا تھا کہ مہ جبین نازنین جلیسین ہمجولیاں و سہیلیاں سب ہمراہ رہتی تھیں خدمت کے لیے لونڈیاں
پیش خدمتیں کہاریاں وغیرہ دست بستہ حاضر تھیں ہر ذات عیش و طرب میں گذرتا تھا یا ایک دن یہ بے سر
و سامانی ہے کہ عالم تنہائی میں اپنے حال زار پر روتی ہوں اور کہتی ہوں کہ اے فلک کب تک مجھے در بدر
پھرائیگا یہ روز بد کب تک دکھائیگا ~ وادی غربت میں پھری پھروں میں وحشت لیے + ہر دم غم وا ندوہ سے
ہو بار مرکے جیے + کیا کیا نہ داغ اس زندگی میں چشم عبرت نے دیکھے + اگر یاد باشندوں کی ہم وطن کے
بہت رو یا کیے + غربت میں جا نکلے تھے کل ایک شہر ویران کی طرف + اک دن وہ باغ تھا کہ عندلیبان چمن کے
چہچہے اور قہقہے سنتی تھی جس گل کو شگفتہ دیکھتی تھی اپنا غنچہ خاطر بھی کھل جاتا تھا ایک مدہ و مسرت حاصل
ہوتی تھی یا اکیدن یہ ہے کہ خار غم و الم کا کانٹا سا دل میں کھٹکتا ہے دیدۂ نرگس کیطرح حیرانی و ذلت سے تل
کی صورت پریشانی ہے نہ پہنچی اب ایک کیا دیکھا تا ہے ~ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا + اے شہریار عالیوقار ایک شہر کو پشیر ہے مہرا سے سرکشان
دہر کے قریب میں بد نصیب وہاں کی شہزادی ہوں مجھے جس کا نام ہما ہے گوہر پوش ہے برعکس
نہند نام زنگی کافور + باپ کا میرے نام مہر کشان شاہ ہے میرا ماجرا عجیب خبر و حیرت انگیز ہے
ایک ساحر کہ نام اسکا اژدر وقت ہے اور وقتا اتفاقات روزگار سے اکیدن اسکا گذر ہمارے محل
کے جانب سے ہوا والدہ مہربان پر جو اسکی نگاہ پڑی وہ عاشق ہو گیا اور خواستگاری اسنے چاہی باپ
میرا اس روز شکار پر گیا ہوا تھا ملازموں نے تخت سے انکار کیا اور اس حرکت سے اسکی مانع
ہوئے وہ حرامزادہ کب مانتا تھا وہ کر بیٹھا میں جو کچھ کیا آخر الامر ہونے لگے بھی ہمارے
ملازم تاب مقاومت نہ لا سکے شکست کھائی کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ کر ادھر ادھر ہو گئے
وہ مردود ترا نہ اندر محل کے گھس آیا اور ظلم و بدعت کرنے لگا ماں نے میری جب یہ حال دیکھا سودہ
الماس پھانک لیا کچھ ملازمان جان نثار سے کسی نے سرشتہ میں والد کو اطلاع دی وہ یہ خبر سنتے ہی فورا
شکار سے واپس آئے اور جو کچھ فوج کہ ہمراہ شکار پر گئے ہمراہ تھے انکو لاکر اژدر وقت سے مقابلہ کیا تو
لڑائی ہوئی مگر غالب نہ آ سکے شکست پائی وہ ملعون اور زیادہ ظلم و بدعت پر آمادہ ہوا لوٹ مار کرنے لگا
اسی ہنگامہ میں بابا جان ہم سب لوگوں کے لیجانے کے لیے جو اندر محل کے تشریف لائے تو میری
مادر گرامی کو مردہ پایا دیکھا تو وہ جان بحق تسلیم ہو چکی تھیں اوس وقت کے رنج و صدمہ کا کیا حال بیان
کروں کہ کوہ غم دلپر ٹوٹ پڑا اسپر لاش اٹھا کر اور مجھ کمبخت کو ہمراہ لیکر دوسرے دروازہ سے چل نکلے میں
بھی روتی پیٹتی جنازہ کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ دفعۃً ایک چکر آیا اور مجھے اوٹھا کر یہاں لایا اب مجھے کچھ کیفیت
نہیں معلوم کہ باپ پر کیا گذری اور ماں کہاں دفن ہوئیں اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھوڑی دیر تک تو میں بیہوش
پڑی رہی اب جو میں نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئیں اس کوہ پر پایا اور ایک دیو مہیب منھ پھاڑ سا سامنے
کھڑا ہوا تالیاں بجا بجا کر گاتا ہے اور رقص فرمایاں کرتا ہے میں سہمی اور ڈری اور یقین ہوا کہ اب
قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکل جائیگا یہ حال دیکھکر میرا اسنے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ ڈرو نہیں
میں تمہیں تمہارے باپ کے پاس پہنچا دونگا بس میری بھی جان میں جان آگئی اور دل کو
ذرا ڈھارس ہوئی مگر آج تک نہ تو اس حرامزادے نے مجھے پہنچایا نہ کچھ خبر بابا جان کی

لا کر مجھے دی اسوقت آپکے آنے سے میرا دل بہل گیا اور سینے اپنا اور رو دل بیان کیا فرشتہ روح
راحت صحبت نا جنس عذاب جان الیم ✝ تیر صحبت چار زال نیم کمان دور سیا ✝ اب شہریار آپ تشریف
لیجائیے کہ قریب ہی کروہ موذی دیو خلیت آتا ہوگا اور آپکو خدا نخواستہ آزار پہنچائیگا تو مجھے اور زیادہ
قلق ہوگا جیتے جی مرجاؤنگی ہر چند دل یہی چاہتا ہے کہ آپ یہانسے کہیں نہ جائیں لیکن آپکی مفارقت گوارا نہیں ہے
مگر مجبوری ہے جاہئیے ایسا نہو کوئی آزار آپکے دشمنوں کو پہنچا جائے تو میرا قلب کیونکر اس صدمہ کا متحمل
ہوگا میرا زور میری آنکھوں پر ہے وہ کب تک مشتم ہوجائینگی جو گزری ہے بہتری اور ترچیگی ✝
بس اب آپ تشریف لیجائیے ✝ جو گزرنی ہے گزر جائیگی ✝ طبیعت کو ہوگا قلق چند روزہ ✝ ٹھہرتے
ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ✝ نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم تمہیں اس بلا مین
چھوڑ کر چلے جائیں اب جو کچھ ہوگا اسکا تماشا ہم دیکھینگے یہ تذکرہ تھا ہی کہ دیکھا ایک سناٹا اس صحرا
مین پیدا ہوا ملکہ نے کہا کہ یہ اسی حرامزادے کی آمد ہے للہ جسطرح بنے تم اپنے گھوڑے کو اور
سے چلے جاؤ کیونکہ اب تمکو اپنی جان سے زیادہ تمہاری جان کا خیال ہے جو کچھ جاہے گزر جائے مگر شہزادہ
تمہارے دشمنوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے خداوند نہ دکھائے کہ کوئی صدمہ تمہارے دشمنوں کو عالم
اور مین تو رنج اور صدمے اٹھانیکو پیدا ہی ہوئی ہوں اور مجھ سا بدنصیب تو دوسرا دنیا مین خلق ہی نہوا
ہوگا سے ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا ✝ غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی ✝
بس نقابدار اس طرف کو متوجہ ہوا کہ جدھر سے سناٹا پیدا ہوا تھا بس دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑ سے
کہ نمایان ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ باش باش اور انا ذرہ یہان بھی تو آگیا کس واسطے یہان آیا ہے
کیا چاہتا ہے کہ ملکہ کو بہکا لیجاؤن شہزادہ نے آواز دی چپ او قرمساق اب بہت اے حرامزادہ
مین تیرا ملک الموت آپہنچا اور اس بیکس کی مدد کو انشاء اللہ پہنچا ہوں یہ کہکر گھوڑے پر
دامن زرہ کو گردانکر مرکب غبار کے سپرد کرکے آپ پیدل چلے ادھر ملکہ نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور لگی عرض کرنے کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس غریبان
اے خداوند آسمانی مین تجھ سے یہ عرض کرتی ہون کہ اگر یہ نقابدار غالب ہو گو اسکا کچھ ہی نتیجہ
کیون نہو مگر مجھے اے پروردگار اپنا خالق جانونگی اور تجھے سجدہ کرونگی سے مجھے فضل کرتے
نہین لگتی بار ✝ نہو تجھ سے کیا یوں امیدوار ✝ اے خداوند تو واحد اس نقابدار کو اس
دیو زشت کردار پر فتحیاب کر ملکہ تو مصروف دعا رہی اور بیباک باک کر استغاثہ کر رہی ہے
ادھر وہ دیوار پشت نہنگ اسکے ہاتھ مین تھا وہی کھینچکر شاہزادہ پر
مارا اشخص بیترہ بدل کر اسکو خالی دیا وہ لوکا معمول ہے کہ جب ضرب
لگاتا ہے تاک کے تو ضرب لگانے کے وقت آنکھین بند کر لیتا ہے
شاہزادہ اسکے پہلو کے قریب آگیا اور اسکو معلوم نہوا کیونکہ ہنگام ضرب
آنکھین اسنے بند کر لین تھین اژدہا پشت نہنگ اسکا زمین مین دب گیا پکارا کہ ہا ئے
افسوس تیرا یہ نرم نرم گوشت زمین نے کھا لیا ہمارے حصہ مین
کچھ نہ آیا استخوان تیرے ریزہ ریزہ ہوگئے گوشت گوبرا ہوگیا مین اسکی ذائقہ سے
محروم ہی رہا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ شاہزادہ نے کہا کہ باش او حرامزادے
مین تیرا ملک الموت زندہ ہوں اب تو میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہان ہے

یہ کہکر شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسری شاخ دوسرے ہاتھ سے پکڑلی اور کہا کہ بھلا نکل
تو جا او ملعون دیکھون تو کیسا دیو ہے۔ اب یہ گھبرایا اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن انہون
نے دونون ہاتھون سے دونون شاخون کو پکڑلیا اور بیزدان پاک سمجھکے اب جو مضبوط تھا
اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن مگر ممکن نہوا اب یہ سامنے اُس دیو کو دوڑاتے تھے
اسنے قصد کیا کہ مین کاٹ کھاؤن جب یہ ادہر کو متوجہ کرتا تھا تو یہ شاخ کو تان دیتے تھے اور
جب یہ اودھر سے ہاتھ کیطرف رخ کرتا تھا تو یہ اودھری شاخ کو تان دیتے تھے یہ اور تھینے
با ہما ہلا جنبش بھی نہین کرسکتا تھا نکل جاتا تو سخت دلیر ہے اس کشمکش اور اسکے دیو ہین
جان کے لالے پڑے تھے دل مین کہتا تھا کہ عجب شخص سے پالا پڑا ہے یہ انسان سفید
دندان بڑے غضب کا ہے بس اب مینکے جو شاہزادہ نے جھٹکا مارا تو دونون شاخین اوسکی
زمین مین گرگئین سب نے کہا کہ ہون حمزہ عاشقان بناکے دکھا دیتے ہین عیار نے دیکھ کے آواز دی
کہ ماشاء اللہ چشم بد دور شاہزادہ جان نے بھی آکر اسی سن مین ایسے کام کیئے تھے بڑے بڑے دیوان
قوی ہیکل عظیم الجثہ کو زیر کرکے پیوند زمین کیا تھا دیوان قاف انکا نام سنکے کانپتے تھے اپنے
والد ماجد سے انکی کل کیفیت سنی ہے بس اے آقائے نامدار اس شکار کو جانے نہ دیجئے جلد
صید کیجئے شاہزادہ نے دیو خلیت سے کہا کہ اے حرامزادے کیا کہتا ہے مذہب سے
باز آتا ہے یا نہین اور شناخت پروردگار عالم اور اسکی وحدانیت مین اگر جانبری چاہتا ہے تو دل
دل سے مذہب خداپرستی اختیار کر دیکھا تو نے کہ خالق عالم نے مجھکو تجھ سے دیو گران کے اوپر
کسطرح فتحیاب کیا تجا برگ کاہ سمجھا کوہ گران کہان تو اور مین کہان یہ عبد ضعیف البنیان یہ اسی
وحدہ لاشریک کی صفت رزاقی وشان قہاری ہے کہ مور ناتوان نے پیل دمان کو زیر کرلیا
سے چو خواہد کہ ویران کند دورے + خورو فتنہ مقرر فرو دورا + دیو نے کہا ہزار بار مین خدا ہون خداوند
ابلیس پر کیا اون سے بھی کوئی بڑھکے دوسرا اور معلوم ہوتا ہے جو مین اسکی پرستش
کرون اور اسکو سجدہ کیا بابون بس یہ کہکر شاخون کو زمین سے ٹیک کر چاہتا تھا کہ
بھاگے شہزادہ نے جوجست کر ہاتھ تلوار کا مارا دونون پیر اسکے قلم کیئے اُس کوہ گران
کو کاٹ کر زمین پر ڈالدیا گویا گنبد کفر وضلالت کو بیخ وبنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا ملکہ نے
جو یہ تماشا دیکھا شاہزادہ کے زور وطاقت ہمت وجرأت دبدبہ وشوکت کی تعریف
کرنے لگی اور بے اختیار یہ شعر پڑھتی تھی اور شور تحسین وآفرین بلند کرتی تھی سے نظر لگے
نہ کہین اُنکے دست وبازو کو + یہ لوگ کیون میرے زخم جگر کو دیکھتے ہین ماشاء اللہ سبحان
اللہ خدا نظر بد سے بچائے کیا آپکی ہمت وجرأت کی صفت وثنا کیجائے زبان قاصر ہے
اتنے بڑے دیو طویل القامت کو آپنے چشم زدن مین زیر کرکے جہنم رسید کیا واہ کیا صفائی
کا ہاتھ پڑا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا مشہور تب لگا نہ رکھا سے لگا نہ رہنے
دیتے جھگڑے کو یار تو باقی + وہ ہاتھ مار سہے نہ رگ گلو باقی + یہ کہکر آبدیدہ ہوئی آواز دی کہ سے
چشم بیت لگا کے دو ورد لیس مست بیاؤ + سبو ہماری ناگہری ہم ہاتکین تم دیکھا + سے
پڑھتی تھی اور رنگ اوسکا حسرت ویاس سے بدلتا تھا شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ اے ملکہ یہ تمہارا
کہنا بجا ہے لیکن مین وہ آوارہ وسرگشتہ ہون کہ کوئی مقام میرے قیام کا نہین ہے

میری محبت و الفت سے باز آؤ مجھ سے دل نہ لگاؤ کہ مین مسافر ہون مجھ سے دل نہ لگا
کیا بھروسہ میرا رہا نہ رہا و دیگر مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت + مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت
نہ معلوم کس دشت پر خار مین دامن الجھے ہوئے ہمارے پڑے ہوئے + نکلے مجھ آوارۂ وطن غریب و یار بے
مونس و غمخوار سے اپنے دامن موانست کو پر غبار نہ کرو میرا حال کیا پوچھتی ہو کہ گھر کو چھوڑے
ہوئے مجھے مدت ہوئی صیاد تھے مجھے + کس شجر پہ تھا نشیمن نہیں کچھ یاد مجھے + قفس آئے میری روسے
بہت یاد کیا + فاختہ اڑانے لگے جب کرچکے برباد مجھے + اے ملکہ میرا حال قابل بیان نہین
ہے نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشہ و
خندان بشکل جام + اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول
درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + و دیگر ایک سینہ و فا ہین اور فگار ہین ہم +
ایک جیب تار تار رزو ہین اور تار تار ہین ہم + سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم + اللہ ری بیقراری
کیا بیقرار ہین ہم + افتادہ خاک پر تھے ہستی مین رو بقبلہ + پیر مغان کے آگے کیا انکسار ہین ہم +
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہوئے ہین + یان ورنہ تمکنت سے عالم پہ بار ہین ہم +
کعبہ کو جب کہ جائین رستہ مین کرلین توبہ + جب میکدہ مین آئین یارون کے یار ہین ہم + جو دیکھتا
ہے مجھکو کرتا ہے تجھسے الفت + یارب یہ کسکے دل کے صبر و قرار ہین ہم + ملکہ نے کہا
ای شہریار جا لیوفا ہین قسم وہی ہون کہ اتنا تو بتلا دیجئے کہ مین اُس نام و نشان سے آپکو یاد
کرون اور سمجھی رہون شہزادہ نے فرمایا کہ مجھ ننگ خاندان کے نام و نشان دریافت کرنیسے کیا
فائدہ ع بد نام کنندہ نکو نامے چند + بہتر ہے کہ ایسے یون ہی رہیئے وہ گمنامون کا نام کیا
پوچھتی ہو سے سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اوسکا ہی چھیڑو + یہ فانہ بدوشون سے
تو پوچھا سنا نہ کیا + یہ نام بتانے کے لائق نہیں ہے بابا دادا کے نام رکھوانے والے
کا اگر نام معلوم ہوا تو سبھی معلوم ہی ہوجائیگا شہزادہ نے جب یہ کہا ملکہ نے کہا اے
صاحب جتنا تمسے تکلف کیا ہے نتیجہ ہول یہ سمجھے اگرچہ پھر مین تخم الفت کا ای ستمگر ہم نہ
بوتے + تو کبھا لقیتا کہ اوسکے پیچھے کبھی تو ہے نہ سوتے + نہ ایسا کانپون مین تیری خاطر
سکتے ہین نالے بھرے ہین روتے + خراب و خستہ ذلیل و رسوا ہوئے ہین سنے نہ اسپہ بوتے
شہزادہ نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی اور گود سے اتارا اور ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف
چلے اور بعد طے مراحل و قطع منازل اپنے لشکر مین پہنچے سواری کسی کانون پا خیمہ سے متصل
مجانر کے ہم پہنچالی اسمین ملکہ کو سوار کرلیا تھا وہ تھا قیم لشکرین داخل ہوگیا شہزادہ
نے ملکہ کو علیحدہ خیمہ مین فروکش کیا تمام رفیق و مصاحب حیران تھے کہ شہزادہ کس کو اپنے
ہمراہ لایا معلوم نہیں کہ کون ہے کو سرو ریح عظمت اور کون اختر برج عفت ہے
آپسمین یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ قرنخ نے سارا حال بیان کیا یعنی شہزادہ کو جو
کا اٹھا لیجانا کہ ماہیان خوش تقریر ایک ساحرہ تھی کہ شہزادہ پر عاشق ہوکر اُٹھا
لیگئی تھی پنجہ بگر اور اجر وس جن کی مدد سے شہزادہ کا رہا ہونا اور آنا اور ورود
القا سے تخت صحرا نشین کا اور اُن سبکا سحر دفع کرکے اُنکا واپس جانا شہزادہ کا
ممنون ہوکر انکو رخصت کرنا اور پھر شہزادہ لشکر کی جانب روانہ ہونا اور خواجہ کا سنجنیار گاوانی

کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جانا اپنا شہزادہ کی تلاش میں صحرا بصحرا پھرنا شہزادہ کا ساحرہ سے نجات پاکر اپنے
لشکر کیطرف آنا اور ایک صحرا میں قریب کوہ شہزادہ سے ملاقات ہونا پہاڑ پر سے ایک آدم و اژدر ناک
کا ظاہر ہونا شہزادہ کا کوہ پر جانا اور صاحب آواز کی تلاش کرنا ملکہ سے ملاقات ہونا اور دریافت حال
کرنا زبانی ملکہ کے یہ معلوم ہونا کہ میں دختر سرکشان شاہ ہوں دیو مجکو بنگلہ سے اٹھا لایا مجکو اپنے باپ
کا کچھ حال معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور انپر کیا گذری پھر شہزادہ کا دیو کو قتل کر کے ملکہ کو اسکی قید سے
رہا کرنا اور اپنے ہمراہ لانا یہ سب حال فرخ نے بیان کیا رفیق و مصاحب شاہزادہ کے یہ حال
سنکے سجدہ شکر بجا لائے اور شہزادہ کے لشکر میں آنے سے نہایت خوش ہوئے آقائے نامدار
کے آنے سے سب لشکر کے جان میں جان آگئی شکریہ خداوند کریم بجا لائے الحاصل شہزادہ
قریب شام تو لشکر میں آیا ہی تھا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا کہ شام ہو گئی شاہزادہ نے
اپنے خیمہ میں آرام فرمایا۔ جبکہ نقابدار سپہر چرخ چہارم نے خیمہ مغرب سے نکلکر نقاب ظلمت شب
کو چہرہ سے اٹھا دیا اور اپنی ضیاء رخ انور سے تمام عالم کو روشن و منور کر دیا۔ ناگاہ از جیب افق
خنجر صبح + برتن شب کسوت ظلمت درید + تا کہ کند زندہ دل مردہ را + صبح چو عیسی نفسی بر کشید
دامن فلک — دستہ ریحان درود + سرخ گل از سبزہ گردون دمید + شاہزادہ بیدار ہوا نماز صبح ادا
فرمائی اور درود وظائف سے فراغت کر کے ملکہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ میں تمہارے
خاندان سے واقف ہو گیا اور باپ تمہارے سرکشان شاہ وہ بھی ساتھ شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران کے نابینا ہو گئے ہیں اور اُنکے لشکر میں موجود ہیں میں تمکو کہاں کہاں اپنے ہمراہ
لئے پھرونگا اور ہمارے خاندان کے خلاف بھی یہ امر ہے کہ عورت کو ساتھ لئے پھریں
اس سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں تمکو وہیں بھیجدوں جہاں تمہارے والد بزرگوار ہیں
اور ایک نوشتہ کامل میں تحریر کئے دیتا ہوں تمہاری حفاظت و نگہبانی کے لئے تمکو بعزت و حرمت
تمام نہایت عفت و عصمت کے ساتھ لشکر میں صاحبقران کے پہنچا دینگے تم وہاں با آرام
تمام پہونچ جاؤگی اپنے باپ سے ملوگی شہزادہ نے جو یہ کہا اسوقت دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں سے زار
و قطار آنسو جاری ہیں مثل ابر نوبہار کے جھڑی لگی ہوئی ہے متصل اشک جاری ہیں اور یہ کہہ
رہی ہے کہ میں آپکی مفارقت کی کیونکر متحمل ہونگی عجب نہیں ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پھڑک
کر نکل جائے اس سے تو کاش دیو ہی مجھے کھا لیتا تو بہتر تھا کہ اس صدمہ فراق سے بچتی معلوم ہوا
کہ میں آپکی کنیزی کے بھی لائق نہیں ہوں شاہزادہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لایا ملکہ نے کہا کہ
چہرہ انور تو مجھے زرا دکھا دیجیے اور یہ کہکر نقاب چہرہ سے الٹ دی اور کہنے لگی کہ نقاب
افگندن الٹ کر آپنے تماشہ فرمایا + جمال آفتاب زرہ پرورد دیکھتے جاؤ + اب جو دیکھا تو ایک ماہ
طلعت پری صورت ہے کہ آفتاب تابان بھی اُسکے آگے شرمندہ ہے چہرہ مثل ماہ کامل
شب چہاردہ کے روشن ہے ابروان خمدار تیغ آبدار یا قوس قزح کا لطف دکھا رہی ہیں مژگان
صورت سنان کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہیں رخسار تابان پر سبزہ خط کی بہار ہے سرو قامت سہی بالا
گر حسن و جمال کا گوہر یکتا ابرو ہلال فلک ہیں بدر سما ہے چشم جادو نرگس شہلا ہے قطعہ
ملتے ہیں مگر تھا حسن کا بانی یوسف + رکھتا تھا کہاں یہ نوجوانی یوسف + سب کہتے ہیں کہ یہ بات
یون تھا دون بھتا + ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف + نوجوان حسین کمسن

آفتاب سے رو خال ہندو چشم جادو یوسف ثانی اوٹھتی جوانی نشہ شباب مین چہرے دو چشم دو آہوے
مردم شکار دو ابرو دو سر فتنہ اور زنگار رخ پر خندہ کر لب برائے تلخیت نمک بر دل خستگان ریختے ملکہ
نے کہا کہ ہان صاحب کیون نہو واقعی مین آپکے تلوے کے برابر بھی نہین ہون آپکا جمال باکمال دیکھکر
یوسف بھی ہوتا تو شرما جاتا اوسوقت شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمھاری مفارقت ایک لمحہ کے
بھی گوارا نہین ہے مگر مین مجبور ہون شاہزادہ بدیع الملک کے یہان تمکو بھیجے دیتا ہون اور بہت
قریب ہے کہ مین بھی لشکر مین آکر شریک ہون بس یہ کہکر آپ نے ایک خط شاہزادہ بدیع الملک کو
لکھا کہ یہ امانت میری آپ کے پاس رہے مین آپکی سپردگی مین بھیجتا ہون اور باپ اسکا سمرقشان
شاہ آپکے لشکر مین موجود ہے یہ دختر نیک اختر اسکی حاضر ہوتی ہے اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے
عیار کے حوالہ کیا کہ وہ بھی نقابدار تھا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر دیا اوسوقت کی مفارقت کا حال
کیا بیان کیا جاے گل و بلبل کی جدائی شمع و پروانہ کی ایک دوسرے سے جدا حیرت عجب وقت یاس و
بیکسی کا تھا ایک نے دوسرے کو رخصت کیا سنگ صبر کلیجہ پر رکھکے شاہزادہ نے کہا
لو ملکہ خدا حافظ و ناصر ہے ملکہ نے رو کر کہا خداوند عالم تمھارا نگہبان رہے ہمارا ابھی تمھین دھیان ہے
دونون پر عالم گریہ طاری ہوا چشمہ اشک جاری ہوا الوداع کہکے باہم رخصت ہوے سے وہ رو
رو سکے دوا ہے غم یون ملے کہ جسطرح سیانون سے بھادون ملے غرض کہ ملکہ کو با چشم اشکبار و دل
بیقرار محافہ مین سوار کیا اور خود نالان و گریان اپنے خیمہ کا رخ لیا جب یہ محافہ مسافت راہ طے کرکے
لشکر بدیع الملک صاحبقران مین پہنچا تو محافہ کے ہمراہ جو عیار نقابدار آیا اوسنے عرضی دعا
خدمت صاحبقران مین حاضر کیا شاہزادہ عالم تبت نے نام نقابدار سرخ پوش کا سنکے
یہ فرمایا کہ مین نہایت ہی ممنون و مشکور ہوا اور اے بھائی ہرچند کہ نقابدار کی ہم بھی سے اور میری
طرفداری کرنے سے اور مجھے ان کفار کے ہاتھ سے بچانیکا یہ باعث معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی
گلہ لشکر صاحبقرانی سے جسکو یہ صدف برباد کرنا چاہتے ہین بھائی تو نے یہ دیکھا کہ [illegible]
سے گلچینون نے غارت یہ گلستان کے اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین یہ شعر پڑھکر
فرمایا کہ مین نہایت ممنون ہونگا کہ یہ بتلاو کہ یہ گل اوسی گلستان کا ہے اور یہ عندلیبان سرخ پوش اوسی
گلزار ہمیشہ بہار کے بلبل مین اوسوقت یہ عیار نقابدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ حضور قریب ہے کہ آپکے دیدہ
انکا حال و نام سب افشا ہو جائیگا وہی حال ہے بقول شاعر کے قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو دل ہی جانیگا ذرا
فصل بہار آنے دو یہ تو حضور پر طاقت نہین ہے کہ ہم عرض کر سکین اور نقابدار عالیمقدار کی نہایت ممانعت ہے فرماتے ہین کہ
جیسے ابھی کونسا ایسا کار نمایان ظہور مین آیا ہے جو مین اپنے نام و نشان سے آگاہ کرون اور ماشاءاللہ حضور نے تو
وہ کار نمایان کئے ہین یعنی عہد صاحبقرانی مین جبکہ امیر ثانی تشریف رکھتے تھے طلسم کہ آپ نے فتح کئے اور کسیکے
احتیاط طلسم دیکھنا بھی نصیب نہوگا اور جیسا کہ داب صاحبقران کے سامنے آپنے رکھا ایسا کسی نے نہین کیا اور صاحبقران
اول کے ساتھ بھی یہ بات کسی اور کو حاصل نہین ہے جو بیٹے بھائی یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ عرضی پڑھی جاے اور عیار کو خلعت سے
تخلیہ کیا جاے عرضی پڑھی گئی شاہزادہ بدیع الملک نے عرضی سنکے نقابدار کا نہایت شکریہ ادا کیا اور سمرقشان شاہ سے
کہا کہ دختر تمھاری آئی ہے اور یہ کہکر اپنی ناموس مین بھیجدیا کہ خبردار اسکی بہت خاطر کرنا اور اسکی دلشکنی نہونے پاوے یہ امانت ہے
نقابدار سرخ پوش کی اور نقابدار کو لکھا کہ خداوند [illegible] ذرہ مین اسکی شادی آپکے ساتھ کرون اور میرا جو [illegible]
یہ ظاہر ہے میرا سب نقابدار تیرے ہین نامہ کو پڑھکر بہت خوش ہوا اب یہ سنو کہ کیا نقابدار معروف ہوتے ہین انکا حال آگے

لیکن اب یہان سے داستان شیر نگ قاف کی آغاز کیجاتی ہے ❊ سخن دانی کہ معنے
ساز گردہ ❊ سخن را چنین آغاز کردہ ❊ راوی بیان کرتا ہے کہ شیر نگ قاف اقالیم پرستان مین
اقلیم پنجم ہے مالک یہان کا شیر نگ شاہ کجکلاہ ہے اور اٹھارہ لاکھ فوج کا مالک ہے بڑے
بڑے زبردست دیو اسکی فوج مین ہین کہ حال انکا بر وقت تحریر ہوگا اور بھائی اسکا گیر نگ شاہ
کجکلاہ طلسم شیر نگ قاف کا بادشاہ ہے غرضکہ اقلیم پنجم کی حکومت ظاہری و باطنی انھین دونون
بھائیون کی ہے اسی اقلیم مین ایک صحرا ہے کہ دیوار بلند سے محیط کر کے نام اسکا گلستان عدم رکھدیا
گیا ہے بنا اسکی جناب سلیمان کے وقت سے ہے یہ دراصل زندانخانہ قاف ہے جو دیو و پری کہ لائق سزا
سخت ہوتے ہین وہ اسی گلستان عدم مین قید کردیئے جاتے ہین جو یہان آتا ہے پھر نہین نکلنے پاتا
ہے اسی باعث سے اسکو گلستان عدم کہتے ہین اس زندانخانہ مین داخل ہونا گویا ہستی سے عدم
مین جانا ہے غرضکہ رفتہ رفتہ اسقدر جمعیت بڑھی کہ لوگ یہان ہر قسم کے کاروبار مین مصروف ہوگئے
گویا ایک ملک آباد ہوگیا آپسمین شادیان بیاہ ہونے لگے اُنسے پود بڑھی لوگ ہر پیشہ کے موجود ہین
جسکو جو کام آتا تھا اُسنے اُسے ترقی دی یہان تک کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت و ہر پیشہ کے لوگ یہان
موجود ہین اب یہ زندانخانہ خود ایک ملک وسیع ہے جسے ایک قلعہ محکم کہنا چاہیئے کہ دیوار بلند و مستحکم
حصار کیئے ہوئے ہے ہر قسم کے علوم و فنون سکھائے جاتے ہین مدارس کھلے ہوئے ہین کہین فن سپہگری
کی تعلیم کسی جا اصلاح جنگ ہنکر فروخت ہوتے ہین آپسمین امتحان ہوتے ہین آزمایش ہنگامہ و جدل ہوتی
ہے یہانتک کہ نو دیو ایسے زبردست و بہادر نکلے کہ انھون نے تمام دیوان گلستان عدم کو محکوم کرلیا
لیکن آپسمین روز مرہ کشمکش رہا کرتی ہین بازار خانہ جنگی گرم رہتا ہے یہ حال دیکھکر دیو برق برلق کہ
مالک زندانخانہ تھا سوچا کہ اب یہ لوگ سرکش ہوگئے جس روز یلغار کر کے نکل پڑینگے کسکے روکے رُک سکتے
ہین اول مجکو غارت و برباد کردینگے بعد اُسکے بادشاہ شیر نگ قاف کا ملک تباہ کرینگے ہرچند کہ بادشاہ
پاس اٹھارہ لاکھ فوج ہے لیکن وہ عالم غفلت مین ہے یہ نو لاکھ ہین اگر یکبارگی جا پڑینگے کچھ بنائے نہ
بنیگی اسکا کچھ انتظام کرنا چاہیئے اور بالفرض بادشاہ شیر نگ کجکلاہ انجام مین فتحیاب بھی ہوا تو مجھے کیا سبسے
کہ تو پہلے ہی لقمۂ اجل ہو جاؤنگا لہذا اسکی اطلاع بادشاہ کو کرنا چاہیئے کہ وہ کوئی معقول بندوبست کرے
یہ اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا اسنے سامنے سے عیار اسکا کہ نام اُسکا مہتر خر چال ہے آیا سلام کیا اور
مالک کو متردد و متفکر پاکر عرض کیا کہ کیا فکر ہے اور کونسی تشویش ہے کہ رنگ رو متغیر ہے خدا نخواستہ
مزاج مبارک کیسا ہے دیو برق برلق نے کہا کہ اے خر چال مجھے اس وقت ایک تازہ فکر پیدا ہوئی ہے
جسکا مین نے پہلے سے خیال نہ کیا اب معاملہ سخت و دشوار معلوم ہوتا ہے اور کوئی چارہ کار نہین معلوم
ہوتا خر چال نے کہا کہ شعر ❊ مشکلے نیست کہ آسان نشود ❊ مرد باید کہ ہراسان نشود ❊ اے شہریار آپ
خاندان شاہی سے ہین ہرچند کہ شیر نگ شاہ نے آپ سے ناراض ہو کر ایک قسم کا قیدی آپکو
بنایا کہ زندانخانہ کا حاکم کیا معمولی آدمیون کے واسطے اندر داخل ہونا قید تصور کیا جاتا ہے اور رئیسون
امیرون کے واسطے زندان کی حکومت بجائے اسیری و قید ہے اس لیئے کہ حاکم قیدی اور محکوم قیدی
کا لہذا معلوم رہے لہذا آپکو لازم نہین ہے کہ گھبرا جایئے کیسی ہی مصیبت سخت ہو مگر استقلال سے
کام لینا چاہیئے آخر بیان تو فرمایئے کہ وہ کیا بات ہے اس کلام سے دیو خر چال کے برق برلق کو گونہ
ڈھارس ہوئی اور کہا مجھے ان زندانیون سے اندیشہ ہے دیو خر چال ہنسا اور کہا معلوم ہوتا ہے

کہ تیری قسمت مین سلطنت ہے برق برق حیران ہوا کہ مین خوف و اندیشہ ظاہر کرتا ہون اور یہ کہتا
ہے کہ سلطنت تقدیر مین ہے ہارون گھٹانا ہو سے آنکھ جواب دیا کہ اسے خرچال مجھے تو تردد ہے
اور تو تعجب کرتا ہے یہ سب سرکش ہو گئے ہین سامان حرب و ہتیار وغیرہ سب انکے پاس موجود ہے یہی غنیمت
جان کہ ان کو آپس کی خانہ جنگیون سے فرصت نہین ہے اور خیال آزادی دل مین پیدا نہین ہوا
ہے ورنہ مشکل پڑ جائیگی کچھ بنائے نہ بنیگی دیو خرچال نے عرض کیا کہ اسے شاہنشاہ برق برق
پہلے میری ہی نذر قبول ہو اور مجھے بوقت حکومت بھول نہ جائیے گا اس واسطے کہ حکومت پاکر دماغ
بدل جاتا ہے رفقائے قدیم کا خیال کم ہو جاتا ہے میری نظرون مین آپ شاہ دیوان نظر آتے ہین
اور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے مسخرکرون وہ وقت اور ہوتا ہے جبکہ خوش مذاقی کیجاتی ہے کہ
روسا کا دل بہلے یہ جو کچھ مین کہتا ہون اسے صحیح جاننا اور میرا ذمہ اگر تو بادشاہ نہ ہوجائے تو مین نے
اپنا خون تجکو بحل کیا اور اگر تو بادشاہ ہوجائے تو مجھے وزیر کرنا یہ سنکر دیو برق برق نے کہا کہ یہ مین نے
مانا اور اسی وقت دونون مین قسم کے ساتھ معاہدہ ہوا اب دیو خرچال نے کہا کہ آپ اشتہار دیجئے
کہ یہان سے یہان آج کے آٹھوین روز دنگل ہے جسقدر دیو ہمارے گلستان عدم کے پہلوان
ہین سب جمع ہو کر لڑین انکو خاطر خواہ انعام دیا جائیگا جس وقت وہ سب جمع ہون اور ان مین
آزمائش زور و طاقت ہوجائے اس وقت صلاح بتلاؤنگا جس سے تاج شاہنشاہی تیرے
سر پر جلوہ فگن ہوگا برق برق نے اسکی رائے کے موافق اعلان کیا اور روز معین اکھاڑا
درست کر دیا گیا ہر چہار طرف کرسیان دنگل بچھ گئے صدر مین برق برق مع دیو خرچال آکر
بیٹھا اور دیگر دیوان زبردست آکر ان دنگلون پر بیٹھنے لگے چار گھڑی دن چڑھے تک سب
پہلوان آکر جمع ہوگئے اور دیگر تماشائیون کا اس قدر مجمع ہو گیا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا اور
یہ حالت تھی لوگ آپس مین کہتے تھے کہ جب سے یہ مقام آباد ہوا آج تک ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا
یہ پہلا روز تھا کہ ان قیدیون مین شان آزادی پیدا ہوئی نہایت جوش مسرت تھا اور دیو
اشتقال کہ تمام دیوون سے دراز قد و زبردست تھا ایک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیو برق برق
نے کہا کہ اسے دیو اشتقال تم ان لوگون سے واقف ہو برابر کی جوڑین تجویز کر کے ان کو لڑاؤ کہ
کمزور و زبردست کا حال معلوم ہو دیو اشتقال نے حسب الحکم برق برق دارو غہ زندانخانہ
جوڑین تجویز کر لڑانا شروع کین کئی سو جوڑین لڑین اسی طرح تین چار روز تک برابر میدان کشتی
گرم رہا آخر روز آٹھ دیو دیو اشتقال نے منتخب کئے کہ تمام دیوان گلستان عدم سے زبردست
تھے اور دیو اشتقال ان سے بھی زبردست تھا اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا سب اپنے اپنے
گھر گئے اور برق برق نے حسب صلاح دیو خرچال ان دیوان منتخب کو مع دیو خرچال روک لیا
اور ان کی دعوت کی جبکہ جلسہ دعوت مین جبکہ دور جام شراب کا چل رہا تھا ہو شاہوش و نوشانوش
کی صدا بلند تھی برق برق نے کہا کہ اب تک تم لوگ زندانی کہلاتے ہو اگر تم کو اس قید سے
رہائی حاصل ہو کر دولت و مال دستیاب ہونے کی صلاح بتلائی جائے تو تم کچھ احسان الٹھاؤگے یا نہین
سب متفق ہو کر کہ اسے دارو غہ صاحب اس سے بڑھ کر کیا بات ہے زندگی
اور بعد آزادی بھی آپ کی اطاعت کے اسیر اپنے کو تصور کیا کرینگے دیو
تم سب کو ایسی تدبیر بتاتا ہون کہ قاف مین ناموری حاصل ہو بلکہ و

[illegible]

آفاق مین سے تم لوگون کا شمار ہو لیکن مجھے ہمارا ابھی حق تم لوگ سمجھتے ہو انھون نے عرض کیا کہ آپ کو
اپنا محسن تصور کرین گے مالک جانینگے اُس وقت برق برق نے ان سے عہد واثق لیا اور ان سے
قسم ابلیس کی کھا کر کہا کہ ہم جادۂ اطاعت سے کسی وقت مین قدم نہ نکالین گے یہ سُن کر برق برق
نے کہا کہ اچھا اب وہ تدبیر سنو سب بگوش ہوش متوجہ ہوے برق برق نے کہا کہ مجھے مردم شماری
سے معلوم ہوا کہ بارہ لاکھ دیو علاوہ بچون اور پریون کے اس مقام پر رہتے ہین جنمین سے تین
لاکھ ضعیف و ناتوان ہین کو علٰحدہ کردو اور نو لاکھ دیو منتخب کرکے اُن کا لشکر تیار کرو اور تم مین سے ہر ایک
ایک لاکھ دیو کی سرداری کرے اور دیو اشقال کو سپہ سالار کیجیے اور مجھ کو بادشاہ مانے جس وقت
یہ سامان درست ہو کر ایک سلطنت محکم قایم ہو جائے اُس وقت یہان سے نکل کر ملک گیری کرنا شروع کرو
یہانتک کہ بزور و طاقت اپنے کو شہنشاہ کے مقابلے پر پہونچا دو کہ اگر وہ لڑے تو اُس سے
کلمہ بکلمہ لڑین اور اگر نہ لڑے تو اُس سے مزاحمت نہ کرین اس لیے کہ یہ وہ قاف مین صدہا
ملک ایسے ہین جنکا قبضہ مین کرنا اور حصول مال و دولت سے اقتدار کا بڑھانا آسان ہے
پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے بادشاہ سے لڑین ہان اگر وہ خود بگاڑ کریگا تو دیکھا جائیگا یہ
سُن کر تمام دیو خوش و مسرور ہوے تالیان بجانے اور ناچنے لگے یہ معلوم ہوا کہ بہروہ قاف
پر انکا اسی وقت سے قبضہ ہو گیا قہقہون کی صداؤن سے گنبد فلک گونج اٹھا اور دیوؤن نے
برق برق سے کہا کہ ہمین اطاعت قبول ہے جو اپنا محسن ہوا اُسے چھوڑ کر دوسرے کی ماتحتی
کیون قبول کرنے لگے اس لیے کہ بغیر بادشاہ کے لشکر بیکار ہے اور بغیر لشکر کشی کے اقتدار و قوت
ہاتھ آنا دشوار ہے آپ ایسا رعایا پرور بادشاہ ہمین نہین ملیگا نہ آپ کو ہم ایسے جان نثار ہاتھ
آئینگے کہ ہماری آزادی کے بانی آپ اور آپ کی بادشاہت کے بانی ہم ہوے برق برق
نے جب ان سب کو آمادہ و مستعد پایا اسی وقت اعلان کیا کہ ہم پرسون دربار عام کرینگے
ہر ایک کو حسب لیاقت منصب و جاگیر عطا کرینگے جتنے دیو ان گلستان عدم مین ہین سب کو چاہیے کہ
شریک ہون جس وقت یہ اعلان کیا گیا ملک مین عجیب طرح کی خوشی تھی کہ دیو جو سلطنت
کے اپنے چوتڑ بجاتے پھرتے تھے کبھی اس زندان مین آج تک ایسی باتین کاہے کو
سُننے مین آئی تھین یہ خبر آن واحد مین تمام ممالک گلستان عدم مین پھیل گئی اور دو روز مین جوق
جوق گروہ گروہ ہر طرف سے دیو اُس مقام پر آکر جمع ہونے لگے جسکو برق برق نے صدر قرار
دیا تھا اور وہان بارگاہ آراستہ کی تھی اور تاج و تخت بنوا رکھا تھا غرضکہ جب تمام دیو جمع ہو گئے
اُس وقت دیو برق برق نے تخت شاہی پر قدم رکھا اور تاج ہاتھ مین لے کر آواز دی کہ
ایہا الناس اس وقت تک مین تم پر ایک داروغہ کی حیثیت سے حاکم تھا اور تم سب زندانی
تھے لیکن آج سے مین بادشاہ تمھارا اور تم سب رعایا ہو یہ کہکر تاج سر پر رکھا بس جلدی سے دیو
خرچال نے نذر دی برق برق شاہ نے نذر اسکی قبول کی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور
خلعت وزارت عنایت کیا اس کے بعد دیو اشقال دراز شلخ نے نذر دی بادشاہ نے
نذر اس کی بھی قبول کی اور خلعت سپہ سالاری سے خلع کیا بعد اس کے ان آٹھون دیوون
نے نذر دی ان کی بھی نذر قبول ہوئی اور ایک ایک لاکھ دیو کی افسری ان کو عنایت ہوئی
اور دیو اشقال ان پر افسر مقرر ہوا بعد اس کے یکے بعد دیگرے نذرین گذرنا شروع ہو گئین

اور سب کو حسب لیاقت عہدے تقسیم ہونے لگے کوئی کوتوال معین ہوا کوئی ناظم کوئی وزیر کوئی
کسی عہدے پر مختار کوئی کسی درجہ پر کامیاب ہوا غرضکہ یہاں آج سے سلطنت برق بریق کی
قایم ہوئی اور فوج کو قواعد جنگ مثل پٹا بانا کشتی پھری گدکا وغیرہ سکھایا جانے لگا حتیٰ کہ ایک
سال کے اندر یہ سب برق ہوگئے اور نو لاکھ کا لشکر تیار ہوگیا دیو اشقال نے برق بریق سے
عرض کی کہ اب فوج تیار ہوگئی اور دیوؤن کے دلولے ایسے بڑھے ہوئے ہین کہ اگر آپ
خروج نہ فرمائینگے تو یہ بغیر حکم متفرق ہوکر نکل پڑینگے کام بگڑ جائیگا بہتر و مناسب ہے کہ اب آپ
خروج کرین اور ملک گیری شروع کردین یہ سنکر برق بریق نے خرچال کی طرف دیکھا خرچال نے
عرض کی کہ بس اتنی ہی دیر تھی اب کوئی محل تردد و تامل نہین ہے اُسی وقت برق بریق نے
حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور پیش خیمہ ماہی مراتب جلوس سواری وغیرہ تیار ہو کہ مابدولت واقبال
خروج فرمائینگے حسب الحکم برق بریق سب سامان تیار ہوا اور برق بریق مع فوج بے شمار
اور لشکر جرار گلستان عدم سے بصد شوکت و حشم نکلا آگے آگے سواری کے ڈنکا بجتا ہوا
جلو مین تمام لشکر دیوان نو دیوان زیر دست تخت کو تھامے ہوئے بڑی دھوم دھام سے
سواری اس کی چلی آتی ہے آتے آتے یہ انبوہ حشرات الارض قاف کے چورا ہے پر
پہونچا اور منزل کی صبح کے وقت راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ راستے کس کس طرف کو
گئے ہین معلوم ہوا کہ ایک راستہ شہر تنگ قاف کی جانب گیا ہے جہان کا بادشاہ اٹھارہ لاکھ
فوج و سپاہ رکھتا ہے اور دوسرا راستہ طلسم شہر تنگ قاف کی طرف گیا ہے اور تیسرا راستہ
گلستان ارم ملک ملکہ آسمان پری کی جانب گیا ہے اور جو تھا راستہ بہارستان قاف
کو گیا ہے کہ جہان کی شاہزادی ملکہ بہار پری زوجہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن
سعدان ہے بس یہ سننا تھا کہ آتش عناد ان دیوؤن کے دل مین روشن ہوئی کہ ہماری ہم قوم
شاہزادی اور زوجہ آدم زاد کہلائے اس ملک اس کا غارت کرنا سب کامون سے مقدم ہے
اور قتل کرنا بہار پری کا جملہ واجبات سے اولے ہے اس کے علاوہ لندھور نے بڑے
بڑے سرکشان قاف کو مارا ہے اُس کا عوض ضرور ہے یہ خیال کرکے برق بریق نے حکم دیا
کہ ہمارا لشکر بہارستان قاف کی طرف چلے اور قلعہ بہار پر کو اول غارت و برباد کرے اسکے
بعد دیکھا جائیگا یہ سنکر دیو اشقال نے لشکر کے تو ٹکڑے کئے اور پیش خیمہ اپنے ہمراہ لے کر آگے
آپ روانہ ہوا اس کے بعد طوفان کرگدن سوار لاکھ دیوؤن سے روانہ ہوا پھر دیو ہامون و
دیو تنگیلا سے آہن کلاہ و دیو افغان بلند آواز و دیو کلکنبال و دیو منیژال و دیو کرکرا و دیو
تن تنا یہ سب یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے
بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اور آخر مین برق بریق شاہ دیوان گلستان عدم
کی سواری بہارستان قاف کی طرف روانہ ہوئے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ لوگ کسوقت
پہونچتے ہین۔ لیکن اب راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ایک
روز ملکہ بہار پری بیٹھی ہوئی ہے اور ہر چہار جانب اس کے انیسان جلیس جمع ہین باتین باتون
شباب کی آنا لندھور بن سعدان گرد کا ساتھ صاحبقران کے عشق ہونا اپنی جوانی کے
زمانے کے ولولے اور عشق کے چرکے تارنا لندھور کا دیوان قاف کو بیان ہو رہے ہین کہ

اسی حالت مین ملکہ بہار پری نے کہا کہ آج کل مجھے بہارستان قاف خزان بہار معلوم ہوتا ہے
ہر گل وریحان کو دیکھ کر دل پر ایک داغ کی ایسی جلن محسوس ہوتی ہے سبزے سے بوئے بیگانگی آتی
ہے کانٹے نیش زن معلوم ہوتے ہین صبا کی چال مین گھبراہٹ پیدا ہے جیسے کوئی کسی کے
خوف سے بھاگتا ہے برگ خشک مانند فوج ہزیمت خوردہ کے عالم تباہی مین پڑے ہوئے
ہین ثمر پختہ وخام مثل سر بریدہ کے ٹھوکرون مین آرہے ہین شفق مین بوئے بیوفائی و رنگ خون
تمنا کی شان نکلتی ہے طائرون کی نغمہ سرائی نوحہ خوانی معلوم ہوتی ہے ہر زمزمہ سے آواز
الفراق پیدا ہے بلبلین فریاد کرتی ہین لیکن گلون کے کان بہرے ہوگئے ہین کوئی کسی کی نہین
سنتا سنبل باحال پریشان کہہ رہا ہے کہ سامان بربادی نظر آتا ہے نرگس کی آنکھون مین سوائے
تیرگی کے کچھ نظر نہین آتا عجب سامان ہین نہین معلوم کیا منظور خدا ہے کہ دل اداس ہوا جاتا
ہے طبیعت پریشان ہے جو منہ چڑھی ہوئی پریان ہین اور بچپن کی سہیلیان ہین انھون نے کہا
کہ واری اس وقت جو ذکر ہو رہے تھے وہ دل کی پریشانی کرنے والے ذکر تھے اُس وقت
کہ جسکی یہ باتین تھین فقط فراق یار جانی جینی کی نشانی تھا اب تو فرقت شباب اُس ایذا پر بھی
غالب آگئی کہ افسوس اب وہ زمانہ ہی نہین رہا کہ لندھور کبھی اس طرف کا رخ کرین بس
جس کو ایسے خیال پریشان کر رہے ہون اُس کا دل کیونکر ٹھکانے رہ سکتا ہے یہ سن کر ملکہ
بہار پری چین بجبین ہوئی اور کہا رنڈی ہوش سنبھال بڑھاپے کا چونچلا جنازے کے ساتھ
تیری خرمستی ابھی نہین مٹی ہے تجھ کو ایسے خیال آیا کرتے ہونگے جوانی کا حاصل شادی ہونا
شادی کا مآل اولاد وہ سب کچھ ہو چکا کوئی حسرت دل مین باقی نہین رہی جو حالتین مین نے
اپنی بیان کی ہین یہ سب علامتین ہین زوال اقبال کی نہین معلوم کہ زمانہ کیا رنگ بدلا چاہتا
ہے مجھے یقین ہے کہ بہارستان قاف پر کوئی تازہ بلا نازل ہوا چاہتی ہے یہی چرچا تھا کہ دیو
ہلاہل کہ جو نائب و وزیر ہے ملکہ بہار پری کا اور ناظم ہے بہارستان قاف کا گھبرایا ہوا
خدمت مین ملکہ بہار پری کے آیا اور عرض کی کہ اے ملکہ آفاق ایک خبر وحشت اثر سنی ہے
خداوند عالم اُس کو جھوٹ کرے لیکن مقام تشویش ضرور ہے غفلت کرنا مناسب نہین کوئی
انتظام کرنا چاہیئے اس لیئے کہ سنا ہے دیو برق برق بادشاہ بنا ہے دیوان گلستان عدم
کا اور قیدیون نے اتفاق کرکے اُس کو بادشاہ بنایا ہے اور لشکر آراستہ کیا ہے اور ارادے
ملک گیری سے نکلے ہین اور اسی طرف آرہے ہین نو لاکھ دیوون کی فوج ہے اور بڑے بڑے
زبردست دیو افسر ہین کہ جن مین کا ایک بھی کافی ہے بربادی بہارستان قاف کے واسطے
ایسے ایسے نو افسر ہین اور ایک دیو دراز قد کہ جسکا قد اڑھائی سو گز کا ہے سب دیوون کا
افسر ہے اور سپہ سالار ہے برق برق کا آگے آگے پیش خیمہ لیئے چلا آتا ہے بس یہ سن کر
ملکہ بہار پری نہایت پریشان ہوئی کہ لندھور نے امیر عالیشان کے ہمراہ خانہ کعبہ مین
گوشہ نشینی اختیار کی اور فرزند میرا ارشد جان پریزاد نہین معلوم کس مقام پر ہے اور کس حال
مین ہے اور یہ یورش کفار کا ہے میری فوج تاب مقاومت نہ لا سکے گی یا خدا اس کا انجام کیا
ہوگا اور اپنی ہم جلیسون سے کہا کہ دیکھا تم نے آثار پریشانی ظاہر ہو گئے اور سبب دل کی
گھبراہٹ اور ملک کی اداسی کا کھل گیا ان سب نے اپنی گردنین جھکا لین لیکن اسی وقت

ملکہ بہار پری نے ایک نامہ بنام ملکہ آسمان پری کو بطور عرضی لکھا کہ اے ملکۂ آفاق مجھ پر وقت تنگ
آگیا ہے اور زمانہ کی گردش برخلاف معلوم ہوتی ہے دیوان گلستان عدم نے میرے ملک پر
چڑھائی کی ہے اور لشکر فراوان و سپاہ گران سے برق براے بربادی بہارستان قاف
آتا ہے لہذا جلد کسی کو براے مدد روانہ فرمائیے کہ وہ آکر ان سرکشون کو پست کرے اور
شکست دے اور آبرو آپ کے کنیز کی اور ملک بہارستان قاف کو تباہی سے بچالے
واجب جانکر عرض کیا جس وقت یہ عرضی تیار ہوئی ایک پریزاد یہ عرضی لیکر خدمت مین ملکہ
آسمان پری کی پہونچا اور عرضی پیش کی ملکہ آسمان پری نے لفافہ چاک کیا اور عرضی ملاحظہ
فرماکر جواب لکھا کہ اے بہار پری خداوند کریم تمھاری دونون کی ملک و آبرو کا
نگہبان ہے اس لیئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ صاحبقران عالیشان خانہ کعبہ مین جاکر گوشہ نشین
ہوئے اور ہر فرزند ان کا یعنے صاحبقران اعظم عبادت مہور دیو پرور کو طرف مہوریہ کے
گیا ہوا ہے اور فرزند قریشیہ طلسم نیرنگ قاف مین پھنس گیا خدا اُس کو رہائی بخشے قریشیہ سلطان
اور قریشیہ ثانی کو بھائی نے اُن کے پردے بٹھایا ہے اس وقت کوئی معاون و مددگار
سوا ذات پروردگار عالم کے نظر نہین آتا کچھ لشکر مین بھی بھیجے دیتی ہون یہ جواب عرضی کا
لکھ اُس پریزاد کو دیا اور کچھ لشکر ہمراہ کرکے روانہ کردیا جس وقت جواب عرضی بہار پری
کو پہونچا نہایت پریشان ہوئی اس کے بعد فوراً ایک عرضی بنام صاحبقران ثالث
یعنے شاہزادہ بدیع الملک لکھ کر روانہ کی یہ نامہ دار جس وقت لشکر اسلام مین پہونچا
عجب حالت دیکھی کہ تمام لشکر مع جملہ سرداران نامی و گرامی نابینا ہے اس طرف سے بھی
مایوس ہوا لیکن اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے خیال سے حاضر خدمت صاحبقران عالیشان
ہوا اور عرضی پیش کی بدیع الملک نے فرمایا خیریت ہے اُس نے عرض کیا کہ عرضی پڑھ کر
حضور کو معلوم ہو جائیگا جس وقت بدیع الملک نے یہ کلمہ سُنا فرمایا کہ اچھا عرضی کھول کر
پڑھو مین سُن لون نامہ دار نے عرضی لفافے سے نکالی اور پڑھی صاحبقران ثالث مضمون
عرضی سے آگاہ ہو کر نہایت رنجیدہ و محجوب ہوئے گردن جھکا لی فرمایا کہ افسوس کس وقت مین
بہار پری نے مدد طلب کی ہے کہ جس وقت ہم خود لقمۂ اجل بنے بیٹھے ہین کہ جسکا جی چاہے
یہان آکر ہمین قتل و قمع کرکے چلا جائے کوئی پوچھنے والا بھی نہین ہے یہ فرماکر بہت روئے
اور نامہ دار کو جواب اس مضمون کا لکھ کر عنایت فرمایا کہ اے ملکہ بہار پری مین تم کو مادر مہربان
سے زیادہ سمجھتا ہون اس لیئے کہ تم میرے جد اعلے یعنے صاحبقران اول کے ہمنشین کے
ناموس ہو میری بھی بزرگ ہو مجھپر ہر طرح اطاعت تمھاری بھی فرض تھی مگر جو حالت یہان کی ہے
وہ اپنے ایلچی سے سُن لینا کہ اُس نے ہم سب کو کس حال پر ملال مین دیکھا ہے اور فرزند تمھارا
ارشمون پریزاد جو ہماری مدد کو آیا تھا اس قدر زخم خوردہ چور ہے کہ اُٹھنا بیٹھنا محال ہے اگر آج
اچھا ہو تو دو مہینے مین اور یہی حالت فرہاد خان پسر ضرغام و لندھور ثانی و فرہنگ بن
لندھور و دیگر سردارون کی ہے جو کہ بلاے کوری سے محفوظ ہین وہ اس آفت مین مبتلا
ہین تکیہ خدا پر کرو کہ جسنے تمھین پیدا کیا ہے وہی بچانے والا ہے اس وقت ہماری تمھاری
ایک حالت ہے کہ ہر وقت گویا موت سر پر ہے اور وہان گور لقمۂ چرب سمجھ کر منھ کھولے ہوئے ہے

اگر زندگی ہماری تمھاری ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب زندگی کا پیدا ہی کر دیگا اور اگر قضا
آلہی ہے تو کوئی چارہ نہیں ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ایلچی جواب نامہ لیکر رخصت ہوا
چلتے وقت صاحبقران عالیشان نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ بھی کہدینا کہ بھائی میرا خضران
بن عمرو جو میرا عاشق و شیدا ہے فکر بصیر جادو میں گیا ہوا ہے تاکہ اُس کو مار کر آنکھیں ہم
سب کی روشن کرے نہیں معلوم کہ اُس پر کیا گذری اس وقت تک کوئی خبر اُس کی بھی ہمیں نہیں
معلوم ہوئی نامہ دار مع نامہ و پیغام زبانی رخصت ہو کر روانہ ہوا اور آکر ملکہ بہار پری سے
تمام واقعات و حالات چشمدیدہ بیان کرکے عرضی کا جواب دیا اور حال خضران بن عمرو کا
زبانی بیان کیا جس وقت بہار پری نے حال خضران سُنا اور مضمون جواب عرضی سے آگاہ
ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ معلوم ہے کہ ستارہ سخت ہم لوگوں پر آگیا ہے
اور تقدیر ہماری برگشتہ ہو گئی ہے خیر اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر چست باندھنا چاہیئے آثار و
علامات اچھے نہیں معلوم ہوتے میں یہ سوچ کر چند نامے اور قریب قریب کی پریوں کو جو کہ
ایک ایک دو دو ملک کی حاکم ہیں لکھکر روانہ کئے چنانچہ ایک نامہ ہلاجل پری اور ایک نامہ
سلاسل پری اور ایک نامہ رضوان پری کو بھی بھیجدیا اور خود لشکر اپنا لیکر قلعہ سے باہر
نکلی بارگاہ برپا کی دوسرے روز ہلاجل پری بیس ہزار دیوون سے آکر پہونچی بہار پری
نے اس کا استقبال کیا اور اپنے خیمے میں لائی اس کے بعد سلاسل پری آئی اور بعد
سلاسل پری کے رضوان پری آئی یہاں تک کہ شام تک آٹھ نو پریاں جمع ہو گئیں شام
کو ان سب نے ایک جگہ بیٹھکر کھانا کھایا اور آپس میں حسرت آمیز باتیں ہونے لگیں اور صحبت
مشورت گرم ہوئی اور یہ راے قرار پائی کہ ہم تم لڑکر مر جائیں تو بہتر ہے کہ پردہ رہ جائیگا ورنہ
نہیں معلوم یہ کفار ابلیس پرست کیا سلوک کریں اور کیونکر پیش آئیں یہی راے قرار پائی اور
سب نے ایک ہی خیمے میں آرام کیا کہ اس تھوڑے زمانے کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے ایک
دوسرے کو جی بھر کر دیکھ لے غرضکہ جب صبح ہوئی سب نے منھ ہاتھ دھونے سے فرصت کی صحبت گرم
ہوئی سراپچہ بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے صحراے بہارستان قاقنہ کی سیر دیکھی جا رہی تھی کہ
یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دل بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے دو
آفت قریب ہے جس کا ہمیں خوف تھا وہاں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اشقال فرازقا
ایک لاکھ دیوون کی جمعیت سے مع بارگاہ آکر پہونچا اور جاے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا بہار پری
نے جو دیکھا کو نہ اطمینان ہوا کہ ایک لاکھ دیو ہیں ان سے میرا لشکر چنداں ہی لڑ سکتا ہے
خداوند کریم شاید کوئی صورت نکال دے ممکن ہے کہ صاحبقران اعظم بھی بعد فتح ظہور
دیو پرو کے بعد واپس آئیں اور ان دیوون کو سزا پہونچائیں یہ خیال کرکے دل کو مضبوط
کیا اور ہلاجل پری سے کہا کہ بہن میں نے تو بہت کچھ سنا تھا کہ دس لاکھ دیو آتے ہیں اسی
سے میں پریشان ہو گئی تھی اسے تو یہ تو ہوے لاکھ سے زیادہ نہیں معلوم ہوتے ان سے
زیادہ تو ہمارا تمھارا لشکر ہے یہ موذی کیا کر سکتے ہیں ہلاجل پری نے کہا کہ بہن لوگوں کا
قاعدہ یہی ہے کہ ذرا سی بات کو بڑھا کر بیان کرتے ہیں مبالغے بغیر زبان سے لفظ نہیں
نکلتے ہیں زندہ انجانہ پرستان میں اتنے دیو کہاں سے آگئے یہ اتنے دیو بھی نہیں معلوم

کہاں سے آئے ہیں بعد دریافت معلوم ہو جائیگا لیکن سلاسل پری نے کہا کہ بہن ابھی کیا
معلوم اگر اس کے بعد اور دیو آتے ہوں لشکر زیادہ ہوتا ہے تو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا
جاتا ہے رضوان پری نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے میں بھی سن چکی ہوں کہ دیوان
گلستان عدم نے دارو غۂ زندان کو بادشاہ بنایا ہے اور آپ لشکری بن کر اس کے
ساتھ ہوئے ہیں اور یہ بادی پرستان کے ارادے سے نکلے ہیں یہ سن کر چلاچل پری
نے کہا کہ بہن اللہ اللہ کرو بھلا کوئی عقل کی بات ہے فال بد منہ سے نکالنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بھی ذکر تھا کہ یکایک دوسری گرد اڑی سب اس طرف نگران ہوئے دیکھا کہ آتے آتے
دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ دیو آگے آگے ان کے ایک دیو بمرتبہ
افسری تھا پیدا ہوئے اور دیو اشتقال جو ان سے پیشتر آیا تھا اس کی فوج سے ملحق ہو گئے
اور فوج بہار پری کی طرف دیکھ کر تیاریاں مارین رضوان پری نے کہا کہ بہن دیکھا
تم نے یہ کیا سامان ہے بہار پری و چلاچل پری کو ایک سناٹا آگیا دفعتاً پھر ایک
تیسری گرد پیدا ہوئی اور دل گرد سے دیو ملوقان ایک لاکھ دیووں سے پہونچا پھر تو
اس کے بعد تانتا بندھ گیا یہ پریاں تصویر بنی بیٹھی ہیں اور رنگ رو متغیر ہیں اور دیو گروہ
گروہ پیچھے لپیٹ دیکھ کر چلے آتے ہیں بعد دیو ملوقان کے دیو ہاموں اس کے بعد دیو شکیلا
آہن کلاہ اور دیو گلیپال و شیزال و دیو کرکراد دیو تن تنا یہ سب کے سب ایک ایک
لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہونچے تمام کو بادشاہ دیوان یعنی ملک برق برق مع حشم و قدم
آکر پہونچا سب امیروں نے استقبال کیا بادشاہ نے آتے ہی آتے لشکر بہار پری کی
طرف غور سے دیکھا اور داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمے نصب کرا کے دربار میں
برق برق کے حاضر ہوئے دیوان دیووں کے لشکر نے پڑاؤ کیا تمام صحرا دیووں سے مملو
ہو گیا دیو برق برق نے دیو اشتقال سے کہا کہ آج تم سب آرام لو کل طبل جنگ بجوانا
دیو اشتقال نے کہا کہ خداوند کیا کسی زبردست دشمن سے یا برابر والے سے سامنا ہے
جسکے واسطے یہ انتظام کیا جائے آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کہ صبح کو دو دیو دو لاکھ دیووں سے
مقابلہ کر کے ان سب کو پامال کر کے کل ہی بہارستان قاف پر قبضہ کر لیں گے ہم اور آپ
کھڑے تماشا دیکھیں گے برق برق نے یہ سن کر کہا کہ تم جاؤ طبل جنگی بجوا دو دیو اشتقال نے
اسی وقت نوازش طبل جنگی کا حکم دیا کوس حربی پر چوب پڑی شعر نقارہ آواز آمد برون +
کہ کردند دون دست و دوشت زدون + یہاں ملکہ بہار پری کثرت لشکر دیوان دیکھ کر حیران و
پریشان ہو گئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے یہ خیال کیا تھا کہ ملک سے دست بردار
ہو کر کسی سمت کو چلی جاؤں جب امید فتح نہیں تو لشکر کو قتل کروانے سے کیا فائدہ ہے لیکن
جب ان دیووں نے آتے کے ساتھ ہی طبل جنگ بجوا دیا تو دل ملکہ بہار پری کا دھڑکنے لگا
کہ اب بھاگنے کا موقع بھی نہیں رہا خیر شعر سر کٹی ہجوم زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب +
ایسے کمر ہمت کو سفر مرگ پر محکم باندھنا اس واسطے کوئی صورت بچاؤ کی ذہن میں نہیں آتی
مجبوری طبل جنگ کو حکم دیا یہاں کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی گویا
نقارہ ہر دو دست چوبی سے ظلم کفار پر سر پیٹ رہے ہیں یا ماتم مرگ اہل اسلام کر رہے تھے

فوج میں ایک تہلکہ تھا بزدلوں نے اسی پردۂ شب میں بہارستان قاف کو خالی کر دیا تھا
کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر ہمین نہ ہوئے اور بہارستان قاف
خزان سے محفوظ رہا تو کیا اور اگر اپنی جان ہے تو جہان ہے بہارستان قاف نہ سہی
کوئی اور مقام اپنا مسکن ہو جائیگا خدا کی خدائی خالی نہین ہے کسی اور بادشاہ اہم
کی نوکری کرین گے کسی طرح زندگی گزارین گے غرضکہ زندگی عجب گوہر بیش بہا ہے کہ
اسے کھو کر افسوس بھی نہین کر سکتے لیکن جو دلیر کہ سرفروش و نمک حلال ہین وہ آپس مین
ایک دوسرے سے کہ رہے ہین کہ یارو ان کل جس قدر کافرون کو قتل کروگے اسی قدر اجر و
ثواب حاصل ہوگا خوشا قسمت کہ سامان شہادت مہیا ہے جنس آخرت ارزان ہے اگر
فتح پائی تو غازی ٹھہرے ورنہ شہید ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے خوشا نصیب
اس شخص کا کہ زندگی بھر عیش مین گزری مرنے کے بعد گلشن جنت کی ہوا کھائی یہان
بھی مزے وہان بھی عیش ادھر ملکہ بہار پری اپنی بارگاہ مین فروکش ہے گرد مجمع اور
پریون کا ہے آنکھون سے بہار پری کے آنسو جاری ہین کبھی ملک کی بربادی کا
خیال ہے کبھی اپنی تباہی کا رنج کبھی فرزند زخمی کا صدمہ کبھی فراق شوہر کے خنجر جگر
کو زخمی کرتے ہین ملکہ جلاجل پری سلاسل پری رضوان پری یہ سب سمجھا رہی ہین
اور کہ رہی ہین کہ بہن اس رونے دھونے سے کچھ حاصل نہین ہے خدا کو یاد کرو
وہ بڑا کارساز و بے نیاز ہے کیا وہ اس بلا کو دفع نہین کر سکتا جو تم اس درجہ ہراسان
ہو بہار پری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے ہر بات کے واسطے آثار و علامات معین کیے
ہین اس وقت تک سوا شکست کے فتح کے کون سے سامان ہین جلاجل پری نے کہا
اچھا فرض کرو تم کہ شکست ہی کا سامنا ہوگا تو ویسے ہی سامان کرو کہ بروقت دقت نہ
پیش آئے اور ہوش و حواس درست رکھو عقل سے کام لو اگر اپنی پریشانی کو ان خیالات
سے ترقی دوگی کچھ نہ ہو سکیگا یہ سنکر ملکہ بہار پری نے کہا کہ ہان یہ تو سچ کہتی ہو اور اسی
پردۂ شب مین جواہر بیش بہا اور اشرفی روپیہ اور اشیاء عمدہ اپنے ملازم خاص وہ لو
تحویت کے ہمراہ کرکے طرف ملک ملکہ آسمان پری کے روانہ کر دیئے اب رات تھوڑی
رہ گئی تھی پہلے یہ پریان اپنا زمانہ یاد کر کے آپس مین گلے مل ملکے روئین بعد اسکے
ملکہ بہار پری نے کشتیان اسلحہ کی طلب کین اور بال سمیٹ کر جوڑا باندھا پوشاک
زنانہ اُتار دی لباس مردانہ پہن کر اسلحہ تن پر آراستہ کیا زرہ خود و بکتر چار آئینہ عرق گیر
زرہ ٹوپ و موزے داستانہ سب پہن کر تیغہ کمر سے لگایا یہ رنگ دیکھ کر جلاجل پری و
سلاسل پری و رضوان پری اور دیگر پریون نے کہا کہ بہن اگر ساتھ دیا ہے تو
پورا دین گے ہم بھی تمہارے ساتھ ان ہونے کافرون سے لڑکر اپنی جان [illegible]
آبرو بچائین گے یہ کہکر سب نے کشتیان سلاح جنگ کی طلب کین اور [illegible]
پور پور جنگ آراستہ کیا انقلاب زمانہ و گردش فلک دو [illegible] ایسا [illegible]
امیرزادیان جو کسی وقت ذراسی تکلیف اٹھانے کی عادی نہ [illegible] نیزہ و شمشیر
اٹھانے کے لیئے آمادہ ہوئی ہین جو ہمیشہ آغوش ناز مین رہین [illegible] مشق تیر [illegible]

مشتاق ہو کر چلی ہین جنکے رعب و داب سے پرندہ پر نہین مار سکتا تھا اُن پر یورش رہے
کفار کا ملکہ بہار پڑھتی اشعار عبرت آمیز زبان پر لاتی ہے اور روتی جاتی ہے شعر پاؤن
ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + کبھی
شکایت فلک کرتی ہے کہ کیون جفا کردار اے گردون دوار تیرے دور مین کبھی کوئی خوش
نہین رہنے پایا جو آج شاد ہے وہ کل غمگین ہے ہائے وہ زمانہ جبکہ یہان لشکر منصور بن سعد
گرد ہمراہ حمزہ صاحبقران کے تشریف لائے تھے کیسے کیسے سرکشون کو مارا اور پست کیا
کسی کی مجال نہ تھی کہ بہارستان قاف کا رُخ بھی کرتا اب ایک وقت آیا ہے کہ زندانی
دیوونکی بھی ایسی ہمت بڑھی ہے کہ اُنھون نے بہارستان قاف کی تاراجی اور تباہی
کا قصد کیا ہے اور کوئی سزا دینے والا ان کا نظر نہین آتا خدا کی قدرت ہے کہ وہ عاجز
جو ایک زندانخانے مین پشت ہا پشت سے اسیر تھے آج بادشاہ بنکر آئے ہین اور وہ
لوگ جو ہمیشہ سے حکمران تھے جنکے خاندان سے شاہی و شہریاری چلی آتی ہے وہ زندانیون
زندانیون سے بدتر ہوا چاہتے ہین مگر کیا چارہ ہے یہ گردون دون کی سفلہ پروری ہے
کہ رئیسون کو زوال اور کمینون کو عروج خیر کیا چارہ ہے اگر مرضی پروردگار اس کے خلاف
ہے تو فلک کی کجروی کیا کر سکتی ہے اور اگر اُسی کی مشیت مین یہ امر گذرا ہے کہ زندانی
حاکم ہون اور حاکم محکوم ہون تو کوئی چارہ نہین ہر حال مین اُس کا شکر لائق و لازم ہے
بقول مصرعہ مصرع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + غرضکہ انھین باتون مین زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے نمازیون
نے وضو کیے مصلون کو روشن کیا لشکر کفار مین نعرے یا خداوندا ابلیس کے بلند ہوئے
ابلیس پرست اپنے طریق مذہب کے موافق پوجا پاٹ مین مصروف ہوئے لیکن
وقت صبح کیا وقت ہوتا ہے کہ اس کے منظر کی ہر چشم تماشا مشتاق رہتی ہے اور صبح بھی
بہارستان قاف کی صبح کہ ہر طرف ایک عالم محویت ہے یہانکے پھول و پھل درخت و گیاہ
جانور سب نرالے ہین چشم تماشا مین بہشت عنبر سرشت کا سمان نظر آتا ہے بلکہ بہشت کا تو صرف
نام سُنا ہے دیکھا نہین اسکو بچشم خود دیکھ رہے ہین کہ خواب سبزہ دیدہ بیدار مین تری
بخشتا ہے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے گلون کی سرخی خون کو ہیجان مین لاتی ہے ضعیفی
مین ولولہ شباب عود کر آتے ہین معشوقان نازک اندام کے عارض رنگین یاد آتے ہین
طائرون کی صدائین دل کھینچے لیتی ہین روح کو بیچین کرتی ہین لیکن اُس بہارستان مین باغیون
نے قدم تاراجی باغ کی فکر ہے خار حسد دلون مین پیوست ہین کشت تمنائے اہل اسلام
پامال ہوا چاہتی ہے طرح تلخ موت کا مزا زبانون پر آرہا ہے کہانتک بیان کرون کہ نہرون کی روانی
آبشارون کی درفشانی فوارون کا چھوٹنا تارون کا ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت
مین جب وقت دونون فوجون مین تیاری ہونے لگی لشکر جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان
جنگ مین صف آرا ہونے لگا سردار بمرتبہ سرداری آکر قایم ہوئے اپنے اپنے عقب مین
اپنے لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف تخت برق برق کا بمیں فیلان قاف پر کسا ہوا
ایک ایک فیل کوہ گران معلوم ہوتا ہے اور اُس تخت پر برق برق تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے

چتر گردش مین لباس شاہی در بر بڑے غرور سے بیٹھا ہوا آکر یہ تخت وسط لشکر مین قایم ہوا اور دیو استقبال دراز قد لشکر سے بیس گز آگے بمرتبہ سپہ سالاری آکر قایم ہوا اور دیو طوفان گرگدن سوار وہاموں وشکیلا سے آہن کلاہ وکلفیز ال وشنیز ال وافغان بلند آواز و دیو کرکر او دیو تن تنا یہ سب ایک ایک لاکھ سوار کے افسر لشکر سے پانچ پانچ قدم آگے بڑھ کر بمرتبہ سرداری قایم ہوئے ادھر ملکہ بہار پری وجلاجل پری وسلاسل پری و رضوان پری یہ سب مرکبون پر سوار ہو ہو کر لشکر سے دس دس قدم آگے بڑھ کر قایم ہوئین اور عقب مین ان کے تمام لشکر دیوان صف بستہ ہوا لیکن سرداران لشکر بہار پری آکر قدمون پر بہار پری کے گر پڑے اور عرض کی کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ لشکر کو ابھی سے خدانخواستہ بے بادشاہ کر دیا اور خود لباس جنگ جسم پہ آراستہ کر کے لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی ہین جب تک کہ غلامون کے تنون پر سر ہین اور جسم مین جان باقی ہے اُس وقت تک یہ امر آپ کو مناسب نہین ہے نہ ہمین زیبا ہے جس وقت ہم نہ ہونگے اُس وقت حضور کو اختیار ہے بہار پری نے کہنا انکا نہ مانا اور جواب دیا کہ کیا تمکو امید فتح ہے انجام یہی ہونا ہے جسکا انتظام مین نے اس وقت سے کیا ہے یہان تو یہ گفتگو تھی اور وہان دیو استقبال نے جو دیکھا کہ یہ پریان لباس مردانہ مین کر بارادہ مقابلہ آئی ہین بہت ہنسا اور کہا کہ تم لوگ تو گلے لگانے کے قابل تھے مگر اب بڑھاپے نے تمھین کسی کام کا نہ رکھا صرف تمھارے ملک کی خواہش ہے مجھے کوئی غرض نہین ہے اگر جان بچانا چاہتی ہو تو بہارستان قاف کو خالی کر دو اور حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ہم تمسے مزاحمت نہ کرینگے اور اگر لڑوگی تو جان بھی جائیگی اور مال بھی ضایع ہوگا سرداران لشکر بہار پری نے ملکہ سے کہا کہ یہ کلمات تو ہین حضور آپ اپنے کانون سنتی ہین اور ہمین بھی سامنے اس لشکر کے ذلیل کرواتی ہین غرضکہ تسکین دے کر بہار پری کو لاکر تخت پر بٹھالا اور پریان بھی گرد تخت کے اپنے اپنے تخت روان پر سوار ہوئین غرضکہ بعد آراستگی صفوف جدال وقتال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ برق پری نے آواز دی کہ ہان لینا سب ایک دم سے دھاوا کر دو ایک ایک کے نکلنے اور لڑنے مین وقت بہت ضایع ہوگا بس یہ سنا تھا کہ دیو استقبال نے دار شمشاد ہاتھ مین سنبھالی اور ہان کا نعرہ کر کے چلا ساتھ ہی دیو طوفان و دیو ہودان وغیرہ تمام سرداروں نے حربے سنبھالے اور لشکر اسلام کی طرف چلے اور عقب مین لشکر نو لاکھ کا اس زور و شور سے چلا کہ دل زمین کا تھرا گیا آسمان کو لرزہ آیا تتق گرد و غبار بقدر بلند ہوا کہ خورشید نظر سے غائب ہو گیا بموجب شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے بھی حربے سنبھالے صفوف کو محکم کیا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھے ملکہ بہار پری نے کہا کہ اے بہادرو دیکھو حالا تو یہ روز جنگ نہین بلکہ روز مرگ ہے یقین ہے کہ آج کے بعد بہارستان قاف مین ہمارے لشکر سے دوسری جنگ نہ ہوگی جس سے جو ہو سکے وہ کمی نہ کرے اس لیئے کہ جب مرنا ٹھہرا تو فکر کیا رہی ہان یہ کفار ہمارے شکار ہین لینا انکو جانے نہ پائین اہل اسلام کے دلون مین اپنے مالک کے شکر سے ایک جوش تازہ پیدا ہو گیا اور حربے پکڑ پکڑ کے جا پڑے اُدھر سے کفار

آپڑے یہ معلوم ہوا کہ دو اژدر غلیظ ل کر گرا گرا نے لگے جنگ ہونے لگی داراشمشاد چار قچار آرہ
پشت نہنگ میل فولادی تیر سول پنج سول گرز وغیرہ یہ سب حربے چلنے لگے شور دار و گیر بلند
ہوا کسی طرف تبر نخل حیات دیوان کو قطع کر رہی تھی کسی جانب داراشمشاد سے سر کٹ رہے
تھے کہیں چار قچار تین تین چار چار کو ایک ایک مرتبہ فرش مرگ پر لٹا رہی تھی کسی طرف
میل فولادی نشان منزل عدم دکھا رہا تھا کہیں ساطور سے سر قلم ہو رہے تھے نخل حیات
دیوان خم ہو رہے تھے جو لاش گرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑے جو دیو نعرہ کرتا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل چنگھاڑا یا بادل گرجا جو سر دو پارہ ہو کر گرتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی
گنبد شق ہو کر آرہا اگر ہاتھ قلم ہو کر گرتا تھا تو ظاہر ہوتا تھا کہ ستون کسی مکان بلند کا آرہا قیامت
کی لڑائی تھی دریائے خون موجزن تھا تمام بیابان بہارستان قاف لالہ زار ہو رہا تھا
ہر طرف آواز بگیر و بزن بلند تھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار تھے دیوان بہارستان
قاف اگرچہ تعداد میں دیوان گلستان عدم سے بہت کم ہیں مگر جرأت میں بڑھے
ہوئے ہیں یہ تو سمجھ چکے ہیں آج مرنا ہے ایک ایک دیو چار چار اور آٹھ آٹھ دیو کو مار کر
مرتا ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ یہ قیدی ہمیں پیچھے ہٹا دیں
مار لو ان نمک حراموں کو جانے نہ پائیں قدم جمائے ہوئے کس بہادری سے لڑ رہے ہیں ادھر
دیوان گلستان عدم آپس میں ایک دوسرے کو اغوا کر رہے ہیں کہ آج اپنے اپنے
کینہ دیرینہ کو نکال لو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئیگا یہ وہ ہی لوگ ہیں جنھوں نے ہمیں زندان
میں بھجوایا تھا آج انھیں اسیر طوق و زنجیر کرو یہ سن کر جس وقت تو لاکھ فوج ریلا کر کے
چلتی ہے تو ان دو لاکھ دیوؤں کو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے ایک ایک سے کلہ بکلہ لڑ رہا
ہے مگر سرداران لشکر کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک طرف دیو اشتقال میل فولادی
ہاتھ میں لئے ہوئے چلا آتا ہے جس دیو کو مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اسکا مارا ہوا پانی
بھی تو نہیں مانگتا جسپر میل پڑا اراستہ عدم کا سامنے معلوم ہونے لگا ایک طرف دیو طوفان
کرگدن پر سوار اپنا کرگدن دوڑائے ہوئے دیو اشتقال سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ
یہ مرکب پر سوار ہے اور سب دیو پیدل لڑ رہے ہیں دیوؤں کو کوئی مرکب سواری نہیں سکتا
انکا لشکر کون سنبھالے سب پیدل لڑ رہے ہیں مگر دیو طوفان کو یہ کرگدن ابلق بفضل خدا
جہاں نے کہاں سے مل گیا ہے کہ اسنے اتنے بڑے پہاڑ کو اپنی پشت پر سنبھالا ہے غرضکہ دیو
طوفان قیامت برپا کر رہا ہے اور پشت نہنگ اسکے ہاتھ میں ہے جسپر ارہ مارا دو ٹکڑے
ہوئے نخل حیات پر خزاں آگئی یہ حربہ نہ سپر سے رکتا ہے نہ خود سے نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ گرز بجز سے
کوئی شے اسے روک نہیں سکتی دوسرے یہ طوفان کرگدن پر سوار ہے اور دراز قد بھی ہے
دیوؤں کے حربے اس تک پہونچ بھی نہیں سکتے ایک جانب دیو ہاموں نورد یہ ساطور گراں
پکڑے ہوئے چلا آتا ہے جسپر ساطور مارا اچھل پڑا تو دو ٹکڑے ہوگئے اور دستہ پڑا تو ایک سے
پچاس ٹکڑے ہوئے یہ ظالم حربہ بھی ارہ سے کچھ بڑھا ہوا ہے کم نہیں ہے ایک جانب دیو شنگیلا
آہن کلاہ چار قچار ہاتھ میں سنبھالے ہوئے لڑتا چلا آتا ہے یہ عجیب طرح کا حربہ ہے کہ چند
زنجیروں میں بڑے بڑے پتھر بندھے ہوئے ہیں جب اسنے چکر دیکر وار کیا دس دس اور بارہ بارہ

دیو ایک ایک وار مین جان بحق تسلیم ہوئے کون اسکا جواب دسیکتا ہے اتنا بڑا زبردست دیو
اور یہ ظالم حربہ اُس طرف دیو افغان بلند آواز قیامت برپا کر رہا ہے چیخ چیخ کر تمام قاف کو سر پر
اُٹھا لیا ہے جب نعرہ کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ گئے دار شمشاد اسکے
ہاتھ مین ہے اِدھر تو اسنے نعرہ کیا اُدھر حریف بدحواس ہوا بس اسنے وار مارا ہی حریف کو روکنا
دشوار ہوتا ہے سیکڑون کو پست کرتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف دیو گرگرا پنج سول سے لڑ رہا
ہے یہ بھی اُن دیوان مذکور بالا سے کم نہین ایک لاکھ دیوون کا یہ بھی افسر ہے اسکے وار کی
بھی پناہ نہین ہے ایک سمت دیو تن تنا گرز گران سنگ آسمان رنگ برچھی کوہ بلکہ کوہ گران
کو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے جسے گرز مارا پیوند خاک کر دیا ان سب دیوون کا
رُخ قلعہ بہارستان کی طرف ہے اودھر دیوان مسلمان پسپا ہوتے جاتے ہین دو لاکھ دیوون
مین سے اب شاید کوئی ایک لاکھ دیو باقی رہ گئے ہون اب اسنے ریلا فوج کا نہین رکتا
ہرچند جانین لڑا رہے ہین اور دل مین تہیہ کئے ہوئے ہین کہ اگر ایک شخص بھی باقی رہ جائے
تو زندہ نہ پھرے اُدھر ملکہ بہار پری نے بال سر کے کھول دیئے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کر دیئے ہین کہ اے بیکس بیکسان وای دادرس غریبان اس وقت مصیبت
مین کوئی خبر لینے والا سوا تیرے نہین ہے صدقہ اپنے پیارے محمد مصطفےٰ کا کہ ہمین اس بلائے
ناگہانی سے نجات دے ادھر تو بہار پری دعا کر رہی ہے اور اُس طرف دیو اشتقال
آگے آگے اور ساتھ ہی اسکے اور سرداران لشکر دیوان قتل و قمع کرتے ہوئے قریب
قادر پہونچ چکے ہین قریب ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھ جائین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا اسنے مارا گرد کو
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہوئے اور آگے آگے
اُنکے قہرزاد و کہرزاد مرکبان پرستانی پر سوار نمودار ہوئے یہ دونون بھائی عیادت قہور
دیو پورہ کو گئے ہوئے تھے اب واپس آ رہے تھے کہ راستے مین خبر آمد لشکر کفار جانب
پرستان قاف سُنی تھی اور اُسی وقت یہ دونون بھائی بقصد اعانت بہار پری روانہ
ہوئے تھے اُس وقت پہونچے جبکہ ہنگامہ گیر و دار برپا تھا شور تکبیر و بزن بلند تھا اور لشکر
بہار پری شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا بس یہ حال دیکھنا تھا کہ قہرزاد نے کہرزاد سے
کہا کہ بھائی صاحب اب ہمارے آپکے یہ وقت اُن جھگڑون کا نہین ہے جو کہ دست راستی
و دست چپی باہم رکھتے تھے اس وقت زوجہ لندھور کی اعانت کرنا چاہیئے کہرزاد نے کہا
کہ اے برادر بجان برابر ہمیشہ تمھاری ہی زیادتی ہے تو ہمین مجبور ہو کر جواب دینا پڑتا ہے
ورنہ ہمین تو کبھی خیال تھا نہ اسوقت ہے اسکے علاوہ آپس کے جھگڑے بے فکری کے
وقت پیدا ہوتے ہین دشمن کے مقابلے مین ہمیشہ ہم سب ایک رہے ہین بس یہ کہکر دونون
بھائیون نے باگ مرکبون کی لی اور نعرے کئے کہ باش اے گروہ زندانیان خبردار و
ہوشیار باشید کہ منم قہرزاد بن حمزہ و کہرزاد بن حمزہ اے دیوان ابلیس پرست ہر کہ
داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ ہم فرزند اُس شخص کے ہین کہ نام نامی جسکا زلزلہ قاف
ثانی سلیمان زوج آسمان پری حمزہ صاحبقران عالیشان ہے جنھون نے تمام سرکشان

قاف کو پست کیا اور حلقۂ غلامی اپنا انکو پہنایا تا دیو سمندون ہزار دست و قہقہہ سہ چشمی
کیسے دیوون کو مارا ہے پرستان مین زلزلۂ قاف کا خطاب حاصل کیا لیکن دیو طوفان
بلند آواز و دیو افغان بلند قد نے جو یہ نعرہ سُنا دیکھا کہ پہاڑ کی جانب سے دو آدم زاد
مرکبون پر سوار چلے آتے ہین اور نعرہ کررہے ہین پشت پر لشکر دیوون کا ہے انھون نے
خیال کیا کہ یہ دیو نہایت بزدل ہین جنھون نے اطاعت ان آدمزادون کی اختیار کی مارلو
انکو کہ لقمہ چرب ہین دیو طوفان نے دیو افغان کو آواز دی کہ بھائی ایک تمھارا حصہ
ہے اور ایک ہمارا حصہ ہے اسنے کہا کیا مضائقہ ہے اس طرف سے یہ دونون دیو اس قصد
سے بڑھے کہ ان دونون کو مع مرکب اٹھا کر منھ مین رکھ لین لیکن بہار پری نے جو دیکھا کہ
قمرزاد و گوہرزاد آگئے قالب بیجان مین اسکے جان آگئی لشکر کو آواز دی کہ گھبرانا نہین
کمک تمھاری آگئی یہ دیو پھر لڑنے لگے وہان قمرزاد و گوہرزاد نے دو لاکھ دیوون سے لشکر
کفار پر اچانک ایسا حملہ کیا کہ لشکر کفار مین ابتری پڑ گئی ادھر تو قمرزاد و گوہرزاد کے
دیوون نے لشکر کو دھر دبایا اور ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے پھر سے یلغار کیا اور
لڑائی گھمسان کی ہونے لگی ہر طرف ترسول تیغ سول چاق چاق دارۂ پشت نہنگ و ارشمشاد
میل فولادی چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا دیوان گلستان عدم گھبرا گئے کہ یہ آفت
کہان سے آگئی لیکن دیو طوفان نے للکارا کہ او آدم زاد سیاہ سر سپید دندان غضب
کیا تو نے کہ لشکر مین آکر ابتری ڈالدی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے کہ مین قابض روح
تیرا آ پہونچا لا ضرب بہادری کی قمرزاد نے کہا کہ او ملعون ہم کبھی جنگ مین سبقت نہین کرتے
اگر خداوند کریم تیرے وار سے بچائیگا تو اپنی ضرب کا تماشا تجھے دکھاوینگے دیو طوفان نے
کہا اے آدم زاد افسوس معلوم ہوتا ہے کہ گوشت تیرا اگر کرا ہوجائیگا بد ذائقہ ہوجائیگا مین
منھ کھولتا ہون تو منھ مین میرے کود پڑ قمرزاد نے کہا کیا بکتا ہے مارتا ہے مین تیری جان کا
ملک الموت ہون ابھی تجھکو لقمۂ دہان اجل کئے دیتا ہون بس دیر نہ کر لا ضرب بہادری
کی یہ سُنتا تھا کہ دیو طوفان کرگدن سوار نے ارۂ پشت نہنگ مارا قمرزاد نے دیکھا
کہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے بس وہین سے مرکب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل پہونچا یونہین
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا شانہ دیو کا نشانہ ہوا کشتی حیات دیو طوفان کی طوفانی ہوئی موجہ
بحر فنا نے تھپیڑا دیکر غرق کردیا گرداب بلا سے نکلنا دشوار ہوگیا ہاتھ مثل نہنگ جدا ہوکر
زمین پر تڑپنے لگا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخا اور بائین ہاتھ سے گردہ سپر
آہنی کا منھ پر قمرزاد کے کھینچ مارا انھون نے اس وار کو بھی رد کیا اور شاخ اسکی پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ کرگدن سے نیچے آرہا زمین پر گرتے ہی دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا ادھر دیو افغان نے
قریب گوہرزاد کے پہونچکر آواز دی کہ او آدمزاد تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگون سے
بارادۂ پیکار آیا ہے کیون اپنی جان کھوتا ہے جس طرف سے آیا ہے پلٹ جا ورنہ لقمۂ دہان دیو
ہوجائیگا مجھکو تیرے اوپر رحم آتا ہے گوہرزاد نے کہا او مسخرے کیا بکتا ہے رحم کیا اپنی جان پر
جو میرے ہاتھ سے پریشان ہوکر جسم نجس سے تیرے نکلکر جانب دوزخ روانہ ہوجائیگی دیو افغان
نے کہا کہ تو مجھکو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے اور تو یون نہ مانیگا لے اسے یہ کہکر دارشمشاد

وار کیا گہرزاد نے وار خالی دی وار جو زمین پر پڑی ایک تق گرد بلند ہوا اور دیو نے کہا کہ افسوس
گوشت تیرا اگر گرا ہوگیا ہوگا یہ جھانک کے دیکھنے لگا ادھر گہرزاد نے پہلو کی جانب آکر آواز دی کہ او
قرمساق مین ملک الموت تیری جان کا موجود ہون خبردار و ہوشیار ہو یہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا
تھا شعر تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہہ کر جو ایک
تیغۂ آبدار کا کمر پر دیو کے مارا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے گہرزاد نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لیکن
جس وقت قہرزاد نے دیو طوفان کردن سوار کو مارا تھا تو گہرزاد نے تعریف کی تھی جب انھون
نے دیو افغان بلند آواز کو مارا قہرزاد نے بھی تعریف کی کہ بھائی صاحب سبحان اللہ کس
خوبصورتی سے اس پہاڑ کو ڈھا دیا ہے یہ خلق باہمی قہرزاد و گہرزاد مین سوا اس وقت کے
اور کبھی نہ ہوا تھا کیونکہ ایک دست راستی اور دوسرے دست چپی ہین ان مین ہمیشہ سے چشمک چلی
آتی ہے مگر ان دونون دیوان زبردست کے مرتے ہی دیوان گلستان عدم کے حواس
باختہ ہوگئے لاشین تو اپنے سردارون کی اُٹھالین مگر تاب مقاومت نہ لا سکے قریب تھا کہ ہیبت
قہرزاد و گہرزاد سے قدم انکے اکھڑ جائین یہ رنگ دیکھ کر ملک برق برق شاہ بادشاہ لشکر دیوان
نے آواز دی کہ ارے غضب کیا ان آدمزادون نے دو سردار ان زبردست کو جان سے
مار ڈالا ارے مار لو ان کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر نے یورش کر کے قہرزاد و گہرزاد
کو گھیر لیا خوب جنگ ہونے لگی دیوان لشکر اسلام و دیوان لشکر کفار رل گئے خوب تلوار چلنے لگی
مگر تعداد اہل اسلام کم گروہ کفار زیادہ ہر چند دلیر کوشش کر رہے ہین کہ اپنے سردارون
سے قریب رہین مگر کفار نے یلغار کر کے قہرزاد و گہرزاد کو گھیر لیا ان دونون بھائیون نے عزم
بالجزم کر لیا کہ سردارون کو چن چن کے مارو ورنہ اس انبوہ مین کمی ہونا غیر ممکن ہے ایک
بھائی تخت برق برق کی طرف چلا اور دوسرے نے علمدار لشکر کو تاک لیا راہ مین دیوون کو
قتل کرتے چلے جاتے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے دیر سے جو لڑ رہے ہین تو تھکتے اور
کے بیٹھے ہین خود بھی زخمی ہوتے جاتے ہین دیوون کے اتنے بڑے حربون سے کہان تک
بچ سکتے ہین مرکب رکابون تک خون مین غرق ہین جو دیو قتل ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے
مشک خون پھٹ گئی گھوڑون کے قدم نہین اُٹھتے یہی ایسے مرکب پرستانی ہین کہ سوارون کو
لئے ہوئے کشتون کو روندتے چلے جاتے ہین ورنہ دوسرے گھوڑے کی کیا مجال تھی جو اس
میدان مین قدم رکھ سکتا لاشون کے انبار سے زمین اسقدر ناہموار ہو گئی ہے کہ راہ قطع کرنا
دشوار ہے مگر یہ مرکب جست و خیز کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین یکایک قہرزاد بن حمزہ
اول قریب علمدار لشکر دیوان کے پہونچے اور ایک ہاتھ مارا کہ علم قلم ہوا یہ نشان نہایت
بلند تھا اور اسپر تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی حامل اس کا ایک دیو زبردست تھا کہ نام
اس کا شمہیلائے دراز گوش تھا بس جیسے ہی علم قلم ہوا شمہیلائے دراز گوش نے
آواز دی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ علم لشکر کو سرنگون کیا دیکھ مین بھی نام و نشان
تیرا صفحۂ ہستی سے مٹائے دیتا ہون یہ کہہ کر اس نے ساریق کا وار قہرزاد پہ کیا یہ حربہ بلا کا
ہے اس کا روکنا شاہزادہ ملک قاسم کا کام تھا کہ ملک سنجان بن موت بن ساریق کو
انھون نے زیر کیا اور ساریق اس کی چھین لی تھی صورت اس حربے کی یہ ہے کہ ایک زنجیر

درازی میں دو لٹھ ہی مثل گرز کے ہوتے ہیں جس وقت ہاتھ کو گردش دے کر وار کیا جاتا ہے
تو دونوں لٹھ علیحدہ علیحدہ عضو کو نشانہ کرتے ہیں اگر حریف سپر سے ایک کو روکیگا دوسرا کام
تمام کر دیگا کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی ہر چند کہ قہرزاد افسانہ قاسم عالیشان کی لڑائی
کا سن چکے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ اسی طرح اس حربے کو رد کر دوں کہ ایک لٹھ کو تلوار
سے قلم کر دوں اور دوسرے کو سپر پر رد کروں مگر قضا سر پر آ پہونچی تھی اُس نے مہلت نہ لینے دی
کہ پہلو کی جانب سے ایک دیو نے وار شمشاد کا وار کیا قہرزاد نے وار کو سپر پر روکا اور ایک
لٹھ تیغ سے قلم کیا مگر دوسرا لٹھ سر پر پڑا سر کئی جگہ سے شق ہو گیا کاسہ چور چور ہو گیا انھوں
نے اسی حالت زخمداری میں بھائی کو آواز دی کہ میری خبر لیجیے ورنہ میں بہت جلد خدمت
میں پدر بزرگوار کی جاتا ہوں ادھر گہرزاد آواز بھائی کی سن کر بیتاب ہو گئے قریب تخت
برق بیرق کے پہونچ چکے تھے اور جس وقت علم لشکر قہرزاد نے قلم کیا تھا تو قہرزاد نے
بھی جلدی کی تھی کہ بادشاہ لشکر کو سر تخت جاکر ماروں کہ قدم دیووں کے اُٹھ جائیں لیکن
جس وقت بھائی کے استغاثہ کی آواز سنی روح بیچین ہو گئی اور باگ مرکب کی اس طرف
پھیری اور دیووں کو قتل کرتے ہوئے چلے یہاں دیو شمیلا چاہتا تھا کہ اس آدم زاد کو
اُٹھا کر کھا لوں پس جیسے ہی یہ ملعون ہاتھ بڑھا کر جھکا قہرزاد نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا
کہ اوندھے منھ زمین پر آ گرا اس رستے ہاتھ سے وہ ہی تیغہ خون آلود اسکی گردن پر مارا
کہ سر مثل ثمر [illegible] ٹوٹ کر دور گرا اور جسم مثل مینار کے زمین پر ڈھیر ہو گیا یہ رنگ دیکھکر
دیووں نے شور کیا کہ یہ آدم زاد غضب کے ہیں ارے یہ کھانے کی چیز نہیں ہیں کوئی اسکے
کھانے کا قصد نہ کرے ورنہ خود لقمہ اجل ہو جائیگا اور دور ہی دور سے پتھر مارنا شروع کیے ادھر
گہرزاد دیووں کو قتل کرتے چلے آتے ہیں رگ ہاشمی کو حرکت ہے خون عزیزی جوش مار رہا ہے
زمانہ نظر میں تیرہ و تار ہے جو دیو سامنے آتا ہے نشانہ تیر اجل ہوتا ہے اسی طور سے لڑتے
بھڑتے ہوئے قریب لاش قہرزاد کے پہونچے دیکھا بھائی کو زخموں میں چور چور ہے رمق جان
باقی ہے کوئی دم کا مہمان ہے بس گھوڑے سے بیتاب ہو کر کود پڑے لاش آغوش میں لی
اور آواز دی کہ اے بھائی جلدی نہ کرنا ہم بھی چلتے ہیں یہاں ساتھ رہا تو وہاں بھی نہ
چھوٹے افسوس اس بات کا ہے کہ ایسے مقام پر مرتے ہیں کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نظر نہیں
آتا قبر سوا اشکم دیو ان کے دوسرے مقام پر ملتے نہیں معلوم ہوتی خیر اس کی بھی کچھ پروا
نہیں جو مرضی پروردگار کیا چارہ ہے یہ کہہ کر جو لاش سے لپٹے ایک تو یوں ہی زخمی تھے
لڑنے کے قابل نہ رہے اب اور بھی زخموں میں چور چور ہو گئے علاوہ تمام جسم کے
وہ ہاتھ بھی زخمی ہیں جن سے تلوار لگاتے تھے سپر سے جسم کو بچاتے تھے اب دیووں کو
پورا پورا موقع ملا وار پر وار ہونے لگے آن واحد میں ان کی حالت اُن سے بدتر ہو گئی
فوج نے جو سرداروں کی یہ حالت دیکھی آپڑی کہ کسی نہ کسی طرح لاشیں اپنے سرداروں
کی نکال لے جائیں ورنہ تمام عالم میں ہماری بدنامی ہو جائیگی ادھر تو ان کے دلیر
لشکر یہ یورش کر کے چلے اور اس طرف بہار رحمی نے بال سر کے کھولے منھ پیٹنے لگی
کہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا فرزندان صاحبقران مارے گئے ہائے اگر انکے عوض مجھے [illegible]

ملکہ قمر پری کے دیکھنے کو آئی ہوئی ہے دونوں ایک ہی جگہ بیٹھی ہیں کچھ باتیں اودھر اودھر
کی ہو رہی ہیں کہ اک مرتبہ ملکہ قمر پری نے کہا کہ بہن خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ اس وقت
خود بخود دل گھبرا رہا ہے خدا جانے قمرو رخ پرور کیسا ہے ہمارے تمہارے دونوں کے فرزند
اوس کی عیادت کو گئے ہوئے ہیں اس وقت تک واپس نہیں آئے گوہر پری کہنے لگی تو
سمجھانے کی بعد کچھ دیر کے کہا کہ بہن اب تو فقط میرے دل کی بھی ویسی ہی حالت ہو چلی ہے
پروردگار یہ کیا سانحہ ہے کچھ ایسا دل ان دونوں کا گھبرایا کہ رونے لگیں انیسوں جلیسوں
نے سمجھایا کہ دل آپ کا ہمیشہ کا کمزور ہے اب تو نام ضعیفی کا ہے قربان جاؤں کچھ دوا پیا
کیجئے قمر پری نے کہا کہ اب دن مرنے کے ہیں دوا غذا کوئی شئے اثر کرنے والی نہیں ہے
جو دن کی زندگی ہے وہ بھی وبال ہے جب لطف زندگی نہیں تو مرنا بہتر ہے اونہوں نے کہا
خدا نہ کرے خدا سایہ آپ کا آپ کے فرزندوں کے سر پر اور ہم لوگوں کے سر پر
قائم رکھے قمر پری نے کہا نہ بیبیو نہ کہو یہ دعا کوسنے سے بدتر ہے اب خدا وہ
وقت جلد لائے کہ مٹی ہماری ہمارے فرزندوں کے ہاتھ سے سوارت ہو جائے
مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ دشمن بہت دوست کم اور یہ زمانہ تو نہایت خراب
ہے کہ صاحبقران ثانی نے بھی گوشہ نشینی اختیار کی اب خدا رکھے اون کی جگہ شاہزادہ
بدیع الملک ہے وہ ابھی بچہ نا کردہ کار ہے خدا اوسی کو دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھے
وہاں پردہ دنیا پر بھی جو کفار مارے گئے ہیں اولاد صاحبقران کے دشمن لہو کی
پیاسی ہے یہاں پردہ قاف میں تو اس قدر دیو دے بھائی ہیں کہ جن کی انتہا [illegible]
ہے ابھی حال کا ذکر ہے کہ سنا ہے فلک ملکہ آسمان پری پر دیو لعفریتا بن عفریتا
چڑھ آیا تھا ملکہ کو شکست دیا کر بھگا دیا ہمیشہ دشمن ایک نہ ایک فساد برپا کئے رہتے
ہیں ہمارے دونوں فرزند بھی اگرچہ مثل صاحبقران اولوالعزم اس لائق ہیں کہ ان موذیوں کی
گوشمالی کر دیں لیکن جو اعتماد وقت برا لائے بارہا ایسی تو بھی ہو گئے ہیں مگر وہ
صاحبقران تھے اون کا اقبال بڑا تھا خدا مددگار تھا سچ ہے کہ سبھی اپنے فرزندوں کی طرف
سے اندیشہ تھا گوہر نے کہا کہ نہیں ایسا خیال نہ کیجئے اوکی طرف گمان بد نہ لیجائیے
فال بد نہ نکالئے وہ کسی لڑائی پر نہیں گئے ہیں اپنے بھائی کی عیادت کو گئے ہیں
آتے ہوں گے قمر پری نے کہا کہ لڑائی کہیں لینے جانا ہے موئے دشمن تو وقت تاکتے
ہی رہتے ہیں جس نے سن لیا ہو گا کہ قمقور کا غیر حال ہے اوسی نے فوج کشی
کر دی ہو گی یہ تو پوچھ ہی سکتے ہیں لڑتے ہو سکے اس وقت کے اوجھین اچھی
نہیں ہے خدا اونکو بچائے کیا وہ کہتا ہے بھینیں سمجھا رہی ہیں کہ یکایک سامنے سے ایک
گرد بلند ہوا لوگوں نے کہا لیجئے آپ پریشان نہیں ہوں فرزند آپ کے آگئے قمر پری او گوہر
پری نے کہا خدا ایسا کرے یکایک شق گردش ہوا اور دیکھا کہ دیو ردستے تھا کہ اوڑ آتے اور کچھ پریان
بال کھولے سینہ زنی کرتے ہوئے اور دو لاشیں دو دو لیے ہوئے چلے آتے ہیں شور فریاد و فغان بلند
ہے یہ دونوں گھبرا کر اوٹھ کھڑی ہوئیں انکو یقین ہو گیا کہ فرزند دو گرامی مارے گئے یا پیادہ اوٹھکر دو زانو کہ
لوگو خبر تو لو یہ کیا سانحہ ہے ارے یہ کسکی لاشیں ہیں کون مارا گیا پریاں کیسی ساتھ ہیں کچھ تو

چمٹ کر گئے اور شبیر لیکر آئے تو روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ فرزند حضور کے شہید ہو گئے اتنے میں دو
پریاں اور دیو بھی لاشیں لیے ہوئے قریب پہونچے لاشیں لاکر رکھدیں قمر پری و کہر پری دونوں
پیٹنے لگیں بین کرنے لگیں کہ اسقدر جلدی تمنے کی ارے بچے ہمیں نہ دفن کیا بلکہ داغ جدائی دکھایا اور
ایسے چھوٹے کہ اب سوائے قیامت کے ملاقات نہو گی اے فرزند و حق تمہارا یہ تھا کہ تم ہمیں دفن کرتے
سوگ رکھتے مگر تقدیر نے ہمیں کو سوگوار بنایا یہ بین جگر خراش کرکے اسقدر روئیں کہ غش کر گئیں
جس وقت غش سے افاقہ ہوا دونوں کو باحترام تمام دفن کیا اور بہار پری سے سب حال پوچھا بہار پری
نے بیان کیا کہ جس وقت یہ زیادہ زخمی ہوئے اور لشکر بھی کم رہگیا میں نے دیو و نکو بھیجا کہ انسے شہزادو
اسوقت نکل چلو موقع جنگ کا نہیں ہے پھر دیکھا جائیگا لیکن انہوں نے کہنا نہ مانا اور جواب دیا کہ جدہ
حمزہ صاحبقران کے خلاف ہے ہم یا شکست دیکر پھرینگے یا مر کر پھرینگے یہ قدم آگے بڑھکر کبھی پیچھے
نہیں ہٹے ہیں انجام کار درجہ شہادت کو پہونچے اب ان سبکو تو یہاں سوگ نشین چھوڑا جاتا ہے دیکھیے انکا ذکر کب آتا ہے لیکن اب

چند کلمہ داستان مخالفت عنوان شدید حبشی ہمشیرزادہ عبدالرحمن حبشی کے بیان میں ہیں

کہ ہمشیرہ عبدالرحمن حبشی نے اپنے فرزند کو بھائی کے سپرد کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ میں امیدوار ہوں کہ اس
لڑکے کو اپنا علم تعلیم فرمائیں چونکہ عبدالرحمن حبشی کو خاطر اپنی ہمشیرہ عزیزہ کی منظور تھی علاوہ اس کے
بھانجی اور فرزند میں تھوڑا ہی سا فرق ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے میں جسقدر جانتا ہوں
اس کے بتانے میں تامل نکرونگا چنانچہ شدید حبشی کی تربیت و تعلیم ہونے لگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ سن
اسکا بیس سال کا ہوا اور یہ علم عملیات سے خوب واقف ہو گیا اب اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں کسی
طرح ماموں صاحب سے پایہ کمی کا تو رکھتا نہیں ہوں لیکن انکی موجودگی میں یہاں قدر نہو گی لہذا اور
کسی ملک میں چلنا چاہیے اور شان و شوکت پیدا کرنا چاہیے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ماموں صاحب
سے مخالفت پیدا ہو گئی اور ضرور ہی ہو گی کیونکہ جب ایک علم کے دو ہو گئے تو عداوت
کا ہونا بھی اک امر لازمی ہے جس طرح دو بادشاہ ایک شہر میں نہیں حکومت کر سکتے
اسی طرح دو عامل بھی ایک مقام پر عمل نہیں چلا سکتے لہذا یہاں سے اس طرح
نکلنا چاہیے کہ ماموں صاحب خود بے دست و پا ہو جائیں یہ سوچ کر فکر میں رہا
ایک روز وہ کتاب اس کے ہاتھ آ گئی کہ جس پر عبدالرحمن حبشی کا دار و مدار عمل تھا
بس اس نے خیال کیا کہ اب یہاں ٹھہرنا نہ چاہیے اور فوراً وہ کتاب قبضہ میں کرکے وہاں
سے روانہ ہوا اور بھاگتے بھاگتے یہ خیال کیا کہ اگر خدا پرستوں کے ملک میں تو قیام
کرونگا تو رنگ جمنا دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کسی بادشاہ زبردست کے
ملک میں چل کر رہوں کہ جہاں دسترس ماموں صاحب کی نہو لیں جس وقت یہ چور راہ
پرستان پر پہونچا راہ نیرنگ قاف کی اختیار کی اور اقلیم نیرنگ قاف میں جا کر بود و باش
اختیار کی پہلے وہاں کے عام لوگوں پر اپنا اثر ڈالا بعد ازاں رفتہ رفتہ اسکا یہ شہرہ ہوا یہانتک
کہ بادشاہ تک رسائی پیدا کر لی اور خلعت و جواہرات سے سرافراز ہوا اور یہ ہوشیار ایسا
بھی تھا اس نے ایسی ایسی باتیں کیں کہ بادشاہ کو گویا مٹھی میں کر لیا اور اک امیر کبیر کی لڑکی سے
شادی کا پیام سلام ہوا اور سچ سو اتفاق تھا عمدہ کے حسب بالا بالا اسکا حسب نسب و ناموری کیا

اور معلوم ہوا کہ یہ عبد الرحمن حبشی کا بھانجا ہے اوس امیر نے کہا کہ عبد الرحمن خدا پرست ہے اور اوسکا
بھانجا ہے یہ بھی خدا پرست ہوگا اور ہم لوگ ابلیس پرست ہین کیونکر صحبت ہمارا بن سکتی ہے
لہذا صاحب یہ معاملہ لڑکی کا ہے سمجھ بوجھ کر نا چاہیے پیوند مین پیوند خوب ملتا ہے
شدید حبشی سے اسی بنا پر انکار کیا گیا کہ تم خدا پرست کی اولاد ہو تم بھی چھپے ہوئے خدا پرست
ہوگے اس بنا پر تمھاری شادی ملک شیر تنگ قالیشہ مین نہین ہو سکتی ہر چند اس نے
انکار کیا مگر سماعت نہوئی اور اوسی روز سے لوگ اسکو حقارت کی نظر سے دیکھنے
لگے بادشاہ بھی کراہت کرنے لگا انگشت نما ہو گیا جس قدر عزت اتنے زمانے مین رہکر
پیدا کی تھی وہ سب خاک مین مل گئی بلکہ اس پر زور ڈالا جانے لگا کہ تم ملک ہمارا خالی
کرو وہ نہایت پریشان ہوا مگر چونکہ اس نے اپنے عملیات کا ایسا زور باندہ رکھا ہے اور وہ
وہ شعبدے دکھاتے ہین کہ لوگ اس سے خائف بھی ہین ورنہ ابتک قتل کر ڈالا جاتا اس نے
دیکھا کہ کوئی چارہ نہین ہے اور دل کو سمجھایا کہ بس دین خدا پرستی سے یہ عزت تھی ایسے
ایمان سے کفر ہی بہتر یہ خیال کر کے بادشاہ پاس کھلا بھیجا کہ وہ شخص اگر حضور سے
عرض کر چکا کہ مین ابلیس پرست ہون ہان ماموں البتہ بیشک خدا پرست ہے تو مجھے اوس
کیا بلکہ اسی سبب سے مین نے اپنے وطن مالوف کو ترک کیا عزیزون کی فرقت گوارا
کی پرایے ملک مین سکونت اختیار کی اگر میرے اوسکے اختلاف مذہب نہوتا تو مجھے
یہان آنے کی کیا ضرورت تھی میری زندگی بسر کرنے کو گلستان ارم مین کمی نہ تھی مگر
مین تو یہی خیال کر کے حضور کے ملک مین حاضر ہوا تھا کہ یہان سب ہم مذہب ہین اور ان
لیاقتی ہین مگر افسوس کہ میرے قول کا آپ لوگ اعتبار نہین کرتے اگر یہ خیال کرکے آپ
لوگ کراہت کرتے ہون کہ یہ اولاد خدا پرستان ہے تو اے شہریار اپنی اپنی گور اور
اپنی اپنی منزل ہے بندہ میری قبر مین جائینگے نہ مین اونکی قبر مین جاؤنگا لہذا دست بستہ
گذارش ہے کہ مجھکو اپنے ہمراہ معبد مین لے چلئے مین سامنے آپکے تصویر خداوند ابلیس کو
سجدہ کرون جس وقت یہ حال بادشاہ سے عرض کیا گیا شیر تنگ شاہ نے کہا کہ ہان اسکا
مضائقہ نہین ہے اور شدید حبشی کو طلب اور ہمراہ اپنے اوس معبد مین لایا جہان تصویر
ابلیس لعین کی نصب تھی بس شدید حبشی نے کہا مین سب کو گواہ کرتا ہون کہ مین پیدا
ہوا خدا پرستون کے گھر مین لیکن بندہ ہون خداوند ابلیس کا آپ صاحب میرے انکار
مین قدیم سے تھا در مینہ یہ کہکر تصویر ابلیس کو سجدہ کرتے سرمد ہو گیا بادشاہ نے اوسی
وقت اس کو خلعت وزارت سے دوبارہ سرافراز کیا سب وزیرون مین ممتاز گردانا کیونکہ
اسکی لیاقت مین تو شک پہلے بھی نہ تھا اگر کراہت تھی تو اختلاف مذہب کی اب یہ بھی ابلیس
پرست ہوگیا سب اس کی پیشتر سے زیادہ دلمین عزت کرنے لگے ایسا اسکا عقیدہ بھی پلٹ
گیا کہ واقعی ابلیس کی خداوندی بہت درست ہے جس نے اس مذہب پر آتے ہی اتنی جلد
ایسی ترقی دی کہ پچھلے برسون مین بھی نہ حاصل ہوئی تھی اب امرا خود لڑکیان پیش کرنے لگے
ہر ایک نے اپنی دختر کی شادی شدید حبشی کے ساتھ کرنا باعث افتخار اور سبب خوشنودی ابلیس
بعد چند زمانے کے شدید حبشی کے یہان لڑکا پیدا ہوا کہ نام اوسکا مظفر حبشی رکھا گیا اور پرورش اسکی

ہونے لگی یہ لڑکا اسقدر زبردست پیدا ہوا کہ جنون میں آج تک ایسا پہلوان زبردست کوئی پیدا
ہوا تھا یہ دیکھکر شدید جنی نے فن سپہ گری اس کو تعلیم کرائے اور یہ نہایت زبردست پہلوان ہوا
کہ پہلوانان نیرنگ قاف نام سے صفدر جنی کے کانپتے تھے ایک روز بادشاہ کے سامنے جو ذکر اس کا
آیا شدید جنی سے کہا کہ کل اپنے لڑکے کو ہمراہ لیتے آنا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب جب دوسرا روز
ہوا شدید جنی صفدر جنی کو ہمراہ لیکر خدمت میں نیرنگ شاہ کی حاضر ہوا صفدر جنی نے نذر دی
بادشاہ نے نذر اس کی قبول کی اور خلعت بیس ہزار دیوون کے سرداری کا عنایت فرمایا
اور ترقی کا وعدہ کیا لیکن بعد چلے جانے شدید جنی کے عبدالرحمٰن جنی بہت پریشان رہے اور یہ
پریشانی بزرگانہ محبت کے سبب سے تھی جب یہ ظاہر ہوا کہ شدید وہ کتاب بھی لے گیا جو انکی مایہ ناز
تھی تو انکو اور بھی صدمہ ہوا اور ہمشیرہ سے اپنی کہا کہ بعد میرے سوا ایسکے ان چیزون کا کون وارث
تھا افسوس کہ اسنے جلدی کی اور میری تھوڑی سی بقیہ زندگی خراب کردی مگر وہ جہان رہے خوش رہے
یہ کہکر خاموش ہو رہے جسوقت انھین خبر ملی کہ نیرنگ شاہ کے ہان جاکر مسکن گزین ہوا ہے ایک
خط کلمات شفقت آمیز سے بھرا ہوا اس کو لکھا کہ اے شدید اے نور نظر تمہارے گھر مین کس
بات کی کمی تھی جو تمنے غیر ملک کی صعوبت برداشت کی تمہین لائق و لازم ہے کہ تحریر دیکھتے ہی چلے
آؤ شدید جنی نے اس کا جواب تحریر کیا کہ جناب ماموں صاحب ہرچند کہ آپ بزرگون کے سایہ مین ہر طرح
راحت تھی لیکن صاحبان کمال کیواسطے ہر مقام پر راحت کے سامان مہیا ہو جاتے ہین جو ہاتھ پاؤن کا
اپاہج ہو وہ دولت والدین صرف کرے جیسا ہم اپنے قوت بازو سے پیدا کرسکتے ہین تو ہمین کیا
ضرورت ہے کہ آپکو تکلیف دین اسکے علاوہ وہان آپکے سامنے ہمین کون پوچھتا یہان ہمین ہم تو ہین یہ
جواب دیکھکر عبدالرحمٰن اور بھی رنجیدہ ہوگئے کہ یہ نالائق اپنی ہی بہتری ہر قسم کی چاہتا ہے [illegible] خاموش
رہے پھر جب محبت نے جوش کیا پھر کوئی تحریر نصیحت آمیز بھیجی لیکن ہمیشہ جواب امید کے خلاف سخت
بے ادب الفاظ مین آیا یہانتک کہ خبر اس کے مرتد ہو جانیکی پہونچی بس اوسی روز سے [illegible]
کوئی خط اسکو نہ بھیجا اور راہ نامہ و پیام مسدود کردی اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا [illegible]
شدید جنی کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ ابتدا سے اسکی طبیعت نالائق تھی رفتہ
رفتہ یہان تک خرابی پڑی کہ پہلے ہمارا عہدہ ہوا اب وہ دشمن خدا وہ مرتد ہو گیا اور [illegible]
سلطنت کا رکن اعظم ہونے وزیر [illegible] ہوا ہے خدا اس کے شر سے بچائے اگر اسنے کسی بادشاہ
کو طمع دلاکر اغوا کیا اور گلستان ارم کا رخ کیا تو بڑی دقت پیش آئیگی کیونکہ نہ تو صاحبقران
اول و ثانی ہین نہ صاحبقران اعظم فرزند اونکا موجود ہے دیکھا چاہیئے کیا ہوتا ہے بادشاہ افغانستان کی
فوج کی جمعیت زیادہ ہے بڑے بڑے دیوان زبردست اوسکی فوج مین ہین اور میرا جواب دینے والا
یہ نالائق موجود ہے مجھے ہر وقت اسی کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے ملکہ آسمان پری
نے کہا کہ تم نے تربیت و تعلیم کے وقت انجام سمجھ لیا کیون ایسی درجہ تک پہلا یا کہ آج اوسی
طرف سے اندیشہ پیدا ہوا تم سے دانا شخص سے یہ نادانی ظہور مین آنا تعجب خالی نہین ہے عبدالرحمٰن
نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق کوئی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اولاد بڑھ کر ہم سے کیا کرے گی
اگر خلاف امید ہو تو پہلے ہی بنا اوس کو دبا دیا جائے اتنا کیون ہونے دیا جائے کہ وہ گردن دبا
یہ مقدرات کی باتین ہین ہر شخص اس مین عاجز ہے ان باتون کو سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین جان سکتا

یہ سنکر اودہر تو ملکہ آسمان پری خاموش ہو رہی اودہر عبدالرحمن جنی چپ ہو رہے کہ کچھ گزری
بات وہان شدید جنی کو شیطان نے ورغلاتا اور یہ بات اس کے ذہن میں آئی کہ اب
ماموں صاحب کو اپنی شکست و کہا ناچاہیے ڈرا او نہیں تو معلوم ہوگا اس نے گلستان
ارم سے نکل کر کیا نہ کی یہ سوچ کر نیرنگ شاہ دست بستہ عرض کی کہ ایک نامہ
بنام ملکہ آسمان پری کو اس مضمون کا لکھیے کہ اے دختر شہپال تجھے شرم نہ آئی
کہ تو اتنے بڑے بادشاہ کی دختر ہو کر ایک آدم زاد کے نبیاؤ کی زوجہ بنی اور مذہب قدیم کو
ترک کر کے مذہب جدید اختیار کیا لہذا دو باتوں میں سے ایک اختیار کر کہ یا تو دین جدید کو ترک
کر کے اوسی دین قدیم کو اختیار کر اور اپنے اعمال گذشتہ سے توبہ کر اولاد صاحبقران حمزہ سے علاقہ
ترک کر و یا خراج دے اگر ان باتوں میں سے کوئی اختیار نہ کرے گی تو بہت پچھتائے گی دین
آکر تمام گلستان ارم کو تاراج کر کے حکومت تیری مٹا دونگا اور سلطنت چھین لونگا بادشاہ نے
اسے شدید جنی کی رائے اعظم کی پسند کی اور اوسی وقت دبیر کو حکم دیا اور اوس نے نامہ لکھکر تیار کیا
جسوقت نامہ تحریر ہو چکا بادشاہ نے مہر اپنی ثبت کی اور کہا کہ اب ایلچی کس کو بنانا چاہیے شدید جنی
نے کہا کہ میرے فرزند صفدر جنی کو بھیجیے وہ وہان سب سے کلہ بکلہ لڑکر جواب باصواب لائے گا
بادشاہ نے منظور کیا اور صفدر جنی کو خلعت دیکر نامہ سپرد کیا صفدر جنی بادشاہ سے رخصت ہوا
اور وہی بیس ہزار دیو جن کا یہ افسر تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا اسوقت
بعد طے مراحل و قطع منازل قریب گلستان ارم کے پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کی عبدالرحمن جنی نے
ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ خدا خیر کرے اے ملکہ جو کچھ سابق میں شدید جنی کی نسبت
آپ سے ظاہر کیا تھا اوس کا ظہور ہوا چاہتا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے بلالو صفدر
جنی کو صفدر جنی نہایت خشمناک داخل بارگاہ ہوا اسلیئے کہ اسکا استقبال نہیں کیا گیا تھا بس
اس نے بارگاہ میں آتے ہی بطریق ابلیس پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہیں دیا اور
عبدالرحمن جنی نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا یہ امر بھی اوسکو ناگوار گذرا مگر خاموش رہا اسکے بعد
پکارا کہ نامہ نامی ملک نیرنگ شاہ بادشاہ اقلیم قاف ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ لا نامہ اوس نے
نامہ پیش کیا ملکہ نے نامہ پڑھا اور مضمون سے آگاہی ہوئی عبدالرحمن جنی سے صلاح لی کہ کیا جواب
لکھنا چاہیے انہوں نے یہ مصرع پڑھا - امور مملکت خویش خسروان دانند لیکن میری رائے ناقص
میں تو یہ ہے کہ دونوں امروں میں سے کوئی بات اختیار نہیں ہو سکتی نہ تبدیل مذہب اور نہ
اولاد صاحبقران سے بےتعلقی ممکن ہے اور نہ خراج دیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ایک تو یہ سلطنت
ہمیشہ سے باج گیر و تاج بخش رہی ہے جو پہلے خود ہمیں خراج دیتا تھا اب ہم اوس کو خراج
دیں ایسی کون سی مصیبت پڑی ہے جس کے خوف سے ایسا کیا جائے اسکے علاوہ
صاحبقران اعظم آپ کا فرزند جس وقت ملک قہوریہ سے واپس آئیگا اور وہ سنے گا
تو کیے کا کبھی وہ کہہ بار تعالی وقار اس کو جائز نہ رکھیگا لہذا جواب جنگ تحریر کر دیجیے
ملکہ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور اپنے ہاتھ سے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا بس یہ دیکھ
صفدر جنی آگ ہو گیا اور پکارا کہ معلوم ہو گیا کہ تم لوگ حد کے بدتہذیب و بدخلق ہو یہی وجہ تھی
جو والد ماجد نے تم سے کنارہ کیا ورنہ کوئی اپنے عزیزوں کو بے وجہ نہیں چھوڑتا ہے

پہلی یہ ہوئی کہ میرا استقبال نہیں کیا گیا دوسرے جواب سلام نہیں دیا تیسرے حرکت کی کہ ملک ستا
سمجھانے کی عوض جواب جنگ لکھوا دیا اور بڑی یہ سب حرکتیں تیری ہیں مجھے یہ لازم تھا کہ خیال کرتا کہ میرا فرزند
آیا ہے ایسا کچھ تدارک کروں کہ دونوں بادشاہوں کے سامنے اوسکی عزت ہو نہ یہ کہ دونوں جگہ ذلت ہو یہاں
استقبال نہونے دیا اور سلام نہ لیا وہاں یہ سرخروئی ہوئی کہ جواب جنگ ملا عبدالرحمن نے
جواب دیا کہ او نالائق زادے چپ باپ تیرا مرتد ہو گیا تو ہم سے پھیر گیا و اسطور با بو جہل کے
پسر نوح با بدان بنشست * خاندان نبوتش گم شد * تیری کیا حقیقت ہے جب فرزندان
انبیا خاندان سے بسبب اپنی بدچلنی کے خارج ہو گئے تو تو کس شمار میں ہے اور کیا تیرے فرح
تو کا استقبال کیا جاتا جو تو نے حرام خوری سے بڑھا رکھے ہیں باپ تیرا اس سرکار کا نمک پروردہ
تیری کیا حقیقت ہے اگر تو لائق بھی ہوتا تو اس سرکار کا خانہ زاد تھا یہاں تیری وقعت کسی کی
نظر میں نہیں ہو سکتی تھی [illegible] تیری ساتھ ضرور ہوتا مگر یہ رعایت جب بھی ہوتی
کہ دشمن بادشاہ کے سامنے تو سرخرو ہوا اور ہماری شاہزادی اوس کی محکوم ہے
بس خیریت اسی میں ہے کہ چلا جا یہاں سے یہ سنتا تھا کہ اس نے کہا میں کیا خالی
جاؤنگا اپنے باپ کی نذر کو تیرا سر لیکر جاؤنگا یہ کہکر عبدالرحمن کی طرف بڑھا تھا کہ سیاہک
بن سیاہ کلاہ نے بازو اسکا پکڑا اور کہا کہ ابتک تیرے ساتھ اسی باعث سے رعایت کی گئی
کہ تو پوتا ہے عبدالرحمن سے معزز شخص کا ورنہ اس دریدہ دہنی کے پیشتر ہی سزا دیدی جاتی مگر
تو حد کا شہدا اور نالائق ہے کہ جس دادا کی وجہ سے تجھ پر رعایت کی گئی تو اوسیکا دشمن ہوا ہے
وار آگے قدم نہ بڑھانا کہ جائے ادب ہے یہ دربار ہے اوس شاہ کی زوجہ کا ہے کہ نام نامی و اسم
گرامی جسکا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام نریمان
جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہے بموجب مصرع بے ادب پاے [illegible]
یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر اسکا کھینچا تھا کہ صفدر جنی نے کہا کہ کیوں بڑھا ہے میں اپنی عزت کرتا ہے [illegible]
قرابت کا جانا اسے نکے اس میں کیا دخل ہے ہٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا سیاہک کو کہا
کہ حوصلہ اپنا نکال لے بس کہنا تھا صفدر جنی سیاہک سے لپٹ پڑا اور دونوں لڑتے ہوئے صحن بارگاہ
میں نکل آئے خوب زور آزمائیاں کشتی کے ہونے لگے کبھی سیاہک صفدر جنی کو کھینچ لاتا ہے اور کبھی
صفدر جنی سیاہک کو کھینچا کر دیتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ سیاہک ضعیف ہو گیا ہے اور صفدر
جنی جوان ہے جس مقام پر ہاتھ ڈال دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سلاخیں
لوہے کی ہیں لیکن سیاہک بھی جہاں ہاتھ ڈال دیتا ہے صفدر جنی کو بھی چھوڑانا
دشوار ہو جاتا ہے جبڑا لگے سے کشتی ہو رہی ہے لیکن ملکہ اسماء پری و
عبدالرحمن جنی دونوں کو منع کر رہے ہیں صفدر جنی کہتا ہے کہ میں بغیر اس کو ہاتھ
ہوئے نہیں رہونگا کیا سمجھ کر اس نے میرے بازو پر ہاتھ ڈالا میں نے تو اسے
نہیں روکا تھا اور سیاہک کہتا ہے کہ رہنے دیجئے اچھی ہو کہ سرکشی اور بدزبانی کرتا ہے
جبتک سزا نہ پائیگا نہ مانیگا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے پاؤں سیاہک کا پھسلنے
میں جا رہا اور صفدر جنی زبانی کرے چلا جنی پر سے پاؤں جاتا رہا [illegible] کی آواز آئی [illegible] رنگ
زرد ہو گیا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا بس یہ دیکھتے ہی سیاہ دیو [illegible] آواز دی

دوڑا کر قریب پہونچے دیکھا کہ خواص زمین پر پڑی ہیں اور گرگ سامنے کھڑا ہوا خاک اڑا رہا ہے
انھوں نے ڈنڈا اٹھا اور کوڑا پکڑ کر جھپٹے گرگ اور چند قدم بھاگ گیا لیکن جو نہی گرد میں پہونچے
چھینک مار کر بیہوش ہوئے اور مرکب پرست کرکے اب دیوارزال نعرہ کرتے سامنے آیا اور ہشیارہ
سیاماک سیاہ قبا کا باندہ کر پشت مرکب پر ڈالا اور آپ باگ ہاتھ میں لیکر بیچارے
کی صورت بنکر روانہ ہوا اور صفدر حبشی کے روبرو لیجا کر دونوں کو ڈالدیا صفدر حبشی نہایت خوش
ہوا اور دیوارزال کو بہت کچھ انعام دیا اور ان دونوں کو مسلسل و مطوق کرکے روانہ ہوا دوسری
منزل پر پہونچکر قیام کیا لیکن جس وقت بیہوشی سیاماک سیاہ قبا کے دفع ہوئی اپنے کو اسیر
غل و زنجیر پایا آنکھیں بند کرلیں جانا خواب دیکھا ہی وہ رہا ہے دیوارزال نے اسی کے
سیر وانکی قید بھی آواز دی کہ یہ غفلت نہیں بلکہ عین ہشیاری ہے خواب نہیں بیداری ہے
اس وقت سیاہ قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گرگ نہ تھا بلکہ عیار تھا اس نے ہمیں
گرفتار کرایا ہے دیوارزال نے کہا ابھی معلوم ہوجائے گا اتنے میں صفدر حبشی نے ان دونوں کو
طلب کیا دیوارزال قید انکی اپنے ہمراہ لئے ہوئے سامنے صفدر حبشی کے آیا دیکھا
ان دونوں نے کہ صفدر حبشی بصد نخوت و تکبر بیٹھا ہے ان دونوں کو دیکھ کر
آواز دی کہ کیوں اے سیاماک اور سیاہ قبا تمھیں اس وقت بھی کچھ خبر تھی کہ
بارگاہ میں مجھسے زبان لڑائی سیاماک نے کہا وائے ہو تجھپر کہ عیار سے گرفتار کرا کر بلایا
تجھے شرم نہیں آتی اگر غیرت ہے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کو کافی ہے ہاں اگر مردی
تو ہمکو زیر کرتا تو جانے دم زدن نہ تھی پس صفدر حبشی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دونوں
سامنے نیرنگ شاہ کے بھی اسی طرح بیان کرینگے تو پہلوانوں کے سامنے ذلت ہوگی اس سے
بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو سر کاٹ کر لے چلوں یہ خیال کرکے جلاد کو حکم دیا کہ
لیجا کر ان کو صحرا میں سر ان کے کاٹ لو یہ حکم سنکر جلاد ترت آیا اور ان
دونوں کو لیکر طرف صحرا کے چلا ایک درخت شمشاد کے نیچے بٹھا کر دونوں کے
گردن پر خط کھینچا اور حسب قاعدہ حکم کا منتظر ہوکر کھڑا ہوا پوشاک سرخ
اسکی بر میں خنجر برہنہ ہاتھ میں لئے سامنے موجود تھا اور صفدر حبشی
آگے اونچے کھڑا ہوا ہے کہ صفدر حبشی نے کہا فیر کیا ہے ارے ایک ہاتھ کہ سر الگ
ہوجائے جلاد نے حسب دستور کہا کہ بہر سنبھے لئے کہا ہاں قتل کر کوئی
محل تردد نہیں ہے دو حکم مل چکے ہیں تیسرے حکم کی دیر ہے ادھر سیاماک
سیاہ قبا نگاہ یاس سے ہر چہار طرف دیکھ رہے ہیں لیکن سوا کشتگان
خون کے کوئی غمخوار نظر نہیں آتا بلک کر دعا کی کہ اے پروردگار عالم
اس وقت بے کسی میں سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہیں ہے یا رالہا ہر چند کہ عمریں
ہم دونوں کی پوری ہو چکیں بچپن جوانی بڑھاپا تینوں پن گذر چکے اب سوا
مرنے کے کیا باقی ہے لیکن ایسی صورت سے مرنے سے ضرور کراہت معلوم ہوتی ہے
کہ لاش غسل وکفن ودفن سے بھی محروم رہیگی یہ ملعون سر ہمارا ملک نیرنگ فام
میں لیجا کر ایک بادشاہ کافر کو نذر دیگا وہ نہیں معلوم سر ہمارے کس طرح پیش آئے اور انجام نہیں کہاں پہونچاو

اور لاشون کو تو یقینی یہ کافر اسی صحرا مین چھوڑ کر چلے جائینگے ہم اتنا چاہتے ہین کہ بعد مرگ بھی خراب نہو
ان دونون نے پھر اس طرح تہ دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا تھا کہ گرد و غبار جانب صحرا
سے بلند ہوا جلاد حکم ثالث کا منتظر ہے صفدر حبشی غبار کی جانب دیکھ رہا ہے کہ آتے آتے وہ اس
گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دس ہزار دیو اک آدم زاد کے ہمراہ رکاب آکر پہونچی
لکہ سیاہ پوش صورت ماتمیون کی بنائے ہوئے تھا کہ جنکا بالون پر پڑی یہ صاحبقران اعظم
فرزند ملکہ آسمان پری ہین جو ملک جمہوریہ کو برائے عیادت جمہوریہ دیو پر رستے ہوئے تھے اس
وقت پہونچے کہ حال غیر تھا انھین کے سامنے جمہور کا انتقال ہوا یہ بھائی کو دفن کیے ہوئے
لباس ماتمی پہنے اپنے مکان کو واپس آرہے تھے راستے مین یہ ماجرا دیکھا کہ دو دیو دو شخص
چند یہ قتل کیا چاہتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملازم سرکار ہین بس
نہایت غصہ آیا اور مرکب کو پاشنہ کیا مثل برق وہ فرس کوندا صاحبقران اعظم نے سامنے
آکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس خطا پر میرے ملازمون کو قتل کرتا ہے اس نے کہا تم نہین جانتے
مجھکو منم صفدر حبشی صاحبقران اعظم نے فرمایا صفدر حبشی کون کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ مین
جنون مین بہت بہادر ہون اس شقی نے کہا بہادر نہ تھا تو ان دیوون کو قابو مین کیونکر
لایا اور بیس ہزار دیوون کی سرداری پائی مین بیٹا ہون شدید حبشی کا جو بھائی ہے عبد الرحمن
حبشی کے فرمایا ہان اب معلوم ہوا تو پوتا ہے عبد الرحمن کا اچھا ان دیوون نے تیری کیا خطا
کی تھی جو تو قتل کرتا ہے اس نے کہا کہ تمہارے بارگاہ مین ہے مجھسے نکلے فرمایا کہ پھر تو نے
سختی نکالی ہی کی ہوگی اس نے کہا کہ پھر بہادر دب کے کب گفتگو کرتے ہین صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ کمبخت تیری شامت تو نہین آئی ہے مین تجھسے دریافت حال کرتا ہون اور تو بڑے پن کی گفتگو
کرتا ہے اگر عبد الرحمن کا خیال نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچکر پھینک دیتا صاف صاف بیان
کر کہ تو کیون آیا تھا اور ان سے زبان کیونکر لڑی اور انکو گرفتار کس طرح کیا اس نے سب اپنے
آنیکا اور گفتگو کا حال اور کشتی ہونا سیاہ تاب سے اور کولا لوٹنا اوسکا بیان کیا اور خاموش ہو رہا لیکن
حال گرفتاری نہ بیان کیا سیاہ تاب نے چلا کر کہا کہ اے شہریار اس نے عیار کے فریب سے ہمکو گرفتار کرایا
بس یہ سننا تھا کہ صاحبقران اعظم کا چہرہ سرخ ہوگیا غصہ سے دست و پا کانپنے لگے فرمایا او بزدل اسی
منہ پہ منم کا نعرہ کرتا تھا بس دور ہو میرے سامنے سے ورنہ سزا پائیگا جب یون بس نہ چلا تو عیارون
سے کام لیا اس نے کہا مین تو تمہاری فکر مین تھا اوس وقت تم ہی ملے مگر شکر ہے خداوند
کلیسا کا کہ انھون نے گھیر کر تمہین یہان بھیجا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ مالک وہ
ہو گیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو اس نے کہا مجھے خود تمہاری تلاش تھی لو اس کو
یہ نیزہ قضا ہے یہ کہکر برچھا سینہ بے کینہ صاحبقران اعظم کے حوالہ کیا صاحبقران اعظم نے
ترچھے ہوکر برچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ برچھا ہاتھ سے صفدر حبشی کے نکل گیا اور یہ ملعون
اوندھے منہ جا پڑا صاحبقران اعظم نے برچھا تو پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا تو نے بس چلا جا
میرے سامنے سے کہ غصہ ہے مجکو ایسا نہو تو مارا جائے اور مجھے تیرے دادا عبد الرحمن سے
شرمندگی ہو یہ تو اس پر دو دو پر رعایت کر رہے ہین مگر صفدر حبشی خون کا پیاسا ہے
بس یہ ہین کر سے تیغہ کھینچکر صاحبقران اعظم پر وار کیا اتنے ہاتھ مین نہ

تلوار ہے نہ سپر لباس ماتمی پہنے ہوئے ہین یہ خیال بھی نہ تھا کہ مین اس پر رعایت
کرون گا تو یہ سر نگون نہو گا بس تو مین جو تیغہ اگر سر پر بیٹھتا ہے تا دو ابرو اوتر گیا اور
ہاتھون مین واسطے اوٹھانے بھی نہ تھے تو ہین دونون ہاتھ مارے سے تیغہ تو بمشکل سر سے نکلا
مگر دونون قلہ بیان بھی زخمی ہو گئے ہین لیس اب طیش مین آکر یہ چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرون کہ
صاحبقران اعظم نے کلائی اسکی پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ یہ اوندھے منہ زمین پر آ رہا بس
بند کمر پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا سیاہ تاک نے آواز دی کہ
اے شہریار سبحان اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا اب اسے چھوڑ دیجیے گا قلب اس ملعون کا
سیاہ ہے یہ مین صاحبقران اعظم نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین
اس نے کہا کہ اگر جانتا ہون تو نام پر خدا و ندا ابلیس کے نثار ہین یہ سنتا تھا کہ صاحبقران اعظم
نے ایک پاؤن اسکا پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کر جو زور کیا چیر سے
چیر کر پھینک دیا بس اس کا مرنا تھا کہ جلادون نے سیاہ تاک و سیاہ قبا کو تو چھوڑا
اور صاحبقران اعظم پر آ پڑے ادھر صاحبقران اعظم کے لشکر نے دیکھا کہ مالک پر یورش ہے
سب بھی وارین پکڑ پکڑ کر آ پڑے ادھر لشکر صفدر جنی کے دیو بیس ہزار ہین تعداد مین وہ بھی
جھپٹ پڑے کہ مار لو اس آدم زاد کو ارے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے
مارا ہم بادشاہ کو کیا جواب دینگے دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی کچھ دیو صاحبقران
اعظم کو لیکر علیحدہ ہو گئے کہ یہ زخمی بہت تھے اور ہر کچھ دیوون سے وہ سیاہ تاک سیاہ قبا
کو بھی رہا کیا قید کاٹ دی سیاہ تاک تو بسبب پاؤن بیکار ہونے کے صاحبقران اعظم پاس
آکر ٹھہرے اور سیاہ قبا وار شمشاد پکڑ کر جا پڑے جس دیو پر وار مارتے وہ پیوند خاک ہو گیا
ہر طرف وہا وہم وارین اور میل فولادی چل رہے ہین سر کٹ رہے ہین جسم خاک پر لوٹ رہے
ہین شور دار و گیر بلند ہین ادھر دس ہزار دیو ہین اور ہر بیس ہزار انکا سردار زخمی ہے اور
اون کا افسر مارا جا چکا فوج بے سردار کہان تک لڑے سیاہ قبا نے کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا دیے انجام کار فوج کفار نے لاش صفدر جنی کی اوٹھالی
اور نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوئے بیس ہزار دیون مین سے دس ہزار مارے
گئے اور دس ہزار لاشین لے کر بھاگے اور کوئی دو ہزار کے قریب اہل
اسلام مارے گئے بعد فتح کے صاحبقران اعظم کو تو پانچ ہزار دیوون سے گلستان
ارم کی جانب روانہ کیا کہ یہ نہایت زخمی تھے اور سیاہ تاک سیاہ قبا لاشون کے
دفن کے انتظام مین مصروف ہو رہے تین روز مین دفن و کفن سے فرصت ہوئی اب یہ
بھی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑیے لیکن واسطے حال
گذارش کیا جاتا ہے ان دیوون کا جو لاش صفدر جنی کی لے کر نیرنگ
قاف کو روانہ ہوئے تھے دوسرے روز پہونچ گئے اوس وقت پہونچے
کہ نیرنگ شاہ مصروف سیر و شکار تھا شہ بیہ جنی بھی ہمراہ تھا کہ دیکھا سامنے سے
کچھ دیو خاک اوڑاتے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہین نیرنگ شاہ نے کہا ارے
خیر تو ہے دیوون نے عرض کیا کہ حضور غضب ہوا خیر کہان سوا شر کے یہ کہکر لاش صفدر جنی کے سامنے رکھدی

نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ کیونکر مارا گیا دیوؤں سے تمام سرگذشت بیان کی پہونچنا بارگاہ آسمان
پری میں سخت کلامی ہونا عبدالرحمن جنی سے شاقی ہونا سیامک سیاہ قبا سے بعد
اس کے واپس آنا جواب نامہ لے کر راہ میں گرفتار کرانا سیامک سیاہ قبا کو
اور حکم قتل دینا پہونچنا صاحبقران اعظم کا اور قتل کرکے صفدر جنی کو چھڑانا سیامک سیاہ
قبا کا سب حالات اس طور سے بیان کیے کہ کہیں زیادتی صفدر جنی کے نہ بیان کی اور اہل
اسلام کو خطاوار قرار دیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نظر میں شدید جنی کی تیرہ و تار ہو گیا
اور کہا کہ تو کسی بہی نہیں پہونچا صفدر جنی کے عوض میں تمام گلستان ارم کی دیو و پری کو
جلا دونگا ہر چند نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ ارادہ لاکہہ دیوؤں کی فوج موجود ہے
جس میں بڑے بڑے سرکش و قوی ہیکل دیو ہیں جسقدر فوج چاہو لے جاؤ اور خون
فرزند کا قصاص دشمنوں سے لو لیکن اس نے کہا کہ ہمکو اس کی ضرورت نہیں ہے اب
آپ تماشا دیکھئے اور اوسی وقت لہاروں کو طلب کرکے ایک تالاب آہنی تیار کرایا اور تیل سے اور
سے اک صندوق نکلوا کر تالاب کو تیل سے پُر کرا کر آگ روشن کرا دی اور کچھ اسم پڑھ
کر دستک دی دیکہا کہ جانب جنوب سے ایک کالا ابر پیدا ہوا اور سامنے آکر گرجا اور ایک
آواز پیدا ہوئی کہ مشکل ابر نشین ہمکو کس واسطے طلب کیا ہے شدید جنی نے کہا کہ جاؤ
گلستان ارم کی طرف اور تمام دیو و پری کو اسیر کر لاؤ یہ سننا تھا کہ وہ ابر پہیل کر چہا ہو
گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا یہ عمل شدید جنی کا نہایت غضب کا تیار ہے غرضکہ
وہ ابر جاتے جاتے اوس مقام پر پہونچا جہاں کہ سیامک سیاہ قبا پانچ ہزار دیوؤں
سے لاشیں دفن کرکے چلے آتے تھے اور قریب قلعہ بلوریہ کے پہونچ چکے تھے کہ دیکہا
انہوں نے ابر نہایت زور شور سے آ رہا ہے اک درخت کے نیچے ٹھہر گئے لیکن ان کو
تعجب ضرور ہوا کہ فصل گرما میں ابر کیسا لیکن وہ ابر بہت تیزی کے ساتھ آکر محیط ہو گیا
اور برسنے لگا بس جس دیو پر ایک بوند بہی پڑ گئی اوس نے تلملا کر ماری اور شکل جانور
آبی کی قاز کوئی قرقرا کوئی سرخاب بن بن کر اڑنا شروع ہوئے اور اوس ابر سے
جا کر مل گئے یہانتک کہ پانچوں ہزار دیو جانور بنکر اڑ گئے سیامک سیاہ قبا اوس
ابر جاکر مل گئے ابر اوپر اوپر ابر اور نیچے اوس کے یہ پانچوں ہزار دیو جانور بنے ہوئے اڑتے
چلے جاتے ہیں ابر انکو لیکر طرف نیرنگ قاف کے روانہ ہوا اور ان جانوروں نے اتنی
آواز دی کہ یا عبدالرحمن جنی ہماری خبر لیجئے ورنہ ہم تو جاتے ہیں ادہر قلعہ بلور سے
ابر کے فصل اوٹھی دیکہکر ملکہ آسمان پری و عبدالرحمن جنی بہی تعجب میں تھے جسوقت
یہ واقعہ آنکہوں کے سامنے گذرا کہ جس دیو پر بوندی پڑی وہ جانور بن گیا بس انکو یقین ہو گیا
کہ یہ فعل شدید جنی کا ہے بس انہوں نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ جلد قلعہ گلستان
ارم کی جانب چلئے اور قلعہ بلوریہ کو خالی کیجئے ورنہ یہی حالت ہم سب کی ہوگی جو آپ کے
سیامک سیاہ قبا اور پانچہزار دیوؤں کی ہوئی ہے اور اب یہ جگہ نہیں ہے
ان سے تو ہاتہہ اوٹہائیے جو لوگ باقی ہیں اونہیں کی خیر منائیے ملکہ آسمان پری بعجلت
تمام قلعہ بلوریہ سے قلعہ گلستان ارم کو روانہ ہوئے اور اک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کرے

کر کوئی شخص رعایا برایا مین سے یہان نہ رہے سب قلعہ گلستان ارم مین چلے چلین ورنہ
زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جاے جس وقت منادی نے ندا کی تمام
قلعہ مین اور گرد و نواح مین ہل چل مچ گئی دیو پری بھاگنے لگے پریون نے بچون کو بغل
مین دبا لیا مردون نے اسباب اوٹھا لیا گھر بار کو چھوڑا جسے دیکھو بھاگا چلا جاتا ہے
تھوڑے عرصہ مین تمام قلعہ بلوریہ خالی ہو گیا اک ہو کا عالم ہر طرف نظر آتا تھا تمام گھر خالی
پڑے تھے لیکن عبدالرحمن جنی نے قلعہ گلستان ارم مین پہونچکر اک کتاب نکالی
اوس مین طریقہ رد عمل سحاب دیکھکر سامان اوسکا مہیا کیا اور اک مقام پاک دھوا ہر پر
بیٹھکر خوشبو جسم مین ملی اور اک منقل سامنے رکھ لی اور پھر اسم پڑھ پڑھ کر چند
اجزا سرخ منقل پر ڈالے کہ اوسمین دود سرخ پیچیدہ ہو کر بلند ہونا شروع ہوا یہانتک
کہ تمام گلستان ارم پر اک سائبان سرخ بنکر محیط ہو گیا اسکے بعد کچھ اور اسم پڑھکر
دستک دی کہ اک موکل سرخ پوش پنکھا ہاتھ مین لئے ہوئے زمین سے پیدا ہوا اور ہاتھ
باندہ کر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ اے موکل شعلہ افروز جا اور
ابر شدید جنی کو جلا کر عمل اوسکا پلٹ دے اوسکے بعد اپنے ہنر لشکر کفار کو دکھا یہ کہکر
ایک ٹکڑا قرطاس سفید کا سرخ روشنائی سے لکھکر آگ پر ڈالا کہ وہ جلا اور وہین سے
اک بساط بنکر تیار ہوا موکل سے کہا کہ بیٹھکر روانہ ہو موکل نے سلام کیا اور بساط پر
بیٹھکر نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوا اب اسے بھی راہ مین چھوڑیئے پہلے حال اوس ابر کا
سنیئے کہ جو دیوان گلستان ارم کو قید کرنے کے لیے بھیجا جا رہا ہے جس وقت نیرنگ
قاف مین پہونچکر شدید جنی کے کہنے پر محیط ہو کر قائم ہو گیا شدید جنی نے نیرنگ شاہ سے
کہا کہ اب تماشا دیکھیے اور ابر کی طرف کچھ پڑھ کر اونگلی سے تالاب کی طرف اشارہ کر کے
آواز دی کہ آؤ یہ مقام تمہارے واسطے ہے بس اشارہ کرنا تھا کہ ان طائرون نے جو زیر ابر
شور فریاد بلند کر رہے تھے کنارے چھوڑے اور تالاب مین گرے اسی طرح آن واحد مین سب
جل کر خاک ہو گئے نیرنگ شاہ یہ کمال شدید جنی دیکھکر نہایت خوش ہوا بہت تعریف کی
اوسی وقت توپا رچہ کا خلعت دیا شدید جنی نے کہا کہ اسی طرح اگر کل پریزادان گلستان
ارم کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا شدید جنی نہ پایا اور آپ تماشا دیکھیے غرضکہ یہان جتنی ڈیرے
پڑے تھے گر کر فوج مین آ گئی شدید جنی نے ایک چھولداری اپنے واسطے علحدہ بپا کی اور ابر کی طرف اشارہ
کیا وہ ابر پھر سایہ مین کرتا ہوا گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا اب تماشا دیکھیے کہ
اس طرف سے تو ابر جا رہا ہے اور اودھر سے موکل شعلہ افروز چلا آتا ہے بس جیسے ہی ابر نے
اس موکل کو دیکھا پہلے تو زور شور سے گرجتا ہوا چلا کہ قید کر لون اس کو لیکن جیسے ہی قریب پہونچا
اور موکل شعلہ افروز نے نعرہ کر کے جھپاک سے پنکھیا کی دی جس طرح اڑتی سی ہی گوشہ ابر سمٹ
گیا بس موکل نے اب جو چہار طرف سے پے در پے پنکھیا کی جھپاک دی وہ تمام ابر سمٹ کر اک
سرخی کا گالا بن گیا اور موکل شعلہ افروز پنکھیا کی جھپاک دیتا ہوا سمیٹ کر اودھر اس ابر کو
نیرنگ قاف کی طرف لے چلا ابر سے بجاے گرج و چمک کی صداے فریاد بلند ہوے یہانتک
کہ یہ موکل ابر کو لیے ہوئے اوس تالاب پر پہونچا جسمین تیل کھول رہا تھا اور کنارہ پر اوسکے

شدید جنی کھڑا ہوا تھا ایسی موکل نے پہونچی ہائی آواز دی کہ او کافر مرتد تو نے پانچ ہزار بندگان
خدا کا خون کیا دیکھ اب اوسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ کہکر جو پنکھیا کی پھونکی وہی وہ ابر کا ٹکڑا تالاب
مین گرا اور اک شعلہ بنکر پہاڑ کا کمرے وقت اس نے آواز دی کہ مین دشمن کے قابو مین آگیا اگر کچھ
طاقت ہو تو رد کو مجکو دریغ مین جاتا ہون شدید جنی تو اس انتظار مین تھا کہ موکل پیر اسپ کو
اسیر کئے ہوئے لاتا ہوگا لیکن معاملہ بالعکس ہوگیا بس اسنے تو آواز دی کہ اسے جلدی
لاؤ کتاب میری اور نیرنگ شاہ سے کہا کہ آپ جلدی بھاگئے یہان قیامت ہوا چاہتی ہے نیرنگ
شاہ تو سر پر پاؤن رکھکر بھاگا لیکن اگر ابر جو تالاب مین گرتا ہے جل کر اک شعلہ جوالہ بنا اور پھر کر
شدید جنی پر گرا اس نے جلدی سے کوئی اسم پڑھا کہ ایک شعلہ کے کئی شعلے بنکر جسم
سے علیحدہ ہوئے لیکن تمام جسم مین شدید جنی کے آبلے پڑگئے اور یہ اپنی جھولداری کیطرف بھاگا
شعلون نے اس کا تعاقب کیا جب یہ کچھ پڑھ کر پھونکتا ہے شعلے علیحدہ ہوجاتے ہین بعد اسکے
پھر لپٹنے لگتے ہین مہلت نہین دیتے موکل شعلہ افروز دمبدم للکار رہا ہے کہ ہان جلا دو اسکو
جانے نپاے ادھر اس نے ایک پڑیا پیرادی تالاب مین ڈالدی جو اس کو چلتے وقت عبد الرحمن
جنی دی تھی لیبا س پڑیا کے گرتے ہی ہمہ شعلے تالاب سے نکلے اور لشکر دیوان نیرنگ شاہ
کی طرف چلے اور نیرنگ شاہ تو پہلے ہی بھاگ کر چلا گیا تھا لیکن لشکر یہان پڑا ہوا
تھا اب شعلے چمک چمک کر گرنا شروع ہوئے اور دیوون کو پکڑ نگلنا شروع کیا جسپر شعلہ
چمک کر گرا جل کر مثل دیو آتشبازی کے خاک ہوگیا لشکر مین بھگدڑ مچ گئی دیو بھاگے
جاتے ہین اور موکل للکار رہا ہے کہ ہان ارے ان کو جانے نپائین شعلے پیچھا کئے ہوے ہین
دیو بھاگے پھرتے ہین اور ہرچند شعلے شدید جنی کی فکر مین ہین لپٹے ہی جاتے ہین جھولداری
تک پہونچنا اسے دشوار ہوگیا ہے موکل چلا رہا ہے کہ یہ مزا ہے خون بہانے کا شعلون کی بہار
سے تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہے بلکہ یہ کیفیت کہ نمونہ دوزخ معلوم ہوتا ہے کفار جیتے جی جل رہے ہین
بار بار موکل کہتا ہے کہ آج کوئی دیو پری نیرنگ قاف کی بچنے نپائے بعضون نے قصد کیا کہ
اب خیر نہین معلوم ہوتی ہم بھاگ چلنا چاہیے شاید جان بچ جائے غرضکہ عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہے آن واحد مین شعلون نے قریب دس ہزار دیو پری کے پھونک دیے اور
جلا کر خاک کردیے اب موکل پیچھے ہے اور شعلے مثل فوج کے پرا جمائے ہوئے آگے
آگے ہین لیکن چلے جاتے ہین یہانتک کہ اسی حالت مین قریب شہر کے پہونچ گئے شہر مین تلاطم
ہوگیا شعلون کی فوج سے کوئی چارہ نہین ہے بھاگ کر جان بچتی ہے نہ لڑائی بنتی ہے کوئی ذی روح
ہو تو اوس پر حربہ کرین قتل کرین ضرب کا جواب دین شعلون سے کون لڑے عجب طرح کا تہلکہ
برپا ہے اگر دو دیو ایک مقام پر کھڑے ہین اور شعلہ لپک کر وہان پہونچا تو ایک دوسرے کو شعلہ
پر دھکیل کر بھاگتا ہے بھائی بھائی کا باپ بیٹے کا بیٹا باپ کا دوست نہین سب کو اپنی اپنی
جان عزیز ہے لیکن شدید جنی گرتا پڑتا اپنی جھولداری مین پہونچا اور پھر اسم پڑھکر [illegible]
جسم پر ایک لکیر کھینچ دی کہ شعلے باہر رکے اندر نہ آسکے اسکے بستہ سے کتاب نکالی اور اس مین سے
رد عمل کی ترکیب نکالکر جلدی سے سات مرتبہ اک اسم کو پڑھکر دستک دی کہ ایک پری پیدا
ہوئی تلوار اوسکے ہاتھ مین کھینچی ہوئی کہا کیون مجھے بلایا ہے شدید جنی نے کہا کہ دشمن کو جواب دو یہ کہکر

ہاتھ سے اشارہ کیا پری تڑپ کر خیمہ سے نکلی جس شعلہ کو مارا وہ افسردہ ہو گیا جب اس نے ان
شعلوں کو گل کر دیا شدید جنی کو ملال ہوا اب یہ بھی خیمہ سے نکلا آگے آگے پری تلوار کھینچی ہوئی اور پیچھے
پیچھے شدید جنی آتے آتے قریب سپہ پہونچا دیکھا کہ عجب قیامت برپا ہے ہزار ہا دیو و پری بھاگے
پڑتے ہیں اور شعلہ اون کے پیچھے بلا کیطرح لپٹے ہوئے ہیں جو دیو یا پری فورا تھا یا ٹھوکر
کھا کر گرا شعلے نے اوسکو جلا کر خاک کر ڈالا ہر طرف بھگدڑ مچی ہوئی ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ شدید جنی
نے پری سے کہا کیا دیکھتی ہے قتل کر اسکو کہ اس نے سیکڑوں کا خون کیا ہے یہ سنتے ہی پری آندھی
کی طرح موکل آتش افروز کی طرف چلی اور پکاری کہ او چھوکرے اسقدر تو نے سر اوٹھایا اب
تیری اجل تیری آپہونچی یہ سننا تھا کہ موکل سہم گیا اپنے ملک الموت کو پہچان گیا اور شعلوں کی طرف
اشارہ کیا شعلے اودہر سے پلٹے اور پری کی طرف چلے اور آپ یہ موکل بھاگا شعلوں کو آگے کر دیا
کہ جبتک یہ شعلے اسکو روکیں میں عبد الرحمن کے پاس پہونچکر اطلاع کروں شاید وہ کوئی صورت جان
بخشی کی نکالیں پری اسکی قضا ہے کب رخصت لینے دیتی تھی جو شعلہ لپکا کر اسکی طرف چلا پری نے
پرمالہ انگل ہو کر دیکھا رفتہ رفتہ تین چار سو شعلے تھے سب افسردہ ہو گئے اور پہرہ دار پہراکے سر موکل آتش افروز
کے پہونچ گئی اور کہا کہ بہت سر اوٹھایا تھا تو نے دیکھ یہ اوسکی سزا ہے یہ کہکر وہی تلوار جو اسکے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تھی
گردن پر موکل کے لگا سر کٹ گیا لیکن سر کا کٹنا تھا کہ بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور لاش موکل کے معہ
سر جلا کر خاک کر دیا بعد اوسکے خود بھی افسردہ ہو گیا یہ دیکھکر پا تو تمام دیو شدید جنی کو گالیاں دیتے
تھے کہ یہ بلا اسکے ذات سے آئی نہ یہ ابرہہ بھیجتا نہ دیاتے شعلہ آتے اسنے اپنے ساتھ ہماری بھی جان لی
استاد سے اپنے مقابلہ کیا اوسکی سزا پائی جو محسن کشی کریگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن جب پری نے آکر موکل کو
اسیر تعریف کرنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اتنی بڑے شخص سے کیون بچتا جیسا چاہئے ہوشیاری سے سوچنے کی راہ رکہہ
لیتا ہو بادشاہ بھی پہلے نہایت ناراض ہو گیا تھا تیاری طلسم کیطرف بھاگنے کی کردی تھی کہتا تھا کہ اس کی ذات
سے سلطنت میں رخنہ پڑا لیکن جب خبر موکل مارے جانے کی سنی پھر نہایت خوش ہوا اور شدید جنی
کیواسطے خلعت بھیجا پری تو موکل کو جلا کر حسب اجازت غائب ہو گئے لیکن شدید جنی علاج میں مصروف
ہوا وہ آبلے جو اس کے جسم پر پڑ گئے تھے کوئی دوا اثر نہ کرتی تھی جب شدید جنی نے عملیات سے
کام لیا ہے تو اچھا ہوا جب اچھے ہو گئے اسنے اپنے ہمزاد کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوا تو بقوت عمل اسکو
مقید کرکے گلستان نفس کیطرف روانہ کر دیا سبب اسکا یہ تھا کہ جسوقت عبد الرحمن جنی نے اس
پر عمل کیا ہے تو یہ کلمہ غصہ میں آکر کہا تھا کہ تو ہی جو اسکا ہمزاد ہے اسی کو قتل کرے یہ خبر موکلوں نے
اس کو بھی پہونچا دی تھی اسی بنا پر اسنے ہمزاد کو گلستان قفس میں قید کیا کہ شاید ہو گا نہ مجھے
قتل کرے گا لیکن خبر قید کی ہمزاد کی جو عبد الرحمن جنی کو پہونچی کہ اسکے موکل ہی ہر وقت کی خبر پہونچا
رہتے تھے ساکت ہو گئے سبب سکوت ملکہ آسمان پری نے پوچھا عبد الرحمن نے عرض کی کہ عمل
میرا باطل ہو گیا ملکہ آسمان پری نے کہا کہ کیون باطل ہو گیا عبد الرحمن نے جواب دیا کہ اسوقت
شدید جنی مجھسے کسی طرح کم تھوڑی ہے جو باتیں بیشتر اوس سے پوشیدہ کی تھیں وہ اوسنے بھی
آگاہ ہو گیا ایسا ہے کہ وہ پہلے ہی اوس کتاب کو چرا لے گیا کہ جو عملیات کا دار و مدار تھا اوسنے رد عمل
کی ترکیب کی جو موکل کہ میرے موکل پر بادی تھا وہ اسکے قبضہ میں ہے اور وہ اسوقت سب کچھ کر
سکتا ہے لیکن آپ نہ گھبرائیں اسلئے کہ جینے یہ سائبان سرخ جو کام گلستان ارم پر قائم کر دیا ہے

پہلے سے حصار ہے اب اگر ابر وغیرہ آئے گا تو بوندیوں کا اثر سفر سے نہیں پہونچا سکتا
جو قطرہ گریگا جل جائے گا اور چند روکل بیٹھے اور سعین کردیئے ہیں جو ہر قسم کے خبر رسانی کرتے رہینگے کہ اوسکا
پیشتر سے بندوبست ہوجائیگا لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کی بیان کیجئے
کہ جس وقت انھون نے بربادی بہارستان قاف سے فراغت پائے اور جشن سے فرصت ہوئی تو برق بریق نے دیو استقبال
سے کہا کہ اب گلستان ارم کیطرف چلنا چاہیئے دیو استقبال نے کہا بہت مناسب ہے اور اوسی وقت
لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود سامان کرکے مع بارگاہ گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا بعد
اسکے تمام لشکر مع برق بریق شاہ گلستان ارم پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوگئے
جسوقت تین چار منزل پر پہونچے تو دیکھا کہ تمام صحرا دیوؤں سے مملو ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت
بڑا لشکر اوترا ہوا ہے دیو استقبال نے چند دیوؤن کو بھیجا کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ دیو کہان کے رہنے والے ہین
اور کس بادشاہ کے ملازم ہین یہان کیون ٹھہرے ہوئے ہین کس طرف سے آئے ہین اور اب ارادہ
کدہر کا ہے یہ سنکر دیو برائے تفتیش روانہ ہوئے تھوڑے سے دیر کے بعد آکر عرض کی کہ یہ لشکر دیو نفرت
بن عفریت کا ہے بہت بڑا لشکر ہے آپ کے لشکر سے کسی طرح کم نہیں ہے اور سب ابلیس پرست ہین
سنا ہے کہ یہ لوگ بھی گلستان ارم پر چڑھ کر گئے تھے لیکن سردار انکا نواسہ حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا
تلخ اعلی ٹوٹ گئی شکست کھا کر بھاگا ہے اور اسی صحرا مین حکیم کے علاج مین مصروف ہے اودہر دیو
نفرت نے آمد لشکر دیکھکر اہل اسلام کے خوف سے اپنے دیوؤن کو برائے خبر روانہ کیا تھا جبکہ
ان دیوؤن نے حال دریافت کر لیا آکر دیو نفرت بن عفریت سے بیان کیا کہ ایک دیو
دراز قامت ایک لاکھ دیو لئے چلا آتا ہے سنا ہے کہ بارادہ بربادی گلستان ارم جاتا ہے
اور مذہب مین ابلیس پرست ہے نام اوسکا دیو استقبال ہے کہتے بادشاہ نہین معلوم
ہوتا بلکہ افسر فوج ہے سنا ہے کہ بادشاہ عقب مین اسکے چلا آتا ہے اور بڑی فوج
اوسکے ساتھ ہے دیو نفرت نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اور ہم ایک
ہوجاینگے خیمہ آنے دو اور ملاقات تو ہونے دو اتنے مین دیو استقبال ایک لاکھ
دیو سے اسی صحرا مین پہونچا اور ایک طرف خیمہ زن ہوا اسکے بعد دیو ہومان اور
دیو گلیزال و دیو تیزان اور دیو پہتنا اور دیو کرکرا اور شکیلا کے آہن کلاہ یہ
سب آٹھون دیو ایک ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے آخر مین سواری
بادشاہ کی آئی بارگاہ برپا ہوئی بادشاہ اوترکر داخل بارگاہ ہوا دیو استقبال نے
سب کیفیت جو کچھ دریافت ہوئی تھی نفرت بن عفریت کی سامنے برق بریق
کی بیان کی برق بریق نے کہا جب ہمارا اوسکا مذہب ایک ہے تو ملنا اور ملاقات
کرکے یکدل ہوجانا چاہیئے کہ کام مین آسانی ہو دیو استقبال نے کہا کہ میری بھی یہی
رائے ہے اوس وقت برق بریق نے شکیلا سے آہن کلاہ سے کہا کہ تم نامہ لیکر
جاؤ اور جواب اسکا لے آؤ اور شکیلا کے آہن کلاہ نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور لشکر نفرت
کیطرف روانہ ہوا نفرت کے دیوؤن نے اسکو خبر کی کہ بادشاہ نووارد کی طرف سے ایلچی آتا
ہے کہا آنے دو جب آیا اوسکو تعظیم کیساتھ ہمارے پاس لاؤ کچھ دیو جو عہدہ ہائے جلیل پر تھے چند قدم گئے اور

استقبال کر کے شکیلائے آہن کلاہ کو سامنے نفریت بن عفریت کے لائے اسنے ادب سے
سلام کیا جواب سلام دیا جگہ بیٹھنے کو ملا ساقی نے جام شراب بھر کر پیش کیا شکیلائے آہن کلاہ
نے جام شراب کا غٹ غٹ کر پیا اور نامہ برق بریق شاہ کا ٹوپی سے نکال کر نفریت کو دیا نفریت
نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے برادر ہم نے سنا ہے کہ آپ بھی مذہب ابلیس پرستی رکھتے ہین اور قوم
طریق کے پابند اور دشمن ہین خدا پرستون کے اور ہم بھی بندگان خداوند ابلیس سے ہین یا
منزل مقصد بھی ہماری آپکی ایک ہی ہے یعنے ارادہ بربادی گلستان ارم ہم بھی کئے ہوئے ہین
لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ ملکر ان خدا پرستون کا استیصال کرین شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جس وقت ہم آپ ایک ہو کر لڑینگے کام باسانی انجام کو پہنچیگا یہہ مضمون دیکھکر دیو نفریت بن عفریت
نہایت خوش ہوا اور شکیلائے آہن کلاہ کو خلعت دیا اور جواب نامہ یہہ لکہا کہ اے برادر جو کچھ
آپنے لکہا بہت بجا و درست ہے لیکن پہلے اسکا تو فیصلہ کر لیجئے کہ دو بادشاہ ایک لشکر مین کیونکر رہ سکتے
ہین لہذا یا مین رہون یا آپ ایک حاکم بنا رہے اور دوسرا اوسکا محکوم و تابع فرمان رہے لہذا یہہ حق
میرا ہے اسلیئے کہ خاندانی بادشاہ ہون اور تم نئے بادشاہ ہو تمہین وزارت اختیار کرنا چاہیئے کہ یہہ
بھی تمہارے واسطے کم نہین ہے اور مین بادشاہ رہون کیونکہ یہہ حق میرا ہے اور میرے بزرگون سے
سلطنت چلی آئی ہے والسلام یہہ جواب نامہ کا شکیلائے آہن کلاہ کو دیا گیا شکیلائے
آہن کلاہ جواب نامہ لیکر پاس برق بریق کے آیا اور جواب پیش کیا برق بریق نے جواب الجواب
تحریر کیا مضمون اوسکا یہہ تہا کہ ہرچند کہ مین داروغہ زندان خانہ تہا اور اب بادشاہ ہون اور آپ
خاندانی بادشاہ ہین لیکن یہہ تو خیال فرمایئے کہ جس خداوند نے آپکو سلطنت کئی پشتون سے عنایت کی
وہی نے مجکو یہہ سلطنت جدید بھی بخشی ہے اور کسی وقت مین آپکے بزرگ بھی کسی دوسرے بادشاہ کی رعایا
ہونگے جسطرح ایک حیلہ حکومت میرے واسطے نکل آیا اسی طور سے کوئی حیلہ اونکے واسطے بھی ہو گیا ہوگا یہہ
استدلال ایسے نہین ہین جنسے مین اپنی حکومت آپکو دیکر خود محکوم بنجاؤن اور جسکی تیغ اوسکی دیگ ہاں
اگر یہہ زور بازو ہو اور میرے پہلوانون کو زیر کیجیئے تو مین اس باتکو گوارا کر لونگا کہ آپ بادشاہ ہون اور
مین وزیر اور اگر میرے پہلوانون سے آپ زیر ہو گئے تو اسکے عکس کرنا پڑیگا کہ مین دونون لشکرونکا بادشاہ
ہونگا اور آپکو عہدہ وزارت اختیار کرنا ہوگا بس یہہ نامہ دیو اشقال کو دیا اور اشقال نامہ لیکر
نفریت بن عفریت پاس آیا نفریت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہا کہ اے دیو اشقال مجھے
منظور ہے جو کچھ تمہارے بادشاہ نے لکہا بہت صحیح ہے مین پشت پر جواب جنگ تحریر کرتا ہون لیکن یہہ جنگ بھی
دوستانہ اور امتحانی جنگ ہے دیو اشقال نے کہا نہین تو کیا دشمنی ہے ایک جھگڑے کی بات تھی اوسکے فیصلہ کی
صورت قرار پائی لیکن دیو نفریت نے کہا اے اشقال مجھے تو تجھسے زیادہ زبردست برق بریق کے لشکر مین کوئی
نہین نظر آتا لہذا طول کرنے کے نہیں جو سب سے زیادہ زبردست ہو وہی لڑے دیو اشقال نے کہا ایسا ہی ہوگا
اور یقین ہے کہ میری ہی آپ سے مقابلہ کی نوبت آئے اسلیئے کہ مین سالار فوج ہون اور سب سے
زیادہ قوی ہون نفریت نے کہا کہ جاؤ اور اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوا دو
یہہ سنکر دیو اشقال نفریت سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین پہونچ
یہہ سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیئے

برق بریق نے دیو اشقال کے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بس نقارہ رزمی پر چوب پڑی
اور آواز نقارہ کی گرجی یہان دیو نفریت بن عفریت نے طبل جنگ بجوایا دونون طرف کوس حربی
بجا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جسوقت دیو سپید صبح نے دیو
سیاہ شب کو پکڑ کر گوشہ مغرب کے غار عمیق مین چھپایا تمام دیوان نفریت بن عفریت و برق
بریق میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے اودہر دیو اشقال بمرتبہ سرداری لشکر سے بیس قدم
آگے بڑھکر کھڑا ہوا اور نفریت اپنے لشکر کے آگے بمرتبہ سرداری قائم ہوا اوسوقت دیو اشقال
سامنے تخت برق بریق کے آیا اجازت چاہی برق بریق نے کہا جا تجھے خداوند ابلیس کی
نگہبانی مین دیا یہہ سنکر دیو اشقال نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور وہان سے رخ میدان جنگ
کا کیا اور میدان مین آکر قائم ہوا اور پکارا کہ اے بادشاہ لشکر دیوان یعنے اے نفریت بن عفریت
آئیے اور آتش قوت کو بجھائیے ادہر سے دیو نفریت نکلا دونون مین جنگ ہونے لگی دیو اشقال
نے وار شمشاد سر پر نفریت کے مارا نفریت نے وار کو وار پر روکا اور اپنی وار اشقال
کے حوالے کی ایسے ہی وار نفریت کا رد کیا کئی ضربون کی نوبت آئی یہہ رنگ دیکھکر برق
بریق نے دیو اشقال کو آواز دی کہ اے سپہ سالار با دولت حربہ ہائے جنگ سے کام
نہ لے ایسا نہو کہ تم دونون مین سے ایک ہی باقی رہ جائے تو ایک ہونہار بندہ خداوند ابلیس کا
کم ہو جائیگا بہتر یہہ ہے کہ اپنا فیصلہ کشتی سے کر لو دیو اشقال نے کہا بہت خوب اب ایسا ہی
ہوگا وار ہاتہ سے پہینکدی اور نفریت سے لپٹ پڑا دیو نفریت نے بہی وار شمشاد کو دور
پہینکا اور دیو اشقال سے مصروف تلاش ہوا اسنے اوسکی کمر بند پکڑی اور اوسنے
اسکے کمر بند مین ہاتہ ڈالا اسطرح دونون زور ہونے لگے کبہی دیو اشقال دیو نفریت کو ریل
لیجاتا ہے اور کبہی دیو نفریت دیو اشقال کو پیچہے ہٹا دیتا ہے زور کشاکش کے جوڑ ہے ہین
پسینے کے تر اٹنے چل رہے ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین تمام لشکر دیوان
کی نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین اسلیئے کہ ایکطرف بادشاہ لشکر دیوان اور دوسری جانب
سپہ سالار ہے ہر لشکر کا اسی ایک ایک پہلوان پر مدار ہے جو زیر ہوگیا گویا تمام لشکر زیر ہوگیا
یہان تک کہ کوشش کیا جائے کہ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اب برق بریق نے کہا کہ شب
واسطے آسایش کے ہے اس وقت کشتی موقوف کی جائے کل صبح کو پہر دیکہا جائیگا دیو
نفریت نے کہا کہ اے برق بریق جب یہہ ثابت ہوگیا کہ برابر کا دم ہم دونون
مین ہے اگر دن بہر لڑینگے اور شام کو علیحدہ ہو جائینگے تو زندگی مین اسکا فیصلہ
نہ ہوگا اس سے بہتر ہے کہ جب فیصلہ ہو جائے اوسوقت علیحدہ ہون
دیو اشقال نے بہی کہا کہ اے شاہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے رہنے دیجیے
تماشا دیکہئے شام کو ایک ایک لوٹا گوشت کا اور ایک ایک مٹکا دودہ کا دونون
نے پیا اور پہر مصروف تلاش ہوئے تہوڑے عرصہ مین وہ قلیل و
رقیق غذا پسینہ ہوکر نکل گئی تمام رات یہی عالم رہا نہ کہیں دیو اشقال
کم پڑتا ہے نہ دیو نفریت اگر یہہ اوسکو قدم بہر ریل لے جاتا ہے تو وہ بہی دس
قدم ریل لے جاتا ہے اگر یہہ اوسے پکڑ لاتا ہے تو وہ نہین دیتا اور وہ اوسے

لے آتا ہے تو یہہ نہین چھٹتا دونون مین قیامت کے زور ہو رہے ہین دونون طرف کے دیو کھڑے ہین
اپنے اپنے سردارون کی کر رہے ہین نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین کہ دیکھیے فیصلہ کیا ہوتا ہے
ابھی تک تو دونون برابر ہین کسی کو کوئی نہین ہٹاتا جب علیحدہ ہو کر تھم جاتے ہین جنگل گونج اوٹھتا ہے
کہان تک بیان کیا جائے کہ رات بھی اسی عالم کشمکش مین تمام ہوئی اب پھر صبح ہوئی اور
دونون طرف سے قاعدہ کے موافق وہی ایک ایک خم دودہ کا جسمین قریب نصف کے شراب
ملی ہوئی تھی اور اک اک کچھ گوشت کا وہ انہون نے کھایا پیا کسل مین کچھ ہوئی قوت بڑھی خم
مار کر پھر بیٹ پڑے اور اوسی صورت سے کشتی ہونے لگی جو پیچ دیو اشقال باندہتا ہے دیو
نفریت اوسے رد کر دیتا ہے اور جو داون نفریت کرتا ہے اوس سے دیو اشقال بچتا ہے
دونون جانین لڑائے ہوئے ہین پسینے کے تر اٹے بہ رہے ہین ہاتھ پھسل رہے ہین زمین سے
سنے لیکر ایک دوسرے کے جسم پر ملتا ہے کہ ہاتھ قائم ہون گرفت بن پڑے مگر پسینہ کی تو یہہ
حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے جسم سے ہزار ہا سوتین پانی کی جاری ہین ہر بن مو سے پسینہ
بہ رہا ہے اسی عالم مین یہہ دن بھی گذرا اور شام ہو گئی فیصلہ نہوا دیو برق نے پھر چاہا تھا
کہ دونون کو علیحدہ کر دے مگر پہلوانون نے منظور نکیا اسلیئے کہ تکلیف ہے تو دونون کیواسطے
راحت ہے تو دونون کے لیئے ہے اگر یہہ معلوم ہو کہ علیحدہ ہو جانے سے ہمارا زور بڑھ جائیگا
اور دوسرے کی طاقت کم ہو جائیگی تو ایسا ہی کیا جائے جس وقت حالت مساوات ہے تو
پھر کیا فائدہ ہے بہتر یہی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو الگ ہون دوسرے یہہ کہ اس وقت تک
دونون کو اپنی اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے دم کسیکا نہین آیا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے دم کا اندازہ ہے
غرضکہ آج شام کو بھی کچھ دیر کو علیحدہ ہوئے جتنی دیر مین وہی دودہ اور گوشت کھایا پیا بعد اوسکے پھر
لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے یہہ رات بھی تمام کر دی اب تیسری صبح ہوئی دونون لشکرون کی جاگتے
جاگتے آنکھین سرخ ہو گئی ہین ہر حد نگاہ تک ایک کاسہ پر خون معلوم ہوتا ہے دیو بند کے
مارے جھونکے لے رہے ہین اور اشقال دیو بھی مخمور ہو رہا ہے اودھر دیو نفریت بھی
جھک جھک کر ہاتھ ڈالتا ہے دونون لڑکھڑا رہے ہین لیکن اب نظر بازون کو اتنا فرق محسوس
ہونے لگا کہ دیو اشقال کی حالت نفریت سے زیادہ خراب ہے کہ پاؤن بھی اسکے پیچھے پیچھے
پڑتے ہین پیترا قائم نہین رہتا دم بھی اکھڑ گیا ہے کتے کیطرح ہانپ رہا ہے اور دیو نفریت جہان جھک
جاتا ہے فوراً سنبھل جاتا ہے اگر دیو اشقال نفریت کو تین قدم دھکیلتا ہے اور یہہ سنبھالکر
لنگر قائم کرکے سر سینے مین اڑا کر دباتا ہے تو دیو اشقال کو پانچ قدم ریل لیجاتا ہے شکیلا نے
آہن کلاہ نے بادشاہ سے کہا کہ آثار برے ہین ہم لوگ شرط ہارا چاہتے ہین برق ہرتی
نے کہا جو مرضی خداوند ابلیس کی اودھر دیو اشقال نے کہا کہ اسے نفریت شاہ
واقع مین تو بڑا زبردست ہے مگر لے یہہ زور آخری ہے اگر اسکو روک لیا تو گویا مجھکو
زیر کر لیا سنبھل جا اور ہوشیار ہو جا یہہ کہکر دونون بازو نفریت کے
پکڑے اور سر سینہ سے ملا کر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کرکے اب جو زور
کرتا ہے واقع مین ایسا زور کیا کہ نفریت کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور سات
قدم تک پسپا کرتا ہوا چلا گیا بس یونہی جو آگے کو جھٹکا دیا ایک گھٹنا دیو نفریت کا

زمین سے آشنا ہوا لیکن وہ پھر گھٹنے کے بل سنبھل کر یہ کھڑا ہو گیا برق بریق پہلے تو یہ
سمجھا تھا کہ اشقال نے نفریت کو زیر کیا اور شکیلا سے آہن کلاہ سے کہا تھا کہ اثر
آثار فتح کے معلوم ہوتے ہیں شکیلا سے آہن کلاہ نے جواب دیا کہ نہیں حضور جس بات کو
آپ علامت فتح سمجھتے ہیں یہی نشان شکست ہے دیو اشقال نے یہ برا کیا ہے اگر نفریت
نے یہ زور روک لیا اور خود زور کیا تو دیکھ لیجیگا کہ اشقال میں سنبھلنے کی طاقت بھی نہ رہیگی
اسنے اپنا پورا زور ختم کر دیا اگر سنبھل سنبھل کر لڑے جاتا تو بھی پہر ڈیڑھ پہر تک لڑ سکتا تھا اتنے
عرصہ میں شاید نفریت دل ہار دیتا تو کوئی صورت معاملہ کی پیدا ہوئی ادہر تو شکیلا سے
آہن کلاہ نے اپنی تقریر تمام کی اور اودہر زور اشقال کا ختم ہوا اور نفریت گھٹنا ٹیک کر
سنبھلا آواز دی کہ اے اشقال یہ زور تیرا آخری تھا تو پہلے تیرا زور روک لیا اور اب
میں بھی زور آخری کرتا ہوں تو بھی روک اور ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ
نعرہ کرکے دونوں ہاتھ اشقال کے پکڑے اور سینے سے ملا کر جو زور کیا اور ریل کر چلا
تو اشقال کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور دیو نفریت اسکو نو قدم تک ریل کر لیئے چلا گیا
اور اب جو جھٹکا دیتا ہے تو دونوں گھٹنے زمین سے آشنا ہو گئے بس یونہی کمر زنجیر کے بند میں ہاتھ
ڈالکر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے سن سے اوٹھا لیا اور کہا کہ اے
دیو اشقال کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے میں اوسنے جواب دیا کہ تابندہ ایم بندہ ایم بس
دیو نفریت نے اسکو زمین پہ چھوڑ دیا اسنے اوسی وقت سے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالا اب
دیو نفریت نے برق بریق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اوسنے جواب دیا کہ بیشک اقبال آپکا زبردست
ہے اور شرط میں آپ سے ہارا آپ بادشاہ میں وزیر یہ کہکر برق بریق تخت پر سے اوتر پڑا
اور تاج سر سے اوتار ڈالا دیو نفریت کو نذر دی نفریت نے خلعت وزارت دیو برق بریق
کو عنایت کیا اور دیو اشقال کو سپہ سالاری کا عہدہ دیا آپ بادشاہ دونوں لشکر کا ہوا
اب دونوں لشکر ایک ہو گئے دیوان نفریت و دیوان برق بریق آپس میں بغلگیر ہوئے
نقارہ شادمانی بجنے لگے یہ دن تو ایسا تہا کہ کوئی تازہ انتظام کیا جاتا سب تھکے ہوئے تھے
دوسرے روز دیو نفریت نے جشن قرار دیا اور صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی جام
شراب ناب گردش میں آیا ناچ پر ناچ ہونے لگا صدر میں مسند شاہی پر دیو نفریت
بیٹھا ہے اور دہنے جانب برق بریق بائیں طرف دیو اشقال اسی طور سے دونوں
طرف اور سرداران لشکر مثل شکیلا سے آہن کلاہ و گلپنال و منبزال و دیو کرا
و دیو تنا وغیرہ یہ سب دیو بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام چل رہا ہے اب جمعیت لشکر
قریب پندرہ لاکھ کے ہو گئی ہے تمام صحرا دیووں سے مملو ہے کوئی چرند و
پرند کوسوں تک باقی نہیں ہے سیکڑوں درخت لنڈے ہو گئے ہیں برگ و
بار اونکے نوچ نوچ کر دیووں نے کہا لیئے ہیں غرض کہ عین صحبت جشن میں دیو
اشقال نے دیو نفریت سے پوچھا کہ آپکا یہ دست کس شخص کے
ہاتھ سے زخمی ہوا دیو نفریت نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے دیو اشقال تو نے
اسوقت وہ بات پوچھی کہ غم تازہ کر دیا یہ صحبت عیش بزم غم معلوم ہونے لگی ہیں تجھسے کیا حال اپنا بیان کروں کیا تو نے لینا ہو گا

کہ اک آدمزاد پردۂ دنیا سے آیا تہا اوسنے تمام سرکشان قاف کو مارا دیو سمندون ہزاردست
کہ جس سے تمام قاف تہراتا تہا دیوان سرکش اوسکے نام سے سر پٹکتے تہے اوس آدمزاد نے اسکو
بہی مارا اور آسمان پری کو زوجہ بنایا اوس شخص کا باپ عفریت نام کہ بادشاہ زبردست تہا
وہ بہی اوسیکے ہاتہ سے مارا گیا نام اوس آدمزاد کا حمزہ تہا دعوے صاحبقرانی کا رکہتا تہا دیو فقعم
بن سمندون ہزاردست کہ نہایت زبردست تہا وہ بہی اوسی شیر بیشۂ شجاعت کا شکار ہوا
کہانتک تجہسے بیان کرون کہ کون کون سے دیو اوسنے زیر کیے اور قتل کیے کہ تمام پردۂ قاف اوسکے
نام سے تہراتا تہا یہانتک کہ سنا ہے اب اوسنے گوشہ نشینی اختیار کی ہم لوگون کو موقع ملا اکثر
گلستان ارم پر چڑہائی کی لیکن اوسکے فرزند و دختر جو کہ ملکہ آسمان پری کے بطن سے ہین نہایت
زبردست ہین گو بظاہر تو ایسے ہی ہین جیسے کہ آدمزاد ہوا کرتے ہین لیکن قوت انکی دیوون سے زیادہ
ہے انہون نے بہی صدہا دیوون کو مارا یہانتک کہ مہیسار زبردست بہی اوسی حمزہ کے نواسے کی ہاتہ
زخمی ہوا اوسنے شاخ بیری توڑ ڈالی اگر بہاگ کر جان اپنی نہ بچاتا تو ضروری اوسکے ہاتہ سے مارا جاتا
مان اور بہن اوس لڑکے کی وہ بہی ایسی زبردست ہین کہ بہت سے دیوون کو مارا اگر اسے دیو
اشقال آجکل میدان خالی ہے سنا ہے کہ اوس لڑکے کو بہی جادو نے اوٹہا لیا وہ تو مفقود الخبر ہے
اور وہ عورتین دونون پردہ نشین ہوگئی ہین بیٹا حمزہ کا صاحبقران اعظم کہین سے زخمی ہوکر
آیا ہے یہی موقع ہے چڑہائی کا فوج ہماری بیشمار دیو بہت زبردست ساتہ ہین امید قوی
ہے کہ اپنی ضرور فتح ہوگی اور مین چند نامے اور لکہتا ہون اپنی چند سردار زبردست روزگار اور یہی
ہین کہ جنکو اپنے زور بازو پر گہمنڈ ہے اور حمزہ و اولاد حمزہ کے دشمن ہین اور سرکشان قاف
سے ہین نامہ پہنچتے ہی وہ بہی آکر شریک ہو جائینگے بیس لاکہ دیوونکا مجمع ہوگا ایک ہی ریلے مین گلستان
ارم کو پامال کر دینگے دیو اشقال نے کہا کہ نہایت مناسب ہے لیکن مجہے حال آدمزاد کا سنکر
یقین نہ آتا تہا کہ ایک نحیف الجثہ ضعیف البنیان جسکے نام سے ہنسی آتی ہے شاید وہ جادوگر ہوگا
جو ایسے ایسے زبردستان روزگار کو اوسنے مارا دیو نفریت نے کہا نہین ہرگز نہین وہ سحر نہین
جانتا تہا بلکہ ساحرون کا دشمن تہا اور ہزارہا ساحر اوسکے ہاتہ سے مارے گئے غرضکہ بعد اس گفتگو
صحبت برخاست ہوئی رات تہوڑی باقی تہی سب سو رہے صبح کو پہر دربار نفریت نے آراستہ
کیا اور نامے سرکشان قاف کے نام لکہکر روانہ کیے اور خود انتظار مین بیٹہا چند ساعت
بلکہ گذرے ہونگے کہ اک مرتبہ جانب بیابان سے تیرگی گرد و غبار بلند ہوا سب دیکہنے لگے کہ کون آتا ہے
کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گروہ سے دو لاکہ دیو پیدا ہوئے اور ایک دیو بلند قامت دراز
شاخ سیاہ رنگ جسم پر سرخ و سفید چتے پڑے ہوئے تمام حربے مثل چقماق چہار دو
ساریق و ساطور وغیرہ جسم پر آراستہ کیے ہوئے آکر پہنچا دیو نفریت سے بغلگیر
ہوا نفریت نے دیو اشقاق و برق بیلق وغیرہ سے ملاقات کرائی اور
کہا کہ یہی دیو ابلق بن سمندون ہزاردست ہین انہین بہی اپنے باپ کے
خون کا قصاص مسلمانون سے لینا ہے دیو ابلق یہ جمعیت دیو نفریت کے
ساتہ دیکہکر بہت حیران ہوا اور دل مین سمجہا کہ بڑی شوکت اسنے پیدا کی ہے مسلمانو
فیصلہ ہو رہے اوسکے بعد دیکہا جائیگا غرضکہ یہ بہی آکر شریک ہوا اور لشکر اسکا لشکر نفریت مین

عفریت میں شامل ہوا کر دوسری گرداوری اور تخیف بن خفیف ایک لاکھ دیو کی جمعیت
سے آکر پہنچا پھر گرداوری اور دیو سہراب بن گراب ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے پہنچا ان سب کے
لشکر بھی لشکر لقف عفریت میں شامل ہوئے اور نفریت سے ملے لقف عفریت نے دیو اشتغال
وغیرہ سے ملایا اور ہر ایک کو اپنے ارادہ کا شریک بنایا جسوقت سب سرداران قاف جمع
ہوگئے اور بیس لاکھ دیو کا لشکر تیار ہو گیا تو ان سب نے گلستان ارم کی طرف کوچ کیا
اب دیکھئے یہہ کب پہنچتا ہے

لیکن اب پھر داستان گلستان ارم کی آغاز کیجاتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ بعد باطل ہونے عمل کے عبدالرحمن
جنی حصار کہیں بیٹھے ہیں کہ اب اگر شدید جنی کوئی عمل کرے تو اس سے ساکنان گلستان ارم
محفوظ رہیں بالفعل شدید جنی مصروف علاج ہے اپنے بادشاہ سے صرف اتنا کہلا
بھیجا ہے کہ بالفعل قلعہ بلوریہ خالی ہے اور آسمان پری وہاں سے بھاگ کر
گلستان ارم میں مقیم ہوئی ہیں آپ چند دیووں کو بھیجکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کر لیجئے
شیر تک شاہ نے دیو سیاق کو پانچ لاکھ دیووں کا افسر کیا اور کہا کہ جاکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ
کر لے دیو سیاق چل چکا ہے یہہ بھی ابھی راستے میں ہے دیکھئے کس وقت پہنچتا ہے
لیکن یہہ تمام خبریں ملکہ آسمان پری کو برابر پہنچ رہی ہیں کہ ایکطرف سے تو دیو نفریت لقف
عفریت چلا آتا ہے اور بیس لاکھ دیو کی فوج بہم پہنچائی ہے اور ابھی بڑے بڑے زبردست
دیو اوسکے ہمراہ ہیں اور ایک جانب سے دیو سیاق پانچ لاکھ دیووں سے قلعہ بلوریہ پر
قبضہ کرنے کے واسطے آتا ہے اوس دیو کو شیر تک شاہ نے بھیجا ہے یہہ دیو بھی نہایت زبردست
ہے ملکہ آسمان پری یہہ سنکر نہایت پریشان ہوئیں اور عبدالرحمن جنی سے کہا
کہ فرزند حمزہ صاحبقران کا ہمارے حق میں بیطرح برا ہوا کیا مصیبتیں پیش آتی ہیں
اور کوئی ہمیں معاون نظر نہیں آتا ذرا اپنے علم سے دریافت تو کیجئے کہ انجام ان پریشانیوں کا کیا ہوگا
اور یہہ بلائیں کسطرح دفع ہونگی اور کون ان دیووں پر فتحیاب ہوگا صاحبقران اعظم اسقدر
زخمی ہیں کہ جلدی اچھا ہونا اونکا غیر ممکن ہے علاوہ اسکے ایک لڑکا کس سے لڑیگا ایک لڑکا
فرزند جسکا تھا وہ بھی طلسم شیر تک قاف میں پھنس گیا کوئی صورت نظر نہیں آتی نہیں معلوم
پروردگار عالم کیا کریگا عبدالرحمن جنی نے قرعہ پھینکا اور سوچوں میں خیال
میں کرکے احکام نکالے شرح سے سمجھے یہہ تھوڑے سکوت کے کہا کہ اے ملکہ ایک لڑکا پردہ دنیا
پر پیدا ہوا ہے کہ وہ بھی اولاد امیر کبیر سے ہے نام اوسکا سکندر رستم خو ہے بالفعل ملک
آتشپرستان میں ہے دختر بادشاہ اوسپر عاشق ہے اور وہ اوس لڑکے پر شیفتہ ہے لہذا
وہ اپنی معشوقہ سے ملنے کو جارہا ہے اگر وہ آئے تو پھر حملے کرے فرزند شیر کو بھی وہی طلسم کی
پھر انکا شیر تک قاف اوسکے پاس نام ہے ہر چند کہ ابھی دس بارہ برس کی عمر ہے مگر وارث ہو صاحبقران
ہے طلسم شیر تک بھی وہی توڑیگا اگر آپ بلائیں اور وہ یہاں آئے تو سب مشکلیں حل ہو جائیں ہر چند کہ یہہ
فرزند صاحبقران اعظم بھی زور و طاقت میں کسی سے پایہ کم کا نہیں رہتے ہیں مگر مصلحت خدا میں
کیا چارہ ہے اس طلسم کا افتتاح وہی ہے ملکہ آسمان پری نے کہا اے عبدالرحمن میرے آگے

یقین ہے کہ وہ تمسے اچھی ہوگی جب تو تمہاری یہہ صورت ہوئی ہے کہ اپنی سلطنت چھوڑی
فقیری اختیار کی آخر وہ انسان ہے یا حور ہے کون ہے سکندر رستم خو اسکی بات پر کبھی
ہنستا ہے کبھی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہتا ہے کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو عشق کیسا اور شوق
کیسی سلطنت کسکا نام ہے مجھے کبھی کوئی لڑکی ایسی اچھی نہین معلوم ہوئی جیسی تم مجھے بھلی معلوم
ہوتی ہو مگر مین تو فقیر ہون دنیا دار نہین ہون اگر اچھی ہو اپنے لیئے بری ہو تو اپنے واسطے مجھے تمسے
نہین مجھے کیا مطلب ہے ایک نظر سے خوش گذرے ہین مہمان نوازی کی ہم ہی یہہ سوچے کہ چند
دن یہی یہی اور سلطنت جسکے پاس ہوتی وہ فقیری کیون اختیار کرتا مین تو خاندانی فقیر ہون
باپ میرا جب سے فقیر ہوکر نکل گیا اوسی کی تلاش مین نکلا ہون دادا بھی فقیر تھا ملکہ نے کہا
کہ تم لاکھ چھپاؤ تو کیا ہوتا ہے یہہ تو ظاہر ہو چکا کہ تم رئیس خاندان ہو چہرہ تمہارا تمہاری شرافت
و ریاست ظاہر کر رہا ہے خیر کبھی ظاہر ہی ہو جائیگا کوئی نہ کوئی تمہارا ڈھونڈھنے والا جس روز
اس ملک مین نکل آئیگا اوسی روز حال تمہارا کھل جائیگا اچھا یہہ تو بتا دو کہ دین و آئین تمہارا
کیا ہے ہم لوگ تو خداوند آب کو مانتے ہین دیکھو وہ کیسا خداوند ہے کہ کوئی شئے بغیر اوسکے
زندہ نہین رہ سکتی اگر وہ کنارہ کشی کرے تو درخت خشک ہو جائین باغ پر خزان آجائے
انسان و حیوان سوکھ سوکھ کر مر جائین تمام عالم کی سرسبزی و شادابی اوسیکے افضال پر
موقوف ہے سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے ملکہ اب تمنے وہ بات نکالی جو باعث فساد
ہے ہر شخص اپنے مذہب کو حق جانتا ہے اور اوسکی اچھائی بیان کرتا ہے مگر جو انصاف
سے دیکھو تو حق و باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اور اگر بات کی پچ کرو اور ناانصافی پر کمر
باندھو تو قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور نور ایمان اوس سے دور بھاگتا ہے اے ملکہ
اصل یہہ ہے کہ یہہ سب مخلوق خدا ہین پانی ہو یا آگ ہوا ہو یا خاک انہین چارون عنصر کو
خداوند کریم نے تمام عالم کو سنوارا ہے اور انہین کی ترکیب سے ہر دشت و در کو مرکب کیا ہے
اے ملکہ خدا وہ ہے جو سب سے افضل و بہتر ہو وہ ہر شئے پر قادر ہو اور کوئی اوسپر قادر نہ ہو
دیکھو پانی ایسی چیز ہے جسسے سب پیاس کو دور کرتے ہین اگر تھوڑا سا پانی لیکر زیادہ آگ مین
ڈالدو تو آگ پانی کو جلا دیگی اور اگر زیادہ پانی تھوڑی سی آگ پر ڈالدو تو پانی آگ کو
بجھا دیگا جب ان دونون کا غلبہ زیادتی پر موقوف رہا تو انکو خدا ماننا بالکل عقل کے خلاف
ہے خدا وہ ہے جسنے زمین و آسمان و دشت و در و کوہ و صحرا و شجر و حجر مکین و مکان و وحش
و طیور چرند و پرند جن و انسان سبکو خلق کیا ہے وہ لاشریک ہے نہ کوئی اوسکا شریک ہے
نہ وہ جسم رکھتا ہے نہ جان ہر جسم و جان کو اوسنے پیدا کیا ہے کوئی اوسکو دیکھ نہین
سکتا وہ کسی مقام پر نہین اور ہر جگہ موجود ہے یہہ کلمات اسطرح سکندر رستم خو نے بیان
کیے کہ ملکہ ماہ پارہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوگیا اور نور ایمان نے آئینۂ دل کو جلا بخشی عرض
کی کہ جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کہے سکندر نے کلمہ تعلیم کیا ملکہ از سر صدق مسلمان ہوئی
دلمین اکثر دعا کیا کرتی ہے کہ اے رب پاک ذات مین تو مسلم ہون صدقہ اپنے نبی برحق کا اس شہریار کے خاندان
عالیہ کا بھی بخش تا کہ شادی میری اسکے ساتھ ہو جاوے اور مجھے دوزخ سے بچا یارب تیسے بہشت کا سایا مین چاہتی ہو
مگر ایسی کہان قسمت میری وابستہ ہو اور ہر بادشاہ کو بھی فکر ہے کسطرح اسکے خاندان کا حال دریافت کرو لڑکی نصیب

جلدی جلدی قدم بڑہائے چلے جاتے ہین ملکہ دوڑی کہ دامن پکڑلون آپ بہاگ کر دروازے کے
باہر نکل گئے یہہ دل مین پچہتاتی ہے کہ مینے کیون اُسے پتا دیو کا بتلایا مگر کیا جانتی تہی
کہ یہہ چلا جائیگا افسوس کہ دیو اسکو کہا لیگا ہائے مفت جان جائیگی بلکہ میرا سونا ہو گیا
یہہ تو روتی رہ گئی اور سکندر دوڑتا ہوا چلا کہ کسیطرح کوتوال سے پیشتر پہونچ جاؤن
دولہا لقمۂ دیو ہونے پائے لوگون نے شہر کے دیکہا کہ آج شاہ صاحب صحرا
کی طرف دوڑے چلے جاتے نہایت خیال کیا کہ کسی بوڑہی بیٹی کی تلاش ہوگی لیکن جب
شہر سے نکلکر صحرا مین پہنچے اور نگہبانون نے دیکہا جو بادشاہ کی طرف سے معین ہین
تو پکار کر کہا اے فقیر اودہر نجانا وہ شکن دیو ہر چنگال کا سہنے والا ہے بدل دور نہ لقمہ
وہان دیو ہو جائیگا آپ ایسے کی نہین سنتے بلکہ جواب دیتے ہین کہ ہم دیو کش ہین دیو ہمارا
کیا کر سکتا ہے یہانتک کہ قریب دیو کے پہنچ کے دیکہا تو کوتوال شہر اوس نوشاہ کو دیو
کے سپرد کرکے پلٹا ہے اور دیو نوشاہ کو لقمہ کیا چاہتا ہے گوشت تمام جسم کا ٹٹول
رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے کہ آج لقمہ چرب ہاتہ آیا بس جیسے ہی یہہ سکندر نے
دیکہا آواز دی کہ او دیو خبردار ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا آ گیا خبردار اس
دولہا کو نہ کہانا دیو نے جو پلٹکر دیکہا نہایت خوش ہوا اور ناچنے لگا کہ شکر ہے خداوند
ابلیس کا کہ اونہون نے ایک لقمہ اور بہیجا آج دونون ڈاڑہین گرم ہو جائینگی کہا اچہا
او آدمی معلوم ہوتا ہے کہ تجہے خداوند نے میرے لیئے بہیجا ہے کہ اسکو کہا لون تو تجہے
ہی کہا لون تیرا گوشت اس سے زیادہ مزے کا ہوگا کوتوال نے جو دیکہا کہ یہہ وہی لڑکا فقیر کا ہے
جسکو بادشاہ بہت دوست رکہتا ہے ادہر تو سکندر سے کہا کہ آپ نے یہہ کیا غضب کیا کہ
یہان چلے آئے اور ادہر دیو کو آواز دی کہ اسے آپ نہ کہائیے گا مین اسکے عوض مین دو آدمی
اور دونگا دیو نے کہا وہ اس ہی مزے کے ہونگے یہہ کہکر ایک ہاتہ سکندر کیطرف بڑہایا اور دوسرے
ہاتہ سے اوس نوشاہ کو اٹہاکر چاہتا تہا کہ موہنہ مین ڈالدے بس سکندر نے ایک پتہر
دو سیر کا اوٹہا کر جو ہاتہ پر دیو کے مارا وہ آدمی ہاتہ سے دیو کے چہوٹ پڑا اور کلائی مین چوٹ آئی
بس دیو کو غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا شریر معلوم ہوتا ہے پہلے تجہی کو کہا لون پہر اوسے کہاؤنگا یہہ کہکر
دہن اپنا مثل قبر یا اسکے کہولکر لپکا اور چاہا کہ سکندر کو نگل لون سکندر نے جست کرکے شاخ
اسکی پکڑی اور لٹک گئے دیکہنے والونکو افسوس ہو رہا تہا کہ مفت اپنے پاؤن سے یہہ دیو کے
موہنہ مین گیا اب نہین بچ سکتا لیکن سکندر نے جو شاخ پکڑ کر لنگر مارا تو سر دیو کا نیچا ہو گیا
اور پاؤن سکندر کے زمین سے لگے دیو نے ہاتہ کمر مین ڈالدیا اور چاہا کہ اوٹہا کر کہا لون کہ
سکندر نے اٹہالیا اور پٹک دیا کہ دیو چت ہو کر زمین پر آ پڑا بس چہاتی پر چڑہکر وہ سر اوسکا جو
مثل گنبد کے تہا دہڑ سے جدا کر کے پہینکدیا لاش اسکی پہڑکنے لگی کوتوال نے تعریفین کین اور آکر
ہاتہ چومے کہا آپکو کوئی اوتار معلوم ہوتے ہین اودہر وہ نوشاہ جو بچنا اجل سے چہوٹا
سکندر کے قدمون پر گر پڑا کہ آپنے میری جان بچائی ورنہ ہم تو لقمۂ دہان اجل ہو چکے تہے اب مجہے
اپنی غلامی مین قبول فرمایئے یہہ وقت سخت ایسا تہا کہ باپ ماں سب نے ساتہ چہوڑ دیا مگر آپ ایسی خدا کی
ہے کہ تیرے واسطے اپنی جان پر کہیل گئے آپنے پہرگیر واسطے دنیا مین نہ ماں ہے نہ باپ ہے مین اس قدم سے علحدہ نہونگا

تجھے ہی چیلا بنا لیجیے اور اپنے ساتھ رکھیے ادھر شاہ صاحب کے چلے جانے کے بعد ملکہ ماہ پارہ
نے آکر اپنے باپ سے اطلاع کی تھی یہہ بھی چند زندانی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر چلا تھا کہ اگر یہہ
دیو پہنچ گئے ہونگے تو ان زندانیوں کو دیکر شاہ صاحب کو دیو سے لے لونگا یہہ اوسوقت پہنچا
کہ شاہ صاحب دیو کو مار چکے تھے بس یہہ دیکھتا تھا کہ آسمان شاہ قدموں پر گر پڑا
اور ہاتھ چومے اور کہا کہ یہہ کمال اس سن مین اور زر نثار کرتا ہوا ہمراہ اپنے لیکر چلا تمام ملک
مین غل ہو گیا ہر جگہہ چرچا تھا کہ وہ شاہ صاحب جو کمسن ہے بادشاہ کے یہان آئے ہین
بڑے صاحب کمال ہین کہ دیو کو مارا اب ہم سبکو امان ملی روز کے خدشہ سے نجات پائی
خداوند آپ انکا سایہ ہمیشہ اس ملک پر رکھے یہہ تو عجیب دولت لازوال بادشاہ کے
ہاتھ آئی کوئی تو کہتا ہے کہ ہم بھی انکی مریدی اختیار کرینگے اور کوئی کہتا ہے کہ اونکے چیلے ہونیکے
قابل بھی ہم نہین ہین لیکن سکندر نے دیو کو مار کر جو نعرہ کیا تھا وہ فقط کوتوال شہر اور آسمان
شاہ نے سنا تھا کہ یہہ بھی قریب پہنچ چکا تھا ان دونون پر واضح ہو گیا ہے کہ یہہ مذہب اسلام
رکھتے ہین اور پردے ہین صاحبقران کے خاندان اعلے سے ہین بادشاہ و کوتوال دونون
نہایت معقول پسند ہین اوسیوقت سے انکو بھی تو یہہ مذہب اسلام کیجانب ہو گئی ہے اور
بادشاہ اس خوشی مین انکو ساتھ لیئے چلا آتا ہے کہ اب تو انکے خاندان کا حال بھی معلوم ہو گیا
اور دیو بھی مارا گیا جس سے زیادہ تر خطرہ تھا اب ملکہ ماہ پارہ کی شادی انکے ساتھ کر دینا
چاہیئے اور فقیری لباس انکا دور کرا دینا چاہیئے یہہ سب کے سب خوش و مسرور لیئے ہوئے
شاہ صاحب کو چلے آتے ہین کہ یکایک سر پر اک شعلہ سا چمکا اور اوس شعلے سے ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ کڑک کر گرا اور سکندر رستم جو کو اوٹھا کر ایک جانب روانہ ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم
عقرب جادو معشوقہ دیو ہر چنگال غضب کیا تھا اس طفل نے کہ چاہنے والے کو میرے
مار ڈالا تھا اور صاف نکلا جاتا تھا اب مین اسکو لیئے جاتی ہون تا قیامت اس سے ملاقات
نہوگی کچھ دور تک تو معلوم ہوا کہ پنجہ سکندر کو لیئے جاتا ہے لیکن جب زیادہ دور ہو گیا تو پنجہ
اور سکندر دونون نظرون سے غائب ہو گئے آسمان شاہ تڑپ کر رہگیا اور تمام شہر کو افسوس
ہوا لیکن ملکہ ماہ پارہ پہلے تو قتل دیو کی خبر سنکر نہایت خوش ہوئی تھی دروازۂ باغ تک گھڑی
گھڑی بیتابانہ دوڑ کر جاتی تھی کہ شاہ صاحب آتے ہونگے دوسری خبر یہہ جو سنی کہ شاہ صاحب
کو راہ سے پنجہ اوٹھا لیگیا نہایت صدمہ ہوا اور رونے لگی مثل تصویر سکتے کا عالم ہو گیا کہ تقدیر
کی گردش نے یہہ کیا سامان دکھایا اب ان سب کو تو اسی حالت رنج و اندوہ مین چھوڑا جاتا ہے

اب چند کلمہ بلقیس بن شاہ اوس بن عمرو ولد ارشن لکھے جاتے ہین

کہ سن اسکا بھی دس گیارہ برس کا تھا سکندر کے ساتھ کھیلا کرتا تھا جسوقت اسکو یہہ معلوم
ہوا کہ آقا میرے جوگ اختیار کیا اور فقیر ہو کر نکل گیا بہت رویا اور اوسکے بعد آپ بھی اکتارہ
ہاتھ مین لیکر اک جوگڑے کے لباس مین برائے تلاش سکندر روانہ ہوا دیکھیے اس سے کہان ملاقات ہوتی ہے

اب کچھ حال اوس پنجہ کا سنیے جو سکندر کو اوٹھا لیگیا تھا

راہ مین متوجہ ہوا سنے سکندر بیہوش ہو گیا تھا جسوقت عقرب جادو قریب اپنے مسکن پہنچی
بالائے ہوا اسی سر کوہ پر اوتری سکندر کو زمین پر ڈالدیا اور کباب لگانے بیٹھی ساتھ ہی تخمین اوسکے کچھ

تھوڑا سا نمک مرچ ایک چھری اس مردار خوار نے نکالی اور چاہا کہ اسے ذبح کرون لیکن نظر جو جمال
جہان افروز پر پڑی ہزار جان سے قربان ہو گئی پنکھا جھلنے لگی پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جس وقت
آنکھ سکندر کی کھلی دیکھا کہ اک پہاڑ پر بیٹھا ہون اور اک بلا سامنے بیٹھی ہوئی ہے کس طرح کہ جہاز
مونہہ پہاڑ سا سیاہ رنگ دو بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے بال سر مین سب سفید فرمایا تو کون ہے
اور کیون مجھے اوٹھا لائی ہے اسنے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان مین ہون عقرب
جادو جس دیو کو تو نے مارا وہ مجھپر عاشق تھا اور مجھے اوس سے انتہا کی محبت تھی جس وقت
تو نے اوسکو مارا تو مجھے صدمہ ہوا اور مینے چاہا کہ تجھسے خون سر جنگال کا قصاص لون مگر تیری
صورت نے مجھے ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ مینے ارادہ اپنا فسخ کر دیا اب تجھکو بجاے سر جنگال تصور
کرونگی اور کام دل اپنا نکالونگی آ میرا دل خوش کر دے یہہ کہکر اوسی چٹان پر تھہر کے لپٹ گئی
بس یہہ دیکھنا تھا کہ سکندر نے کہا او حرامزادی اپنی صورت تو دیکھ یہہ سن تیرا اور یہہ حرکتین
دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی مار ڈالونگا عقرب جادو تو یہہ سمجھی تھی کہ مجھسی معشوقہ کسے
ملتی ہے یہہ بخوشی منظور کریگا جب یہہ جواب سخت سنا برہم ہو گئی اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو ابھی
نہین مانیگا جب سزا پائیگا تو یہہ غرور جاتا رہیگا دیکھہ تو ہاتھہ پاؤن تیرے قابو مین ہین یا نہین سکندر
نے دیکھا تو دست و پا بے حس ہو رہے ہین سکندر نے قصد کیا تھا کہ اوٹھکر اسکی ٹانگین پکڑ کر پھینک
دون مگر جب اپنے کو بے حس پایا پیچ و تاب کھاکر بولے کہا او قحبہ مین تیرے کام کا نہین ہون مجھے قتل
کر ڈال اسنے کہا ویسے ہی پڑے رہو مین نے پاؤن اور اوس مین پھکو دونگی اور اگر کام دل میرا پورا
کریگا تو جو کہیگا وہی کرونگی فرمایا یہہ نہین ہوتا ہے غرضکہ اسی طرح ایک رات اور ایکدن گذرا ہر چند
عقرب جادو نے منتین کین ڈرایا دھمکایا مگر سکندر نے نہ مانا آخر کار یہہ رونے لگی اور
علیحدہ جا کر چلا چلا کے دعا مانگنے لگی کہ یا خداوند سامری آپنے میری ایسی بری تقدیر بنادی
کہ دیو سر جنگال کو بھی مجھسے لے لیا کہ اوس سے خوب مقصد دل میرا پورا ہوتا تھا اب اس آدمزاد
سے اپنا مطلب نکالنا چاہتی ہون تو یہہ بھی مجھسے بے اعتنائی کرتا ہے یا خداوند اسکے دلمین
میری محبت ڈالدیجیے اس طرح یہہ دعا کر رہی تھی کہ اک آواز درہ کوہ کی جانب سے پیدا ہوئی
کہ گھبرا ہم آگئے اب مقصد تیرا پورا ہو جائیگا اسنے پلٹکر دیکھا تو اک جوگی کچھہ خوبصورت گورا گورا اکتارہ
ہاتھہ مین لیے چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے خداوند سامری نے بھیجا ہے کہ جاکر اوس آدمزاد
کے دلمین محبت عقرب جادو کی ڈالدے اور تو بہی مطلب دل اوسکا پورا کر یہہ دعا تو
کر رہی تھی اسے یقین ہو گیا کہ یہہ فرستادہ سامری ہے جوگی نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہے
اسنے کہا وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے جوگی نے دور سے دیکھا کچھہ سنک سا ہوا قریب آیا اور کہا
کیون نہین مطلب دل عقرب جادو کا پورا کرتے ہو دیکھو مجھے خداوند
سامری نے تمہاری فہمایش کے واسطے بھیجا ہے اگر نہ مانوگے تو برا ہوگا خداوند
ناراض ہو جائینگے دین و دنیا مین ٹھکانا نہ ہوگا یہہ سنکر سکندر نے کہا کیا
بکتا ہے تجھپر اور تیرے خداوند پر دونون پر ہزار ہزار لعنت ہے
اور [illegible] کہکر اپنے [illegible] عقرب جادو نے آکر جوگی کے پاؤن چومے اور
[illegible] یہہ کام انجام پا جائیگا جوگی کہا [illegible]

جب بس نہ چلا تو خاک اوڑا کر چلے گئے روشنی ہوئی تو سکندر نے دیکھا کہ نہ کوہ ہے نہ فوج عقارب ہے
اک چٹیل میدان میں اک پتھر پر لاش اک جادوگرنی کی پڑی ہے اور سامنے بلقیس کھڑی ہے سکندر
نے کہا اے بلقیس تو نے خوب ترکیب بتلائی ورنہ تا قیامت اس بلا سے نجات ہوتی اب
ملک آب پرستان کیطرف چلو نہیں پتا ملک آسمانیہ کا معلوم ہے بلقیس نے کہا چلو
خدا مالک ہے یہاں سے تو چلو وہاں کا پتا بھی کسی نہ کسی سے مل ہی جایگا غرضکہ یہہ دونوں ایک
جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام اک کوہ کے نیچے پہونچے دیکھا تو کوہ پر لوگ بیٹھے
ہیں لیکن وضع اور قطع انکی ڈاکوؤنکی ایسی ہے چونکہ شام ہو چکی تھی سکندر نے کہا کہ آج یہیں
قیام کرنا چاہیے صبحکو یہہ چلینگے بلقیس نے کہا کہ یہہ لوگ حرامزادے معلوم ہوتے ہیں
یہاں ٹہرنا اچھا نہیں ایسا نہو کہ کچھ ایذا پہنچاویں سکندر نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی ایذا
پہونچا سکیگا تو کسلیے اسواسطے کہ نہ دولت دنیا پاس ہے نہ مال ہے بقول شاعر شعر

فضل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک نہ مال	ہمسے خلاف ہوکے کریگا فلانہ کیا

بلقیس نے کہا یہہ صحیح ہے مگر شعر

بلیش عقرب نہ از پے کین است	مقتضائے طبیعتش این است

اسے شہریار یہہ خیال کیجیے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے دشمن کو کیا معلوم کہ آپکے پاس کچھ نہیں ہے
یہہ تو بعد کو معلوم ہوگا فرمایا کہ اچھا اگر یونہی ہی تو کیا میں موم کا بنا ہوا ہوں یہاں یہی باتیں
ہو رہی تہیں کہ کوہ پر سے قزاقوں نے دیکھا کہ دو لڑکے جنمیں ایک انتہا کا حسین ہے کہڑے باتیں کر رہے
ہیں کہا کہ جاؤ ان دونوں کو پکڑ لاؤ اپنے ساتھ قزاقی کا کام لینگے یہہ لڑکے اسی قابل ہیں یہہ سنکر
ایک شخص سیہ فام زرد چشم اوترا اور کوہ سے اکر قریب سکندر و بلقیس کے آیا اور کہا کہ کہاں سے
آئے ہو تم دونوں اور کہاں جاؤگے سکندر نے کہا کہ ہم کہیں سے آئے ہیں اور کہیں جائینگے
تجہسے کیا یہہ سنکر اوسے غصہ آیا کہ یہہ لڑکا بڑا اترا ہے اسنے بازو پکڑا اور کہا چلو ہمارا مالک
تمہیں بلاتا ہے سکندر نے ہاتھ اسکا جھٹک دیا اور کہا کہ او بے ادب سیدھی طرح نہیں
بات کرتا ہے تو کیا ہے اور تیرا مالک کیا چیز ہے ہم کسیکے نوکر نہیں جو چلیں اوسنے کہا پہلے پتلے ہاتھ پاؤں پر یہہ زبان
اگر نہ چلیگے تو زبردستی اوٹہا لیجاؤنگا یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سکندر کو گود میں اوٹہا لے کہ بس پیچھے ہٹکر چوا کے
تھپڑ مارا اوسکا سر اسکا پھٹ گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا یہہ حال جو اہل کوہ نے دیکھا سبکے سب چلے کہ یہہ لڑکا تو بلا کا
ہے اتنے بڑے جوان کو یوں مارا کہ ایک تپھڑ میں اوسکو زمین پر لٹا دیا بعض نے کہا کہ مار ڈالو اسکو جانے نپائے
لیکن قزاق ان فراق جو ان سبکا افسر تہا اوسنے کہا کہ خبردار کوئی نہ بولے میں اس سے مقابلہ کرونگا اور
اسے زیر کرکے فرزند بناؤنگا کہ یہہ لڑکا نہایت زبردست قابل افسری ہے یہہ کہکر قریب سکندر کے
آیا اور کہا اے طفل تو نے غضب کیا اتنے بڑے جوانکو تھپڑ سے مار ڈالا سکندر نے کہا ایسے ایسے
سو بھی ہونگے تو اسیطرح مار ڈالونگا تمہارا جی چاہے تم بھی حوصلہ نکال لو اور لڑ لو قزاقان فراق نے کہا کہ
میں چاہتا ہوں میرے تمہارے زور ہو اگر میں زیر کرلونگا تو فرزند بناؤنگا اور پیشہ اپنا سکھاؤنگا
اور اگر تم زیر کرلوگے تو تمہاری اطاعت اختیار کرونگا سکندر نے کہا میں منظور ہے بہتر پس قزاقان فراق
اور سکندر سے کشتی ہونے لگی زور ہونے لگا کبھی قزاقان سکندر کو ریل لیجاتا ہے کبھی سکندر قزاقان کو کہ جب
سکندر نے باندہ اس قزاق کے تہا ہے نہ یہہ معلوم ہوتا تہا کہ دو سلاخیں آہنی ہیں کہ باندہ دونوں سے ڈالتی ہیں

بس زور ہوتے ہوئے سکندر نے ایک ہاتھ سے تو زور قران قزاق کا روکا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور نعرہ کیا کہ میں سکندر رستم خونی بن شہریار
بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن حمزہ صاحبقران عالیشان ہوں اے قران قزاق
کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے میں ساتھیوں نے اسکے چاہا تھا کہ سکندر پر
حملہ کریں لیکن قران قزاق نے منع کیا اور کہا کہ سنا تم نے کہ یہ کس شہریار عالی وقار کا بیٹا اور
کس کا پوتا ہے سکا پہ فنا ہے خبردار کوئی بد سلوکی ساتھ انکے نکرے اور کہا کہ تا زندہ ہیں بندہ ہیں سکندر نے
قران کو آہستہ سے زمین پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ پڑھ کلمہ قران قزاق کلمہ پڑھ کر از صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ منے تو اطاعت اس شہریار عالی وقار کی اختیار
کی اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو قبول کرے اور جسکو منظور نہو وہ یہاں سے چلا
جائے سب نے کہا کہ جب اپنے اطاعت کی تو ہم کو کون کر سکتا ہے غرضکہ سب کے سب
صدق دل سے مسلمان ہوئے اب قران قزاق نے عرض کی کہ بالائے کوہ تشریف
لیجائیے اور اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ کیونکر اس وادی پر خطا میں تنہا پیادہ پا آنا ہوا
سکندر ہمراہ قران کے بالائے کوہ آئے اور سب ماجرا اپنا فقیر ہوکر نکلنا اور ملک آتش
پرستان میں پہونچنا اور اسکے بعد دیو کو مارنا اور ہاتھ کا ٹوٹنا چشمہ کا پہونچنا بلقیس کا اور جانا
غضب جادو کا اور اسکے بعد بقصد ملک آسمانیہ چلنا اور یہاں پہنچنا سب بیان کیا
اور فرمایا کہ اگر تمہیں راہ ملک آسمانیہ کی معلوم ہو تو مجھے بتلا دو قران قزاق نے
عرض کی راہ بتلانا کیسا میں ہمراہ چلنے کو تیار ہوں لیکن آپ کیسی کیسی پریشانیاں اٹھاتے
چلے آتے ہیں مدعا یک سفر یہاں قیام فرمائیے اور راحت اٹھائیے اسکے بعد میں حضور کو
یہاں سے ملک آسمانیہ کی طرف لیجاؤنگا فرمایا کہ وہ جا پر سر تو نہ ہونا ممکن نہیں مگر یہ شب
تمہاری خاطر سے یہیں بسر کرونگا اسواسطے کہ نہیں معلوم وہاں ملکہ کیسا ہے اتنا کہکر خاموش ہو رہے کہ پھر
خیال آگیا شرم دامنگیر ہوئی بلقیس پاس بیٹھا تھا اسنے کہا اے شہریار ملکہ کہکر آپ خاموش
ہو رہے وہاں آپکو کس بات کا ملکہ کا خیال کیا ہے کچھ عشق بازی کے سلسلے میں تو نہیں پھنس
سکندر نے کہا تیرے خیالات ہمیشہ فاسد رہتے ہیں ملکہ ماہ پارہ دختر ہے آسمان شاہ کی
وہ مجھے پاک محبت رکھتی ہے مجھے کسی نوع کا خیال اوسکی جانب سے نہ اوسکو دم پریشان ہوگی بلقیس
کہا پاک محبت کے یہ سر شوریدہ میں تو آگئے یہ کہ کیا ہونا ہے اسلئے گھر چھوڑا ہے اور فقیری اختیار
کی ہے خدا وطن چلئے یا کسی مقام پر آپکے والد بزرگوار ملیں تو دیکھئے کیا پوست کندہ بیان کرتا ہوں
سکندر نے کہا ہمارے سر کی قسم کسی بزرگ کے سامنے اسکا ذکر نہ کرنا خیر یہ باتیں تو سکندر
کی بچپن میں سنا تھا اور بلقیس کی حرکتوں سے شرارت پیدا تھی قران کو سکندر کا عاشق
ہوگیا ہے خاک قدم کو طوطیائے چشم بناتا ہے آنکھیں بچھاتا ہے غرضکہ شب کو یہاں بسر کی صبح
کو سکندر نے قران قزاق سے کہا کہ بس اب چلو ہمارے ساتھ اور اگر ساتھ ہمارا دینا ہے
تو اس پیشہ کو سلام کرو کہ یہ آئین اسلام کے بالکل خلاف ہے جسقدر تکو دولت مار میں ملتا تھا
خداوند کریم اوس سے زیادہ عنایت کریگا قران قزاق نے عرض کی جو کچھ فرمائیے گا تسلیم ہی ہوگا کیا
مجال ہے میری کہ جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالوں یہ کہکر اپنے کمر کو نہایت عمدہ بچھا دیا اور کچھ آراستہ کرکے خدمت میں

شاہزادے کے پیش کیا اور سپر تلوار خود بکتر چار آئینہ داستانے موزے کل اسلحہ جنگ کشتی میں لگا کر حاضر ہوئے شاہزادے نے فرمایا کہ کیا خوب اچھی چیز ہے کہ اس سے قطع راہ میں آسانی ہوگی اور جانا جلد منظور ہے ورنہ اسکی بھی ضرورت نہیں پیدل ہی چلتے لیکن یہ اسلحہ جنگ فضول ہیں قران قزاق نے عرض کی کہ اے شہریار راستے کی حفاظت کا سب سامان ہونا چاہیئے جسوقت اپنے ملک میں پہنچ جائیے گا اوسوقت جو اسباب چاہیئے اختیار کر لیجیئگا فرمایا کہ خدا ہر جگہہ حافظ ہے اگر زندگی ہے تو کوئی کچھہ نہیں کر سکتا بقول شاعر دوہا

جاکو راکہے سائیاں مار سکے نہ کوئی	بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئی

اے قران قزاق حافظ حقیقی کی نگہبانی مقدم ہے قران نے عرض کی کہ یہہ سب کچھہ درست ہے مگر اتنی عرض اس خادم کی پذیرا ہو فرمایا خیر خوشی تمہاری یہہ کہکر آلات حرب تن پر آراستہ کیئے اور مرکب سمند پر سوار ہوئے قران قزاق مع بارہ ہزار قزاقوں کے سکندر کے ساتھہ ہوا اور راہ ملک اسپانیہ کی اختیار کی اب دیکھا چاہیئے کہ یہہ کس وقت پہنچتے ہیں

لیکن اب یہاں سے کچھہ حال ملک اسپانیہ کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے جب سے کچھہ شاہزادہ صاحب نے سکندر کو دیکھا ہے تمام شہر غمگین ہے اور بادشاہ کو بھی انتہا کا صدمہ ہے اور ملکہ یاقوت دیوانی ہو رہی ہے نہ آٹھہ آٹھہ آنسو رونا کبھی نہیں کرتی ہے ہر وقت منہہ لپیٹے پڑی رہتی ہے اہلیان محل ہر چند تدبیر کرتے ہیں کہ دوا کچھہ کارگر نہیں ہوتی باتیں بڑی معلوم ہوتی ہیں اکثر جواب میں یہہ شعر پڑھ دیتی ہے

عشق ہم اپنا نہ کر بیٹھے جو ضرر ہے ناصح	چوٹ جو کہا چکے ہیں اسکی دوا کون کرے

کبھی باغ میں جاتی ہے اس مقام کو جہاں دیکھا تہا شاہزادہ کو بیٹھی عبادت خدا کیا کرتی ہے کبھی یہہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہے

ترا کیا ساقیا ہے شک گل ہیں یاد کرتے ہیں	ہنالوں سے گلے مل ملکے ہم فریاد کرتے ہیں

کبھی درگاہ قاضی الحاجات میں نازک نازک ہاتھہ اوٹھا کر یہہ دعا کرتی ہے کہ پروردگار یہہ تو نے کوئی فرشتہ بھیجا تہا یا جن تہا کہ دیو کو کس دبدبہ سے مارا اور وہیں سے غائب ہوگیا اگر تو نے کسی ملک کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا تہا تو امیدوار ہیں کہ پھر اوسکی زیارت سے مشرف ہوں اور اگر وہ انسان تہا تو اوسکے تصدق سے ہزاروں بندوں کو دیو کے شر سے نجات دی تو اسکو پھر لا کے ملا اور ہمسے ملا

بچھڑے ہوئے معشوق ملیں سب کے الہی	پھر ایسی وہ دلبر کہیں آ کے مرے آگے

پھر تو اس حال پر ملال میں ہے اور آسمان شاہ نے ڈھنڈورا پٹوا دیا ہے کہ جو شخص شاہ صاحب کا پتہ لگاویگا وہ اسقدر انعام پاویگا کہ کبھی اس نے نہ دیکھا ہو گا عیار ہر چہار طرف دوڑتے پھرتے ہیں لیکن اسی ملک اسپانیہ سے قریب ملک ہے کہ بادشاہ وہاں کا ارژنگ زرہ پوش اکوان پرست ہے جس وقت اسے معلوم ہوا کہ آسمان شاہ نے مذہب آتش پرستی ترک کیا اور مذہب اسلام کیطرف توجہ اسکی معلوم ہوتی ہے کوئی لڑکا فقیر بنا ہوا اولاد حمزہ صاحبقران سے اس ملک میں آیا تہا اوسنے دیو کو مارا اب اوسے ڈھونڈھ لیکے لائے سبکو اوسکے دین کی طرف توجہ ہوئی ہے یہہ سنتے ہی اسنے ایک نامہ اس مضمون کا لکہوایا کہ اے آسمان شاہ ہم نے سنا ہے کہ تمنے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب حمزہ کی طرف تمہاری توجہ ہے پس آگاہ ہو جائیے کہ اگر ایسا کیا تو بہت پچھتاؤ گے ہر چند کہ پہلے ہی تم آتش پرست تہے اور میں بندہ ہوں خداوند اکوان کا لیکن خیر وہاں تک

مضائقہ نہ تھا اس لیئے کہ وہ بھی ایک قدیم مذہب تھا اور یہ مذہب جدید بہت ہی خراب اور
اس مذہب والے ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم دین کو اپنے رواج دین
اور دوسرے مذہبون کو مٹادین لہذا اگر خیر اپنی اور اپنے ملک کو چاہتے ہو تو اپنے مذہب
قدیم پر قائم رہو دین جدید سے ہاتھ اوٹھاؤ ورنہ ایک روز مین ملک آسمانیہ کو اگر تباہ و برباد
کردونگا جسوقت وہ پیر نے یہ نامہ لکھکر تیار کیا اپنے ایک رفیق کو اپنے دیا کہ نام اوسکا گیہان
تیغ زن تھا اور کہا کہ جا اور آسمان شاہ سے اس نامہ کا جواب لا گیہان نے نامہ سر سے باندھا
اور کچھ تھوڑے سے سرفروش حفاظت راہ کے واسطے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کو روانہ
ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل ملک آسمانیہ مین پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی
کہ گیہان تیغ زن نامہ ارژنگ زرہ پوش کا لیکر آتا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ آنے
دو مگر یہ ایک تازہ بات ہے اسواسطے کہ ہر چند ملک اوسکا ہمارے ملک سے بہت قریب ہے
لیکن ہمارے اوسکے رسم و رابطہ نہین اختلاف مذہب کی وجہ سے ہم اوس سے کنارہ ہین
وہ ہم سے اجتناب رکھتا ہے آج تک کبھی سلسلہ نامہ و پیام نہین جاری ہوا تھا دیکھیے کونسا
سلسلہ آغاز ہوا چاہتا ہے آیا سلسلہ دوستی ہے یا دشمنی غرضکہ جب گیہان نے نامہ
آسمان شاہ کو دیا اور آسمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہا ان تو یہ فقیر کے پیچ مین آیا
تمام جہان یہ نامہ پہونچا سب اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جواب نامہ جنگ لکھدو اسواسطے کہ
میرا کولی مذہب تھا اور اب مین نے جو مذہب چاہا اختیار کیا تو کون ہے دوسرے پشت نامہ
پر لکھدینا تحریر کردی گیہان تیغ زن نے کہا کہ آپ نے یہ اچھا نہ کیا اسواسطے کہ آپ ارژنگ
شاہ زرہ پوش سے آگاہ نہین کہ وہ کیسا بہادر ہے ایک روز مین تمام ملک کو آپکے برباد
کردیگا آسمان شاہ نے کہا کہ تو ایلچی ہے تو بیجا اسطرح کی گفتگو کا ذہن رکھتا ہے تجھے امور سلاطین
مین کیا دخل ہے اگر تجھے بھی دعوی اپنی سپہگری کا ہے تو جو تجھ سے ہو سکے کمی نہ کرنا یہ سنکر
گیہان تیغ زن خاموش ہو رہا اور جواب نامہ کا لیکر طرف شہر ارژنگیہ کے روانہ ہوا اور نامہ
اپنے بادشاہ کو دیکھایا ارژنگ شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کل کوچ
ہمارا ہوگا ملک آسمانیہ کی جانب یہ حکم ملتے ہی لشکر تیار ہونے لگا اور دوسرے روز ارژنگ
شاہ زرہ پوش پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر
آسمان شاہ فیل زور کو ہوئی اسنے بھی حکم دیا کہ بارگاہ ہماری بیرون قلعہ استادہ کیجائے
اور لشکر تیار ہو اوسیوقت حسب الحکم آسمان فیل زور لشکر قلعہ آسمانیہ سے باہر نکلا اور
بارگاہ آسمان شاہ برپا ہوئی لشکر نے پڑاؤ کیا ملک آسمان فیل زور بارگاہ مین آکر
مقیم ہوا یہ خبر ملکہ ماہ پارہ کو پہونچی کہان تو صدمہ محبوب مین بستر غم پہ پڑی تھی کہان اضطراب
اسکا اس خبر وحشت اثر نے اور بڑھادیا کہ تیرے باپ کے ملک پر غنیم نے چڑھائی کی ہے
رلیں کہتے تھے کہ اسے خدا سے نادیدہ ہم تا نہ مسلم ہین حال پر ہمارے رحم کیجیو اسواسطے کہ ابھی
دیو ہیبتناک کے شر سے تو نے بچایا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یہ کہکر یہ شعر پڑھا

ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی	دل پہ ہین تھا سبھی دوسرے کہ طبیعت آئی

اسکے یہ پاک ذات واسطے حبیب کا اس بلا کو بھی ہمسے دفع کر جسطرح دیو سے بچایا اسیطرح

اس کافر سے بھی بچا یہ تو یہاں تڑپ تڑپ کر دعا کر رہی ہیں اور وہاں آسمان شاہ باہر خیمہ کے
بارگاہ پر آ بیٹھا ہے کہ یکایک اک پردہ بیابان گرد سے پر تھا سست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ
خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے اس گرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پچاس ہزار سوار سے ارژنگ شاہ
زرہ پوش پیدا ہوا اور ایک جانب خیمہ زن ہوا لشکر نے پڑاؤ کیا بس ارژنگ نے
بارگاہ بپا ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا خبر ہوئی آسمان شاہ کو اسنے حکم دیا کہ ہمارے
یہاں بھی نقل انزدہی نیچے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گونجی تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں یہانتک کہ زمانہ شب آخر ہوا اور صبح نے جلوہ فروزی
کی طائران خوش الحان محو یاد سبحان ہوئے نسیم سحر نے غفلت شعاروں کو تھپک تھپک کر
اٹھانا شروع کیا اور شور اذان نے خدا آشناسوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا قافلہ والوں نے
سفر کی تیاری کی عاشقان ہجران کشیدہ نے روئے سحر دیکھکر سجدۂ شکر کیا ملکہ ماہ پارہ
نے تڑپ تڑپ کر بیاد محبوب و اندیشہ ملک میں رات گذاری ہے تو بستر اسکا زمین
مقتل کا نمونہ ہو رہا ہے جا بجا اشک سرخ کے داغ شکنین پڑی ہوئی بموجب شعر

شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے
صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا

واقعی عجب عالم ہے ملکہ کا کہ آنکھیں نشۂ عشق و شراب غم سے روتے روتے سرخ ہو گئی ہیں
چہرہ مانند روئے ماہتاب کی کہ جو حالت اوسکی ہنگام صبح ہوتی ہے سفید گریبان مثل گریبان صبح
کے چاک بال پریشان لب خشک وہ بالش جو ولین چھپی ہوتی ہے وہ رہ رہ کر کھٹکتی ہے
بے اختیار منہ سے اُف نکلجاتی ہے کبھی درگاہ الٰہی میں چھوٹے چھوٹے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرتی ہے
کہ پروردگار اوس اپنے بندہ کا پاک سے جلد ملا دے کہ جس نے مجھے راہ نیک تعلیم کی کفر سے چھڑا
راہ اسلام کو بتائی کبھی کہتی ہے کہ باپ کو میرے دشمن پر فتحیاب کر تاکہ وہ تیری راہ میں لڑنے گیا ہے
اگر اپنے دین قدیم پر رہتا تو ارژنگ شاہ سے نہ بگڑتی بار الہا تو بھی اوسکی مدد کرنا یہ تو یہاں
اس حال پر ملال میں خدا سے رجوع کیے بیٹھی ہے اور وہاں دونوں لشکر میدان جنگ میں
آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبرداروں نے نکلکر میدان کو جھاڑی
جھنڈی کانٹے سے صاف کیا بیلداروں نے نشیب و فراز کو برابر کیا سقوں نے آبپاشی کرکے
گرد کو بٹھایا نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا بہادروں کے دلوں میں جوش پیدا
ہوا خون شجاعت نے جسم میں دورہ کیا جنگی باجوں نے جوانان لشکر کو مست و بیخود بنا دیا بس
کیہان تیغ زن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ارژنگ زرہ پوش کے آیا
اجازت حرب و پیکار مانگی ارژنگ شاہ نے کہا کہ جا خداوند آکوان تیرا حافظ و نگہبان ہے
بس وہیں سے اسنے باگ مرکب کی موڑی اور راستہ کیا کہ مرکب مثل برق چمک کر
میدان میں آیا اپنے پہلو سے نیزہ شوری کے بعد اوسکے اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑا اور دم
کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اسے آسمان شاہ اسی روز کے واسطے میں نے تمہیں کہا تھا کہ
ارژنگ شاہ سے نہ بگاڑو تم نے کہنا نہ مانا اور یہ اب جنگ لکھا اوسکا یہ نتیجہ پیش آیا کہ آج ملک تمہارا
اندیشہ بربادی سے خالی نہیں ہے آسمان شاہ قبل ازیں اپنے لشکر [illegible] دیکھا

اسکا دیکھنا تھا کہ خرلیط نیزہ باز نے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت آسمان شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت
حرب مانگی اسنے باواز بلند کہا کہ تجھے اوس خدا کے سپرد کیا کہ جو قدیم ہے نہ اوس سے پہلے کوئی تھا اور
نہ ہوا اور اسکے ہمیشہ کوئی رہیگا خرلیط نیزہ باز نے سلام تہنیت کیا اور باگ پھیر کر مرکب کو بانشتہ کیا
مرکب جہین ہوکر مثل بجلی کے کوندتا ہوا سامنے کیہان تیغزن کے آیا کیہان نے کہا کیا تو نے
بھی مذہب جدید اختیار کیا ہے خرلیط نے کہا کہ میرا مذہب قدیم میرا خدا قدیم ہے کیہان نے کہا
کہ دیکھوں تیرا خدا کیسا ہے اور میرا خدا کیسا ہے خرلیط نے کہا او ملعون اپنے خدا سے باطل کو
میرے خدا سے برحق کے مقابلہ میں بیان کرکے فیصلہ خواہ ہوتا ہے دیکھ ابھی کہلا جاتا ہے وار کر
اپنا کیہان نے کہا پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال لے خرلیط نے کہا کہ جس مذہب پر رغبت کی
اوسکے آئین بھی اختیار کرنا لازمی ہوئی اسلئے ہم مطیع اسلام ہوچکے ہیں کبھی پیشدستی نہ کرینگے
کہ یہ اون لوگوں کا طریقہ نہیں ہے یہ سنکر کیہان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوچکا
ہے لے اسے یہ کہکر نیزہ خرلیط کے حوالہ کیا خرلیط فن نیزہ بازی کو خوب جانتا ہے اسکا نیزہ
کیہان کا نیزہ پر روکا اور نیزے چلنے لگیں بند بند ہنسے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
سانپ زبانیں نکالکر گتھ گئے ہیں غرضکہ رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مقام پر خرلیط نیزہ باز
نے جھوٹ پر چھوٹ ماری اور اپنے نیزہ میں نیزہ کیہان تیغزن کا پیچیدہ کرکے ایک کس دیکر جو جھٹکا
مارا نیزہ ہاتھ سے کیہان کے نکل گیا اور بیس قدم کے فاصلہ پر جاکر گرا اسنے کہا کہ خیر نیزہ بازی کا حال
بازی تیغ بازی راست بازی ہے یہ کہکر میان سے تیغہ کھینچ لیا اور سر پر خرلیط کے وار کیا
اسنے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کے پناہ کیا لیکن تیغہ جو کیہان کا پڑتا ہے سامنے سپر کو مانند قرص پنیر
کے کاٹ کر سر پر بیٹھا خرلیط نے سر نیچے کھینچا اور کیہان نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اوتر کر
نکل گیا بس خرلیط نے بھی اوسی عالم زخمداری میں جھپٹ کر تلوار ماری کہ شانہ اسکا بھی
شانہ ہوا جس ہاتھ میں سپر تھی وہ جھول کٹ گیا کیہان نے دوسرا وار کیا کہ زخم سر خرلیط کا دو پارہ ہوگیا
اور یہ غش کھا کر زمین پر گرا تو لشکر دونوں طرف سے دوڑ پڑے اپنے اپنے سرداران زخمی کو لیگئے
اسکے بعد ریحان تیغزن بھائی کیہان تیغزن کا اپنے بادشاہ ملک ارزنگ زرہ پوش
سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا یہان لشکر آسمان شاہ سے لبسیط بن خرلیط
نکلا دونوں میں نیزہ بازی ہوئی لبسیط نے نیزہ ریحان کے ہاتھ سے نکال دیا لیکن جب نوبت
تیغزنی کی پہونچی تو یہ بھی زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے آئے ریحان نے پھر مبارز طلب کیا
افرلیط بن افراط نے آسمان سے اجازت حرب لی اور آکر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی آئی ریحان نے ایسا تیغہ مارا کہ افرلیط بھی زخمی ہوا
افراط بن نفرلیط نکلا یہ بھی زخمی ہوا کہانتک بیان کیا جائے کہ سردار ریحان نے
کئی سردار آسمان شاہ کے زخمی کئے بس یہ دیکھکر اسنے خود مرکب طلب کیا اور
آسمان شاہ فیل زور نے لباس شاہی اوتار پوشاک رزم پہنے جسم کو زیور جنگی سے
آراستہ کیا اور مرکب پر بیٹھکر باگ لی سامنے ریحان کے آیا اور پکارا کہ او تیغزن
غضب کیا تو نے کہ کئی سردار میرے زخمی کئے کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھوں
تو سہی تو کیسا تیغزن ہے ذرا اپنے جوہر تیغ کو بھی دکھا ریحان نے کہا اے آسمان شاہ

دیکھا تو نے کسطرح زخمی کیا مین نے تیر سے سردارون کو وہی حال تیرا بھی کرونگا آسمان شاہ
نے کہا کہ یہ دیر کس بات کی ہے یہ سنتا تھا کہ ریحان تیغ زن نے وہی تیغ خون آلودہ آسمان
شاہ کی حوالہ کیا آسمان شاہ نے تیغ اسکا سپر پر روک کر تلوار کہ ماری ریحان کے دو ٹکڑے ہو گئے بعد اسکے
شمعون شترلب میدان مین آیا یہ بھی ہاتھ سے آسمان شاہ کے زخمی ہوا اسکے بعد
مقرون شترکش نے مقابلہ کیا یہ مارا گیا شام تک ساٹھ سردار اسکے یہان سے مارے گئے اور
کئی زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ
بھیجا مقتولین کو دفن کیا لشکر نے کمر کھولی سردارون نے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم
تن پر آراستہ کیا دو چار جام شراب کے پئے کہ کسل رفع ہوا ارژنگ شاہ نے جو اپنے سردارون
کو زخمی اور قتل ہوتے دیکھا نہایت ملال ہوا اسیوقت محفل مین آکر بیٹھا دو چار جام شراب کے
پئے جسوقت دماغ اسکا گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ کل ہم خود آسمان شاہ سے مقابلہ
کرینگے اوسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے خبر آسمان شاہ کو پہونچائی کہ ارژنگ
شاہ زرہ پوش نے اپنے نام نامی پر طبل جنگ بجوایا ہے آسمان شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہین ہے خدائے نام بزرگ است کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے
یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل بجا تمام رات تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون
لشکر کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب شہسوار وچاوش نکل گئے بعدہ ارژنگ
زرہ پوش نے گھوڑا باگ کا لیا اور میدان مین آکر سرا پا میدان کا دکھایا پسینہ کے
ہاتھ نکالے جسوقت خوب عرق عرق ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام پر وقار آراستہ کر کے آواز
دی کہ اے آسمان شاہ ہیبت میدان ہیبت کوئی آسامنے اگر دعوی بہادری کا ہے
آسمان شاہ نے کہا کہ مین تیری سرکوبی کو موجود ہون یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا فرس بجلی
ہو کر چلا سامنے ارژنگ شاہ کے آیا ارژنگ نے کہا کہ اے آسمان شاہ
مین تو تجھے سمجھانے کے طور سے لکھا تھا کہ تیرا مذہب تو کچھ ایسا برا نہین ہے تو مذہب دوسرا اختیار
کر اگر تجھے یہ منظور تھا تو بہ لطافت ٹال دیا ہوتا مین بھی خاموش ہو رہتا مگر تو نے اپنی ترنگ مین جواب
جنگ لکھدیا انجام نہ سوچا اب دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون آسمان شاہ نے کہا کہ تو میرا اتالیق نہ
تھا کہ مین کہنے پر تیرے عمل کرتا مین اپنے فعل کا مختار ہون مین نے جو چاہا سو کیا اور بہت اچھا کیا
اب اگر جواب جنگ تجھے ناگوار ہوا ہے تو جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ارژنگ نے گرز فولاد
کا ہاتھ مین سنبھالا اور باگ مرکب کی لی اور بقصد لگاوٹ جھپٹا آسمان شاہ نے بھی سپر گردن کو سنبھال
اور مرکب کو اشارہ کیا دونون طرف سے مرکب چلے پس برابر پہونچتے ہی سر سے سر سینہ سے سینہ
لڑا گھوڑون مین ٹھوکر چلی ترانے کی صدا بلند ہوئی سپرون سے چنگاریان اڑین مرکب تین
تین چار چار قدم پسپا ہوئے پس دونون نے باگ تیزی سے ہاتھون مین سنبھالی باگین موڑ
موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ارژنگ شاہ نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ پہ
کینہ آسمان شاہ پہ مارا آسمان شاہ نے نیزہ نیزہ پر لگا ٹالا طعنہ بھی چلنی لگین یہ معلوم ہوا
کہ دو سانپ زبانین نکال کر لڑنے لگے جو بند ارژنگ شاہ باندھتا ہے آسمان شاہ
کھول دیتا ہے اور جو بند آسمان شاہ باندھتا ہے اوسے ارژنگ شاہ کھول دیتا ہے

یہانتک رد و بدل ہوئی کہ سنانین ہتھانین بیکار ہوگئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی تھوڑی دیر مین چھڑین شکل
مسواک ہوکر رہگئین ہاتھ سے پھینک پھینک کر تلوارین میانون سے کھینچ لین وار چلنے لگے پھر کھر
کا ان تلوار چلی نگاہین دونون لشکرون کی لڑی ہوئی ہین دونون کے بادشاہ مصروف جنگ ہین تقدیر
کے فتح و شکست پر لڑائی کا فیصلہ ہے قضا سے کار اتفاقات روزگار سپر آسمان شاہ کی ٹوٹی
اور سر زخمی ہوا اور خون سر سے باہر آیا غشی طاری ہوگئی لوگ دوڑ کر آئے اور بادشاہ کو اپنے
لیگئے اودھر ارژنگ شاہ زرہ پوش مبارز طلب کر رہا ہے اوسکو خیال ہے کہ اور کوئی سردار
مقابلہ کو نکلیگا لیکن آسمان شاہ کے سردارون نے اس وقفہ کو غنیمت جانا اور سردار کو اوٹھا کر داخل
قلعہ ہوگئے جلدی سے پھاٹک قلعہ کا بند کرلیا یہ دیکھکر ارژنگ شاہ نے طبل بجوا کر دھاوا کر دیا اودھر
اہل قلعہ نے توپین برجون پر چڑھادین اور نشانہ باندھکر بیٹھے خندق پر سے پل تختہ ہٹا دیا پانی
کا منہ الاکھڑک کا بولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کرلین ارژنگ شاہ
نے سامنے قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ اے اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آتا ہون یہ کہکر مرکب کو
دوڑایا ایک ہاتھ مین گرز سپر کا اور دوسرے مین گرز گران سر سنبھالا اور قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ
نے جو دیکھا کہ یہ آتا ہے نشانہ باندھکر گولے مارنا شروع کیے صد ہا آدمیون کو گرا دیا صفین کی صفین
ایک ایک گولہ کئی کئی صفون کو مسمار کرتا ہوا چلا جب گولا داہنی جانب آیا گرز مارا کہ گولا پلٹ گیا
جب بائین جانب آیا سپر سے روکا سامنے آیا تو داہنی بائین طرف ہٹ کر خالی دیا اسیطرح ارژنگ
شاہ گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچ گیا کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا اب
اپنے گھوڑے سے کود پڑا کہ یہ چارون طرف پتلیان جھاڑ کر جو اوڑتا ہے تو دروازہ قلعہ پر جا کر ٹھہرا او وقت
اہل قلعہ نے پانی کا منہ الاکھڑک کا بولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام حربے قریب تھا کے کئے مگر
ارژنگ سب سے بچا قریب ہے کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ نے
کہا کہ اب وقت دعا کا ہے سوا اسکے کوئی چارہ کار نہین ہے ان نو مسلمون نے وسعت
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب جلیل بے نیاز اے
معبود و کارساز ہم تازہ مسلمان ہین اور نئے شناسان تیرے ہین ہر چند کہ ذات تیری
قدیم ہے مگر ہم جدید ماننے والون مین سے ہین اسوقت مشکل مین ہماری مدد کر اور تو خوب
جانتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور تیری راہ مین لڑے ہین اسلیئے کہ باعث فساد یہی تبدیلی مذہب ہی
اسی مذہب اسلام کے اختیار کرنے پر یہ جنگ ہوئی ہے اور دشمن ہمارے گمراہ کرنے پر
آمادہ ہے لہذا اگر ہم حق پر ہون تو ہمین نجات دے اودھر ملکہ ماہ پارہ کو جو یہ خبر پہونچی کہ باپ تیرا
زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ بھی فتح ہوا چاہتا ہے دشمن قریب پہونچ گیا ہے یہ سنتا تھا کہ
بیتاب کر رونے لگی اور سنتے سنتے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرنے لگی کہ خداوندا تو ہی معاون و مددگار کو
اپنے تو نے ابتک نہ بھیجا ہم لوگون کی تقدیر مین تباہی و بربادی لکھدی ہے ہم نے اپنے رہنما
سے سنا ہے کہ جو خاص بندے تیرے ہین وہ ہمیشہ تکلیف مین رہتے ہین ہر قسم کی ایذا
اونکو پہونچتی ہے دنیا اونکے واسطے نہین ہے لیکن اے بے نیاز ہم تو گنہگار ہین
سے ہین ہمارا وہ نفس نہین ہے کہ ہر طرح کی مصیبت برداشت کرسکین یہ ظرف
اونھین خاصان خدا کا ہے چونکہ دعا ان سب کی رجوع قلب و اعتقاد درست سے تھی

تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا او زنجیر عرش ہلنے لگی باب قبولیت مثل آغوش کے وا ہو گیا جانب
صحرا سے فتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے ارژنگ زرہ پوش نے
بھی تامل کیا کہ مبادا کوئی حریف کا طرفدار ہو تو پہلے ہی نہ مقابلہ ہو جائے یہ خیال کر کے
دیکھنے لگا اودھر اہل قلعہ نگران تھے کہ شاید خداوند کریم نے کسی مؤکل کو ہماری مدد کے لیے
بھیجا ہو اسواسطے کہ ذات اوسکی رحیم ہے لیکن گرد مثل آندھی کے آرہی تھی آستہ آستہ
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک شہسوار بارہ ہزار سواروں سے آکر پہونچا اودھر کیا
کو روک کر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملک آسمانیہ پر غنیم کی چڑھائی ہے پادشاہ زخمی ہو کر قلعہ بند
ہوا ہے اور غنیم چاہتا ہے کہ قلعہ کا شکست کیا چاہتا ہے بس یہ سننا تھا کہ تاب نہ رہی اور وہیں
سے مرکب کو پاشنہ مارا کہ گھوڑا مثل بجلی کے کوند کر قلعہ کی طرف چلا قریب پہونچکر آواز دی
کہ او ارژنگ شاہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا کہ میں آپہونچا سکندر رستم خو کے گذارہم
ہے کہ از دست من زندہ و سلامت رہی اودھر ارژنگ شاہ نے کہا کہ خوب خدا نے
آکوان نے کہیر کہا کہ تجکو قضا کے منہ میں بھیجا تجھ سے سوا تیری تلاش تھی پہلے تجھ سے
فیصلہ کر لوں تو پھر آسمان شاہ سے سمجھ لونگا القصہ بہادری کی سکندر رستم خو نے
کہا کہ منہ میں جانتا ہم اہل اسلام میں طریقہ پیشدستی کا نہیں ہے تو اپنا حوصلہ نکال لے
ارژنگ شاہ نے نیزہ سینہ سے کینہ سکندر پر مارا اسکندر نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ
پر لیا طعنین چلنے لگیں دس یا بارہ طعنوں کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک بار [illegible] سکندر
رستم خو نے پھر یکبار ماری اور نیزہ حریف کو اپنے نیزے سے لپیٹ کر جھٹکا مارا کہ مثل
تیر شہاب کے نیزہ ہاتھ سے ارژنگ شاہ کے نکل گیا اور چالیس قدم کے فاصلہ پر
جاکر گرا بس جہان نظر میں ارژنگ شاہ کے تیرہ و تار ہو گیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈال کر آواز دی کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کر دیا سامنے
بہادران عالم کے خفیف کیا مگر کچھ پروا نہیں ہے نیزہ بازی خلاف بازی تیغ بازی
راست بازی جیسے حلال مشکلات جہان کہتے یہ کہکر شاہزادہ نامدار پر تیغ آبدار کا وار
کیا بس سکندر رستم خو نے ملی بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ وہ سپر کا پشت پر جا جھولا اور
پنجہ پیلی کو دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار ارژنگ شاہ کی ہیبت پڑی ہاتھ بڑھا کہ کلائی پکڑلی
ارژنگ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور گریبان میں ہاتھ ڈالدیا کہ ہلنے لگے مرکب لنگر ان
کے تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں شہسوار گھوڑوں سے کود پڑے زور آزمائش
کے ہونے لگے سماکشتی کا بندھا اہل قلعہ دروازہ کھولکر نکل آئے آسمان شاہ نے زخم پر
اپنا باندھا اور اسی حالت میں قلعہ سے باہر آیا چونکہ خیال اوسکو یہ گذرا کہ فوج سکندر
کے ساتھ کم ہے نہیں معلوم انجام کیا ہو اس لیے کہ بقیت و سردار و اپنے فوج لیکر قلعہ
سے باہر آیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگا اودھر فوج ارژنگ شاہ بھی قریب آگئی سکندر
کے ہمراہی بھی پاس آگئے نگاہیں بلکہ جانیں سب کی لڑی ہوئی ہیں کہ ارژنگ شاہ
بادشاہ ہے اور سکندر رستم خو اہل اسلام کے لیے بادشاہ سے زیادہ مرتبہ رکھتا
ہے ہر ایک کو اپنے اپنے ملک و آقا کا خیال ہے یہان سکندر رستم خو اور ارژنگ

زرہ پوش مین کشتی ہو رہی ہے پیچ پر پیچ بندھ رہے ہین زور پر زور ہو رہے ہین معلوم ہوتا ہے
کہ دو کوہ نار سے لپٹ رہے ہین جھڑ کا کشتی کا بندھا ہوا ہے آدمی اور دیو کی لڑائی معلوم ہوتی ہے
ارزنگ زرہ پوش زبردست روزگار ہے قد و قامت اسکا نہایت عریض و طویل
ہے ہر جگہ چھپایا ہوا معلوم ہوتا ہے اور سکندر رستم خو بارہ تیرہ برس کا لڑکا مگر وارث زور
صاحبقرانی ہے جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے ارزنگ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلاخ آہنی آکر
جم گئی پھر اسکا نکالنا دشوار ہوتا ہے دلمین کہتا ہے اللہ رے زور تیرا دیکھنے والے اور سمجھنے والے
دونون طرف کی داد مردی و مردانگی دیئے جاتے ہین کہ ایک بار سکندر نے آواز دی کہ تو
بہت اچھا شاباش مرحبا مگر اب وقت کم ہے مین چاہتا ہون کہ شام تک جنگ یکسو ہو لی
اور مجھے خوب تھکا لیتا اسوقت زیر کرتا خیر آگاہ ہو جا اور خبردار ہو جا کہ مین تجھے اوٹھا
لیتا ہون یہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے کہ مین واقف نہ تھا کہ اتنی جلد زیر ہو جاؤنگا یہ
کہکر دونون بازو اسکے پکڑ کے اور سر سینے سے ملایا اور خبردار خبردار کہکر لے دوڑے
ارزنگ نے ہر چند قدم جمائے کہ جگہ سے نہ ہٹون مگر کیا ہو سکتا ہے سکندر بارہ قدم
تک دوڑا لے گئے اور وہین آگے کو جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہو گئے
بس دوسرے ہاتھ سے بند کمر پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سر سے اوٹھا لیا
ہر چند یہ تڑپا لنگر مارے کہ دو اٹھون مگر کیا ہو سکتا ہے زور کے آگے ظلم کہین چل سکتا ہے
سکندر نے ہاتھ کو قائم کر کے آواز دی کہ پھٹک لے اچھی طرح سے قران قزاق نے
آواز دی کہ اے شہریار نامدار سبحان اللہ کیا کہنا ہے یہ زبردستی اور یہ اختیار کہ فیل مست کو
ہاتھ پر بلند کر لیا یہ آپ ہی کا کام تھا اودھر آسمان شاہ نے کہا کہ اگر ایسے نہوتے تو اتنے سے
سن مین یہ نام کیونکر پیدا ہوتا اور اکیلے ہر ہر ملک مین کیونکر پھر سکتے لیکن سکندر نے ارزنگ
سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہے اس نے عرض کی کہ تا زندہ ہوں بندہ ہوں فرمایا کہ وحدانیت پروردگار کے
بارے مین کیا کہتا ہے اس نے عرض کی جو آقا کا دین وہ غلام کا مذہب سکندر نے
اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا اور اسیوقت کلمہ طیب تعلیم فرمایا ارزنگ زرہ پوش
از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ مینے تو دین اسلام اختیار کیا اور مذہب
اکوان پرستی پر لعنت کی جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب کو اختیار کرے اور جسے
نہ منظور ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے سب نے عرض کی کہ الناس علی دین ملوکہم جو مذہب
بادشاہ کا وہی اپنا بھی مذہب اب سکندر رستم خو نے ارزنگ شاہ اور آسمان شاہ کو گلے
ملوایا اور فرمایا کہ آپس کے رنج و ملال کو دور کرو اور باہمین ہمدردی کا خیال رکھو ارزنگ
نے عرض کی کہ وہ بنائے عداوت مٹ گئی جس واسطے مین نے اسکے ملک پر چڑھائی کی تھی
اب وہی مین نے بھی کیا یعنے مذہب اسلام اختیار کیا آسمان شاہ نے ہنسکر کہا
کہ اے ارزنگ شاہ دیکھا تم نے قدرت پروردگار عالم کو اور سمجھ لیا مذہب اسلام
کو کہ یہ کیسا دین برحق ہے یہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے بعد اسکے سکندر نے قران
قزاق کو آسمان شاہ سے ملایا ارزنگ سے ملاقات ہوئی شاہزادہ سکندر
رستم خو کا دوست اور رفیق سمجھکر قزاق سے بادشاہ تکریم کے ساتھ ملے اور

اسکی نہایت عزت کی آج قلعہ آسمانیہ مین صحبت عیش و نشاط ہے جام شراب ارغوانی
کو گردش ہے جو لوگ باہم ایک دوسرے کے لہو کے پیاسے تھے آج جام سلامتی پی
رہے ہین ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہے ہر چند کہ آسمان شاہ زخمی ہے
لیکن اسکو دو ایسی مسرتین ہین جنھون نے سب غم غلط کر دیئے ہین تکلیف بھلا دی ہے
ایک تو جنگ مین کامیابی اور دشمن قاہر کا دوست مسلم ہونا دوسرے اس گمشدہ
شاہزادی کا آنا اور دشمن کے ہاتھ سے جان و مال کو بچانا لیکن اب کچھ حال ملکہ کا گذارش
کیا جاتا ہے کہ یہ دعا بھی مانگ رہی تھی اور آنسو اسکے دونون آنکھون سے جاری تھے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو لڑیان دُرِ غلطان کی ٹوٹی ہوئی ہین جنکا سلسلہ کسیطرح ختم نہین ہوتا کہ
یکایک ایک عورت نے آکر کہا کہ بی بی کیون رو رو کر بدشگونی مناتی ہو خدا وندکریم نے تمہارے
باپ کو دشمن پر فتح یاب کیا یہ سنتے ہی ملکہ [illegible] پڑی اور کہا کہ سچ کہو اوسنے عرض کی کہ
میری مجال ہے جو جھوٹ بولون اور وہ بھی آپ سے فرمایا کیونکر فتح حاصل ہوئی اسلیے
کہ مین نے تو سُنا تھا کہ قبلہ و کعبہ جہان پناہ زخمی ہو کر قلعہ بند ہوئے ہین اوسنے عرض
کی کہ یہ سب صحیح تھا اور دشمن دروازہ قلعہ تک پہونچ گیا تھا مگر سُنا ہے کہ مدد غیبی ہوئی
اور کوئی لڑکا بارہ ہزار سوارون سے صبح ایکطرف سے آیا اور دشمن سے لڑ کر اوسکو
زیر کیا پیارا پیارا لڑکا ہے اور سُنا ہے کہ وہ بھی مسلمان ہے دشمن کو بھی اوسنے مسلمان
کیا اور آپکے باپ سے گلے ملوایا باہم دوستی ہو گئی آیندہ کوئی خطرہ بھی نہین
رہا بلکہ اگر اور کوئی چڑھائی کرے تو جب ایک سلطنت تھی اب دو کی ایک ہو گئی طاقت
مضاعف ہو گئی ملکہ نے پوچھا نام اوس لڑکے کا کیا ہے اور تو نے دیکھا بھی ہے یا نہین
اوسنے عرض کی کہ قربان جاؤن لوگ کہتے ہین کہ یہ لڑکا وہی فقیر ہے جو پہلے اس ملک
مین دوسرے بھیس مین آیا تھا اور جس نے دیو کو مارا تھا مگر اب وہ سپاہیانہ لباس مین
ہے یہ سنکر ملکہ شادی مرگ ہونے لگی دفعتاً جو یہ خبر مسرت آگین ایسے غم و ملال کے بعد
سُنی قلب اوسکے لگا دلوانگی کا ایسا عالم ہوا قریب تھا کہ بسبب فرط مسرت کے مرغ روح
قفس تن سے پرواز کر جائے اوس عورت کو خبر کی تصدیق کے لیے روانہ کیا کہ جا کر دیکھ تو
آ اور پہچان تو کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی لیکن سہیلیون سے کہا کیون صاحبو بھلا وہ
کہان ہوگا کوئی اور شخص ہوگا اس لیے کہ سنتی ہون یہ لباس سپاہیانہ پہنے ہے اور وہ فقیر
تھا جسکا جوگ ہم نے لیا ہے اگر یہ شاہزادہ بھی ہو تو ہمین کیا مطلب ہان اتنے شکر گذار
ضرور ہین کہ اوسنے ملک ہمارا دشمن کے ہاتھ سے بچا دیا وہ لڑکیان کہتی ہین کہ ملکہ خدا
مین سب طرح کی قدرت ہے وہ چاہے تو مردہ کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ
کر دے فقیر کو بادشاہ بنا دے بادشاہ کو فقیر کر دے ابھی آپ نے دیکھا کہ کیا سے
کیا کیا اور کیا سے کیا ہو گیا کہ پہلے ایسی شکست ہوئی کہ ملک و مال بچنے کی کوئی امید نہ
تھی پھر خدا نخواستہ نصیب اعدا اگر دشمن کی فتح باقی رہتی تو کیا تعجب تھا وہی بادشاہ
کہ تو فقیری پر خدا وندکریم نے اوسیوقت ایسا مدد گار بھیجدیا کہ وہ شکست فتح سے مبدل
ہو گئی اور وہ بادشاہت جو فقیری کی حد تک پہونچ گئی تھی فقیری سے پھر بادشاہت

ہر چند کہ تم سے نوجوان سکتے ہو نہ سمجھ سکتے ہو اس لیئے کہ اگر کسی سے دل لگا یا ہوتا تو درد و محبت
کا مزا معلوم ہوتا کہ یہ ایذا قابل برداشت ہوتی ہے یا نہیں اور کیا وہ دل ہین ایسے دکھ اوٹھاتے
ہین اور اُف نہ زبان پر نہیں لاتے ہے

رشتہ ہم ہی ملیں کا مزا جانے		جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے	
ہمکو یہ بھی خبر نہیں ہمدم		کس نے دل لے لیا خدا جانے	

غرضکہ اگر یہ اشتیاق ملکہ کا تحریر ہوتا تو ایک دفتر سیاہ ہوجاتا سب جانتے ہین کہ عاشق کے گلے
شکووں کا دفتر بڑا داستان سے طویل ہوتا ہے کہ اسکی ابتدا تو ہوتی ہے مگر انتہا نہین ہوتی جہان
قطع سخن کردیا وہی انتہا ہوگئی غرضکہ یہ نامہ دلخراش جسوقت سکندر رستم خو کے پاس پہونچا اور
سکندر نے مطالعہ کیا پڑھا دل بیٹھنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے دل مرغ بسمل
کیطرح سینہ مین پھڑکنے لگا وہ صحبت باغ کی یاد آگئی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ حال
جو شہزادہ بلقیس نے دیکھا قریب آیا اور کہا کہ وہ کلمہ جو قران قزاق کے سامنے آپکی زبان سے
نکلا تھا یہ کچھ اوسی کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے یہ الگ ہی الگ ہم سے خبر بھی نہین سکندر نے
کہا اے بلقیس نہ ہمارے بزرگون نے تمہارے بزرگون سے کسی امر کا پردہ کیا ہے نہ
ہمارا پردہ رکھنا منظور ہے مگر ابھی سے کسی کو بدنام کرنا اچھا نہین جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا
ابھی تو وہ حالت ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بڑے عیب کی بات ہے کہ جس کے مہمان ہین
اوسی کے ساتھ ایسا کرین کہ اوسکی دختر سے تعلق ناجائز پیدا کرین بڑی مشکل کی بات ہے
کہ نہ تو کوئی بزرگ یہان موجود ہے کہ سلسلہ جنبانی کرکے نکاح کراوے نہ خود کہہ سکتے ہین
دیکھیے کیا انجام اس محبت کا ہوتا ہے وہ کہا رہی تو نامہ دیکر چلی گئی لیکن انکی عجیب حالت ہے مگر
وہان ملکہ ماہ پارہ کی مان نے جو یہ حالت اپنی دختر کی دیکھی آسمان شاہ سے کہلا بھیجا کہ ذرا یہان
آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جسوقت آسمان شاہ داخل محل ہوا ملکہ نے تخلیہ کیا اور آسمان شاہ
سے کہا کہ اگر ارادہ تمہارا ہے کہ عقد ملکہ کا سکندر سے کردون تو دیر کرنا مناسب نہین ہے
ایسا آگل بہر بصد کہیں ملتا ہے دیکھو صاحب اچھون کے سبھی خواستگار ہوتے ہین اگر وہ پھر
کہین چلا گیا اور کسی شاہ و شہریار نے اپنی دختر سے عقد کردیا تو ہاتھ مل کے رہجاؤ گے آسمان
شاہ نے ملکہ سے اسطرح بیان کیا کہ اوسے کچھ نہ بن پڑی اور کہا کہ مین تو چاہتا ہون کہ ابھی
شادی کردون مگر اے ملکہ اتنا تو سمجھو کہ نہ تو کوئی بزرگ اوسکا یہان ہے اور نہ اوسنے خود
خواہش ظاہر کی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین خود اوس سے کہون آخر غیرت بھی کوئی چیز ہی
ملکہ نے کہا عجب تمہین اسقدر غیرت ہے تو اوسے کہانتک شرم ہوگی آخر کوئی ناجھولی لوکر جاکر
کوئی بھی اوسکے ساتھ ہے مین تو سنتی ہون کہ ابکی اوسکے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہین اور ایک
لڑکا اوسکا ہمسن ہے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے اوس سے کہلواؤ کچھ دینے لینے
کو کہو دنیا مین کام اسیطرح چلتا ہے یہ دولت وہ شئے ہے کہ ہر مشکل آسان کرتی ہے لیکن یہ تمام
باتین ایک سہیلی ملکہ کی سن رہی تھی سب آکر ملکہ سے بیان کین ماہ پارہ دل مین خوش ہوئی
اور کہا کہ دیکھیے یہ سرانجام کبتک ہوتا ہے ایسے تو مہینون چاہیئے ہین اوسنے کہا نہین بیوی
وہان تو یہ فکر ہو رہی ہے کہ بہت جلد یعنے آج ہی کل مین نکاح ہوجاتے لیکن وہان شہزادہ بلقیس

نے سکندر سے تو کچھ نہین کہا جسوقت آسمان شاہ محل سے برآمد ہوا بلقیس آسمان شاہ
کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے شہریار کی طبیعت نادرست ہے وہ فرماتے ہین کہ ایک تعویذ حفظ
صحت میرا اوس باغ مین کہین رہگیا ہے جسمین فقیری کے زمانہ مین مین رہتا تھا تو اگر آپ اجازت
دین تو مین وہان جاکر تلاش کرلون آسمان شاہ نے کہا کہ پھر یار اونکا ہی مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت
ہے انتہا یہ ہے کہ ملکہ تک اونسے پردہ نہین کرتی ہے بلقیس نے عرض کی کہ یہ سب صحیح ہے
مگر صاحب خانہ کی اجازت لینا ضرور ہے کیا معلوم اب بھی آپکی وہی طبیعت ہو یا کچھ مصلحت بدل
گئی ہو تو ایسا کیون کرین کہ کسی کے خلاف ہو آسمان شاہ نے کہا مکان اونکا مین اونکا ملک اونکا
مال اونکا ہے اے بلقیس نہین وہ بہت دوست رکھتے ہین اور بھائی فرماتے ہین مین تم سے
پوچھتا ہون کہ اگر کسی امر کو دریافت کرنا چاہون تو پوچھ دوگے یا نہین لیکن اس راز کو کسی سے آگاہ نہ کرنا
حتی کہ ابھی اپنے شہریار سے بھی نہ کہنا اور وہ بات بھی ایسی نہین ہے کہ وقت گزر جانیکے بعد اگر
اوس شہزادہ کو معلوم بھی ہوجائے تو وہ تم سے ناراض ہو اور کیا تعجب ہے کہ خوش ہو بلقیس
نے کہا جو کچھ آپ فرمائین گے مین اپنے طور پر دریافت کرکے آپ سے عرض کردونگا آسمان شاہ نے
کہا اچھا اسوقت تو اوس شہریار عالی وقار کو ساتھ لیجا کر سیر باغ کراؤ کہ ذرا مزاج درست ہو اور
خدا کرے وہ تعویذ اوسکا ملجائے کل مین تم سے کہونگا بلقیس نے کہا بہتر ہے آسمان شاہ
سے بلقیس رخصت ہوا اور اوسیوقت سکندر کے پاس پہونچا کہ دوسرا رقعہ شوقیہ ملکہ کے پاس
سے آیا تھا سکندر دیکھ رہے تھے اور کہاری جواب کی منتظر کھڑی تھی سکندر کو تشویش
تھی کہ کیا جواب لکھوں اور کس بہانے سے ملکہ تک پہونچون کہ اتنے مین بلقیس پہونچا اور پوچھا کہ
کیا تردد ہے فرمایا وہی دردسر ہے کہ جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا بلقیس نے کہا اگر کوئی طبیب
حاذق علاج اوسکا بتلائے تو اوسے کیا صلہ ملیگا فرمایا اسے سکندر زندگی بھر ممنون احسان
رہونگا اگر کوئی ایسی فکر بتا کہ بدنامی اور محسن کشی سے بچون اور مطلب دل پورا ہوجائے
تو جو مانگے گا وہ دونگا بلقیس نے عرض کی کہ آپکا دیا سب کچھ ہے اے شہریار جسوقت پہلا
رقعہ آپکے پاس آیا تھا اور مین نے آپکو متردد پایا تھا مجھے اوسیوقت سے فکر پیدا ہوگئی تھی کہ کونسی
سبیل ملکہ سے ملاقات کی نکالون ایک تدبیر سوچکر آسمان شاہ سے باغ مین جانے کی اجازت
تو لے آیا ہون اور یقین ہے کل تک اپنے سامان ہوجائینگے کہ ہمیشہ کے واسطے وہ کانٹا دل سے
نکل جائیگا جسکی خواہش اسوقت سے کھٹکا رہی ہے فرمایا سچ کہہ میرے سر کی قسم بلقیس نے کہا کہ حضور
کے قدمون کی قسم خلاف نہ عرض کرونگا آپ شوق سے باغ مین چلئے اور ملکہ سے ابھی ملئے کوئی اندیشہ
کی بات نہین ہے بادشاہ کے فحواے کلام سے پایا جاتا ہے کہ اوسے عقد ملکہ کا آپکے ساتھ
کردینا منظور ہے بلکہ خواہش اوسکی ہے کل تک یقین ہے کہ پیغام سلام شروع ہوجائے گا
اسوقت ایک ڈر دو طرفہ غالب ہے اونکے مین بھی اندیشہ ہے کہ ایسا نہو ہم نا منظور کرین اور
آپکو اونکا پاس و لحاظ ہے لیکن مین اس پردہ کو ہٹادونگا اور اقرار کرتا ہون کہ عقد آپکا ملکہ سے
کرادونگا سکندر نے کہا اے بلقیس میری تو عقل درست نہین ہوش و حواس باختہ ہین لہذا
تمکو اختیار دیتا ہون کہ جو مناسب جانو وہ کرو اور بادشاہ سے کیا کہکر باغ کی اجازت لی ہے
بلقیس نے عرض کی کہ مین نے بادشاہ سے کہا کہ مزاج ہمارے شہریار کا ناساز ہے اور وہ

فرماتے ہیں کہ تعویذ حفظ صحت ہمارا باغ میں ملکہ کے رکھا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ جسطرح
عجیب باغ اونکا تھا اب اوس سے بڑھکر اونکی تمام ملک وہاں کا اختیار ہے وہ شوق سے باغ میں
جائیں اور جاہیں وہیں رہیں لیکن اسے شہریار رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا سکندر نے کہا کہ
ہاں اب تو میں بھی وہاں رہنا اچھا نہیں سمجھتا ہوں اگرچہ تمنا یہی ہے مگر خیر جب اوسکا وقت آئیگا تو
وہیں رہیں گے غرضکہ تیاری ہوئی تو بہ ترتیب شروع وہ لیکر پہلے ہی روانہ ہو گئی تھی اور سکندر سے خبر کی کہ سبز پری کی
وہ باغ میں آتے ہیں ملکہ نے کہا کیونکر اونسے تمام اقرار ہو چکا تھا جبکہ ملکہ نے سنی تھی یہان کی ملکہ نہایت
خوش ہوئی یہان سکندر رستم خو ہمراہ بلقیس کے باغ کیطرف چلا اور ادھر ملکہ نے اپنے
کو سنوارا کنگھی کی سر میں تیل ڈالا زیور جسم پر آراستہ کیا اور کنیزوں سے کہا کہ میں دعوت
کرونگی سامان مہیا کرو مہمان تیاری دعوت ہونے لگی اور ادھر سکندر رستم خو داخل باغ ہوا
ادھر ملکہ روش پر ٹہل رہی ہے آنکھیں در باغ کیطرف لگی ہوئی ہیں بار بار یہ شعر زبان پر ہے

جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت	یہ آنکھیں اب نہیں انتظار کے قابل

ناگاہ دروازہ باغ کا کھلا آغوش تمنا کے وا ہوا اور وہی یار جانی محبوب جاودانی یعنی سکندر رستم خو
سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیا اور دیکھا ملکہ نے کہ ایک اور لڑکا بھی اسی سن و سال کا لیکن
چہرہ سے اوسکے شوخی و شرارت ٹپک رہی ہے سکندر کے ساتھ ہی ملکہ تو سمجھی کہ انکا بھائی یا اور کوئی
عزیز قریب ہوگا جب تو اسکو ساتھ لاتے ہیں لیکن وزیرزادی اسکے برابر کھڑی تھی غضب کی چنچل
قیامت کی شریر تھی چھپی ہوئی اوسنے بلقیس کو دیکھا وہی کرکے بھاگی اور ایک درخت کے پیچھے چھپی اور ادھر
سکندر کی نظر جو ملکہ پر پڑی دیکھا کہ صورت ہی بدل گئی ہے رنگت زرد آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہو
سکندر نے یہ حالت جو ملکہ کی دیکھی قلب بے چین ہو گیا بے اختیار جی چاہا کہ گلے لگا لوں مگر ضبط کیا اور
کہا کہ ملکہ مزاج کیسا ہے ماہ پارہ نے جواب دیا کہ تمہیں کیا تمہاری بلا سے سکندر کا دل اس کلام
سے بیتاب ہو گیا اور کہا کہ ملکہ تمہیں ہمارے حال کی کیا خبر کہ ہمپر کیا کیا مصیبتیں گذر گئیں یہ کہکر تمام سرگذشت
عقرب جادو کی اور یہانتک پہونچنا سب بیان کیا اب دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
بلقیس پہلو میں سکندر کے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ رونا ہمارے سمجھ میں نہیں آتا ہے
اب وقت خوشی کا ہے یا ملال کا لیکن یہ دونوں تو صدمہ فرقت اوٹھائے ہوئے تیر عشق کلیجہ پر
کھائے ہوئے ہیں آبلہ دل ذرا سے چھیڑ کا بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے پھوٹ بہے یکایک گرد نے
بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہے تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور سکندر کو لیکر روانہ ہوا بس یہ دیکھنا
تھا کہ ملکہ کے جسم سے تو گویا جان نکل گئی سن سے ہو کر رہ گئی ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور بلقیس
بھی رونے لگا کہ ہائے کس مدت میں تو اپنے شہریار کو ڈھونڈھ کر نکالا تھا اس فلک تفرقہ انداز
نے پھر جدائی ڈالی واقعی ہے یہ کسی کا ہنسنا نہیں دیکھ سکتا بقول شاعر

کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں	یہ دو دل کو اک جا نبھاتا نہیں

اے ملکہ معلوم ہو گیا کہ ہماری تمہاری دونوں کی قسمت ابھی تک برائی پر ہے دیکھئے اس
شہریار والا تبار سے کب قدمبوسی حاصل ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو ضرور
ہی ملیں گے مگر مجھے تو اونکی دشمنوں کی زندگی ہی سے یاس ہے لیکن پنجہ جسوقت گرا تھا
تو اوسنے آواز دی تھی کہ جو دوست ہوں وہ پریشان نہوں کہ میں اس شہریار کے

سے دادی صاحبہ کا دوسرے سفر ضعیف ہے مگر یہ میوہ اپنا لیجا میں نہ کھاونگا اس لیئے کہ ملکہ کی خدا جانے
کیا حالت ہوگی اور بھائی میر ایاقیس میرے واسطے جدا پریشان ہوگا میں بھی غم سے خون جگر کھاتا ہون
نہ کھانے پر رغبت ہے نہ پانی پر دیو تندرک نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیں میں نے چلتے وقت
آگاہ کر دیا تھا کہ دوست ہون دشمن نہیں ہون جب یہ سن لیا تو میوہ نوش کرنے لگے اور تندرک
کوہ سے اوتر کر بیابان کی سیر کرنے لگا کہ ذرا غصہ فرو ہو جائے تو لیجانے کو کون قضائے کار اتفاقات
روزگار او مسطرف سے اک ساحرہ طاؤس تخت پر سوار ہو کر تنگ قاف کو چلی آتی تھی راہ میں اسنے
دیو تندرک کو دیکھا کینہ دیرینہ دل میں آتش افروزی کی سلگی کوئی عزیز جادوگر نی ہاتھ سے
تندرک کے ہلاک ہوئی تھی اس سے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اسوقت یہ تنہا بیٹھا ہے اس
بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ملیگا بس وہین سے جو ایک تیغ سحر مار الق سر پر تندرک کے پڑا
اسکا شق ہو گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا ساحرہ تو روانہ ہوگئی لیکن دیو تندرک نے
آواز دی کہ اے شہریار غلام تو حق نمک سے ادا ہوا یہ آواز جو سکندر کے کان میں پڑی
گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کس نے پکارا اور کسکو آواز دی دیکھا کہ تندرک زیر کوہ تڑپ رہا
رہا ہے سر سے خون جاری ہے سکندر جلدی سے کوہ کے نیچے اوترے تو دیکھا تندرک
مر چکا ہے بس یہ دیکھکے سکندر کو نہایت افسوس ہوا اور ادھر اودھر دیکھنے لگے کہ یہ کس نے
اسکو مارا کوئی نظر نہ آیا ناچار تندرک کے فاتحہ خیر پڑھا اور ایک طرف روانہ ہوئے دل میں
کہتے ہیں کہ خداوند کونسی تباہی ہے کہ کہیں کہیں مارے مارے پھرتے ہیں اب دیکھیے گردش قسمت
کہاں لیجاتی ہے نہ تو راہ سے واقف نہ رہنا ساتھ ہے نہ یہ معلوم کہ یہ مقام کونسا ہے شہر یہاں سے
کتنی دور ہے حاکم یہاں کا کون ہے عجب عالم مجبوری ہے کہ تندرک کو دفن و کفن بھی نصیب نہ ہوا
خدا رحم کرے تندرک پر یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے چلے جاتے ہیں عجب طرح کا
عالم ہے کبھی اپنی مصیبت خون رولاتی ہے یاد یہ گردی اور ایک ناز پروردہ کبھی ملکہ ماہ پارہ
کی یاد دل میں چٹکیاں لیکر بیچین کرتی ہے کدھر جائیں کدھر نہ جائیں کبھی یہ شعر پڑھکر رو دیتے ہیں

نیچے کانٹوں سے چلے کی جھنے یہ تدبیر یا	کوٹھر وٹلووں میں نکلے واہ ری لااکدیریا

اسیطرح تمام دن پھرتے رہے آخر کار شام ہوگئی سیاہی محیط عالم ہوگئی تمام جنگل ہو کا مقام ہوگیا ہو
کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس صحرا سے لیے آب و گیاہ میں غول بلا کوٹھا ہے
شجر سیاہی شب کے دیو مہیب بنے ہوئے کھڑے تھے درندون کی ہیبت ناک صدا آئی
چلی آتی ہین بار بار کہتے تھے کہ کاش کوئی درندہ گزندہ ہی آکر میری مشکل آسان کرے
رونے کے جدھر ہون نجات دے کبھی کہتے ہین کہ ہائے کل اسوقت گرد و پیش مجمع احباب تھا
قزاق ارژنگ زرہ پوش ملک آسمان فیل زور جو ادر ناب سپہ بلقیس
سب شاپور سب ایک جگہ بیٹھے تھے مالک کے رفقے آئے تھے آج اس وادی میں
جہاں آدمی کا نام و نشان تک نہیں رات ہوگئی اور بیٹھنے کا ٹھکانا ہی نہیں آخر کار ایک
درخت کے نیچے بیٹھ رہے تیمم سے نماز ادا کی اور یہ خیال کرکے کہ ایسی زندگی سے تو
موت ہی اچھا ہوا اگر کوئی درندہ آکر کھالے یہ خیال کرکے چاہا کہ سو رہوں لیکن وہاں بچھانے کیا زمین
فرش آسمان کی سقف درخت کے تنہ سے لگ کر سوگئے مگر معبود حقیقی جسکی حفاظت کرتا ہے

ا

اور یہ کوئی بھی ایذا نہین پہونچا سکتا ہے تمام رات سویا کیئے اور درندہ گزندہ قریب سے آتے تھے اور جاتے تھے
ہے لیکن کسی نے حملہ نہین کیا جب صبح ہوئی اور نسیم سحری چلی ستارہ سحر غروب ہونے لگے
طایران صحرائی نشیمنون سے نکلکر اپنے اپنے زبانون مین حمد و ثنا ئے الٰہی بجالانے لگے آنکھ
سکندر کی حسب عادت کھل گئی دیکھا تو وقت نماز صبح کا ہے پس اوسی درخت کے نیچے تیمم کیا اور
فریضہ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجالائے اور ایک سمت پھر روانہ ہوئے عجب طرح کا صحرا تھا کہ
سائین سائین کر رہا تھا بوٹے سیوا نباتات نہ آتی تھی کہین کہین ہڈیان مردون کی ملین تو وہ اتنی اتنی
بڑی نہین کہ جنکو دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہو جائے مگر سکندر شیر بیشۂ شجاعت ہے مطلق آپکو
خوف وہراس نہین ہے لیکن دل مین کہتا ہے کہ یہ قبرستان کہنہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ استخوان بوسیدہ
تو انسان کے نہین معلوم ہوتے خدا جانے کونسی مخلوق یہان رہتی تھی کہ جنکے استخوان اسقدر دراز
ہین کہ استخوان فیل بھی اسکے آگے کوئی رتبہ نہین رکھتے اسیطرح پھرتے پھرتے پھر شام
ہو گئی اور جلوہ عالم نظر سے پنہان ہو گیا تیرگی شب نے جہان کو گھیر لیا ستارہ فلک پر نمودار ہونے
لگے مہر عالمتاب نے گوشہ مغرب مین روشنی کی سکندر پھر کسی مقام پر بیٹھ رہے یہ رات بھی اسیطرح
گذاری پھر صبح ہوئی نماز پڑھکر پھر ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کوہ
کے پہونچے دیکھا تو بالائے کوہ ایک گنبد مثل مینار کے ہے اور درۂ کوہ مین کوئی شخص بیٹھا ہوا
ہے اور سامنے سواد شہر معلوم ہوتا ہے سکندر نے شکر خدا کیا اور درہ کیطرف چلے کہ اس شخص
سے کچھ پتا ملیگا جاتے جاتے پاؤن شل ہوئے جاتے ہین اور راہ نہین قطع ہوتی تین روز کے
بھوکے پیاسے لبون پر دم ہے پاؤن پر ورم ہے چہرہ غبار آلودہ دامن خار ہائے دشت کی
تعدی سے چاک دل دردناک اس حال پر ملال سے بمشکل تمام طے کی اور سامنے فقیر کے پہونچے اور
سلام علیک کی فقیر نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا اور حال پوچھا کہ بابا کہان سے آنا ہوا اور نام آپکا کیا ہے
فرمایا کہ ہم ملک آسمانی سے چلے آتے ہین فقیر نے ہنسکر کہا کہ بابا فقیرون سے بھی ٹھٹھول کرتے ہو آسمانی
کس ملک کا نام ہے اور آسمان پر فرشتہ رہتے ہین یا انسان بھی یہ سنتے ہی غصہ آگیا فرمایا تو مجھکو کیا سمجھتا ہے
یہ شرط کہ گردن سے سر تو جدا کر پھینکدون فقیر یہ سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگا اور کہا کہ بابا خفا نہو ہم نے نام اس
ملک کا نہین سنا تھا اس سے پوچھا شاید یہ ملک پردہ دنیا پر ہے تو کان اونکے کھڑے ہوئے اور کہا
کہ یہ مقام کیا دنیا سے علیحدہ ہے فقیر نے کہا کہ یہ پرستان ہے آپنے پوچھا کہ تم ملکہ آسمان پری کو
جانتے ہو اسنے عرض کیا کہ جی ہان نام تو سنا ہے اور انھین کون نہین جانتا وہ اسی مین جناب سلیمان
کی لیکن وہ دوسرے اقلیم مین رہتی ہین ملک اونکا یہان سے بہت دور ہے کیا آپ وہین جانا چاہتے ہین
فرمایا کہ مین کاہیکو جانا چاہتا ہون اونھین نے مجھکو بلوا بھیجا تھا راہ مین دیوؤن نے اونکے مار ڈالا اور مین
تباہ ہو کر یہان پہونچا فقیر نے کہا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے فرمایا اب مین سمجھتا کچھ نہ بتاؤنگا تو پھر بدگمانی
یہ بات کا یقین نہین آتا اوسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خطا میری معاف ہو مین غلطی پر تھا اور اگر آپ نہ
بھی بتائین تو مین سمجھ گیا ہون آپ اولاد حضرت صاحبقران سے ہین مرشد نے میرے کہا تھا کہ تو
خوش نصیب ہے تجھے زیارت اولاد صاحبقران کی نصیب ہوگی ایک شاہزادہ فلان زمانے مین
بحالت بیابان گردی و دشت نوردی اسطرف آنکلیگا اور تیرے جھونپڑے کو اپنے قدم سے روشن
و منور کریگا اب آپ تشریف رکھیے یہ کہکر ایک مرگ چھالا بچھا دیا اور تعظیم کو اوٹھ کھڑا ہوا ہاتھ پھر

پھر نہ کہا پولونندک کا انتظار رہا جب اور دو تین روز گذر گئے ملکہ نے پھر عبدالرحمن جنی سے کہا
کہ اتنے روز گذر گئے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ نندک پردۂ دنیا پر گیا ہو اور اتنے اتنے
دنون نہین آیا میرا دل کھٹکتا ہے کہ کوئی افتاد پڑی خود علم شاہ رومی کو اکثر لایا ہے مگر اسقدر زمانہ
کبھی نہین گذرا گیا اور آیا ذرا اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ کیا سبب ہے جو نندک
ابھی تک نہین آیا عبدالرحمن جنی نے کہا کہ ابتو مجھے بھی تشویش سی پیدا ہوئی ہے ابھی دریافت
کرتا ہون یہ کہکر زائچہ کیا اور سولہ شکلین رمل کی نظر مین رکھکر بارہ بروج سات ستارون کو ذہن
مین لا کر نسبت اوسکے مطابق کرکے خانہ سفر کو خانہ حیات سے ملا کر اب جو دیکھتے
ہین تو مدت زندگی تمام معلوم ہوئی اور خانہ استراحت خانہ قبر معلوم ہوا ملکہ سے کہا کہ نندک
زندہ نہین ہے اور سبب موت اوسکا سحر معلوم ہوتا ہے اب آسمان پری نے کہا کہ
سکندر رستم خو کہان ہے کہا کہ اسوقت تو کچھ معلوم ہوتا ہے کسی جا قیام نہین ہے
آسمان پری نے کہا کہ سکندر تک نندک پہونچا بھی تھا یا نہین عبدالرحمن نے کہا کہ نندک
سکندر کو لیے ہوئے چلا آتا تھا راہ مین کسی مقام پر ٹھہر گیا تھا وہین سے سکندر تباہ ہوا لیکن
اب صرف ... مین آگیا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر اور کسی کو بھیجو عبدالرحمن جنی نے
کہا کہ آج ستارہ بد ہے کل بھیجیے گا لیکن صاحبقران اعظم کہ غسل صحت کر چکے ہین مان کے پاس
بیٹھے ہین جسوقت حال سکندر کی تباہی کا سنا آسمان پری سے عرض کیا کہ آپنے مجاور بھائی صاحب
یعنے علم شاہ رومی کی روح سے شرمندہ کیا افسوس کہ وہ بچہ خدا جانے کہان گیا اور دل مین
کیا کہتا ہوگا غرضکہ جب دوسرا روز ہوا آسمان پری نے جندک بن نندک کو اوسکے باپ کا
عہدہ سپرد کیا اور کہا کہ جا کر سکندر رستم خو کو اٹھا لا عبدالرحمن جنی نے پتہ اسکو بتلا دیا اب
جندک بن نندک یہان سے جاتا ہے دیکھیے کب ملاقات شاہزادہ سے ہوتی ہے
لیکن اب کچھ حال شہر نقش نگار تحریر ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز سکندر
رستم خو نے شاہ قلندر کوہ نشین سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس شہر کی سیر کرون شاہ جی نے
کہا اختیار ہے حضور کو لیکن یہ مقام اور ہے پردۂ دنیا نہین ہے ذرا تحمل مزاجی کو کام فرمائیگا فرمایا
تم بہت نصیحت کرنے والے کون ہو کیا مین نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتا مگر جو کوئی خود چھیڑ چھاڑ کریگا
تو سزا پائیگا ہان مین اپنی طرف سے چھیڑ نہ نکالونگا یہ فرما کر اوٹھ کھڑے ہو گئے فقیر نے ایک
بالکے کو ساتھ کر دیا کہ ہمراہ جا کر سیر کرا لا بالکا فقیر کا اسکے ساتھ ہوا راہ مین اوسنے کہا کہ مین شہر مین جا کر
روزی کی فکر کرونگا آپ سیر کیجیے گا اگر واپس آنیکو جی چاہے مجھے ڈھونڈھ لیجیے گا فرمایا کہ میرے
ساتھ آیا ہے تو چپکا چلنا کسی سے سوال نہ کرنا جو قسمت کا ہے خدا ہمین دلوا دیگا اگر اسکے
خلاف کیا تو ایک چپت دونگا کہ سر گردن کے اندر دھس جائیگا نہ میرے ساتھ سے الگ ہونا
ہان دور دور رہنا یہ نہ معلوم ہو کہ فقیر انکے ساتھ ہے لڑکا یہ سنکر گھبرا گیا ان تیورون سے
کہا تھا کہ وہ سمجھا کہ مار ہی بیٹھے عرض کی جیسا ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائیگا یہ کہکر ایک بیس قدم
آگے بڑھ گیا اور دور دور چلا اسواسطے کہ سکندر راہ سے ناواقف تھے جاتے جاتے
داخل شہر ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے بادشاہ اس ملک کا اخضران پریزاد
بھائی خضران پریزاد کا ہے جو کہ نانا سہراب ثانی کے ہین بادشاہ یزدان پرست و موحد ہے

رعایا بھی نہایت نیک مزاج خلیق ہے شہر آباد تھا رعیت شاد تھی ہر طرف چہل پہل تھی
مورد فکر و غم نہ تھا کوئی ٭ جز غم دل الم نہ تھا کوئی ٭ اب سکندر رستم خو ہر طرف کی سیر کرتے چلے جاتے
ہیں چند قدم آگے بالکا فقیر کا ساتھ ہے جسطرف وہ مڑتا ہے اوسیطرف یہ بھی جاتے
ہیں مکانات نہایت بلند و وسیع لیکن نئی ساخت کے ہیں دوکاندار نہایت سلیقہ شعار ہیں
لیکن اشیاء نادر رکھے ہیں جو پردہ دنیا پر کبھی نہ دیکھے تھے لوگوں کا لباس بھی عجیب وضع کا ہے
لیکن ہر طرف کٹورہ کو نک رہا ہے یہ جاتے تھے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک مرد زبردست
سپاہی وضع چہرہ پر اسکے رعب افسری تمغہ شاہی کلاہ میں لگا ہوا ہے سکندر رستم خو اوسکی طرف
بغور دیکھنے لگے اور اوسکی نظر سکندر پر پڑی وہ بھی نہایت محبت کی نظر سے دیکھنے لگا کیا جوان
رعنا ہے اور مرد سپاہی معلوم ہوتا ہے اس سے ملاقات پیدا کرنا چاہیے اتفاقاً کچھ لوگ
بدمعاش شہر کے سیر کرتے چلے آتے تھے ایک چپت فقیر کے بالکے کو لگادی فقیر کے بالکے نے
اوسے سخت و سست کہا اوسنے پلٹ کر اس زور سے تھپڑ مارا کہ یہ گر کر فریاد کرنے لگا
بس یہ دیکھتے ہی سکندر کو تاب نہ رہی اور اوس بدمعاش سے کہا کہ تیری کیا خطا کی تھی جو تو نے
اسکو مارا تو نہیں جانتا کہ یہ ہمارے ساتھ ہے اوسنے کہا خوب کیا مارا اور مارینگے آپ کوئی
قاضی ہیں یا شہر کے کوتوال ہیں فرمایا کہ بھلا اب اوسے چھو کر تو دیکھ سکے اگر ہاتھ نہ توڑ ڈالے
تو کچھ کام ہی نہیں کیا یہ سنتے ہی وہ گستاخ فقیر کے بالکے کیطرف بڑھا اور چاہتا تھا کہ ایک چپت
اور رسید کرے اور انکی طرف دیکھکر کہا کہ اگر کچھ دم ہے تو سمجھ لو دیکھو ہم اسکو پھر مارتے ہیں
یہ سنتے ہی مثل شیر کے جا پڑے اور کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا ہاتھ شانے سے اوکھڑ آیا اور وہ
بدمعاش زمین پر پچھاڑ کھانے لگا ساتھ والے اوسکے لپٹنے لگے سکندر نے جسے گھونسا ماردیا
وہ وہیں رہ گیا باقی بھاگ کھڑے ہوئے بعد اوسکے فقیر کے بالکے سے کہا کہ اسے بڑا بودا
ہے یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں تیرے کٹوانے کے قابل ہیں تو جسکے ساتھ ہو اوسے بھی
ذلیل کرواتے لیکن وہ افسر جو ایک دوکان پر بیٹھا تھا یہ رنگ دیکھکر قریب سکندر کے آیا اور کہا
اے جوان کیا اسم گرامی رکھتا ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ ہم پردہ دنیا کے
رہنے والے ہیں اور نام ہمارا صفدر شیر دل ہے پوچھا یہاں کیونکر آنا ہوا فرمایا اس سے تمکو کیا
بحث ہے اوسنے کہا کہ مسافر ہے سبب پوچھا ہی جاتا ہے اچھا آپ فروکش کس مقام پر ہیں فرمایا کہ
شاہ قلندر کوہ نشین کا مہمان ہوں یہ سنکر اوسنے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ مرشد کے مہمان ہیں
تو بادشاہ کے مہمان ہوئے آپکی تعظیم و تواضع ہم سب پر واجب ہے اگر تکلیف نہ ہو تو تھوڑی دیر کے
واسطے فقیر خانہ پر بھی تشریف لیچلیے اور اس خاکسار کو بھی سرفراز فرمایئے جی تو چاہتا تھا کہ آپ
جبتک اس ملک میں رہیں میرے ہی مہمان رہیے فرمایا آپ ایک کے تو مہمان ہو چکے
ہاں اگر فقیر سے اجازت لے آؤ ہم تمہارے ہی مہمان ہو جاینگے چونکہ یہ سردار بہادر و دوست
ہے جرات سکندر کی دیکھکر عاشق ہوگیا اور سکندر اسکے حسن خلق کو دیکھکر پوچھنے لگا
کہ تمہارا کیا نام ہے اور بادشاہ سے کس قسم کا توسل رکھتے ہو اوسنے کہا کہ مجھکو
توحید سربلند کہتے ہیں میں سپہ سالار ہوں ملک الخضران شاہ بہرام کا غرض کہ توحید سربلند
سکندر رستم خو کو اپنے مکان پر لایا اور کچھ اشرفیاں پیش کیں سکندر نے کہا کہ یہ کیسی محتاج کو

اسکی ضرورت نہین ہے اسنے عرض کی کہ ہمارے شہر کا دستور ہی یہ ہے کہ اگر کوئی
شاہ و شہریار بھی اس ملک مین آجاتا ہے تو جس سے پہلے ملاقات ہوتی ہے وہ کچھ
پیش ضرور کرتا ہے اور وہ اوسے لے لیتا ہے یا کسی کو دلوا دیتا ہے ہر ملک اور ہر شہر
مثل مشہور ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس لہذا اسے رد نہ فرمائیے اس دینے کا احسان
آپ پر نہین ہو سکتا رسم و رواج کے ادا کرنے کا احسان اپنی ہی ذات پر ہوتا ہے یہ سنکر
سکندر نے فرمایا کہ اسکو دیدو اور فقیر کے بالکے کی طرف اشارہ کیا توحید سربلند نے
وہ پانچون اشرفیان فقیر کو دیدین کچھ دیر یہان بیٹھے حالات و رسوم شہر کے پوچھا کئے
بادشاہ کا حال پوچھا بعد اسکے توحید سے رخصت ہوکر اوسیطرح شہر کو دیکھتے بھالتے شاہ قلندر
کوہ نشین کے پاس آئے فقیر نے بالکے سے پوچھا کہ کچھ جھگڑا فساد تو کسی سے نہین ہوا
اوسنے سارا واقعہ بدمعاشون کا اور ملاقات ہونا توحید سربلند سے اور اشرفیان ملنا سب
بیان کیا اور اشرفیان نکالکر تین فقیر کو دین اور دو چھپا رکھین سکندر نے یہ دیکھکر اپنا منھ
ادھر سے پھیرا اور مسکرانے لگے لیکن کچھ کہا سنا نہین وہان توحید سربلند جو بادشاہ کی
خدمت مین پہونچا تمام حال غضنفر شیر دل کا بیان کیا کہ ایسا جوان خوشرو اور بہادر ہے کہ دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہے باوصفیکہ سن و سال بہت ہی کم معلوم ہوتا ہے اور مذہب اسلام رکھتا ہے جو
ہمارے دین سے موافق ہے وہ بھی خدا پرست ہم بھی خدا پرست ہین اسکے بعد وہ کچھ اور بھی
کہتے ہین جسے ہم نہین جانتے یعنی درجہ نبوت بھی داخل ایمان ہے بادشاہ نے کہا
کہ وہ کہان مقیم ہے توحید سربلند نے عرض کی کہ شاہ صاحب کا مہمان ہے ہرچند مین نے
اصرار کیا کہ میری مہمانی قبول کرو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر شاہ صاحب اجازت دینگے تو
البتہ ہو سکتا ہے بادشاہ نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور چوبدار روانہ کیا چوبدار احکام شاہی لیکر
شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آیا اور عرض کی کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ غضنفر شیر دل کو
ہمارے پاس بھیجدیجئے اور اب وہ ہمارا مہمان ہے اپنی مہمانداری کو ختم کیجئے شاہ قلندر نے
یہ سنکر سکندر کیطرف دیکھا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے لیکن اس خادم کو بھی کبھی
کبھی یاد کر لیا کیجئے گا سکندر نے کہا کہ اگر تم بادشاہ کے پاو سے اجازت دیتے ہو
تو مین ہرگز نجاونگا اور اگر بخوشی اجازت دیتے ہو تو خدا حافظ فقیر نے عرض کیا کہ مین جانتا ہون
کہ آپ بادشاہ کو بادشاہ ماننے والے نہین ہین مگر اسے شہریار اسوقت مناسب یہی معلوم
ہوتا ہے اور مین بخوشی اجازت دیتا ہون فرمایا خیر اور یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے
ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کونسا طریقہ بلانیکا ہے کیا مین نوکر ہون بادشاہ کا چوبدار سے
کہا کہ جبتک کوئی معزز لینے کو نہ آئیگا اور سواری نہ آئیگی اوسوقت تک ہرگز نجاونگا
شاید بادشاہ تمھارا اچھی طرح سمجھے واقف نہین ہے یہ کچھ ایسے تیور دکھلائے
کہ چوبدار تو پیچھے ہٹا اور قلندر کی روح نکل گئی کہ دیکھئے یہ ترنگ اب کس لڑکے کی
کیا کرتی ہے چوبدار واپس گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت وہ شخص کہتا ہے
کہ جب تک کوئی ارکین سلطنت سے میرے استقبال کو نہ آئے گا مین ہرگز
نجاونگا بادشاہ نے توحید سربلند سے پوچھا کہ یہ کوئی شاہزادہ امیرزادہ ہے

اسنے عرض کی کہ حضور یہ تو مجھے معلوم نہین کہ وہ کس خاندان سے ہے لیکن چہرہ پر
جلالت شاہانہ و رعب خسروانہ ضرور ہے جو اُسکی عالی نسبی پر دلالت کرتا ہے بادشاہ
نے وزیر دانشمند خرد افروز سے کہا کہ ایک مرکب تیز رفتار اور ایک پالکی لیجا جس سواری
کو وہ پسند کرے اوسپر سوار کرکے لے آؤ وزیر نے عرض کی کہ بہت خوب
اور اوسیوقت اصطبل شاہی سے ایک مرکب پرستانی نہایت خوشرو و ساز و یراق سے
آراستہ کرکے منگوایا اور ایک پالکی مین آپ سوار ہوا دوسری پالکی ساتھ لی اور درہ
کوہ کی جانب جہان کہ سکندر رستم خو فقیر کے مہمان تھے روانہ ہوا وہان فقیر جو بدر کے
جانے کے بعد دل مین ڈر رہا تھا کہ ایسا نہو بادشاہ برہم ہو جائے خدا ہی خیر کرے دیکھئے
اس لڑکے کا مزاج کیا کرتا ہے لیکن سکندر رستم خو کو کوئی پروا نہین تھی کہ اسنے مین دور سے
جلوس دکھائی دیا اور وزیر خرد افروز دکھائی دیا فقیر نے دل مین کہا کہ یہ بڑا صاحب اقبال
معلوم ہوتا ہے غرضکہ جب قریب درہ کے پہونچا سواری اوتری جب یہ دیکھا تو سکندر نے
بھی چند قدم بڑھکر وزیر خرد افروز کا استقبال کیا وزیر نے فقیر کے ہاتھ چومے اور
سکندر سے کہا کہ مین حاضر ہون سواریان موجود ہین اگر آرام کی خواہش ہو تو پالکی موجود ہے
اور مرکب پرستانی بھی ہمراہ ہے فرمایا کہ چار کے کاندھے پر سوار ہونا یہ تو مُردون کی سواری
ہے مرکب البتہ ہاتھ پاؤن والون کی سواری ہے وزیر نے دل مین کہا کہ اسنے سچ ہے مجھے
مُردہ بنایا مگر خاموش رہا وہ رعب سکندر کا تھا کہ مجال نہ تھی کہ کوئی جواب دیسکتا
غرضکہ سکندر رستم خو اسپ تیز رفتار و سبک عنان پر سوار ہوکر ہمراہ وزیر خرد افروز کے
روانہ ہوئے اور طے قطع راہ دربار مین پہونچ بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے جواب سلام دیا
اور ایک دنگل جواہر نگار اسکے واسطے بچھوا رکھا تھا اوسپر بیٹھنے کو جگہ دی تو جمشید سر بلند نے
مجرا کیا اوسکو بھی جواب سلام دیا بادشاہ نے نام پوچھا سکندر نے کہا کہ نام میرا صفدر شیردل ہے
بادشاہ نے فرمایا اے صفدر شیردل آپ کس خاندان سے ہین فرمایا کہ سب بنی آدم ہین
کون ایسا بشر ہے جو اولاد ابوالبشر سے باہر ہے بادشاہ نے کہا کس ملک مین مسکن و ماوا
تھا اور کس مقام پر سلطنت تھی جواب دیا کہ اول تو آپ لوگ ممالک دنیا کے نامون سے
آگاہ نہین جو مین بیان کرون اسکے علاوہ جسطرف تلوار اُٹھا کر جا نکلے وہی ملک اپنا ہے
لیکن ہم لوگون کو ہوس سلطنت یا شہریاری نہین ہے ہم تاج بخش ہین یہ سنکر بادشاہ نے
گردن نیچی کرلی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ ارادہ کسطرف جانے کا تھا اور یہان کیونکر آنا ہوا
سکندر نے کہا کہ ارادہ گلستان ارم کا ہے اور اسطرف بسبب راہ گم کرنے کے
نکل آیا مرکب میرا رستے مین مر گیا بادشاہ نے کہا کہ چند روز یہین قیام کیجئے اور سیر
اس ملک کی کیجئے بعد اسکے جب مزاج مین آئے چلے جائیگا فرمایا خیر دیکھا جائے گا
غرضکہ بادشاہ نے ایک قصر عالی اُنکے رہنے کو مرحمت فرمایا اور کچھ خادم کنیزین خدمت کے
واسطے بھیجدین سکندر رستم خو وہان رہنے لگے ایک روز کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ
ہے اور ارکین دولت جمع ہین تو جمشید سر بلند بھی اپنے دنگل سالاری پر بیٹھا ہے اور
صفدر شیردل بھی اپنے دنگل پر متصل بادشاہ فروکش ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جہانپناہ

سلامت اقبال افزون دشمن پائمال اک سوداگر مالک بغیر کا حاضر ہے اور عرض کرتا ہے کہ
میرے پاس گھوڑے نہایت عمدہ عمدہ ہین اور ایک مرکب تو ایسا ہے کہ مثل و نظیر اوسکا
نہین ہے فرمایا کہ اچھا بلالو وہ سوداگر حاضر ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور وہی باتین کہین جو چوبدار
نے آکر عرض کی تہین یہ سنکر بادشاہ کو اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا جاکر گھوڑون کو لے آؤ
اوسنے عرض کیا کہ گھوڑے میرے ساتھ ہین لیکن جو گھوڑا لائق حضور کے ہے وہ یہان
نہین آسکتا بیرون شہر ہے اسلیئے کہ وہ زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے اور کسی کو سواری نہین دیتا
یہ عیب بھی اوسمین ضرور ہے اگر کوئی شہسوار حضور کے یہان ہو اور وہ اوس مرکب کو
درست کر دے تو پھر وہ قاف مین دوسرا مرکب اوسکے مقابلہ مین نہ نکلیگا یہ سنکر بادشاہ نے
کہا کہ دیکھا جائیگا تم وہ مرکب دکھاؤ تو سہی سوداگر نے عرض کی کہ حضور سوار ہون بادشاہ نے
صفدر شیر دل سے کہا کہ چلو گے تمہین بھی کچھ دخل ہے صفدر شیر دل نے عرض کی
کہ مجھے اور تو کچھ بھی دخل نہین ہے لیکن اگر ارشاد ہو تو ہڈیان پسلیان اوس مرکب کی توڑ کے
رکھدون اور بکری بنادون سوداگر ہنسا اور کہا کہ آپکا یہ سن و سال اور یہ قد و قامت اور ایسے
دیکھے ہوئے مرکب سے یہ دعوے بس یہ سننا تھا کہ صفدر شیر دل کو غصہ آگیا اور کہا
کہ چلو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے سوداگر نے عرض کی کہ اگر آپ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر
اوسکو رام کرلین تو گھوڑا بغیر قیمت نذر کرتا ہون سکندر نے کہا مجھے منظور ہے غرضکہ بادشاہ
سوار ہوئے سوداگر اور صفدر شیر دل اور بعض دیگر ارکین سلطنت کو ساتھ لیکر چلے
جاتے جاتے بیرون شہر پہونچے ایک سرا مین وہ گھوڑا ایک شامیانہ کے نیچے
بندھا ہوا تھا پاؤن مین اگاڑی پچھاڑی کے مقام پر زنجیرین بندھی ہوئی تھین بڑے قد و قامت کا
مرکب ہے رنگ مشکی کنوتیان کھڑی کیئے ہوئے آنکھین سرخ یہ دیکھکر صفدر شیر دل نے
کہا کہ مرکب بیشک اچھا ہے بادشاہ اور توحید سر بلند وغیرہ سب نے تعریف کی مگر
ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ بڑا خونخوار مرکب ہے اسکا درست ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے
اور سوداگر نے صفدر شیر دل کیطرف دیکھکر کہا کہ لیجیئے مرکب حاضر ہے سوار ہو جیئے
یہ سنکر صفدر شیر دل نے دامن گردانے اور کہا کہ زنجیرین اسکی کھلوادو بادشاہ نے
منع کیا اور کہا کہ یہ مقام جرات نہین ہے کیون جہالت کرتے ہو صفدر شیر دل نے کہا
لاقول مردان جاندار دمین ضرور اس گھوڑے کو درست کرونگا ورنہ یہ سوداگر طعنہ زن
ہوگا سوداگر نے کہا کہ مین طعنہ زنی سے باز آیا ہے مجھے آپکی جان لینا منظور نہین ہے لہذا
آپ معاف فرمائین صفدر شیر دل نے کہا کہ اگر تم باز آئے نہ بھی ہو گے تو دل تمہارا کہے گا
مین سوار ضرور ہونگا یہ فرماکر قریب مرکب کے گئے اور اپنے ہاتھ سے کاٹھی چڑھا کر
تنگ مرضی کے موافق تنگ کیا لگام منھ مین دی اور جست کر کے پشت پر گئے سوداگر
سے کہا زنجیرین کھلوادو سوداگر نے عرض کی کہ آپ واقع مین اسم با مسمی ہین شیر دل ہونے
مین شک نہین دوسرے کی اتنی مجال بھی تھی کہ اسپر زین کسکر لگام منھ مین دیدیتا آپ براے خدا
اپنے سن و سال پر رحم فرماکر مرکب سے اوتر آئیے مین ہارا اور آپ جیتے صفدر شیر دل نے کہا کہ
مجھکو کیا وہ کر کے دکھانا ہے تم زنجیرین کھلوادو تو کھلوادو ورنہ ہم آپ کھول لینگے سوداگر نے بادشاہ سے عرض کی

کو دیکھے حضور مین منع کر رہا ہون مگر یہ سماعت نہین کرتے اب مین ذمہ وار نہین لیکن صفدر شیر دل
گھوڑے سے کود پڑا اگاڑی پچھاڑی اپنے ہاتھ سے کھولدی اور گلے کی زنجیر پشت مرکب پر
پہونچکر کھولی بس مرکب کا کھلنا تھا کہ اوسنے کنوتیان بدلین آنکھین غصے سے اوبل پڑین الف
ہونے لگا بس صفدر شیر دل نے منھ پر چابک مارا اور راہو نہین بسم اللہ کہکر لیکر چلا بادشاہ نے
کہا کہ بڑا منچلا ہے یہ لڑکا لیکن اسکا غصہ اسکا دشمن ہے توحید سر بلند نے عرض کی کہ حضور مین تو
اسلیے ڈر گیا اوس سے ڈرنا چاہیے جو کسی سے نہ ڈرے یہ موت سے بھی نہین ڈرتا تو کسسے
ڈریگا لیکن صفدر شیر دل گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اسقدر دور نکل گئے کہ سوا ایک
بگولہ گرد کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد ایک ساعت کے وہ گرد بھی نظر سے غائب ہو گئی
بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا صفدر شیر دل کو لیکر کسی خندق یا چاہ مین جا پڑا
لوگون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ لوگ تلاش مین چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد پیدا ہوئی
اور آن واحد مین دیکھا کہ صفدر شیر دل مرکب کو رانون مین دابے ہوئے چلے آتے ہین
اب سامنے آکر چار و طرف اس قابو سے پھیرنا شروع کیا کہ یہ معلوم ہوا کہ برسون سے
سواری مین ہے اور نہایت شائستہ ہے یہ دیکھکر توحید سر بلند اور دیگر سرداران فوج
وارکین سلطنت نے مع بادشاہ نہایت تعریف کی اور سوداگر کا رنگ زرد ہو گیا لیکن
کہتا ہے کہ یہ لڑکا تو بلا کا شہسوار نکلا اور مین شرط اس سے ہارا گھوڑا مفت ہاتھ سے جاتا رہا
کچھ نفع کے اس تجارت سے نقصان اوٹھایا بادشاہ نے سوداگر سے کہا کہ اب کیا
کہتے ہو اسنے عرض کی کہ بیشک یہ سچ ہے اور مین شرط ہارا گھوڑا حاضر ہے لیکن صفدر شیر دل نے
مرکب سے اوترکر بادشاہ سے کہا کہ ہر چند یہ شرط ہارا مگر قیمت اسکو دلوا دیجیے غریب
آدمی ہے حضور کو دعائین دیتا چلا جائیگا بادشاہ اس بات سے انکی اور بھی خوش ہوا
قیمت سوداگر کو دلوا دی اور گھوڑا صفدر شیر دل کو دیدیا کہ یہ لائق تمھارے ہی سواری کے
ہے دوسرے کو سواری نہ دیگا اب یہ ہمراہ بادشاہ کے واپس آئے اور رہنے سہنے لگے
ایک روز بادشاہ سے عرض کی کہ میرا دل گھبرایا کرتا ہے مین سیر و شکار کا بہت عادی
ہون اگر اجازت ہو تو صحرا مین جا کر شکار کھیل آیا کرون فرمایا کہ تمکو تمام ممالک مین میرے
اختیار ہے جہان چاہے شکار کھیلو یہ سلام کرکے رخصت ہوئے اور تیر کمان ہاتھ مین لیے
ادہم مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے شام تک شکار کھیلا کئی ہرن مار کر لائے
اور بادشاہ کے واسطے بھیجدیے اور ایک آہو اپنے دوست توحید سر بلند کو بھیجا
توحید بھی بہت خوش ہوا اب یہ ورد ہو گیا کہ روز یہ شکار کو جایا کرتے ہین اور جو کچھ شکار ملتا
ہے وہ بادشاہ کے واسطے بھیجدیتے ہین اور زیادہ ملتا ہے تو اور ارکین دولت وزیر و سپہ سالار
وغیرہ سب کو تقسیم کیا کرتے ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ یہ تلاش آہو مین جا رہے ہین کہ دیکھا
سامنے سے ایک ہرن بھاگا چلا آتا ہے بس یہ ہون جو تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارتے
ہین تو قلب پر اسکے پڑا اور آہو اچھل کر گر پڑا یہ جلدی سے اوترے اور آہو کو ذبح کیا لیکن
اب جو خیال کرتے ہین تو ہرن تیر خوردہ ہے ایک اوچھا سا زخم اسکے پشت پر ہے یہ دیکھکر نہایت
افسوس کیا کہ نہ معلوم یہ کسکا صید تھا مین نے ناحق سے شکار کیا یہ اسی افسوس مین تھے کہ دیکھا

سامنے سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا دلمین سوچے کہ عجب نہین ہے
جو یہ آہو اسی کا صید ہو لیکن اوس نقابدار نے جو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور آہو ذبح کیا ہوا
پڑا ہے اسے نہایت غصہ آیا اور کہا اے شخص اس سے بھیک مانگا کر شکار نہ کھیلا کر کوئی
نکوئی بندہ خدا ترس کھاکر دیدیا کریگا تیرا مطلب ہو جایگا یہ کھڑے ہو گئے اور اوس سے عذر
کرنے لگے اوس نقابدار کو اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ بس اسکی سزا یہ ہے
کہ اس آہو کو اپنی پشت پر لادو اور لیئے ہوئے میرے سامنے سے چلا جا صفدر شیردل
بھلا ایسی گفتگو کی کب عادی ہے نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین بھی صید کیا تھا تو اب صید کیا
دیکھون تو تو میرا کیا کر لیتا ہے ہمتو عذر کرتے ہین مگر تو مانتا ہی نہین بڑا کج فہم ہے یہ کہتے
ہوئے پشت مرکب پر ہو بیٹھے نقابدار سفید پوش نے کہا کہ گردن نہین نیچی کرتا اور زبان
لڑاتا ہے شرط کہ زبان تیری کاٹ ڈالون صفدر شیردل نے آواز دی کہ مجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ کچھ نکرنا بس یہ سنتے ہی نقابدار نے نیچہ کر سے کھینچکر
حملہ کیا شیر دل نے اسکا سکندر نے چپ سے بند دست اسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
کمر زنجیر کا بند پکڑ کر سن سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائین
کہ یکایک بند نقاب ٹوٹا اور اک روشنی ہوئی نگاہ جو پڑی بے ہوش اوڑ گئے یہ معلوم ہوا کہ
ابر ہٹگیا اور چاند نکل آیا دیکھا کہ مرد نہین بلکہ اک لڑکی تیرہ چودہ برس کی آفت ہوش بلائے جان
ہے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے ہاتھ مین رعشہ ہوا دل بیقابو ہو گیا بے اختیار نقابدار ہاتھ سے
چھوٹ گیا بس نقابدار نے جو رہائی پائی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا کیطرف روانہ ہو گیا
صفدر شیردل دل پکڑ کر رہگئے جب نقابدار دور نکل گیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہائے یہ ظالم دل تو
لیئے جاتا ہے اور پتہ اسکا معلوم نہین انجام مین رونا پڑیگا اور کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے جلد سے
مرکب کو جولان کیا اب جو دیکھتے ہین تو گرد کا بھی پتہ نہین کچھ دور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے گئے
لیکن آگے بڑھکر ریگ ملی کہ نشان سم کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا شام کو مجبور ہو نا چار وہان سے پلٹے
گھر تک آنا دشوار ہو گیا صید بھی وہین چھوٹا خود شکار تیر محبت ہو گئے اوس آہو چشم نے اپنا
سودائی و وحشی بنا دیا چوکڑی بھول گئے سارے ہاتھ پاؤن جاتے رہے آہین کرتے ہوئے
مکان پر آئے بادشاہ کے یہان بھی نہین گئے قصد کیا کہ پھر تلاش جاؤن لیکن ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ ابتک ڈھونڈا تو کیا پایا اور اب ڈھونڈونگے تو کیا پاؤگے جسکا نشان نہین معلوم
اوسکا پتہ کیونکر ملے خادم نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے فرمایا ہمین بھوک نہین ہے
اسوقت کچھ نہ کھا ئینگے اور مسہری پر لیٹ رہے تصور ملکہ کا بندھا ہوا ہے ایک تصویر ہے
کہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے دل سے کہتے ہین کہ ارے تو نے اوسوقت ایسا
بیکار کر دیا تھا کہ مجھے یہ خیال نہوا کہ اگر یہ چلا جائیگا تو کیونکر اسکا پتا ملیگا ہائے کاش
مین بھی ساتھ ہی چلا جاتا اور خطا اوس سے معاف کراتا کہ مین نے اوسکے آہو
کو صید کیا وہ نہایت رنجیدہ ہوا ہو گا اور یقین ہے کہ اب اسطرف کبھی نہ آئیگا
کیونکہ زیر ہو کر گیا ہے افسوس کہ کسی امید سے پر آنے کی امید نہین بستر پہ
کروٹین لے رہے ہین مگر چین نہین آتی کسی پہلو چین نہین پڑتا کبھی وہ اشعار عشق آمیز

زبان پر جاری ہوتے ہین کہ جنکے مطلب اپنے حال زار کے موافق ہین

غزل

دوست بنکر دیگا دھوکا دشمن جانی سے مجھے
وصل کی اطمینان سے ہے کیا پریشانی مجھے

جب کہا دستے کی الفت مین حیرانی سے مجھے
بول اُٹھی چشم تماشا دی پریشانی سے مجھے

جستجو دل کی رہے یا ہو تلاش دلربا
ہے محبت مین بہر صورت پریشانی مجھے

اے دل اُس حالت مین فکر رازپوشی ہے عبث
جبکہ آئینہ بنا دے میری حیرانی مجھے

مست آنکھوں نے تری اُس رو لگی ہین کہتک بچاؤن
جسنے بیخود ہوکے سونپی ہو نگہبانی مجھے

بجلی جلنے سے ترے دست ہوس ہوگا جو راز
داغ بدنامی نہ دے یہ پاک دامانی مجھے

جستجو کرنے نہ دیگا گم شدہ دل کی کبھی
او دغا پیشہ یہ انداز پریشانی مجھے

اے دل اظہار وفا پر آزمایش اُسنے کی
دیکھوں کیا کیا زحمتین دیتی ہے تیری نادانی مجھے

عشق کا آزاد کردہ کب ہے پابند رسوم
شرم رسوائی نہ اب ہے ننگ عریانی مجھے

آہ سوزان کا برا ہو ہے عجب الٹا اثر
پھونکے دیتی ہے یہ میری آتش افشانی مجھے

خنجر قاتل گلے مل لے تو لے جان اے اجل
دوست رکھتا ہے بہت اک دشمن جانی مجھے

جستجو اُسکی ہے جسکا کہین کوئی پتا
ٹھوکرین کھلوائیگی یہ میری نادانی مجھے

سر اجا وہ بیخودی ہے میری منزل گمرہی
پاس کیا تہذیب کا ہے کیا غول بیابانی مجھے

لب نہ آ اظہار شوق قتل سے اتنا خیال
کشمکش مین ڈالدیگی یہ گرانجانی مجھے

خودکشی سے ہے وہ بہتر گلا کاٹو اگر
ورنہ کیا آتی نہین ہے مشکل آسانی مجھے

خونے ہمدردی نے آئینہ بنایا ہے مجھے
دیکھ لا حیران جسکو ہو پریشانی مجھے

آرزو یہ ہے قدر افزائی اہل ہنر
ورنہ کب مرغوب ہے اپنی غزلخوانی مجھے

اسیطرح مختلف اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین آنکھوں سے آنسو جاری ہین اسی عالم مین شب گذاری صبح ہوئی نماز صبح پڑھی کہ فرض ادا کرلیا لیکن طبیعت تو اور ہی طرف رجوع ہے قلب قابو مین نہین ہے وظیفہ نام محبوب ہے غرضکہ جلدی سے منہ ہاتھ دھوکر فراغت کی اور پشت مرکب پر بیٹھکر پھر اسی صحرا کیطرف روانہ ہوئے کہ شاید پھر وہ محبوب دلنواز شکار کھیلتا ہوا اسطرف نکل آئے تمام دن تباہ رہے مگر ادھر کون آتا ہے شام کو پھر واپس آئے کس صورت سے کہ چہرہ زرد دل مین درد لب خشک آنکھ تر آج بھی دربار مین نگئے اخضران شاہ نے دو تین بار چوبدار کو مزاج پرسی کیواسطے بھیجا ہر مرتبہ کہلا بھیجا کہ سر مین درد ہے لائق اسکے نہین ہون کہ حاضر ہون انشاء اللہ بشرط صحت کل حاضر ہونگا لیکن دوسرے روز بھی جاتا کون ہے نوکری تو اقبال پارگی کر لی ہے ملازمت عشق سے فرصت ہو تو بادشاہ کا دربار کرین دن بھر صحرائی نہاک چھانتے ہین رات کو آکر پڑ رہتے ہین اخفائے راز مین جو جو مشکلین پیش آتی ہین اُنھین دل ہی جانتا ہے مگر رنگ رخ کی غمازی اور بھی محنت ضبط کو رائگان کرتی ہے آنکھوں کے حلقے چغلی کھاتے ہین نگاہون کی پریشانی جستجوئے یار جانی کا حال بتاتی ہے اسی طرح جب دو ایک روز گزرے بادشاہ براے عیادت آیا تو حسب معمول بھی ہمراہ تھا دیکھا تو عجیب ہی حالت ہے ملک اخضران پریزاد چونکہ مرد جہان دیدہ ہے سمجھ گیا کہ یہ تیر عشق کا نشانہ ہوا ہے خاموش ہو رہا اور طبیب خاص کو براے علاج بھیجدیا لیکن بیخبر بادشاہ کو روز ملتی ہے کہ روز شکار کو ضرور جاتے ہین طبیب نے منع بھی کیا ہے کہ نقل و حرکت تب کیواسطے مضر ہے مگر وہ سماعت نہین کرتے ناغہ شکار پر جاتے ہین لیکن اب کچھ حال اُس نازنین مہر تمکین کا سنئے کہ جو نقابدار سفید پوشش بنی ہوئی

صحرا مین نکل آئی تھی یہ دختر ہے ملک اخضران شاہ کی اور ملکہ ماہ سیما اسکا نام ہے باغ اسکا شہر سے علیحدہ ہے اور یہ وہان رہتی ہے آٹھوین روز باپ کے سلام کو شہر مین آتی ہے اور شوق صید افگنی اسے بچپن سے ہے حسب عادت یہ آہو کا پیچھا کرتے ہوئے اسطرف بھی نکل آئی تھی یہان صفدر شیردل سے شیر ہرن کے بابت جھگڑا ہوا اور بند نقاب اسکا ٹوٹا تھا اوسوقت تو بسبب شرم کے یہ چلی گئی تھی لیکن اسنے بھی جب سے صفدر شیردل کو دیکھا ہے طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی ہے دل بے اختیاری کرتا ہے اکثر بیٹھے بیٹھے اوجھن ہوتی ہے تو کسی شغل مین جی نہین بہلتا لیکن شرم و حیا اور خوف رسوائی نے لب پر مہر سکوت لگادی ہے پانو مین بیڑیان ڈالدی ہین اکثر قصد کیا کہ سیر و شکار سے دل بہلاؤن لیکن اس خیال نے باز رکھا کہ مبادا کبھی کسی مقام پر اوسی ظالم کا سامنا ہو جائے اور بے اختیاری بڑھ جائے تو داغ بدنامی سے دامن نہ بچ سکیگا اور پاکدامنی آوارگی سے مبدل ہو جائیگی ماں باپ بلکہ سارے خاندان کی عزت خاک مین ملجائیگی ایسی لڑکی کا مرجانا بہتر جو خاندان کا نام بد کرے اور بزرگون کے آبرو کی امانت داغدار کرکے خیانت کرے خداوندا مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہے اسلیے کہ نہ تو بغیر اوسکے مین زندہ رہنا پسند کرتی ہون اور نہ اپنے خاندان کا نام ڈبونا چاہتی ہون علاوہ اسکے مین شاہزادی اور نہین معلوم وہ کون شخص ہے یقین ہے کہ رہنا پایا ہے ہو گا لوگ سنینگے تو کیا کہینگے اور یہی کہینگے کہ اگر کیا تھا تو اپنا ہمسر دیکھکر کیا ہوتا ایک ادنے شخص کے ساتھ اپنی مٹی خراب کی حالانکہ مین نے بہ امعان نظر سے اوسکو دیکھا تھا لیکن خیر یہ تو نہین معلوم ہوتا کہ کوئی معمولی شخص ہے اسلیے کہ چہرہ سے اوسکے شان شاہی و شہریاری پیدا ہے مگر وہ تو آوارہ ہے اور مین پردہ نشین یہ بھی میری آبرو کے خلاف ہے مگر یہ دل نادان تو کچھ سمجھتا ہی نہین بقول شاعر

اسے سمجھا ہی نہین دل عشق کی اپنی پری		اور ان فریبیا آمیز نظر دن سے نہ کیا کھاوتا

اسلیے تو نہ خیال عزت ہوتا ہے نہ پاس رسوائی ہر چند سمجھاتی ہون مگر یہ اپنی ہی کہے جاتا ہے اسکے لیے دل سے تو کاش نہ ہوتا شعر ہوتا ہے بہتر ارجمندون کو دیکھکر یہ ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل جب دو ایک روز مین پریشانی اسکی زیادہ ہوئی تو انیسون جلیسون مین سرگوشیان ہوئے لیکن کو دو ایک روز سے ملکہ کی طبیعت پلٹ گئی ہے اور کچھ وہ رنگ ہی نہین معلوم ہوتی پانو سے ہر وقت کی چہلین ہنسی مذاق شغل چوسر وغیرہ کا ہوا کرتا تھا یا ایسا تو ایسی آدم بیزار ہو رہی ہین کہ کبھی بات ہی نہین کرتین جنکی ہنسی رہتی ہین اگر ہملوگ نہالی سے کبھی چھیڑتے بھی ہین تو فرماتی ہین کہ بیہودہ پن سے سر مین درد ہے مجھے بک بک نہین اچھی معلوم ہوتی اکثر سو سکنے کے بہانے ہمکو لوگون کو ٹالدیتی ہین مگر ہمنے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رات رات بھر جاگا کرتی ہین ادھر ہم پاس سے اوٹھکر علیحدہ ہوئے ادھر وہ مسہری پر سے اوٹھ بیٹھین معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسرار ہو گیا ہے اکثر رنج کیا کہ جنگل سے جانور نکال اعتبار نہین انکا شکار نہ کیا سمجھے اسی پردہ مین آسیب نظر اکرتے ہین اور لوگونکو آزار پہونچاتے ہین مگر کسیکی سنتی ہین دن دن بھر شکار تھے سمجھے انکان رہتا ہین مردون کے شوق اختیار کیے ہین نہ معلوم خدا نے انکو عورت کے جامے مین کیون اوتارا خدا جانے کیا اسرار ہے

پہر نہ بڑھے کہ تم کہو جیسے وہ ہان ہان الگ
دشمن کو منھ لگایا ہے تمنے اسی سے کیا

شعر پر دو سننے والوں کو محبت سے ہے جس پر اگر
اک تمکو آپڑی ہے عداوت مجھ ہی سے کیا

چھپکر ہم اوسنے مثل حنا اس پا سے گرگئے
جو خوب ہیں چھپا ہوا اسے کوئی چھپیے سے کیا

پایا جو حکم مہندی لگانے کا غیر سے
ہم ہاتھ ملکے رہ گئے ہین بیکسی سے کیا

چھوٹے سے بھی تو وہ نہین آتے ہمارے گھر
ہوتی نہین کبھی غلطی آدمی سے کیا

یہ کیا کہ نام وصل سنا اور ہنس دیے
کہنا ہو جو وہ صاف کہو دل لگی سے کیا

تم پر نہین اثر نہو یہ خوف ہے ہمین
ہو ورنہ پہر رقیب تو اوسکی بدی سے کیا

اوس بیوفا سے ہمکو وفا کی نہین امید
پائیگا فایدہ کوئی ظرف تہی سے کیا

اوسکی طرح نہین ہے ستمگر ہر ایک حسین
اب بدگمان ہو حضرت دل تم سبہی سے کیا

راضی رہین وہ جیسے نہ سمجھین وفا شعار
مطلب ہے اپنے کام سے نام آوری سے کیا

چھوٹے نہین سماتا ہے پہلو مین اپنے دل
یہ تمنے کہدیا تھا بتا فقط ہنسی سے کیا

یاد اون کی دوستی مین نشین قیس آرزو
دانا جو خام ہے وہ اوگیگا زمین سے کیا

یہ غزل جو ایک نازک اندام نے درد آمیز سُر و لحن سے گائی دل ملکہ کا بھر آیا اکثر اشعار کو اپنے حال سے مطابق پایا کہا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوسنے دوسری غزل شروع کی ۔

غزل

جب کام دل نکال سکین التجا سے ہم
باز آئے عرض حال مین شرم و حیا سے ہم

کیونکر نباہین اوس بت نا آشنا سے ہم
جسکا یہ قول ہو نہین ڈرتے خدا سے ہم

کل کیا فریب دیکے گیا ہے ہمنشین بتا
مانا کہ آج اوسکو بلا لین دعا سے ہم

وہ بت کہے ملیگا تو کیا ہوگا کسکو صبر
محشر مین یہ سوال کرینگے خدا سے ہم

عہد وفا مین وہ بت کے کیا کیون معاملہ
ہین اس خراب حال مین اپنی خطا سے ہم

دل مانتا نہین شب وعدہ کسی طرح
ہر چند دو پہر سے ہین بہت جی بہلا سے ہم

مشتاق پہر اوسی کے ہین قابو مین کرکے دل
بیتاب ہو گئے تری قسمت جدا سے ہم

فرقت مین زہر کہا لیتے پہلے جو تھا ضرر
کر لیتے جان دینے کا شکوہ قضا سے ہم

کیا بس چلا جو اونکے دل پہ نہو آہ کا اثر
اڑتے ہین اسے جنون محبت ہوا سے ہم

کہنا یہ اونکا غیر کے کانے پہ رکہکے ہاتھ
دیکھو ادہر کہ ہوئے ہین کس ادا سے ہم

آجائے رحم تمکو بہلا اوس سے اس امید پر
ظلم و ستم اوٹھا رہے ہین انتہا سے ہم

تسکین سے کبھی دل کی تڑپ مین کمی نہین
تنگ آگئے ہین اس مرض لا دوا سے ہم

ہے آج پھر اوسی شب فرقت کا سامنا
دل مین کدورتین ہوئے تہے بہت جس لئے ہم

محشر مین اپنے حال مین سب اور ہین یہ فکر
سنتے اگر تو مانگ لین اونکو خدا سے ہم

ہے جسکے رونیکا میت پہ کیا سبب
کیا اب بھی جاگ اوٹھینگے تمھاری صدا سے ہم

انجام عشق مین وہی رسوائیان ہوئین
ڈرتے تھے جن خرابیونکو ابتدا سے ہم

پوچھو نہ یہ گذری ہے مر مر کے کسطرح
اب تک تو جی رہے ہین تمھاری دعا سے ہم

غیرت کی انتہا ہے محبت مین آرزو
پوچھے نہ جو کہین اوسے مانگین خدا سے ہم

حسب فرمائش ملکہ جو ایک فتنہ دہر نے یہ غزل گائی اور جو پہلے دلبر ملکہ کے سبب حال اشعار سے
ملک باقی کی دل بیتاب ہو گیا قریب تھا کہ راز دل فاش ہو جائے اور یہ پنچیں ناہر بار کہ دو نیلگی گر ملکہ نے
اپنے تو سنبھالا غم کو ٹالا ادھر اودھر کی باتیں کرنے لگی مگر دل نہیں بہلتا اب اتنا ہوا کہ ملکہ ان لوگوں سے
مخاطب ہوگئی اور اکثر گویا کرتی ہے عاشقانہ قصہ پڑھایا کرتی ہے لیکن بھید نہیں کھلتا اسیطرح دو چار روز
اور گذرے آخر کار دکھنے باتیں ہونے لگیں اور طبیعت اوسکا فیصلہ کرنے لگی کہ پچھڑی کیوں نہو مگر یہ ایک
یون فرد ہوتی نہیں معلوم ہوتی اور یہ لگی آب اشک سے ہرگز نہ بجھیگی ملکہ تنہا بیٹھی تھی اور رو رہی تھی
کہ افغان قسمت اندیش تو نے اوس آفت میں پھنسا دیا کہ جس سے نجات دشوار ہے افسوس میں کیوں
گئی تھی شکار کھیلنے جو اس بلا کے عشق میں مبتلا ہوگئی یہ تو تنہائی سمجھکر با آواز خفیف یہ باتیں خود بخود
کر رہی تھی اور ایک سہیلی دروازے کی آڑ میں کھڑی سن رہی تھی تمام باتیں ملکہ کی سنی جب دیکھا
کہ جوش گریہ نے سلسلہ گفتگو کو قطع کیا تو یہ سہیلی جلدی سے دوڑ کر قدموں پر لپٹ گئی ملکہ نے اوسکے
اچانک آ پڑنے پر اچھل پڑی اور ایک دو تھپڑ پیٹھ پر مارا کہ خدا کی سنوار ہو تم نے مجھے ڈرا دیا آخر تجھ پر کیا
آفت پڑی کہ تو اسطرح اچانک آ پڑی کہ جیسے کوئی پیچھے دوڑا آتا ہے اسنے عرض کی کہ قربان
جاؤں اوسطرف آج پھر شکار کو چلئے جدھر اوس روز گئی تھیں جسکے بعد سے پھر اب تک نہیں گئیں
ملکہ نے کہا کہ اوسطرف شکار رہتے کیا اور طرف نہیں اور جب تو ساتھ نہیں تھی اور نے تجھ سے خوب یاد ہے
کہ میں تنہا گئی تھی تو تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اودھر شکار بہت ہے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ شکار تو نہیں ہے
اور گو میں ساتھ بھی نہ تھی مگر میں سنتی ہوں کہ اگر وہاں جا کر ایک بھید بھی لائے تو زندگی بھر شکار کرنے کی
ضرورت نہیں رہتی اب تو ملکہ کچھ سہم ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے یہ باتیں میری سن رہی تھی کہا اللہ رے دیدہ
دلیلی تو پھر بھی چھپاؤں آئی ہے اور یہ تیری اوڑن گھائیاں ہیں کبھی خیر اب تو سے مجھے معلوم ہو گیا لیکن خبردار
خبردار کسی کے سامنے منہ سے نہ نکالنا سیدھی ہو کر بیٹھ پاؤں سے سر اوٹھا نہ پاؤں لپٹ چمٹ سے پھر
جی گھبراتا ہے یہ کہکر پاؤں سمیٹ لئے اور سر اوسکا ہاتھ سے ہٹا دیا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور کہا کہ ملکہ
میں سن چکی لیکن مفصل نہیں سنا ہے چاہتی ہوں کہ پھر سے بیان کیجئے ملکہ نے کہا اگر تیری طرح کوئی اور
سنے تو او بھی راز افشا ہو اوسنے عرض کی کہ جب میں لڑکوں سے پردہ ہے تو آخر وہ کون ہوگا جس سے
حال دل بیان کیجئے گا ملکہ نے اول سے آخر تک شکار کو جانا آہو کو تیر مارنا اوسکا چوٹیلا ہو کر بھاگنا ملکہ کا
اوسکے تعاقب میں گھوڑا ڈالنا راہ میں اک جوان کا اوس آہو کو ذبح کرنا اپنا غصہ کرکے مقابلہ کرنا اوسکا
گھوڑے سے اوٹھا لینا اور بند نقاب ٹوٹنا اور ہاتھ اوس حریف کا تھرانا اپنا گر پڑنا اور جلد سے مرکب پر سوار
ہو کر بھاگنا اور باغ میں آکر یہ حالت اوسکے عشق میں ہونا سب بیان کر چکی وہ سہیلی کہنے لگی کہ سبحان اللہ
بی بی تم بھی تمہارا ہی کام تھا کہ یا تو وہ غصہ تھا کہ اوسکے قتل کیے ڈالتی تھیں اور یا یہ شوق بڑھا ہے کہ
بغیر اوسکے قرار نہیں تم کیسی کو وہ مزاج رکھتی ہو کہ تمہاری مہربانی اور غضب دونوں بے ٹھکانے بھلا اگر
اتفاق سے وہ تمہارے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تو کیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ ہوتا کیا ہم بھی ناحق روتے اوسنے کہا
خدا نکرے ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو سنکر وہم آتا ہے تمہاری الا بلا مجھکو آ جائے یہ کہکر ساتھ ہی
اپنا سر ملکہ کے سر سے اوتارا اور گرد پھری کہا کہ پھر آخر اس رونے دھونے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے
اگر ارادہ پورا ہو جائے تو اوس سے ہاتھ اوٹھا سکتے اس لگی کو آگ لگائیے اور یا صبح پر فرزند آدم ہو چاہے بگڑ رو
دل انکا لگے اوسکا جوانی کا مزا اوٹھائیے اس شباب کو یوں خاک میں نہ ملائیے یہ زمانہ

گھڑی گھڑی نہین آتا ہے چند دنکی بیمار ہوئی ہے ذرا آئینہ لیکر اپنی صورت زیبا کو تو دیکھئے کہ پہچانی نہین
جاتی ہے منھ زرد لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک بال پریشان جامہ کا ہوش نہین کھانا پینا سب چھوٹ
گیا ہے جیسے دشمن سودائی ہوگئے ہین بھلا سامنے اپنے والدین کے جائیگا تو وہ یہ حال دیکھکر کیا
کہینگے منتشر ہوتے آفت سے کے ہین یہ پرکالے ہو تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے یہ نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر
مین قید کی جاؤگی باغ کا رہنا بھی چھوٹ جائیگا اور اگر کسی سے مصلاح دی تو عجب نہین ہے کہ کسی امیر
رئیس سے ساتھ شادی کردیجائے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس کر تو تو سمجھائی گیا ہے دلمین چھریان ہوتی
ہے اسیوقت نکو موت جبکہ شادی میرے دشمنونکی کسی دوسرے کیساتھ ہو خدا اسکے لیے ایسی باتین مگر
اوسنے کہا کہ کیا جھوٹ کہتی ہون اسوقت سے انجام کو کیون نہین سوچتی جو دوست ہوتا ہے وہی جی جلا
کہتا ہے ملکہ نے کہا کہ بس جی ہی جلانا آتا ہے دل ٹھنڈا کرنا نہین آتا ہے اسنے کہا کہ دل آپکا وہی ٹھنڈا
کرینگے اتنا مین بھی کرسکتی ہون کہ پتہ معلوم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا کہ جب پتہ بتاؤون تو تیرا کیا احسان
جب جاؤن بھیجکر بلا لون لیکن یہ تو سمجھ کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ مین شاہزادی اور پھر شہزادہ وہ
اگر ہوگا تو کوئی پردہ دنیا کا رئیس زادہ ہوگا اسلئے کہ آدمزاد ہے طرہ اوسپر یہ کہ مین عورت ہوکر اپنے
مرد کو بلاؤن اور وہ مرد ہوکر میرا خواہشمند نہ تھا ایسے پہ کیسی اولٹی گنگا بہی ہے اوسنے عرض کی کہ
عرض تمھاری یا اونکی بھوک بھی لگی ہے اور چاہتی ہو کہ نوالہ خود حلق مین داخل ہوجائے تو کیونکر
ہوسکتا ہے سچ کہا ہے کہ ان امیرونکی انوکھی باتین ہوتی ہین وہ سوچتی ہین جیسا کہ دنیا مین کچھ کام ہی نہ
ہین محبت تمھین ہے یا اوسے اور علاوہ اسکے کیا اوسے مکان کا پتہ بتائی تمھین جو شکایت کرلی ہو تمھین
کیا معلوم کہ اوسپر کیا گذر رہی ہے کوئی فرد بشر تم ایسی حسینون کو دیکھے اور پھر دل کو اختیار مین رکھے کہین
ہے وہ بیچارہ بھی خدا جانے کس حال مین ہوگا جنگل کی خاک چھانتا رہا ہوگا روز اوس سمت آتا ہوگا
لیے آتا ہوگا کہ یا سے اسی جگہ سے وہ سولی کی چڑیا اوڑگئی مثل مجنون کے حالت اوسکی جنون کو پہونچی
ہوگی بات یہ ہے کہ اپنی ایذا اپکو معلوم ہوتی ہے دوسرے کی خبر نہین ہوتی ملکہ نے کہا کہ مین تو
عورت ہون اگر فکر کرنا چاہون تو پتہ لگا لون وہ مرد ہوکر کیا چوڑیان پہنے گھر مین بیٹھا رہتا ہے اگر باغ
تو کیا باغ شہر لکشن و لنگار سے کہین [illegible] ہے اوسے فکر ہی نہین ہے [illegible]
ادی ہے اوسنے عرض کی کہ اچھا ہارے آپکے کچھ شرط ہوجائے اگر وہ بھی تمھاری خاک چھانتا
ہو اسلئے تو تو شیدا آپکا ہے اور اگر خوش و [illegible] سیر و شکار رہے تو آپ [illegible]
لگا ہے اور مجکو بھی ساتھ لیکر اوسی طرف کو چلیئے جہان اوس [illegible]
کہا بہتر ہے مگر شاید تیرا ہی کہنا صحیح ہو تو مجھے اوسکے روبرو ذلیل نکرنا [illegible]
مین اوسکی نگاہون سے گرجاؤن ذات مرد کی بڑی ناپسند ہوتی ہے اگر اوسپر ظاہر
ہوا کہ یہ مجھپر مرتی ہے جان دیتی ہے تو اوسکے [illegible] دل [illegible] راستہ [illegible]
کہ کیا مجال تو سمجھو جو عاشق نہ ہو [illegible]
کرے اور ہاتھ جوڑے غرضکہ ملکہ نے اوسیوقت اصطبل سے [illegible] کہلوا کے
اور لباس زنانہ جسم سے اوتارکر پوشاک [illegible] پہنی چہرہ پر نقاب ڈالی اور اس [illegible] کو
بھی لباس مردانہ پہنایا اور چہرہ پر نقاب [illegible] سوار ہوکر [illegible]
گھر روانہ ہوئی جاتے جاتے اوس [illegible] سے کہا کہ [illegible] دور ہوگی اور

اگر وہ ظالم کہیں نظر آگیا تو دور سے مجھے دکھا دینا آج باغ مین چلی آؤنگی تو اوس سے ملی آنا اسنے عرض
کیا کہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ چلے جاتے تھے جسوقت قریب دو کوس کے نکل گئی تو ملکہ نے کہا کہ
وہ مقام یہی ہے کہ جہان اوس صید افگن نے میرے مرغ دل کو صید کیا تھا مگر افسوس کہ اوسکا
آج پتہ نہین دیکھ مین نہ کہتی تھی کہ اوسے میری پروا نہین ہے ہاے یہ دل آیا بھی کس بیوفا پر
آیا طناز نے کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ دشمنون کی عقل بھی جاتی رہی ہے کیا وہ ہر وقت اسی جگہ
بیٹھا رہتا اوسکے گھر سے نہ بار نہ کوئی پوچھنے والا نہ وہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے تمنے اوسکو
کوئی پتھر کی تصویر سمجھ لیا ہے کیا کہ جہان پر لگا دی وہین رہگئی ہوش کی باتین کرو وہ ضرور
تمھاری تلاش مین ادھر تو سب سے پہلے آتا ہوگا اسکے بعد اور طرف تلاش کرتا ہوگا اور
مجھے یقین ہے کہ آج بھی آیا ہوگا دیکھو زمین پر جا بجا گھوڑے کی ٹاپون کے نشان معلوم
ہوتے ہین اب خدا جانے کہان ڈہونڈہتا پھرتا ہے ملکہ خاموش ہو رہی کہ دیکھا ایک طرف سے
گرد اوڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک بگولا پیچ و تاب کھاتا چلا آتا ہے طناز نے کہا وہ آگئے اسنے تو
وہین اٹکر لیس کہہ دیا کہ ہمت لیکن آواز سم مرکب ملکہ کے دل پر اوٹھا اثر دکھانے لگی کہ وہ حضور کی
مین ملی ہونے لگی نگاہین جادہ راہ بنگئین لیکن اسنے طناز سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اگر
ستا پہ وہی ہوا تو سمجھے گا کہ یہ میری تلاش مین نکلی ہے طناز جھلا گئی اور کہا کہ ملکہ یا للعجب
یا بعد ازان کا معاملہ ہوتا تو خدا جانے مین کیا کیا کرتی لیکن اتنا اب بھی کہونگی کہ ہوش و حواس
دشمنون کے جاتے رہے ہین جو سوجھتی ہے اولٹی ہی سوجھتی ہے اوسے کیا معلوم کہ
وہ کون تھا اور یہ کون ہے اوسدن ایک تھا بیدار تھا آج دو ہین علاوہ اسکے اگر وہی ہی
سہی تو یہ کیا ضرورت ہے کہ اوسکی تلاش مین آئے ہین کیا کوئی گھر سے نہین نکلتا
ہے ہم بھی چور کے ڈاڑھی کا تنکا ہو گیا بس کھڑی رہو خبردار گھوڑے کو پیچھے نہ ہٹانا تم تماشا
تو دیکھو کہ مردوے کو کیسا اونچا نیچا دکھاتی ہون تو سہی ہو خود قبول لے اور جیسے پتہ پوچھے کیونکر
نہ تقریر تمام تھی کہ وہ بگولہ گرد کا شق ہوا اور دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار اسی طرف
چلا آتا ہے جب اور قریب آیا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ وہی ہے اور طناز نے غور سے
دیکھا کہ آخر کیسی صورت ہے کہ جسپر ملکہ کا دل آگیا ہے جب نظر اسکی چہرہ پر اوس
سوار کے پڑی تو دیکھا کہ واقع مین ایک جوان رعنا ہے بلکہ ابھی لڑکپن کا زمانہ باقی
ہے سبزہ آغاز ہو رہا ہے گلشن حیات مین بہار شباب کی آمد شروع ہوگئی ہے
انکھڑیان نشہ حسن و جوانی سے مخمور ہو رہی ہین مگر شوخی و شرارت بچپن کا ساتھ نہین
چھوڑنے دیتی ہے کوچہ جب شعر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی ہنوز حسن جوانی پاردہ بین ہا
حقیقت مین یہ آفتاب ہے ابر جیسے گھر کا اوجالا ہے طناز نے دل سے اقرار
کیا کہ جو حالت ملکہ کی ہوئی وہ تھوڑی سی تھی یہ وہ یوسف ہے کہ جو عورت ایک نظر دیکھلے
یقین ہے کہ زلیخا وار جنس جان دیکر مشتری ہو جائے اور ملکہ کے عشق پر طعنہ زنی
ایسی تھی جیسے زنان مصر نے زلیخا پر کی تھی مگر جب امتحان ہوا تو سب قائل ہوگئے شعر

یوسف مین بہرہ ور تھی نہ تھی وہ حسن کی گواہ — پھر یان ترنجون پر جو چلین ہاتھ کٹ گئے

وہی حالت یہان ہوئی کہ ہم سب کہتے تھے کہ یہ تیر اوس طبیعت کی نہین کہ اوسپر

عاشق ہوئین جو غیر جنس سے ہے جسکی قوم کے حسین ہماری قوم کے حسینون کا مقابلہ نہیں کرسکتے
مگر یہ انسان ایسا ہی ہے کہ جسکا حسن عالم افروز مسخر جن و انس ہے

شعر

غیر ہم جنس ہو گر صحبت جانان ہو جائے		سایہ پڑ جائے پری کا بھی تو انسان ہو جائے

کہ اونکی ایک نظر اوس سوار کی ان دونون نقابدارون پر پڑی جلدی سے مرکب قریب لایا
چپکا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ اوس روز تو ایک ہی نقابدار تھا آج دو نظر آتے ہین اور ایک ہی
لباس ایک ہی وضع سے ہے گھوڑون کے رنگ مین فرق ہے مگر اوس روز والا مرکب نہین
معلوم ہوتا خدا جانے یہ نقابدار وہی ہے یا نہین اور شناسا اوسکے ہین یا نہین اسنے پوچھون
یا نہ پوچھون کہ ایک مرتبہ طناز دل مین سمجھی کہ پوچھنے مین پس و پیش کر رہا ہے کہا کر اے شہسوار
صید افگن کسکی تلاش ہے کیا کوئی آہو ادھر آیا تھا سوار نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے اپنے صید افگن
کی تلاش ہے جسنے مجھے صید کیا ہے لیکن عجب بیرحم تھا کہ بسمل بنا کر چھوڑ گیا بستہ فتراک نکیا
طناز نے کہا کہ ہمنے سنا ہے آپ خوب نشانہ لگاتے ہین اور نہایت ذوق شکار رکھتے ہین
یہانتک کہ دوسرے کے صید کو بھی نہین چھوڑتے ہین شوق کے یہی معنی ہین معلوم ہوتا ہے
کہ آج ویسا کوئی صید نہین ملا جب ہی طبیعت پریشان ہے جسکو جو عادت پڑجاتی ہے وہ نہین چھوٹتی
اور جبتک اوسکی طبیعت کے موافق بات نہو دل پریشان رہتا ہے یہ سنتے ہی جو
نقابدار سفید پوش بنے تھی صفدر شیر دل نے گوہر مدعا کو صدف دل مین پایا خوشی کے مارے
قریب تھا کہ روح نکلجائے کہا اے نقابدار برائے خدا اتنا بتا دے کہ تم دونون مین سے
وہ کون ہے کہ جسکا مین گنہگار و خطاوار ہون تاکہ مین اپنی خطا اوس سے بخشواؤن نقابدار نے
کہا کہ بس اسنے زیادہ تو ہوس نہین ہے یہ سنکر صفدر شیر دل خاموش ہو رہے کہ نہ انکار
بنتا ہے نہ اقرار عجب گومگو کا عالم ہے نقابدار نے کہا کہ سوچتے کیا ہو جو ایسا کہ ہوس تو
وہ چیز ہے جس سوا بڑھنے کے کم نہین ہوتی ہے لیکن مقدر مین جو ہوتا ہے ہوتا وہی ہے
نقابدار نے کہا کہ ہم دونون مین سے وہ کوئی نہین ہے جسکی تمکو تلاش ہے لیکن
یہ بات تمھاری اسقدر مشہور ہوئی کہ ہمین بھی معلوم ہو گیا کہ صفدر شیر دل آہو تیر خوردہ کو
خوب صید کرتے ہین واقع مین یہ بھی ایک کمال کی بات ہے اسلئے کہ یون تو جب صید
قائم ہوتا ہے اوسوقت نشانہ لگاتے ہین اور چوٹ کھایا ہوا آہو تڑپتا اوچھلتا جاتا ہے
کسی جگہ قرار نہین لیتا ہے اوسپر نشانہ لگانا سخت دشوار ہے آپ شرمندہ ہوتے ہین کہنا
حقیقت مین تعریف کی راہ سے کہتا ہون اسکی باتین صفدر شیر دل کو بہت ستاتی ہین
بھلا یہ ان باتون کے کب عادی تھے یہ لوگ ہوا سے لڑنے والے ہین مگر حضرت عشق
کیا ظالم ہین کہ شیر کو بکری بنادیا ہے اتنا تو کہا کہ اے نقابدار ایک امر اگر وہ ہو کے مین
مرگیا تو تو بار بار اوسکا طعنہ دیتا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ تو اوس آفت جان کے
متوسلین مین سے ہو ورنہ اس قدر بیدہڑکی کی وہ سزا دیتا کہ تو زندگی بھر بات کرنے کو
ترستا بس اب خبردار ایسے کلام زبان پر نہ لانا ہو نقابدار نے مرکب کو پیچھے ہٹایا
لیکن صفدر شیر دل نے کہا کہ لعنت ہے اوس زندگی پر جو ذلت و خواری سے بسر ہو
بس اس زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ فوراً اوسنے نقابدار مطلوب روزگار مجھے طعنہ

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کی بیان ہوتی ہین ۔

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد مارے جانے روئین تنون کے اور شکست
کھاکر بھاگ جانے سموات شاہ کے ایک مہینہ کے بعد سرداران زخمی کو صحت ہوئی ارشیون
پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور و لندھور ثانی زخم ان سب کے
اچھے ہوئے اور سب نے غسل صحت کیا حاضر دربار فلک وقار صاحبقران ثالث ہوئے
صاحبقران نے بعد مزاج پرسی ارشیون پریزاد کیطرف دیکھکر فرمایا کہ تھوڑا زمانہ ہوا جو
نامہ آپکی والدہ کا ہمراہ کمک آیا تھا اوسمین تحریر تھا کہ کچھ دیوان سرکش نے خروج
کیا ہے اور بارادہ بربادی بہارستان قاف آئے ہین مین نے اوس کے جواب مین
اپنی حالت اور آپ لوگون کے زخمی ہونے کی کیفیت سب تحریر کردی تھی نہین معلوم وہان
کیا گزری یہ سنتے ہی ارشیون پریزاد نہایت پریشان ہوئے اور دست بستہ عرض
کی کہ ہرچند یہ وقت علحدہ ہونیکا نہین ہے کہ حضور اس مقام خوفناک مین قیام پذیر ہین
اور حالت ایسی نازک ہے کہ آنکھون سے معذور ہین لیکن میرے واسطے بھی یہ وقت
نہایت صعب و دشوار ہے امیدوار ہون کہ مجھے رخصت عنایت ہو تاکہ حالت
بہارستان قاف کی جاکر دیکھون کہ وہان کیا ہوا اگر خدا نخواستہ کسی قسم کی بے حرمتی ہوگئی
تو والد ماجد کی روح سے کیا شرمندگی ہوگی اور زمانہ مجھے کیا کہیگا کہ جسکا فرزند بارگاہ
صاحبقرانی کا بیٹھنے والا ہو اوسکی مان کی یہ بے عزتی ہو مجھے اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے
اگر ایسے وقت مین بھی جاکر وہان کی خبر نہ لون فرمایا ہمارا تو خدا حافظ ہے جینے سے سیر بیٹھے ہین
اپنے کو مردون مین شمار کرلیا ہے جیسی گزریگی جھیل لین گے لیکن تمہین یہی مناسب ہے کہ جہانتک
ہوسکے جلد جاؤ اور بہارستان قاف کی خبر لو مین رنجیدہ ہرگز نہین بلکہ میری خوشی یہی ہے
اور نہ جاتے تو مجھے ملال ہوتا افسوس کہ آنکھون سے مجبور ہون ورنہ یہ نوبت بھی نہ آنے پاتی
کہ تم سے ذکر ہوتا مین خود اب تک جاچکا ہوتا ساتھ ہی فرہاد خان یک ضربی نے بھی عرض
کی کہ حضور میرا معاملہ اونسے زیادہ نازک ہے اس لیئے کہ یہ فرزند اونکے بطن سے پیدا ہوا ہے اگر برائی
بھی کریگا تو دلمین رہ نہین سکتی لیکن میرا نہ جانا بہت برا ہے زمانہ یہی کہیگا کہ سوت کا لڑکا تھا
اسے کیون خیال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اسکے بعد فرسنگ بن لندہور
نے عرض کی کہ جو امر عمو صاحب ارشاد فرمارہے ہین یہی بات قریب قریب میرے واسطے
بھی ہے کہ اگر ہم بطن بھائی کا بیٹا ہوتا تو اسوقت بدمین ضرور شریک ہوتا اور والدہ ماجدہ کو
تپ ایسی شدید ہے کہ وہ جا نہین سکتے فرمایا تم بھی جاؤ فرسنگ بن لندہور بھی سلام
کرکے رخصت ہوا لیکن لندھور ثانی جیسے اچھے ہوئے ہین اوسوقت سے تپ نے ایسا گھیر
رکھا ہے کہ ہوش نہین ہے یہ وجہ ہوئی انکے لشکر مین رہجانے کی ورنہ یہ بھی جاتے لیکن ارشیون
پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی یہ تینون مجرا بجالاکے اپنے
اپنے لشکرون مین آئے اور پندرہ پندرہ سردار انتخاب کرکے ساتھ اپنے لیئے اور جانب
قاف روانہ ہوئے جسوقت لشکر سے دور نکل آئے تو ارشیون پریزاد نے ایک تعویذ

بازو سے پکڑ لاکر اوسمین ہوسکے سر دیو تھے اونکو نکالکر منہ کی جانب دی اوسیوقت ایک ہوا
سناٹے کی چلی اور ایک دیو سر جو اژدہ پہاڑ کی جانب تھا اسنے زمین پر اوترا اوسکے بعد اور
بہت سے دیو آنا شروع ہوئے دیو ابل کہ سردار ان سبکا ہے نام اسکا دیو ہیبت ہے
سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے ارشیون پریزاد نے کہا کہ بہارستان
قاف کی کیا خبر ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ نامہ والدہ یا ہوا کا خدمت صاحبقران مین برائے طلب
مدد آیا تھا اور اسمین نامہ مین تحریر تھا کہ دیوان گلستان ارم نے بہارستان قاف پر
چڑھائی کی ہے کچھ معلوم ہوا تو بیان کر دیو ہیبت نے عرض کی کہ مین بالکل آگاہ نہین اسلئے
کہ جبسے مین آپکی خدمت کے لیئے آزاد کیا گیا اوسوقت سے میرا کام یہ ہے کہ جہان آپ
ہوتے ہین وہان پوشیدہ مین بھی رہتا ہون کہ معلوم کسوقت یاد کیا جاؤن تو جانے مین عرصہ
نہو فوراً حاضر خدمت ہو جاؤن جیسے آپ بیابان نہالاق مین ہین مین بھی وہین ہون سب لڑائیان
تمام معرکہ میرے آنکھون سے دیکھے ارشیون نے کہا خیر تو ہمین جلد لیچل کتنے دیو تیرے
ہمراہ ہین دیو ہیبت نے کہا کہ دو ہی سپاس دیو جنہین مین افسر کیا گیا ہون ارشیون پریزاد
اسکی گردن پر سوار ہوئے اور دیوون نے فرمایا دقتان یک صرفی و فرسنگ مین لند ہو
و دیگر سرداران ارشیون کو جنہین انتخاب کیا گیا ساتھ لیکر آئے تھے گردنون پر سوار کیا
اور بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن
اب یہان سے داستان ملک سمواتی کی پھر آغاز کی جاتی ہے
کہ جب سمواست شاہ مع لشکر فراوان ہاتھ سے لقا بدار سرخیوش کے شکست
کھاکر بھاگا ہے ہزیمت خوردہ اپنے شہر مین آیا تھا اور چند نامہ برائے طلب مدد چار جانب روانہ
کیئے تھے اور اونمین حالت تباہی اپنی تحریر کی تھی حسب الطلب اسکے تین سردار اپنے اپنے
ملک سے چلکر اوسکے اور سمواست شاہ سے علاوہ باہمی ہمدردی کے دوستی قدیم تھی چنانچہ
ایک اونمین سے جمہور رضید افگن کہ سردار زبردست و بہادر و مرد سنجیدہ ہے اور دوسرا
خرم شیر صورت اور تیسرا قتقامر کرکدن سوار ہے اوّلاً اور کہ جمہور رضید افگن
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا سمواست شاہ نے اسکا استقبال کیا لشکر جمہور کا اوترا
بعد اوسکے خرم شیر صورت اسی ہزار سوار سے پہونچا اسکے بعد قتقامر کرکدن سوار ایک
لاکھ سوار سے آیا بعد چہار ہزاری ایک روز سمواست شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور تمام سردارون
کا مجمع ہے سب اپنے اپنے کرسیون مرصع نگلون پر بیٹھے ہوئے ہین قتقامر کرکدن سوار نے
کہا کہ کچھ حالات گذشتہ اپنے بیان کیجیے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کا کیا عنوان ہوا اور اون اندھون
نے سرداران بخاکو کیونکر مارا ہے سمواست شاہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی
اور کہا کہ وہ اندھے بھی آنکھون والون سے بہتر ہین کہ جیا رسی کی آواز پر مقابلہ کیا اور آفات
مردار خوار سے سردار کو پھینک دیا لاؤ اسکے کہ لگ اونکی ہر اینہ آ لی رہتی ہے انتہا
یہ ہے کہ وہ دیو مین تن پہلوان جنکو خود بھی اوسنے دیکھا تھا کہ یہ مقصد بے خبر اور ہمین انھون نے
سمجھا تو سب سرداران کو زخمی کیا لیکن آخر مین منتشر ہوکر بیدار ہوگئے کہ ایک لقا بدار سفلوک
روزگار صاحب پھر اسے پیدا ہوا اور اسی بری طرح ذلت دیکر دونون روئین تنون کو مارا ہے کہ

جیسے کوئی مٹی کے کھلونے اٹھا کر توڑ ڈالتا ہے اوسکے بعد ایسا لڑا ایسا لڑا کہ سات کوس تک میرے
لشکر کو بھگاتا چلا آیا یہ سنکر ان سب کے جی چھوٹ گئے مگر جب سمٰوات شاہ نے بیان کیا کہ اگر
اوسکو پنجہ نہ لیجاتا تو اوسی روز اس ملک کا خاتمہ ہوگیا ہوتا یہ سنکر ان سبکو اطمینان ہوا
اور ان سردارون نے کہا کہ بالفعل میدان خالی ہے چلکر لشکر کا خاتمہ کر دیجیئے یہ سنکر ابلیس
مکار عیار طرار نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو غلام سرداران اسلام کو گرفتار کرلاتے اور آپ صاحبہا
یہین بیٹھے اونکو قتل کرنا شروع کیجیے جو کام بسہولت حاصل ہو اوسکو دقت مین کیون ڈالتے
اگر لشکر کشی کیجیئیگا پھر وہی فساد اوٹھ برپا ہوگا اونکے ہر طرف خبر مشہور ہوگی پھر کوئی نہ کوئی مدد کے
واسطے آجائیگا یہ رائے سمٰوات شاہ کو پسند آئی ہر چند کہ قمقام کرگدن سوار و چترچم
شیر صورت نے کہا کہ اسکی ضرورت نہین ہے اور اگر عیار ہی سے کام لینا تھا تو ہم لوگونکا
بلانا بے سود تھا لیکن سمٰوات شاہ نے کہا کہ بالفعل خداوند اپنے بندون سے ناراض ہو رہے
ہین خود ہی مسلمانون کو اندھا کر کے بٹھلا لا اور خود ہی ایسا زور دیدیا کہ اونھین اندھون نے
بڑی بڑی آنکھون والون کو مارا اور یہ بھی ہوا تو کمک بھیجوا دی اس سے بہتر یہی ہے کہ
یہ عیار نہایت ہوشیار ہے لندھور ثانی کو بھی گرفتار کر لایا تھا اس کام کو بھی یہ بخوبی انجام دیگا
یہ سنکر قمقام وغیرہ خاموش ہو رہے اور مہتر ابلیس مکار نے کچھ سامان طلب کیا اور صورت
اپنی ایک سوداگر کی بنائی اور نام اپنا ہرمز شامی رکھکر براہ دریا جہاز پر بیٹھکر بیابان
نہ طاق کی جانب روانہ ہوا جسوقت جہاز اسکا بیابان نہ طاق پر پہونچا دن تھوڑا رہا تھا جہاز
نے لنگر کیا اور ہرمز شامی جہاز سے اوترکر داخل لشکر اسلام ہونے لگا لوگون نے روکا اور کہا
کہ بالفعل صاحبقران زمان کا حکم نہین ہے کہ کوئی شخص غیر ہمارے لشکر مین آنے پائے کیونکہ زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کوئی عیار مکار فریب دیکر کام اپنا کر جائے یہ سنکر ہرمز شامی
نے کہا کہ مین ملک شام کا رہنے والا اتنی دور سے برائے قدمبوسی صاحبقران آیا ہون اور بے
نیل مرام واپس جاؤن دل میرا کیا کہیگا اور یہ نقصان میرا مجھکو کیونکر سنبھلنے دیگا ان لوگون نے
کہا کہ ہم حکم صاحبقران سے مجبور ہین اوسوقت ہرمز شامی نے کہا کہ ہمنے تو سنا تھا کہ اہل اسلام
مین محبت بہت ہوتی ہے مگر معلوم ہو گیا کہ وہ محبت صاحبقران ثانی کے زمانے تک کچھ باقی
رہی اور اب صاحبقران ثالث کے وقت مین بالکل جاتی رہی ہین تو آج سے اس مذہب
کو ترک کرتا ہون اور کوئی دوسرا دین اختیار کرلونگا اتفاقاً اوس طرف سے جبرئیل عادی
آنکلے اونھون نے جو یہ باتین ہرمز شامی کی سنین دل مین سوچے کہ یہ یہان سے جا کر
صاحبقران کو بدنام کریگا کہا ٹھہرو مین تمہاری اطلاع دیتا ہون اوس نے کہا نام حضور کا کیا
ہے کہا مجھے جبرئیل عادی کہتے ہین اس نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ آپ مین وہ
بات نکلی جو بلا زبان صاحبقران ثانی مین تھی خدا آپکو جزائے خیر دے لیکن جبرئیل عادی
موٹے آدمی عقل کے کول ہین خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور ذکر سوداگر کا کرکے
بہت کچھ تعریف اوسکی کی اور عرض کیا کہ وہ فدویت ظاہر کرتا ہے اور اشیا عمدہ لایا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ بلا لو جسوقت ہرمز شامی ہمراہ جبرئیل عادی کے سامنے
صاحبقران کے آیا سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ نام تمہارا کیا ہے

اور کہاں سے آنا ہوا اس نے عرض کی کہ غلام کو ہرمز شاہی کہتے ہیں میں اپنے مکان سے
آتا ہوں بہت زمانے سے آپ صاحبوں کی قدمبوسی نہیں حاصل ہوئی تھی بالفعل پیشہ گوشنید
ہوئی کہ حضور بیابان نہ طاق میں تشریف رکھتے ہیں غلام حاضر ہوا کچھ اشیاء لائق حضور
دستیاب ہوگئے ہیں وہ پیش کروں اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت رہتا تھا
جب لشکر اسلام میں آتا تھا تو اونھیں کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اونکے خلق و مروت
کا کیا بیان ہو سکے پیشتر میرا خیمہ اپنے بارگاہ کے متصل برپا کرا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ
بے سود اگر ہے اشیاء نادر اسکے پاس ہیں ایسا نہو کہ شبکو کوئی چور اپنی کارروائی کرے
تو یہ کھٹکا نہ رہیگا اسی سلسلے سے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا لوگ مجھے آنے نہ دیتے
تھے اگر یہ مرد شریف جنرل عادی نہ ترس کھاتے تو یہ غلام بے نیل مرام واپس جاتا اور
بہت نقصان ہوتا فرمایا یہاں سے کہاں کا قصد ہے اسنے عرض کی کہ یہاں سے بصرہ کا ارادہ
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہرمز افسوس کہ تم ایسے زمانہ میں آئے ہو کہ ہم اپنی
آفت میں مبتلا ہیں جان سے عاجز ہیں کہ ہر وجہ اوہر کون پر رکھے آنکھیں ہیں سنہیں علاوہ اس کے
ہر وقت موت پیش نظر ہے ہاں کچھ کفن وغیرہ ساتھ ہوں تو وہ دیتے جاؤ یہ فرما کر رونے لگے اور
ارشاد کیا کہ مجھے تم سے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ تم لشکر میں قریب میری بارگاہ کے نہ رہو لیکن
مجبور ہوں اگر کوئی آفت پڑی تو ساری بدنامی میرے ہی سر ہوگی بالفعل تو تم ہمارے لشکر کے
باہر خیمہ کرو لیکن گشت طلایہ کا تمہاری بھی حفاظت کریگا اور ہم تمہارے نقصان کے ذمہ وار ہیں
کل دیکھا جائیگا ہرمز شاہی نے عرض کی کہ بہت خوب اور صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے
جہاز کے قریب آیا اور حکمنامہ اہل لشکر کو دکھا کر خیمہ قریب لشکر برپا کیا ادھر صاحبقران عالیشان
نے حکم دیدیا کہ گشت طلایہ کا خیمہ ہرمز شاہی کی بھی حفاظت کرے غرضکہ شب ہوئی اور ہرمز
شاہی داخل خیمہ ہوا اور دروازہ خیمہ کا بند کرکے نقب لگانا شروع کی اور عیار جو اسکے ساتھ تھے
اونمیں سے دو عیار اور ساتھ لیے اور آگے جاکر نقب میں تین راستے پیدا کیے ایک کا سرا خیمہ
صاحبقران میں توڑا اور دوسرا سرا نقب کا خیمہ شہنشاہ کوہ کلاہ میں اور تیسرا سرا نقب کا
خیمہ اسپہ شاہی میں نکالا کچھ رات باقی تھی کہ یہ تینوں عیار مکار باطمینان تمام مخالف خیموں میں
پہونچ گئے اول ابلیس مکار جو ہرمز شاہی بنکر آیا تھا خیمہ بدیع الملک میں پہونچا
اور دیکھا اسنے کہ بار بیدار اونگھ رہے ہیں امیر ثالث آرام فرما رہے ہیں پس اس نے پروانی
بیہوشی کے شمع پر مارے کہ دھوان اونکا بارگاہ میں پھیلا جو بار بیدار اونگھ رہے تھے انھوں نے چھینکیں
مار مار کر بیہوش ہوگئے پس ابلیس مکار قریب چھپر کھٹ کے آیا اور زنبیل عیاری میں سے نکالے
تین مثقال بیہوشی رکھکر ناک کے پاس لیگیا جیسے ہی امیر ثالث نے سانس لی اس مکار عیار نے
بیہوشی دماغ میں پھونک دی کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہوگئے پس اسنے چادر عیاری میں
کھول کر پشتارہ باندھا اور اوسی نقب کی راہ سے نکلکر خیمہ میں آیا اور اپنے ہمراہیوں کا منتظر ہوکر
بیٹھا دیکھا آیا تھوڑے سے عرصہ میں وہ دونوں بھی پشتارہ بدوش آگئے ابلیس مکار نے تینوں
پشتاروں کو جہاز پر پہونچایا اوسی طرح خیمہ خالی چھوڑکر ایک پرچہ لکھکر رکھدیا کہ باش اے اہل گروہ
مسلمانان و فرقہ خدا پرستان منم مہتر ابلیس مکار دیکھا تم نے کہ کیا کام کیا ہے میں اتنے بڑے

لشکر مین سے ہندوی سردارون کو پکڑ یون صاف نکلا جاتا ہون عیاران اسلام سے کچھ نہوسکا لازم
ہے کہ ابھی دریاؤن ڈوب مرین اور خود جہاز پر بیٹھکر ملک سمواتیہ کے جانب روانہ ہوا یہان
صبح کو جو شاہ دم آفتابہ ہاتھ مین لیے ہوئے داخل خیمہ ہوتا ہے کہ جاکر صاحبقران ثالث کو جگاؤن وضو کراؤن
کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا ہے آج مجھے بھی دیر ہوگئی ہے کہین خفگی نہ آئے کیونکہ یہی ایک کام
اسکے سپرد ہے کہ صبح کو جگا کر وضو کراتا ہے سجادہ بچھاتا ہے یہان آکر جو دیکھا کہ چھپرکھٹ خالی
پڑا ہے پہرہ دار بیہوش پڑے ہین دہانہ نقب کا وا ہے اسنے شور کیا اور سر پیٹنے لگا باہر
جو لوگ تھے جلدی سے دوڑ پڑے کہ کیا ہوا اسنے کہا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کل جو سوداگر
آیا تھا وہ عیار تھا صاحبقران کو چرا لے گیا امیر ثالث کا پتا نہین کچھ عیاران اسلام بھی
بھی یہ خبر سنکر آگئے تھے اونھون نے جو دہانہ نقب کا وا دیکھا چالاک ثالث پھرتی کر نقب مین
کود اسکے عقب مین اور عیار بھی روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ مین غل ہوا کہ شہنشاہ کو ہر کلاہ
کو بھی کوئی لیگیا بعد اسکے اسد ثانی کی بارگاہ سے شور ہوا کہ یہان بھی نقب لگی ہوئی ہے
اور سردار غائب ہے عیاران اسلام یکے بعد دیگر نقب مین کود کود کر روانہ ہوئے اول چالاک
ثانی خیمہ مین نکلا دیکھا تو خیمہ خالی ہے جہاز بھی روانہ ہوگئے ہین بعد چالاک اور عیار مثل
برق ثانی و قران ثالث و سمہک مصری و برق خطائی و کلیاد عراقی و کلیاد
عراقی یہ سب پہونچے وہان کسی کو نہ پایا اب سبنے اتفاق کیا کہ بہرہ شامی کوئی عیار نقب
اور یہ کام اوسی کا تھا کہ یکایک ایک پرچہ ہوا سے خیمہ مین اوڑتے دیکھا دوڑکر چالاک ثالث
نے اوٹھا لیا اور اوس پرچہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے عیاران لشکر اسلام بس اسی منہ پر دعوائے
عیاری کرتے ہو کہ تم ایک لاکھ پیک تھے جس جا موجود ہون وہان سے اوڑ چوری جاتین معلوم ہوا
کہ بس نام کے عیار ہو دیکھو عیاری اسے کہتے ہین کہ پہلے مین لندھور کو لے گیا اور اب صاحبقران
کو لیے جاتا ہون یہ دیکھتے ہی چالاک نے پرچہ قران ثالث کو دیدیا اور کہا تو سہی چالاک
میرا نام جو اس کو برہنہ کرکے نہ ذلیل کیا ہو اور منہ اسکا نہ سیاہ کیا ہو یہ کہہ جانب ملک سمواتیہ
روانہ ہوا اور اسکے عقب مین اور عیار چلے کہ انکا ذکر بر وقت آئیگا لیکن ابلیس مکار تینون پہلوانون
ساتھ لیے ہوئے ملک سمواتیہ مین پہونچا اور جہازون سے اوتر کر خدمت مین اپنے بادشاہ کے پہونچا
اور تینون لیٹا سے پیش کیے سموات شاہ نے کہا کیسے لایا اسنے عرض کی کہ جو لوگ رئیس
دین اسلام تھے اونکو لے آیا ہون اب انھین قتل کرکے لشکر لیجائیے اور سبکو ایک روز مین قتل
کرکے چلے آئیے مگر انکے قتل مین تاخیر مناسب نہین ہے بادشاہ نے جلادون کو طلب کرکے
ان تینون سردارون کو اسیر قلعہ و زنجیر کرایا اسکے بعد ابلیس سے کہا کہ اب ہوشیار کرا ابلیس نے
فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر سبکو ہوشیار کیا صاحبقران ثالث نے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیا
ابھی تک وقت نماز کا باقی رہے مین اپنے خیال سے فرزند یک آج بہت سویا اچھا پانی لاؤ کہ مین
وضو کرون سموات شاہ نے کہا کہ وقت نماز کا گیا لیکن وقت قضا کا آگیا ہے اونکا بہت سے آگاہ
ہوکہ تو پنجہ اجل مین گرفتار ہوگیا یہ بارگاہ میری ہے تیری نہین ہے مین ہون سموات شاہ
دیکھا تو نے خداوند کی قدرت نمائی کو کسطرح سے تجھے اسیر کرا دیا کہ تجھکو خبر بھی نہ ہوئی تو نے بڑی
سرکشی پر کمر باندھی تھی لیکن اسوقت کی تجھکو خبر نہ تھی دیکھ تو کسطرح تجھکو قتل کرتا ہون تو ماہیان دریا

مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین یہ کہکر تلوار اسنے نیام سے کھینچی اور اوٹھکر کہا کہ تجھے مین خود قتل کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ مین خود زندگی سے سیر ہون اس جینے سے مرنا بہتر ہے کہ گرفتار ہوں ہی ہین
زخمی ہو رہے ہین لوگ مدد کو چلے آتے ہین ہر ایک کا احسان ہو رہا ہے لیکن اس حرکت پر سمواٰت
شاہ کے جمہور رصید افگن کو افسوس معلوم ہوا کہ ایسا بہادر شہرۂ آفاق اور اس بیکسی سے
قتل کیا جائے لطف یہ تھا کہ میدان مقابلہ ہوتا جسے خدا فتح دیتا بڑے شرم کی بات ہے کہ تیری موجودگی
مین یہ رکن دین اسلام اسطرح قتل ہو ساری خدائی مین بدنامی ہو جائیگی پس اسنے اوٹھکر ہاتھ سمواٰت
شاہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ کوئی امر خلاف طریق و آئین زیبا نہ کرنا چاہیے پہلے اس خدا پرست کو فہمائش
کیجیے کہ دین اکوان پرستی کو قبول کرے جب یہ نہ مانے تو شہر سے باہر دستور زمانہ کے موافق چبوترہ
ریاست کا بنوا کر جلاد سے قتل کرایا جائے یہ آپکو ہرگز زیبا نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے یہ سنکر
سمواٰت شاہ نے ہاتھ روکا اور کہا کہ اے جمہور یہ لوگ باتین واہی نہین ہین انکو تو وہ دعوے
ہین کہ جنکا بیان کرنا بھی کفر ہے یہ تو کہتے ہین کہ ہم ہمارے خداوند کو مخلوقات مین سے جانتے ہین
اور اوسکو قتل کر بیٹھینگے پھر کیا جنکے ایسے خیالات ہون وہ اپنے مذہب سے کب روگردانی کرنے
والا ہے اور جسے بندہ سمجھتا ہے اوسے خدا کیون کہنے لگا اگر تمکو یقین میری بات کا نہو تو خود
سمجھا کر دیکھ لو مین اجازت دیتا ہون جمہور نے کہا کہ اے صاحبقران ثالث آپکو دین اکوان
پرستی کے قبول کرنے مین کیون انکار ہے فرمایا اے جمہور مجھے تو مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہے
مگر انصاف تیری بھی طبیعت مین نہین ہے جس شخص نے اور اوسکے بزرگون نے بڑے بڑے
خداوندیان برباد کر دین وہ ایک ساحر کو کیونکر خدا تصور کرے اگر حیات میری باقی ہے تو انشاءاللہ
اکوان کی بھی قلعی کھلجائیگی اور جو لوگ اسوقت اوسکو سجدہ کر رہے ہین یہی اوسپر لعنت کرینگے
اور کیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ بغیر وقت کسی کو کوئی قتل کر سکے اگر اکوان مین قدرت خداوندی
رکھتی تو دونون فرستادہ اوسکے جو روئین تن تھے نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے کیون مارے گئے
اور کسی نے اونکو بچا نہ لیا خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ وعدہ مدد کرتے ہین اور مدد ایسی بھیجتے
ہین کہ کافی نہین ہوتی اگر اکوان مین کچھ قدرت ہوتی تو جنگ کی ضرورت نہ تھی جسکا مارنا اوسکا
مقصود ہوتا وہ بغیر لڑے بھڑے مرجاتا روح جسم سے نکل جاتی مگر وہ تو ایک ساحر ہے جہانتک
قوت سحر کام دیتی ہے وہانتک وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جہان سحر کا زور نہین چلتا وہان تقدیر
ہار جاتا ہے کیا تو نے سنا نہوگا کہ زمرد شاہ باختری تقدیر اپنی مطلب کی کرتا تھا اور جب کام
بگڑ جاتا تھا تو کہتا تھا کہ مین نے تقدیر پلٹ دی وہ کیسا ہی خدا بنے باطل یہ بھی ہے فرعون نشان
کہ ساحر مستمش کے زور پر خداوندی کرتا تھا جسوقت ساحر مستمش کو موسیٰ نے دریا سے نکالکر مارا
ہے تو ساری خداوندی تشریف لیگئی آخر گرفتار ہوا اور دار پر کھینچکر اوسے تیرباران کیا
اسی طرح سے ہامان شداد نمرود اور اہرمن شکل حرج کردان وغیرہ یہ سبھی تو خداوند بنے
لیکن سب کو صاحبقران اول قربانی اور مین نے بجائے خدائے عزوجل واصل
جہنم کیا ایک روز اکوان کی بھی یہی حالت ہونا ہے جو زندہ رہیگا دیکھ لیگا ہم اگر نہ بھی ہونگے
تو ہمارے مقام پر اور کوئی ہو جائیگا ابھی لشکر اسلام مین بہت سے ایسے ہین جو لائق
صاحبقرانی ہین بس جو شخص میرے بعد صاحبقران ہوگا وہ لڑیگا کچھ ایسے کلمات

صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ جمہور کو سکوت ہوا جواب نہ دے سکا اسکے بعد وزیر ہوشمند
دانا نے کہا کہ اے بادشاہ تو متواتر سن چکا ہے کہ جس سرزمین پر خون ان خدا پرستون کا
گریگا وہ ویران ہوجائیگی اور پھر انکو قتل کرنا چاہتا ہے بہتر یہ ہے کہ میدان خونی کی تیاری کا
حکم دے اور بیرون شہر انکو قتل کر سمواط شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی طیار
ہو کل ان خدا پرستون کو بیرون شہر قتل کرونگا کہ انکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار میرے
مارے گئے ہین اوسیوقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی جلادان مع صورت صاحبقران
ثالث کی قید ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور دوسرے روز بادشاہ بھی مع سرداران فوج
و لشکر بسیار ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا جلادون نے چبوترہ رفیع کا بنا کر تیار کیا اور صاحبقران
ثالث و شہنشاہ گوہر کلاہ و اسد ثالث کو اوس چبوترے پر بٹھالا اور حکم کے
منتظر ہوئے سمواط شاہ نے کہا کہ پہلے صاحبقران کو قتل کرو جلاد تلوار کھینچکر آیا اور بدستور
گردن پر خط کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو کہنا ہو کہہ لے کہ حسرت تیرے دل مین
نہ رہجائے یہ سنکر فرمایا کہ تجھ سے کیا خواہش بیان کرون اگر ممکن ہو تو کسی مسلمان کے
سپرد کرنا کہ لاش کو وہ دفن کر دے بس اور کوئی حسرت نہین ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
آواز دی کہ او جلاد نابکار پہلے مجھے قتل کر کہ مین اپنے سامنے اپنے والد ماجد کو قتل ہوتے
نہ دیکھون اسد ثانی نے کہا کہ مجھے قتل کر صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند پہلے قتل
ہونا میرا ہی مناسب ہے اسلیئے کہ یہ سلسلہ خداوند کریم کا معین کیا ہوا ہے کہ باپ بیٹے
کے سامنے دنیا سے جاتا ہے کہ سلسلہ خلقت قائم رہے تم اگر شاید بچ جاؤ تو میرا نام روشن
رہیگا اور اسد ثانی بھی ابھی کم سن ہے یہ دن اوسکے مرنے کے نہین ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے عرض کی کہ اگر مین نہ بھی ہونگا تو کچھ مضائقہ نہین ہے خدا زندہ و سالم رکھے شاہزادہ
رفیع البخت کو جو میرا بیٹا فتاحی طلسم گئے ہوئے ہین وہی بعد آپکے لائق صاحبقرانی کے
بھی ہین یہان تو یہ جھگڑا ہی ہے اور وہ اہر قہار عادت ہین جلاد تینون سرداران کے
قتل کو مستعد ہوئے ہین کہ برابر سبکو قتل کرو مگر جہو صید افگن دل مین کہتا ہے کہ اللہ رے
استقلال ان لوگون کی موت سر پر ہے مگر ہواس مین فرق نہین اتنا اپنے خدا سے
امید زندگی رکھتے ہین اگر انکے خدا نے انکی مدد کی تو مین بھی الوان پر لعنت کرونگا اور
یہی تہیہ کر لیا ہوشمند دانا وزیر سمواط شاہ نے اور سمواط شاہ نے دوسرا
حکم دیا کہ ہاتھ مار کیا دیکھتا ہے ان لوگون کے واسطے تین حکمون کی ضرورت نہین ہے
ایک حکم تین حکمون کے برابر ہے تامل نہ کر جلاد نے جواب دیا کہ قتل معمولی آدمی کا نہین
ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم دیجیے ہنوز تیسرا حکم صادر نہین ہوا تھا کہ ان بیکسون نے گڑگڑا کر دعا کی کہ اے
پروردگار عالم ہمین اس بلا سے نجات دے ایسی موت سے بچا کہ جس کے بعد اختر امید کبھی
نہ ہو سکے حسرت یہ تھی کہ ہم خانہ کعبہ کی سرزمین پر دفن ہوتے لیکن یہ دعا تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا سب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہے
سمواط شاہ کو خیال تھا کہ خداوند لات نے مدد بھیجی ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے نقاب دار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش

کفار مین تلوار چل رہی ہے عرصہ کارزار مین صدائے بگیر و بزن بلند ہی قران ثالث نے بڑھکر
صاحبقران سے عرض کیا کہ اقبال یاور ہوا دشمن کا طرف دار جمہور صید افگن حضور کا شریک
ہو گیا اور چالیس ہزار سواروں سے لاکھون کا مقابلہ کر رہا ہے صاحبقران ثالث نے فرمایا کہ مین
پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرد حق پسند معلوم ہوتا ہے ادہر نقابدار سبزپوش نے جو قہار عاد کو اپنی
طرف آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون شامت آئی ہے قہار عاد نے کہا کہ دیکھ معلوم
ہوتا ہے یہ کہکر تلوار سر نقابدار پر ماری نقابدار نے پشت شمشیر پر وار اوسکا روک کر
چوہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے نقابدار نے رخ کیا
تخت سمٰوات شاہ کا اور لشکر سد راہ ہوا سبزپوشون نے اپنے مالک کے ساتھ آگے بڑھنا
شروع کیا اور جمہور بھی معہ لشکر نقابدار کے ساتھ ہوا تلوار چلنے لگی صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی
نقابدار چالیس ہزار سبزپوشون سے کئی لاکھ کے لشکر مین ڈوبا ہوا ہے قیامت کی
تلوار چل رہی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد بگرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن
گرد کا فتح ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرون پر
اسکے تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی یہ لشکر ہے رستم خان بن گنجاب بن
کنجور بن مالک حیران دلپسند کا کہ یہ بھی برائے مدد بدیع الملک ملک سنجان سے
چلے آتے تھے راہ مین یہ حالت سنی کہ بدیع الملک قتل ہوا چاہتے ہین معہ لشکر نعرہ کرکے
جھوک دیتے ہین فوج کفار کو تہ و بالا کر ڈالا لیکن اب بھی جمعیت لشکر اسلام کی لشکر کفار سے
بہت کم ہے اس لیے کہ تین لاکھ اسی ہزار کی فوج ادہر اور آٹھ نو لاکھ کی فوج سمٰوات شاہ
کی ہے عقب سے تیغ زنی ہو رہی ہے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہے ہین زمین پر ایک
دریائے خون موجزن ہے سر مانند حباب کے تیرتے پھرتے ہین جابجا زرہون کے جال پھیلے
ہوئے ہین چار آئینون کے سیکڑے تہ نشین ہین گھوڑے کوتل جنکے سوار مارے گئے ہین
تاپتے پھرتے ہین یکایک دوسری گرد بیابان سے پیدا ہوئے اور رستم خان بن گاؤ لنگی پچاس
ہزار سوار سے آکر پہونچے اور شریک اہل اسلام ہوئے اتنے مین پھر گرد اوڑی اور
فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب پسر خواندہ حمزہ صاحبقران اول
ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچے اور یہ بھی لشکر اسلام کے شریک ہو کر لڑنے لگے یہ سب بیابان
نطاق کو جا رہے تھے راستے سے خبر پاکر پلٹ پڑے سوا ان سب کے نامی بدیع الملک
کے پہونچے تھے اب اسطرف بھی قریب ساڑھے پانچ لاکھ کے لشکر ہے اور ادہر آٹھ لاکھ
مین سے بھی قریب لاکھ سواروں کے مارا جا چکا ہے لیکن پھر بھی جمعیت کفار اہل اسلام سے
کہین زیادہ ہے اب سرداروں نے گھوڑے ڈالے ہین اور لشکر کفار مین دھنس گئے
ہین لشکر رستم خان بن گنجاب کے چالیس ہزار سواروں نے صاحبقران ثالث کو حلقے
مین برائے حفاظت لے لیا ہے باقی لشکر مصروف جنگ ہے اب سب کے آگے نقابدار
سبزپوش لہو کا مینہ برساتا ہوا مثل برق چہرہ مرکب کو ندہتا ہوا بڑہا جاتا ہے اور چالیس
ہزار سبزپوش اسکے ساتھ ہی لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب عماری لشکر

سموات شاہ پہونچ گیا اور ایک ہاتھ مار کر علم کو قلم کیا علمدار لشکر نے تیر مارا نقابدار نے
تیر اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوتے اب نقابدار نے مرکب کو
راہوں میں مسلا اور تیر پکڑ چلا تخت سموات شاہ کیجانب اودھر رستم خان بن گنجاب نے
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیئے لڑتا ہوا یہ بھی چلا جاتا ہے کہ راہ میں تہم شیہ
صورتنا سے سامنا ہوا تہم نے نیزہ مارا رستم خان بن گنجاب نے نیزہ ہاتھ سے اسکے
ہوا لی کیا اسنے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ گئی لیکن فوراً رستم خان نے پیچ دی کہ تلوار اسکی
ٹوٹ گئی اسنے وہی ٹکڑا منہ پر کھینچ مارا رستم خان نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر و خود
وبکتر کو کاٹتا ہوا جگر گاہ پر اوتر گئی تہم مرکے گرا لوگ اسکی لاش کو اٹھا لے گئے اب رستم خان
بن گنجاب لڑ رہا ہے اور مقہور سرکش سے سامنا ہوا مقہور نے گرز مارا رستم خان بن گنجاب نے
لیکر گرز اسکا اپنے گرز پر روک کر جو گرز مارا تو مقہور کو پیوند خاک کر دیا قمقام گرگدن سوار نے
فرامرز و عاد مغربی کو آتے دیکھکر آواز دی کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا نہیں جانتا کہ میں کون ہوں
میں قمقام گرگدن سوار فرامرز نے آواز دی کہ اگر کچھ دعویٰ مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچ
زبان چلانے سے کام نہیں نکلتا ہے قمقام نے کہا کیا ہاتھ اوٹھاؤں اگر خود صاحبقران میرے مقابلہ
پر ہوتے تو مزا تھا بس یہ سنکر فرامرز کو بہت غیظ آیا اور کہا کہ او بے ادب اس دہن نجس سے
اس پاک نام کو نہ لے دیکھ کام تیرا ابھی تمام کیئے دیتا ہوں تو اسنے کیا لڑیگا پہلے اونکے غلاموں
تو لڑ لے قمقام نے میل فولادی مارا فرامرز عاد مغربی نے میل اسکا چھین لیا اور وہی میل
ایسا مارا کہ قمقام کو نقش زمین کر دیا اسکے لشکری اسکی لاش کو بھی نہ لیجا سکے اسواسطے کہ راکب
مراکب دونوں ایک ہو کر رہ گئے تھے اودھر نقابدار سرخپوش لڑتا ہوا قریب تخت سموات شاہ
کے پہونچ گیا ہے بس ہر وقت اسکی حفاظت کو دو سردار رہتے ہیں کہ نام اونکے مذکور ہو چکے ہیں
یعنے مغرور روئین تن اور عصفور روئین تن گویا انھیں پر مدار سلطنت ہی قبل کی لڑائی
میں جب نقابدار کے ہاتھ سے حدید روئین تن اور سدید روئین تن مارے گئے ہیں
تو سموات شاہ انکو بچا لیگیا تھا لیکن آج یہی محافظ تخت تھے نقابدار سرخپوش جیسے ہی
قریب تخت سموات شاہ کے پہونچا اسنے آواز دی کہ بیٹا اس نقابدار کو آج یہ زندہ بچکر نہ
جانے پائے یہ سنتے ہی مغرور روئین تن و عصفور روئین تن جھپٹ پڑے اور دونوں
نے تلواریں نقابدار پر برسانا شروع کیں ایک کو ایک جواب دیتا ہے دو سے لڑنا ایک کا بالکل
خلاف انصاف ہی مگر ان کافروں میں انصاف کہاں یہ تو چاہتے ہیں کہ کسیطرح ممکن ہو دشمن کو قتل
کرو اسکے علاوہ نقابدار سرخپوش یہ بھی نہیں جانتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن آہنی بدن
ہیں مگر یہ نقابدار کا انپر کارگر نہیں ہوتا اور وار انکا نقابدار سرخپوش پہ کافی ہوتا ہے
کئی زخم نقابدار نے کھائے اور جو ہاتھ مارا تلوار نے جسم کو انکے نہیں کاٹا اب انھیں خیال
پیدا ہوا کہ یہ دونوں روئین تن معلوم ہوتے ہیں بس جیسے ہی مغرور نے تلوار ماری نقابدار
نے بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مغرور روئین تن کا غرور جاتا رہا سر کے بل گرا بس کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر زین سے اوٹھا لیا اور اسکو ہاتھ پر بچا کے سپر بلند کر کے لڑنا شروع کیا جو وار عصفور
روئین تن کرتا ہے نقابدار مغرور پر روکتے ہیں مگر تو بھی نتیجہ نہ نکلا کہ یہ نہ مرتا ہے نہ وہ بس

جھلا کر ایک کو سر پر چرخ دیکر سمٰوات شاہ پر کھینچ مارا اور دوسرے کو اوٹھا لیا اودھر تو مغفور
اور سمٰوات شاہ دونوں ٹکرا کر تخت کے نیچے گرے اودھر عصفور کو ٹانگیں چیر کر پھینکا یا مغفور
پھر جھپٹا اور اس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑ کر پھر اسے اوٹھا لیا اور سمٰوات شاہ
کے قریب پہونچکر آواز دی کہ دیکھو بہادر جو منہ سے کہتے ہیں وہ کر کے دکھا دیتے ہیں اب تجھے بغیر
مارے کب چھوڑتا ہوں سمٰوات شاہ نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ
مارا سمٰوات شاہ کے دو ٹکڑے ہوئے اب مغفور روئین تن کو بھی زمین پر مارا اور
دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا بس بادشاہ کا مارا جانا تھا کہ لشکر کے پاؤں اوکھڑ گئے فوج بھاگ
کھڑی ہوئی اہل اسلام نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اب ہر طرف سے شور امان بلند ہوا نقابدار نے
فرمایا بشرط ایمان ان سب نے کہا کہ قبول ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکے اور نقابدار نے اپنے
سرپوشوں کو ساتھ لیکر صحرا کی راہ لی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ جمہور صید افگن
بہت نازک وقت میں کام آیا ہے اسکا خیال رہے یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوگئے ہرچند کہ
صاحبقران نے لوگوں سے کہلوایا کہ برائے خدا آپ ہمارے محسن ہیں تو دعوت ہی قبول
کیجئے ایک روز تو مشکور رہینگے جواب دیا کہ میں آپکا احسانمند ہوں لیکن ابھی وقت یکجائی نہیں
آیا ہے انشاء اللہ دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوگیا یہاں اہل اسلام نقارہ فتح و فیروزی بجاتے
ہوئے داخل ملک سمٰواتیہ ہوئے شب تو کسیطرح بسر کرلی صبح کو فرمایا صاحبقران نے
کہ بتکدہ سے کھود ڈالو لیکن مسجد کی بنا ابھی نہ ڈالنا انشاء اللہ یہ بعد فتح نہ طاق ہوگا اور رعایا
اگر مذہب اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل عام جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی امراء و روساء شہر
تحفے ہدیہ لیکر حاضر حضور ہوئے اور سب نے دین اسلام قبول کیا مذہب الوان پرستی کو ترک
کیا بعد اسکے صاحبقران نے جمہور صید افگن کو یہاں کا بادشاہ کیا اور ہوشمند دانا کو مرتبہ
وزارت پر قائم رہنے دیا اور وہاں سے کوچ کر کے اپنے لشکر میں آئے قیام فرمایا رستم خان
جن کنجاب و رستم خان جن کا فرنگی و فرامرز عاد مغربی ان سب لوگوں نے اپنے اپنے خیمہ
جا بجا مناسب پر برپا کئے اور لشکروں نے انکی محافظت خوب ناپینا کی کی اور طلایہ گشت کا مقرر
کیا اب انکو بھی اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں سے

چند کلمہ داستان بحالت نشان الوان تاجدار کے بیان ہوتے ہیں۔

واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ الوان تاجدار نے اپنی سحر کاری سے ہوا کو تابع کیا ہے
کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بات کرے تو ہوا وہ آواز اسکے کان میں پہونچا دیتی ہے اور
ہر شخص کے حال کی خبر دیتی ہے جو واقعہ سامنے اسکے غلط بیان ہوتا ہے اسکی اصلیت بتا دیتا
ہے لوگوں کے اعتقادات اسکی طرف پختہ ہوتے جاتے ہیں وہ آپس میں کہتے ہیں کہ ہمارا خداوند
کیا جاگتی جوت کا خداوند ہے کہ جو بات ہم اپنے گھر میں کہتے ہیں خداوند کو اسکی خبر ہو جاتی ہے
ہمارا خداوند مثل نصیر شاہ باختری و فرعون شاہ و قیصر و شداد و غیرہ کے نہیں ہے
کہ یہ لوگ عجیب احمق خداوند گزرے ہیں اور اسی ہوا کے ذریعہ سے اکثر نامہ و پیام بھی آتے
ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زبان جادو وزیر الوان تاجدار کا نامہ لیجاتا ہے

اور جواب نامہ بھی لاتا ہے چنانچہ نامہ سمولات شاہ و نامہ سمندر جادو بھی اسی ذریعہ سے پہونچے
تھے لیکن نہیں معلوم کیا مصلحت تھی کہ اکوان تاجدار نے جواب ان ناموں کے نہیں بھیجے
یہانتک کہ ملک سمولاتیہ برباد ہوگیا اور سمندر شاہ مارا گیا اور بخور شاہ مطیع اسلام
ہوا جب یہ خبرین اکوان کو پہونچین تو اسنے ایک ایک حکمنامہ لکھکر بر ردست ہوا اور روانہ کیا اُنمین
سے ایک نامہ قیصر عاد کو پہونچا اور دوسرا جمع آدمخوار کو مضمون نامہ یہ تھا کہ اسے بندگان
خاص بابدولت تمکو ہم مسلط کرتے ہین گروہ خداپرستان پر کہ جاکر اونکا استقبال کرو اور جلد خدمت
مین بابدولت کے حاضر ہو اور آدمخوارون کے یہان اتنا فقرہ اور زیادہ تھا کہ تمہاری خوراک
ہمنے آج سے گوشت ان خداپرستون کا قرار دیا ہم نہین چاہتے کہ ان لوگون کو جو غیر ساحر
ہین ساحرون سے قتل کرائین بہتر ہے کہ غیر ساحر سے غیر ساحر مقابلہ کرے کیونکہ انصاف کے
خلاف نہونے پاتے جسوقت یہ نامے ان دونون سردارون کو پہونچے اوسوقت انھون
نے کوچ کیا جمع آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے طرف بیابان نہ طاق کے روانہ
ہوا اور قیصر و عاد کہ بہت بڑا سردار ہے بادشاہ ہے سات سرداران زبردست کا سات لاکھ
جادوون کی فوج سے بیابان نہ طاق کو روانہ ہوا لشکر اسکا سات حصون مین ہو چلا ہے دیکھئے
یہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ ایک روز صاحبقران
ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور
فرمایا کہ آپ لوگ اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ ہم سب اس بلا مین کبتک مبتلا رہینگے
آخر کبھی نجات بھی ہوگی یا نہین خواجہ زادگان نے حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران
عالیشان سولہ شکلین رمل کی کھینچکر زائچہ کا بچار کیا اور بعد استخراج احکام کے دست بستہ
عرض کی کہ یہ مصیبت چندروزہ معلوم ہوتی ہے ستارہ خانہ قسمت کا خانہ ہبوط مین آگیا
تھا لیکن اب تھوڑا زمانہ باقی ہے کہ خانہ اوج مین آکر ترقی اقبال و جاہ کریگا لیکن بالفعل
ستارہ خانہ راحت کا بھی خانہ دشمن کے ستارہ سے نظر تربیع رکھتا ہے جو فتنہ و فساد کی
دلیل ہے عجب نہین ہے جو کوئی بلائے تازہ پھر کسیطرف سے آئے لیکن جہانتک ممکن
ہوٹالینگے اور شاید کوئی بادشاہ یا سردار فوج لیکر آئے تو مقابلہ نہ فرمائیگا اسلیئے کہ آپکا سچا
خادم خضران بن عمرو نہایت جانفشانی کر رہا ہے اور خدا سے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد
وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر حاضر خدمت بابرکت ہوگا اور آنکھین بھی سبکی روشن
ہوجائینگی اوسوقت ایک نہین ہزار لشکر آئینگے تو آپکا کیا کر سکتے ہین جس بارگاہ فلک
پناہ مین پانچہزار یا پچسو بیس تلوار ہوگیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ اوسکی طرف دیکھ سکے لیکن
بالفعل آٹھ روز تک جس صورت سے ہوسکے جنگ کو ٹالتے گا فرمایا خیر ایسا ہی ہوگا لیکن اگر
دشمن سبقت کر بیٹھا تو کیا کیا جائے خواجہ زادگان نے عرض کی کہ وہ تو ایک امر مجبوری
ہے لیکن عیاران لشکر پر تاکید اکید ہی کہ ہر چہار طرف کی خبر رکھین کہ کوئی دشمن عیار یا ساحر و غیر
ساحر گھات مین نہو اس لیئے کہ ملک غیر کی سرحد مین ہین اور لڑائی چھڑی ہوئی ہے تو قرآن
ثالث و برق ثانی و سرہنگ مصری و بیزن خطائی وغیرہ تمام جوانب بیابان نہ طاق
کے گرد و نواح مین نکل جایا کرتے اور گرد آوری کیا کرتے ہین جو لوگ دن کو جاتے ہین

شام کو

لاکھ عادی گرگدن پر سوار کہ ایک ایک قد و قامت میں دیو سے زیادہ ہے کہ نہیں معلوم ہوتا ہے
اور سردار لشکر تو ایک بلا ہے مجسم معلوم ہوتا غرضکہ یہ بھی ایک مقام تجویز کر خیمہ زن ہوا صاحبقران
ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ افسوس ایسے ایسے زبردست جوان آ رہے ہیں ورنہ ہم دیکھ بھی نہیں سکتے کہ
دیکھتے ہیں تیسری گرد اوڑی یہ گرد بھی اوس گرد سے کم نہ تھی جو آمد طوفان عاد سے پیدا ہوئی تھی سب
نگران تھے کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے نکلا ایک لاکھ عادیوں سے ایک عادی فیل جثہ پیدا ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ
نام اسکا افغان عاد ہے یہ بھی زور و طاقت قد و جسامت میں سرداران اول سے کسیطرح
کم نہ تھا اسنے بھی برابر خیمہ طوفان عاد کے اپنا خیمہ برپا کیا اور لشکر نے اوسکے پڑاؤ کیا اب جو
سردار آتا ہے وہ لشکر اسلام کو پہنچا تب غور سے دیکھتا ہے کہ اتنے میں چوتھی گرد دیکھا اوڑی یہ گرد بھی
گرد اول و ثانی سے مشابہ تھی اور اوسی شان و شوکت کے ساتھ یہ سردار بھی ایک لاکھ عادیون
سے آکر پہونچا نام اوسکا چالوس عاد ہے ایک گرگدن سفید پر سوار ہے قد و قامت میں مثل
طوفان عاد کے ہے یہ بھی خیمہ زن ہوا پانچوین گرد اوڑی اور جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا
تو پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک سردار دیو تمثال پیدا ہوا کہ نام اسکا سالوس عاد ہے
یہ بھی اوسی شان و شوکت کا جوان ہے بعد اسکے بہرام عاد ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا
اور خیمہ زن ہوا اب کچھ دیر تک سکوت رہا اور بہرام عاد نے آتے ہی ایک بارگاہ صدر
لشکر میں قائم کی اور دو رویہ خیمہ سرداروں کے نصب کرائے اسطور سے کہ داہنی جانب خیمہ
طوفان عاد اور چالوس عاد کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ افغان عاد اور سالوس عاد
کا برپا ہوا اور پشت بارگاہ پر پانچ لاکھ خونخوار کو چالیس ہزار آدمخواروں سے رہنے کی جگہ ملی اور
سامنے بارگاہ کے اپنا خیمہ برپا کیا اور سپاہ دیگر سیاہ و خیموں کے لیئے جگہ چھوڑ کر یہ منتظر ہو کر کھڑا ہوا
تھا کہ یکایک ایک پردہ بیابان گرد سے پر فنا ست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بہ آسمان
رسیدہ تا بپایہ کہ گرد از زمین پیچیدہ بخود

شعر

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	ز سم ستوران دران پہن دشت

بس اس گرد کا بلند ہونا تھا کہ سرداران لشکر کفار نے کڑک کڑ اکڑ کر لودے باگ کی لیئے اور قریب
گرد پہونچے تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا چاک ہوا اور دل گرد سے تین سو علم
نشانہ میں لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ رنگ سب کے چہروں کی سیاہ زنگاری علامت کفر تھی اور
آگے آگے چتر چاوس شاہانہ ماہی مراتب و نقیرہ انکے گذر جانے کے بعد دیکھا تو تخت بادشاہ کا
سولہ عادی اوٹھائے ہوئے اور بالائے تخت دیکھا کہ ایک انسان دیو تمثال فیل قامت
لباس فاخرہ پہنے تاج شاہی بسر و جیغہ شاہنشاہی در بر کیئے ہوئے بیٹھا ہے اور داہنے
جانب تخت کے ایک پہلوان زبردست گرگدن پر سوار اور بائین جانب دوسرا سردار
گرگدن مست پر بیٹھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج یہ سردار جو براے استقبال گئے تھے
اپنے بادشاہ کو باعزاز تمام لائے اور داخل بارگاہ ہوئے فراہمر مغربی نے صاحبقران
بادبستان سے بیان کیا کہ معلوم ہوگیا سات سردار اور ایک بادشاہ ہے مگر یہ سردار قوم عاد
کے ہیں اور ایک آدمخوار جو پہلے آیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ کس درجہ کا

معلوم ہوتا ہی اسفندیار کیبلانی وفرامرز عاد مغربی و رستم خان بن گاؤ لنگی کا یہ سوار و غیرہ سے
کہا کہ بادشاہ خالی بادشاہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ وہ بھی پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہے اور شجاع نہیں
کہ اسیوجہ سے اسکو حکومت ان سرداروں پر حاصل ہوئی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ افسوس
کسوقت میں یہ لشکر آیا ہو چونکہ ہم بے دست و پا ہو رہے ہیں یہ فرماکر اوس بارگاہ سے اوٹھکر داخل
بارگاہ گوہر بار ہوئے یہاں عادیوں نے اپنی بارگاہ میں قیام کیا بہرام عاد لشکر کو تو پہلے ہی سے تیار
کر چکا تھا جو مقام و خیموں کے لائق تھیں وہ سیاہ چھوڑ دیے گئے تھے انہیں اصمصام عاد اور قمقام
عاد نے اپنے خیمے نصب کرا کے لشکر اوتارا لیکن قیصر عاد بادشاہ لشکر عادیان جسوقت داخل
بارگاہ ہوا اور سب سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے جام شراب ناب گردش میں آیا قیصر عاد نے
دو تین جام پئے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور آنکھوں میں سرور آیا یہ معلوم ہوا
کہ دو کاسہ خون سے بھرے ہوئے تھے اس لئے بہرام عاد سے کہا کہ دیر کرنا اچھا نہیں ایسا نہو مزاج
خداوند کے خلاف گزرے ہے جہانتک ہوسکے دشمنان خداوند کا جلد خاتمہ کرنا چاہئے تاکہ وہ خوش
ہو اور ہماری قدر و قامت زور و طاقت کو اور ترقی بخشے بہرام عاد نے عرض کی کہ جیسا
ارشاد ہو کہا کہ نجے طبل جنگی بہرام نے یہ حکم نقارخانہ میں بھیجا جس وقت یہ حکم نقارخانہ میں
پہنچا اوسیوقت نقارہ پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گونجی لشکر عادیان میں تیاری جنگ
ہونے لگی لیکن لشکر اسلام میں حسب ہدایت خواجہ بزرگمہر یہ مشورہ تھا کہ کسی بہانہ سے
جنگ کو ٹالنا چاہئے کہ شان و شوکت اسلام میں بھی فرق نہ آنے پائے اور جنگ بھی دو ایک روز
کیواسطے ٹلجائے صاحبقران نے دارا بن جمشید بن قباد بن حمزہ اول بادشاہ لشکر
اسلام سے عرض کی کہ اب خلق اللہ کی رائے عالی کیا ہے کس صورت سے دو ایک روز کیواسطے
جنگ ٹالی جائے فرمایا کہ جو آپکی رائے ہو وہی انسب و اولی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میرے
خیال میں تو کوئی بات نہیں آتی اسکو طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ میں بالتجا مہلت طلب کروں
رستم خان بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی کہ یہ دونوں پسر خواندہ جناب حمزہ صاحبقران
اول ہیں امیر عالیمقام ہمیشہ انکو فرزند سمجھا کئے یہ بھی اولاد صاحبقران کو اپنا عزیز بھائی سمجھتے ہیں
یہی وجہ ہے کہ اولاد بدیع الزمان و علمشاہ وغیرہ سب انکا لحاظ کرتے ہیں اور انکو عمو کہتے
ہیں ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں مہلت طلب کریں بیشک ہم لوگوں کے دم میں دم ہے شوکت
تک کیا تاب ہے کسی کی کہ نگاہ تند سے بادشاہ اسلام و صاحبقران وقت کیطرف دیکھ سکے اگر دیکھے
ہو تو آنکھیں نکال کر پھینکدیں اگر یہ عادی دیو ہیکل ہیں تو کیا فکر ہے ہم لوگ بھی غلامان صاحبقران
سے ہیں جنہوں نے دیووں کو مارا ہے ہم بھی دیو کش ہیں کچھ پروا نہیں ہے اور جسوقت
ہم نہوں گے اوسوقت خداوند کریم اور کسی کو بھیجیگا ابھی تو بہت سے جان نثار آنے
والے ہیں کوئی گھر سے چل چکا ہے کوئی قریب آچکا ہے راہ میں بھی کوئی پہونچ گیا یہی ذکر
تھا کہ آواز کوس غزنی کے گوش زد ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ بجئے وہاں طبل
بج گیا اب وہ وقت بھی ہاتھ سے جاتا رہا کہ بہانہ ڈھونڈتے ہیں اور مہلت طلب کریں
اب کوئی گفتگو سوائے گفتگوئے جنگ آئین زمانہ کے خلاف ہے ہرکاروں کو تصدیق
کے واسطے روانہ کیا انھوں نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ لشکر دشمن میں نقارہ

زخمی بجاے فریاد یا خیر کچھ پروا نہیں خدا ساتے نا بزرگ است ہوشیار مصرع

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

کہدو کہ ہمارے یہان کبھی الفضل ابن دی و تہا نیدر سالہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارخانہ سلیمانی
نوانشق مین آیا ایسکے بعد سلسلہ وار سب نقارخانہ گڑگڑا اسے شور طبل جنگ سے تمام بیابان
ندطاق گونج اوٹھا اور لشکر وہین تیاری جنگ ہونے لگی اور دھر آدمخوارون کو خوشی کے مارے
نیند حرام ہو رہی ہے الیسین کہتے ہین کہ کل کا وہ روز سعید ہے کہ خداوند ہمین غذا ایسے عمدہ
کثرت ایسے بہم پہونچائیگا اور وہ شکم جو گوشت جانوران مردہ سے سیر ہوا کرتا تھا آج گوشت
پرند و نرم سے بھرینگا اور دھر عادیلون یہ غل ہے کہ ہم فوج خداوند ہین ہمین کون مارسکتا
ہے جب خداوند نے ہمین اپنی فوج قرار دیا تو فتح کا سہرا پہلے ہی ہمارے ہی سر باندھ
دیا ہے کل یہ میدان ہے اور ہم ہین اور یہ خدا پرست تحیات الحشر مین یقین ہے کہ ہمارے
مرکب انھین پامال کرڈالین گے ایک ایک سر کہتا ہے کہ انکا قتل ہی کرنا کیا جیسے مٹی کے
کھلونے توڑے ویسے انکو قتل کیا اسلیئے کہ نہ وہ دیکھ سکتے ہین نہ وار کر سکتے ہین
اگر بینا بھی ہوتے تو ہماری زور و طاقت کو کہان پہونچ سکتے تھے بعض نے کہا کہ یہ لوگ
آنکھون والے بھی معلوم ہوتے ہین لیکن وہ کیا ہین جنکی آنکھین ہین اونھین کور باطن کہنا
چاہیئے اسواسطے کہ یہ خداوند کو نہین سمجھتے اور اوسکے جلوۂ قدرت کے قائل نہین
ہین بیشتر یہ لوگ بے شمار ہین مگر کسی شمار مین نہین یہان تو یہ ہیچ ہین اور پھر اہم عاد
دلمین کہتا ہے کہ خداوند نے بڑی ناانصافی کی ہے کہ ہم لوگون کو اندھون کے مقابلہ مین بھیجا ہے
بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اندھون کو قتل کرین مگر المامور معذور خلاف حکم خداوند بھی نہین
کر سکتے نہ معلوم کیا مصلحت ہی مگر یہ لوگ حتی الامکان مقابلہ نہ کرینگا او سلیط فنگا تو ہوشیار کرکے
اورینگے وار کر دیگا بلکہ جب سر بلند ہوگی تو سپر پر جو ضرب ماریگا اور بغیر سپر اوٹھے ہوئے
چھپے سر پر وار نہ کیا جائیگا غرض کہ لشکر یزید آلات حرب و ضرب کو درست کر رہے ہین اور
اہل اسلام مین ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہین کہا سنا اپنا اپنا دوست دوست
سے معاف کرا رہا ہے وصیت ایک دوسرے سے کر رہا ہے کہ اگر ہم قتل ہون اور
تم بچ جاؤ اور ممکن ہو تو لاش ہماری دفن کر دینا شہید کے لیئے غسل و کفن کی تو ضرورت
نہین ہے اسواسطے کہ پوشاک ہماری کفن ہے اور غسل ہمارا خون سے ہو جائیگا رہی نماز
جنازہ اور قبر اسکو کسی طور سے ادا کر دینا گڑھا کھود کر ٹکڑون کے دفن کر دینا وہ جواب دیتے تھے
کہ ہم بھی تو اوسی حال مین ہین جو حال تمہارا ہے یہ امید ہی کہان ہے کہ کوئی زندہ بچیگا سنا ہے
کہ بیابان آدمخوار اوس لشکر کے ساتھ ہین لاشون کا پتا بھی تو نہ ملیگا شکم اون آدمخوارون کا
ہماری قبر ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ قضا اس صحرا مین لائی تھی خیر کچھ پروا نہین جو مرضی الٰہی اسوقت
تو امیر غریب بادشاہ و فقیر سب کی ایک حالت ہے اگر خدا نخواستہ وہ وقت بد آیا تو
بادشاہ و شاہزادگان و دیگر اولاد صاحبقران بھی تو محروم تربیت رہ جائینگے
ہم کس شمار مین ہین لیکن خداوند کریم مین بڑی قدرت ہے ہمت نہ ہارنا چاہیئے
مرنا تو ہر طرح ہے ہم بھی جسکو پا جائینگے زندہ نہ چھوڑینگے مار کر مرینگے دشمن کو

کہانتک قتل کرینگے کوئی کفن پہن رہا ہے کسی نے لباس کا گریبان چاک کرکے بصورت کفن بنا لیا ہے
کوئی سوار مرکب کو گلے لگا رہا ہے کہ کل ہمارے تیرے روز مفارقت ہے اسے اسپ وفاشعار اگر
تجھے ممکن ہو تو لاش ہماری دشمنوں سے بچا کر نکال لیجانا کوئی بہادر ٹٹول ٹٹول کو صیقل کر رہا ہے کوئی
دلاور نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے کمانوں کو گوشہ میں رکھدیا ہے کہ انکو تو بیکار سمجھنا چاہیئے اس لیئے
کہ یہ حربہ دور کا ہے اس میں نگاہ کا کام ہے کوئی گرز کو تول کر قوت کا اندازہ کرتا ہے کہ اب بھی وہی
زور بل ہے یا انکھوں کی طاقت بھی ساتھ لیتی گئی ہے لیکن جو لوگ کہ صاحب بصارت ہیں وہ اندر خوف
تسکین دیتے ہیں کہ بھائیو نہ گھبراؤ جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے تمہارے شہر شکنج نہ آنے پائیگی اپنے
جانیں دینگے مگر تمکو بچائینگے حق تعالیٰ بڑا رحیم و کارساز ہے کیا عجب ہے کہ فتح تمہاری ہی ہو بڑی بڑی انہیں
پر صاحبقران کے زمانہ میں اس دور فلک دوار کے ہاتھ سے لشکر اسلام پر بڑی بڑی آفتیں آئیں
مگر حافظ حقیقی نے بچایا سیکڑوں پر یہ سامان موت کا نظر آیا مگر پھر زندگی طولانی نکلی اور جو بلا آئی تھی
وہ رد ہو گئی ملکہ فرعوشیہ بنت ساحر ششش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا جس کے عجیب تماشہ ساحر کا بیٹہ
تھے جس کے سبب سے تمام لشکر صاحبقران کو پتھر کا بنا دیا تھا اور خود ساحر ششش سر و چشمہ
قلزم میں نہنگ بنکر پوشیدہ ہو رہا تھا اور راستہ دریا کا کوکب جادو نے نظروں سے پنہاں کر دیا
تھا ہر چند تلاش ہوتی تھی پتا نہ ملتا تھا اور صرف تین روز باقی رہ گئے تھے کہ اگر اس زمانے میں
ساحر ششش نہ ملتا تو کل فوج پتھر کے ہو جاتے تو پھر اپنے حالت اصلی پر نہ آ سکتے جو پھر لاو وکا
اوس نے پھینکا تھا وہ کسی سے رد نہ ہو سکا اور جلال جس پر بیٹھ گیا خواہ ساحر ہو یا غیر ساحر وہ پتھر کا
ہو گیا جب بمشکل تمام کوکب جادو ہاتھ سے برق جادو کے مارا گیا اور دریا نظر آیا اور عمر کشتی میں بیٹھکر
گئے تو اندر دریا کے ساحر ششش نہنگ بنا ہوا پھر رہا تھا عمر نے اوس کو جال الیاسی سے
گرفتار کیا اور باہر لائے تو پھر ساعتیں اور باقی رہ گئی تھیں کہ اگر وہ گذر جاتیں اور ساحر ششش
اوس زمانے کے اندر قتل نہو جاتا تو کوئی صورت مفر نہ تھی کسی خدا پرست کا نام بھی صفحہ
ہستی پر نہ باقی رہ جاتا لیکن خداوند کریم تو بڑا کارساز ہے ہر چند کہ اسم اعظم صاحبقران نے
بھی بسبب طلسم بند ہونے ساحر ششش کے کام نہ دیا اور تلوار نے حمزہ صاحبقران کے
اوس پر اثر نہ کیا مگر فطرت خواجہ عمرو کے تمام دنیا قائل ہو گئی کہ اونہوں نے فرمایا میں
ابھی اس کو مار ڈالتا ہوں اگر اس نے بیرون جسم کی محافظت کی ہے تو اندرون جسم کو
کیونکر بچائیگا یہ کہکر سیسہ گرم کر کے پلا دیا کہ ششش ساحر [illegible] تڑپ کر مر گیا
جب خداوند کریم نے ایسے ایسے مقام پر بچایا تو یہ فوج جادوان سے کیا
حقیقت رکھتی ہے اگر وہ چاہے تو ہمارے ہاتھ سے ان سرکشوں کے گردن پہنچی
کہ ادہر تو یہ جانبازان دیندار و ملازمان وفاشعار صاحبقران ستیزہ کاری پر تیار
ہو گئے ہیں اور تیاری جنگ میں مصروف ہیں ادھر بھی ایک سے ایک علامات صبح دریافت
کر رہے ہیں بعضوں نے رات ہی سے اپنے کو زیور جنگ سے آراستہ کر لیا ہے کہ ہمیں
سفیدہ صبح سیاہی شب دونوں یکساں ہیں جب ہم وقت کاذبی کا اندازہ نہیں کر سکتے
تو ہمیں پہلے سے آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے جو لوگ صاحبان چشم و بصیرت ہیں وہ اپنے
اپنے خوابگاہوں میں محو خواب ہیں کہ صبح کو معرکہ کارزار گرم ہوگا پھر آرام لینے کی فرصت کہاں

ملیگی ہاں اگر دوسری شب دیکھیں گے تو سوینگے لہذا وقت کو غنیمت جان کر تھوڑی دیر آرام
لینا مناسب ہے غرضکہ وہ ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئے یکا یک دور
قمر تمام ہوا اور وقت طلوع نیر عالمتاب نزدیک پہونچا سیاہی شب سمٹ کر گوشہ مغرب میں
پنہاں ہوئی اور افق چرخ سے سپیدۂ سحری کا ظہور ہوا انجم میں ابتری نظر آئی روسیہ قمر پر
اوداسی چھائی رنگ عالم دگرگون ہوا علم کہکشان سرنگون ہوا فوج نور لشکر ظلمت پر غالب ہوئی
دو سپاہ صبح نے اہرمن سیاہ شب کو زیر کیا نسیم سحری نے شبنم خوابیدہ کو جگانا شروع کیا
کلیاں کھلنے لگیں پھولوں شگفتہ ہوئے گل چاندنے پر اوس سے پڑ گئی گل شبو کی رونق کم ہو گئی
چہرہ گل آفتاب کا روشن منور ہوا طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکل کر
شاخہائے درخت پر بیٹھ گئے ہوئے اپنی زبان بے زبانی میں حمد و نعت الٰہی بجا لا رہے
تھے چرندے صحرا کے مصروف چرا ہوئے درندے فکر صید میں سے پہلے کمر سے ہوئے
قافلوں نے کوچ کا سامان کیا بیتر نقل میں وہاں کے عاشق ہجران کشیدہ نے شکر کا
سجدہ کیا کہ خدا خدا کر کے رات گذر تو گئی لیکن وہ خوش نصیب جو رات بھر لطف
وصال اوٹھایا کئے اس وقت اون کا گریبان امید مثل صبح صادق کے چاک ہو گیا
اس لئے کہ یہ وقت رخصت محبوب جانی کا ہے اور وہ ظالم ہے وفا ہے دیکھیں پھر
ملتے ہیں یا نہیں دیکھا کہ کوئی چاہنے والا [illegible] شاعر [illegible] مر کے بھی بے درد
قاتل نے دیکھا [illegible] عابد شب زندہ وار رات بھر کی
عبادت صبح کے قریب وہ نیند [illegible] گوشہ مسجد میں بیٹھا جھوم رہا ہے
پہرے والے پہرہ بدلوا رہے ہیں [illegible] نے خواب کی تیاری کی ہے اور سونے والے
انگڑائیاں لیکر اوٹھ رہے ہیں اپنے اپنے کاروبار کے انجام دینے میں مصروف ہیں شہر علی
الصباح جو ہر دم کا روبار [illegible] بلا اشتیاق محبت بکوئے یار روند + اودھر دونوں لشکروں میں
آراستگی ہو رہی ہے بادشاہ اسلام کا تخت برآمد ہوا اول سلام صاحبقران کا ہوا جس کو
بادشاہ نے ہاتھ سینے پر لا کر جواب دیا پھر اسکے اور سرداروں کے سلام کا جواب ابرون
کے اشارہ سے دیتے جاتے ہیں سرداران نامی و گرامی اپنے شاہ کے سواری حلقے میں
لئے ہوئے ہیں اسی صورت سے میدان جنگ میں آکر اک مقام پر صدر قرار دیکر تخت
بادشاہ کو قائم کیا اور دیگر سردار اپنے اپنے رتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے
بڑھ کر ٹھہرا اور صاحبقران عالیشان بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر
قیام پذیر ہوئے رکاب سعادت انتساب میں بجائے خضران [illegible] عمر عیار چالاک
عالیشان سے علم صاحبقرانی سایہ افگن ہے جسوقت پھریرے میں اوسکے ہوا بھرتی تو آواز یا صاحبقران
یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اور ہر طبل سے آواز یا صاحبقران پیدا ہوتی آج کسی مصلحت سے
صاحبقران عالیشان نے سپر شاہ سپہ ترک صاحبقران اول کو زیب پشت فرمایا ہے
اور تیغ عقرب باندھا ہے اور علم اژدہا پیکر جلوہ گر ہے اور طبل سکندری بج رہا ہے
[illegible] سبب ان [illegible] کے استعمال کا شاید مدد
غیبی اور فال نیک تصور ہو غرض صفین آراستہ ہونے لگیں رستم خان بن کنجاب

بن کنجوب بن ملک خرمان و یوکیش کہ یہ ماموں ہیں شہزادہ نورالدہر کے اور برادر
نسبتی شاہزادہ بدیع الزمان کے دلشکر شکن کے ہیں وارد ہوئے ہیں صاحبقران ثالث کی
تین لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے مدد آئے اور ایک ایک لاکھ سوار رستم خان بن گاؤ
گلی و شاہزادہ بہار مغرب فرامرز عاد مغربی کے ہمراہ بھی ہیں ان لوگوں نے صاحبقران سے عرض
کی ہے کہ جنگ عظیم ہوگی اور پانچ لاکھ سوار ہم لوگوں کے ساتھ ہیں بس یہی کافی ہیں زیادہ کی ضرورت
نہیں ہے فوج نابینا کو تکلیف نہ دیجیے ورنہ باعث ابتری ہوگا صاحبقران نے راے ان لوگوں
کی پسند فرمائی اور فوج نابینا کو میدان سے واپس کیا اور فوج کنہ بور شاہ کے و لشکر دیگر سرداران
بنا جو کہ ان لوگوں سے پہلے آئے تھے اونکی فوج موجود ہے سردار بھی بعض شہید ہوئے بعض موجود ہیں
مگر زخمی یا علیل ہیں ان لوگوں کے سپرد نگہبانی فوج نابینا کے ہوئے غرضکہ چشم زدن میں صفیں آراستہ
ہوئیں میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول سب درست ہوا اور وہ زیر تخت قیصر عاد کا صدر میں
قائم ہوا اور تمام عادی صف باندہکر کہڑے ہوئے اور آدم خواروں نے پہلے لشکر عادیان میں صف اپنے
لشکر کی درست کی اور آگے اونکے پانچ آدم خوار اور پشت نہنگ باندہے ہوئے کرگدن
سیاہ زیر ران ہر تیرہ سرداری تھے اسیطرح ہر سردار مثل طوفان عاد و افغان عاد
و جالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد و بہرام عاد یہ ساتوں سردار سات
لاکھ فوج کے آگے ہمرتبہ سرداری کہڑے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمزادوں سے
مقابلہ میں دیوؤں کا لشکر صف بستہ ہے ہر پہلوان بلندی قامت میں حدود انسانی سے باہر
معلوم ہوتا ہے اور ہر کرگدن ایک پیل مست کے مانند ہے غرضکہ بعد آراستگی صفوف
نال دجدال تبردار دونوں جانب سے نکلے اور جہاڑی جہنڈے کو کاٹکر میدان کو
صاف کیا جب یہ واپس گئے تو بیلدار پہاوڑے باندہے ہوئے نکلے اور پستی و بلندی
زمین کو مثل آئینہ ہموار کر دیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد و غبار میدان ایک دم میں
مثل آئینہ صاف و منور ہوگیا اب دونوں جانب سے نقیبوں نے صفوں میں جاکر آواز دی
کہ اے بہادر و صف شکنو یہ روز مسرت اور روز راحت ہے کوئی با فتح و فیروزی خوش و
مسرور اپنے گہر کو آئیگا اور کوئی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دونوں کے انجام اچہے ہیں اگر
مرے تو شہید اور جئے تو غازی کہلائے دنیا بہی ہی اور عقبے بہی رہی کہ وہاں صلہ میں بہشت
ہے اور یہاں ناموری ہر شخص یہی کہے گا کہ فلان کا بیٹا اور فلان کا پوتا کیا سورما کا دل رکہتا
تہا کہ مرتے مرتے قبضہ شمشیر کو ہاتھ سے نہ چہوڑا اور جو شخص کنارہ کشی کرے گا وہ دونوں
جہان میں خوار و ذلیل ہوگا اپنے ساتھ اپنے بزرگوں کے نام کو مٹائیگا بس جسے جلنی شہادت
و عروس مرگ کی حاجت ہو وہ جان سے دست بردار ہوکر خریدار جنس آخرت
معشوق یوسف جمال مرگ ہو اس لیے کہ دنیاے فانی میں چند روزہ زندگانی کے طمع میں
جان کا عزیز رکہنا اور آبرو سے ہاتہ دہونا اچہا نہیں اگر ہزار برس بہی جئے تو ایک دن
مرنا ضرور ہے کیونکہ (شعر) ذات معبود جاودانی ہے ۔ باقی جو کچہ کہ ہے وہ فانی ہے
جو نام بزرگوں نے اپنے بالپشت کی جانفشانی سے پیدا کیے ہیں مٹ جائے افسوس کی بات ہے
کہ اسکو یوں گنوا دیں اور محنت اونکی رائگان کردیں نام اونہیں کا ہے جنکو بہادران آفاق

ہاتھ بلکہ تو چھوڑا نہ سکے لیکن نہیں معلوم ہوتا تو نے کیا ترکیب کی کہ نیزہ چھوٹ گیا
شیر کچھ بیچارہ نہیں نیزہ بازی خلال بازی روک اس چوب کو کہ یہ طلسم نیچرا جل سے ہے
نسبت خبردار رہنا رستم خان نے کہا کہ ہم خبردار ہیں وار کر بس طوفان عاد غصہ کے
سبب سے جھلا یا ہوا تھا اس نے وہی چوب دست گران سنگ گیارہ سو من کے
ضرب کو اوٹھایا اور سر چرخ دیگر سر رستم خان پہ دو دستی وار کیا رستم خان
نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب دیکست جو سپر پہ پڑی ہے تراقے کی
صدا بلند ہوئی اور سپر سے پھول اوڑ گئے کمر مرکب رستم خان کی شکستہ ہوئی رستم خان چاہا
کہ کود کر توسن ہی علیحدہ ہوں قضائی کار اتفاقات روزگار پاؤں رستم خان کا رکاب میں اوجھا ادھر تو یہ گرے
اور اودھر مرکب رکاب کے جھٹکے سے پاؤں پر آرہا کہ جنبش ٹخنے کی سر کرا گئی طوفان عاد تو سمجھا کہ مار لیا
حریف کو لیکن حالت رستم خان کی جو فراز عاد مغربی نے مشاہدہ فرما کے وہیں سے مرکب کو
اپنی لا جولان کیا اور قریب آکر پوچھا کیا حال ہے رستم خان نے جواب دیا کہ فضل الٰہی
سے رد کیا میں نے وار اوس کا تھا مگر پاؤں رکاب میں اوجھا مرکب کی
کمر ٹوٹ چکی تھی بے حال ہو رہا تھا جھٹکے کے ساتھ ادھر آ رہا پاؤں رکاب سے
نہ نکل سکا جنبش ٹخنے کی جاتی رہی ہے مگر اس سے لڑوں گا فرامرز نے کہا
کیا حالت ہے ہم تو موجود ہیں جب اچھے ہو لینا اوس وقت مقابلہ کرنا یہ سنکر
رستم خان خاموش ہو رہے کہ درد سے رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی تھی فرامرز
نے سواری طلب کر کے رستم خان کو شفاخانہ شاہی کے جانب روانہ کیا
رستم خان کا تو علاج ہونے لگا کنگروں نے پاؤں بٹھایا بندش سے لیکن یہاں
فرامرز عاد مغربی نے طوفان باد سے سامنا کیا طوفان نے کہا کہ دیکھا تو نے
ہم میں نے کیا حالت کی اوس کی اگر تجھ کو اپنی جان عزیز ہے تو مقابلہ نکر اور دین
الکون پرستی اختیار کر کہ بہت اچھا دین ہے اور پرستش خدائے نادیدہ کی ترک کر
فرامرز نے جواب دیا کہ ضرب بہادری کے تو کیا کہدی ہے اور تیرا
خداوند کیا مسخرا قسم کا ہے بس یہہ کلمہ سخت جو اوس نے اپنے خداوند کے
نسبت سنا کہا کہ تم سب لائق اسی کے ہو کہ تم کو سزائے موت دی جاوے
خداوند کا نام اس بے عزتی سے لیتے ہو لو اس کو کہ یہہ طلسم نیچرا جل دست
ملک الموت ہے یہہ کہکر وہی گیارہ سو من کے ضرب سے پیچ کر فرامرز کے
سر پر وار کیا شاہزادہ بہارستان مغرب نے وار اس کا سپر پر روکا تراقے کی
صدا بلند ہوئے شعلہ فلک کو نکل گیا نوق گرد وغبار بلند ہوا کہ فرامرز معہ مرکب
پوشیدہ ہوئے کمر مرکب فرامرز کی شکستہ ہوئی مرکب پہلو کے بل گرا کر فرامرز
ترچھا ہونے سے چوب بدست بالکل شانے پر گرے گیارہ سو من کے ضرب
لشکر شانہ سے کیونکر روکے ہاتھ فرامرز مغربی کا جھول گیا چاہا کہ جوابی اس کو
ہاتھ قابو میں نہ پایا یہہ حالت دیکھ کر عیاران لشکر اسلام دوڑ پڑے اور فرامرز
عاد مغربی کو لیکر شفاخانہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئی طوفان عاد نے پھر مبارز طلب کیا

اور اف و گزاف کرنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے عرض کی
کہ رستم خان بن گاو لنگی اور فرامرز عاد مغربی دونون ہاتھ سے طوفان عاد کے
زخمی ہوئے رستم خان کا پاؤن دبدبہ مرکب دیکر ٹوٹ گیا اور فرامرز کا شانہ شکستہ
ہوا اور مرکب دونون کے دشمن سے ضرب کا لنگڑا ہوا اور تھا سکے کمر بن ٹوٹ گئے
گئین فرمایا کہ ستارہ مسلمانون کا گردش مین ہے خیر جو منظور خدا ہو رستم خان
بن کنجاب گھوڑا بڑھا کر قریب آچکا تھا اس نے عرض کی کہ حضور یہہ عادی سخت
بڑا پہلوان ہے خداوند کریم فتح یاب کرے اب ایک مین باقی ہون تو کیا کر سکتا ہون
جو مجھ سے بدرجہا بہتر تھے وہ تو ہاتھ سے اوس کے زخمی ہو گئے کیا بنا لون گا
لیکن شاید اقبال حضور کا یاوری کرے اور آپ دعا دین اوس کی برکت سے
عجب نہین ہے کہ فتح حاصل ہو مگر وہان تو جتنے ہین کوئی اس سے کم نہین
ہے غلام کس کس سے لڑے گا اب اس خادم کو رخصت جنگ عنایت ہو
اور پروردگار عالم سے مدد طلب کرین بدیع الملک نے کہا کہ بہتر ہے کہ مجھے
اس کے مقابلے کے واسطے جانے دو میدان کو فرق کردو رستم خان
نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کہ خادمون کے ہوتے آقا لڑنے کو جائے
جس وقت ہم نہ ہونگے اوس وقت حضور کو اختیار ہے لیکن ہم ابھی موجود ہین مین
آپ کو نہ جانے دینگے یہان تو یہہ بحث درپیش ہے اور اودھر طوفان عاد بار
بار مبارز طلب کر رہا ہے کہ یہ تقریر تقدیم و تاخیر بیکار ہے اس لئے کہ انجام سب کا
ایک ہی جانا ہے پہلے آؤ چاہے بعد لیکن دیر کرنا اچھا نہین ہے یہہ سنکر رستم خان
نے باگ مرکب کی لی اور صاحبقران کو قسم دیکر دکا تھا کہ جانب بیابان سے
یکایک گرد پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آگے آگے دامن گرد چاک ہوا
اب جو دیکھتے ہین تو صحرا نہین ہے لالہ زار معلوم ہوتا ہے گل لالہ کا تختہ کھلا ہوا ہے
وہی نقاب دار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے مرکب دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے
صاحبقران نے پوچھا کون آیا ہے لوگون نے عرض کی کہ حضور وہی نقاب دار
سرخپوش ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو مانند سایہ کے ہر وقت اور ہر جگہ
موجود رہتا ہے خداوند عالم اس کو سلامت باکرامت رکھے نہین معلوم
یہ مرد بزرگ کون ہے جس کو اس قدر مجھ سے محبت ہے کہ ہر درد مین شریک حال اپنا
سمجھ کر جیسے شمع پر پروانہ ہوتا ہے سیکڑون احسان مجھ پر کئے ہین کہان تک شکریہ
نقاب دار کا ادا کرون ابھی یہ کہتے تھے کہ کوئی طرف سے بعد سلام مزاج پرسی
نقاب دار کی گرد سے رستم خان بن کنجاب قریب کھڑے ہو گئے تھے
ابھی مرکب پایا نہ تھا اور گرد کے اوڑاتے سے اور تامل ہوا تھا کہ دیکھین کون آتا ہے
تو پہلے رستم خان پیام صاحبقران عالی شان کا نقاب دار سرخپوش کو
دیا امیر باتوقیر آپ کو سلام کہتے ہین اور مزاج پوچھتے ہین نقاب دار نے سر سے
جواب سلام ادا کیا اور کہا کہ میرے جانب سے بھی مزاج پوچھو اور سلام کہو

اوئی الیس کہتے ہی نقابدار نے زین خالی کیا چوب مرکب پر پڑی مرکب نقش زمین ہوکر رہگیا لیکن نقابدار
بہادر اوسکے تشق گرد مین سے باہر نکل آیا تھا ذکر زیر گرگدن طوفان عاد پر پہونچ گئے اوسپر طوفان
عاد نے زد مرد و بیست کردم کا نعرہ کیا اور فوج کفار سے تعریف کی صدا بلند ہوئی قلب صاحبقران
عالیشان کا تہ آگیا کہ نہ معلوم نقابدار پر کیا گذری اہل اسلام کو گمان ہوا کہ نقابدار مارا گیا لیکن [illegible]
نقابدار پہلے تو چھپا کھڑا تھا تھوڑی دور جاکر پلٹ گیا یہہ معمہ کسیکی سمجھ مین نہ آیا صاحبقران ذیشان
نے فرمایا کہ نقابدار بہادر پر کیا گذری رستم خان بن گنجاب نے عرض کی کہ تشق گرد
طرف ہو تو حال نقابدار کا معلوم ہو فرمایا کہ کوئی عیار بہیجو اسے خبر نہین گیا ہے عرض کی کہ
نقابدار جاتا تھا مگر راستے سے پھر آیا کہ نعرہ الله اکبر کی آواز کان مین آئی دیکھا تو نقابدار
مہر خوشش طوفان عاد کو معہ کرگدن اوٹھائے ہوے لئے جاتا ہے رستم خان بن گنجاب
کے تو ہوش باختہ ہو گئے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور یہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
اتنا بڑا جوان جسکے ضرب سے گرز مرکب نقابدار کی شکستہ ہوئی اوسکو معہ مرکب اوٹھا لیا
اور اس فیل آہنی کی طرف لئے جاتا ہے جو حد پایان نہ لاق کہا جاتا ہے اور ڈیرھ سو قدم
کے فاصلہ پر ہے پھر چنا طوفان عاد جانتا ہے کہ مرکب سے کود پڑون مگر نقابدار نے
پاؤن اسطرح پکڑے ہین ایک انچ نہین کہ جنبش کرے نہین بدیع الملک نے کہا یہ زور سوا دادا
صاحب یعنی عالمشاہ روئین تن [illegible] بارگاہ جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور کسی [illegible]
تہا سبحان الله کیا یہہ بھی کوئی اونہین بزرگ کی یادگار ہین اور یہہ دیوون کا لشکر تعجب سے دیکھ رہا ہی
کہ یہہ انسان ہے یا جن ہے کہ اتنے بڑے پہاڑ کو کہ دو پہاڑون کو تلے اوپر اوٹھائے ہوے
ہین لیکن دیکہا چاہئے کہ انجام کیا ہوتا ہے وہان نقابدار پرجوش طوفان عاد کو معہ کرگدن اوٹھا
ہوے فیل [illegible] تک لیگئے جسکا فاصلہ پران جناب سے ڈیرھ سو قدم تھا اور پٹکار کر کہا کہ او
طوفان کیا تو نے زور دیکھے اپنے ہاتھون کا اب کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین
طوفان نے کہا اے نقابدار یہہ میرے غرور کی سزا مجکو خداوندا کوان نے دی ہے مگر موت ابہی
تو اوسکے مین بہی نہین کی [illegible] کس بات کا ہے چونکہ میرا اختیار کرون فرمایا
نقابدار نے کہ شیطان تجہپر مسلط ہے اور تو راہ پر نہ آئیگا دیکھ سنبہل اور ہوشیار ہو جا کہ اب
انتہی حیات تیری طوفانی ہوا چاہتی ہے یہہ کہکر دونون ہاتھون پر تولکر [illegible]
پر مارا پیکر طوفان عاد کا معہ کرگدن چور ہوگیا لشکر نقابدار سے شور مبارکباد بلند ہوا لوگ
خوشیان منانے لگے اور عیار نقابدار دہم امرکب لیکر چلا اہل اسلام نے تحسین [illegible] کی
[illegible] کی صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت اتنے زور رستم نوجوان کا دکھلا دیا یہہ آپ [illegible] کے
واسطے تھا نقابدار نے جواب دیا کہ مین بھی غلام اونکا ہون ہان اونکا زور اولاد دکھا [illegible]
ایسے ایسے لوگ اونکی اولاد مین موجود ہین قیصر عاد نے جو دیکہا کہ اتنے بڑے سردار کو نقابدار نے
اس ذلت و خواری سے مارا کہ کسی اوسکو بھی کوئی زبردست نہین مار سکتا اب اس نقابدار
سے کون لڑے گا بس اسنے زانو پر ہاتھ مارا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھتے ہو
نقابدار نے اتنے بڑے سردار کو مارکر خون صاف نکالا جاتا ہے گہیر لو اسکو جانے نہ دو یہہ حکم پاتے ہی
سات لاکھ چالیس ہزار کا لشکر گہوڑے دوڑا کر نقابدار کیطرف چلا ابہی دیکھتے ہی لشکر نقابدار کے [illegible]

لپیٹ کر جو کھینچا بہرام عاد جو نشست میں آ گئے زرہ البس نقاب دار نے بائیں ہاتھ سے کمر زنجیر کا
بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا زین سے اوٹھا لیا اور سر پر بلند کرکے بچا
سر سے لیا گیارہ سو من کے چوب کا لنگر اور بہرام بچا جسکے حیات کر ایک دلیر انسان کے
ہاتھ پر بلند معلوم ہوتا ہے فضل نے پکار کر کہا کہ اے نقاب دار عالی وقار سبحان اللہ کیا تاب و
طاقت ہے کسی کی جو اس دیو سے مقابلہ کر سکے اس وقت حضور نے شاہزادہ کہرمن حمزہ
یونانی کو یاد دلا دیا اسطرح چوب دست سوا اونکے کسینے نہیں حریف سے چھینی اور اس حریف
کو ہاتھوں کی قوت سے کسینے پشت پر روک لیا پھر زور اولکا دکہایا تھا یا آج حضور نے یہ قوت دکھائی
یہ زور دیکھکر فضل سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑے شخص ہیں لیکن صاحبقران نے جو یہ
الفاظ سنے اونکے بھی کان کھڑے ہوئے کہ نقاب دار تو صاحبقرانی کر رہا ہے نہیں معلوم یہ کون صاحب
ہیں لیکن قران ثالث نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیئے بادشاہ لشکر مخالف شہنشاہ اسلام
کی طرف آتا ہے قریب ہے کہ بادشاہ پر حملہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ میرے مرکب کی
اوس کی طرف پھیر دو قیصر عاد قریب تو آ ہی چکا تھا قران نے باگ اشہب صاحبقران
پکڑ کر سامنے کر دیا اور آواز دی کہ اوسنے تیغ مارا ہے صاحبقران نے سپر گرشاسب
کو جو سیلی کی پناہ کیا تیغ جو پڑا تا ہے سپر سے نیچے پیدا ہوئے اور تیغ سے لپٹ گئی کمر اسنے
تیغ کھینچا کہ یہ کس بلا میں پھنس گیا لیکن تیغ نہ چھوٹا صاحبقران نے بند دست پکڑ لیا
اور جست کر کے اسکے تخت پر سے گئے اور ٹٹول کر زنجیر کا بند پکڑ لیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور
کیا زین سے اوٹھا لیا نقاب دار نے دیکھا کہ خاتمہ لڑائی کا ہوا چاہتا ہے صاحبقران
نے بادشاہ لشکر کو گرفتار کر لیا بس مرکب کو جو کا کر مثل برق قریب علمدار پہونچے اور ایک
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ علم قلم ہو کر سرنگون ہوا علمدار لشکر نے تلوار ماری نقاب دار
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سر اوسکا مثل حباب کے چار ٹکڑے ہو گئے
اودہر قیصر عاد نے صدا کی امان پائیں کی صاحبقران نے فرمایا کہ بشرط ایمان قیصر عاد
نے کہا دینے قبول ہے مذہب آپکا بیشک برحق ہے اور لات منات حرام زادہ کافر ملعون تھا
پہلے بھی حقیقت اسلام ثابت ہو گئی صاحبقران نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا
قیصر عاد کی فوج یورش کرکے قریب پہونچ گئی تھی ایک آدمی نے صاحبقران
پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا کہ اسی نے ہاتھ سے منع کیا اور کہا کہ ہمارے لشکر میں طبل
امان بجوا دو ادہر تو نقارہ امان پر چوب لگی دونوں لشکر علیحدہ ہونے لگے نقاب دار
کسی قدر زخمی بھی ہو چکے تھے اونہوں نے باواز بلند کہا کہ یا حضرت صاحبقران
سلام رخصت میرا قبول ہو اور یہ امانت اپنی لیجئے یہ کہکر فضل بن کیا سور
خون آشام کی طرف اشارہ کیا کر رکھو اسکو اور خود بہرام عاد کو اوسنے بائیں
ہاتھ سے فضل کی طرف پھینکا فضل نے دونوں ہاتھ سے روک لیا نقاب دار
سکو اسکے اور فضل کی تعریف کی اور فضل نے ادب سے سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ کب تک اپنے دیدار کو ترسائیگا اس عنایت کے ساتھ یہ بے اعتنائی
کہ دم بھر کو آپ نہیں ٹھہرتے نقاب دار نے کہا کہ انشاء اللہ وہ وقت بھی قریب ہے

کہ ہم آپ سب ایک ہی مقام پر ہو نکلے یہ کہکر نقاب دار نے باگ مرکب کی لی اور جانب
صحرا روانہ ہوگیا عقب مین اسکے تمام سرجوش گھوڑے بار ہے ہو ہو دم بدم مین اس طرح
نظرون سے پنہان ہوگئے کہ گویا بیابان نہ طاق مین تھی ہی نہین صاحبقران مع لشکر
فراوان اپنے فرودگاہ پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے آج کی خستگی ایسی نہ تھی کہ دربار ہو سکتا
قیصر عاد کو بھی رخصت فرمادیا شب کو آرام فرمایا اودھر قیصر عاد اپنی بارگاہ مین آیا رات
اسنے بھی سو کر تمام کی صبح کو خدمت صاحبقران مین مع پانچہزار سردارون کے جو جنگ مین قتل
سے بچے تھے روانہ ہوا یہان دربار آراستہ تھا بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن تھے
صاحبقران دنگل ناوعنبر پر متمکن تھے سرداران نامی وگرامی گرد و پیش جمع تھے تعریف
نقابدار سرجوش کی ہو رہی تھی بدیع الملک فرمارہے تھے کہ کل تو نقاب دار
نے قوت صاحبقران دکہادی سبحان اللہ خداوند عالم نقاب دار عالیمقدار کو چشم
زخم سے محفوظ رکھے فضل بھی کہتا ہے کہ حضور امیر المومنین واقعہ ہے کہ چوب کو نہ جانے
دیا اپنے سر سے روکا ہاتھ سے روکا اور اتنے بڑے جوان کو مثل برگ درخت کے زمین
اوٹھا لیا اور ہاتھ پر بچا کے پرے لئے ہوئے اٹھا لئے عمرو بن سارق نے کہا کہ شاہزادہ
ہلاک قاسم کے اپنے دل نے نقاب دار کے مین در فاتے زنجیر خوار نے کہا کہ قوت
شاہ اسکو کہ کر دکہلادی وہ دست راسی و دست چپ متفق ہوکر تعریف کر رہے ہین
کہ اتنے مین چوبدار نے عرض کی قیصر عاد مع چار سرداران عاد کے حاضر ہے فرمایا بلاؤ
قیصر عاد حاضر حضور ہوا بطریق خداپرستان تسلام کیا بادشاہ نے دنگل بیٹھنے کو مرحمت
فرمایا قیصر عاد دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام دیا دو چار جام پیئے اور عرض کیا کہ جو آپکے
دین مین آئے وہ کیا کئے صاحبقران نے کلمہ تعلیم فرمایا قیصر عاد از صدق مسلمان ہوا بعد
اسکے چار سو سرداران عاد و صمصام عاد و قمقام عاد جو اسکے ہمراہ آئے تھے
کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوئے اب صاحبقران نے قیدی بہرام عاد کی طلب
کی داروغہ زندان ہمراہ بہرام کو مسلسل و مطوق لایا بہرام نے آتے ہی بطریق
اہل اسلام سلام کیا سب نے مرحبا کی ہتکڑیان و بیڑیان اسیوقت کھلوادی گئین
اور دنگل اسکو بیٹھنے کو بچھایا گیا اور کلمہ تعلیم کیا گیا بہرام بھی کلمہ پڑھکر از صدق
مسلمان ہوا اور اسنے عرض کی کہ مجھے پہلے ہی آپ لوگون سے مقابلہ مین آتے
ہوئے غیرت معلوم ہوتی تھی کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ آنکہون والے اندھون سے
لڑین اور حضور اپنے بلانے سے دریافت فرمالین کہ مین نے سرداران نابینا
کی طرف رخ کبھی نہین کیا تھا ہر چند کہ اب ظاہر ہو گیا کہ آپ مؤید من اللہ اور صاحب
اقبال و جاہ ہین مجھ ایسے کیا بلکہ مجھ سے بہتر سردار آپکی غلامی کرتے ہین اور شکر ہے
خدا کا کہ ہم لوگ خوش نصیب تھے جو دولت ایمان بہی ملے اور آپ کی غلامی
مین آگئے اب حضور اطمینان رکھین کہ عادیان مین ہم سے بہت سردار
نہین ہین جو آکر مقابلہ کرینگے اور ہم لوگ سرفروشی و جان نثاری کو ہر
طرح موجود ہین مگر نقصان ساحر وہان کے باسے جیسا ہمان آفت

روزگار ہین سے علے الخصوص بیابان ہولناک کے لوگ وہ مہیب صورتین ہین کہتے ہین کہ
دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے سنا ہے کہ آبگینہ اندام جادو اتنا بڑا ساحر ہے کہ دعوائے
خداوندی کرتا تھا لیکن جب آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا اور علمداری
الکوان تاجدار مین آیا تو اوسنے ساحران اوسکے سحر پر ہنستا تھا اوٹھا یہ ہے کہ جب اوسکی
تعلیم کیا تو وہ یہان سے ساحرون مین بیٹھنے کے قابل ہوا ورنہ طفل مکتب تصور کیا
جاتا تھا قیصر عاد نے عرض کی کہ اب اگر ارشاد ہو تو مین اپنے لشکر کو جا کر لے آؤن
اور اب سے حفاظت لشکر صاحبقران کے خدمت میرے سپرد ہو فرمایا کیا مضائقہ ہے
قیصر عاد رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور ایک بلندی پر کھڑے ہوکر یہہ کلمات شان
وحدانیت ایزدی مین کہے اور کہا کہ جنپر لعنت کی وہی الکوان ہے جسکو یا تقصیر اد ینا ہو
وہ مذہب اسلام اختیار کرکے مسلمانون کا شریک ہو ورنہ جہان جنکا جی چاہے چلا جائے
سب نے عرض کی جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کہان جائین قیصر عاد
سبکو مرحبا کہی اور لشکر کو مع بارگاہ وغیرہ ہمراہ لیکر دوبارہ خدمت امیر با توقیر
مین حاضر ہوا اور اپنے لشکر کو مثل ایک دایرہ کے گرد لشکر اسلام کے برائے حفاظت
معین کیا طلایہ کے گشت کے واسطے کچھہ لوگ الگ معین کرکے اونپر جالوس عاد و
سالوس عاد و بہرام عاد و صمصام عاد وغیرہ کو معین کیا اور خود افسرون کے نگرانی کا
ذمہ دار ہوا ابھی قیصر عاد حاضر خدمت صاحبقران تھا کہ چالاک ثانی پہنچے کر آیا
اور عرض کی کہ کچھہ آدمخوار جو جو آدمخوار کے ساتھہ مار بھاگنے سے بچ رہے اور قیصر عاد
کے ہدایت کرنے سے مسلمان ہو گئے تھے وہ صحرا مین مردون کا گوشت کھا رہے ہین
اتنا لحاظ تو ضرور کرتے ہین کہ لاشے اہل اسلام کی نہین چھوتے ہین لیکن کفار کے
مردون کو چبائے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ابھی تک لاشے میدان جنگ سے
اوٹھے نہین چالاک نے عرض کی ہر ایک مسلمان کو دفن کیا جا چکا ہے اور لاشہاے کفار دریا مین پہینکے
جا رہے ہین کہ میدان کی ہوا خراب نہو لیکن لاکھون آدمی مارا گیا ہے کل سے
اس وقت تک کئی ہزار آدمی اسی کام پر مامور ہین مگر ابھی تک فرصت نہین ملی
صاحبقران نے قیصر عاد سے فرمایا کہ تم جا کر اون لوگون کو سمجھا دو کہ مذہب اسلام کے
آئین ہین انسان کو انسان کا گوشت کھانا جائز نہین ہے خبردار کبھی ایسا نکرنا لوگ تو
سمجھے کہ آدمخوارون پر عتاب آئیگا لیکن صاحبقران عقل سلیم رکھتے ہین سمجھہ گئے
کہ بسبب ناواقفیت کے یہہ لوگ ایسا کر رہے ہین قیصر عاد حسب الحکم صاحبقران
عالی شان میدان جنگ مین پہونچا اور آدمخوارون کو اونکی بلانوشی سے منع کیا اور
کہا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ انسان پر انسان کا گوشت حرام ہے آدمخوارون نے کہا
کہ ہم تو سمجھے کہ کوئی شے ضایع نکرنا چاہیئے جہانتک ہو سکے سو آپنے یہ صاحبقران
کھانا نہ کھلاتا پڑیگا اسکے علاوہ زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ ہمنے کفار کی طرف سے مسلمانون
کا گوشت کھایا اب مسلمانونکی طرف ہین تو کفار کی ہڈیان چبائین کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے
میزان عدل مین برابر ہو جاتے ہین لیکن اگر مرضی صاحبقران کے خلاف ہے تو ہم بھی سمجھکر آپنے بھ... ہین

بانچوین قلعون کفار بہرا ہوا صاحبقران نے کچھ پوشاک اُدھ خوارون کے تعلیم و تربیت آئین دین کیواسطے
مقرر کئے اور بہت سے تون بپا انکی بہت شفقت فرمایا کہ یہہ بہی جانوران درندون سے کم نہین ہین غرضکہ اب
صاحبقران کو تو اسی کیفیت مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے چند کلمہ داستان خواجہ ثالث
یعنی خضران بن عمرو کے لکھے جاتے ہین لذا ارشد ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس داستان حیرت
نشان کو کہ خواجہ ثالث یعنی خضران بن عمرو عیار صاحبقران عالیشان لشکرون کے ساتھ سے نکلے
ننگے ہوئے بصیر جادو سے پوشاک طلب کرتے ہوئے چلے جاتے ہین بصیر جادو سبکو کہتا جاتا ہے
کہ گھبراؤ نہین سبکو پوشاک دونگا کوئی تو کہتا ہے کہ میرا جوڑا سو روپیہ سے تیاری کا تہا کوئی کہتا ہے
کہ اب کاہے کی دہوتی ہی ملجائے جس سے ستر کرین آپ خواجہ سلامت ایک طرف سے پکارے
کہ غلام کا عمامہ سونے کا تہا بصیر جادو نے پوچہا تو کون ہے کہا غلام فضلو مردہا ہے جسوقت
بصیر جادو اپنے رہنے کے جگہ پہونچا خادم سے کہا کہ پہلے سے پوشاک دو خواجہ اونسی خادم
ساتھ ہوئے دامن سے لپٹا ہوا جاتے ہین کہ جلدی دو کہ مین ستر کرون لیکن لنکیون سے بصیر جادو
کی طرف بہی دیکہتا جاتا ہے بصیر جادو نے سرا برا سکے ایک بت رکہا تہا اوس سے پوچہا
کہ ان مین قاتل تو میرا نہین ہے بت نے جواب دیا کہ یہہ کیا سامنے مردہا بنا کہڑا ہے بصیر
سنکے رو پٹنے لگا کہ ہو کیا بتا ہے کہ خضران نے کلیم اوڑہ لی اب جو بصیر دیکہتا ہے تو
کچھ نظر نہین آتا لیکن خواجہ خضران نے قریب آکر ایک چپت بصیر جادو کے رسید کی بصیر
ادہر متوجہ ہوا کہ یہہ کون ہے بے ادب ہے اتنے دوسرے ہاتھ سے بت اوٹھا کر داخل
زنبیل کیا اب جو بصیر پلٹ کر دیکہتا ہے تو بت بہی غائب اب تو بصیر جادو کے حواس گم
اور اوٹھکر خود بہی بہاگا اور کہا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے جو یہان آئے گا مین ترنج سحر
مارونگا یہ سب ڈر کی دور فریاد کر رہے ہین بصیر جادو کوہ قضا و قدر سے اوتر کر صحرا کی طرف
بہاگا جاتا تہا نے قریب بتخانہ سامری کے پہونچا اور بنتون کو آواز دی کہ جلد نکلو یہان سے
منت کر کے بہاگے بصیر بتخانہ مین داخل ہوا اور گرد حصار سحر کہینچدیا کہ کوئی اندر نہ آسکے اور عہد کر لیا
کہ خداوند سامری ہی کی خدمت مین یہہ آٹھ روز گذارونگا جب ساعات بد گذر جائینگے
اوس وقت یہان سے نکلونگا اب یہ تو یہان بیٹہا ہے لیکن وہ بیچارے ننگے پہر فریاد کرتے ہوئے
قلعہ کیطرف چلے جسوقت قریب قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے دیکھا کہا کیا خوب تماشہ ہے ننگون کا
ڈیرا کہل گیا ہے ادہر تو یہ سب فریاد کر رہے ہین کہ ہماری خبر براے خداوند لقا ان تاجدار
طوفان بن صرصر جادو حاکم قلعہ کوہ قضا و قدر سے کہدو اودہر اہل قلعہ شور کر رہے ہین
کہ خبردار ادہر نہ آنا ہے تم لوگ بدقسمت ہوا رہے کیا تم سب الکرم سے دیوانے ہو گئے ہو ایسی
ہو حالت تباہی وہ لوگ کہہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ ایک بلا جسنے ہماری یہ گت بنائی ہے
تو یہہ کہو ادہر ایسا نہو کہ تم بہی اسی آفت مین مبتلا ہو اہل قلعہ نے گالیان دین
کہ کمبختو ہو حالت مبارک ہے تمہارے ساتھ ایسی بلا ہے تو خبردار اس طرف کا قصد
نکرنا ورنہ سزا پاؤ گے بادشاہ شکار کو گیا ہے وہ دادرسی تمہاری کون کریگا اب تو یہ سب اور
پریشان ہوئے تنگ جانون سے عاجز ہین کہتے ہین دل مین کہ یا خداوند لقا ان بیچون کون سی
خطا کی تہی جسکے عوض مین ہماری یہہ حالت کی ہے ہم تو یہہ کہتے ہین کہ ہمکو اس بلا سے نجات دیجئے

اوراس

اور اس آسیب کو ہم سے دفع کیجیے کہ کوئی ہمارے پیٹنے اور قریب آنے کا روادار نہیں ہے اب
یہہ شور و غوغا کرتے ہوئے اور پیٹتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے عجب شان سے کہ
جسمین ذرا شرم دامنگیر نہوتی تھی ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے بھاگے جاتے ہیں اور
بے غیرت ہیں اونہیں اسکی بھی پروا نہیں عورت مرد بچے بوڑھے سب ایک رنگ میں ہیں
جنگلیوں کی طرح پھر رہے ہیں غرض ثالث ابھی تک اس غول کے ساتھ ہیں لیکن اب پاس ہی
گیا رکھا ہے جو کہ وہیں لیکن یہہ سب فریاد کنان پاس طوفان بن سرکش جادو کے پہونچے
اس نے جو دیکھا کہ یہہ سیکڑون آدمی چلے آتے ہیں تو یہی گمان کیا کہ اس صحرا مین تو ننگا پن
کبھی نہین دیکھتے تھے آج یہہ فوج کی فوج کہاں سے آگئے پہلے تو اپنے ڈر کر سحر کرنے کا قصد
کیا تھا لیکن جب وہ لوگ قریب آئے اور اس نے انہیں پہچانا کہا ارے یہہ کیا حال ہوا
تمہارا انہوں نے سب سرگذشت بیان کی کہ اسطرح عیار اسلام آیا پہلے یہاں خوش الحان بن کر
شعلہ افروز جادو کو مارا اور گنبد مین سے پتلی کو چرایا ہم سب کو ننگا کیا ڈر سے اور ترڈا سے
گھر کے گھر لوٹ لئے ہم فریاد کنان نصیر جادو کے پاس پہونچے نصیر نے پوشاکین دینے کا حکم فرمایا
لیکن اوس عیار بدکردار نے نصیر جادو کو بھی آگ تپت رسیدگی اور وہ بہت سے
نصیر ہر وقت کی خبر دریافت کرتا تھا چرا لیا نصیر یہہ حرکت اوسکی دیکھکر ڈرا اور بھاگ کر تہخانہ
سامری مین چھپا ہم لوگ تباہ و برباد یہان تک آکر پہونچے طوفان بن سرکش کبھی تو
پریشان ہوتا ہے کبھی بےساختہ ان واقعات کے تصور میں ہنس پڑتا ہے غرضکہ طوفان جادو
نے سب کو تسکین دی اور اپنے ہمراہ لیکر قلعہ طوفانیہ کے طرف چلا آگے آگے سواری طوفان
کی ہے پیچھے پیچھے ننگون کی فوج ہے قلعہ طوفانیہ کو جا رہے ہیں راستے مین دیکھا طوفان
نے کہ ایک لڑکی چودہ پندرہ برس کا سن و سال مگر پری جمال ہے ناک مین اسکی ایک
موتی کی نتھ پڑی ہوئی کچھ بیٹھے درخت کے نیچے بیٹھی ہوئے اون سے اپنا سر رکھے بیٹھی
رو رہی ہے طوفان کو حالت اسکی دیکھکر ترس آیا اور طبیعت بھی راغب ہوئی
اس لئے کہ سینہ پر اس کے جو کچھ ابھار ہے وہ بالکل پوشیدہ نہیں ہے کپڑا لو
جسم پر نہیں ہوں سے [illegible] ہے سینہ کس جتن سے چھپایا ہے
طوفان بن سرکش جادو نے اپنے خادم ابلق جادو سے کہا کہ تو چپکے سے
اسکو صندوق سحر میں بند کرکے ساتھ لے لے ابلق جادو نے قریب جاکر اس کو
صندوق سحر میں بند کیا اور خیمہ میں پہونچا دیا طوفان بن سرکش نے
شہر میں آکر سب کو اطمینان دلایا پوشاکین تقسیم کرائین پورے بہت سے
دے دئیے کہ اسوقت تو پہن لو پھر گھر جاکر سب لوگ اپنا
یہہ سب دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے لیکن طوفان بن سرکش اپنے
خیمہ مین آیا اس کا قاعدہ یہہ ہے اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا ہے مکان کے
رہنے سے خیمہ کے رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہے صحرا اچھا ہے اسکی رغبت ہے
جس وقت شام ہوئی اور پہنچ بستر خواب پر جا لیٹا اسی عورت کا خیال آیا
نیت تو اسکی بد ہو ہی چکی تھی ابلق جادو سے کہا کہ وہ صندوق کہاں ہے

ابلق جادو نے صندوق حاضر کیا طوفان بن سرکش جادو نے صندوق کہولکر اسمین سے ناز نین کو نکالا جس وقت نظر ناز نین کی طوفان بن سرکش جادو پر پڑی اس نے عجب غمزہ سے کلمہ شکایت زبان پر جاری کیا کہ واہ صاحب یہہ بہی کوئی بات ہے کہ اسوقت تک مین برہنہ ہون تمام زمانے کو آپ نے پوشاکین تقسیم کین اور مجھے کچھہ نہ دیا اس مہربانی سے تو آپکی نامہربانی ہی بہتر تہی بقول داغ شعر

خوشنوائی سے نہ کہا ہمکو سیہ صیاد نے		ہم بنے اچھے رہے صد شکر مین اوترنے والے

وہان اوس نے خوشنوائی کہا ہے مجھے بہی خوش جمالی کہنا چاہیئے حالانکہ مین تو اسیے تردیاب کوئی خوبصورت تو ان مین نہین ہون اور نہ کچہ نقشہ رنگ روپ کچہہ نہین ہے اور برا ہو اوس موئے عیار کا کہ جس نے لباس کی زینت بہی دور کرا دی ہان یہہ اور بات ہے کہ آپکے چشم توجہ ہی آپ مین بہی اپنے حسینون مین شمار کرنے لگون تو بیجا نہین مثل مشہور ہے کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن جس کا کوئی چاہنے والا پیدا ہو جائے وہ ہزار حسینون کی حسین ہے طوفان اسکی پاؤن پر لیس گیا کہا اسے جان جہان وا سے آرام دل مشتاقان خدا نہ جانے بیشک مجھے خیال نہین رہا اور زیادہ تر سبب اوسکا یہہ تہا کہ ملکہ مین نے مخفی کر دیا تہا اسپر لباس کی کیا ضرورت لباس ایک ایسی شے ہے جس سے جسم کو پوشیدہ کرتے ہین کیون گہبراتی ہو ہماری پیاری جوڑے تمہارے واسطے بنے ہین مجھے سونے مین زرد اور موتیون مین سفید کر دونگا مین اسوقت کوہ قضا و قدر اور تیجا نیز ساحری تیرکے مقامات کا حاکم ہون گو اور سلطنتین میری سلطنت سے بڑی ہون یہہ زر و جواہر یہین جوان ہیون کے بدولت میرے خزانہ مین ہے دنیا بہر مین جس ساحری پرست کو کوئی عمدہ شے دستیاب ہوتی ہے یہان لاکر چڑہا دیتا ہے اور وہ شئے مایہ دولت کے قبضہ مین آجاتی ہے لیکن اسے جان جہان اسوقت تو تم اسی طرح اچھی معلوم ہوتی ہو لباس کی خوبصورتی جسم کی اصلی حسن سے بہتر نہین ہے نازنین جہپی جاتی ہے اور کہتی ہے کہ تا ادنیٰ الگ ہٹ کو بیٹہو دیکہو میرا کوزا بند اسطرح کہین صورت لیتا ابہی میری شادی تک نہین ہوئی ہے طوفان نے کہا کہ ہم اپنے ساتھہ تمہاری شادی کرینگے تم کوہ قضا و قدر مین شہنشاہ بیگم کہلاؤگی نازنین کہتی ہے کہ مجھے یہہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین باتین تو سب کچہہ یہین اور ابتک کوئی چادر بہی نہ دی کہ مین لپیٹ لیتی مردون کی جعلسازی مین بہت کچہہ سن چکی ہون کہ ہر فقرہ سے اپنا مطلب کر لیتے ہین اور پہر تو جیسے بہی ہین طوفان بن سرکش نے دیکہا کہ یہہ بدمزاج ہوتی ہے اسیوقت پیلا تہبند کالکر اسکو دیا کہ اسکو ساری کی طرح باندھ لو عوض اسکا بڑا ہے صبح کو جسقدر کہو گی پوشاکین بنجا ئینگی نازنین نے کہا تم اپنا منہہ اوس طرف پہیر لو طوفان نے منہہ پہیرا نازنین نے ساری باندہی اب جو طوفان نے دیکہا تو اور ہی جوبن ہین انکے مین ابلق جادو نے آواز دی کہ حضور مین حاضر ہون طوفان بن سرکش نے کہا کیا کام ہے اوسنے عرض کی کہ نامہ لچھمن جادو کا ہے ضروری ہے اسکو ملاحظہ کر لیجئے طوفان نے نامہ ابلق جادو سے لیا اور ابلق جادو کو رخصت کر دیا نازنین نے کہا کہ نامہ کس کا ہے طوفان بن سرکش نے کہا کہ لچھمن جادو جسکی تلاش مین عیار اہل اسلام آیا تہا جسنے تم سب کی یہہ

طوفان نے پوچھا پھر اس سے کیا فائدہ ہوگا نصیر جادو نے کہا کہ اگر وہ عیار مکار اسطرف
آئیگا اور خوشبو گلاب کی اوسکے دماغ تک پہونچ جائیگی بس دیوانہ ہو جائیگا اور اب
آٹھ روز تجھسے ملاقات نہو گی یہ کہکر نصیر جادو نے وہان بت سے ہاتھ بڑہا کر پھول دیا
طوفان نقلی نے پھول لے لیا اور کہا کہ تجھے اپنی حفاظت تو کرلی یہ گل جیات میرا کو
لیتے جاؤ اور اسکو بحفاظت تمام رکھنا نصیر نے کہا کہ اچھا وہان بت مین طوفان نے
ایک دوسرا پھول موتیے کا جیب سے نکالکر وہان بت مین ڈالدیا فوراً چھینک مارنے کی
آواز پیدا ہوئی طوفان نے دوڑکر لات ماری کہ بت گرا دیکھا تو نصیر جادو
بیہوش پڑا ہے آواز دی کہ حرامزادے بہت پریشان کیا تھا تو نے پہلو سے ابلق جادو
نے آواز دی کہ ای بادشاہ یہ کیا حرکت ہے پلٹ کر کہا کہ تجھکو کیا دخل ہے اور
حباب بیہوشی مارا کہ ابلق جادو بھی بیہوش ہوکر گرا ابتو انہوں نے نعرہ کیا کہ منم شاہ
عیاران عیار بیباک طرار نخجیر گذار ریش تراش شہید کافران وسر بریدہ جادوگران یعنی
عمرو ثالث اور جلدی سے زبانین دونون کی کھینچ کھینچ کر نکالا سوزن کرکے زنبیل مین ڈال لیا
اور وہان سے سامنے درخت تھا اوس درخت کے نیچے آئے اور اپنی ہیئت اصلی بنائی
اور پہلے طوفان کو زنبیل سے نکالکر درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا فرمایا ای طوفان
نہین پہچانا تو نے مجھکو میں خضران بن عمرو کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین دیکھا تو نے
وہ کیسا قادر مطلق ہے اک نخیف الجثہ بے دست و پا مجھ ایسے گنہگار کو اوسنے اپنی مدد سے
اس مرتبہ کو پہونچایا کہ اس وقت تجھسا ساحر میرے قابو مین ہے اگر اوس کے خداوندی
برحق تھی تو بچا نہ لیا تجھکو طوفان دل مین قائل ہوا اور اشارہ سے قلم دوات طلب کیا
خضران نے قلم دوات جیب سے نکالکر پیش کیا اور کہا کہ لکھ کیا لکھتا ہے طوفان بن
سرکش نے لکھا کہ واقعی مین دین آپکا برحق ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور مجھسے
آپکو بہت مدد ملی خضران نے بسم اللہ کہکر نکالا زبان سے طوفان کی کھینچ لیا طوفان نے
اوٹ کی تمام قید چل گیا اب خضران نے کہا کہ نصیر جادو اور ابلق جادو بھی میرے
پاس ہین طوفان بن سرکش جادو نے کہا کہ نصیر کو تو رہنے دو مجھے ابلق جادو
کو نکال دیجئے خضران نے ابلق جادو کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور نکالا زبان سے
کھینچ لیا طوفان نے آواز دی کہ اے ابلق مطیع اسلام ہوا تو کیا کہتا ہے ابلق جادو نے کہا
جب آپنے اطاعت اسلام اختیار کی تو مجھے کیا عذر ہوسکتا ہے اب طوفان نے
خواجہ ثالث سے کہا کہ دو چار روز اپنے قلعہ مین رہیے خضران نے کہا اے طوفان مین
ایک دم یہان نہیں ٹھہر سکتا اسلئے کہ کیا تجھے نہین معلوم کہ وہان تمام لشکر اندہا ہے اور
کفار کا یورش ہے اندھے آنکھون والون سے کیونکر لڑ سکینگے طوفان نے کہا بہتر ہے مین
آپکو بھی اسلئے کہتا ہون کہ اگر آپ یون جائے دس روز مین تو اب پہر مین پہونچ
جائیگا خضران نے کہا اے طوفان اگر ایسا ہے تو دیر نکر اسواسطے کہ اب مفارقت شاہزادہ
بدیع الملک کی مجھ پر شاق ہے طوفان بن سرکش نے اوسی وقت تخت سحر اپنا طلب کیا اور چند ساحر
اپنے ہمراہ لیکر خضران کو تخت پر بٹھا لیا اور جانب بیابان قطاق روانہ ہوا وہان صاحبقران

عالیشان نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آج وہ روز ہے جسکو
بقول آپ لوگوں کے روز صحبت کہنا چاہیے خواجہ زادوں نے عرض کی کہ انشاء اللہ
بہتر بہتر ان خواجہ خضران آتے ہونگے اب دربار میں سب لوگ جمع ہیں انتظار خواجہ خضران
کا ہے نگاہیں سبکی جانب در ہیں اور کان اوس مژدہ جانبخش کے مشتاق ہیں کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر نمایاں ہوا کہ وہ ابر مثل قوس قزح کے دم بدم رنگ بدلتا تھا اور بارش مروارید کی
ہوتی ہوئی لشکر صاحبقران کیطرف آتا تھا یہ رنگ دیکھکر بہرام عاد کہ اوسوقت گشت ایسی کے
حوالہ تھا دوڑا ہوا خدمت صاحبقران میں آیا اور عرض کی کہ آمد ساحروں کی معلوم ہوتی ہے
ایک بڑا ابر اوٹھا ہے اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے فتح عاد نے بھی عرض کی کہ حضور اقبال آرائیگا اور ہو
بلکہ ہم لوگ ساحروں سے نہیں لڑ سکتے اب ہم حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں یہ ساحر طلسم نہ طاق کے ہیں
الہین جو ادنے ہیں وہ بھی اعلے ساحروں سے بہتر ہیں تمام ساحران عالم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو
ساحران طلسم نہ طاق سے سامنا کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ حفاظت کرنے والا وہی
پروردگار عالم ہے جسنے آجتک ہر بلا سے بچایا ہے وہی آئندہ بھی بچاویگا دیکھو تو کون آتا ہے یہ
سرداران بینا مثل رستم خان بن گنجاب و فضل بن کیامنوچہر و نون آشام و موت بن
سارق و مظفر بن ضیغم خون آشام و ورقا بن زنجیرہ خوار وقائدان نامدار کمان بکف
سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بیرون بارگاہ آکر تماشا ابر کا مشاہدہ کرنے لگے دیکھا کہ آتے آتے
وہ ابر شق ہوا اور ایک تخت بالائے ہوا اوڑتا ہوا نظر آیا پشت پر چند ساحر مرکبان سحر سوار
جھولیاں پڑی ہوئی نمودار ہوئے لیکن وہ تخت لشکر اسلام کیطرف بالائے آسمان سے جانب
زمین اوترنا شروع ہوا جب تھوڑا فاصلہ باقی رہگیا تو سرداران اسلام نے خضران بن [illegible] سمجھا تا
اور دیکھا کہ پہلو میں اسکے اک شخص جلیل القدر ساحر وضع بیٹھا ہے چہرہ سے اوسکے
رعب و جلالت ظاہر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کا حاکم ہے لیکن صورت خواجہ زادگان ثالث
کے جو سرداروں نے دیکھی تو آپہی کہا تھا کہ آج عجب نہیں ہے جو خواجہ [illegible] اور امیر
بالوقر کو انتظار تھا سب انہیں کے چشم براہ و گوش بر آواز [illegible] ہو گیا کہ خواجہ
آگئے یہ سنتے ہی لوگ برائے استقبال دوڑ پڑے قریب تھا کہ خود صاحبقران بارگاہ سے
نکل آئیں مگر اپنے مرتبہ کا لحاظ کرکے بیٹھے رہے اور کہا کہ [illegible] اصطلاح انتظار ما شد
فرقت میں اوس ہمدرد و جان نثار کے گذارا تھوڑا سا اور توقف کرکے وقت وصل یار
آ ہو گیا ہے لیکن سردار پیشوائی کو آگے بڑھے اور سرداران [illegible] عاد و [illegible] عاد
سالوس عاد و صمصام عاد و مقام عاد کہ یہ لوگ ابھی [illegible] سے آگاہ نہیں [illegible]
اتنا سمجھے کہ صاحبقران کا عیار ہے اور عیاروں پر اسکو فضیلت ضرور ہے [illegible]
صاحبقران سب فرماتے ہیں اور اسکے سردار [illegible] پیشوائی کو جائینگے
پہلے تو خیال تھا کہ جب وہ یہاں آئینگے تو ہم بھی دیکھینگے لیکن جس وقت دیکھا کہ
سرداران نامی و گرامی برائے استقبال چلے ہیں تو یہ لوگ بھی ساتھ ہو گئے وہاں تخت
خضران کا زمین پر اوترا اور خضران بن [illegible] تخت سے اوترے اور وہ شخص جو ہمراہ تھا وہ سے
بھی ساتھ لیا طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے سرداروں نے بڑھ بڑھ کر خواجہ سے مصافحہ کیا طوفان

بن سرکش دل میں کہتا ہے کہ بڑی عزت کرتے ہیں صاحبقران اپنے عیاری کی لیکن
خضران بن عمرو طوفان بن سرکش جادو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے
سرداران نامدار علاوہ بادشاہ اسلام و صاحبقران کے خواجہ ثالث کی تعظیم کو اٹھے
صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی مبارک ہو جیسا ہے کہ جسطرح مسافت راہ او ٹھا کے ہوئے آتے ہو
اوسیطرح گرد آلودہ جیسے تھے [illegible] خضران نے پہلے ادب کے ساتھ بادشاہ اسلام کو سلام کیا
بعد اسکے صاحبقران کی خدمت میں تسلیم بجا لا کر قدموں سے لپٹے صاحبقران نے سر
سینہ سے لگایا اور اشک جاری ہوئے خضران بھی رونے لگا اور عرض کی کہ اے شہریار
با اقبال ہمشاہ مسرت آگیا اب شکر ہے فرمایئے غلام آپکا بصیر جادو کو پکڑ لایا اور اب طلب کیجئے اون
کو جو تجسے اسکے اندھی ہو گئی ہیں تاکہ آنکھیں سب کی روشن ہوں امیر ثالث نے فرمایا کہ اے
خضران پہلے حجت تمام کر لینا چاہیئے شاید دعوت اسلام وہ قبول کرے طوفان بن سرکش
نے عرض کی کہ حضور ایسا نہیں اسواسطے کہ اگر اسنے دعوت اسلام قبول کر لی تو آپ تمام
عمر بینا نہیں ہو سکتے صاحبقران نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں یہ تو کوئی نئی آواز سنائی دی
خضران نے سب حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا بیان کیا
امیر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے طوفان قسم ہے خدائے بزرگ کی کہ جسنے مجکو مخلوق
وہ تو تجکو بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے کہ اگر بصیر جادو نے مسلمان ہونا منظور کیا تو مجھے تمام عمر
اندھا رہنا بہتر و دل منظور ہے طوفان انکی ثابت قدمی پر وجد کر گیا لیکن دل میں کہتا تھا
کہ خداوند ملعون بصیر جادو مسلمان نہو ورنہ ایک کے مسلمان ہونے سے صدہا مسلمانوں کی
جان جائیگی اور جیسے تیرے خاص بندے کہ کسی وقت میں مجھے نہیں ہوتی خضران بھی دل میں
کہتا ہے کہ اگر اس ملعون نے نہ مانا تو غضب ہو جائیگا لیکن حکم صاحبقران سے مجبوری تھی بصیر جادو کو زنبیل
سے نکالا اور رفع بیہوشی کی [illegible] دیکر ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی اپنے کو اسیر پا کر سمجھا کہ دن بھر میں
خواب بھی نہیں اچھے دیکھائی دیتے آنکھیں بند کر لیں خضران نے آواز دی کہ یہ خواب
نہیں ہے اب ذرا چونک کہ تو بیٹا تیرا سویا چاہتا ہے میں ہوں ملک الموت تیرے جان کا
خضران بن عمرو ملعون تو نے بہت پریشان کیا تھا لیکن جسنے تجکو گرفتار کیا کہتا ہے
شناخت پیر و کار عالم کے بار میں طوفان بن سرکش نے آواز دی کہ آپ کیا پوچھتے
ہیں یہ خاص بندے ہیں خداوند الوان کے اگر آپ مار ڈالینگے روح انکی فریاد
کرتے ہوئے جائیگی وہ دوسرے پیکر میں اوس روح کو اوتار دینگے اور اس سے زیادہ
مرتبہ انکا ہو جائیگا یہ جو ابر اتنا ہو گیا ہے اب بنا جائیگا یہ ہم ایسے کچھ نہیں ہیں کہ ڈر کر مسلمان
ہو جائیں انکا خداوند گویا ہے جو چاہتے ہیں کہتے ہیں جو چاہتے ہیں سن لیتے ہیں ہر بات کا
جواب [illegible] گناہ اوسیوقت معاف ہو جاتے ہیں قصاص وہاں سے [illegible] نہیں
بصیر جادو نے کہا کہ یہ [illegible] راستی کی کرتا ہے [illegible] ہزار
جانیں ہوں تو نام پر خداوند الوان کے نثار ہیں صاحبقران طوفان کی طرف دیکھ کر [illegible] میں بھائی
کتنا یہ اور اشارہ [illegible] ہوں [illegible] آئین اسلام [illegible] یہ ہو ناجائز ہے [illegible]
اور [illegible] پر [illegible] فرض ہے کہ ہر طرح سمجھائے [illegible] نہ مانے تو مجبور [illegible] قتل کرتے ہیں

قتل

گھوڑے سے پر جا پڑا آپ غدر رسا ہو گیا کہ جلدی چلو لیکن وہان بارگاہ سے دنگل کرسیان
وغیرہ سب ہٹوا دی گئین سواد و کرسیون کے کہ جنپر بادشاہ اسلام اور صاحبقران
ثانی مقام متمکن ہوئے بسبب تنگی جا کے زمین کا فرش کر دیا گیا سرداران بھی اس انتظام پر
معین ہوئے ہے کہ جا کر سردارون کو لائین اور حلقہ باندھ کر بٹھائین ہرچند کہ بارگاہ بہت
وسیع ہے لیکن اتنے دنگل کرسیان کہان سے آئین کہ تمام لشکر کو دی جائین اور اس
سامان کے ساتھ لشکر بارگاہ مین جمع ہو غرضکہ سردار آنے لگے کوئی تو شہنشاہ گوہر
کلاہ کو لئے چلا آتا ہے اور کوئی آصف انجم طلعت کو کوئی اشد ثانی کو کوئی داراب
کشور کشا کو کوئی تورج یزدان پرست کو کہان تک نام لئے جائین سب سرداران
لشکر اسلام کو لا کر حلقہ باندھ کر بٹھالا جب سب آ گئے صاحبقران با اقبال سے عرض کی
کہ سب سردار لشکر جمع ہو گئے ہین امیر ثالث نے فرمایا کہ اہل لشکر کو بھی تو لاؤ وہ بندگان خدا انہین بھی
چاہیئے کہ سب جمع ہولین اوس وقت بات بہت [illegible] کہ ناب لوگ جا جا کر اہل لشکر کو لانے
لگے جو لوگ اس [illegible] مین گر گر پڑے تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا کسی کا پاون چھل گیا تھا
کسی کے سر پر چوٹ آئی تھی یا تو وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ غریبون کو کون پوچھتا ہے امیر کے
سبب [illegible] اب جو لوگ آکر ہاتھ پکڑ کر لے چلے کہ صاحبقران یاد فرماتے ہین
سب دعائین دینے لگے کہ خدا ایسے سردار کو برقرار رکھے جیسے ہمارا اقبال بھی مثل
[illegible] کیون نہ ہو ایسے تھے جب خدا نے اس رتبہ عالی کو پہونچایا ایسا ہی ہوتا ہوسکے تو
[illegible] مین بھول جائے سب کو بھول جاتے غرضکہ ہزارون دعائین دیتے ہوئے
[illegible] ہوئے چلے یہان تک کہ سب آکر بارگاہ مین جمع ہوئے پھر امیر با توقیر سے
عرض کی کہ اب اہل لشکر بھی آگئے کوئی باقی نہین ہے فرمایا پھر تلاش کر لو
[illegible] چاہیئے تو اوس سے آنکھ نیچی ہو نگاہ نہ چار ہوسکے حسب تاکید پھر عیاران اسلام
[illegible] ایک گوشہ تلاش کیا اور آکر عرض کی کہ حضور ایک ایک خیمہ ایک ایک
[illegible] گوشہ دیکھ لیا ہے اب کوئی اندھا وہان نہین ہے ادھر طوفان نے عرض کی
کہ اب [illegible] تھوڑی شاخین اور باقی ہین اگر یہ بھی گذر جائینگی تو پھر کیا نہ ہوسکیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ میرے غرض یہ تھی کہ کوئی باقی نہ رہے اب [illegible] ہے اپنا عمل کر
تا کہ آنکھین روشن ہون اے طوفان تجھے تو خدا نے دنیا مین [illegible] دیکھون اور اتنے
[illegible] اس قدر [illegible] جو اس وقت یہ امید بھی کیا خبر ہوتی ہے طوفان نے
عرض کی کہ ابھی ایک بات اور باقی ہے وہ یہ کہ جو لوگ صاحب بصیرت ہین انکو بھی ان
آنکھون کا خطرہ ہے اگر چشم نابینا اس وجہ مین روشن ہوگی تو چشم بینا کور ہو جائیگی اور
[illegible] قیامت [illegible] نہ ہوسکیگی حضرات بن عمرو نے کہا کہ اے طوفان یہ بھی
[illegible] ہے کہ ہم مطیع اسلام ہوئے ورنہ یہ بات ہمین بھی نہ معلوم تھی امید
تو آج سے بینا ہو جاتے اور ہم ابد الآباد کے واسطے اندھے ہو جاتے خضر ان [illegible]
کہا کہ [illegible] ساحران الوان جادو کا یہ آدمی ہے اس کو بنا کر بھیجا
ورنہ لقیہ جادو کی یہ لیاقت تھی کہ سحر در سحر ترکیب دے سکے یہ دیو کے پردہ ہو

اونہی کا کام ہے جب تو وہ خداوند بنا بیٹھا ہے صاحبقران نے کہا کہ پھر غور کون کریگا
طوفان نے عرض کی کہ یہ کام میرا ہے اب آپ اون لوگون کو ایکبار یہان سے چلے جانے
جنکی آنکھین روشن ہین صاحبقران نے قیصر عاد و رستم خان و موت بن شار نوق و
فضل بن بینا کیا ہو اسی طرح تمام سردارون کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی جانب چلے اور ہوا
کے رخ سے بچکر منہ لشکر صاحبقران کی طرف سے وہان طوفان بن سرکش جادو سے
صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے آنکھین تو نہ جاتی رہینگے طوفان نے عرض کی کہ جی نہین مین
رد سحر اس بخور کا جانتا ہون اسلئے مالک کو وہ قضا و قدر بھیجانا سامری ہون اگر میری آنکھین
فریب بھی ہوتین تو مین آنکھون سے یہ خدمت بجا لاتا چشم پوشی نہ کرتا حق کھائے انکو چشم
زخم سے محفوظ رکھے یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے کاجل پارا اور وہ اپنے آنکھون مین لگایا بعد اوسکے
آنکھون کو بصیر جادو ریزہ ریزہ کرکے بہت سے بخور مین ملایا کہ جو تمام لشکر کو کافی ہو جائے
صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور خاموش ہوکر بیٹھین مین بخور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ پہلے بادشاہ کی آنکھین روشن کر وہ چشم و چراغ دین اسلام ہین بادشاہ نے فرمایا
کہ نہین پہلے صاحبقران کی آنکھین روشن کر چشم یار روشن دل ما شاد مجھے اپنی فکر نہین ہے کیونکہ
ہم اندھون کے لا ٹھی یہی ہین طوفان نے عرض کی کہ آپ دونون صاحب برابر ہی تو تشریف
رکھتے ہین مین ساتھ ہی آنکھین روشن کرتا ہون یہ کہکر طوفان نے وہ بخور جسمین ریزہ ہا سے
چشم بصیر جادو شامل تھے منقل پہ ڈالے گوگل لوبان صندل وغیرہ یہ سب چیزین جلین
اور دھوان اونکا آنکھون مین بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام کے لگا کہ آنکھون سے
چند قطرہ ٹپکے اور یہ معلوم ہوا کہ ایک چادر سیاہ آنکھون پر سے ہٹ گئی اور روشنی ہوئے
طوفان نے سلام کیا بادشاہ و صاحبقران نے دعا دی اور نظر کی اپنے لشکر و سرداران
لشکر پر سب کی حالت پر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنی حالت کو تصور کیا مسکین
طوفان نے اب چار چار اور آٹھ آٹھ سردارون کو برابر سے بخور دینا شروع کیا جس طرح
اکھاڑے پر پہلوان لوبان سلگاتے ہین اب سردار بینا ہونے لگے مگر کیا خوش نصیب تھا
طوفان بن سرکش جادو کہ جس کی آنکھ کھلی اوسنے پہلے اوسی کی صورت دیکھی جب
سردارون سے فرصت ہوئی تو اہل لشکر کو برابر سے سو سو کو بٹھا کر بخور منقل پر ڈالا اور
ایک طرف سے دوسری طرف برابر چلا گیا پرے کے پرے اور صفین کی صفین اور ہون
کی بینا ہو ہو کر صاحبقران کو دعائین دیتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور اپنے اپنے خیمہ کی
طرف چلے شام تک سب بینا ہو گئے اب طوفان بن سرکش نے سرداران بینا اور صاحبقران
بن عمرو کو اطلاع کی کہ تشریف لائیے سب حاضر بارگاہ ہوئے امیر و بادشاہ اسلام گلے
ملکر بہت روئے ہچکیان بندھ گئین بعد اوسکے صاحبقران عالیشان ہر سردار کو گلے لگا کر
بہت روئے بارگاہ مین ایک کہرام تھا صاحبقران قدمون سے لپٹا روتا تھا ایک پہر کامل
یہی حالت رہی بعد اوسکے قیصر عاد نے سلام کیا پوچھا صاحبقران نے یہ کون ہے
قیصر عاد نے عرض کی یہ وہی غلام ہے جس کو حضور نے [illegible] زمانہ کور چشمی مین زیر کیا تھا
قیصر عاد میرا ہی نام ہے اب تو صاحبقران نے غور سے اسکی طرف دیکھا کہ بڑا سردار ہے

اوس وقت نہین معلوم کیا او نولہ تھا کہ مین نے اتنی جلد اسیر کرلیا ورنہ لائق اسکے یہہ سردار نتھا
بعد اوسکے جالوس عاد وبہرام عاد وسالوس عاد وصمصام عاد وقمقام عاد ان سب نے
قدمبوسی حاصل کی اور صاحبقران نے انکو دیکہا اوسی وقت خلعت طلب کرکے ان
تازہ مسلمانون کو معہ طوفان بن سرکش کے خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایک خلعت
بہت بہاری حضرت ان کو عنایت کیا نذرین بالفعل موقوف رہین حکم ہوا کہ اس سے زیادہ
خوشی اور مسرت کا کونسا دن ہوگا ہم چاہتے ہین ایک جلسہ ہو تین روز تک اور سامان عیش
و نشاط مہیا ہون پہلے روز نذرین گذرین اور دوسرے روز رقص وغنا تیسرے روز جلسہ خاص
ہو جس مین فقط خواجہ حضرت ان نے تجاہین یہہ حکم ہوتے ہی سامان جشن ہونے لگا اوس
روز تو شب راحت سے بسر کی تہی دوسرے روز پہلے بارگاہین اوکہاڑ ڈالین کہ اونپر خاک
جم گئی تہی اسلئے اگر ہو تے تہے مثل چشم کور بے رونق ہو رہی تہین کون دیکہنے والا تہا کہ
دہستی ہوتی جنپل عادی نے فراشون کو طلب کرکے بارگاہین صاف کرا کے ہر ایک
قصبہ کرا کین اوسکے بعد مثل شاہ ثابت کے سپرد روشنی کا انتظام ہوا ہر طرف نگہ بندی ہونیلگی
بارگاہون کی آراستگی کا تو کیا بیان کیا جائے صحرا تک جگہ جگہ کرنے لگا درخت تمامی سے
منڈہے تہی قندیلین اویزان ہوئین بادلا شاخونپر لٹکا یا گیا دوکانداروں نے دوکانین
آراستہ کین لوگون نے غسل کرکے لباس فاخرہ پہنے ہر طرف لطف نوروز حاصل تہا
کہ ہر شے جو بدلنے کے لائق تہی بدلی جارہی تہی لوگ آپس مین گلے مل رہے تہے یہانتک
کہ شام تک سب تیاری ہوئی اور اب روشنی ہونے لگی تمام صحرا کہ تا طاق روشن ومنور
ہو گیا فلک چشم انجم سے نگران تہا چراغان کی بہار دیکہہ رہا تہا جنگل مین منگل نظر آتا تہا
ہر خیمہ مثل حجلہ عروس آراستہ تہا جہاڑ و فانوس کنول سب روشن تہے فرش عمدہ کیا
ہوا تہا اہل عملہ نئی وردیان پہنے ہوئے دوڑتے پہرتے تہے مصروف انتظام تہے انتہا
یہہ ہے کہ اصطبل تک آراستہ کئے گئے تہے ہر چند کہ ضرورت ایک مرکب کی تہی مگر
سب کے پاس جتنے گہوڑے تہے سب سازویراق سے آراستہ کہڑے تہے سائیس کارچوبی
وردیان پہنے ہوئے باگین پکڑے کہڑے تہے انہون نے بہی اپنے اپنے راوٹی کو اپنی
حیثیت وطبیعت کے لائق آراستہ کیا تہا کسی نے چراغ کہیں رنگ کر جلائے تہے
پہول جنگل کے شاخون سمیت لاکر آبخورون مین گلدستہ بنا کر لگائے تہے خواص
وقاصیان لئے ہوئے در بارگاہ پر استادہ تہے کہ مالک برآمد ہو اور سواری چلی تو
ساتہ ہو لین ہر طرف سے خوشبو چلی آتی تہی کہین مشک کہین عنبر کہین عود سلگ
رہا تہا کم حیثیت والون نے لوبان ہی سلگا کر دماغ کو خوش ومسرور کرلیا تہا گیسون نے
قرابے عطر کے لنڈہا دیئے تہے کہ ہوا جس خیمہ سے ہو کر نکل گئی دماغ جان کو معطر کر دیا
ہر گلی کوچہ اس طرح آراستہ تہا کہ چوک کا لطف ہر مقام پر حاصل تہا دوکانداروں نے
دوکانون کو نہایت سلیقہ سے سجا تہا کلودی والون نے دوکانین قطعات وتصاویرات
سے مزین کی تہین پوشاکین عمدہ پہنے ہوئے بیٹہے تہے مٹہائی والون کے خوانچہ عجیب عجیب صنعت سے
بنائے گئے تہے کہ صورت عمارتون کی پیدا ہوتی تہی علاوہ معمولی مٹہائیون کے عجیب عجیب

چیزین بنائی گئی ہین کہ جنکی صورت و ذائقہ سے غربا کا تو کیا ذکر امرا بھی آگاہ نہین پہلوان شیار سے بازاریون کا دو کانون پر ہجوم تھا ہر شخص خرید کرتا ہے مزا چکھنے سے خاطر شاد ہوتی ہے شوقینون کے کیا سامان تھا جو کہین لیجا کر سبھتے اہل و عیال کو دیتے ساقیون گلبولون کے تخت برابر ہی ایستادہ یارون کے مجمع دائرہ بجا بجا کر نشہ بازی کا رہے ہین دم بھر رہے ہین کوئی یہ شعر پڑھتا ہے شعر

بجلی سی ساقین دم مے کی چمک رہے ہیں		سمجھین محو دم تم تغیر رہے ہین	

کہین ہر طرف سے چاندی کا بازار لگا ہوا ہے روشنی کے سبب سے ساتھ کو دن کا گمان ہے ظروف نقرئی و زری جھلا جھل کر رہے ہین میوہ بسیار و انواع اشیاء خور بار رہے ہین ایک ایک پیسہ کے چار چار دیتے ہین دو کاندار نہایت خوش و مسرور ہین ایک رنگ سے ہر گلی کوچہ لشکر کا آراستہ ہے بہرو پیئے روپ بدلے ہوئے رنگ برنگ کی شکلین مختلف بنائے ہوئے پھر رہے ہین دو کانداروں سے انعام لیتے ہین کہین سوانگ آ رہے ہین کہ تماشہ کیا رہی ہین کہین مداری تماشا کر رہے ہین ایک عجب ہنگامہ عشرت انگیز ہے ہر سردار کے خیمہ مین محفل رقص و سرود کا سامان موجود ہے ادنے درجہ والون نے بھی چندہ کرکے ایک ایک بھی نچائی ہے ہر طرف قہقہے اور چہچہے ہین جس مقام پر ہو کا عالم تھا وہی آج گلزار پر بہار ہو رہا ہے طوائفین جو پہلے مجرے کے واسطے جا رہی ہین سازندے ہمراہ ہے ایک ایک زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ اسوقت تو بھی بادشاہ اسلام برآمد ہوئے سب سردار در دولت پر موجود حاضر تھے اول سلام صاحبقران عالی شان کا ہوا بادشاہ نے سینے تک لا کر جواب دیا کہ تمہارے جگہ دلین ہے بعد صاحبقران کے اور سردارون کے سلام ہوئے بادشاہ سب کو پلکون کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے بارگاہ کے جانب روانہ ہوئے صاحبقران با تخت شاہی ہوئے بارگاہ تک آئے بادشاہ تخت روان سے اتر کر مسند جواہر نگار پر متمکن ہوئے آج عجیب شان ہے بادشاہ کی کہ تاج شاہی بر سر و چار قب شاہنشاہی در بر چتر بال ہما کا ہوتا ہوا نگاہ برو برو کے صدائین بلند اول نذر صاحبقران کی گذری بعد صاحبقران کے شاہنشاہ گوہر کلاہ نے نذر دی انکے بعد حسب مراتب سردار مثل عین الزمان نور الزمان قوبج بن یزدان پسر خورشید تاجدار اسپ شاقی وغیرہ نے نذر دی جب امرا نذر دے چکے تو اور سردارون کی نوبت آئی فضل تک کیا ہو رہا اور قوین آشام ہوت بن سارلق ورقا سے زنجیرہ خوار منظر بن طمع خون آشام قادن بلند کمان لیکن ان سب سے پہلے لند ہور ثانی کی نذر گذری تھی کیونکہ ہی حکمت پا چکے ہین آخر مین سرداران نو مسلم مثل قیصر جادو بہرام شاہ جادو بالوس جادو سالوس جادو و صمصام جادو و قمقام جادو طوفان بن سرکش جادو سب کی نذرین قبول ہوئین اور خلعت عنایت ہوئے اب سرداران الوالعزم رخصت ہونے لگے پہلا صاحبقران با اقبال رخصت ہوئے اور اپنے خیمہ مین آئے بعد صاحبقران کے ترتیب وار نذر دے دیگر رخصت ہوئے کشتیان اور خلعت حسب حیثیت بادشاہ کی طرف سے سبکو عنایت ہوئے صاحبقران کو تو بادشاہ اسلام نے اپنے ہاتھ سے خلعت عنایت فرمایا اور عزیزون کو صاحبقران نے خلعت پہنایا باقی سردار دیگر لندھور ثانی

سبکے ہاتھ سے خلعت ملا یہہ سب عطیہ بادشاہ ہی کی جانب سے تھا لیکن سرداران اولوالعزم اس غرض
رخصت ہو آئے ہین کہ جو لوگ جنس کے خاص ملازم ہین وہ اوسکو نذرین دین اول صاحبقران
با اقبال بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بارگاہ گوہربار مین تشریف لائے اور جو لوگ رفیقان خاص
سے انکے تھے اونہون نے نذرین دین حضرات نے نذرین انکی لیکر داخل زنبیل کرنا شروع
کین صاحبقران نے سبکو مخلع کیا آخر مین حضرات نے نذر دی صاحبقران نے
نذر قبول فرمائی اور ایک لاکھ زر سرخ مع خلعت عنایت فرمایا کیونکہ بڑا کام کیا ہی حضرات
نے یہہ روز سعید اسیکی کوشش سے دیکھنے مین آیا ہے ورنہ سب شل دیوار تھے اسی طرح
ہر سردار کے ملازمین نے اوسکو نذر دے ہر افسر کو اوسکے ماتحتون نے نذر دی اور حسب
حیثیت انعام پایا جب سردار نذر بادشاہ اسلام سے فارغ ہوئے تو نوبت عیارون کی
آئی سب سے پہلے حضرات کی نذر گزری بادشاہ اسلام نے نذر قبول فرما کر بہت بھاری خلعت
عنایت فرمایا اور فیروزہ ثالث نے یہہ خلعت اونکو پہنایا اور دو لاکھ زر سرخ عنایت ہوئے
یہہ لیکر اپنی نذر زنبیل کئے لیکن وہ اشرفیان اور جواہر جو بادشاہ کو نذر دیا گیا تھا اکثر قیمت
کثیر تھی اور حق تھا یہہ فیروزہ کا خواجہ حضرات نے جو دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دل مین کہا
کہ محنت ہم کرین اور مزے یہہ اوڑائے مرگ کرے کسی تدبیر سے یہہ روپیہ لینا چاہئے چونکہ بعد
حضرات کے منصب فیروزہ کا تھا یہہ جلدی سے باہر بارگاہ کے نکلا اور اپنے خیمہ مین
آکر چند اشرفیان صندوقچہ سے نکالکر چلا بس جیسے ہی خیمہ سے نکلا اک ناریل زمین پر پڑا تھا
اوسکی ٹھوکر لگی اور خاک اوڑی فیروزہ نے غصہ سے ایک ٹھوکر اور دی کہ یہان کسنے
یہہ ناریل پھینکا ہے ٹھوکر پڑتے ہی ناریل پھٹا اور فیروزہ چھینک مار کر گرا آپ ناریل بیہوشی
راہ مین رکھکر پوشیدہ ہو رہے تھے اسکو اوٹھا کر خیمہ مین ڈالدیا اور وہ صندوقچہ جسمین یہہ اشرفیان
فیروزہ نے نکالی تھین جا کر لائین اور رقم ہوگی نذر زنبیل کر لیا اور صورت اپنی فیروزہ سے
بنا کر بادشاہ کو نذر دی بادشاہ نے حسب دستور نذر اسکی بھی قبول فرمائی اور خلعت سے
سرفراز فرمایا عرض کی کہ یہہ روپیہ تو میرا حق ہے میرا اسے حفاظت سے رکھہ نہ آؤن کیونکہ
خواجہ سلامت ذرا بری نظر سے دیکھتے ہین ایسا نہو کہ نظر اونکی اسپر کیا جائے بادشاہ نے
فرمایا کہ تمہارا مال ہے جاسے ابھی لے جاؤ چاہے جب لیجاؤ آپ نے وہ روپیہ اشرفی کہ قریب
پانچ لاکھہ کے تھی اک چادرے مین باندھ کر چلدیئے باہر آکر نذر زنبیل کر لیا اور جلدی
سے خیمہ صاحبقران کیطرف روانہ ہوئے جاکر اپنے منصب کی موافق کرسی ہد ہد پر
بیٹھ رہے صاحبقران سے عرض کی کہ مین شاہ عیاران ہون یا نہین فرمایا بیشک
کہا صاحبقران سے گواہ رہئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ گواہی کس بات کی کہا
اتنا قول کی صاحبقران نے فرمایا بیٹھے کب اتنا قول سے سر گشتگی کی ہی جو تم سکھا رہے ہو
عرض کیا اک مطلب ہی تھوڑی عرصہ کے بعد کھولونگا جب نذرین گذر چکین اور عیار واپس آئے
صاحبقران سے عرض کی زیادہ تکلیف حضور کو ہوگی سامنے بادشاہ اسلام کے تشریف لیچلئے صاحبقران
نے فرمایا کیا کام ہے بیان تو کرو حضرات نے کہا کہ کچھہ تو سوچا ہے بڑی تکلیف دیتا ہون
صاحبقران خاموش ہو رہے اور ہمراہ خواجہ ثالث کو لیتے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام مین تشریف لائے اسلام

فرمایا کہ یہہ خلاف وقت آنا کس غرض سے ہوا عرض کی کہ یہہ ہمراہ لانے مین خضران سے بادشاہ نے
فرمایا کہ کیون خواجہ کیا مطلب ہے خضران نے عرض کی ایک گستاخ بات پوچھونگا خطا عفو ہو تو عرض کرون
فرمایا کہو کیا کہتے ہو خضران نے عرض کی کہ حضور بادشاہ لشکر اسلام ہین یا نہین بادشاہ ہنسے اور فرمایا
کہ تم نہین جانتے ہو عرض کی کہ اسی طرح مین شاہ عیاران ہون یا نہین بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ بیشک عرض کی کہ اب تمام عیارون کو چاہیے کہ مجھے نذرین دین بادشاہ نے فرمایا کہ بیشک ضرور چاہیے
عرض کی کہ اگر کوئی پہلوتہی کرے تو مجھے سزا جزا کا اختیار ہوگا صاحبقران اسکی طبیعت سے واقف تھے
کہ طمع مین زبردستی جرمانے کریگا فرمایا کہ جرمانہ حیثیت سے زیادہ نہ کرنا خضران نے کہا آپکو اسمین
کچھہ دخل نہین ہے مین اپنے ملازمین کا اختیار رکھتا ہون ابھی آپ فرما چکے ہین کہ تو شاہ عیاران ہے
اور اسکے پہلے مین قول آپسے لیچکا ہون جو بادشاہ ہوتا ہے کوئی اوسکے کامون مین دخل دیتا ہے
صاحبقران خاموش ہو رہے اور خواجہ سلامت اپنے خیمہ مین آئے باہنا ہے عیاری تن پر آراستہ
کیا اور کلاہ عیاری مین ایک کلغی لگا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے کہ وہ تخت بھی ٹوٹا ہوا اٹھا لائے
کسی سے مانگ لائے تھے یا کہین سے پوٹ مین پایا تھا اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران آج روز سعید ہے
نذرین دو ہمکو یہہ سنتے ہی سب سے پہلے قران ثالث نے نذر دی آپنے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور
ایک لڑو سال سوت کا عنایت کیا قران نے خلعت فاخرہ سمجھکر کاندھے پر لٹکا لیا اور اوسکے
پیچھے بعد اسکے سرہنگ ثالث ترک ثالث گلباد ثالث سمک ثالث
برق ثالث وغیرہ سب نے نذرین دین کسی کو لڑہ کسی کو ازکار رفتہ پاتابہ کسی کو بیکار سے قتلورہ جو
کسی مصرف مین آنے کے لائق تھی وہ بجاے خلعت عنایت کی اور جسنے نذر اچھی دی اوسکی پشت
ہاتھہ پھیرا اور جسنے کمی کی ساتھہ نذر دی اوسکو برا بھلا کہا وہ خلعت بھی نہین دیا جو قران وغیرہ
کو دیا تھا غرضکہ جب سب نذر دے چکے تو پوچھا کہ یہہ دونون جوانمرگ یعنی چالاک ثالث و
فیروزہ ثالث کہان ہین ابتک نہین آئے بہت غرور انکو ہوگیا ہے خیر سمجھا جائیگا فیروزہ پر تو
ایک لاکھہ روپیہ جرمانا کہ یہہ بڑا دولتمند ہے بادشاہ کا نوکر ہے اور چالاک ثالث پر
پچاس ہزار اور اگر ادا نکرے تو سو کوڑے کہ کھال تک جسم پر نرہے یہہ فرما کر دربار برخواست کر دیا
لیکن وہان فیروزہ جو پہر دو پہر کامل کے ہوشیار ہوا اپنے کو خیمہ مین پڑے ہوے دیکھا سوچا
کہ یہہ کیا ماجرا ہے مین تو پہر رات رہے آیا تھا کہ اشرفیان لیلون تو بادشاہ کو نذر دون باہر
خیمہ کے شور کیا گر گیا تھا پھر یہان خیمہ مین کون ڈال گیا اور اب تو صبح تک مین بیہوش
پڑا رہا کچھہ نہین یہ انہین حضرت کا کام تھا جیب مین جو ہاتھہ ڈالا تو اشرفیان ندارد
خیال ہوا کہ شاید کہین گر گئی ہونگی خیمہ دیکھا جائیگا اور نکال کر ہیون صندوقچہ دیکھا تو وہ بھی خالی ہے
ایک حبہ نہین اب تو یہ سوچنے لگا کہ کس سے لیکے جاؤن اور کہان سے لاکر
نذر دون وقت ایک تو نذر ہی نہ دینیکا خفگی ضرور آئیگی مگر خیر اسی مین سہی نا تو
تو نہوا ایسا نہو کہ خلعت سرفرازی سے بھی محروم رہجاؤن اور اگر عتاب آیا تو
نوکری بھی گئی جھپٹ کر ایک مہاجن پاس گیا اور چند اشرفیان اوس سے
قرض لیکر دوڑتا ہوا چلا کہ بادشاہ کو نذر دون لیکن وہان خواجہ سلامت نے
جس وقت دربار برخواست کیا تو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور عرض کی

کو دیکھے حضور چونکہ آپکے ملازم ہین تو میان فیروزہ کو اب یہ غرور ہوا ہی کہ ہمکو نذر دینا
عار تھی اور نہین آئے اور صاحبقران سے کہا کہ اوسکو لینے چالاک ثالث کو دیکھے کہ
اوس جوانمرگ نے بھی نذر نہین دی قسم کہاتا ہون آپ ہی کے قدمون کی دونون پر
معقول جرمانہ کرونگا بلوا بھیجئے دونون کو بادشاہ نے فیروزہ کو طلب فرمایا کہ جب سے
تم اپنا روپیہ رکھنے گئے ابھی تک واپس نہ آئے شہنشاہ عیاران کو نذر دینے سے گئے
وہ تجہسے ناراض ہین جلد نذر لیکر حاضر ہو اور اونکو خوش کرو چوبدار یہہ پیغام لیکر
چلا ہی تھا کہ سامنے سے فیروزہ دوڑتا ہوا نظر آیا چوبدار نے کہا جلد چلو
جہان پناہ یاد فرماتے ہین فیروزہ حاضر ہوا اور نذر دکہائی بادشاہ مسکرائے نذر
لیکر رکھلی اور فرمایا کہ یہہ دوسری نذر کیسی اسپر فیروزہ اور پریشان ہوا اور خواجہ سلامت
نے عرض کی کہ حضور روپیہ بہت سا ملا ہے تو طمع پڑی کہ نذر دون پہر ملیگا مجھے
تو کچھ ملا نہ تھا مین ایک مرتبہ بھی نذر نہ دی فیروزہ نے عرض کی کہ مین جیسے گیا ایک
ایسی آفت مین مبتلا ہوا کہ اوسنے کیا عرض کرون مین حاضر ہی کہان ہوا کہ نذر دیتا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ اگر تو نہین آیا تو ہمین نذر کس نے دی تھی کیا تیرا ہمزاد کہا صاحبقران نے
کیا مفر مانگنا چاہئے ایسے شخص سے پوچھتا ہون یہ تہمت رکھے اور جھوٹ بولے
جیسے ڈرتے ہین کہ یہہ پکڑا اور نہ مرے فیروزہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور
عرض کی مین لٹ گیا تمام تو نے نہین سکتا مگر حضور خود ہی سمجھ لین کہ سوا
اوسکے جو اب ہو سکتا ہے کہ نہ صندوقچہ مین کچھ باقی رہگیا نہ جیب کی اشرفیان
رہین قرض لا کر نذر دکہاتی وہ پہر خیمہ مین بیہوش پڑا رہا مین حضور کی خدمت سے
جا سکے بعد ابھی تو حاضر ہوا ہون صاحبقران نے کہا کہ دیکہیے یہہ جھوٹ اوسکا اور
آپ جانتے ہین نذر جو مجھے نہین دی ہے تو چاہتا ہے اوسکی برات کرون اور آپکے نو کہان
بلکہ پہر دن فیروزہ نے کہا واللہ ہے کہ مجھے خبر نہین کہ آپنے دربار کیا تھا
فرمایا ہان ہمین نہین معلوم تو ہم اسکو کیا کرین کیون ایسے غافل ہو گئے بادشاہ
ہم دل ہین تم ہمارے ملازم ہوتے تو آج ہی برخاست کر دئیے جاتے لیکن
ہمکو [illegible] نذر دینے کا [illegible] تم پہر ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کیا اور پچاس ہزار اس تہمت کا جو
ہم پر لگائی فیروزہ نے صاحبقران کی طرف دیکہا صاحبقران سوچتے ہین
کہ ابھی تو [illegible] اتنا بڑا کام کرکے آیا کیا اسے جرمانہ کیونکر [illegible] عجب ناحق
[illegible] اسکی ہین سب حیران ہین کہ فیصلہ کیونکر ہو [illegible] سمجھے اور
[illegible] جاتے اتنے مین چالاک ثالث حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہان پناہ
داد فیروزہ کی ملنا چاہئے خواجہ سلامت نے جیسے ہی دیکہا کہ فیروزہ
اندر خیمہ کے گیا ہے ایک ناریل جیب سے نکال کر دروازہ خیمہ پہ ڈالدیا اور خود
پوشیدہ ہو رہے جب فیروزہ خیمہ سے نکلا ٹھوکر لگی بیہوش ہوا اور [illegible] فیروزہ
گرا حضور نے اشرفیان جیب سے نکال لین اوسکو خیمہ مین ڈالدیا اسکے بعد
مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا کیونکر مین چلا گیا کہا صاحبقران نے کہا حضور یہہ دونون

کھڑا اور

مجھے عداوت رکھتے ہیں حضور انکی باتوں پر خیال نہ فرمائیں ان دونوں میں سے کوئی مجھے نذر دینے نہیں آیا
آپ بادشاہ اسلام بھی کچھ سمجھے اور مسکرا کے فرمایا کہ خواجہ صاحب کا بیان لکھ لیا جائیگا کل ہم اسکا
فیصلہ کرینگے منشی نے بیان خضران کا قلمبند کر لیا بعد اسکے فیروزہ کا بیان لکھا اوسکے بعد چالاک کی
گواہی لکھی خضران رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آیا فیروزہ کو جو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ تیری حضور میں نذر
نذر کا روپیہ بھی بادشاہ سے لیگئے جو خاص تیرا حق تھا یہ سر پیٹنے لگا کہ مجھکو مار ڈالا کہیں کا نہ رکھا بادشاہ
اسلام نے دربار کیا مدعی مدعا علیہ مع گواہ حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ خواجہ
ان دونوں سے جرمانہ لیں اور جرمانہ کا روپیہ بیشتر سے فیروزہ چالاک کو دیدیا تھا فیروزہ و چالاک نے
روپیہ حاضر کیا خضران نے بادشاہ اسلام کو ہزاروں دعائیں دیں اور کہا شاہ و شہریارا ایسے ہوتے
ہیں کیا حق و ناحق کو پہچانا ہے اور کتنا سچا فیصلہ کیا ہے اگر ایسی عقل ہوتی تو اس مرتبہ تک کیونکر پہونچتے یہ فرماکر
فیروزہ کا روپیہ تو نذر میں قبول کیا اور چالاک کا روپیہ پھینک دیا اور عرض کی بادشاہ اسلام سے گزارش جو اتنا
مرگ کو سزا دونگا وہ عیار اتنا تھا اس سے میں نے رعایت کی لیکن اوسکو ضرور سو کوڑے مارونگا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی جب باصرار بادشاہ اسلام نے فرمایا تو خواجہ ثالث آپ بھی
شرط پر راضی ہوئے کہ خیر یہ روپیہ تو حضور کے فرمانے سے میں نے لے لیا اور خطا ان دونوں کی معاف
کی لیکن میں بارگاہ میں چلتا ہوں یہ دونوں نذر بھی دیں فرمایا خیر اسکا مضائقہ نہیں ہے غرض کہ
خواجہ تو اوٹھکر بارگاہ آسمان جاہ میں اپنی آئے فیروزہ و چالاک حسب الحکم بادشاہ اسلام
نذریں لیکر حاضر ہوئے اور پندرہ پندرہ اشرفیاں اور نذر دیں آپنے فیروزہ کو اک ٹکڑہ چھوٹے تار دیکا
عنایت فرمایا کہ اسے کان میں لگاکر سامنے بادشاہ کے جانا کہ انہیں بھی معلوم ہو کہ شاہ
عیاران کیسا دل چالاک ہے اور چالاک ثالث کو اک پھٹا ہوا پاتابہ دیا دونوں دل میں کوستے
ہوئے پیش بادشاہ اسلام آئے بادشاہ اسلام نے جو ٹکڑہ فیروزہ کے لٹکتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ
خواجہ تم سے بہت خوش ہوئے کہ خلعت عنایت فرمایا لیکن چالاک دل میں ہزاروں
کوسنے دیتا تھا کہ خدا غارت کرے انکو کسی طرح انکی نیت سیر ہی نہیں ہوتی اتنا روپیہ
نذر میں ملا اسقدر انعام عنایت ہوا اتنا روپیہ فیروزہ کا لے بھاگے پھر جرمانہ کر کے لیا
اوسکے بعد پھر نذریں لیں غرضکہ پھر سامان جشن ہونے لگا آجکا عجیب جلسہ ہے کہ پھر سردار
کی بارگاہ کل سے زیادہ آراستہ کی گئی ہے اور سامان رقص و غنا ہو رہا ہے کہ پریزاد جوار
بیابان نہ طاق کے جو مقامات تھے وہاں سے طائفہ بلوائے گئے ہیں خواجہ خضران
ارباب نشاط کے داروغہ بنے ہیں جو طائفہ دس روپیہ کا ہے اوسکو بڑھا کرتے ہیں اور
پچاس روپیہ سرکار میں لکھواتے ہیں بلکہ فوراً وصول کر لیتے ہیں خوب جیب گرم
ہو رہی ہے عیار اونکو دیکھ دیکھ کے جلے جاتے ہیں چالاک ثالث سے ضبط
نہو سکا آخرکار بادشاہ اسلام سے کہدیا کہ خواجہ صاحب کسطرح ہزاروں روپیوں
کے غبن کر رہے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آخر یہ جلسہ کسکے دم
سے ہوا ہے اوسی کے بدولت جشن ہو رہا ہے اگر وہ جانفشانی کر کے لقیہ
جادو کو نہ مارتا تو انھیں سب کی کیونکر جشن ہوتی لیکن اور یہ خوشی کسطرح
نصیب ہوتی چالاک اپنا سا منھ لیکر رہ گیا الحاصل راوی بیان کرتا ہے کہ یہ

اتنا بڑا جلسہ ہوا ہی کہ صاحبقرانی بدیع الملک مین آجتک ایسا جلسہ نہوا تھا
گھر گھر ناچ ہی ہر شخص نے اسقدر خیرات کی ہی کہ فقیر مالا مال ہوگئے ہین کہانے
کی تو یہ حالت ہی کہ قبول کرتے اور کوئی بھی نہین پوچھتے ہین ہر شخص بادہ
مسرت سے متوالا ہی جا بجا جلسہ مین جام شراب ناب کو گردش ہی ساقیان
سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھوں مین لیے ہوئے اشعار رندانہ
پڑھ پڑھ کر جام دیتے جاتے ہین لوگ جام پر جام پی رہے ہین آواز نوشا نوش
ونوشا نوش بلند ہی آج کا جلسہ عجب طرح کا جلسہ ہی کہ چراغان کی بہار
ثوابت و سیارگان فلک پر چشمک کر رہی ہی سارا صحرا اختر نما کر رہا ہی
بارگاہین مانند عروس شب اول کے آراستہ ہین لوگ تکلفون کے
رکھے ہوئے ہین اگر دان روشن ہین بارگاہ شہنشاہ گوہر کلاہ مین جدا صحبت رقص ہی
اور متوسلین اونکے جمع ہین طوائفان پری جمال مصروف رقص ہین ایکطرف
بارگاہ آصف اعظم طاعت مین محفل رقص و غنا بھی آواز ساز آ رہی ہی ایک جانب
بارگاہ اسد ثانی مین جلسہ رقص ہی اور اونکے متوسلین جمع ہین اسی طرح
ہر سردار کی بارگاہ مثل بارگاہ نوشاہ کے سجی ہوئی ہی گھر شادی کا مکان معلوم
ہوتا ہی بعض سردارون مین باہم ارتباط زیادہ ہین تھوڑی تھوڑی دیر
ایک دوسرے کی محفل مین شریک ہوتا ہی جام ارغوانی سے ایک دوسرے
کی ضیافت کرتا ہی جام اسلامی ایک دوسرے کا پیتا ہی دوپہر تک یہ جلسہ
متفرق رہا بعد دوپہر کے ہر سردار نے دربار کی تیاری کی اور اپنی بارگاہ
رفقا کے سپرد کی اور بارگاہ شاہی کے طرف روانہ ہوئے آج کی صحبت بارگاہ
خشخاشی مین منعقد کی گئی ہی بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین فرش پر دنگل
بچھے ہین ہر سردار حاضر ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کرتا ہی اور اپنے دنگل پر بیٹھ
جاتا ہی صاحبقران دنگل [illegible] مین بارہ بجے سارا دربار شاہزادون اور
رئیس زادون سے مملو ہو گیا تو مسلمانون کے دنگل بھی حسب مناسب تجویز کر
بچھائے گئے ہین قیصر عاد و جالوس عاد و سالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد و
وہمام عاد وغیرہ سب اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین آنکھین انکی کھل گئی ہین کہ یہ سپاہیان
اہل اسلام کے پاس ہین اور صاحبقران بڑے اولوالعزم ہین کبھی ان عادیون نے
ایسا جلسہ کاہیکو دیکھا تھا جد کر رہے ہین ادھر طوفان بن سرکش جادو خوش
ہو رہا ہی آج تو [illegible] ان بھی بھٹکا گئے ہوئے ہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ
انکو مع خلعت اسی شہر طلسم کا تھا کہ جلسہ مین پہنا ورنہ یہ ایسے بیش قیمت ہین کہ کب
استعمال مین لانے والے تھے اگر کوئی قریب سے نکل جاتا ہی بہت خفا ہوتے ہین کہ
خلعت سلطانی خراب ہو جائے گا دامن بچا کر راستہ چلتے ہین جب تمام دربار
سردارون سے مملو ہو گیا تو صحبت رقص شروع ہوئی اک پری جمال ہزار عشوہ و ناز
کے ساتھ آگے بڑھ کے بیٹھنے لگی اسطرح کہ ناک مین اسکے ایک سونے کی تھنی پڑی ہوئی

ہر حالت کی تصویر کھینچدی ہر شخص کی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند تھی اور چلبلی طبیعت والے جھک جھکے آہ آہ کر رہے تھے جسوقت اسکا مجرا ہو چکا جی نہ چاہتا تھا کہ سامنے سے ہٹے یا گانا موقوف ہو لیکن دوسری آفت ہوش نے اسکو بھی بھلا دیا جما ہوا رنگ اوکھاڑ دیا اور اپنا ایسا رنگ جمایا کہ اوسکو سب بھول گئے اور یہ غزل شروع کی

غزل

کیا تیغ ادا قبضۂ قاتل میں نہیں ہے
میں بھی ہوں وہ حسرت جو کسی دل میں نہیں ہے
اے قیس یہ تصویر کا تیرے نام ہے لیلے
وہ تیشہ جو قاتل میں نہیں ہے
وسعت ہر گوشہ کی ہے صحرا سے زیادہ
اب کوئی تمنا بھی مرے دل میں نہیں ہے
جب تیری تلوار سے تڑپا میں تجھے کیونکر
وہ شمع ہوں میں جو تری محفل میں نہیں ہے
چھیلا جو کرے رشک سے صد موج خوشی سے
کشتی میں وہ ہوں جو کہ ساحل میں نہیں ہے
پہنچے اثر لیلے قیس اگر حسرت سے پیدا
تابندہ چراغ ایک بھی منزل میں نہیں ہے
کیوں درد محبت کی جماعت میں نہیں ہے
آہ مرہ عہد و لطف گیا نقش زنی کا
اور کوئی اس دم وہ محمل میں نہیں ہے
ہوں وقف جہاں ساتھ لئے کچھ حسرت
کوسوں کسی ناوک کا پتا دل میں نہیں ہے
میں اب رکروں ترک محبت کا ارادہ
جب سانس ہی باقی تن بسمل میں نہیں ہے
ہر چند کہ نازک ہی بہت دل کہ اے جان
تاب اتنی بہار محفل میں نہیں ہے
یہ داغ جگر یہ شب محمل کا تماشا
پھر کیا تجھے ہے کوئی کہ محمل میں نہیں ہے
ہے ظلم گزشتہ کا گلہ وصل میں بیکار
اے آرزو الفت کا مزہ کچھ نہیں بے رشک
کیا لطف جو دشمن کوئی محفل میں نہیں ہے
ذکر اپنا کبھی یار کی محفل میں نہیں ہے
جس سے کہ مزا تھا وہ خلش دل میں نہیں ہے
تصویر قضا جسکو کہیں قتل سے مشتاق
اتنی تو جھلک کوچۂ قاتل میں نہیں ہے
ناکامی الفت کا نتیجہ ہوا کیا خوب
وہ بات نہ کہئے جو مرے دل میں نہیں ہے
جلنے پہ مرے کون ہو خوش کسکو ترس ہے
جی ہارنے والا کسی مشکل میں نہیں ہے
حسرت نہیں کہتا ہمہ تن گو کہ ہوں تجھ سا
تاثیر مرے جذبۂ کامل میں نہیں ہے
طے راہ وفا خاک ہوا افسردہ دلی میں
اوس زخم کا کیا ذکر جو اب دل میں نہیں ہے

غرضکہ یہ صحبت صبح تک رہی منتخب روزگار طائفہ ناچ رہے تھے جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور آواز اذان کان میں آئی یہ صحبت بھی مانند محفل انجم کے ابتر ہوئی صاحبقران عالیشان جانب مسجد کے پاس متوجہ ہوئے لاحول پڑھ کر وضو فرمایا مصروف اطاعت آلہی ہوئے اور سردار بھی اپنے اپنے خیمے کی طرف متوجہ ہوئے اور نماز سحری سے فراغ حاصل کر کے آرام کیا عجیب انقلاب تھا کہ رات کا دن تھا اور دن کی رات تھی دوپہر تک سناٹا رہا بعد دوپہر کے جب سوکر اوٹھے غسل شروع ہوا پھر جلسہ کی تیاریاں ہونے لگیں آج کا جلسہ خاص تھا اور بارگاہ گوہر بار میں تھا وہ جلسہ بادشاہ کی طرف سے تھا اور یہ جلسہ صاحبقران کی جانب سے ہے آج پھر وہی سامان ہیں اور وہی رنگ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا لیکن اس جلسہ کا سرداروں کو مع بادشاہ اسلام انتہا کا اشتیاق ہے سرداران لشکر کی دعوت بھی ہے اور بادشاہ اسلام بھی صاحبقران کے ساتھ خاصہ تناول فرماوینگے غرضکہ جب شام ہوئی پھر وہی عالم ہوا کہ تمام صحن اجلگاہ لگا روشنی ثوابت و سیارگان کو ماند کر دیا درختوں میں قندیلوں کی روشنی کا یہ عالم تھا کہ بادلوں کی اجیالوں کو برق تابندہ بنائے ہوئے تھے آنکھیں نہیں ٹھہرتی تھیں ہر شخص رشک تجلی طور ہو رہا تھا طائر دن سمجھکر آشیانوں سے نکل کر چہچہا رہے تھے درندے روشنی سے ڈر ڈر کر صحرا سے نکل گئے تھے زمین و آسمان

دونوں منور ہو رہے تھے ہر جا وہ لطف کہکشان دکھا رہا تھا قندیل کنول گیلاس جھاڑ جھابہ ہانڈی فانوس دور سے اک ستارہ تابندہ کے مانند نظر آتے تھے شعلوں کے شعلے جو ہوا سے لپکتے تھے تو ستارہ دنبالہ دار کی شکل پیدا کرتے تھے ٹٹیاں برابر سے ہر راستہ پر لگی ہوئی ہیں اور سامنے ہر خیمہ کے پردہ در کے قائم کیے گئے ہیں اونکی آراستگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اسی طور سے ہر راستہ پر ایک دروازہ قائم ہے اور سو سو پچ لکھی او سپر قصب ہے کہ آنکھ نہین ٹھہرتی نگاہ خیرگی کرتی ہے لیکن جو دروازہ بارگاہ گوہر بار کو گئے ہیں اونکے دروازون پر جھنڈے نصب ہین اور فرش زر آگین کیا ہوا ہے رسالے دو رستہ کھڑے ہین سردار پوشاکین قیمتی پہنے ہوئے جا رہے ہین یہان تک کہ آٹھ بجے تک بارگاہ کا حلقہ ہو گیا مقبل ثالث نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہے صاحبقران نے کھڑے ہو کر بادشاہ اسلام سے دست بستہ عرض کیا کہ نان و نمک نوش فرمایئے کہ باعث فخر میرا ہو بادشاہ اسلام اوٹھ کھڑے ہوئے امیر ثالث اپنے ہمراہ لے چلے جس خیمہ مین دسترخوان بچھا ہوا تھا وہان تک پایہ تخت کے پکڑے ہوئے پیدل آئے اور بادشاہ کو اندر خیمہ کے لے گئے دیکھا تو خوان سربمہر رکھے ہین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے مہرین توڑین اور خاصہ سامنے بادشاہ کے چنا اور خود ہی آفتابہ لیکر ہاتھ دھلوایا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ آپ بھی آیئے صاحبقران نے عرض کی کہ بہت اولیٰ حضور کا کھاؤن گا اسلیے کہ آج مین میزبان ہون اور سب سردار مہمان ہین بغیر سب کو کھانا کھلائے مجھے مناسب نہین کہ مین کھانا کھاؤن غرضکہ جب بادشاہ اسلام خاصہ نوش فرما کر چلے امیر ثالث پھر پایہ تخت کا پکڑے ہوئے دربار گاہ تک آئے اور بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اب شہنشاہ گوہر گاہ اپنے ہمراہی سردارون کو لیکر چلے اور مختلف خیمون مین بٹھا کر ایک گھنٹہ مین فرصت کر کے پھر واپس آئے صاحبقران نے اس حسن انتظام کی تعریف کی اور فرزند سے نہایت خوش ہوئے اب صاحبقران اور شہنشاہ گوہر گاہ اور دیگر سردارون نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا یہ وہ سردار تھے جو انتظام مین تھے اور انکو کھانا کھلا رہے تھے دس بجے رات تک فرصت ہو گئی اب صحبت رقص و سرود شروع ہوئی اور ساقیان سیمین ساق جام بلورین اور صراحی نقرئی و طلائی لیکر حاضر ہوئے جام شراب ناب گردش مین آیا اور ہر ایک مست ہوش زہرہ خصال مشتری جمال نے غزل مستانہ شروع کی

غزل

قطرے جو دل سے ہو گئے ہیں اشک ہو نکل پڑے
مجھ یاد وہ کمسن کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل تیری میں جو تڑپے تو پہلو نکل پڑے
پردہ سے بیخودی میں اگر ابھی تو نکل پڑے

کیا لطف ہے ہون گھر سے اگر تو نکل پڑے
گلشن سے پھول پھول سے خوشبو نکل پڑے

تھا اک بان حال مرا اے عشق
پوچھی کسی نے بات تو آنسو نکل پڑے

وحشت مین سیر دشت کو آئے ہین گھر سے ہم
احباب کیون تلاش مین ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیون سے بڑھایا جو اضطراب
مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

اوٹھتی دراز ہے کہ شب فرقت نہیں رہی
ساقی بہار ہو مری گستاخی طلب
تیور بدل گئے وہ طبیعت نہیں رہی
جس سے بنا فساد کی تھی کھو دیا اوسے
پہلو سے تم اوٹھے تو وہ عادت نہیں رہی
سب حسن اک غرور جوانی نے کھو دیے
جو دل میں رکھی تو وہ حسرت نہیں رہی
راہیں تمام عشق تصور نے کھول دیں
جب یاد آ ہوئی تو اذیت نہیں رہی

جب اس لیے کہ دیا میں ستمگار ہی سہی
اس سے بہک گیا ہوں کہ عادت نہیں رہی
بسمل بنائیں گی یہ تری شوخیاں کسے
جب دل نہیں ہے یا کوئی حسرت نہیں رہی
کوچہ میں یار کے دفن ہو بھی تو کیا ہوا
چین جہاں میں تجھ کو وہ صورت نہیں رہی
ہے بند آنکھ دیکھیگا کس کو مریض ہجر
ملتے ہیں اوس سے اب کوئی دقت نہیں رہی
اک دیدہ سو طرح کے تیر سے تجھے آرزو

بیتاب ہو رہے کہ اب کوئی حجت نہیں رہی
اظہار مدعا نے دکھایا بڑا اثر
کروٹ بھی اپنے لینے کی طاقت نہیں رہی
یوں دل تسلیوں سے ٹھہر بھی گیا تو کیا
جو کل ہی تھی آج وہ تربت نہیں رہی
تقدیر کیا ہے وہ کو فقت ہی ناکامیوں کی بھاڑ
رحمت نہ سمجھے کہ ضرورت نہیں رہی
غم کی خلش سے ہو گیا ناسور زخم دل
سر سے بلا ٹلی کہ وہ آفت نہیں رہی

خواجہ نے بوجہ لحن داؤدی یہ غزل گائی سامعین وجد کرنے لگا اور عالم محویت اونپر طاری ہوا اور اسکے مضمون نے وہ دلکش اثر دکھایا کہ سب محو ہو گئے واقعات و معاملات گذشتہ و موجودہ نگاہوں کے نیچے پھرنے لگے جوانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے بوڑھے بھی اسطرح ٹھنڈی سانس لیا اسطرح جیسے چراغ سحری بھڑک کر خاموش ہو جاتا ہے اور جوانوں کو کئی روز تک اک سر درد رہا عاشق مزاجوں کے دل کی آگ اور بھڑک اوٹھی انتہا کی محویت یہ تھی کہ وقت نماز صبح کا بھی کم باقی رہ گیا تھا جس وقت خواجہ نے گانا اپنا ختم کیا اور سرداروں نے خیال کیا کہ وقت تنگ ہے لاحول پڑھ کر اوٹھے کہ ایسے ہم لوگ لہو و لعب میں گرفتار تھے کہ خدا کو بھولے ہوئے تھے دم بھر میں بارگاہ خالی ہو گئی سردار بجلدی جلدی اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نماز سحری بجا لائے اور کشتیاں حسب حیثیت لگا کر خواجہ خضران کی خدمت میں بھیجیں بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بہت کچھ عنایت فرمایا خواجہ کو مالا مال کر دیا اب یہیں روز کے کسل کی وجہ سے یہ لوگ آرام لینے لگیں

لیکن یہاں سے داستان طلسم شہ طاق کی آغاز ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان ملالت عنوان و مصیبت نشان کو اس طرح سے بیان میں لاتے ہیں کہ جسوقت اوس کافر کافران اور دشمن دین و ایمان یعنے الوان تاجدار کو یہ خبر پہونچی کہ جسقدر سردار واسطے لشکر اسلام کے یہاں سے گئے تھے اون میں سے کئی مارے گئے جسوقت لشکر اہل اسلام کی پہونچی اور لشکر کفار نے شکست کھائی اور سب مسلمان ہو کر شریک اہل اسلام ہو گئے اور خضران نے جا کر بصیر جادو کو گرفتار کیا مرحلات توڑے طوفان ابن سرکش جادو جو ایک بار از بصیر جادو کا وہ شریک اہل اسلام ہوا اور بصیر کو مار کر ایک سب کی رستگاری کی لیں اسکا نہایت غصہ آیا اور کہا کہ میں نے تو یہ چاہا تھا کہ ان پا شکستوں کو افسون ہی سے قتل کر دوں کہ جو سحر نہیں جانتے ہیں مگر معلوم ہوا کہ یہ باتیں انکی سخت ہیں یوں نہ کامیں گی اب ساحروں کو بھیجنا چاہیے یہ خیال کر کے میں نے نامے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بالا نے ہوا اور ایک نامہ ایک پاس ہیبت آسمان فگاف جادو کے پہونچا اور دوسرا امواج کے جادو کے پاس جا کر اور تیسرا زروبان جادو کے پاس پہونچا جسوقت اپنا نامہ ہیبت جادو نے پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ اسے ہیبت آسمان فگاف جادو اے یہ خدا پرست بغیر ساحروں کے قتل نہ ہونگے لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے

کہ لشکر اپنا لیکر بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوا اور لشکر خدا پرستان کا کام تمام کرو
اور یہی مضمون نامہ مواج گرد باد جادو کا تھا اور زروبان جادو کے نام تحریر یہ تھا کہ اے باتاک
سرحد طلسمی تمکو چاہئیے کہ مہوت آسمان شگاف و مواج گرد باد کو مع لشکر ساحران سرحد طلسم
کے باہر پہونچا دو اور پھر راستہ مسدود کر دو واضح رائے ناظرین ہو کہ وہ دیوار جو بیرون طلسم نطق یہ
حصار ہے وہ یہی ساحر زروبان کے سحر کی ہے بس یہ حکم پہونچتے ہی مہوت آسمان شگاف و مواج گرد باد
چالیس چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئے لشکر اسلام
مین جلسہ ہو چکا ہی ایک روز دربار برخاست رہا کہ ہر شخص کسل مند تھا جب دوسرا دن ہوا تو آمیر
ثالث بادشاہ اسلام جلوہ افروز تخت شاہی و زینت بخش دنگل صاحبقرانی ہوئے سردار
اپنی اپنی کرسیون دنگلون پر آکر متمکن ہوئے صلاح و مشورہ ہونے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئیے اسلیئے
کہ زبانی قیصر عاد کے معلوم ہوا ہی کہ اب کوئی سردار غیر ساحران مقابلہ لشکر اسلام طلسم نہ
طاق مین نہین ہی اور عجب نہین ہی کہ اب لشکر ساحرونکا آئے لہذا جس سردار کا نام قضا حی طلسم ہو وہ پہلے ہی
کیون نہ روانہ ہو جائے کہ لشکر اسلام ستم ساحران و طلسم افسون گران سے محفوظ رہے یہی ذکر
تھا کہ جوبدار سرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین عرق سامنے سے پیدا ہوئی آتے ہی بنا
عبودیت پر سر کو جھکایا اور آداب شاہی بجالا کے دعا و ثنا سے بادشاہی مین لب و زبان سے
کام لیا شعر ہے یہ شاہ یارب تا قیامت مع جاہ و حشم تخت و حکومت اے خداوند فلک
بارگاہ و سلطان عالیجاہ جانب طلسم نہ طاق سے اک ابر اوٹھا ہی کہ گرج اور چمک اسکی خلاف
معمول ہی اور عنوان آمد لشکر ساحران کا معلوم ہوتا ہی فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ جو مرضی
خدا کیا چارہ ہی اوسوقت حکم ہوا کہ سراپردہ بارگاہ کے اوٹھا دیے جائیں حسب الحکم خدام نے
جلدی سے کام کو انجام دیا اور اب بادشاہ اسلام مع سرداران عالی مقام اوسطرف
متوجہ ہوئے کہ جسطرف وہ ابر اوٹھا تھا دیکھا کہ اک ابر سیاہ ہی کہ برستا ہوا چلا آتا ہی کڑک اور گرج
سے زمین کو زلزلہ ہی اور ابر مین ہزار ہا برقین چمک رہی ہین بارش شعلہا ے آتش کی ہو رہی
ہی کہ جو شعلہ جس درخت پر گرا اوسکو نخل آتش بازی بنا دیا دہر دہر جلنے لگا جس سنگ پر
گرا اور وہ چٹک کر زمین پر گرا تو اوسکو سنگ سیاہ بنا دیا دریا مین گرا تو پانی کہولنے لگا اور
صدہا جانوران آبی جانبحق ہوئے اس شوکت و شان سے یہ لشکر ساحران قریب پہونچا
اور اب جو ابر شق ہوا تو دیکھا کہ دو ساحر مہیب کرگدنان سحر پر سوار جہولیان کہار وے
کی شکل چپوے گلون مین پڑی ہوئی ہین رنگ دونون کے سیاہ آنکھین زرد پشت پر انکی شہر ساحر
نہنگ و پلنگ و اژدر و مرکب طاؤس و باز و عقاب سحر پر سوار ڈمرو بجتے ہوئے شکلین
بدلتے ہوئے گھنٹیون کی صدا بلند ترسول پشول چمکتے ہوئے نعرہ و ندا اکوان کی صدائین چہولیا
سحر کی گاوئین ہاتھون مین ناریل ترنج نارنج سحر سنبھالے ہوئے اس شوکت و شان سے رو
ہوا سے بالائے زمین اوترے اور سامنے خیمہ پر پاکے قیصر عاد نے پہچانا اور نام دونون کے
صاحبقران کو بتائے اور عرض کی کہ یہ دونون ساحر اگرچہ ساحران طلسم نہ طاق مین کوئی
وقعت نہین رکھتے ہین مگر تمام ساحران عالم سے افضل و بہتر ہین کہ انکا مقابلہ کرنا ایسا دشوار ہی
سمجھکر اکوان نے ان دونون کو بھیجا ہی کہ یہ کافی ہین یا صاحبقران انکے مقابلہ مین اگر خدا

کریم ہی اپنا فضل شریک حال کرے گا تو کچھ ہوگا ورنہ خیر و عافیت ہے اگر یہ خیال ہو کہ
ساحران مطیع اسلام اپنے لڑینگے تو ممکن نہیں کہ کوئی ساحر انکا مقابلہ کرکے سرسبز ہو سکے فرمایا
وہی پروردگار عالم انہیں بھی فتح دینے والا ہے جسنے بڑی بڑی خداوندیاں اپنے پاشکستہ بندوں
کے ہاتھ سے برباد کرادیں یہ فرما ہی رہے تھے کہ دیکھا جانب شمال سے اک چمک سی پیدا ہوئی
اور آواز بادل کے گرجنے کی پیدا ہوئی دیکھا تو اک ابر فیروزہ رنگ پیدا ہوا کہ اوس ابر میں بجلی
چمکتی ہوئی بارش فیروزہ و زمرد و یاقوت مثل کی ہوتی ہوئی نہایت زور شور سے آکر پہونچا اور
لشکر اسلام کی طرف بڑھنے لگا سب نگران تھے کہ یہ کون آیا یکایک قریب پہونچکر وہ ابر شق ہوا
اور اک ساحر اژدر سحر پر سوار آفتاب اوسکے سر پر سایہ افگن چھوٹی سحر کی لگی ہوئی پشت پر پانسو
ہزار جادوگر کمر کیان سحر پر سوار ہیرقین ہاتھوں میں لیے ہوئے لیکن اوپر تعریف الہی نعت
رسالت پناہی مرقوم تھی صاحبقران نے پہچانا اور فرمایا کہ مریخ آفتاب علم مالک سلسلہ علم
فیروزہ آتے ہیں یہاں سے طوفان شاہ بن سرکش جادو کو انکے استقبال روانہ کیا
طوفان بھی تخت سحر اوڑا کر قریب پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا مریخ آفتاب علم نے جواب سلام
دیا لیکن پہچانا نہیں کیونکہ یہ ابھی تازہ مطیع اسلام ہے لیکن اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہے دشمن نہیں ہے
طوفان بن سرکش جادو مریخ آفتاب علم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی میں حاضر
ہوا لشکر مریخ کا بمقابلہ لشکر کفار خیمہ زن ہوا مریخ نے صاحبقران کی دست بوسی کی اور یہ
عرض کیا کہ غلام حسب وعدہ حاضر ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خوب وقت پر پہونچے مریخ
نے عرض کیا کہ قبل اسکے کچھ دن ایسے ناقص تھے کہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ حاضر خدمت ہوتا
اسلئے کہ اوسوقت دشمنوں کا ستارہ مجھپر غالب تھا اگر چلا آتا تو فکر کی علاوہ میرے بچانے کی
بھی کوشش کرنا پڑتی صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہوا ورنہ ایسے ہی مصائب سخت میں مبتلا ہم
بھی ہوئے جیسی آفت میں تم پھنس گئے تھے کبھی جو تھا روز ہے کہ اوس آفت سے نجات ملی ہے
مریخ نے عرض کی مجھے معلوم تھا کہ حضور سحر اکوان میں گرفتار ہو گئے تھے اگر میں
اوسوقت موجود ہوتا تو میں بھی نہ بچ سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا ان کی کوشش
اور پروردگار کی مدد تھی کہ پہلے طوفان بن سرکش جادو بادشاہ کو قضا و قدر جو ابھی تک
تمہارے پیشوائی کو گئے تھے شریک ہوئے اور انہوں نے اوس راز سے آگاہ کیا جو
ہم لوگوں کے بینا ہونے سے متعلق تھا ورنہ اگر ہم بینا ہوتے تو جو لوگ بینا تھے وہ نابینا
ہو جاتے غرض بطور پروردگار عالم نے اوس بلا سے نجات دی یہی باتیں ہو رہی تھیں
کہ اک ابر اور نمودار ہوا کہ رنگ اوسکا مانند پر طاؤس کے تھا کڑک اور گرج بہت
تیزی سے ہو رہی تھی بارش گلہائے رنگارنگ کی ہوتی ہوئی آتے آتے یہ ابر بھی لشکر
اسلام کی طرف متوجہ ہوا جسوقت قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا کہ اک ساحر تاج بسر تخت
پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحر غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیاں
مانند جھولوں پر ڈالے ہیرقین ہاتھ میں لیے صاحبقران نے فرمایا کہ گنجور شاہ کی نقطۂ اعظم کی
یہ سنکر مریخ آفتاب علم اور طوفان بن سرکش جادو براے استقبال روانہ ہوئے
اور یہ دونوں حسب الارشاد صاحبقران عالیشان اپنی شوکت و حشمت دکھلاتے ہوئے

اور کنجور شاہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ لائے یہ بھی صاحبقران سے ملا اور دست بوسی کی
صاحبقران نے اُس سے بھی سارا حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا
اور قتل ہونا لصیر جادو کا سب بیان کیا اتنے مین جانب صحرا سے گرد اوڑی اور اک جوان
رعنا دس ہزار جوان سے آکر پہونچا صاحبقران نے صدر ران دردگوش کو پہچانا واضح رہے کہ ناظرین ہو
کہ یہ وہی کنجور شاہ ہے جسکی برات جنگل مین صف ماتم بپا کرکے بیٹھی تھی صاحبقران نے سمند جادو
کو مار کر اسے طلسم کنجورہ سے رہا کیا تھا یہ بھی آکر شریک لشکر اسلام ہوا غرضکہ آمد لشکر ساحران مین شام
ہوگئی تھی صدر ران بھی قریب شام آکر پہونچا تھا آج کی شب تو ان لوگون نے براحت و آرام بسر
کی فقط طلایہ کا گشت جاگتا رہا ساحرون نے حصار سحر باندہ لیئے تھے کہ اگر کوئی دشمن آئیگا
قصد کرے تو پہونچ نہ سکے مگر جب دوسرا روز ہوا مہبوت آسمان شگاف کے لشکر مین طبل جنگ
بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی
و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان خضران بن عمر حکم شاہی لیکر نقارخانہ سلیمانی مین گئے
داروغہ نقارخانہ نے نذر دی خواجہ نے نذر لیکر داخل تعمیل کی اور پہلے چوب اوٹھا کر بھی
طبل پر ماری اور آواز طبل سنتے پہلے کود کر زمین پر آرہے صدائے طبل سکندری سے
تمام بیابان نہ طاق گونج اوٹھا درندے بھاگے پرندون نے شاخون سے اوڑکر شور مچایا
گوش گردون دون کر ہوگئے ساحر اپنے اپنے مقام سے اوچھل پڑے کوئی اپنے عمل کا بگاڑ
سمجھا کسی نے جانا کہ رجعت ہوئی عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا غرضکہ اب نقارچیون اور شہنا نوازون
نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون کے
منقلین روشن ہونے لگے سیپے ہوئے باہن بخور کو گل لوبان صندل کافور رائی کالا دانہ کا ہوم ہوا
اور کسی نے تھوک کو چٹکا کیا اور اپنے چہرون کو چھینٹ دی کسی نے بھینسے کے خون سے غسل کیا
کہ سحر جگائے جا رہے ہین آوازین یا سامری و یا جمشید کی بلند ہین ڈہیرو گھنٹے سنکھ بج رہے
ہین کہ یکایک طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی آمد
شاہ خاور سے فوج انجم خوفناک ہوکر گریزان ہوئے اور مہتاب کا چہرہ فق ہوا شکست
پر رکھکر گوشہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج شعاع نے لشکر تیرگی کو شکست دی طایران خوش الحان
آشیانون سے نکل معروف نغمہ سنجی ہوئی مسلمانون مین شور اذان بلند ہوا کفار مین آواز
یا خداوند الگوان بلند ہوئی غرضکہ جب دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ سے موافق ادائے
بندگی کر چکے تو صف آرا سے میدان کارزار ہوئے اوس طرف مہبوت آسمان شگاف مع افواج
گردباد نے اپنی فوج کے پرے جمائے اور خود بہ مرتبہ سرداری لشکر سے آگے مثل گردون
سحر پر سوار کھڑے ہوئے اس طرف بھی اسی ہزار ساحرون نے پرے جمائے
اور ہر صبح آفتاب علم کنجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو اپنے اپنے مرکب پر
سوار آگے لشکر کے کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام مع صاحبقران گیتی ستان معہ سرداران
ذوالاحترام ایک طرف صف آرا سے معرکہ کارزار ہوئے لیکن بعد صف آرائی مہبوت
آسمان شگاف نے سحر کیا دستک دی کہ اک پتلا سحر کا پیدا ہوا پوچھا کیا حکم ہوتا ہے
مہبوت نے کہا کہ جاکر میدان صاف کر پتلے نے آن واحد مین تبر سے درختون کو کاٹ کر

میدان صاف کر دیا اور پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا اسطرف کیخور شاہ نے کچھ اسم سحر
پڑھا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا اور پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی اسکے بعد مواج گرد باد
کچھ سحر کیا کہ جاروب سحر پیدا ہوئی اور ہوا ایسے تند چلی کہ تمام میدان صاف ہو گیا جھاڑی جھنڈ
سمٹ کر ایک جا ہو گئی اب طوفان بن سرکش جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کہ اک ٹکڑا ابر پیدا
ہوا۔ اور اُس سے بارش ہوئی اور گرد بیٹھ گئی طوفان بن سرکش جادو نے
مرکب سحر بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ ابھی کیا ضرورت ہے تم تازہ مہمان ہو اسقدر عجلت نہ چاہیے طوفان نے عرض کی
کہ ہر چند کہ میں لائق مقابلہ نہیں ہوں اسواسطے کہ جو ساحر اندرون طلسم شہ طاق کے رہنے والے
ہیں وہ ادنے بیرون طلسم کے اعلے ساحروں سے بہتر ہیں مگر ہم لوگ اسی واسطے ہیں
کہ جان نثاری کریں اور اسکے ماسوا میں اُن دونوں کو سمجھا دونگا اگر نہ مانیں گے تو مجبوراً
لڑونگا فرمایا اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے طوفان بلا درنگ مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان
کارزار کا کیا جیوقت سامنے مبہوت آسمان شگاف کے پہونچا کہا اے مبہوت نشہ کفر کو
سر سے دور کر خواب غفلت سے چونک خداوند کریم کو پہچان اگوان پرستی سے باز آ
مبہوت نے کہا کہ اگر تو میرے مقابلہ آیا ہے تو ہوشیار ہو جا اور وار کر اور اگر سمجھانے آیا
ہے تو واپس جا کسی اپنے کو بھیج جو سر میدان داد سحر و ساحری دے اسلیے کہ یہ میدان جنگ ہے
محفل وعظ و پند نہیں ہے طوفان نے کہا کہ پہلے تو میں تیرے فہمائش ہی آیا تھا لیکن اگر تو نہیں مانتا
اور طالب جنگ ہے تو وار کر یہ سنکر مبہوت بہت ہنسا اور کہا کہ مجھ سے کہتا ہے کہ وار کر سے
وا ہے بچ سکے گا طوفان نے کہا اگر خدا بچائیگا۔ تو بچونگا میں مطیع اسلام ہو چکا پیشدستی نکرونگا
اور میدان میں پہلے نکلنا یہ بھی آئین اسلام کے خلاف تھا مگر میں بارادہ جنگ آیا تھا اسی باعث
پیشقدمی کی اب تو مجھے سرصف کارزار میں نہ سمجھ بلکہ صف لشکر اہل اسلام میں تصور کر مبہوت
نے کہا کہ اب میں تجھے زندہ تھوڑے پلٹ کے جانے دونگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر اک دو ہتھڑ مارا
کہ دو برقیں اور [?] تڑپ کر طوفان پر گریں طوفان بن سرکش مرکب سے کود کر زمین میں غرق
ہو گیا برقیں مرکب پر گریں کہ مرکب کے دو ٹکڑے ہوے اور اک شعلہ نکلا کہ برقیں مع مرکب جلکر
خاک ہو گئیں لیکن طوفان بن سرکش جادو طبقہ زمین کا توڑ کر نکلا برابر مبہوت کے اور
اک ہاتھ تیغہ سحر کا مارا کہ گردن کر گردن مبہوت کی قلم ہوئی مبہوت کو دھڑ علیحدہ ہوا لیکن خون نا
بجوکر گردن کے گلے سے نکلا وہ اک شعلہ بنکر گرا اور گردن کو جلا کر خاک کر دیا اس سحر کی کیخور شاہ اور صبح
آفتاب علم نے تعریف کی لیکن مبہوت آسمان شگاف نے جو دیکھا کہ اس نے برابر سے جواب سحر دیا
ہیں نے اسکا مرکب مارا تو اس نے میرا مرکب مارا ہر سو کا ریاض خاک کر دیا اب پھر کچھ حیلے
کیجیئون تو مرکب سحر تیار کروں اس اوسیوقت زمین پر طمانچہ مارکر صورت اپنی اک فیل مست کی
پیدا کی اور طوفان بن سرکش جادو کی طرف چلا طوفان نے بھی اسکو آتے دیکھکر زمین پر اک لوٹ
لگائی اور صورت فیل کی پیدا کی اور دونوں لڑنے لگے کھو لنا چلنے لگا ٹکروں کی صدا سے تمام صحرا
گونج گیا دونوں لشکر تماشا دیکھ رہے ہیں لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ دونوں ہانپنے لگے اگر یہ اسکو
دس قدم تک ریل لیجاتا ہے تو وہ بھی اوسکو دس قدم تک ریل لاتا ہے کہ اک مرتبہ جھپٹ کر مبہوت

آسمان شگاف نے ایک ٹکر ماری کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو شق ہو جاتا طوفان نے ٹکر تو اوسکی رد کی
مگر دم کھڑی کر دی اور ایک چیخ ماری کیخسرو شاہ اور صبیح آفتاب عالم کو بے اختیار ہنسی آ گئی اور بادشاہ
اسلام سے کہا کہ اب آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں وہان سہوکت نے طوفان کو ہونٹوں میں لیٹتا
اور کھینچتا ہوا اپنے لشکر میں چلا گیا زنجیر سحر پاؤں میں ڈالکر ایک نخل سحر سے باندھ دیا سواج گرد باد
جادو نے اپنا گرگدن نکالا اور میدان میں آ کر ہیبت دی کہ باش فرقہ خدا پرستان جو گروہ مسلمانان
صبا تمنا ہو مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بیستا کیخسرو شاہ نے اپنا تخت سحر
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آ کر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا کی
حفظ و امان میں سونپا کیخسرو شاہ نے سلام کیا اور بار دگر تخت پر بیٹھکر رخ میدان کارزار کا کیا
جسوقت سامنا سواج گرد باد جادو کا ہوا سواج نے آواز دی کہ اے کیخسرو شاہ تو بڑا
نمک حرام ہے کہ مسلمانوں کا شریک ہوا اور وہ عقیدہ فرزندیں نے تجھے خاک سے پاک کیا
اور اس مرتبہ کو پہنچایا کہ تو بادشاہ کہلایا تو اوس سے پھر گیا کیخسرو شاہ نے جواب دیا کہ نمک حرام
تو ہی یا میں ہوں جسوقت سمند رشاہ نے مجھکو قید کرکے قتل کرنا چاہا اوسوقت جسنے مجھے بچایا وہ
میرا آقا و جان بخش ہے اکوان کیسا خداوند تھا کہ آپ کے ہاتھ سے دوسرے پر ظلم ہوتا اوس نے
روا رکھا اور پھر یہ لی لیس معلوم ہوا کہ اوسکی خداوندی باطل ہے اور وہ ایک رنگا ہوا سیار ہے جس نے
میری جان بخشی کی میں نے بھی اوسکا ساتھ دیا اور تو اسوجہ سے نمک حرام ہے کہ اپنے بادشاہ
کو جسے تو خداوند سمجھتا ہے سمجھا کر تو یہ نہیں کروا تا راہ تک نہیں بتاتا بالکہ سجدہ کرکے اوسکے دماغ
میں تو خداوندی پیدا کر دی ہے اب تو نمک حرام و بدخواہ ہے یا میں ہوں اگر اکوان تاجدار آئین
اسلام اختیار کرے تو میں اب بھی اسکی غلامی سے باہر نہیں ہوں ورنہ انہیں مسلمانوں
کے ہاتھ سے جنہیں تو اور وہ بے دست و پا سمجھے ہوے ہیں اوس خاک مذلت پر گرنا
ہوگا کہ ساری خداوندی کسی راستے سے نکل جائیگی اور اسطرح پارہ پارہ ہو جائے گا کہ پاسبان
دریا و حرمان ہو اوسکے حال پر گریہ و زاری کرینگے سواج نے کہا کہ لعین اپنی زبان کو
سنبھال اور توبہ کر ایسا نہو کہ زبان تیری زبان جل جائے تو خداوند کی شان میں ایسے
کلمات لاطائل زبان پر لاتا ہے دیکھ تو کیسی سزا سے معقول اس زبان درازی کی تجھکو دیتا
ہوں یہ کہا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ لیتھ
ہلگیا اور ایک درخت پیدا ہوا کہ شاخیں اوسکی بازو وہ ان میں کیخسرو شاہ کے لپیٹیں
پس یہ دیکھتے ہی کیخسرو شاہ نے پاؤں زمین پر مارا کہ تڑپ کر دو پتلے تبر ہاتھوں میں لیے
ہوے زمین سے نکلے اور شاخیں کاٹ کر بازو کیخسرو شاہ کے کھول دیئے اور ہر درخت کو جڑ سے
کاٹ کر گرا دیا سواج نے یہ دیکھکر کہ سحر بیکار ہوا ناریل جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ اوس سے
شعلہ پیدا ہوا - اور اون پتلوں پر گر کر پتلے جلکر خاک ہوے اور وہ کٹی ہوی شاخیں
درخت کی پھر بصورت شجر ثمین آور آئیں پھل پیدا ہوے اور جو پھل اوس میں سے گرا
شق ہوا اور اس میں سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور کیخسرو شاہ کی طرف
چلا کیخسرو شاہ نے تیغ کھینچی اور جو پتلا قریب آیا اوس پر ایک ہاتھ مارا کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوکے
اور ایک شعلہ بھڑک کر رہ گیا لیکن دیکھا کیخسرو شاہ نے کہ جتنی دیر میں ایک قتل ہوتا ہے

دس اور پیدا ہو جاتے ہین اور ہوا سے درختونکو حرکت ہوکر پہل برابر گر رہے ہین اور
شق ہو رہے تہوڑے عرصہ مین اک فوج جمع ہو گئی اور پتلون نے ہر طرف سے گہیر لیا
مرزج آفتاب علم نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ کس غفلت مین ہو یہ تمہارے قتل کرنے
قتل ہو سکین گے کیون نہین فوج طلسمی سے کام لیتے ہو اوسوقت گنجور شاہ نے جہولی سے
اک گلدستہ نکالکر کچھ اسم سحر پڑہکر زمین پر مارا کہ گرتے ہی اوسکی ہر ایک پنکہڑی علیحدہ ہو گئی
اور ہر پنکہڑی سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور اون پتلون سے لڑنے لگا خوب تلوار
چلنے لگی گنجور شاہ کے پتلے طلسمی نے جس پتلے پر ہاتہ مارا دو ٹکڑے ہوے اور سواج کے جس پتلے
نے پتلہ طلسمی پر تلوار ماری کچھ اثر نہوا آخر کار اون طلسمی پتلون مین سے اک پتلا آرا لیے
پیدا ہوا اور دم بہر مین درختونکو کاٹ کر ڈالدیا اور پتلونکو فوج طلسمی روکے رہی جب درخت
کٹ گئے تو اوسی پتلے نے اپنی زبان مین اشتر کو پکڑ لیا اور اون درختون پر مارا کہ آگ لگ گئی اور
سب دہو دہو جلنے لگے آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور پتلے سب طلسمی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے یہ دیکہکر مرزج آفتاب علم نے بہت تعریف گنجور شاہ کی لیکن
سواج گردباد کو نہایت غصہ آیا اور جہولی سے خاک نکالکر کچھ اسم سحر پڑہکر دم کیا کہ وہ خاک
چکر مارتی ہوئی مانند بگولے کے چلی اور گنجور شاہ کو چہار طرف سے گہیر لیا
لیکن یہ معلوم ہوا کہ دم گہٹنے لگا اور گنجور شاہ نظرون سے پنہان ہو گیا اور سواج گردباد نے
آواز دی کہ پکڑلاؤ اسکو اور وہ بونڈلا چرخ کہاتا ہوا گنجور شاہ کو کہینچکر طرف لشکر کفار کے
لیچلا لیکن گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی اور دیکہا کہ وہ بونڈلا گرد کا شق ہوا اور اک آفتاب چمک کر نکل گیا
خاک زمین پر بیٹہ گئی اور نعرہ کیا گنجور شاہ نے کہ دیکہا تو نے یون نکل جاتے ہین اب
روک میرے وار کو یہ کہکر دونون انگلیان چٹکین کہ اوسنے دس آفتاب پیدا ہوے اور
کڑک کڑک کر سواج کی طرف چلے جس سواج گردباد نے ہوا اون آفتابونکو اپنی طرف آتے ہوے
دیکہا کچھ اسم سحر پڑہکر آواز دی کہ آؤ اور یہ مقام اصلی تمہارا ہے وہان بیٹہو اور اصلی صورت اپنی
پیدا کرو یہ کہکر دونون ہاتہ بلند کر دیے دیکہا تو وہ آفتاب طلائی حلقے بنکر دسون انگلیون
مین اوتر آئے بس سواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ دیکہا تمنے بس یہی سحر تمہارا تہا
جسکو مین نے اپنی انگلیون مین روک لیا لو اب اسی سحر کو دیکہو کہ دوست تمہارا دشمن ہوا
اور تمہارے ہی پیر تمہاری فکر مین آتے ہین ہشیار رہنا یہ کہکر اسنے کچھ اسم پڑہکر
وہی طلائی حلقے گنجور شاہ کی طرف کہینچ مارے کہ وہ دسون حلقے دس شعلے بنکر
گنجور شاہ پر چلے گنجور شاہ نے دیکہا کہ سحر میرا اسنے پلٹ دیا بس فوراً پاؤن مار کر
غرق زمین ہو گیا شعلے بالائے زمین ہر طرف تلاش کرنے لگے کہ اک مرتبہ گنجور شاہ
نے طبقہ زمین کا توڑا اور قریب سواج کے نکلا تو اک ناند پانی سے بہری ہوئی اسکے ہاتہ
مین تہی شعلون نے جو گنجور شاہ کو دیکہا لپک لپک کر چلے لیکن جو شعلہ قریب پہونچا
گنجور شاہ نے ہاتہ سے اشارہ کیا وہ شعلہ ناند مین گر کر گل ہو گیا اسیطرح دسون شعلے
گل کر دیے سواج نے جہپٹ کر اک گولا فولادی ناند پر مارا کہ ناند ٹوٹی اور پانی نے اسکے
گنجور شاہ کو گہیر لیا دیکہا گنجور شاہ نے کہ یہ عمل بہی اسنے پلٹ دیا اور

پر چہار طرف دریا سے امواج نظر آنے لگا گنجور شاہ اوس دریا مین ڈوبنے لگا اور
نہنگ اوسمین پیدا ہوا کہ گنجور شاہ پر حملہ کرنے چلا بس گنجور شاہ نے جھولی سے کچھ
دانے ماش کے نکالے اور کچھ اسم سحر دم کر کے اس نہنگ پر مارے کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور طبقہ زمین کا شق ہو گیا نہنگ مع دریا اوس غار مین سما گیا اور زمین پھر برابر
ہو گئی ان دونون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین کہ دونون طرف کے ساحر
تعریف کر رہے ہین لشکر اسلام مین لوگ حیرت سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ کیونکر
یہ سامان فورا پیدا ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین کہ اک مرتبہ
گنجور شاہ نے تہ آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے عقربان سحر لینا دشمن کو
کہ یہ سحر کشی و ایذا رسانی سے باز نہین آتا تم بھی وہ نیش زنی کرو کہ حقیقت اپنی
بھول جاے اور سحر سے توبہ کرے بس یہ آواز سنتے ہی اک ابر پیدا ہوا
اور سر امواج کے بچھو گرجا کہ بارش عقربون کی ہونے لگی جو بچھو امواج کے سر پر گرا
اوس نے نیش مارا امواج چیخ اوٹھا اب یہ حالت ہوئی کہ ہزار ہا بچھو امواج کے گرد پا سر
تن بدن مین لپٹ گئے اور نیش مارنا شروع کیے موج کی یہ حالت ہوئی کہ سحر ساحری
بھول گیا چیخنا شروع کیا اور تمام جسم نوچنے لگا لیکن جہان ہاتھ لگایا بچھو نے ہاتھ مین
ڈنک مارا تڑپ گیا تمام میدان مین ناچتا پھرتا ہے اوسی حالت اضطرار مین یہ تو
دوڑ رہا ہے بچھو دم لینے کی فرصت نہین لینے دیتے جس طرف بھاگ کر جاتا ہے
ابر سر پر ساتھ ساتھ ہے بچھو برابر برس رہے ہین صمصام آفتاب علم کو یہ حالت
اسکی دیکھکر ہنسی آگئی تمام لشکر اسلام مع بادشاہ و سرداران کمالی مقام
کو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے تعریف گنجور شاہ کی ہونے لگی اوسی حالت اضطرار
مین امواج نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا کہ صورت اوس نے اژدر کی پیدا
کی اور دم کشی کر کے تمام بچھو نگل گیا اور ابر کی طرف دیکھکر ایسی سانس
کھینچی کہ تمام ابر دہان اژدر مین جا کر غائب ہو گیا اور شکم اژدر شق ہوا اوس سے
سانپ پیدا ہوے اور گنجور شاہ کی طرف چلی اژدر تو اک خال ہو کر رہ گیا
لیکن سانپون نے گنجور شاہ پر حملہ کیا گنجور شاہ نے اک دوہتڑ مارا کہ صحرا کی
طرف سے اک سپیرا بانسری ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا۔ اور بانسری
بجانا شروع کی جتنے سانپ تھے سب جمع ہو گئے جوگی نے سب کو پکڑ پکڑ کر پٹار
مین بند کیا اور صحرا کی طرف چلا امواج نے کہا او گنجور شاہ تو چاہتا
ہے کہ مین سحر کو اسیر کرون مجھے بھی تو اپنی حکومت دکھاتا ہے خبردار ہو ہوشیار
ہو جا دیکھ مین سحر اپنا چھڑائے لیتا ہون اور تیرا سحر ملائے دیتا ہون یہ کہکر
اک اسم سحر دم کر کے چند دانے ماش کے پٹار پر پھینکنے لگا دیکھا کہ جوگی
نے پٹارا [illegible] دیا گریبان پھاڑ ڈالا تو ہی حلق مین پھانس کی پٹارا اچھل
گیا اور سانپ جوگی کے لپٹ گئے بس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے اک
ہاتھ [illegible] جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھینکا کہ اوس سے پری وار پیدا کیے

اور سنساپنون پر آکر اودہم مچھر مین سانپ نگل گیا بس یہ دیکھتے ہی سواج گرد باد جادوگر
طیش آیا اور آواز دی کہ اے گنجور شاہ غضب کیا تونے کہ میرے سحر کو مٹا دیا کہان
جائیگا سمجھ کہ مین بھی تیرے سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر زمین پر لگد ماری اور
اور شکل اپنی اک باز کی پیدا کی اور طاؤس کی طرف اوڑکر چلا طاؤس بھاگا باز نے
پیچھا کیا اور پکڑکر طاؤس کو جوگی کے اوپر لایا اور منقار سے گلا کاٹ دیا کہ خون نکلا
سکا شعلہ بنکر گرا طاؤس اور جوگی دونون جلکر خاک ہوگئے یہ دیکھکر گنجور شاہ
نے بھی غلطک ماری اور یہ بھی باز بنکر اوڑا اور سواج گرد باد جادو کی طرف چلا دونو
لڑنے لگے پیچھے چلنے لگے کبھی لڑتے ہوئے زمین پر آتے ہین کبھی پھر ہوا پر جاتے ہین پنجے پر
منقار چل رہی ہے لوگ دونون طرف کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ نہ کبھی یہ کم پڑتا ہے اور
نہ وہ مرنج آفتاب علم نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ یہ دونون برابر کے
ساحر ہین کوئی کسی سے کم نہین پڑیگا دیکھیے اسکا فیصلہ کیا ہوتا ہے یقین تو ہے کہ دونو
زخمی ہون اور اب دن بھی کم رہگیا ہے تاریکی ہوئی اور دونون علیحدہ ہو جائین گے
اسلیئے کہ اسوقت دونون باز بنے ہوئے ہین انھین سب خاصیتین جانورون
کی سمجھیے قاعدہ سحر یہ ہے کہ ساحر جو پیدا کرتا ہے وہی خاصیتین بھی اوس مین پیدا
ہوجاتی ہین کل انھین یقین ہے کہ انہین دونون مین لڑائی ہوگی انجام مین دونون سے سحر
ناقص ہوجائینگے اور برسون کے ریاض خاک ہوجائین گے اگر ارشاد ہو تو گنجور شاہ
کو ہٹا کر مین ساحر بنا کرون فرمایا یہ خلاف ہے آج رہنے دو کل ہم ہی نکلنا گنجور شاہ کو
منع کردیتا مرنج آفتاب علم خاموش ہو رہا لیکن وہان دونون ساحر اوسی طرح
سے باز بنے ہوسکتے ہوے ہین برابر پنجہ چل رہا ہے اپنے اوسکے پر نوچ
ڈالے ہین اوس نے اوسکے پر اوچے ہین خون بہ رہا ہے لیکن دونون برابر
لڑ رہے ہین کہ یکایک جانب طلسم نہ طاق سے کڑاکے کی صدا بلند
ہوئی اور بالا سے پیدا اک جوگی بڑے بڑے جٹائین لٹکتی ہوئی جال ہاتھ مین لیے
پیدا ہوا او قریب آکر آواز دی کہ اے سواج ہٹ جا یہ تیرا کام ہے کہ بادشاہ
طلسم کو اسیر کرسکے یہ سنتے ہی سواج الگ ہٹا جوگی نے اوس باز پر جال مارا کہ جو
در اصل گنجور شاہ تھا اور پکڑ کر سواج کے حوالہ کردیا اور نعرہ کیا کہ سم وستادہ
خداوند اکوان یہ کہکر ہوا پہ اوڑتا ہوا جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا کیا یہان سواج
گرد باد خوشی خوشی گنجور شاہ کو باندھے ہوے اپنے لشکر مین آیا اور اک قفس آہنی
جو سحر کا ساختہ تھا باز کو بند کرکے درخت سحر مین لٹکا دیا اہل اسلام گنجور شاہ
و طوفان بن سرکش جادو کے اسیر ہونے سے نہایت غمگین ہوئے لیکن چونکہ شام ہوچکی
تھی آفتاب قریب غروب تھا [illegible] اپنے اپنے استھانون کی طرف جارہے تھے سیاہی پردہ
پیش عالم ہوئی رکھتی ہے ادہر جنگ صدل مسدود ہوچکی تھی طبل بازگشت پر چوٹ پڑی کفار نقارہ فتح و
فیروزی بجاتے ہوئے گنجور شاہ و طوفان بن سرکش کو ہمراہ لیے ہوے اپنی فرودگاہ پر آئے اور
اہل اسلام نہایت غمگین و محزون اپنے پڑاؤ پر آئے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہو کچھ مختصران

بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی ہی مین فروکش رہین اسواسطے کہ لشکر ساحرون کا
اوترے ہوئے ہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے بادشاہ اسلام نے صاحبقران عالیمقام سے اشارہ
کیا کہ بلکہ آپ اور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم ماہ طلعت وغیرہ جملہ سردار یہین رہین تو مناسب
ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ جسوقت تک غلام آپکے لشکر مین موجود ہے اسوقت تک
کوئی تردد نہ فرمایئے مجال نہین ہے کہ پرندہ پر مار سکے صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے لیکن وہان
بہوت آسمان شگاف اور مواج گرد باد نے پھر طبل بجوا دیا اور تیاری جنگ کر دی
ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام نقارہ رزمی نوازش
مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اب اسکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اور خورشید
کلاہ داستان ملک آشا نیم کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد اوٹھ جانے سکندر رستم
ہو گئے یہ لوگ رنجیدہ بیٹھے ہین کہ دیکھئے پردہ و نگار عالم کب اوس شہریار عالیجاہ کی زیارت
ملاتا ہے اور کس دن زیارت اوس راہبر دین اسلام کی نصیب ہوتی ہے آسمان شاہ کو ہر وقت
یہی فکر و خیال ہے اسلیئے کہ جب سے شاہزادہ سکندر رستم جو کچھ لیگیا ہے ملکہ کے صدمہ نے
اسقدر ترقی کی کہ راز عشق ظاہر ہو گیا نوبت دیوانگی کی ہوگئی باغ مین دیوانہ وار پڑی پھرتی ہے
وہ چاند سے رخسار ماند ہوگئے ہین غبار چہرہ زیبا پہ پڑا ہوا بال سر کے کھلے ہوے وحشیون سے لپٹ
لپٹ کر روتی ہے اگر کوئی سمجھاتا ہے اور منع کرتا ہے تو خودکشی کا قصد کرتی ہے لوگ مارے خوف
کے قریب بھی نہین آتے ہیں کون ایسی کو سمجھائے اور دامن نیکنامی مین بدنامی کا داغ لگائے
کوئی یہ نہ کہیگا کہ اچھا لڑکی کیواسطے منع کیا تھا بلکہ سب یہی کہینگے کہ فلان نے شاہزادی کی
جان لی تہ نیکی برباد گنہ لازم یہین کیا چاہیے مثل بن سکے تنکے چنے کوئی کہتا تھا کہ سچ مثل کہی کہ
دولاری بیٹی چھنال ہوتی ہے ماں باپ کا لاڈ اولاد کو خراب کرتا ہے علی الخصوص بیٹی کو آزاد
کو اسقدر رو باو نہ رکھے کہ ہنسے نہ سے ورنہ ایسے ہی انجام پیش ہوتے ہین ہمنے مانا کہ وہ شخص
عالی خاندان سہی اور یہ بھی فرض کر لیا کہ شادی بھی اوسی کے ساتھ ہوگی لیکن ابھی تک تو وہ
محرم نہین ہے مثل شادی سکے کواری لڑکی جب اپنے شوہر فرضی کے واسطے اپنی یہ
حالت بنائے گی تو زمانہ سوا اس کے کیا کہیگا کہ پہلے ہی سے کچھ لگا ہو چکا تھا جب یہ
شاہزادی اوس لڑکے سے پھنس گئے بادشاہ نے بدنامی مٹانے کو اوسی کے ساتھ
شادی بھی کر دی لیکن کون کہے شاہ و شہریار کا معاملہ ذرا کوئی بات منہ سے نکالیں
اور اونکے خلاف گذرے تو ان بچہ سب کو لہو مین پیلوا ڈالا جائے کس کی ماں نے دھونسا
کھایا ہے جو منہ سے نکالے جو جیسا کریگا ویسا آپ ہی پائیگا ہمین کیا کسیکا کیا اجارہ
دل جلتا ہے تو اتنا بھی منہ سے نکالتے ہین لیکن ملکہ اپنے ہوش ہی مین نہین ہے کہ کسی کی
شرم کرے دماغ فاسد ہو گیا ہو تو ذہن مین آئے کہ الہی کیا کرتے ہین اوسے تو ہر وقت ایک رٹ
لگی ہوئی ہے کہ آپکے مشتاق کیسے ہین نقش پھیکے اسنے دونون کے بعد آپ اب بھی سامنے
نہین آتے کبھی اس درخت کے پیچھے چھپ جاتے ہو کبھی اور درخت کی آڑ مین ہو جاتے ہو
دیکھو مین وہین آتی ہون یہ کہکر ادھر سے ادھر دوڑ جاتی ہے ادھر سے ادھر دوڑی آتی
ہے کہتی ہے لو مین ادھر آئی تو ادھر چلے گئے ان صاحب سچ سے چاہنے والون سے

کبھی بھاگتی ہیں کبھی عاجز ہوکر رونے لگتی ہیں بال سر پر پڑے ہوئے پریشان ہیں کپڑے
دھجیاں ہو گئیں ہیں آنکھوں پر وحشت برس رہی ہے باتیں اور حرکتیں دیکھکر لوگوں کے دل
ٹکڑے ہوتے ہیں کلیجا پھٹتا ہے جب اس حالت نے طول کھینچا اور ہمنشینوں کے چھپائے
نہ چھپ سکا تو خبر ملکہ کی ماں کو ہوئی پہلے تو ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہ یہ کیا حرکت ہے اسکی
ایسی لڑکی کا جینا کس کام کا لیکن جب وزیرزادی نے سمجھایا کہ حضور کیسی باتیں فرماتی ہیں
اسوقت آپ کو غصہ ہے پر اسکا انجام برا نظر نہیں آتا لیکن اگر بادشاہ کو خبر ہو گئی اور جہاں
پناہ نے ملکہ کے ساتھ عیب کا گمان کیا تو ہاتھ مل کر رہجائینگا کہ ہائے میں کیا جانتی تھی
کہ بادشاہ دشمن ہو جاینگے اس سے بہتر یہی ہے کہ اس معاملہ کو یوں ہی رہنے دیجیے
ملکہ کی ماں نے کہا کہ بادشاہ کو کبتک خبر نہ ہوگی ایک نہ ایک دن یہ حال کھلیگا ضرور ہی
اوس وقت کیا ہوگا وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کہدیا جائیگا کہ آپ بھی دیوانے
کی باتوں پر جاتی ہیں جب وہ باغ میں خلل آیا تو وہیں لگ گئی کیا ستری کے فعل سمجھے
بوجھے ہوتے ہیں اوسوقت جو سوجھ آگئی جو وہیں سوار ہو گئی ملکہ خاموش ہو رہی
یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہی انجام پیش آیا کہ خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ ملکہ ماہ پارا
کو جنون ہوگیا اور دیوانی بنی ہوئی ہیں وہ ایسی ایسی باتیں کرتی ہیں جو عزت کے خلاف
دامن عصمت کی چاک کرنے والی ہیں آسمان شاہ نے آکر بی بی سے پوچھا کہ یہ کیا
واقعہ ہے تم نے اسوقت تک ہمیں اطلاع نہ کی اوسنے جواب دیا کہ اطلاع میں کیسا مزا کرتی
تمہاری بدولت حکیم طبیب سب ملازم ہیں ہر طرح کے سامان مہیا علاج ملکہ کا برابر ہو رہا ہے
مینے یہ خیال کیا کہ ایک تو تم یوں ہیں پریشان ہو کہ جب سے وہ لڑکا گم ہوا ہے جو حالت ہے
تمہاری پہلے تھی اب اوس سے زیادہ پائی ہوں صدمہ میں صدمہ دینے سے کیا فائدہ ہے
یہی خیال کرکے اطلاع نہ دی کہ تم پریشان ہوگی علاج ملکہ کا ہو ہی رہا ہے دو چار
روز میں اچھی ہو جاے گی لیکن یہ مجھے نہ معلوم تھا کہ انجام علاج کا اولٹا ہوگا مرض
بڑھتا جائے گا بادشاہ نے کہا کہ مرض تو اور سنتے ہے سنتا ہوں کہ اوس کی
باتیں سواے عالم کیا چاہتی ہیں وہ سکندر کا نام لیکر روتی ہے ملکہ نے کہا کیا خوب
یہی تم نے خوب کہی کیوں صاحب دیوانی ہیں اور کیا ہوتا ہے انتہا ہے کہ کسی
ملت و مذہب میں اوس پر حد شرع تو جاری نہیں ہو سکتی ہے خدا کے نزدیک تو وہ
مجرم ہے نہیں مگر تم اوسے مجرم قرار دیتے ہو سلطنت کے فیصلے یوں ایسے ہی کرتے ہوگے
بہت سے بیگناہوں کو سزا دیدی ہوگی گناہگاروں کو چھوڑ دیا ہوگا بلکہ انعام
عنایت کرتی ہوگی اگر اوس کی عقل ٹھکانے ہوتی تو وہ ایسی بات منہ سے نکالتی سچ ہے
بچی شادی کی فکر ہے تو عرق عرق ہو جاتی تھی جیسے تم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں اوسکو
اسکی سکندر کے ساتھ کرونگا اوس وقت [illegible] اوس نے مجھسے کہا
نہیں چاہتی اور میرے سامنے آتے ہوئے شرماتی تھی اگر بلوا بھیجا اور سلام کو
آتی تو گردن جھکاے بیٹھی رہتی پھر چلی گئی آسمان شاہ یہ سنکر خاموش
ہو رہا یہاں تو یہ حالت ہے لیکن اب حال سنیے دیوانہ ویلم آہن خوار کا

اور یہ ملک آسمانیہ سے قریب ایک بیشہ میں رہتا ہے چالیس ہزار دیوون کا افسر ہے
نہایت زبردست ہے ایک روز اتفاقیہ کوئی ساحر طلسم طاق کا اس طرف نکل آیا تھا
اوس نے کچھ شعبدے دکھلا کر اسکو اکوان پرست بنا دیا تھا اوس روز سے اوسکو بھی دھن
سوار ہے کہ جس کو سن لیتا ہے کہ مذہب اکوان پرستی کے خلاف ہے اوسے آزار دیتا ہے
ایک روز یہ دیوانہ تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اوس بیشہ کی طرف سے دو مسافر گذرے کہ وہ بھی اکوان
پرست تھے وہ آپس میں ذکر کرتے چلے جاتے تھے کہ آج کل خدا پرستون کا بڑا زور ہے
ابھی حال کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکا اولاد حمزہ سے کہ جس کا سن بارہ تیرہ برس سے زیادہ
ہرگز نہو گا ملک آسمانیہ پرستان میں فقیر بنا ہوا آیا تھا اب اوس نے وہ عروج پکڑا
پہلے دیو کو مارا بعد اوس کے سنا ہے کہ کوئی ساحرہ اوس کو اوٹھا لے گئی تھی ایسا
با اقبال تھا کہ باوجودیکہ سمجھ نہ جانے کی ساحرہ کو بھی مارا تمام ملک آسمانیہ پرستان
کو مسلمان کیا بادشاہ تک اوس کا مطیع ہے یہ خبر سنکر مذہب اپنا آسمان
شاہ نے تبدیل کر ڈالا ہے ملک ازرنگ زرہ پوش نے آسمانیہ پر چڑھائی
کی سب کو زخمی کیا قریب تھا کہ قلعہ آسمانیہ کو وہ فتح کر لے وہ لڑکا پھر آ پہونچا
ابھی کچھ اچھا لباس میں تھا آتے ہی ازرنگ سے مقابلہ کیا اور ازرنگ زرہ پوش
اوس کے ہاتھ سے اسیر ہو کر مسلمان ہوا بڑے غضب کی بات ہے کہ خداوند اکوان
اپنے ماننے والے بندون کو کوڑے دیتے ہیں اور سرکشون کو اسقدر عروج دے رکھا ہے
یہ باتیں جو دیوانے سنیں ان دونون مسافرون کو قریب بلایا اور سارا حال مفصل
پھر سنا اور پوچھا کہ ملک آسمانیہ کس طرف ہے اور شہر ازرنگیہ کہان ہے
مسافرون نے بیان کیا کہ یہان سے بہت قریب ہے ازرنگیہ تو اس بیشہ سے شمال کیجانب
واقع ہے اور ملک آسمانیہ گوشہ شمال و مشرق میں آباد ہے دیلم آہن خوار نے
مسافرون کو پکڑا اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور راستہ بتاؤ جس وقت ہم ازرنگیہ
میں پہونچ جائینگے تو تم کو چھوڑ دینگے انہون نے کہا کہ ہم بڑی ضرورت سے جاتے ہیں ہمارا
نقصان ہوگا ہمیں آپ کیون روکتے ہیں رہنما کی ضرورت نہیں دیلم دیوانہ کہا کہ اگر نہ چلوگے
تو ہم باندھ کر لے چلینگے اب یہ تو یہ دونون مجبور ہوئے دل میں کہتے تھے کہ کیون یہ ذکر اس کے
سامنے ہمنے کیا کس مصیبت میں پھانسی مگر خود کردہ را علاجے نیست تو کیا کرین ناچار ہوکے
کہا کہ چلیے ہم ساتھ ہیں اوس وقت دیوانے صحرا کی طرف دیکھکر ایک چیخ ماری بس آواز
صحرا میں گونج گئی اب جو دیکھا تو چہار طرف سے زنجیرون کے کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی اور
ہزارہا دیو اوسکے آگے جمع ہو گئے اب دیلم آہن خوار نے مرکب اپنا طلب کیا ایک دیو نے [illegible]
ایک کرگدن کو پیش کیا دیلم پشت مرکب پر سوار ہوا مسافرون کو ساتھ لیا اور ازرنگیہ
آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا جس وقت قریب شہر پہونچا خبر ازرنگ شاہ کو ہوئی ازرنگ شاہ
نے ایک پہلوان کو بھیجا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہان کیون آیا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے جس وقت
وہ ایلچی پاس دیلم کے پہونچا اور دریافت کیا دیوانہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے بادشاہ تمہارا
مسلمان ہو گیا ہے اور خداوند اکوان سے پھر گیا ہے ایلچی نے کہا کہ بیشک مذہب اسلام

حق تھا بادشاہ نے ہمارے اختیار کر لیا اور مذہب باطل کو ترک کر دیا یہ سننا تھا کہ دیلم کو نہایت
غصہ آیا اور کہا کہ ہائین تو بھی مذہب اکوان پرستی کو برا کہتا ہے یہ کہکر تیغ مارا کہ یہ چہرہ
کہا کر گرا دیو اپنے متعلقین باندھ لیں آرا بہ پہ ڈال لیا یہ خبر اثر رنگ زرہ پوش کو ہوئی
اثر رنگ لشکر اپنا لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت شام ہوئی اسنے حکم دیا کہ
طبل جنگی اوسی وقت اک دیو اسنے نقارہ پیٹنا شروع کیا جسوقت صدا اسکی کوس حربی
اثر رنگ شاہ کے کان میں پہونچی اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام پر شادی
وغیرہ تماشا کر رہے ہیں لیکن جب ہرکارہ وقت سے آکر خبر دی کہ لشکر دشمن میں نقارہ جنگ بجا ہے
تو اثر رنگ شاہ ہنسی سے نا سے لوٹتا گیا کہ آجتک اس طرح نقارہ بجتے نہ سنا تھا دیوانوں کا
ہر فعل وحشت کی شان رکھتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل بجے اس طرف بھی کوس حربی
بجا لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جب نسیم بہار کے چلنے سے گل شگفتہ ہوئے طائران گلشن
محو نغمہ سنجی ہوئے لشکر اثر رنگ شاہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور غوغا کہیں
نعرے یا خدا اکوان کے بلند ہوئے جس وقت دونوں لشکروں نے اپنی اپنی آئین کے
موافق عبادت سے فرصت کی تو صف آرائے میدان قتال و جدال ہوئے جسوقت صفیں
بندھ چکیں بہشتی داروں نے نکل کر جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے
پستی و بلندی زمین کو ہموار سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلا نقیبان بلند آواز نے
نقیب وہی کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو نام اپنے خاندان کا روشن کرے اور نام رستم و سہراب
مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹاوے یہ سنتے ہی دیلم دیو آہن نے مرکب اپنا جولان
کیا اور میدان میں آکر نعرہ دی کہا اے اثر رنگ شاہ سنتا ہے کہ تو نے دین قدیم اپنا جو دین
برحق تھا اوس کو ترک کرکے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہے افسوس ہے کہ تو نے
خداوند گویا سے روگردانی کی اور خدائے ساکت کو برحق جانا تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا
کس طرح کا ہے کہ وہ کہا ہی وہ نہ بات کرے سالوں نے زبردستی یہاں ایک فرضی خدا
بنا لیا ہے بس بہتر یہ ہے کہ اس دین جدید کو ترک کر اور وہی دین قدیم اختیار کر ورنہ مارا
جاوے گا تیرا برباد ہوگا یہ سنتا تھا کہ اثر رنگ شاہ نے جواب دیا کہ او دیو اسے دین اسلام
سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہے میں تجھکو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ مذہب اکوان پرستی پر
لعنت کر کہ وہ اک دو ساحر کافر ہے اوس نے بزور سحر اپنی خداوندی قائم کی ہے وہ بھی
مثل ہمارے تمہارے ایک انسان ہے بندہ خدا کا ہے لیکن خدا کو بھول کر اوس نے
اپنے زور سحر پر اپنی خدائی قائم کی ہے انجام میں مثل فرعون شداد و نمرود وغیرہ کے
یہی مارا جاوے گا مسلمان اس کا پیچھا نہیں چھوڑنے والے ہیں تو خیال تو کر کہ یہ باتیں ہم
میں [illegible] خدا میں فرق کیا ہے دیو اسنے کہا او بیوقوف خدا نے ایک مخلوق اپنی
صورت کی ہی پیدا کی [illegible] کہ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اثر رنگ
[illegible] اسنے جواب دیا کہ خدا میں شان یکتائی ہے دوئی کی وہاں بو بھی نہیں ہے
اگر خداوند کریم کو دوئی پسند ہوتی تو وہ ایسا کرتا دیکھو دیو اسنے [illegible] تو بھی اہل مذہب

باطل کو ترک کر اور دین برحق اسلام کا اختیار کر ورنہ انجام تیرا خراب ہوگا ہم تو ایک مدت سے پیشتر
سنتے آئے ہیں کہ دیوانہ بہت بد خو ہیں ہوشیار لیکن تو کیا سڑی ہے کہ اپنے انجام کو نہیں سوچتا ہے سنگر
دیوانے نے کہا کہ معلوم ہو گیا کہ تو راہ پر نہ آئے گا بلکہ اور لوگوں پر تیغ کو اسی طرح پھلائے گا جس طرح
کہ اپنا تو نے سمجھا رکھا ہے بس تیرا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے نکل میدان میں پس سنگر اثر رنگ
تنہا بانگ مرکب کی لی اور دیدم دیوانہ سے سامنا کیا دیلم نے کہا کہ وار کر اپنا تاکہ آئندہ
تجھے حوصلہ باقی نہ رہ جائے اثر رنگ نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام ہیں پیش دستی کرنا
ہمارا دستور نہیں ہے تو وار کر اگر خدا تیرے ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا جائے گا ہم بھی تجھے
تماشا اپنے ضرب کا دکھا دینگے پس سنگر دیوانے نے تین سو من کی زنجیر چرخ پری کر کے
اثر رنگ زرہ پوش پر وار کیا اثر رنگ نے زنجیر پشت سپر پر روکی لیکن صدمۂ زنجیر کا ایسا سپر
کے اوس پار سر پر پڑا کہ سر اثر رنگ کا شق ہو گیا خون جاری ہوا زخم ایسا کاری لگا
کہ اثر رنگ کا [illegible] ہو گیا اور مرکب اس کو لے نکلا دیلم نے ہر چند تعاقب کیا نہ پایا
لیکن فوج سے [illegible] کہ سردار زخمی ہوا ہے کوئی اس دیوانے سے مقابلہ کرنے کی
تاب نہیں رکھتا ہے فوج بھاگ کر قلعہ بند ہوئے دیوانے نے کہا کہ مجھے تم لوگوں سے بحث
نہیں ہے مطلب اسی سے تھا وہ گم ہوا جب ملیگا تو دیکھا جائے گا اور وہاں سے کوچ کر کے
طرف ملک [illegible] کے روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول حال اثر رنگ
زرہ پوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑا اس کو لیے ہوے کنارے ایک دریا کے پہونچا
جھکا کہ پانی پیا اور پھر ہری لی کہ سوار نیچے گرا اور مرکب چابک کھڑا ہو رہا گیا [illegible] لگا
اتفاق روزگار سے بڑی دیر تک یہ بادشاہ یوہیں زمین پر پڑا رہا اور کوئی درندہ و
گزندہ اس طرف نہیں آیا بعد ایک پہر کے اثر رنگ کو ہوش آیا تو اپنے کو صحرا میں
پایا ہر چند کہ خون بہ جانے سے قوت زائل ہو گئی تھی مگر ناچار و مجبور اوٹھا رومال سے زخم
سر باندھا اتنی قوت نہ تھی کہ مرکب پر سوار ہو سکتا ایک درخت سے تکیہ کر کے بیٹھ رہا اور
دعا کرنے لگا کہ پروردگارا مالک الملک اثر رنگ [illegible] ہیں بہت سے بندے تیرے ہیں تو ہی [illegible]
نگہبان ہے مجھکو تو مرکب یہاں نکال لایا دیوانے نے شہر کی نہ معلوم کیا حالت کی ہوگی
اور دیکھیے اس صحرا میں میرا کیا انجام ہوتا ہے اسلیے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن عجب
اوجھن ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی اگر کوئی درندہ یا گزندہ اس طرف نکل آیا تو اتنی بھی تاب
توان نہیں ہے کہ میں اوس سے جان بچا سکوں گا اے کس بیکسان وای داد رس
غریبان تو ہی مدد کرنے والا ہے نہ کسی کو خبر ہے کہ کوئی اس طرف آئے نہ یہ امید ہے
کہ آئندہ و روندہ سے امید کی جائے کہ وہ ملک میں ہمارے اطلاع کر دیگا نہ اپنی قوت
ہے کہ پیادہ چل سکوں زخم ایسا سر میں ہے کہ گردن نہیں اوٹھا سکتا ہوں ایسا میں
وقت بیکسی میں سوا تیرے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے ہر چند کہ ابھی تو مسلمان ہوں تیرا
ناچیز تو قدیم ہوں لیکن [illegible] کو بہت ہی کم زمانہ گذرا ہے [illegible] مدد کر
اور اعتقاد کو [illegible] اور مضبوط کر پس یہ کلمات اس کی زبان پر جاری تھے
کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر پہنچا اور جانب صحرا سے شتق گرد و غبار [illegible] بلند ہوا

دیکھا کہ آگے آگے ایک ہرن چوکڑی بھرتا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اوس کے ایک بگولہ گرد کا پیچ کھاتا
مارتا ہوا چلا آتا ہے ہرن ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ ساحل تک چلا آیا اور دلدل میں پھنسا چوکڑی
بھولا ساتھ ہی پڑاق سے گرد شق ہوئی تیر کے سنسنانے کی آواز سنائی دی دیکھا کہ
اژدر رنگ زرہ پوش نے کہ آہو اوچھل کر گرا ایڑیاں رگڑنے لگا خیال جو کیا تو تیر
دل پر اس کے پڑا تھا ساتھ ہی ایک سوار آکر پہونچا اور کود کر گھوڑے سے ہرن کو ذبح کیا
دیکھا اژدر رنگ زرہ پوش نے کہ ایک لڑکا چودہ پندرہ برس کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
وہی شہریار ہے بلکہ اس کو یقین کامل ہوا کہ سکندر رستم یہی ہے ادھر اوس لڑکے نے
دیکھا کہ ایک شخص سر سے رومال باندھے درخت سے لگا بیٹھا ہے کپڑے خون میں تر بتر ہیں
مرکب ایک طرف چر رہا ہے ساز و یراق سے آراستہ ہے چاہتا تھا کہ حال اس کا دریافت
کرے کون شخص ہے وضع سپاہی معلوم ہوتا ہے نہ معلوم اسے کس قزاق نے زخمی کیا
ہے اگر ایسا ہوتا تو مرکب و شمشیر وغیرہ اس کے پاس نہوتی شاید کسی جنگ میں زخمی ہوا ہے
گھوڑا اس کو نکال لایا ہے مرکب بھی اصیل اور عمدہ ہے سامان بھی شاہانہ ہے یہ سوچتا
تھا پوچھے اوس زخمی نے آواز دی کہ اے شہریار عالی وقار پہلے آپکی جدائی کے صدمہ
نے بہت پریشان کیا بعد اوس کے محبت نے آپکی اس کو پہونچایا آپ کے تلاش میں پھرا کیا
کئے بعد بہت انتظار کیا آخر مایوس ہوکر اپنے شہر میں آیا اور اس طرح دیو اوسکے ہاتھ سے
زخمی ہوکر اس جزیرہ میں پہونچا اب نہ معلوم کہ وہاں شہر کی کیا حالت ہے اور دیوانہ ابھی پہونچا
ہے یا ملک اس سانحہ کو گذرا ہے یہ سنکر وہ لڑکا حیران ہوا اور کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے میں تو
پہچانتا بھی نہیں کبھی تیری صورت بھی نہیں دیکھی اور تو ایسی باتیں کرتا ہے جس سے
انتہا کا پتا لگتا ظاہر ہوتا ہے اسے شخص مجھے دہوکا ہوا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا میں نہونگا
اژدر رنگ یہ سنکر رونے لگا کہ بعد ایک مدت کے زیارت نصیب ہوئی تو آپ غلام
کو بھول گئے یہ مروت اسلام کے خلاف ہے اور آپ سے بعید ہے اب تو خیال ہوا کہ یہ
خدا پرست بھی ہے قریب اژدر رنگ کے آکر پوچھا کہ نام اوس کا کیا تھا جنہیں تم سمجھے ہے
ہو اژدر رنگ نے عرض کیا کہ شاہزادہ رستم خو اور والد ماجد اونکے شہریار عالی وقار
ہیں یہ سنکر جواب دیا کہ وہ بھائی میرے تھے میرا نام سہراب بن رستم ہے اب جو غور سے
اژدر رنگ نے دیکھا تو خط و خال میں بھی فرق پایا عرض کی کہ حضور بجا ارشاد فرماتے
ہیں اشتباہ غلام کو دہوکا ہوا اتنے میں عیار سہراب ثانی کا اور لوگ ساتھ والے
بھی آگئے سہراب ثانی نے عیار سے کہا کہ سواری منگاؤ اور نام اژدر رنگ کا پوچھکر
فرمایا کہ انکو لے چلو اوسی وقت لوگ اژدر رنگ کو فینس میں ڈال کر خیمہ میں سہراب
کے لائے سہراب ثانی نے جراحوں کو بلواکر زخم سر دہلواکر پٹی مرہم کی چڑھوائی اور کہا
کہ ... کہ حضرت اس اژدر رنگ کے درست ہوئے اب سہراب ثانی نے کہا کہ معلوم ہوا تم
رفیق میرے بھائی کے ہو اور مسلمان بھی ہو تمہاری اعانت ہم پر فرض ہے لہذا
... میں ... سے ... اور ملک کو تمہارے ... کے ظلم سے بچاؤں
... کی ... ساتھ ہم ہیں اور میرا لشکر بھی تباہ ہوگیا ہوگا اس طرح ...

احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے سہراب نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم لوگوں نے ہمیشہ خنجر و کٹار
سے اپنے زور بازو پر کام کیا ہے کبھی لشکر کی پروا نہیں کی ہے یقین ہے کہ بھائی ہمارا
بھی تنہا تمہارے ملک کی طرف آیا ہوگا اثر رنگ نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی
ہوا تھا مفصل قصہ اُدہر کا ملک آسمانیہ میں چل کر سن لیجئے گا یہ باتیں ہو کر سہراب بن
رستم ثانی نے کوچ کیا اور اول شہر اثر رنگیہ کی جانب روانہ ہوا جسوقت شہر میں پہنچے
اور یہاں دیکھی معلوم ہوا کہ دیوانہ ملک آسمانیہ کی جانب گیا ہے ایک روز سہراب
ثانی نے قیام کیا دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوئے ابھی ان کو راہ
میں چھوڑا جاتا ہے لیکن حال دیلم دیوانہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ملک اثر رنگیہ سے کوچ
کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب شہر پہنچا خبر آسمان شاہ
کو ہوئی کہ دیوانہ دیلم بقصد جنگ اس طرف آتا ہے اول شہر اثر رنگیہ پر گیا تھا اثر رنگ
شاہ زخمی ہو کر کسی طرف نکل گیا اب اس طرف آیا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نے بھی حکم
دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے حسب الحکم لشکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا آسمان شاہ
بارگاہ میں آیا سردار جمع ہوئے قران قزاق نے عرض کی کہ اول اس دیوانہ سے ہمیں
مقابلہ کرنا لگا آسمان شاہ نے کہا کہ امانت ہو شاہزادہ سکندر کی میں تم کو نہ لڑنے
دونگا میرے سردار کیا کم ہیں اگر خدانخواستہ تم زخمی ہوئے تو مجھکو شاہزادہ سے شرمندگی
ہوگی قران قزاق نے کہا کہ اگر مجھ سے شکایت ہوگی تو کیا جواب دونگا شاہزادہ یہ
فرمائیگا کہ تمہاری موجودگی میں بادشاہ نے مقابلہ کیا یہی باتیں تھیں کہ صحرا سے غل گرد و غبار
بلند ہوا اور آواز زنجیروں کے آنے لگی کہ تمام صحرا گونج گیا آسمان شاہ و قران قزاق
و دیگر سرداروں کے بارگاہ سے باہر آئے اور آمد لشکر دیوانہ کا تماشا دیکھنے لگے
دیکھا کہ آگے آگے ایک دیوانہ زبردست قوی بازو قوی ہیکل کمر گردن مست پشتوار
چالیس ہزار دیوانے زنجیریں کھڑکھڑاتے ہوئے آئی جا مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا اور
کہا جسوقت لشکر نے کمر کھولی اور خیمے برپا ہوئے دیلم آہن خوار اپنے خیمے میں داخل ہوا
دو چار جام شراب کے پئے جسوقت دماغ اس کا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اس لئے کہ سمجھا تھا کہ ان خدا پرستوں کو بیکار ہے اس وقت نقارہ رزمی کڑکڑایا خبر آسمان
شاہ کو ہوئی کہ فوج دشمن میں کوس حربی بجا ہے آسمان شاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں
طرف تیاریئے جنگ و جدال ہونے لگی جوانان لشکر تلواروں کو صیقل کرنے لگے آلات
حرب و ضرب کو درست کیا غرضکہ رات بھر طبل بجا کیا جسوقت صبح ہوئی دونوں لشکر
میدان میں آئے صفیں آراستہ کر کے کھڑے ہوئے میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ
اگلا ہراول پچھلا جھنڈا اول نہایت عجب درست ہو چکا تو نقیبوں نے نقابت کی اور
کڑکیتوں نے کڑکا کیا بہادروں کو جوش شجاعت پیدا ہوا دیلم دیوانہ نے مرکب کی باگ لی
اور میدان میں آکر نہیب دی کہ اے آسمان شاہ تو نے یہ کیا کیا کہ مذہب قدیم اپنا ترک
کیا اور مذہب جدید اختیار کیا بس زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں ہے اگر خیریت اپنی چاہتا ہے
تو اس مذہب کو ترک کر اور اسی مذہب قدیم پر آ یا پرستش خداوند اوان کی

مرکبوں پر سوار ہو ہو کر میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوئے آسمان شاہ نے بھی کشتی پوشاک جسم
کی اوڑھوا دی اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت مرکب پر بیٹھکر میدان میں آیا تو دیکھا کہ
دیوانہ نعرے مار رہا ہے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت تھی کہ ابھی تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا اور ابھی پھر آیا دیوانے نے کہا کہ میں کوئی تابعدار کسی کا نہیں ہوں میرا جی گھبرا گیا تو
پھر طبل بجوا دیا آسمان شاہ نے کہا پہلے ہی کیوں طبل بازگشت بجوایا اگر لڑنا منظور تھا
تو میدان سے واپس نہ گیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ میں اپنی طبیعت کا مختار ہوں ہیچ کسی
کو مقابلہ کیواسطے یا آپ نکل کر سامنا کر آسمان شاہ نے خیال کیا کہ بہتر ہے کہ خود اس
سے لڑ کر سبکتگے ابھی کی بات ہے کہ اس نے افراط کا کیا حال کیا اور قران قیزل ق کو
باندھ لیگیا سردار دو نکو لڑوا کر مفت جان لیتا ہے اس سے خود مقابلہ کرنا چاہیئے اب یہ
خیال کرکے پودا باگ کا لیا اور سامنے دیوانے کے آیا دیوانے نے کہا کہ تو سر تلک
رکھکر مرغ زرین بنکر بیٹھنا چاہتا ہے یا میدان جنگ میں لڑنا چاہتا ہے ہیچ کسی اور کو
کیوں اپنی جان سے عاجز ہوا ہے آسمان شاہ نے جواب دیا کہ میں سپاہی ہوں و
بادشاہ نہیں ہوں لاف بہادری سے زیادہ گفتگو ہیچ ہے بس یہ سنتا ہی کہ دیوانے
نے زنجیر ماری آسمان شاہ نے مرکب پیچھے ہٹایا اور چاہا کہ زنجیر خالی دوں لیکن زنجیر سر مرکب
پر پڑی کہ مرکب آتشبازی ہوگیا آسمان شاہ گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو دیوانے کے بے سر کروں دیوانے نے جو یہ ارادہ آسمان
شاہ کا دیکھا گینڈے سے کود پڑا اور زنجیر پھینک کر آسمان شاہ سے لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی ادھر سے دیوانے بڑھ آئے ادھر سے لشکر آسمان شاہ کا قریب آ گیا
دونوں تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دو پہر کامل آسمان شاہ اور دیوانے سے کشتی ہوتی رہی
اب تھوڑا سا دن باقی ہے آسمان شاہ کی یہ حالت ہے کہ دم آگیا ہے بچھیا بچھیا کر لڑ
رہا ہے اور دیوانہ اوسی طرح زور کر رہا ہے قریب ہے کہ آسمان شاہ ہاتھ سے
دیوانے کے اسیر ہو کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گروہ سے ایک سوار پیدا ہوا کہ گھوڑا اوڑائے ہوئے
مثل بگولے کے چلا آتا تھا جس وقت قریب ہوا سب لوگ خوش ہوگئے طبل شادمانی بجنے لگی لشکر
آسمان شاہ میں خوشی ہونے لگی یہ خبر ملکہ کو بھی پہنچی کہ سکندر رستم خود آ گئے قریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے لیکن چونکہ سنا ہے کہ آنا ان کا جنگ کے وقت ہوا ہے اور
جانتی ہے کہ وہ شعلہ مزاج ہیں بھلا اونسے کب برداشت ہو سکیگی کہ دشمن سے مقابلہ
کریں اور جنگ سر دو سرداروں کی ہے کیا معلوم کس کی فتح ہو کس کی شکست ہو ہاتھ اوٹھا کر
دعائیں مانگنے لگی کہ پروردگارا مجھے عجب تقدیر تو نے دی ہے کہ دو ہی گل میں
گھلی جاتی ہوں تو ہی فتح یاب کرنے والا ہے وہاں سہراب بن رستم قریب آ گئے ہی تھا کہ
تماشا دیکھنے لگے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لشکر بھی انکا مثل افعی رنگ زرہ پوش
کے آکر صف آرا ہوگیا کوئی پانچ ہزار آدمی سہراب بن رستم کے ساتھ تھے اور
چالیس ہزار سوار سپاہ افشار رنگ کے یہ بھی ایک طرف صفیں باندھ کر

کھڑے ہوئے لیکن سہراب ثانی نے جو دیکھا آسمان شاہ زیر ہوا چاہتا ہے بس ایک
ہاتھ کمر زنجیر آسمان شاہ کی میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے دیوانے کے کمربند کو پکڑ کر
دونوں کو علیحدہ کیا اور کہا کہ کیوں لڑتے ہو بس الگ ہو آسمان شاہ تو صورت
دیکھتے ہی علیحدہ ہو گیا لیکن دیوانے کو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ او طفل غضب کیا تو نے
کہ دشمن کو میرے ہاتھ سے بچا لیا اب تجھے باندھ کر اسیر کرونگا یہ کہکر سہراب سے لپٹ پڑا
سہراب بھی دست بگریبان ہو گئے زور ہونے لگے ہر چند دیوانے نے چاہا کہ یہ
لڑکا تو ہے پکڑ کر زنجیر کر اوٹھا لونگا مگر کہاں تاب و طاقت تھی کہ جنبش بھی دے سکتا اور سہراب
ثانی نے ارادہ کیا کہ اس سے کشتی کیوں لڑتے ہو ہاں اوٹھا کر باندہ لوں مگر دیکھا تو یہ
دیوانہ زمین نہیں چھوڑتا اور زور کئے جاتا ہے غرضکہ چہرہ اکا کشتی کا بند بازو رکشاکش
سے ہونے لگے لباس پارہ پارہ ہو گئے پھر پہر کامل کشتی رہی مگر نتیجہ نکلا آخرکار شام
ہو گئی دیوانے نے دیکھا کہ یہ لڑکا تو قیامت کا ہے کسی طرح تھمتا ہی نہیں اور اب شام بھی
ہو گئی ہے بس جھنجھلا کر چلت دی قریب تھا کہ گوشت شانہ کا نوچ لیجائے بس سہراب نے
گھونسا کلے پر مارا کہ کلہ اس کا پھٹ گیا دیوانے نے چیخ ماری کہ صحرا گونج اوٹھا اور چلت مارنا
چھوڑ دی اودہر عیار سہراب نے آواز دی کہ اے شہریار اس قدر دیر فرمایا ابھی
دیکھتے ہو کہ حریف بھی زبردست ہے کہیں مانتا نہیں ہے بغیر دو ایکروز کے کشتی کی دیر ہوگا
دیوانے نے جو یہ سنا ہوش جاتے رہے کہ یہ کئی دن لڑنے کا دم رکھتے ہیں اور عیار نے
نے کہا کہ پھر سب دونوں کا زور ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں ختم کر دیتے کہ رات راحت سے
بسر ہو بس یہ سنتے ہی سہراب ثانی نے دونوں بازو دیوانے کے پکڑے اور سر سینہ
سے ملا کر آواز دی سنبھل جا میں تجھکو اوٹھائے لیتا ہوں یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نکیا تھا دیوانے
نے کہا کہ یہ پاؤں ستون فولادی ہیں کبھی جگہ نہیں چھوڑتے ہیں جواب دیا کہ دیکھو ان
ستونوں کو ابھی گرائے دیتے ہیں یہ کہکر جو زور کیا دس قدم دوڑاتے گئے اور آگے کو
جھکا دیا کہ دونوں گھٹنے دیوانے کے زمین سے آشنا ہوئے ساتھ ہی کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ
اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سر سے اوٹھا لیا اور اوسی زنجیر سے دیوانے کی اس کو باندہ کر
آسمان شاہ کے حوالے کیا آسمان شاہ نقارہ فتح و فیروزی بجاتا ہوا سہراب ثانی
کو ساتھ لیکر میدان سے پھرا قلعہ میں آیا اور عرض کی کہ اسکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے
فرمایا ابھی تو اسی زندان خانہ میں بھیجدو کل دیکھیں اس کا کیا کیا جائے گا آسمان شاہ نے
جلادوں کو بلا کر دیوانے کو مسلسل و مطوق کرا کے زندان خانہ میں بھیجدیا اور آپ
شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی سے عرض کی کہ مجھے آپ کو کہاں لے گیا تھا اور پھر کیونکر
اس طرف آنا ہوا اسپر سہراب ثانی حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا مجھے کیسا اور کس
کو لے گیا ارژنگ زرد پوش چونکہ ساتھ تھا اس نے آسمان شاہ سے کہا کہ پہلے
مجھے بھی شاہزادہ سکندر کا دہوکا ہوا تھا یہ بھی ایسے ہی کلام کئے مگر مجھکو معلوم ہوا
کہ آپ وہ نہیں ہے مگر اسقدر مشابہ ہیں کہ بادی النظر میں فرق نہیں معلوم ہوتا آسمان
شاہ نے بھی جو غور سے دیکھا تو خط و خال میں تھوڑا سا فرق پایا عرض کی کہ پھر آپ کس

کس باغ کے پہول ہین اور کس آسمان کے چاند ہین کہ ہمارے شہریار سے اسقدر مشابہ ہین شاہزادہ
نے فرمایا کہ مین بھائی سکندر رستم خو کا ہون بہت اشتیاق تہا مجکو اوسکے دیکہنے کا افسوس
کہ یہان آکر تم سب کو بہی پریشان دیکہا نہین معلوم اب وہ کہان ہین خیر اگر زندگی ہے تو کبہی
مل ہی جاینگے اسکے بعد ارژنگ شاہ نے آسمان شاہ سے سارا واقعہ اپنا بیان کیا
اب سہراب ثانی نے کہا کہ اگر وہ بہی آتے تو مدد تمہاری کرتے اور مدد بیٹے بہی کی مطلب
تمہارا ہر طرح حاصل ہو لیا اب مین جاتا ہون آسمان شاہ نے عرض کی کہ یہ نہین ہوسکتا اگر ابہی
جلد مین آپکو جانے دون کچہ دن تو اس قلعہ مین رونق افروز رہیے سہراب ثانی نے
کہا کہ مین شکار پر تہا وہان ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی حال دیو آدم کا سنا فورا
چلا آیا لشکر مین میرے والد ماجد اور چچا اور دادا صاحب ہین وہ پریشان ہونگے
آسمان شاہ نے عرض کی کہ اونکو بہی اطلاع دیدیجیے مین جاؤن اور استقبال کر کے لے
آؤن اسواسطے کہ یہ بہی کفش خانہ آپکا ہے باوجود آپکی یہان موجود ہے جیسے شاہزادہ
کو پہچان لیا ہے اوس روز سے اوسکی نوبت یہ ہوئی ہے کہ پریشانی بڑہتی چلی جاتی جنون
کی حد تک پہونچ گئی ہے پہر اوسے تسلی دیجیے تاکہ پریشانی اوسکی دفع ہو سکندر سہراب ثانی
کو بہادر کے دیکہنے کا اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اچہا جاؤنگا اب مزاج پرسی اوسکی بہی واجب
ہوئی ہے آسمان شاہ سے کہا عقد ہو گیا ہے آسمان شاہ نے عرض کی کہ عقد تو ابہی نہین
ہوا ہے لیکن یہ امانت اونکی ہو چکی ہے سہراب ثانی نے عیار کو اپنے لشکر کیجانب روانہ
کیا اور کہلا بہیجا کہ مین ملک اساتیہ مین ہون اور آپکا بہی اس مقام پر آنا ضرور ہے
اسواسطے کہ یہان عجب طرح کا سانحہ درپیش ہے جب آئیگا تو معلوم ہوگا یقین ہے کہ خوشی
حاصل ہو عیار ادہر تو اس طرف روانہ ہوا اور سہراب ثانی آسمان شاہ کے ہمراہ باغ
ملکہ کی طرف چلے لیکن حال ملکہ کا یہ ہے کہ جبسے اسنے سنا ہے کہ سکندر آگئے اور
لڑائی بہی فتح ہو گئی نہایت خوش ہے سامان نذر و نیاز کا کیا ہے غربا کو کہانا دونون وقت
تقسیم ہوتا ہے دروازہ باغ پر مساکین کا ہجوم رہتا ہے لیکن بلقیس نے جسوقت یہ خبر
سنی تہی تو پہلے ہی جاکر دیکہہ آیا تہا کہ یہ وہ نہین ہین مگر ان کوئی عزیز و قریب ضرور ہین
لیکن اسنے ملکہ سے ظاہر نہین کیا تہا سبب یہ کہ خوشی مین اسکی فرق نہ آئے ایسا نہو کہ پہر دل
ٹوٹ جائے جس طرح یہ سامان نذر و نیاز مین مصروف تہی اسکو اسی کے حال پر چہوڑ دیا
تہا ملکہ جب ملکہ نے اصرار کیا تہا کہ تم کیسے رفیق ہو کہ شاہزادہ کی خبر بہی نہین جاتے ہو
تو بلقیس سامنے سے ٹلگیا تہا اور یہ اس انتظار مین بیٹہے تہے کہ اب شاہزادہ آتا ہوگا
اب آتا ہوگا یکایک دروازہ باغ پر روشنی نمودار ہوئی اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی
ملکہ خوشی مین پابرہنہ دوڑی لیکن ساتہہ ہی حجاب دامنگیر ہوئی کہ دیکہنے والے کیا کہینگے پہر
پلٹ آئی اور اک آہ کہینچی کہ شرم و حیا بہی انسان کی حسرتونکا خون کرتی ہے اتنے مین
آسمان شاہ سہراب ثانی کو ساتہہ لئے ہوئے قریب قصر ملکہ کے آیا ملکہ تو یہی
چاہتی تہی کہ جاکر لپٹ جاؤن اسواسطے کہ دل قابو سے باہر تہا خوشی مین کسی کا لحاظ نہ تہا بقول شاعر
شعر: شرم ایدل وہم اظہار وفا کون کرے جان ہی جاتی ہے الفت مین جہا کون کرے

لیکن جسوقت نظر اسکی آسمان شاہ پر پڑی کہ ساتھ ہی بیٹھا ہے جھکی گردن جھکا کر الگ کھڑی
ہو رہی آسمان شاہ نے کہا سلام نہین کرتے ہو کہ یہ بڑے بھائی سکندر کے ہین اتنے مین ملکہ
دیکھنے سے ہوگئی کہ یہ کیا معاملہ ہے جلدی سے تسلیم کو جھکی سہراب ثانی نے سر سینہ سے
لگایا پشت پر دست شفقت رکھا اب سب ایک جگہ بیٹھے ہین لیکن ملکہ کی آنکھون سے آنسو
جاری ہین کہ افسوس تقدیر نے کیا کیا ہو گئے دیتی ہے مگر گونہ تسکین ہوئی شاہزادہ سہراب
ثانی چونکہ حالت ملکہ کی آسمان شاہ کی زبانی سن چکی تھی بہت کچھ تشفی کی اور فرمایا
کہ تم پریشان نہو یہ خدا کی بات ہے کہ پہنچ لیجاتے ہین اوس مین دوست دشمن سبھی
ہوتے ہین خداوند کریم ہر آفت سے بچاتا ہے اور مظفر و منصور کرتا ہے انشاء اللہ جلد شہزادہ
سکندر سے ملاقات ہوگی گھبراؤ نہین اور آنسو ملکہ کی اپنے رومال سے پونچھے سر سینہ سے
لگایا بہت دیر تک چپکے رہے اتنے مین عیار سکندر مہشر بلقیس بھی آیا اور جھک کر
سلام کیا پوچھا تو کون ہے اسنے اپنی حقیقت بیان کی کہ غلام آپکے بھائی کا ہون فرمایا تونے
کوئی تجسس کیا بلقیس نے عرض کی کہ ہر چند تلاش کی مگر کہین پتا نہ ملا فرمایا سچ پوچھا تھا
ہے بلقیس نے عرض کی کہ اتنا ضرور جانتا ہون کہ آپ ہمارے شاہزادہ سے بہت مشابہ
ہین اور اولاد صاحبقران سے معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہے فرزند شاہزادہ رستم ہون
اسواسطے کہ چہرہ آپکے بالکل ویسے ہی ہین یہ سنکر آپ مسکرائے اور آدھ گھڑی [illegible] ہو
آسمان شاہ سے کہا کہ ملکہ شرم کے سبب سے پریشان ہے اب قلعہ مین چلیے
یہ ہاتھ پکڑ کر چلے تو ملکہ نے کنکھیون سے صورت دیکھی اور پوچھا کہ ہان وہ [illegible]
ایک صانع کبریائی ہے دونون تصویرین معلوم ہوتی ہین سہراب ثانی آسمان شاہ
کے ہمراہ قلعہ مین آئے مسہری اونکے واسطے بچھی ہوئی تھی اسباب راحت جمع تھے ابھی
آکر بیٹھے ہی تھے کہ لوگون نے عرض کی کہ دیوانے لشکری دروازہ قلعہ پر شور مچاتے
ہین کہ اپنے سردار کو ہم لے لینگے ورنہ تمہارے سردار کو قتل کروا دینگے یہ سنکر آسمان شاہ
نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ ایک رفیق آپکے بھائی کا دیوانون مین پھنسا ہوا ہے یہ دیوانہ
پہلے اوسکو باندھ لے گیا تھا پھر کو آپکے ہاتھ سے اسیر ہوا اب ملازم اوسکے کہتے ہین کہ ہمارے
سردار کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارے سردار کو مار ڈالینگے سہراب ثانی نے کہا واقعی ہین یہ
دیوانے تو ہین اگر ایسا کرین تو کیا عجب ہے انکو تسکین دو کہ صبح کو تمہارے سردار کو
چھوڑ دینگے جسوقت یہ کہا گیا دیوانون نے جواب دیا کہ اگر تم صبح تک اوسے مار ڈالو تو ہم
کیا کرینگے سہراب نے مجبوراً اوسیوقت قید دیلم آہن خوار کی طلب کی لوگ اسکو
مسلسل کیے ہوئے سامنے لائے سہراب ثانی نے پوچھا کہ اے دیلم بیٹھے کیونکر زیر
کیا اسنے کہا کہ جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب شناخت پروردگار عالم
مین کیا کہتا ہے اسنے کہا جو زبردست اوسکا خدا بھی زبردست اگر اکوان سنہری مین کچھ قدرت تھی
تو تیرے کیون نہ بچایا جب تمنے اپنے خدا کا نام لیکر زور کیا ہے تو مینے بھی اکوان کو پکارا تھا اور کہدیا تھا
کہ اب لڑائی آپہی کی ہے وقت مدد کا ہے لیکن کچھ نہوا اوسیوقت مین زیر ہو گیا تو معلوم ہوا ہی
کہ تمہارا خدا زبردست ہے کہ میرے خدا کا زور نہ چلنے دیا میری لعنت کی اکوان پر ایسے کمزور

خدا کا بندہ بننا مجھے منظور نہیں ہے مجھے اپنا دین تعلیم فرمایئے سہراب ثانی نے جلاد سے اشارہ
کیا کہ کاٹ دے قید اسکی جلاد نے تھوڑی سی قید کاٹی تھی کہ دیوانے نے گھبرا کر قید توڑ
ڈالی چاہا تو سہراب ثانی کو خیال ہوا کہ یہ بچ کر مسلمان ہوا ہے لیکن دیوانے کا قول
ہی اک بیحو لیا کا تھا قید توڑ کر قدموں سے لپٹ گیا سہراب ثانی نے کہا کہ اب اپنے لشکر
میں جاؤ کہ ملازم تمہارے دروازہ پر شور کر رہے ہیں اور قران قزاق کو رہا کر کے لے آؤ دیلم
اوسوقت روانہ ہوا اور اپنے لشکر میں آیا جسوقت دیوانوں نے اپنے سردار کو دیکھا غلغلہ مچا
لگانے لگے لیکن دیلم آہن خوار نے کہا کہ میں نے تو مذہب اپنا ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا
اگر تم لوگوں کو ساتھ میرا دینا ہو تو یہی مذہب تم بھی اختیار کرو اور اکوان تاجدار پر لعنت کرو ورنہ
جس کا جدھر جی چاہے چلا جائے دیوانوں نے کہا کہ اس مذہب کے کچھ اوصاف بیان کیجیے
اور ہمیں سمجھا دیجیے کہ یہ مذہب مذہب اکوان پرستی سے کیونکر بہتر ہے تو ہم بھی تبدیل مذہب
کریں ورنہ پہلے دین کا چھوڑنا اچھی بات نہیں ہے آپ کس سبب سے اس مذہب کو اچھا جانتا
دیلم آہن خوار نے کہا کہ خدا مسلمانوں کا زبردست ہے اور اکوان کمزور ہے اسکا
تجربہ یوں ہوا کہ جب میں نے دیکھا کہ اب میں اس لڑکے پر غالب نہیں آ سکتا تو میں نے بار بار
خداوند کو پکارا لیکن کچھ نہ ہوا اور اس نے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھے اٹھا لیا تو معلوم ہوا کہ خدا
انکا ہمارے خداوند پر غالب آیا لہذا ہم ایسے کمزور خداوند کو نہیں پسند کرتے دیوانے
تالیاں بجانے لگے اور تصویر اکوان کی گلوں سے اوتار اوتار کر اور [illegible] ہوتا اور کہا کہ بیشک یہ
اسی قابل ہے اور مذہب اسلام برحق ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں دیلم آہن خوار نے
کہا کہ لاؤ اس قیدی کو جسے باندھ کر ہم لائے تھے دیوانے قران قزاق کو لا کر پیش کیا
ایسا زنجیروں سے اسے باندھا تھا کہ تمام بدن میں نشان پڑ گئے تھے دیلم نے اپنے ہاتھ سے
زنجیریں کھولیں اور قران قزاق کو رہا کیا اور عذر کیا کہ میں نے خطا ہزار کی کہ تم زخمی تھے میں
نہیں بلکہ بندہ لایا سبب اسکا یہ تھا کہ اوسوقت تک میں اپنے اسلام کا پابند تھا اور
مذہب اکوان پرستی کا پابند تھا مگر اب میں نے اطاعت شاہزادہ سہراب ثانی کی
اختیار کی اور مسلمان ہوا لہذا پابندی آئین اسلام کی واجب و لازم ہوئی اب میرے
ہمراہ چلو کہ شاہزادہ نے تمکو طلب کیا ہے قران قزاق نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں کہا
قلعہ آسمانیہ میں قران قزاق نے شکل و شمائل و ریاست کی دیوانے نے بیان کیا کہ سن و
سال سے ایسی صورت ہے اب قران قزاق کو خیال ہوا کہ شاید میرا شہریار عالی ہو [illegible]
اور اوسی نے اسکو پیدا کیا ہو چلکر زیارت سے مشرف ہونا چاہیے اسواسطے کہ جو باتیں یہ دیوانہ
بیان کرتا ہے یہ سب اوصاف اوسی کے ہیں غرضکہ دیوانہ اپنے لشکر کو مسلمان کر کے قران
قزاق کو اک آرابہ پر ڈالکر قلعہ میں لایا قران نے جو صورت دیکھی اسے یعنی سکندر
رستم خو کا دھوکا ہوا اور سلام کر کے ایسی باتیں کرنے لگا جن کے جواب میں سہراب
ثانی نے کہا کہ میں سکندر نہیں ہوں اس جتانے پر جو قران قزاق نے غور کیا تو سمجھ
میں آیا کہ کچھ فرق معلوم ہوتا ہے بیشک یہ وہ شہریار عالی ہو [illegible] نہیں ہے آسمان شاہ نامی
قران قزاق سے قرابت شاہزادہ سہراب ثانی و سکندر رستم خو کی بیان کی اور

قران فزاق قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ مین جیسے اونکا خادم ویسی آپکا غلام لیکن
دیلم آہن خوار نے عرض کی کہ مجھسے اک قصور ہوا تہا اوسے آپ عفو فرماتے ہین وہ یہ کہ پاؤن
قران فزاق کا ٹوٹ گیا تہا مین اوسی حالت مین انکو باندہ لیگیا تہا فرمایا اوسوقت تم
دین اسلام مین نہ آئے تھے اسے دیلم آہن خوار جسقدر تیرے گناہ زمانہ کفر کے تھے سب
خدا نے عفو کردیئے دیلم یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور قران فزاق نے عرض کی اگر
پاؤن میرا نہ بھی ٹوٹتا تب بھی یہ مجکو حضور ہر پر لیتے اسواسطے کہ دم میرا آچکا تہا غرضکہ
قران فزاق کا تو علاج ہونے لگا گمنگردون نے آکر پاؤن کو بٹھالا ایندش کی رات چونکہ
زیادہ آچکی تھی سہراب بن رستم نے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا جسوقت نماز صبح کا وقت آیا
خادم نے جگایا شاہزادہ نے فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد آسمان شاہ بارادہ استقبال پدر عم
وجہ نامدار روانہ ہوئے تہوڑی دور پہونچے ہونگے کہ ناگہ گرد و غبار بلند ہوا اور جسوقت
گرد شق ہوئی تو دیکہا کہ اک دیوانہ بارگاہ لیے چلا آتا ہے دیوانے اپنے شہریار یعنی
سہراب بن رستم نامدار کو پہچانکر سلام کیا اور پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین او دوسرے دیلم آہن
خوار نے دریافت کیا سہراب ثانی نے واقعہ بیان کرکے مصروف دیوانہ کو سب سے
ملایا اور دیوانے سے آسمان شاہ ارژنگ شاہ دیلم آہن خوار وغیرہ کو آگاہ کیا کہ یہ
میرا رفیق ہے اور سب تو جس طرح نئی ملاقات مین ایکدوسرے سے ملتے ہین اوسی طرح ملے
لیکن دونون دیوانے خوب گلے ملے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔ ان دونون کی باتون پر سب ہنسنے لگے
اتنے عرصہ مین اور گرد اوڑی اور تین نقابدار کئی لاکھ کی فوج سے آکر پہونچے سہراب ثانی
نے استقبال کرکے سب کو سلام کیا دیکھنے والون نے قرینے سے سمجھ لیا کہ یہ سب درجہ
بزرگی کا رکھتے ہین سہراب ثانی نے استقبال کرکے نقابدارون کو قلعہ مین لائے
آسمان شاہ نے سامان ضیافت مہیا کیا فوج نے بیابان آسمانیہ مین ڈیرے ڈالدیے
جنگل مین منگل ہوگیا وہان آسمان شاہ نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ مین دیدار سے
محروم رہا جاتا ہون سہراب نے اشارہ سے منع کیا اور چپکے سے کہا کہ فکر مت کرو ہو لیجیو اور
باغ مین چل لین تو نقابین اوٹھ جائینگے یہان اس کا موقع نہین ہے آسمان شاہ
خاموش ہو رہا لیکن اونمین سے اک نقابدار نے سہراب کیطرف دیکھکر فرمایا کہ جو کچھ
تمنے کہلا بھیجا تہا اوس مین صرف اتنا ہی سمجھ مین آیا کہ یہان آنا ضرور ہے اور مفصل
کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سبب کیا ہے سہراب ثانی نے اپنا واقعہ پہلے بیان کیا کہ اس
طرح شکار پر ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی اور ارژنگ شاہ نے سکندر
سیمتن کو سینکڑون بہیجے باتین کین اور اس سلسلہ سے آسمان شاہ کا حال معلوم ہوا
کہ دیوانہ چھڑائی کی یہان آکر لڑائی کو پہنچ گیا اور دیلم آہن خوار مطیع ہوا اب
سکندر کا مفصل حال آسمان شاہ سے سنیے فرماکر آسمان شاہ سے کہا کہ ابتدا سے
حال بیان کرو آسمان شاہ نے فقیری بھیس مین آنا سکندر کا اور اپنا زمانہ آپ پرستی
مہمان کرنا شاہزادی کو شاہزادہ کا تلقین دین اسلام کرنا اور اپنی طبیعت کا اس مذہب کیطرف

مسلمان ہونا اور ملکہ ماہ پارہ سے ارتباط پاک پڑھنا اوسکا بھی دین اسلام پر راغب ہونا بعد اسکے
جاکر دیو کا مارنا اور رنجیہ کا لیجانا اور بعد چند روز کے مہ قران قزاق وارد ہونا اور
ارژنگ زرہ پوش کو زیر کرکے مسلمان کرنا اور باغ میں ملکہ کی ملاقات کو جانا پھر رنجیہ کا
لیجانا اور ملکہ کی حالت خراب ہونا سب بیان کیا اور ارژنگ زرہ پوش و قران
قزاق کو بتلا کر عرض کیا کہ یہ دونوں رفیق اوسی شاہزادہ کے ہیں نقابداروں نے
افسوس کیا اور کہا کہ اتنے سے سن میں یہ فقیر بنکر گھر سے نکل آیا خیر پروردگار عالم معین
و مددگار ہے لیکن ایک نقابدار بہت روئی اور آسمان شاہ سے پوچھا کہ عقد تمنے کردیا ہے
یا نہیں آسمان شاہ نے عرض کی کہ جب عقد کیواسطے اوسے کہا گیا فرمایا کہ میں ایسا نہیں
کرسکتا تاوقتیکہ کوئی بزرگ موجود نہو اب آسمان شاہ نے عرض کی کہ حضور کی زیارت ہوئی
قدمبوسی تو حاصل ہوئی لیکن دیدار سے محروم رہے اور نہ یہ بھی آپنے بیان فرمایا کہ آپ تینوں صاحب
اوس شاہزادہ کے کیا قرابت رکھتے ہیں نقابداروں نے کہا کہ ٹھہرو ابھی سب معلوم
ہوجائیگا اسکے بعد فرمایا کہ ہمیں ملکہ کو بھی دکھا دو کہ وہ امانت سکندر کی ہے آسمان شاہ نے
نقابداروں کو اپنے ہمراہ لیا اور باغ ملکہ کیجانب روانہ ہوا جسوقت باغ میں پہونچا سب تو
در باغ سے رخصت ہوگئے لیکن آسمان شاہ اور سہراب ثانی اور تینوں نقابدار باغ
میں آئے وہیں ملکہ ماہ پارہ میں داخل ہوئے جسوقت نظر ملکہ کی نقابداروں پر پڑی مہتر
بلقیس سے حال تو معلوم ہی ہوچکا تھا کہ یہ سب بزرگ اوس شہریار عالیوقار کے ہیں اسنے تعظیم
دی سب کو سلام کیا نقابداروں نے دعائیں دیں دست شفقت سر و پشت پر پھیرا سینہ
سے لگایا اور ایک نقابدار گلے لگاکر بہت روئی انکے رونے پر سب کا دل بھر آیا سب رونے لگے
ملکہ سے بھی ضبط نہوسکا اسقدر روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں نقابدار نے آخرکار نقاب چہرہ سے اوٹھا دی
اس نقاب کے ہٹتے ہی اون دونوں نقابداروں نے بھی نقابیں اوٹھا دیں یہ معلوم ہوا کہ تین آفتاب
ابر سے نکل آئے اب سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے بیان کیا کہ یہ شہریار عالیوقار پدر عالیمقدار
سکندر رستم خو کے ہیں یہی ملکہ کو گلے سے لگاکر بہت روئی تھی اور اوسکے بعد رستم ثانی
کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد چچا سکندر کے ہیں اور ایرج نوجوان کو بتلا کر بیان کیا
کہ یہ دادا ہم دونوں بھائیوں کے اور والد بزرگوار ان دونوں صاحبوں کے ہیں آسمان شاہ
دوبارہ دست بوس ہوا اور عرض کی کہ یہ امانت آپکے فرزند کی ہے اسکو میں آپ ہی کے سپرد
کرتا ہوں اسواسطے کہ اب مجھسے حالت اسکی دیکھی نہیں جاتی شاہزادہ ایرج نوجوان
نے بڑا زیور پوت بہو کو دیا اور رستم ثانی و شہریار عالیوقار نے بھی زیور عنایت کیا اور شہریار نے
اپنے ہاتھ سے اوسکو پہنا کر تسلی دی کہ نہ گھبراؤ ہمارے خاندان میں اکثر ایسا ہوا کیا ہے
سکندر ملیگا اور نہایت عزت و شان پیدا کرکے آئیگا ملکہ گردن نیچے کیے بیٹھی رہی
لیکن کسیقدر اسکو تسلی ضرور ہوئی ہر دو چار روز ملکہ کی تسکین کیواسطے سب نے یہاں قیام کیا اوسکے
بعد سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے کہا کہ اب ہم زیادہ ٹھہر نہیں سکتے اسلیے کہ سنا ہے
کہ آفتاب پرستوں نے ہمارے ملک تباہ و برباد کیے ہیں لہذا ہمکو اپنے ملکوں کی خبر لینا ضرور ہے
انشاء اللہ جسوقت سکندر آئیگا اور شادی ملکہ کی کرینگے تو تم کو اطلاع دینگے آسمان شاہ مجبور ہو

بہت کچھ ... تھی ہزار مجلو سوجھائی تھی کہ نام خاندان کا ڈبو دے گے تمہین ہنسی کرا لوگے کہ پریزاد ہو اور ادھر ادہر
ذلیل ہوئی اپنا تمہارا منہ دیکھا ایسی ایسی باتین بنائی ہے شاہزادہ سنکر کہنے لگا کہا شاید یہی لقا پد ارسفید پوش
ہی ... تمہارے ساتھ آئی تھی ملکہ نے کہا ہان یہی تھی سکندر رستم خو نے ایک آہ سرد بھری اور کہا ملکہ کیا کہون میرا رفیق
ملک ... مجھ سے چھوٹ گیا ورنہ ساری شرارت اسکی بتلا دیتا جیسی ہیچل سے ولسا ہی وہ بھی شوخ ہے
خدا اگر حیات سے وفا کی تو انشاء اللہ اوسکی باتین بھی دیکھنا بلکہ ان دونون کو لڑوا کر تماشا دیکھینگے ملکہ نے کہا کہ خیر
اس وقت تو ابھی دور ہے مگر مین کیا کہون کہ اوسنے میرے زخم دل پر کیسی کیسی نمک پاشی کی ہے کہ میرا ہی کلیجا جانتا ہے
سکندر رستم خو نے کہا ملکہ یہی حالت میرے رفیق کی ہے کیا کہئے کہ اوسکی باتین دلمین چٹکیان لیتی ہین اور
اوقات تو نہایت ناگوار گزرتی ہین ملکہ یاد رہے رکھنا کہ ایسے لوگ خیر خواہ ضرور ہوتے ہین جس باتمین نقصان
دیکھتے ہین اوسکو چلا کر کہتے ہین لہذا اسلئے بہت سے شکوہ شکایتین رہین اب دن قریب ختم ہوا شام نزدیک ہوئی
سکندر نے کہا کہ ملکہ ہرچند کہ جانے کو جی تو نہین چاہتا ہے مگر یہان رہنا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا اسلئے کہ مین بادشاہ کا
مہمان ہون اور بادشاہ میرے حال پر مہربانی کرتا ہے مین روز برائے شکار جایا کرتا تھا جو شکار ملتا تھا وہ بادشاہ کے
واسطے جاکر دیتا تھا لیکن جب سے تمہارے شہباز نظر کا صید ہوا خود ماتند مرغ نیم بسمل کے پھڑکا کرتا تھا دربار مین بھی
نہ جا سکتا یہ حال علالت سنکر خود تشریف لایا اور طبیب شاہی کو میرے علاج کے واسطے مقرر کیا اب اگر
مین یہان رہونگا تو وہان میری تلاش ہوگی ایسا نہو کہ راز کھلجائے ملکہ نے کہا کہ تفرقہ انداز یہی چرخ اسیوقت
باز نہین آتی بقول حسن ؎ کسی کا اسے عیش بھاتا نہین + یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین +
آپ ابھی آئے ابھی چلے نہ حال دل کہنے پائے نہ سننے پائے کچھ دیر تو اور بیٹھے پھر چلے جائیگا شاہزادہ
یا تو اوٹھا تھا بخاطر ملکہ پھر بیٹھ گیا اب شام ہوئی اور مرغ زرین فلک نے آشیانہ مغرب مین جاکر قیام کیا
اور طائر الشیمنو نیسے ... ہوے بلبل نے الفراق کی صدا دی اور گل سے رخصت ہوئی پروانے تلاش
شمع مین نکلے عاشقان ہجران نصیب نے شغل نالہ و زاری کو ترقی دی اور چشم منتظران جانب در
متوجہ ہوئی کہ شاید کوئی وعدہ خلاف ہو لکر چلا آوے لیکن جن لوگون کے نصیب جاگے
ہوے ہین معشوق بغل مین ہے اونہون نے شب ماہ کی تیاریان کی ہین سامان عشرت کیا ہے ؎

مے و معشوق و مغنی و گلستان بہار	جمع سامان مسرت ہین سبھی خاطر خواہ

ملکہ صحن باغ کے چبوترہ پر ساتھ سکندر رستم خو کے مشغول مے نوشی ہے اہنمین جلیسین گرد و پیش مجمع ہین
گائین حاضر ہین ادہر تو جام چلرہا ہے ادہر طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے یہہ مجمع ثریا ہے فلک کو شرمارہا ہے
چارطرف مثل ستارون کے جہرمٹ ناز بنو نکا بیچ مین ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو مثل ماہ چہاردہ شب
کے جلوہ افروز مسند عیش و عشرت ہین مطرب خوش آواز کے صدائے دلکش کیفیت شراب کو زیادہ کرتی
ہے عجب طرح کا عالم ہے کہ دونون کو ادہر تو نشہ شباب نے چور کر دیا اور ادہر نشہ عشق ان سے بڑھ کر
طرہ نشہ شراب جس نے حجاب دور کر دیا ہے آغوش تمنا وا ہوا جاتا ہے مگر پاکبازی کا چلن پھر بھی سد راہ
شوق ہے اور دست گستاخ ہوس کو اس مجبوری سے پابند کیے ہوئے ہے بقول شاعر ؎

دل رند مشرب ہے تو لب ہے سند	ملک پاک باطن کا پابند ہے

اوسی عالم مین شاہزادہ نے ملکہ سے پوچھا کہ تم کس خاندان سے ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مین دختر ہون
ملک احتشام ان پریزاد کی یہہ سنکر شاہزادہ تصویر سکوت بنگیا ملکہ نے کہا یہہ تمہارے خوش ہونے کا
مقام تھا یا جائے رنج سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ اسے ملکہ مقام مسرت اسوقت تھا کہ مجھ سے اور ملک

اخضران سے شناسائی نہو چکی ہوتی اب خیال ہے کہ اگر یہہ راز فاش ہوگیا تو زمانہ مجھے محسن کش کہے گا ملکہ نے کہا کہ مین ایسی تدبیر کرونگی کہ بادشاہ خود میری شادی تمہاری ساتھ کرونے سکندر نے جواب دیا کہ پھر اسوقت تک جتنے عرصہ مین بادشاہ رضامند ہو اور شادی ہو میرا تمہارا ایک جا ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا اس لئے کہ اگر راز افشا ہوگیا تو سارا کھیل بگڑ جائیگا اور یہہ عشق کمبخت ہے کہ چھپ نہین سکتا شعر

ہوسکے آفت کے ہین یہہ پرکالے | تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

اور اگر ہم تم علیحدگی اختیار کرین تو یہہ احاطہ اختیار سے باہر ہے دل نا صبور کبھی اس ہجر کو اختیار نکریگا شعر

مرگئے ہم نجات کے غم مین ✣ اے جنت پڑے جہنم مین

طاق تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود جبتک شادی ہو ہوا وسوقت تک زندگی کا ہے کو ہوگی شعر

جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت | آنکھین اب تو نہین انتظار کے قابل

ہان اگر دیکھا نہوتا کچھہ پروا نہ تھی اور پھر یہہ بھی نہین معلوم کہ تمہاری کوشش کا نتیجہ دلخواہ ہو یا خلاف ہوا اسوقت اور بھی مشکل ہو جائیگی غرضکہ ہر طرح مشکل ہے مگر اب تو جو ہوا وہ ہوا نہ یہہ ممکن ہے کہ تمسے دستبردار نہ اپنے کو رسوائے عالم کرنا منظور ہے حتی الامکان احتیاط سے کام لینگے پھر اگر تقدیر ہی مین رسوائی ہے تو ہو

غزل

اپنے کئے کا رونا کیا ہے
آگے دیکھیں ہوتا کیا ہے
پھل نہیں اچھا عشق کا ایدل
تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے

ایسا رونے سے ہوتا کیا ہے
جاگ کے کٹتی ہین ہجر کی راتین
ایسے ہجر کا سونا کیا ہے
عشق سے کیون باز آئین ناصح

ہونے ہی الفت آئی دل پر
آنکھہ لگی تو سونا کیا ہے
سنگ در اوسکا خاک گلی کی
دل تو گیا اب کھونا کیا ہے

آرزو اپنے لئے کو بس سمجھو | پچھتانے سے ہونا کیا ہے

اے ملکہ واقع مین یہہ سب حال ہین اتنی باتون مین آدہی رات گزرگئی اب جو آسمان پر نظر کی تو ستارون کے شمار سے معلوم ہوا کہ آدہی رات گزرگئی ہے ملکہ سے کہا سکندر نے کہ اب مین جاتا ہون طنازہ نے کہا کہ اب کون موقع جانیکا ہے صبح کو چلے جائیگا اس لئے کہ اگر یہہ خیال ہے کہ ایسا نہو کوئی پوچھے کہ رات بھر کہان رہے تو جو بہانہ نصف شب کے واسطے کیجیئگا وہی شب بھر کے لئے بھی ہوسکتا ہے اس لئے کچھہ ایسی باتین کین کہ پھر رک رہے اب ملکہ نے پوچھا کہ آپکا نام نامی واسم گرامی کیا ہے اور آپ کس خاندان سے ہین سکندر نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا شعر

سرگزشت بلاکشان نہ سنو | نہ سنو میری داستان نہ سنو

مختصر یہہ ہے کہ نام اصلی میرا سکندر ہے تم تو پہچان لیکن ہے تمہارے باپ نے صفدر شیر دل نام ظاہر کیا ہے اور لوتا ہون کہ ہم داستان شاہزادہ فلک شاہ نوجوان کا پیدا ہو کر دھا سے اس زلزال قاف ثانی سلیمان کا ہون جو کہ زوج ملکہ آسمان پری نواز داماد جناب سلیمان علیہ السلام کے ہین انھون باجو ملکہ کی تا بناکوش آگین اور دل مین تصور کیا کہ اگر یہہ راز کسیوقت میری فاش بھی ہو جائیگا تو کچھہ پروا نہین اس لئے کہ مرتبہ میرا آسمان پر ہے کہ [illegible] تمہارے قدیم سے آدمزاد سے [illegible] کر لیا تو مین کیا ہون اور یہہ بھی پروانے انجمان کے ہین انھین باتون مین ایک نظر جو شب آسمان باقی ہے تو سفیدہ سحری نمودار ہے

پھر وہ ان دونون کے فق ہوگئے اور یہہ شعر پڑہکر سکندر رستم خو خدا حافظ و ناصر کہکر اوٹھہ کہڑے ہوئے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

یہہ کہکر سکندر رستم خو نے تو قدم آگے بڑہایا اور ملکہ نے یہہ شعر پڑہا شعر

اچھا جان مری روٹھہ کے جانا تیرا
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

لیکن اتنا تو بتا دیجئے کہ اب کب ملاقات ہوگی سکندر نے کہا کہ کل صبح کو پھر آئینگے لیکن ملکہ شام کو
ہمین رخصت کر دیا کرو اس لئے کہ دن کا بہانہ تو سیر و شکار ہو سکتا ہے رات کا بہانہ کیا ہو ملکہ
نے کہا ایسا ہی ہوگا ادہر تو ملکہ ماہ سیما مثل طائر بسمل کے پہڑک کے رہگئی اوسطرف سکندر رستم
خو مرکب پر اپنے سوار ہوکر روانہ ہوا مگر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شے بھول چلا ہون بار بار رستے
سے پھر پھر کر باغ ملکہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے جب مرکب کھینچ کر کے چلتا تھا فرماتے تھے کہ یہہ
وقت تیز رفتاری کا نہین ہے اس لئے کہ دل آگے نہین بڑہتا اودہر ملکہ کہہ رہی تھی کہ شعر

اوڑا کے خاک یہہ محشر بپا کیا لیتا جا
مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا

الحاصل جسوقت مرکب شاہزادہ کا نظرون سے پنہان ہوگیا ہے تو گرد کو دیکہا کی اسلئے کہ
اس بیتابی مین دروازہ باغ تک چلی آئی تھی لیکن جب گرد بھی نہ معلوم ہوئی تو طناز سے کہا کہ
میرا جی چاہتا ہے باغ مین بچاؤن یا صحرا کو نکل جاؤن کہ اب میرے واسطے وہی مقام
مناسب ہے یا در باغ پر بیٹھی رہون جسوقت وہ شہریار ہمایون وقار واپس آئیگا اوسکو
ساتھہ لیکر اندر باغ کے جاؤنگی اس لئے کہ بغیر اوس گل رعنا کے بہار باغ خزان سے
بدتر ہے ایک ایک پہول نگاہون مین خار گزرتا ہے اس کے ہنسی ناگوار طبع ہوتی ہے کہ ہم
تو رو رہے ہین اور غنچہ مسکراتا ہے انکو اپنی ہنسی سے مطلب ہے چاہے کوئی مرے یا جئے بقول شاعر شعر

عیش عشق بہانہ از پئے لذت است
مقتضائے طبیعتش است

جب صبح ہوئی ملکہ روتے ہوئے اوٹھی اور بخلاف عادت ہمنشین کے طبیعت کسمانی ہوئی
طناز نے کہا اے بی ہوش مین آؤ حواس کی باتین کرو تمہاری محبت بھی نئی ہے جو بات ہے
دنیا سے انوکہی ہے اگر ایسے ہی طبیعت ہے تو چند دن مین تہوکے گا کبھی نہین نظرون سے
گر جاؤگی پہر کوئی آدمی کو ذرا بردباری چاہئے اپنا وقار رکہا کبھی مقدم ہے دوسرے
کے سہارے پڑے رہنا اچھا نہین ایسی باتین کین کہ ملکہ رونے لگی طناز قدمون سے
لپٹ گئی اور عرض کی کہ جب آپنے منہ لگایا تو میری بھی اتنی جراءت ہوئی کہ جی جلا کر کہا اور
غرض یہہ تھی کہ آپ معشوق کی نظرون مین حقیر ہون غرضکہ ملکہ کو سمجھا بجھا کر قصر مین لائی مسند پر
بٹہلایا اور دوسری باتون مین بہلایا لیکن وہان سکندر رستم خو جو اپنے مکان پر پہونچا
ملازمون نے عرض کی کہ حضور کل دو بار چوبدار بلانے کو آیا تھا ہمنے کہدیا کہ دشمنون کے سر مین
درد ہے آپ کہان تشریف رکھتے تھے کہ ساری رات نہ آئے یہہ سنکر سکندر نے
اونکو انعام عطا کیا اور ٹالدیا وہ لوگ خوش ہوگئے اور آپس مین ذکر کرنے لگے کہ ماشاءاللہ
جوان مین کسی رنڈی منڈی کے یہان ہون گے ابھی کوئی ہم صحبت پوچھے تو بیان کرین
ہملوگون سے کیا کہین غرضکہ سکندر نے پوشاک اوتاری کچھہ دیر آرام کیا بعد اوسکے
دربار اعلحضرت شاہ مین گئے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے مزاج پوچھا کہدیا کہ اقبال سے

حضور کے اب اچھا ہون کل درد سر کی وجہ سے حاضر حضور نہو سکا آجتک اس ادب
سے سکندر نے گفتگو نکی تھی لیکن اتنی بزرگی اخضران شاہ کی ماننا پڑی ہر چند کہ
اخضران شاہ اس سبب سے تو آگاہ نہین کہ کیون خلق پیدا ہوا اور انداز گفتگو بدلا لیکن
آج کی طرز تقریر سے بہت خوش ہوا کہا کہ اے صفدر شیر دل چاہے تم آؤ یا نہ آؤ اس سے
تو مجھے بحث نہین ہے لیکن اگر دو ایک روز مین نہین دیکھتا ہون تو دل لگا رہتا ہے نہین
معلوم مجھے اسقدر انس تمسے کیون ہو گیا حالانکہ مجھے نہ چاہئے اس لئے کہ تم ایک مسافر ہو
آج یہان ہو کل نہ معلوم کہان ہوگے تمسے الفت بڑھانے مین نادانی ہے مگر مجکو اپنی طبیعت
سے سخت حیرانی ہے کہیں مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیستا یہہ جوگی ہوئے کسکے ہین بھلا
انس کے مست + صفدر شیر دل نے گردن نیچی کر لی اور کہا کہ ہر چند مین بہت جلد گلستان
ارم کیطرف جانا چاہتا تھا مگر یہان کی زمین نے ایسے پاؤن پکڑے ہین کہ آج ارادہ کیا ہون
کل اوس قصد کو فسخ کر دیتا ہون واقعی مین یہہ شہر اسم بامسمی ہی مگر اسکو شہر نقش و نگار کے بدلے
نقش تسخیر کہنا چاہئے آپنے جو مسافر نوازی فرمائی ہے کہ شکریہ اوسکا ادا نہین ہو سکتا ہے
بادشاہ نے کہا کہ تم کبھی آپ اکثر نہین ملتے ہین سیر و شکار کیطرف بہت توجہ ہے صفدر
شیر دل نے کہا کہ مجکو ہمیشہ سے صحرا پسند ہے بلکہ جی یہہ چاہتا ہے کہ شب و روز صحرا مین
رہا کرون مگر آپکی دوری بھی منظور نہین ہے اس سبب سے دنکی آزادی اور رات کی پابندی
اختیار کر لی ہے اخضران شاہ نے کہا کہ پابندی کی کوئی ضرورت نہین ہے جسوقت آپکا
جی چاہے یہان رہئے اور جبتک مزاج مین آئے صحرا مین سیر و شکار کا لطف اوٹہائے بلکہ
ہم بھی چلینگے یہہ کہکر اوسیوقت حکم دیا کہ سامان شکار فراہم ہو اور صحرا مین جاکے عمدہ جگہ
خیمہ نصب ہو جائے کئی جانور قراول باز بحری کشکرا تمام شکاری جانور ونکو لیکر آج رات ہی کو روانہ صحرا
ہو جائین کل صبح کو ہم بھی آجائینگے اوسیوقت تیاری ہوئی بارگاہین خیمہ ڈیرے چوبداریان بارہ
روانہ ہوئین قراولون نے جانور اور شکاری ساتھ لئے اور صحرا کی جانب روانہ ہو گئے جسوقت
دربار برخاست ہوا اور سکندر رستم خو اپنے مقام پر آیا نہایت متردد ہوا کہ مین تو ملکہ سے
وعدہ کر آیا تھا کہ کل صبح کو آونگا یہان بادشاہ نے شکار کا سامان کر دیا اور وہ بھی میری
خاطر سے اب نہ تو یہہ ہو سکتا ہے کہ شکار پر نہ جاؤن اس لئے کہ میرے ہی شوق سے
یہ سب ہوا ہے اور مین نہ جاؤن تو کیا بادشاہ کہینگے اسکے علاوہ بہانہ کیا کرون اودہر
ملکہ اپنے دل مین کہینگی کہ پہلے ہی بسم اللہ غلط تو آگے بڑھکر کیا ہوتا ایسے سے کیا امید کیجئے
اور وزیرزادی اوس کی نہایت ہی چالاک اور زبان آور ہے نہین معلوم کیا کیا لطیفے بنائیگی
میری طرف سے اوسکو برخاستہ کرے گی رات بہر اسی اوجھن مین نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی
چوبدار حاضر ہوا اور کہا کہ سواری تیار ہے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے سکندر رستم خو
نے بھی جلدی سے لباس پہنا صرف تیرون کا ترکش اور کمان لے لی اور مرکب پر بیٹھکر
در دولت اخضران شاہ پر آئے بادشاہ کو سلام کیا غرضکہ ساتھ بادشاہ کے شکار پر
گئے بادشاہ کا صحرا مین ایسا دل لگ گیا کہ بعد آٹھ روز کے شہر مین واپس ہوا ہر چند کہ شام
ہو چکی تھی لیکن سکندر رستم خو بادشاہ سے کیا علحدہ ہوئے کہ گویا قید سے چھوٹے اوسیوقت

ہوا لی کی تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے اور وہان سے راہ باغ ملکہ ماہ سیما کی اختیار کی وہان ملکہ
کا یہہ عالم تھا کہ جب سے سکندر کو رخصت کرکے قصر مین آئی گھڑیان گن گن کر اس نے دن کاٹا
اور رات تو اختر شماری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی کسی پہلو اسکو قرار نہ آتا تھا طناز پاس بیٹھی
ہے ملکہ طناز سے کہہ رہی ہے کہ کل اگر صبح کو بھی شاہزادہ نہ آیا تو کیا ہوگا طناز نے جھلا کر کہا کہ
پھر خود پتا پوچھتے ہوئی چلی جانا کیا بڑی دور تھوڑی ہے نقاب چہرہ پر ڈال لینا کسی کو کیا معلوم
ہوگا کہ عورت ہے یا مرد اور ہے تو کون ہو ملکہ طناز کا منہ دیکھکر ہنسی اور کہا کہ کیا اچھی دیکھو
نوکر ہے اسے طناز یقین ہے کہ تیری باتین اکدن میری جان لے لینگی کوفت کہاتے
کہاتے مدقوق ہو جاؤنگی خیر اچھا اس روز روز کی ایذا سے تو نجات ملجائیگی طناز نے قسم خدا کی
کہ دشمن آپکے وقت بد دیکھین اور مجھے جو آپ مورد الزام کرتی ہین تو اتنا فرمائیے کہ پھر اسکا
اور کیا جواب ہے یا تو صبر کی سل چھاتی پر دہر لیجئے یا شرم کا پردہ ہٹا دیجئے دو باتون
مین سے ایک اختیار کیجئے اسلئے کہ سوا ان دو باتون کے تیسری تو میری سمجھہ مین نہین آتی
ہے مین تو یہہ جانتی ہون کہ مرنے پر مرتے ہین راہ چلنے پر کوئی بھی نہین مرتا ہے اگر اوسے
تمہارا خیال ہے تو ضرور آئیگا قلعہ آہن مین بھی ہوگا تو آئیگا اور اگر اوسکو تمہارا خیال
نہین ہے تو تمہین بھی اسقدر بیتابی نہ کرنا چاہئے کہ اسکا کچھہ حاصل نہین غرض ایسی ہی
باتون مین صبح ہوگئی شمعین کافوری جو روشن تھین ہوا کے تھپیڑون سے جھلا جھلا کر گل ہوگئین
اور طائران باغ نے چہچہہ زنی شروع کی ملکہ بستر سے انگڑائی لیکر اوٹھی بال پریشان آنکھین
سرخ نگاہین جا بجا ور چشم انتظار مثل آغوش تمنا کے وا شعر

سلائے نیند نے غفلت کہ آئے خواب اجل	اثر بند ہونگی وہ آنکھین جو انتظار مین ہین

خواصون نے آکر منہ دہلایا طناز نے اپنے ہاتھہ سے کنگھی کی زلفین بنائین قسمین دیکر پوشاک
بدلوائی کہ تھوڑا بہت وقت انہی مشغلون مین گذر جائے اسی حالت مین چار گھڑی دن چڑھ آیا
اور کوئی نہ آیا اب تو شاہزادی گھبرانے لگی طناز سے کہا کہ وہ نہ آئینگے ورنہ ابتک آچکتے
طناز نے کہا کہ ذرا سی خیال تو کرو کہ وہ کتنی دور سے تو آتا ہے آخر کچھہ دیر راستہ
کے طے کرنے مین بھی گذرے گی یا نہین پھر انسان کے ساتھہ ہزار طرح کے جھگڑے
ہین اور پوشیدگی کی بات ہے جب سب طرح کے بند وبست کرلیگا تو آئیگا ملکہ خاموش
ہو رہی یہان تک کہ دوپہر دن آگیا اب تو ملکہ کو طناز کے سمجھانے سے بھی تسکین نہین ہوتی
ہے عجب حالت ہے اسکی اوسی حالت اضطرار مین اس نے مرکب اپنا طلب کیا منہ پر
نقاب ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھہ کر روانہ ہوئی عقب مین اسکے وزیرزادی بھی چلی جاتی
جاتے کئی کوس نکل گئی اور کچھہ پتا نہ ملا وہ دوپہر کا وقت آفتاب کی تیزی جانور تک بھی تو
ایسے وقت صحرا مین نہین نکلتے ہین مزدور تک چھپنے کے واسطے چلے جاتے ہین اور جنکے عیش
کے رہنے والے اوس چٹیل میدان مین پھر رہے تھے اور کوئی اثر گرم ہوا کا جسم پر محسوس
نہین ہوتا مبہوت ہو رہی ہے شام تک اسی طرح صحرا مین ماری ماری پھری آخر کار شام کو
آکر پڑ رہی اور تپ ہو آئی حالت خراب ہوئی اب تو وزیرزادی بھی نہایت گھبرائی اور کہا کہ اگر
انکے والدین کو خبر کرتی ہون تو وہ آکر لیجائینگے وہان ملکہ اور بھی گھٹ گھٹ کر رہے گی ایسا نہو

دشمنون کی حالت سنبل نہ سکی بیان رہنے مین الزام کا خوف ہے عتاب شاہی کا ڈر ہے کہ
ایسا ہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ کہے کہ تو نے ملکہ کے حال سے کیون نہ اطلاع دی وہ تو
بیہوش تھی اوسوقت کیا جواب دونگی میری تو جان غضب مین ہے کیا کرون کیا نکرون لیکن
مناسب وقت یہی معلوم ہوا کہ کسیکو خبر نہ کی اور آپ تیمارداری مین مصروف ہوئی تب تو
بسبب رحمت کے آگئی تھی صبح تک مین دور ہو گئی لیکن تپ فراق کا اس کے پاس کیا علاج
تھا سوا اسکے کہ ملکہ کو سمجھاتی تھی رسوائی کے پہلو سمجھا سمجھا کر ڈراتی تھی مگر اس سے کیا ہوتا ہے
یہہ جن سر سے نہین اوترتا ہے جو ذہن مین آگئی وہ آگئی بقول شاعر

شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری / اون فریب آمیز لفظون نے یہہ کیا سمجھا دیا

بلکہ سمجھانے کا اور اولٹا اثر ہوتا ہے بیقراری ترقی کرتی ہے

شعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق / مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

اسیطرح آٹھہ روز گزرے ہر روز ملکہ کا اضطراب یاس کے ساتھہ ترقی کرتا جاتا تھا ناامیدی
کے ہجوم نے چار طرف سے گھیر لیا تھا تمنائین حسرت بنکر آنکھون سے نکلی
جاتی ہین آخر کار روتے روتے آنسو بھی خشک ہو گئے توانائی لاغری سے بدل گئی چہرہ زرد
دل مین درد لب پر آہ سرد نہ کھانا کھایا جاتا ہے نہ پانی پیا جاتا ہے

شعر

ممنون جدائی بہت سے ہوئے ہم کھانے پینے سے گئے / کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھٹا دانہ چھوٹا

ہان اگر غذا ہے تو لخت دل اور دوا ہے تو خون جگر مسیحا ہے تو قضا جس کے سوا کوئی اس
درد کو دور نہین کر سکتا صرف پوست و استخوان باقی رہگئے آج وزیرزادی نے قصد کر لیا
ہے کہ کل انکے والدین سے ضرور اطلاع کر دینا چاہئے اب انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہے
ہرچند کہ اسوقت بھی ضرور پوچھا جائیگا کہ پہلے ملکہ کے حال سے فوراً کیون نہ اطلاع کی اگر
یہہ کہتی ہون کہ ملکہ نے منع کیا تھا تو ملکہ سے پوچھا جائیگا وہ کیا جواب دیگی اور پھر یہہ بھی
کہا جائیگا کہ ہمارے ہوتے تو نے ملکہ کے کہنے پر کیون عمل کیا پہلے سے اطلاع کر دی ہوتی
تاہم اوسوقت سے بہتر ہے جو خدانخواستہ آنے والا ہے ملکہ کی اب یہہ نوبت ہے کہ بار بار
نگاہین پھیر پھیر کر جانب در دیکھتی ہین گردن ضعف کے بار سے تکیہ سے نہین اوٹھتی مانند پیکر
تصویر کے بستر پر بیحس پڑی ہے یہہ شعر ورد زبان ہے

شعر

حسرت تو نکالا اپنے تم کہان جاتے ہین ہم / تم نہ آئے خیر اب جاتے ہین ہم

کبھی یہہ شعر زبان پر لاتی ہے

شعر

نہ قاصد ہی نہ صبا نے نہ مرغ نامہ بر نے / کسی نے بیکسی مانی برد خبر سے

ملکہ کی یہہ حالت اب دیکھی نہین جاتی ہے جو انیسین جلیسین پاس بیٹھی ہین جسوقت کچھہ
سمجھاتی ہین تو ملکہ یہہ شعر پڑھ دیتی ہے

شعر

کوئی اوسے نہین کہتا ترس کھاؤ / جسے دیکھو مجھے سمجھا رہا ہے

اب طناز کی بھی یہہ حالت ہے کہ جب دل اُس کا بھر آتا ہے تو کنارہ جا کر کسی گوشہ مین روتی
ہے کبھی ملکہ کے واسطے دعا کرتی ہے آنسو پونچھ ڈالتی ہے ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ بار بار چلی جاتی ہے

کہا اے طنازہ سچ ہے کہ مردہ سے کسیکو الفت نہین رہتی ہے اچھا ہے بیوسے بہ مجھسے دور رہو
خدا نکرے کہ کسی پر مجھ نامراد کا پرچھانوان پڑے اور کوئی ناشاد و نامراد اسطرح دنیا سے جائے شعر

یہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے	چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے

طنازہ قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور عرض کی کہ اے شاہزادی خدا آپکو سلامت
رکھے ہم پر ہمیشہ نہین کرتے ہین اور آپ اسقدر کیون ہراسان ہین ایسی حالت آپکی نہین ہے
جو لائق تردد ہو اگر ہم یہان سے اوٹھتے ہین تو کسی کام ہی کاج کو جاتے ہین یہہ کہکر سات بار
گرد پھری اور تصدق ہوئی ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر نہ مانا جب تسکین دین تو ملکہ سے لپٹکر
رونے لگی یہی حالت دیر تک رہی اس کے بعد ملکہ نے طنازہ سے کہا کہ اب اسکا موقع
نہین ہے کہ تمکو سمجھاؤن مین خوب سمجھ چکی ہون کہ ایسے بیمار بچ نہین سکتے ہین کوئی غمگساری
و چارہ سازی کام نہ دیگی اے طنازہ وقت کو غنیمت جان جو مجھسے مانگنا ہو مانگ لے اور
کچھ وصیتین میری سن رکھ طنازہ نے جو کلمہ وصیت سنا دل اولٹنے لگا چیخین مار مار کر
رونے لگی کہ اوس دنکو سنتا کہ آپ مجھسے وصیت کرین اور مین اس ارادہ سے سنون
کہ اگر وقت آیا تو بجا لاؤنگی خدا اوس وقت کے لئے مجھکو زندہ نہ رکھے ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر
تو سن نہین سکتی ہے تو کاغذ و قلم دوات لا کہ مین کچھ لکھکر دیدون اوسے اپنے پاس
رہنے دینا اور جب اوس بیوفا سے ملاقات ہو تو دیدینا طنازہ نے خواص سے اشارہ
کیا اوس نے قلم دوات کاغذ لا کر رکھدیا اور ملکہ نے قصد کیا کہ اوٹھکر بیٹھون لیکن
طاقت نے جواب دیا ضعف نے دبا دیا اوٹھ نہ سکی لیٹے لیٹے لکھنا چاہا یہہ بھی ممکن نہوا کہا
افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حسرت بعد مرگ بھی نکلنا منظور فلک نہین ہے یہہ زمانہ
غدار کبھی نہین چاہتا کہ کوئی پیغام زبانی ہی اوس یار جانی تک پہونچے کہ ہمتو مسافر راہ عدم
ہوتے ہین اور اوسکو خبر نہین اپنی مجبوری و بیکسی پر رونے لگی اور غش آگیا دانت بیٹھ
گئے طنازہ نے بازو باندھا پنکھے سے ہوا دینے لگی دل دہڑکنے لگا کہ دیکھئے خدا کیا دکھاتا
ہے کہ ایکمرتبہ آواز سم مرکب کانون مین آئی طنازہ کے کان کھڑے ہوئے کہ یہہ کیا معاملہ
ہے کہین سکندر تو نہین آتا ہو یہہ تصور کرکے کسیسے کچھ نہ کہا اور وہان سے اوٹھکر دروازہ
باغ پر آئی دیکھا کہ سکندر گھوڑے سے اوتر کر باغ مین جانیکا قصد کیا ہے کہ
ملکہ نے ہاتھ کے اشارہ سے منع کیا سکندر ٹھٹکا کہ کیون کیا ہے طنازہ نے کہا چلو مین
علیحدہ کسی گوشہ مین چھپائے دیتی ہون وہان ملکہ کے والد بامید عیادت کے لئے آئے
ہین ملکہ کی طبیعت ناساز ہو گئی ہے یہہ سنتا تھا کہ سکندر کا دل ٹوٹ گیا حواس جاتے
رہے کہ یہہ کیا غضب ہوا اوس نازک اندام سے غم فراق کی برداشت نہو سکی
ساتھ ہی یہہ خیال آیا کہ اعلحضرت شاہ کو تو ابھی مین محل شاہی مین چھوڑ آیا ہون سرپٹ
گھوڑا اڑاتا ہوا آیا ہون بہلا وہ مجھسے جلد یہان کیونکر آسکتا تھا پس تازیانہ پر ہاتھ ڈالا
اور کہا کہ تو شرارت سے اپنی باز نہین آتی ہے مجھے فقرہ دیتی ہے ابھی تو مین بادشاہ
کو محل مین چھوڑ کر آتا ہون اتنے جلد یہان بادشاہ کیونکر آسکتا ہے بس ٹہا میرے سامنے
سے ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ اتنے کوڑے مارتا کہ کہال کھینچ کر پھینک دیتا طنازہ ڈر گئی کہا

اے شہریار ملکہ کا آپکے غم مین برا حال ہے اور اوسکو غش آگیا ہے اگر غش سے آنکھین
کھولکر صورت آپکی دیکھ لے گی تو شادی مرگ ہو جائیگی اسی سے مین روکتی تھی آگے آپکو
اختیار ہے سکندر نے کہا تو صاف کیون نہ کہدیا ہم کیا ملکہ کے دشمن تھے یہ کہکر داخل
ہوے انیسون جلیسون نے جو آتے ہوے دیکھا قصد کیا کہ خوشی مین ملکہ سے کہدین
سکندر نے اشارہ سے منع کیا اور قریب پہونچکر سرہانے کھڑا ہو رہا ملکہ کی حالت دیکھکر
دل پھٹنے لگا بے اختیار جی چاہا کہ خنجر مار لون لیکن ضبط و تحمل سے کام لیا کہ اسکا اثر
ملکہ پر پڑیگا اوسوقت طناز نے کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا اور کہا
کہ ابھی آدمی سکندر کا آیا تھا وہ کہہ گیا کہ شاہزادہ آج ضرور آئیگا ملکہ نے کہا کہ کیون
مجھے بہلاتی ہو بھلا اونکے آدمی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی آنے والا ہوتا آجاتا مین خوب
جانتی ہون کہ وہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرینگے اونکے مزاج مین احتیاط بہت ہے
اب طناز نے اک رومال جو سکندر کے ہاتھ سے لے لیا تھا ملکہ کو دیا اور کہا کہ اسے
پہچانو ملکہ کو یاد آگیا کہ یہ وہی رومال ہے جو سکندر کے ہاتھ مین تھا [illegible] اوٹھ بیٹھی
سکندر بلندی سے پاٹے کی آڑ مین ہو رہا ملکہ نے کہا اے طناز تو بڑی شوخ ہے
بھلا یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے رومال اونکا چرا لیا اگر اونکو خیال آئیگا تو کیا کہین گے
یہی کہینگے کہ ملکہ کے ملازمین عورتین نہایت خبیث ہین شاید ملکہ کے یہان سے
اونکو اتنا نہین ملتا ہے کہ جسپر اکتفا کرین مگر وہ رومال سینے سے لگایا آنکھون پر رکھا
سونگھنے لگی جب کچھ تسکین ہوئی تو طناز نے اک کمان سامنے رکھی کہ یہ کمان کسکی
ہے ملکہ نے کہا کہ تو کسیکی کمان اوٹھا لائی ہوگی اس لئے کہ ملکہ سے کہون کی یہ سکندر
کی کمان ہے جس مین وہ خوش ہوا ہے مین نہ مانونگی طناز نے کہا کہ اپنا ہاتھ تو دیکھو
اب جو ملکہ ماہ سیما نے دیکھا تو اک انگشتری ہاتھ مین ہے جو سکندر بروز ملاقات
پہنے ہوئے تھے اتنی ملکہ کو تحیر ہوا کہ یہ انگوٹھی اسکے پاس کہان سے آئی ہوگی ملکہ سے طناز
نے کہا کہ وہ ایسی ایسی نشانیان اپنی چھوڑ گئے ہین پہر بھی مبتلا ہوتی جاتی ہو ان سے
دلکو بہلاؤ ملکہ نے کہا اے طناز یہ وقت اس قابل نہین ہے کہ تو مجھے اولجھن مین ڈال
صاف صاف بیان کر طناز نے کہا کہ صاف صاف تو یہ ہے کہ جو تمہین کسیکا کہنا
نہ مانیگا انجام مین پچھتائیگا تم تو بیہوش پڑی تھین وہ تشریف لائے تھے کچھ دیر بیٹھے
جب تم کسیطرح ہوشیار نہوئین اونکا دل گھبرایا اوٹھکر جانے لگے یہ کہو ہملوگون نے
روکا کہ خدا خدا کرکے تو آئے ہو اور پھر چلے ہو اونھون نے کہا کہ مین تھوڑی
دور جاؤنگا اور ابھی ابھی واپس آؤنگا ہملوگون نے کہا کہ یہان کسطرح یقین ہو انہون
[illegible] دیکھا [illegible] ملکہ کو تعجب ہوا اولجھن ہے کبھی [illegible] خبر
[illegible] طناز نے کہا کہ کس سوچ مین بیٹھی ہو
[illegible] سامان ضیافت کا حکم دو قصر کے
[illegible] لگا دیکھا
[illegible] طناز نے اوٹھکر

چبوترہ پر کرسیان بچھوائین ایک طرف مسہری بھی لگا دی گئی اور سکندر کو ایک
درخت شمشاد کے پیچھے چھپا دیا اور ملکہ کو لا کر کرسی پر بٹھایا اب اتنی ہی امید
دلانے سے ملکہ کے چہرہ پر اگلی سی رونق آ گئی طناز نے ایک پری زاد سے
اشارہ کیا مرکب شاہزادہ سکندر کا کھلا ہوا سامنے سے گذرا ملکہ کی
نظر جو اوس گھوڑے پر پڑی کرسی سے اوٹھ کر کھڑی ہوئی اور طناز سے کہا
کہ تو نے کہین چھپا دیا ہے مین خود اوسکو ڈھونڈھ لونگی یہہ کہکر چلی تھی کہ لڑکھڑا کر
گرنے لگی طناز نے سنبھال لیا اور مسہری پر بٹھا دیا یہہ دیکھ سکندر کو
تاب نہ رہی دوڑ کر ملکہ سے لپٹ گیا اور ملکہ سکندر سے لپٹی مگر ہاتھ پاؤن
سنسنانے لگے اور قریب تھا کہ بسبب خوشی کے روح جسم سے پرواز
کر جائے اگر طناز اپنی حکمت عملی سے رفتہ رفتہ غم کو کم نہ کر دیتی تو ملکہ شادیٔ مرگ
ہو جاتی بڑی دیر تک دونوں روتے رہے یہانتک کہ ہچکیان بندھ گئین آخرکار طناز نے
باتون مین لگایا دھیان بٹایا اب ملکہ نے سکندر سے کہا کہ تمکو تو چھوٹتے
ہی گال کا [illegible] ہی بسم اللہ غلط کی آئندہ کیا امید رکھا ہے اسوقت تو اسی شہر مین
موجود تھے اور ستم آرا رونق تک خبر نہ لی جب کہین چلے جاؤ گے تو یقین آ گیا
کہ برسون مین بھی خیال نہو گا کہ ہمکو کسی [illegible] مدہ کر آئے ہین یا ہماری محبت مین
کوئی پریشان ہو گا مگر اب مین سمجھ گئی جانے دیتی ہون اگر اوٹھنے کا قصد کروگے
پھر اچھا ہون گی جان دیدون گی شاہزادہ نے کہا اسکے معاملہ مین مجبور ہو گیا تم سے
مجبور ہو گیا سمجھے تو اپنی ہی لیکن میری بھی [illegible] کہ تمہارے باپ مجھکو اسقدر
شکار پر لے گئے اور آٹھ روز تک شکار سے واپس آئے مجھے قسم لے لو جو بادشاہ
سے رخصت ہونے کے بعد ایک ساعت بھی کسی مقام پر قیام کیا ہو خیر
اگر ٹھرا ملکہ نے کہا خیر گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط بس اب اسی باغ
مین رہو اگر جاؤ گے پھر کوئی حیلہ نکل آئے گا آپ پھر نہ آئینگے ہم انتظار مین
مرین گے ایسے دہرکے ہین کہان تک اوٹھاؤن کی کسیدن جان پر بنا کہا بنے گی
مصرع ہماری جان گئی آپکی ادا ٹھیری ہاتھ ملو ملکے دل مین افسوس کرو گے
پھر کسی اور سے دل بہلاؤ گے کبھی ہمارا خیال بھی نہ آئے گا ملکہ نے ایسی باتین
جو کہین سکندر کا دل بھر آیا کہا اے ملکہ اب مین خود یہان سے نہ جاؤنگا چاہے
بادشاہ سے بگڑ سکا یا [illegible] زیادہ [illegible] شفقت اٹھا
لاؤن گا تو مین خوب دیکھ بھال چکا ہون کہ تنہا رہنے کا یہان کوئی [illegible]
اتنا نہین نظر آتا جو مجھسے مقابلہ کر سکے اور اگر مجھے تو [illegible] سالار [illegible] وغیرہ
کچھ لائیگا جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا اگر کوئی پوچھے گا
کہ فلان شخص نے ایسا کیا تو اوس کا دہا [illegible] اگر مجھے [illegible] کہتا ہوگا
تو خود ہی سمجھ لے گا کہ بغیر [illegible] رضا مندی کے کوئی امر نہین ہو سکتا ملکہ کو جو
سنکر اک عجب تو ہوئی لیکن ساتھ ہی یہہ بھی خطرہ پیدا ہوا کیا کرا اب [illegible]

ضرور ہوگا اور بہت جلد ہوگا ہرچند کہ یہہ سب کچھہ کہتے ہین کہ مثل مشہور
ہے ایک سے دو اور دو کی دو آتین سورمان سینا بھالڑ نہین چھوڑتا
ہے اوسکا ملک ہے لشکر اوس کے پاس ہے یہہ اکیلے کس کس سے
لڑین گے کس کس کا مقابلہ کرین گے انجام مین دشمن گرفتار ہو جائین گے
یا قتل ہون گے افسوس کہ میری وجہہ سے اس کی جان جائے گی ہائے تقدیر
نے کس مصیبت مین پہنسا دیا کیا میری شامت تھی کہ مین یہان اوس روز
شکار کو گئی تھی جو اس ظالم کا سامنا ہوا بیٹھے بٹھائے الم و غم مول
لیا اس سے تو پھر وہی بہتر تھا کہ جس طور سے اس نے آنے کو کہا تھا
دیر آید درست آید اوس صورت مین شاید کوئی پہلوان آفتون سے
بچاؤ کا نکل آتا ایک تو راز بھی دیر مین افشا ہوتا جب تک شاید کوئی
تدبیر بھی بن آتی موقع پا کر اس کے ساتھہ نکل بھی چلتی یا اگر خدانخواستہ
کچھہ نہ بن پڑتی تو بھی کچھہ دنون دل کے حوصلے تو نکل جاتے یہہ تو ہوگا
کذراست چھانس کر اڑی اور و ہمور وسلے کا سامنا ہوا ایسی ایسی باتین
سوچکر سکندر سے کہا کہ اے شہریار عالی مقدار مین ہرگز نہین چاہتی
کہ میری وجہہ سے حضور رسانے دشمنون کو گزند پہونچے پر اے مہربانی اس ارادہ
سے باز رہئے مجھے چھوڑ دیجئے کہ جہیلون گی یہہ تھوڑی سی مفارقت کلفت
کی جدائی سے بہتر ہے ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور آپ سے دشمن
میری وجہہ سے کسی بلا مین مبتلا ہو جائین آپ نہین جانتے کہ باپ اوس
شخص کا دو لاکھہ سوار کے فوج جرار کا مالک ہے اسوقت اوس کے یہان
توحید سربلند سا سردار موجود ہے یقین ہے کہ آپنے دیکھا ہوگا بھلا اوسکا
کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجھکو لیکر یہان سے کسی طرف نکل
چلئے یہہ سنکر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے ملکہ وہ توحید سربلند کیا
چیز ہے قسم ہے اوس خدائے عزوجل کی کہ جس نے میرے جدامجد کو دور
تھا حقیر اونی غلط کیا اگر توحید ایسے دو لکھہ مجھسے مقابلہ کرین تو مجھکو ہراس نہین ہے
خدا نے چاہا تو تمہارے سامنے اوسے باندھ لاؤنگا اور دو لاکھہ فوج ہے تو
کیا کرتے کی مین پہلے ہی سردارون کو چن چن کر پکڑ لون گا اور عورت کو
لیکر بھاگنا پہلوانون کا شیوہ نہین ہے اور اسے تو تم جانتی ہو یا مین جانتا
ہون یا خدا جانتا ہے جیسی محبت میرے تمہارے ہے لیکن ابتدائے زمانہ مثل
اپنے وہ سرو نکو بھی خیال کرتے ہین مین دو باتون کا منتظر ہون ایک تو یہہ کہ
باپ تمہارا ایزدان پرست تو ضرور ہے احدیت پروردگار کا اقرار کرتا ہے
لیکن رسالت محمدی کا قائل نہین ہے بس یا تو وہ پورا کلمہ پڑھے اور مسلمان
ہو اور برضا و رغبت عقد میرا تمہارے ساتھہ منظور کرے یا دین اسلام سے
انکار کرے تا کہ قتل ہو دوسرے یہہ کہ کوئی بزرگ میرا موجود ہو بغیر اسکے مین

شادی تمہارے ساتھ نہین کرسکتا اور بغیر عقد و نکاح میرے تمہارے درمیان بناہ کا کوئی اور امر نہین ہو سکتا

شعر

وصل کا شوق نہین مجہسے دلا خوش ہے		یا الٰہی راز محبت کو عجب مشکل ہے	

بس اسے ملکہ اسوقت کی باتون کو خوب کان دہر کے سن رکہو کہ جو میرے منہ سے نکل جائے گا جب تک جسم پر سر ہے اوس قول سے نہ پہرونگا اور اپنے جادہ سے نہ ہٹونگا بس اب مجہے سمجہانا فضول ہے اور جبر و اکراہ کوئی امر مجہسے نہ کہنا اور نہ تمکو ملال ہوگا کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہونگا قول مردان جان دارد اب مجہے یہہ دیکہنا ہے کہ افسکی سپاہ کیسی ہے اور پہلوان کیسے کیسے جمع کئے ہین جب ملکہ نے دیکہا کہ یہہ کسیطرح ماننے والے نہین ہین عاجز آکر خاموش ہو رہی لیکن نہایت افسوس ہوا ساکت ہو گئی طناز نے سمجہایا کہ پہلے انجام نہ سوچے اب فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے بس اب اوسی خدا پر شاکر رہو جو بگڑے کامون کو بنا دیتا ہے سوچنے اور رنج کرنے سے کوئی فائدہ نہو گا جو منظور خدا ہو گا وہ ہو گا ان دو چار کون مین جو تہوڑا وقت خوشی کا ملا ہے اسے بہی لنوائی ہو آخر تو جو ہو گا وہ ہو گا اپنا عیش و عشرت و آرام کو کیون کہو دیتے ہو حوصلے نکالو بقول شاعر

شعر

اب تو آرام سے گذرتی ہے		عاقبت کی خبر خدا جانے	

جو دکہہ اوٹہاتا ہے او سکو راحت بہی ملتی ہے اور جو آرام پاتا ہے وہی تکلیف اور رنج و الم و غم و غصہ بہی اوٹہاتا ہے ہو جیسا

شعر

وصل ہو گا تو ہجر بہی ہو گا		کہین کرتے فغان کہون تجہسے لگا سے ہین	

یہہ تو ایک ملانے کے بعد زمان قیامت کی ہزاران اور ایسی باتین کہین کہ ملکہ اور سکندر دونون کو خیال ہوا کہ سچ کہتی ہے غرضکہ اوسیوقت دسترخوان بچہا سکندر و ملکہ نے کہانا ساتہہ کہایا دو ایک جام شراب کے بیئے اب گانیکو فرمایا گانیوالے اوستادون نے ساز ملائے اول سیار آیا دوگانین جنپیر بسکت تہے انعام ملکہ اور سکندر رستم خو نے دیا طبلہ ایک خواص تہی سنکے ملکہ نے تالیف قلب کے واسطے اپنی حیثیت کے موافق انعام دیا اسکے بعد اور عاشقانہ چیزین گانا شروع کین غزل

غزل

یاری تجہسے کیا کی پیدا اہراک سے یارانہ چہوٹا
اچہا سب چہٹے احباب چہوٹے سر اپنا بیگانہ چہوٹا
غمنوش جدائی جب ہوئی غم کہاگئے ہونگی خون پیتے جیئے
کہاتا کیسا پینا کیسا پانی چہوٹا دانا چہوٹا
کس مست سے ساقی آنکہ لڑی جب سے یہ کیفیت پیدا ہوئی
اس ہاتہہ سے بوتل چہوٹ پڑی اوس ہاتہہ سے پیمانہ چہوٹا
مشرب نہ ہمارا زاہدی تہا نہ مذہب باوہ پرستی تہا

جب سے کہ چھوٹا اک متوالا اوسدن سے پیمانہ چھوٹا

بیڑی جو تری منت کی پڑی پہونچا اثر اسکا اوسکا بھی
وہ قید جنون اوس نے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا

کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی اور تھی محویت طاری
اُس کو کہتے ہین یاد نہین کچھ بھی کسجا سے وہ افسانہ چھوٹا

اک جلوہ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا اوسکا لیلی
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا

تھا سوز جدائی تو جتنا تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
کیون آگ مین اپنے جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا

اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا الفت مین جو ارمان [illegible] ہوا
اک بت سے بڑا کچھ ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

یہہ غزل اس رنگ سے اک نازنین نے گائی کہ اسکندر رستم خو اور ملکہ ماہ سیما کا تو کیا ذکر ہے اسکی اشہین و جلسہ مین جسقدر آدمی تھین سب بے اختیار ہوگئین بے اختیار منہ سے واہ اور دل سے آہ نکل گئی انہون سے گفتگو جاری ہو گئے اور ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو کی تو ہچکیان بندہ گئین بعد کچھ دیر کے مصلحتاً یہہ جلسہ برخاست کر دیا طناز اس وقت مین نہایت ہوشیاری سے کام لے رہی ہے ورنہ خدا جانے ان دونون کی کیا حالت ہوتی اب یہان تو دن عید اور رات شب برات ہے ایک دوسرے کے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہے نہ غم دنیا ہے نہ فکر عقبا انتہا یہہ ہے کہ ملکہ ماہ پارہ کا خیال بھی کم ہوگیا ہے لیکن جفا سے طرح دوار سے وہی سامان کر رکھے ہین کہ جنکا خوف دونو کو تھا یعنے جس روز بادشاہ شکار سے واپس آیا تھا محل مین جاکر آرام کیا دوسرے روز چوبدار کو بھیجا کہ صفدر شیردل کو بلا لاسکے چوبدار نے جاکر بہت جلدی کہ وہ نہین ہین بلکہ ملازمین یہہ بیان کرتے ہین کہ جب سے ہمراہ حضور کے شکار پر گئے تھے یہان واپس ہی نہین آئے یہہ سنکر بادشاہ کو تردد ہوا کہ نہ معلوم یہہ کہان چلے گئے شاید فقیر کے پاس نہ گئے ہون لوگ برائے دریافت حال شاہ قلندر کو [illegible] کے پاس بھی گئے تو انہون نے بھی کہلوا بھیجا کہ وہ جسدن سے یہان سے تشریف لے گئے پھر نہین آئے اب بادشاہ کو یہہ خیال گذرا کہ وہ گلستان ارم جانیوالے تھے کہین نہ چلے گئے ہون لیکن یہہ کیا حرکت کی کہ نہ اطلاع کی نہ ملے سچ ہے کہ آزاد مزاج نہایت بیمروت اور کج خلق ہوتے ہین انکی دوستی بندر کی آشنائی ہے ہر طرف تلاش کرکے خاموش رہا اب کوئی تلاش بھی نہین کرتا خیال بھی جاتا رہا ایک روز اتفاق شکار شاہ ویس ملک احضران پریزاد واسطے شکار کے گیا ہر طرف تلاش کی لیکن صید نہ ہاتھ آیا تھکا کر اک درخت کے نیچے زمین پوش بچھا کر بیٹھ رہا اور مصاحبین تو چھوٹ گئے ہین لیکن توسید سر بلند اسکے ہمراہ ہین یکایک تشنگی نے غلبہ کیا اور ہر چہار طرف دیکھا کوئی چشمہ و چاہ نظر نہ آیا خیال مین گذرا کہ یہان سے باغ ملکہ ماہ سیما کا قریب ہے وہان چلکر

بہن پر اپنی بڑی تہمت رکھتے ہو جو کسی غیر کے واسطے بھی زیبا نہیں یہہ سنا تھا کہ نگار شاہ نے
دیوار پر سے کود کر دروازہ باغ کا کھولدیا اور لقوچہر سر بلند کو بھی اندر باغ کے بلا لیا
اور کہا کہ جب یہہ نوبت پہونچی کہ اک غیر شخص کے ہاتھ اس نے اپنی آبرو دی تو پھر کوئی
غیر ہو تجھسے کیا پردہ اور اب یہہ گیسو بریدہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بھی بچ کر جا سکتی کہ یار
کے ساتھ عیش کرے میں بغیر ان دونو نکو مارے نہ رہونگا اور صفدر شیر دل کو آواز
دی کہ تجھسے باتیں بناتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے پاک محبت ہے اور تیرا لحاظ کرتا ہوں اگر میرا
لحاظ کرتا تو کیا کوئی اور یہہ بڑا دکھ تجھے نہیں ملتی تھی کہ میری بہن کو تو نے آوارہ کیا اور پاک
محبت اسیکا نام ہے کہ تلے میں ہاتھ ڈالے پھر رہا تھا آٹھ دس روز سے تو غائب تھا کہاں
کہاں تیری تلاش نہیں ہوئی لیکن کہیں پتا نہ لگا او چور تو یہاں چھپا بیٹھا تھا اور اب تک
پاک محبت کا دعوی ہے لیکن یہہ ممکن ہے کہ آگ یاور بارود ایک جگہ رہیں اور فساد نہ برپا ہو
یہہ کہتا ہوا صفدر شیر دل کیطرف چلا صفدر شیر دل نے جو اسکو بارادہ فساد اپنی طرف آتے
دیکھا ملکہ کو تو ہاتھ سے ہٹا دیا اور خود آگے بڑھکر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے ذلت تیری
تقدیر میں ہے اگر یہ سچ ہے تو تیری بہن کیوں بد ہو گئی او بے نرد گا نگار شاہ نے
کہا دیکھو تجھے شکل لڑکی تلوار سے بھی شہزادوں یہہ کہکر قریب پہونچتے ہی تلوار ماری صفدر
شیر دل نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ نگار شاہ اوندھے منہ آرہا سب چیں بہ
ہاتھ سے کمر تر خنجر کا بند پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے یہہ دیکھتے
ہی کیا لقوچہر سر بلند کھسیٹ پڑا اور کہا اے صفدر شیر دل یہہ شاہزادہ ہے ہو تیرے کا
پالا ہوا یہہ لڑائی بھڑائی کو کیا جانے بس اسکو چھوڑ دے اور مجھسے سامنا کر ہر چند کہ میں
چاہتا تھا میرے تیرے مقابلہ ہو اس لئے کہ تو بھی اک مرد بہادر ہے اپنے جثہ سے زیادہ
جرات و ہمت رکھتا ہے اور مجھے تیرے ساتھ اک قسم کی محبت ہو گئی تھی مگر تو نے تو غضب
کیا کہ ایسے نالائق حرکت کی کہ کوئی نگہ پاک ستھری نفرت کی لڑکی کو خراب کیا بس ہوشیار
ہو جا کہ تو لائق سزا ضرور ہے اب تجھے باندھکر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا ایک وقت
وہ تھا کہ میرے ہی پر بدولت تجھے بادشاہ نے کس عزت سے کہ خاص وزیر اعظم تجھے
پیشوائی کرکے لایا آج ویسی ہی ذلت سے جائیگا یہہ سنکر قریب آیا صفدر شیر دل نے کلائی
نگار شاہ کی مروڑ کر تلوار تو چھین لی اور نگار شاہ کو چھوڑ دیا سبب یہہ تھا کہ تلوار بھی صفدر
شیر دل کے پاس نہ تھی اس لئے کہ سیر چمن کے وقت اسلحہ جنگ کا کیا کام ہے سکا وہم
بھی نہ تھا کہ ہوگا ایسا اک خار کا ڈر پیدا کر دیگا ایک ایک گل خار کہا نگار شاہ
تو چھوٹتے ہی علیحدہ کھڑا ہو رہا اور لقوچہر سر بلند نے آواز دی کہ وار کر صفدر شیر دل نے
جواب دیا کہ میں جانتا ہوں مسلمان ہوں اور اہل اسلام پیش دستی نہیں کرتے ہیں اگر
حافظ حقیقی تیرے ضرب سے بچائیگا تو پھر دیکھا جائیگا لقوچہر نے کہا معلوم ہوا کہ اجل
تیری دامنگیر ہے لے اسے یہہ کہکر نیزہ مارا اسکندر رستم تو نے نیزہ اسکا تلوار سے
مانند خیار کے قلم کیا لقوچہر نے کہا تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ماری صفدر
شیر دل نے وار تیغہ آبدار کا پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا اسنے سپر پر روکا اسیطرح کئی

کس کس کو قتل کریگا اور بادشاہ تلف ہو چکیگا کسطرح سلطنت رہیگی تم نے کہا کہ اگر تمکو اپنی جان عزیز
ہے تو یہاں سے نکلے جاؤ میں سمجھ لونگا جسکا جو ہوتا ہے وہی خیر ہے اور ہوتا ہے تمکو سمجھے
بزدل ہوتا ہے دیتے ہو توحید نے دیکھا کہ تیور بگڑ رہے ہیں اب کچھ کہونگا تو آئی میرے
ہی سر ہو جائیگی خاموش ہو رہا اور عرض کی کہ مجھے اپنی جان عزیز نہیں ہے جیسا آپکے
مزاج مبارک میں آئے وہ کیجئے جو خدمت مجھسے ہو سکیگی میں بھی بجا لاؤنگا یہہ کہکر خاموش ہو رہا
ملکہ نے شکر خدا کیا اور سکندر کو ساتھ لئے ہوئے قصر میں آئی طناز نے کہا کہ اسے
یہہ کہو کہ لی خوشی کا محل نہیں ہے دیکھنا تھوڑی دیر میں کیا قیامت برپا ہوتی ہے
بھائی تمہارا باپ سامنے جسوقت یہاں کا واقعہ بیان کریگا اوسوقت اوسکی
کیا حالت ہوگی مع فوج آکر محاصرہ کر لیگا اوسوقت یہہ اسکا کیا کرینگے بس معلوم ہو گیا
کہ تقدیر میں اسی دونوں کی راحت تھی اب زمانہ خلاف آگیا خدا ہی اس بلا سے
بچائے تھا دے مرد اسکا تمہارا ایسا جھکی ہے کہ جو ذہن میں آجاتی ہے وہی کرتا ہے
کیسی کسی کی سنتا ہے توحید سربلند نے اچھی صلاح دی تھی کہ ملکہ کو لیکر نکل جائے اوسکا
جواب سنا کہ کیا دیا انتہا کی جہالت مزاج میں ہے ملکہ نے کہا جس خدا نے
ایسا فتح یاب کیا وہی ظفر دینے والا ہے دل تو میرا بھی دھڑک رہا ہے اب یہہ
لوگ تو یہاں اس انتشار میں بیٹھے ہیں اور وہاں لنگار شاہ کی سنئے کہ اوسی
طور سے گرد میں آلودہ لباس پارہ پارہ بحال خراب چلے تو اپنے لشکر میں
پہنچا لوگوں نے حیرت سے پوچھا کہ یہہ حالت آپکی کیونکر ہوئی بیان کیجئے کہ
[illegible] خاک میں توپ دیں لنگار شاہ نے کچھ بیان نہیں کیا اور سیدھا
ملکہ [illegible] شہزادے کے پاس آیا اختصار شاہ یہہ حالت دیکھتے ہی پریشان
ہوا اور پوچھا کیا حالت ہے بیان کر لنگار شاہ نے کہا کیا عرض کروں کہ یہ مشکل ورنہ تم
شکل [illegible] نہایت خراب لنگی صفدر شیر دل اسکے باعث ہے اوسی نے میری یہہ
حالت بنائی ہے یہہ سنتا تھا کہ بادشاہ کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی اسیوقت
حکم دیا کہ یہاں سے توحید سربلند کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور ایک لاکھ سوار
ہمراہ لیکر جائے اور صفدر شیر دل کا اوس کیسو بریدہ سمیت کاٹ لائے لنگار
شاہ نے عرض کی کہ [illegible] توحید میرے ہمراہ تھا اوسے بھی گھڑی بھر میں اوس
آدمزاد نے زیر کر لیا یہان تک تو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا لیکن اب نہیں معلوم
کہ وہ وہاں قید ہے یا قتل ہوا یہہ سنکر بادشاہ اپنے جامے سے باہر ہوا
اور کہا کہ مجھے دانت سے انگلی کا کہنا حرام ہے جب تک قتل کروں صفدر شیر دل کو
یہہ کہکر [illegible] فوج کو تیاری ہونے لگی گھڑی بھر نہ گذرا تھا کہ دو لاکھ سوار تیار
اور توحید سربلند کی جگہہ لنگار شاہ کو سالار لشکر کرکے آپ تخت پر سوار ہو کر
بارادہ محاصرہ باغ ملکہ ماہ سیما روانہ ہوا اوران توحید سربلند کو ملکہ نگہبانی کا خطاب عنایت
فرمایا اور کہا کہ اب کچھہ تدبیر کرو اسلئے کہ لشکر آتا ہوگا توحید سربلند نے عرض کی کہ جبتک میرے دم میں
دم ہے اسوقت تک شاہزادے پر آنچ نہ آنے دونگا بشرطیکہ آپ دونو صاحب اپنے مقام پر رہیں

اور علیحدہ ہوں اس لیے کہ میں جدا جدا کیونکر حفاظت کر سکتا ہوں اتنا ضرور ہے کہ فضل خدا سے
لشکر بادشاہ میں کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ سے مقابلہ کر سکے لیکن اے شاہزادے میں کہاں
تک قتل کرونگا یہ وقت مدد پروردگار کا ہے یہی باتیں تھیں کہ کڑکڑ کے گھوڑوں کے
سموں کی آواز پیدا ہوئی پس ملکہ ماہ سیما کا دل دھڑکنے لگا لیکن سکندر رستم خو جلدی
سے تلوار کھینچکر اوٹھ کھڑا ہوا اور توحید سر بلند سے کہا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرو میں لشکر کا مقابلہ
کرتا ہوں توحید نے عرض کی کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو لڑنے دوں اور خود نہ لڑوں
فرمایا کہ گھبراتے کیوں ہو تم کو بھی لڑنا پڑے گا اگر ہم تم دونوں لڑتے ہوں گے تو ملکہ کی حفاظت
نہ ہو سکے گی ایسا نہو کہ نگار شاہ اسکو قتل کرڈالے کیا میں وہ وقت بھول گیا جبکہ تلوار
کھینچکر وہ ملکہ کی طرف چلا تھا اور میں تجھ سے لڑ رہا تھا اب اگر وہ پورا موقع پاوے گا تو کیا زندہ
چھوڑ دے گا توحید سر بلند نے عرض کی کہ اچھا آپ ملکہ کی حفاظت فرمائیں میں لشکر سے مقابلہ
کروں فرمایا یہ کام تم سے انجام کو نہ پہونچے گا اس لیے کہ تم اتنے نہیں ہو کہ دولاکھ کی فوج
کے ریلے کو سنبھالو اور صفیں توڑتے ہوے اخضران شاہ تک پہونچکر بادشاہ کو قابو میں
کرو فوج کو کہاں تک قتل کروگے ایسی لڑائیاں یوہیں سر ہوئی ہیں کہ افسر کو قابو میں
کر لیا فوج خود ہتیار رکھدے گی اور اگر قتل کرے گی تو ہم پہلے ہی اوسکو مار ڈالیں گے
توحید سر بلند نے عرض کی کہ یہ جو صلے تو نہ ہم نے دیکھے نہ سنے حقیقت حال یہ ہے
کہ میں ایسا دعوی نہیں کر سکتا ہاں یہ دعوی ضرور ہے کہ لڑکر جان فدا کردونگا مرتے
مرتے قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہ چھوٹے گا قدم پیچھے نہ ہٹے گا غرضکہ ملکہ کو ایک حجرے میں
بٹھا لا الطناز اور جتنے انیس جلیس اوس کی تھیں سب اوسی حجرے میں گرد و پیش ملکہ کے
بیٹھی تھیں اور توحید سر بلند مرکب پر سوار ہو کر دروازہ حجرے کے ٹہلنے لگا کہ جب یہاں تک کوئی
آئیگا تو دیکھا جائیگا لیکن شاہزادہ رستم خو بھی مرکب پر سوار ہو کر دروازہ باغ کا رخ کیا ملکہ شہزادے
کے دامن سے لپٹ گئی رکاب پکڑ لی اور کہا کہ جو کچھ ہو تم بھی اسی حجرے کے دروازہ پر ہو اسلیے کہ جو کچھ
انجام ہو گا وہ پیش نگاہ ہوگا جس وقت تمہارے دشمنوں کو زخمی دیکھونگی اپنی بھی جان دیدونگی جام زہر
پی لونگی تاکہ مجھے کوئی زندہ نہ لیجا سکے دم آخر حسرت دیدار کی نکلی اے ستمگر آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے
سامنے + تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے + ملکہ نے اس طرح سے کلام کیے دل بھر آیا
مگر فرمایا کہ اے ملکہ ہراسان نہ ہو اوس خدا میں بڑی قدرت ہے تم [illegible] کے معاملات نہیں
جانتی ہو بس اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہاں رہنے میں شکست ہے اور باہر نکل کر لڑنے
میں فتح کی امید ہے اور میرے حال کے خبر تم کو ملتی رہے گی ہاں جس وقت میں اور
توحید سر بلند دونوں قتل ہو جائیں اوس وقت تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے
یہ کہکر روانہ ہوے توحید نے عرض کی اے شہریار فوج کو پھیل جانے دیجیے ابھی نہ
نکلیے ورنہ سامنے کی لڑائی میں بادشاہ تک پہونچنا دشوار ہو گا اور جب فوج باغ کو
گھیرے گی اور پھیل جائے گی تو بادشاہ تک پہونچنا آسان ہو گا شاہزادہ سکندر
رستم خو نے رائے توحید سر بلند کی پسند کی اور تھوڑی دیر منتظر رہے اودھر نگار
شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ چار طرف سے گھیر لو ایسا نہ ہو کہ نکل جائے سوار گھوڑے

اور تسلیم بجالا و اخضران شاہ نے کہا کہ یا محرم موجود ہے یعنی توحید سر بلند اور باپ ملکہ
کو بلاتے ہیں سکندر نے جواب دیا کہ جب ملکہ اسکو بہالی کہ چلین اور یہہ بہن کہہ چکا تو اب پردہ
کیا اور آپکے صاحبزادے سامنا کر لیجئے باغ مین آکر سامنے ملکہ کے خود مجھسے لڑانے
توحید کو لڑوایا وہ زیر ہوکر سامنے ملکہ کے مطیع ہوا یہہ خطا بھی اس کی ہے جب سامنا
ہو چکا تو ملکہ نے بہالی کیا اور اپنے بہن کیا اب یہہ فضول ہے وہی ملکہ ہے جسے کہ وہ
دیکھ چکا ہے یہ سنکر اخضران شاہ خاموش ہو رہا اور انکا شاہزادہ نے گردن نیچی کرلی لیکن
ملکہ بسبب حجاب کے سامنے نہ آئی تھی کہ باپ کو کیا منہ دکھاؤن جب ملک اخضران
شاہ خود بخود حجرے مین داخل ہوا اور دختر کا ہاتھ پکڑکر اوٹھایا تو ساتھ آئی اب یہہ سب
لوگ یعنے سکندر رستم خو ملکہ ماہ سیما ملک اخضران شاہ و انکا شاہزادہ توحید
بلند مطلا زرنگار ادھی جسوقت یہہ سب آکر قصر مین بیٹھے تو سکندر رستم خو نے
پھر ملک اخضران شاہ پر بیر اپسے کہا کہ ہر چند آپنے سراسر لاعلمی کی اور یقین
سمجھے ہوئے اپنی دختر نیک اختر پر تہمت رکھی اور مجھے بدنام کیا لیکن اسے بادشاہ
قریش تو آپ ہی کے خیال کے موافق تھا لیکن ہر شخص کو بدکار سمجھنا چاہیئے نہ ہمارے بزرگوں
میں کسی نے آجتک ایسا کیا نہ ہمارے شیوہ ہے ہم خداوند کریم نے دنیا مین سب طرح
کے لوگ پیدا کئے ہین کہ اون مین اچھے بھی ہین برے بھی ہین شکر شہر زن زن
نہ ہر مرد و ہر زن+ خدا نے پنج انگشت یکسان نکرد+ مین بھی قسم کہاتا ہون اوسی پروردگار عالم
کی کہ جسنے مجھے اور تیری دختر کو داغ معصیت سے بچایا ہے کہ اسوقت تک ہم دونون
ویسے ہی ہین کہ جیسے قبل شناسائی کے تھے ملک اخضران نے کہا کہ بیشک آپ ایسے ہین
ہین اور اب یہہ کنیز ہے اور تاج و تخت بھی حاضر ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم تاج بخش
ہین تاج گیر نہیں ہین آپکا تاج و تخت آپ ہی کو مبارک رہے اخضران شاہ نے
کہا کہ اس کنیز کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ مین ضرور شادی
اپنی ملکہ کے ساتھ کرونگا لیکن اوسوقت تک مجبور رہون جبتک کوئی بزرگ نہ ملے اس لیئے
کہ ہمارے خاندان مین آجتک ایسا کسی نے کیا نہین ہے کہ اپنی شادی آپ کرلی ہو
ملک اخضران مجبور ہوا اور وہان سے رخصت ہوکر شہر مین آیا ملکہ کی مان سے
سب واقعہ بیان کیا اوس نے کہا خوش نصیب تمہارے کہ تم کو ایسا داماد ملا لیکن
اسے بادشاہ یہہ مناسب نہیں ہے کہ اپنی شادی ہوئی نہین اور دونون یکجا رہتے ہین
اس مین بڑی رسوائی ہے اخضران شاہ نے کہا پھر بتا اسے کیا کرون وہ راضی نہین
ہوتا کہتا ہے کہ جسوقت تک کوئی ہمارا بزرگ نہ ہوگا ہم شادی نکرینگے ملکہ نے کہا اوسے میرے
پاس بلالو مین راضی کرلونگی اخضران شاہ نے ایک چوبدار سکندر رستم خو کے
پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تمہاری ساس تمہین دیکہنا چاہتی ہین جسوقت چوبدار نے
آکر سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے ملناز سے مشورت کی اوسنے کہا کہ جائیے
کیا مضائقہ ہے اسوقت سکندر سوار ہوکر روانہ ہوا جسوقت دروازے پر پہونچا اور حرم
ملکہ کو ہوئی اندر طلب کر لیا کہ اب تجھ سے کیا پردہ جب تم فرزند ہوئے تو پردہ

سہراقلیش کا چہرہ پر عجب حسن دیتا تھا دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرۂ آفتاب پر خطوط
شعاعی کے چلمن پڑی ہوئی ہے گھوڑا مثل عروس شب اول کے زیور سے آراستہ
نوشاہ خلعت پہنے ہوئے مرکب پر بیٹھا ہوا کیا شایستہ مرکب ہے بن ٹھن کے چل رہا ہے
اہل شہر کا ہجوم ہے کہ بادشاہ کے داماد کو دیکھنا چاہیئے کیسی صورت کا انسان ہے
کہ حسن پر پری زاد شیفتہ ہوئی ہے جو لوگ ان کو دیکھ چکے ہین وہ تو بیان کرتے ہین کہ انسان
نہین ہے بلکہ اوس کو ملک کہنا چاہیئے جنھون نے نہین دیکھا ہے اشتیاق مین دوڑے
چلے آتے ہین جو دیکھ لیتا ہی سکتے مین رہجاتا ہے کہ خداوند کریم نے پردۂ دنیا پر ابھی ایسے
ایسے حسین پیدا کر دیئے ہین کیونکہ شاہزادی اس پر فریفتہ ہو جاتی غرض کہ
سواری نوشاہ کے باغ مین پہونچے یہان سے مرد علیحدہ ہوئے خاص خاص لوگ
ساتھ ہین باقی عورتون کا ہجوم ہے کوئی بلا مین لیتی ہے اور کوئی نثار ہوتی ہے کوئی
پانی وار کر پیتی ہے چھپر کھٹ چلے جاتے ہین یہان تک کہ اسی صورت سے حجلہ
عروسی کے پاس پہونچے اور ملکہ کی مان نے کہا کہ بیٹا آنکھین بند کر لو کہ عروس تمکو دیکھ
لے موافق رسم زمانہ کے سکندر نے آنکھین بند کر لین لیکن آنکھون کا بند کرنا اوس وقت
نہایت شاق گزرا اور ہر طرف سے رونمائی دینا شروع کیا ملکہ پیر سمجھ ہو کہ آنکھ
کھول کر صورت شوہر کی اپنے دیکھ لو ملکہ ماہ پارہ جب سے نہلا کر بٹھائی گئی آنکھین بند
کیے بیٹھی ہے بس اس نے آنکھون کو نیم باز کر کے جو دیکھا تو قریب تھا کہ سبب خوشی کے
بیہوش ہو جائے اس لیے کہ آج تو سکندر رستم ثانی کے اوس ہی شان سے وہ شہزادہ
جوڑا پہنے نکلتا ہے جس کی شہرہ ہوا تھا کہ آنکھ بند کئے ہوئے رسم دنیا سے مجبوری تھی ہنوز آنکھ
ملکہ کی کھلی ہوئی تھی اور نظر چہرۂ سکندر رستم ثانی پر جمی ہوئی تھی کہ گرد سے بجلی کڑکی اور کڑک کر
اب جو گری ہے سکندر کو لیکر روانہ ہو گئی چونکہ برق کی آنکھین سب کی جھپک
گئی تھین اب جو دیکھا تو نوشاہ کو نہ پایا ایک تلاطم برپا ہو گیا کہ کوئی نوشاہ کو لے گیا دیکھیے
کون تھا کہ مصر گیا پریان عقب مین روانہ ہوئین لیکن کچھ پتا نہیں لگا سب کو
سناٹا عالم ہو گیا وہ بزم شادی بزم غم ہو گئی اور صحبت عیش ماتم ہو گئی ملکہ ماہ پارہ نے تو
ایک چیخ ماری اور اسے کو غش آ گیا کہ یہ کیا ہوا اور مادر ملکہ ماہ پارہ سر پیٹنے لگے
ملک اخضران شاہ بہت پریشان ہوا جنون کو ہر طرف دوڑایا کہ پتا لگاؤ کہ کون لے گیا
اب ان سب کو اسی حالت پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بیان طبل بج چکا ہے پہلی میدان داری مین طوفان بن سہرکش جادو وادیر لحمہ ور شاہ
مالک طلسم کو شکست دے کر اسیر ہو چکے ہین لشکر اسلام مین صرف شاہزادہ مریخ آفتاب علم باقی
ہین ان سے لشکر مین تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین اور مریخ آفتاب علم نے لشکر سے
بہت دوست ہیکل ایک مارکی برپا کی سیشہ کو وہین جلسے کیے ہین اور اپنا بستر جنگ مین مشغول ہین یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے صحبت انجم مین انتہی ہوئی افسوس کہ فلک نے رنگ انقلاب دکھائی پا کہ

یہاں آئی اور آپ کی نگاہ ہم سے پہری ہوئی ہے پہلے تو قہر نگاہ نے کہا تھا کہ تو چلے جا لیکن جب
یہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی تو قہر نگاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اور کہا کہ بیٹا یہ میدان
جنگ ہے یہاں دشمنوں سے ہر وقت اندیشہ ہے میں نے سنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام بلا کے
ہیں اگر خدانخواستہ چشم زخم تیرے دشمنوں کو پہونچا تو میں عظمت جادو کو کیا جواب دوں گی اگر
نہیں مانتی ہے تو خیر تیرے آنے کی خوشی لیکن خبردار کسی آدمی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دینا بہت
ہشیار رہنا یہ کہکر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر کر داخل خیمہ ہوئے
ادہر سرداران لشکر اسلام اپنے خیموں کی طرف متوجہ ہوئے اوقات دن تو گذر گیا جب شام
ہوئی بادشاہ اسلام نماز مغرب پڑھکر بارگاہ سلیمانی میں تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران
مسند و تکیہ پر بیٹھے اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تحت و فوق اپنی و پیش
و نگلون کرسیون پر جلوہ فگن ہوئے عیاران لشکر اسلام اپنے اپنے خشت زرین پر آکر کھڑے
ہو گئے خفقران بن عمرو خواجہ ثالث کرسی ہیرا ہے پر آکر متمکن ہوئے صاحبقران نے جب
وقت ہو حیات جادو کو دیکھا ہے عجب کیفیت ہے میرے آفتاب علم سے فرمایا کہ آپ اس
ساحرہ کو جانتی ہیں جو آخر میں آئی ہے شیخ آفتاب علم نے عرض کی کہ میں خوب اس سے
واقف ہوں یہ بھانجی ہے قہر نگاہ سحر ہیئت کے اور بیٹی ہے عظمت جادو کے
سحر کا اس کی پناہ نہیں ہے اس نے سات برس کے سن سے ایک سحر پر ریاض کیا ہے
دوسرا سحر نہیں جانتی لیکن وہ ایک سحر اس کا اس قیامت کا ہے کہ جو رد نہیں ہو سکتا طریقہ
اس کا یہ ہے کہ جس وقت حریف کے مقابلے میں جاتی ہے جب تک خاموش ہے اوس وقت
تک تو کچھ نہیں لیکن ادہر اس نے لب کھولے اور کوئی بات منہ سے کہی بس ایک شعلہ اس کی
دہن سے نکلتا ہے اور مانند تیر شہاب کے سینہ سے پار ہو جاتا ہے اسے شہریار میں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا کہ حریفوں نے سو سو سپرین سحر کی پیدا کی ہیں کہ وار کو اس کے روکیں مگر
کچھ نہ ہوا اور وہ شعلہ تیر شہاب کے مانند سپروں کو توڑتا ہوا سینہ سے گذر جاتا ہے اسی دعوی پر
یہ طلسم میں آئی ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں جمشید خان جادو وزیر اکوان کو تو اس کا بھروسا ہے اور نانا ہے
کہ سب ساحروں کا عالم میں جواب دینے والا نہیں ہے اور یہ گمان اوس کا بیجا بھی نہیں ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ جو حسن اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے یہ اصلی ہے یا بزور سحر
یہ بنی ہوئی ہے حضرت آفتاب علم نے کہا کہ اس کا یہی حسن ہے اور حسن و جمال اس کا
تمام طلسم مزاق میں مشہور ہے اور اس کی ماں کے اور خالہ کے سحر کا تو جواب نہیں ہے نہایت
زبردست ساحرہ ہیں کہ ہر کس و ناکس ان کے مقابلہ میں منہ نہیں کھول سکتا آئینہ اندام جادو
جس کو اپنے زور سحر پر دعوائے خداوندی تھا جب آپ کے خوف سے بھاگ کر اس طلسم میں داخل
ہوا ہے تو یہاں کے ساحر اوس پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے ساحروں کا نام ڈبا دیا ہے اور کچھ تو قوت
سے سحر یاد کیا ہے جب اوس کو یہاں تعلیم ہوئی ہے تو اب یہ لوگ اوسے ساحروں میں شمار
کرنے لگے ہیں ورنہ طفل مکتب سمجھتے تھے اور اسے شہریار اس سحر حیات جادو کے ایسا اطمینان
ہے کہ اوس کی ماں باوجود اس سن و سال کے اور باوصف اس حسن و جمال کے کچھ ہر دل عزیز کرتا ہے
جس کی اولاد ہو اوسے کسی قدر محبت چاہیئے لیکن حریف کے مقابلہ میں بھیج دیا میں چاہتا ہے

جو اہر نگار پر بیٹھی ہوئی کس مزے کی گت بجاتی ہوئی چلی آتی ہے وہ گلیاس سبز و سرخ
جو روشن ہیں اون کی روشنی آپس میں ملکر عجب لطف دیتی ہے کہ رنگ قوس قزح کا پیدا
کرتی ہے صورت اوس نازنین کی دیکھکر حیات زرین پوش کے ہوش اوڑ گئے سرا پکڑ
والیوں سے کہا کہ نگوڑیوں تم مجھے حسین بتاتی تھیں اب دیکھو یہ کیسی حسین ہے اونھوں نے
عرض کی کہ ملکہ کہہ نہ سکتی تھی مگر آپ کی منصف مزاجی کے قائل ہو گئے جسکی صورت ذرا
بھی اچھی ہوتی چاہیے ناک نقشہ درست ہو خالی پتلے چمڑے یہ عورتیں وہ اعجاز کرتی ہیں
کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتی ہیں اور آپ تو درحقیقت ایسی حسین ہیں کہ ہزاروں
میں ایک ہیں قسم ہے خداوند اکوان کی کہ اس سے پہلے آپ سے زیادہ تو کیسی کہ اتنی اصورت
کے حسین نہ دیکھے تھے بیشک اوس خداوند کی بڑی خدائی ہے کون سمجھ سکتا ہے
ہم تو جانتے تھے کہ آپ سے بڑھکر حسین عورت خداوند نے پیدا ابھی نہ کی ہوگی حسن کا آپ
پر خاتمہ ہے مگر نہیں معلوم ہوا اگر اور اور حسین ہی طبقہ دنیا پر ہیں ملکہ نے کہا کہ ہم سنتے آئے
ہیں کہ پانی میں بھی اک مخلوق بصورت انسان ہے اوسمیں لوگ نہایت حسین ہوتے ہیں
نہیں یہ جل پری تو نہیں ہے اونھوں نے عرض کی کیا کہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا اسرار ہے
یہ عورت ہے یا پری ہے یا حور ہے خدا معلوم کون چیز ہے اور کیا بھید ہے اگر
جل پری ہوتی تو اوس کو کشتی کی ضرورت نہ تھی اسلیے کہ وہ پانی کی رہنے والی ہے
جسطرح ہم آپ زمین پر چلتے ہیں اسیطرح وہ پانی پر چل سکتی ہیں اسکے علاوہ وہ قوم
برہنہ ہوتی ہے لباس و زیور کو جانتی ہی نہیں کہ کیا چیز ہے نہیں معلوم یہ کون انسان ہے
اور کہاں سے آئی ہے یہی باتیں تھیں کہ وہ مور پنکھی یوہیں برابر سے نکلکر چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ روشنی
اوسکے چہرہ تاباں سے جوت پڑتی جاتی تھی بس حیات زرین پوش نے جو قریب سے دیکھا دل بیچین
ہوگیا آواز دی کہ بہن خدا کے واسطے اک ذرا دم بھر کو ٹھہر جاؤ سنتی ہو اوس نازنین نے
جواب دیا کہ واہ واہ بی بی ذرا زبان سنبھالو اپنے پرائے کو دیکھکر بات کیا کرو میں کیا جانوں
کہ بہن تمھاری کون ہے اور کہاں رہتی ہے میں کچ تمھاری بہن ہوں یہ وہی مثل ہوئی
کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام حیات زرین پوش نے کہا کہ میں نے تمکو بہن
کہا تو کیا برا کیا تم بھی انسان ہو میں بھی انسان ہوں اس کے علاوہ میرا تمھارا سن بھی
قریب ہی قریب ہے ہمجولیوں کو سبھی آپس میں بہن کہتے ہیں اوس آشوب
روزگار نے جواب دیا کہ میں کیا کروں کہ تم انسان ہو یا پری ہو میں نے
سنا ہے کہ دریا کنارے پریوں کا بھی گزر ہوتا ہے اون سے حذر کرنا چاہیے
قوم جن بھی جان نہایت ظالم قوم ہوتا ہے ان لوگوں کے دل میں درد نہیں ہوتا ہے
چھلیوں سے ملتی ہو اسطور سے ہیں نہ معلوم تم کس طرح پیش آؤ حیات جادو
نے کہا کہ تم ہم سے قسم لے لو اگر ہم تمھارے ساتھ دغا کریں بس اتنی دیر کو ٹھہر جاؤ
کہ ایک جام ہم تمھارے ہاتھ کا پئیں اور ایک جام تم ہمارے ہاتھ کا پیو بس چلی جانا
اوس نے جواب دیا کہ یہی مجھکو ڈر لگتا ہے ارے نگوڑیوں کہیں تم بن چھیبان تو
نہیں ہو میں نے یہ بھی اپنے بڑوں سے سنا تھا دریا میں بن ڈوبی ہوتی ہیں

وہ آدمی کو ڈبو دیتے ہین اور اوسے کبھی اپنی ساتھ لے لیتے ہین شاید اپنا ہی کچھ سے
ہین ہیہ کہ نہ آؤن گی اگر تم نے مجھکو ڈبو دیا تو مین اپنی لال سے جان کہان سے
پاؤن گی مان باپ میرے رو روتے جان دیدین گے بس بی بی ملاقات دوری کی
اچھی ہوتی ہے ہمارے تمہارے اتنی شناسائی ہو گئی ایک آدھ روز مین سمجھو کہ
تم سے ملین گے اس لیئے اس طرف سے روز آتے جاتے ہین زیادہ دل اس
لیے کڑھتا ہے کہ ابھی کل تک کنارہ دریا کا صاف تھا آج یہان اتنی بڑی عمارت
معلوم ہوتی ہے یہہ کیا سبب ہے خدا کے واسطے مجھ سے بتلاؤ حیات زرین
پوش نے کہا کہ چپ ہو جاؤ ہزارون قسمین کھا رہی ہے کہ ہم انسان ہین تم
خوف نہ کرو اک دم ہم سبکے واسطے میرے پاس ہو جاؤ تمہاری صورت اور آواز نے
دونون دل بیچین کر دیا کلیجا برماد دیا نازنین نے جواب دیا کہ کیا خوب میری یہہ
صورت اور آواز نہ ہوئی کوئی بلا ہو گئی مجھ سے ایسی باتین نہ کرو مین نے تمہین
بیچین کر دیا تو مین بیٹھی رہو مجھ سے دوری ہی اچھے پاس آؤن گی تو اور خدا جانے
کیا کیا تمہین سیکھو گی کہو گی تم نے حلال کر ڈالا خدا بچائے تم سے آدمی چاہین وارام کو
تو مین ڈھونڈتا ہے تم ایسے الوکھی ہو کہ بیچین کرنے والی کو بلاتے ہو معلوم ہوتا ہے کچھ
عوض کرو گی تم مجھے بیچین کرو گی ناصاحب مجھ تمہی اپنی پسند نہین حیات زرین
پوش دل مین کہتی ہے کہ ابھی مجھ سے بھی زیادہ اکھڑ ہے کچھ جانتی ہی نہین
سکھا بی بی مطلب میرا نہین سمجھین مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے نازنین نے جواب دیا
کہ عورت کو مرد سے عشق ہوتا ہے یا عورت عورت مین بھی عشق معلوم ہوتا ہے کہ
تم دوست باز ہو مجھے یہہ شوق کبھی نہین ہے مین بزرگون سے سنتی آئی ہون کہ
عورت عورت کی دوستی اچھی نہین ہوتی ہے وہ عورتین کبھی خراب ہین کہ جو آپس
مین دوستی کرین حیات زرین پوش نے کہا کہ مجھے ویسی محبت نہین یا محبت
ہے مین تم سے اس قدر چاہتی ہون کہ مجھے بہنا پا کر دو دوپٹہ بدلو اگر یہہ خیال ہو کہ اسمین
کچھ فریب ہے تو دیکھ لو تم سادہ دوپٹہ اوڑھے ہو ہیرا دوپٹہ تمہاری اوڑھنی سے بیش
قیمت ہے نازنین نے جواب دیا کہ تمہارا دوپٹہ بیش قیمت ہے تو تمکو مبارک ہے مجھے یہی
سادی اوڑھنی اچھی ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ اچھا جو کہو گی وہی ہو گا مین
دوپٹہ بھی نہ بدلون گی لیکن تمہین قسم ہے اپنے دین مذہب کی اور قسم ہے اوسی کی کہ جسکو
چاہتی ہو اب انکار نہ کرنا بس چلی آؤ نازنین نے یہہ کہلیا اور کہا تم تو بلا ہو کر میرے
پیچھے لپٹ گئین یا یہہ کہ ڈرا مین ادہر کیون آئی تھی کہ اس بلا مین پہنسی یہہ
تیری قسمین دیتی ہے اب مین انکار نہین کر سکتی مگر اپنی موذیون سے تو ہی مجھے
بچانا یہہ کہکے سر پنکھی قریب لائی حیات زرین پوش اس کی باتون پر لوٹی جاتی
ہے اس کی بھی یہہ صورت ہے کہ ہنسنے مین بجلی چمک جاتی ہے دانتون کا عکس
دریا مین ڈوبتا ہوا سے لڑی معلوم ہوتا ہے جیسے ہی مورپنکھی قریب لائی حیات
زرین پوش نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور گود مین اوٹھا کر قصر مین لے آ

نازک مزاجی سے ڈرتی ہوں نہیں پوچھتی کہ تم کیسی شراب پیتی ہو نازنین نے کہا کہ تم ہر روز کے
پینے کی شراب پیو گی حیات زرین پوش نے کہا کہ تیز ہوتی ہے کیونکر فرق معلوم
ہوگا نازنین نے کہا کسی کو بھیجکر میری کشتی پر سے کشتی اوٹھوا منگاؤ میں ابھی پلا کر دکھا دونگی
یہ سنکر حیات زرین پوش نے ایک خواص سے کہا کہ جا کشتی پر سے کشتی شراب
کی اوٹھا لاوہ اوسیوقت گئی اور کشتی اوٹھا لائی جسوقت نازنین نے کشتی پوش
ہٹایا دیکھا تو حقیقت میں تین کنٹریاں رکھی ہوئی ہیں کہ ایک زعفرانی شراب سے
مملو ہے اور دوسری ارغوانی ہے تیسری لیتکی رنگ کی ہے لیکن نازنین نے ایک
کنٹری اوٹھا کر جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا اس لئے اس نزاکت سے شراب اونڈیلی
کہ معلوم ہوا کہ گلابی میں موج آگئی مگر جسوقت حیات زرین پوش نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر
پیا تو بہت تعریف کی کہا اور پیونگی حیات زرین پوش نے کہا بس اب نہیں اس ایک جام
نے تمہارے ایسا چہکا دیا کہ ضرورت دوسرے جام کی نہیں رہی اور بیشک دعوی
تمہارا صحیح نکلا میری شراب ایسی خوشبودار اور بمزہ نہیں ہے اب نازنین نے اون ہوا لوگوں
سے کہا کہ تو مفت خور یوں تم بھی پیو کیا یاد کروگی کہ کسی نے شراب پلائی تھی یہ سنکر سب
لوٹ پڑیں اور ہر ایک نے جام بھر بھر کے بے اندیشہ انجام پینا شروع کر دیا تینوں کنٹریاں
خالی ہو گئیں حیات زرین پوش بہت خفا ہوئی کہ تھوڑی سی پی لی ہوتی اب بہن کیا پیتی
وہ اسقدر عادی ہیں کہ کشتی بھی بھی شراب ساتھ تھی نازنین نے کہا نہیں بہن میں کچھ ایسی
عادی نہیں ہوں نہیں تو کیا کوئی شربت کی طرح تمہارے یہاں سے شراب لیتی کہا ہاں بہن
اگرچہ تمہارے لائق تو نہیں ہے مگر یہ روز ابھی پیتی ہو آج بڑی ہی سہی پریشان تو ہوگی
نازنین نے کہا کہ یوں کبھی ساری عادت تھی ورنہ ضرورت نہیں ہے اور اب میں جاتی ہوں بہت
دیر ہو گئی دشمنے امی جان کیا کہتی ہیں لڑائین ہے کہ بہت ناراض ہونگی اور عجب نہیں جو کل
آنا بھی نہ ملے حیات زرین پوش نے کہا یہ تو تم نے بری سنائی اگر ایسا ہے تو نہ جاؤ یہیں
رہو نازنین نے کہا کیا خوب کیا تمہارے واسطے ماں باپ کو چھوڑ دوں یہ کہاں ہو سکتا ہے
حیات زرین پوش نے کہا تو مجھ سے قسم کہاؤ کہ کل میں ضرور آؤنگی نہیں تو میں تمکو
جانے نہ دونگی نازنین نے کہا واہ واہ یہ اچھی کہی میں تو ضرور جاونگی اور اب اگر اجازت
ملیگی تو آؤنگی اور اگر اجازت نہ ملی تو تمہیں کو دعائیں دونگی کہ تمہاری وجہ سے میری یہ
چھوٹی حیات جادو نے کہا اچھا تجھے ہوا لیتی چلو میں تمہاری ماں سے کہدونگی کہ بہن
میرے یہاں تھیں اور میں نے روک رکھا تھا انکی خطا نہیں میری خطا ہے مجھے جو
چاہئے سزا دیجئے نازنین نے جواب دیا کہ اس سے تمنے پورا قید کا سامان کر دیا مجکو
اجازت نہیں ہے کہ کسی اجنبی عورت سے بات بھی کروں نہ کہ تمہارے مکان
میں آنا اور پھر تمہیں ساتھ لیجانا اگر ایسا ہو تو لوگ کہینگے کہ زندگی میں نہ نکلنے پاؤنگی
بس آپ مہربانی کیجئے زیادہ مہربانی نہ کیجئے حیات زرین پوش نے کہا
تو ایسی فکر کیجئے کہ مناسب ہو اور ملاقات نہ ٹوٹے نازنین نے کہا جو اسباب پاس
جو فائدہ وقت پر بن پڑیگا اور جیسی مصلحت ہوگی ویسا کرونگی بس اب زیادہ

نہ بالون مین لگاؤ یہ کہکر اوٹھی ساتھہ ہی حیات زرین پوش بھی اوٹھی کہ مین تمہین پہونچادون
بس اوٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا اشراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر
گری یہ بیان دوڑین کہ یہ ہماری ملکہ کیا ہوا جو اوٹھی دھم سے گری جو اوٹھی دھم سے گری
یہانتک کہ سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئین اتنے مین نازنین نے نعرہ کیا کہ ہم مہتر برق شامی
کے گذاریم کہ از دست مین زندہ سلامت روی یہ کہکر پہلے تو تمام لباس و زیور حیات زرین
پوش کا اوتارا اور خنجر کھینچکر آواز دی کہ او فحبہ تیری آمد نے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا
تھا یہ کہکر اسے ذبح کر ڈالا بعد اس کے اور جتنی تھین سب کو مار کر زیور و لباس
اوتار لیا اور پشتارہ باندھا لیکن مرنا تھا اس ساحرہ کا کہ ایک تلاطم برپا ہوا آندھی چلی خاک
اوڑی تمام دریا متلاطم ہو گیا بیرون نے لینا پکڑنا جانے نہ پاوے کا غل مچایا جب
کچھ قابو نہ چلا اور لاش پھر گئے پھٹ گئے ساکت ہوئی آواز دی کہ کشتی مرا نام من
حیات زرین پوش جادو لود شمن هردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
پھر اسکے سر پشتہ ہو سے روانہ ہوگئے جسوقت علامات سحر برطرف ہوئین اور روشنی
ہوئی برق شامی نے سوچا کہ اگر اسکی خالہ کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا کریگی اب یہان ٹھہرنا
مناسب نہین معلوم ہوتا یہ مشورہ دل سے کرکے پشتارہ پوشاک و زیور کا مور پیٹھے پر رکھکر
روانہ ہوا اب یہ تو اسطرف جاتا ہے لیکن حال بیان کیا جاتا ہے قہر نگاہ سحر بہنہ کا کہ یہ
اپنے خیمہ مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی تھی اور سحر کا چلے تھے اب عیارون کے خوف سے یہ جاگ
رہی ہے کہ مبادا کوئی چور غافل پاکر اپنا کام کر جاوے صبح کو جنگ ہے آئی رات اور گذار دینا چاہیے
یہ خیال کرکے سوئی نہین ہے کہ یکایک اسکا دل گھبرایا اور خیال آیا کہ چلکر اوس چھوکری کو دیکھ
آؤن لڑکیان سب ایک جگہ ہین ایسا نہو کہ قلعہ سے سیر کو ادھر ادھر نکل جاتی ہون تو
عیارون کے ہاتھ سے بچنا انکا دشوار ہوگا ابھی سب اطفال ہین دھوکا ضرور کھا جاتی ہین یہ
خیال کرکے اوٹھی اور زیر پرواز سحر کرکے قلعہ کی جانب روانہ ہوئی لیکن جسوقت
قلعہ پر پہونچی تو سناٹا دیکھا سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے سب سو رہے ہین لیکن اندر قلعہ
کے کیا دیکھتی ہے کہ حیات زرین پوش برہنہ ذبح کی ہوئی پڑی ہے بلکہ ساتھ والیان
بھی تمام پڑی ہین ایک زندہ نہین بس یہ دیکھتے ہی اس نے سر پیٹ لیا اور رونے لگی
بال اپنے نوچ ڈالے کہ مین عظمت سحر ساز جادو کو کیا منہ دکھاؤنگی ہائے یہ کیا غضب
ہوا اگر غش مین مرجاتی اور یہ زندہ رہتی یہ کہکر بہت روئی اور لاش کو حیات زرین
پوش کی آغوش مین لیا اور قلعہ کو لٹا دیا وہان سے اپنے خیمہ مین آئی کہ کل صاحبقران
کو سر میدان ذلیل کرکے عوض اسکے خون کا کرونگی لیکن اب حال خضران بن عمرو عیار
کا سنئے کہ یہ بھی تلاش مین حیات زرین پوش کے روانہ ہوئے تھے اول لشکر
کفار مین گئے اور پتا لگایا کہ دریا کنارے قلعہ آہنی مین پوشیدہ ہے وہ اپنے دریا کیطرف چلے
بہت ڈھونڈھا مگر پتا نہ پایا سبب یہ تھا کہ قہر نگاہ سحر بہنہ نے اوٹھا کر قلعہ کو نگاہون سے
پوشیدہ کر دیا تھا عجب پتا قلعہ کا نہ ملا اور رات تمام رہی تو دریا کنارے سیر کرتے
ہوئے اپنے لشکر کیطرف جاتے ہین دیکھا کہ ایک نازنین ہوادار پر سوار نہایت

تیزی سے دھارا کاٹتے چلی جاتی ہے صورت اوسکی دیکھکر دل بھر آیا آواز دی کہ ارے تو کون
ہے اور کہان جاتی ہے جواب دیا کہ مین دختر ہون گرداب شاہ کی سیر دریا کو آئی تھی اب
اپنے گھر جاتی ہون خضران نے کہا کہ ایک بات ہماری سنتی جاؤ اوسنے رکھائی کے ساتھ جواب دیا
کہ ہمین کیا غرض ہے ہم ایسے ویسون کی نہین سنتے خضران نے کہا کہ تمہارے فائدہ کی بات
ہے جواب دیا کہ مجھے فائدہ درکار نہین ہے یہ سنکر خضران نے کہا کہ بلکہ مجھے مین و مین آتا ہون کہا
آنچکا تو کیا کریگا بس یہ سنتے ہی آپ نے ایک ڈونگی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور
بیٹھکر اوس ڈونگی پر مورپنکھی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز چلائی ڈونگی کہ قریب پہونچ گئی اب
وہ نازنین مجبور ہوئی اور کہا کہ دیکھو میرا پیچھا نہ کرو یہ اچھی بات نہین ہے کہا جہان جہان کہان
جاتی ہو عجب اسنے دیکھا کہ اب اس سے بھاگ کر نکلنا دشوار ہے تو نازنین نے کہا کہ مرشد زاد
کیون میرے پیچھے آتے ہو مین ایک بلا سے ڈر کر بھاگا ہون اتنے مین خضران نے غور سے
دیکھا اور کہا کون برق ثانی جواب دیا کہ جی مین ہی ہون خضران نے کہا کہ تو کہان گیا تھا
کہا کیا عرض کرون موت کے منھہ مین گیا تھا مگر خدا نے بچایا لیکن ڈر لگا ہوا ہے کہ آفت آیا چاہتی ہے
کہا ارے مفصل بیان کر برق ثالث نے تمام واقعہ حیات زرین پوش کے مارڈالنے
کا بیان کیا کہ مین اس صورت سے پہونچا اور یون بیہوش کرکے مارڈالا خضران نے کہا کیا
مارڈالا اسنے جواب دیا کہ جی ہان عجب نہین ہے جو اوسکی خالہ تعاقب مین آتی ہو بھاگئے خضران
نے کہا کہ غضب کیا اور ڈونگی اپنی بھی بھگائی اور برق ثانی نے اپنی مورپنکھی اوڑائی
دونون دریا کنارے پہنچے خضران نے اپنی ڈونگی اور برق کی مورپنکھی دونون کو داخل
زنبیل کیا اور کہا آتو بھی چھپا رہ برق ثانی نے تو انکی فقرون سے خوب آگاہ ہے کہا مجھے
رہنے دیجیے خضران نے دیکھا کہ ایک پشتارہ پیٹھ پر لیے ہے پوچھا کہ زیور وغیرہ اسکے پاس
ضرور ہے مین نے دیکھا تھا کہ حیات زرین پوش گہنے مین لدی ہوئی تھی کہا اے
برق تو نے بڑا غضب کیا کہ حیات زرین پوش کو مارڈالا ہے کوئی ایسا غضب
بھی کرتا ہے کہ ایسی نازنین کو یون ذبح کرتا ہے بہت تیرا ہاتھ بھی نہ ٹھہرا برق نے کہا
مین کافرہ سے محبت نہین رکھتا خضران نے کہا کہ اگر آئندہ وہ مسلمان ہوجاتی تجھے خیال
نہین کہ صاحبقران کس رغبت سے ساتھ حال اوسکا شاہزادہ فرخ آفتاب عالم سے
پوچھ رہے ہیں یہ نہ سمجھا کہ اونکی منظور نظر ہے اب جسوقت صاحبقران سنینگے تو نہین معلوم
کیا قیامت ہوگی اتنا بتائے دیتا ہون کہ اب تو اپنے کو پوشیدہ کر اور بھاگ ورنہ یہ سنتے ہی
کہ جسوقت یہ حال کھلا اور فرخ نگاہ نے امیر سے شکوہ کیا تو وہ بیہ امیر تجکو گرفتار کرا کے فرخ نگاہ کے
حوالے کردینگے تمہین یاد نہین اکثر یہ ذکر آیا ہے کہ جد بزرگوار نے آسل بن الیوسل کی ناک
کاٹ ڈالی تھی اس بنا پر کہ آسل نے سکندر عیار اقلیم کو تیر کا نشانہ کیا تو حمزہ صاحبقران
نے خواجہ خواجگان کو پکڑ کر آسل بن الیوس کے سپرد کردیا تھا اور جسقدر رنج صاحبقران و
امیر کو تھی وہ مشہور ہے اور عمرو سا شخص جس نے ہزار ہا مرتبہ صاحبقران پر احسان
کیے سیکڑون جادوگرون کو مار ایسی کیسی مصیبت مین امیر کے کام آئے تب بھی صاحبقران
نے کچھ مروت نہ کی یہ بھی اونھین کا پوتا ہے اور یہ نہین وہ مصیبت کبھی نہین

کو صاحبقران اول سے تھی اور طرہ اوس پر یہ کہ تم نے جان سے مار ڈالا ہے ارے کاش زندہ پکڑ لایا ہوتا تو یقین ہے کہ صاحبقران بہت کچھ انعام عطا فرماتے اور خوش ہوتے برق ثانی نے کہا کہ میرے پاس مثل آ گئے کوئی زنبیل تو تھی نہیں جسمیں ڈال لیتا مجھے کھٹکا اوسکی تھالہ کا بھی تھا کہ کہیں آنہ جائے تو قیامت ہو اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا پچھتانے سے تو کچھ حاصل نہیں ہے جو مقدر میں ہوگا وہ ہوگا خضران نے کہا کہ یہ مال تو میرے حوالہ کر دو ایسے تم کہاں رکھتے پھرو گے برق ثانی نے کہا سبحان اللہ یہ وہی مثل ہوئی کہ دکھ سہیں بی فاختہ کوے میوے کھائیں خضران نے کہا میں تمہیں کوا بناتا ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ نصف مجھے دے نصف آپ لے ورنہ ابھی صاحبقران سے اطلاع کیے دیتا ہوں ساری قدر و عافیت معلوم ہوئی جاتی ہے اور اگر دیدو گے تو جان تمہاری بچانے میں کوشش ضرور کروں گا آگے تمہاری قسمت ہے برق نے دیکھا کہ اب مال کے پیچھے جان جایا چاہتی ہے بیشک یہ چلے ہیں صاحبقران سے کہنے کچھ نہ بنیگی اور انکا اشتعال دلانا قتل ہی کرا دیگا مجبوراً نصف خواجہ کو دیا اور نصف مال اپنے قبضہ میں کرکے روانہ ہوا اودھر خضران چلے ادھر برق ثانی سے کہہ دیا تھا کہ تو پوشیدہ رہنا ظاہر نہ کرنا رات کم رہی تھی لشکر میں پہونچ ہو رہے صبح ہوتی صاحبقران نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے در دولت شاہی پر حاضر ہوئے سرداران عالی مرتبت یکے بعد دیگرے آ آکر جمع ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی بہ صد احتشام برآمد ہوئی اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے سینہ پر ہاتھ رکھکر جواب دیا کہ تمہاری جگہ دل میں ہے بعد اور سرداروں کے سلام ہوئے بادشاہ ہاتھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہوئے میدان کارزار کیطرف متوجہ ہوئے [illegible] پایہ تخت تھامے ہوئے چلے جسوقت سواری عرصہ کارزار میں پہونچی تخت بادشاہ اسلام قلب لشکر میں قائم ہوا صاحبقران باقبال چالیس قدم مرکب اپنا بڑھا کر [illegible] صاحبقرانی قائم ہوئی اور سردار دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے [illegible] آسمان شگاف ہوا [illegible] اپنے لشکر کے صفوں کو درست کیا اور آپ لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں [illegible] مصروف نقابت ہیں کہ یکایک لشکر کفار سے قہرنگاہ سر جھکائے باحال پریشان [illegible] چہرہ پر خاک ملے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری چہرہ پر رنج طاری ایک لاش گود میں لیے ہوئے سینہ سے لپٹائے صف لشکر سے نکلکر میدان میں آئے اور لاش کو زمین پر رکھکر صاحبقران نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ بس اسی [illegible] صاحبقرانی ہے کہ اس بیچارے کو عیاری سے ذبح کر ڈالا معلوم ہوا کہ تمہارے لشکر میں [illegible] تھا جو خوف زدہ ہوکر یہ حرکت کی لیکن معلوم ہو گیا کہ تم نے صاحبقرانی [illegible] کیا ہے لطف تو یہ تھا کہ معرکہ جنگ میں مقابلہ کرکے اسے قتل کیا ہوتا [illegible] ذبح کر ڈالا صاحبقران باقبال نے جو یہ کلمات سنے آپ خیالات میں غرق [illegible] قہرنگاہ نے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی جو میں اس واقعہ سے آگاہ بھی ہوں [illegible] قہرنگاہ نے کہا کہ اگر تم سے یہ فعل نہیں ہوئی ہے تو قاتل اسکا لاکر سزا دو

یا نہین فرمایا بیشک کہا اب عدالت کیا چاہتی ہے اور انصاف کا کیا مقتضا ہی فرمایا تم نام بتاؤ
مین ابھی قاتل کو گرفتار کرکے تمہارے سپرد کرتا ہون جسطرح چاہو اوس سے قصاص لو نہنگاہ
سہر بہنہ نے کہا کہ آپ کیسے حاکم ہین کہ پتا نہین لگا سکتے فرمایا مین تلاش کرتا ہون اوسیوقت
خضران بن عمرو سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کسکا فعل تھا خضران نے کہا مجھے کیا معلوم امیر ثالث
نے فرمایا کہ ابھی قاتل کا پتا لگا تو سوا عیار کے دوسرے کا یہ کام نہین ہے خضران نے عرض کیا کہ
یہ بجا ہے لیکن جسکا فعل ہے وہ آپ قبولیگا ہنوز خضران کو برق ثانی کی سفارش کا
موقع بھی نہ ملا تھا کہ یہان یہ رنگ ہوگیا اب کون کہہ سکتا ہے سوا اتنا لینے کے کیا چارہ تھا پھر
نہنگاہ سہر بہنہ نے یہ جو گفتگو سنی عرض کی کہ دیکھئے مین خود ابھی نام و نشان سبکے سامنے بتائے
دیتی ہون یہ کہکر اپنے سر کو حیات زرین پوش کی گردن سے ملایا گلے مین ایک رومال باندھا اور
کچھ دانے ناش کے پڑھکر بارے سے کہ حیات زرین پوش اوٹھ بیٹھی نہنگاہ سہر بہنہ نے
کہا کہ نام اپنے قاتل کا بیان کر اور سارا واقعہ صاحبقران سے اپنے قتل کا کہکر داد مانگ کہ
وہ عادل مشہور ہین بس یہ سننا تھا کہ لاش حیات زرین پوش کی گویا ہوئی اور بیت الملک
کیطرف رخ کرکے کھڑی ہوئی اور پکاری یا صاحبقران مین اپنے قلعہ سحر مین بیٹھی ہوئی اپنے
ہمجولیون کے ساتھ سیر دریا دیکھ رہی تھی کہ ایک عورت نہاتی ہوئی آئی اوسپر ایک نازنین
سوار تھی مین نے ہزارون منتین کرکے اوسکو بلایا کہ میری ہمجولی معلوم ہوئی تھی وہ بمشکل
میرے پاس آئی مین نے دوپٹہ بدل کر بہنا پا کیا اوسکے بعد مین نے اوسے شراب پلائی
اوس نے مجھے شراب پلائی مگر نہ معلوم اوس شراب مین کیا شے ملی ہوئی تھی کہ مین
بیہوش ہوگئی میری ساتھ والیون نے بھی پی تھی وہ بھی بیہوش ہوئین اسکے بعد
اوس نے جو کیا تو معلوم ہوا کہ برق ثانی عیار تھا نازنین نہ تھی اب آپ عادل ہین
آپ سے اپنے خون ناحق کی داد چاہتی ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بیہوش کرنے کے بعد کچھ سے
ہوشیار کرکے کچھ کہا بھی تھا یا نہین حیات زرین پوش نے کہا جسقدر واقعہ تھا سب
مین نے بیان کیا مین بیہوش ہونے کے بعد اوسوقت ہوشیار ہوئی جبکہ گردن کٹ چکی تھی اور
روح جسم سے نکلنے کو ٹھہر رہی تھی بس سر پیٹ رہی تھی دست و پا کام و زبان اختیار سے جاتی
رہی تھی ورنہ کیا وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکل بھی جا سکتا تھا بس یہ کہکر حیات زرین
پوش پھر زمین پر گری اور معلوم ہوگیا کہ مرگئی اوسی ہیئت اصلی پر آگئی اس لاش نے جو اوٹھکر
کہا تھا اپنا خون بہا صاحبقران سے طلب کیا تمام لشکر اسلام و فوج کفار کا دل بھر آیا جو رحمدل تھے
وہ تو چیخین مار مار کر رونے لگی مگر کوئی متنفس ایسا نہ تھا کہ جسکے دل پر اس واقعہ نے اثر
نہ کیا ہو آپسمین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ایسے ایسے شیشیون پر سن و سال ایسا جمال
کہ اندھیرے گھر مین بیٹھے تو روشنی ہو جائے کیا اسوقت تک اوسکی ذات سے کسی کو ایذا
بھی نہ پہونچی جسکا عوض سمجھا جائے ہائے کیا ظالم شخص تھا جس نے اسکو مار ڈالا یہ دن
کے جسم مین تو رعشہ پڑگیا کہ اب جان برق ثانی کی بچتی نہین معلوم ہوتی اور واقعہ
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا یاد آگیا امیر ثالث اور شہزادہ حسن اسکے
پہلے ہی سے پہونچے تھے جسوقت لاش نے اسکی صاحبقران سے فریاد کی ہے تو

جو حالت ہوئی وہ احاطۂ تقریر سے باہر ہے دوسرے کا یہ ظرف نہ تھا کہ اسطرح خاموش کھڑا
رہتا صاحبقران نے شہزادہ آفتاب علم کو طلب کیا جسوقت یہ قریب آئی فرمایا کہ بیان
اس لاش کا اصلی ہے یا سحر کا میں تنگ ہے اس واسطے کہ بیہوشی کے حالت مین اسنے کیا معلوم کس نے
ذبح کیا شہزادہ آفتاب علم نے عرض کی کہ حضور اس سے آگاہ نہیں ہین یہ قاعدہ سحر کا ہے کہ جب
ہمزاد کو مردے کے اوس کے جسم مین قوت سحر سے داخل کرتے ہین تو جو حالت اصلی ہوئی
ہے وہ سب بیان کر دیتا ہے اس واسطے کہ انسان کی بیہوشی کے وقت ہمزاد نہین بیہوش
ہوتا ہے بس یہ سنکر صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا اور غضنفران سے
فرمایا کہ جہان ہو ابھی گرفتار کرکے لاؤ اب غضنفران کیا کہہ سکتا ہے فورا روانہ ہوا عیارون
کو حکم پہونچا ایک لاکھ نواسی ہزار پیک نیچہ تلاش کرنے لگا آخرکار اوسی وقت برق
ثانی نے گرفتار ہو کر پیش صاحبقران حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ تونے کیونکر
حیات زرین پوش کو قتل کیا سچ سچ بیان کر برق ثانی نے سب واقعہ بیان کیا
جسطرح لاش نے حیات زرین پوش کی بیان کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تونے
آئین اسلام کے موافق زبان پر کلمہ سوزان کرکے مسلمان ہونے کو کہا تھا برق ثانی
نے عرض کیا کہ جی نہین مین نے بسبب خوف قہرنگاہ کے قتل مین عجلت ہی کی فرمایا کہ یہ سب
سمجھ تو نے اپنے قصد سے کیا یا مین نے تجھے حکم دیا تھا برق ثانی نے عرض کی کہ آپ
یقین ہے کہ اسوقت آگاہ ہوئے ہونگے آپکا فرمانا کیسا کہ مین نے ظاہر بھی نہین کیا تھا
کہ مین اس ارادہ سے جاتا ہون فرمایا کہ اگر ایسی ہی خود مختاریان عیار کرینگے اور آئین
اسلام کے خلاف حرکتین اونسے سرزد ہونگی تو مین کیسا بلکہ دین کی بدنامی ہوگی لہذا اوسکو
سزا دینا چاہیے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو اور کوئی آئندہ ایسا حوصلہ نکرے فرمایا قہرنگاہ
سپہبد سے کہ لو اسے یہ موجود ہے جسطرح چاہو اس سے قصاص اپنی بھانجی کے خون کا
لو مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ سنکر قہرنگاہ قریب آئے اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر
اپنے لشکر کیطرف لے چلے بس یہ دیکھنا تھا کہ عیاران لشکر اسلام کے تن بدن مین رعشہ پڑ گیا
اور غصہ سے تھرانے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ان لوگون سے ہم لوگون کو کسیوقت
امید رعایت نکرنا چاہیے انکے پردادا نے عمرو کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہی آج انہون نے
برق ثانی کے ساتھ کیا یہ لوگ بڑے ہی طوطا چشم اور بیمروت ہین زندگی بھر جانبازیان
کین کن کن آفتون سے بچایا اگر ایک کا قصور اپنی طبیعت سے مار ڈالا تھا تو کیا قباحت تھی عیار کا
کام ہی مکر و فریب ہے افسوس صد افسوس آج سے عورت کی عیاری کا خاتمہ ہو گیا لیکن
قہرنگاہ سپہبد جو برق ثانی کو ہمراہ لیتے ہوئے قریب لاش حیات زرین
پوش کے آئی دل مین سوچی کہ صاحبقران نے بڑی ہی عدالت کی اور نہایت منصف مزاج ہو
اب اس کے قتل کرنے سے حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائینگی قتل کرنا اسکا بیکار
ہے پکار کر صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر آپکو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا درحقیقت آپ
منصف و عادل ہین ورنہ کوئی دشمن کے ساتھ عدالت کو دخل نہین دیتا ہے اور مجھے بھی آپکا
امتحان منظور تھا کہ دیکھون آپ گرفتار کرکے میرے سپرد کرتے ہین یا نہین ورنہ جسوقت

میں قلعہ میں حیات زرین پوش کی خبر کو گئی ہوں اور وہاں یہ واقعہ جانگزا دیکھا ہے تو
اوسوقت ایک شور بیچی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا میں سمجھ گئی تھی کہ قاتل اسکا بھاگا جاتا ہے
مگر یہی سمجھ کر خاموش ہو رہی تھی کہ پہلے صاحبقران کے عدل وانصاف کو دیکھ لوں بعد
اوسکے پھر وقت اسکا گرفتار کرکے قتل کر ڈالنا میرے اختیار میں ہے لہذا اگر آپنے میری
دادرسی اور انصاف گستری کی تو میں بھی اسے رہا کرتی ہوں اس لیئے کہ اسکے قتل کرنے
سے حیات زرین پوش زندہ نہو جائیگی یہ کہکر برق ثالث کو چھوڑ دیا لیکن دوسری
روایت یہ ہے کہ قہر نگاہ نے برق ثانی کو بھی قتل کیا اور پہلے لاش حیات
زرین پوش کی دفن کی بعد اوسکے برق ثانی کو ایک گڑھا حیات زرین پوش
کے قبر کی پائنتی کھود کر تو پ دیا متصل قبر حیات زرین پوش بیٹھکر بین جگر خراش کرنے لگی کہ
اے حیات تو نے حیات کا مزا کھو دیا زندگی مجھکو بھی تلخ و دشوار ہے مجھے جلدی بلا اس لیئے
کہ اگر میں یہاں سے زندہ پھر گئی تو تیری ماں عظمت سحر ساز کو کیا منہ دکھاؤنگی اور افسوس
کس بہار کے زمانہ میں تجھپر خزان آگئی ایسے ایسے بین اپنے کیئے کہ دیکھنے والے آنکھوں میں آنسو
بھر لائے اسی عالت میں شام آگئی اور طبل بازگشت بجا صاحبقران عالیشان نہایت
رنجیدہ غمگین داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سردار اپنے اپنے خیمہ میں آئے پوشاک
رزم اوتاری لباس بزم پہنا کچھ دیر آرام کیا اوسکے بعد بخدمت بادشاہ اسلام حاضر ہوگئے
مہرخ آفتاب علم بھی داخل بارگاہ ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھی چونکہ صاحبقران کو نہایت ملول دیکھا
تھا خاموش بیٹھی رہی بعد کچھ دیر کے خبر آئی کہ لشکر کفار میں پھر طبل جنگ بجا ہے یہاں بھی
حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ
ہونے لگی مہرخ آفتاب علم نے عرض کی کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں اسلیئے کہ طبل جنگ بج چکا ہے
صبح کو مقابلہ ہے یقین ہے قہر نگاہ غصہ میں بھری ہوئی ہے قیامت کے سحر کریگی میں بھی اپنا
انتظام کروں اور کیا عرض کروں کہ حیات زرین پوش سے مقابلہ کی قسمت رہ گئی ورنہ یا تو
وہ شعلہ جو زبان سے اوسکے نکلتا تھا میرے ہی سینہ کے پار ہو جاتا اور یا جس زبان سے
وہ شعلہ نکلتا تھا میں اوسی کو پھونک دیتا مگر خیر اب انشاء اللہ تعالی کل اس خادم کی جانبازی
کا تماشا دیکھیگا یہ کہکر رخصت ہوئے جسوقت دروازہ بارگاہ کے باہر آئی خضر الیاس بھی
کسی بہانہ سے باہر چلا آیا اور مہرخ آفتاب سے کہا کہ آپنے بھی کوئی فکر برق ثانی کی سمجھا ہے
کی شاہزادہ مہرخ آفتاب علم نے کہا اے خواجہ تم نے دیکھا کہ اسکا مرنا ہی نہ ملا اور نہ
مجھے خود خیال تھا ضرور کہ صاحبقران سے سفارش کرتا اگر اسکا قہر نگاہ نے طعنہ دیکر ایسا برہم
کر دیا کہ جا سکے گفتگو نہ رہی خواجہ رونے لگے اور کہا کہ دیکھیے مردانی اس عمر میں کی افسوس کہ ہمارے
بڑے کا ایک شخص ایسا کم ہو گیا کہ لوٹ گئی میں بھی حیات زرین پوش کے فکر میں مبتلا تھا
کہ گرفتار کرکے صاحبقران کے پاس لیکر جاؤنگا لیکن مجھکو راستہ نہ ملا اور نہ معلوم کیونکر
پہونچ گیا اور اوسکو قتل کر آیا یہ کہتے کہ اوسکے پاس تبرکات نہیں ہیں وہ اوسکی بات میں
ہم سے پایہ کمی کا کچھ سے رکھتا تھا برق اول کا نام اسی سے روشن تھا افسوس
کہ فلک نگستان سے نام عیاری اور کار کا رہی جاتا رہا جسوقت مہرخ آفتاب علم نے خواجہ

کو بلول دیکھا کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ عمرو ثالث مع آفتاب علم کے ساتھ چلے جس وقت تمام
لشکر کو طے کرکے اپنے لشکر میں آئے اور ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ کے اپنے خیمہ میں داخل ہو
دیکھا کہ ایک زن بیٹھی مسہری پر لیٹی ہوئی ہے خواجہ ناموس شاہزادہ مع آفتاب
عالم سے جھک کر بیٹھے کہ مع آفتاب علم نے کہا کہ آپ پردہ کی ضرورت نہیں ہے اور اوس
نازنین سے کہا کہ دیکھو خواجہ سلامت کو تمہاری تلاش ہے اوس نے کہا ہاں کیا تم مجکو ڈھونڈھ رہے
تھے تم نے اپنے بہنوئی سے کیوں نہ پوچھ لیا میں تو کتنی روز سے اسی خیمہ میں ہوں عمر ان نے کہا
کہ بھائی تیرا کون اور بہنوئی میرا کون ہے دیکھئے اسے شہزادہ مع آفتاب علم اسکو منع
کیجیے میں آپ کے خیال سے کچھ نہیں کہتا ہوں ورنہ سخت جواب دیتا نازنین نے کہا واہ
بھیا واہ کیا دنیا کا لہو سپید ہے کہ بھائی بہن کو نہیں پہچانتا تم نے خود میری شادی مع آفتاب
علم کے ساتھ کی دو لاکھ روپیہ اوس سے لیا ماں تمہاری راضی نہ تھیں تم نے دنیا کی طمع میں ایک
بیاہ دگر کے ساتھ میری شادی کر دی اسی بنا پر ماں تم سے ناراض ہو گئیں اسطرح یہ
فقرہ بیان کر رہی ہے اور خواجہ بگڑ رہے ہیں کہ بڑی جعل ساز ہے مع آفتاب علم نے
کہا کہ کاہے ایسی عورت کو رکھنا اچھا نہیں ہے ورنہ کسی روز آپ پر بھی کوئی تہمت رکھ کر
چھوڑ دے گی کہ عمرو میرا آشنا تھا نہیں بلکہ اس سے زائد تھا خدا اپنی پناہ میں رکھے ان
عورتوں سے میں تو اب جاتا ہوں یہ کہکر آپ چلے کہ عورت نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا
کہا جاؤ گے کہاں ذرا سنتے تو جاؤ وہ جو زیور میرا درست کرانے کو لے گئے تھے اب تک نہ لائے
میں تو مہا عمر ان سے تمہاری فریاد کرونگی بلکہ یہ کہونگی کہ اس نے میرے ساتھ جبر ایک فعل
کیا ہے میں راضی نہ تھی اور بیدن جوتیاں لگوا کر دربار سے نکلوا دونگی گلی گلی کی ٹھوکریں کھاتے
پھروگے نہیں تو ابھی میرا زیور دو آپ نے چاہا کہ بقوت تمام چھڑا لو ممکن نہ ہوا اب تو آپ مع
آفتاب علم کی طرف پھرے اور کہا کہ یہ طاقت عورت کی نہیں ہو سکتی کہ اسطرح ہاتھ
گرفت کر سکے ہم کو کیا پکا ہے ورنہ چھڑا لیتے کیا یہ بھی ساحرہ ہے مع آفتاب علم ہنسنے لگے اور
کہا کہ یہ وہی ہیں جنکے واسطے آپ رو رہے تھے اور افسوس کر رہے تھے فرمایا کہ برق
ہے بلکہ برق ثانی ہنسنے لگی اور کہا کہ مرشد آپ کیوں رنج فرماتے تھے خدا بھلا کرے
اس شہریار کا جس نے اپنے خیمہ میں پوشیدہ کر لیا خواجہ نے کہا بیٹی تمہارا رنج ہمیں زیادہ تر
اس وجہ سے تھا کہ جو کچھ مال و دولت تم نے جمع کیا ہے وہ سب رائگان ہوگا نہیں معلوم کہاں دفن
ہوگا کسکے ہاتھ آئے اگر ہم سے تم کچھ کہہ جاتے تو اوسمیں تمہارا تیجہ چالیسواں بہت اچھی
طرح کر دیتے ورنہ یہ لوٹ ہمیں پڑ جاتا اور مال مفت میں ضائع ہوتا خیر شکر ہے خدا کا کہ تم زندہ
ہو برق ثانی نے کہا کہ آپکو مال ہی کی فکر رہتی ہے پہلے تو آپ ایسے نہ تھے لیکن جس
روز سے آپ دریائے ... کا پانی پیا اور وارث بادشاہ کے عیاری ہو گئے اوسی دن سے
لالچ ... خواجہ کی بید آئیں بلکہ اور بھی بڑھ گئی ہیں مع آفتاب علم
نے کہا کہ ... ابھی ضبط سے کام اپنا بردباری کو دخل دینا خوشی میں اگر کسی
... یاد رکھو کہ اگر افسوس لگا تو خبر ہو گئی اور آپنے مہا عمر ان
... دیا تو یقین ہے کہ مہا عمر ان اسکے ساتھ مجھے بھی پابند کر

دیر لگے یہ کہو کہ وہ اپنے بھانجی کے غم میں بچوا سسں ہو رہی تھی کہ اوس نے پہچانا نہیں اور
میں نے اس کام میں نہایت عجلت کی کہ جسوقت برق کی تلاش ہونے لگی اور صاحبقران
کو غیظ آیا میں نے دیکھا کہ یہ غیظ ٹالے نہ ٹلیگا تو اتنے جلد اس کاروائی کو کیا کہ برق کو اپنے
خیمہ میں چھپا دیا اور برق ثانی کی صورت کا ایک دوسرا شخص بزور سحر بنا کر بھیجدیا جسے
گرفتار کرکے صاحبقران نے قہر نگاہ سر برہنہ کے حوالے کیا اور اوس نے قتل کر ڈالا
پر اوس رکاتہ کے فوج کا ایک خدمتگار تھا جو سحر سے آگاہ نہ تھا اب انشاءاللہ قہر نگاہ کے
قتل کے بعد خطا انکی صاحبقران سے معاف کرادونگا ابھی انہیں پوشیدہ رکھا ہے میرے
خیمہ میں لوگ یہ نہیں خیال کرسکتے کہ عیار ہی اگر کوئی دیکھیگا تو میرا ناموس سمجھکر خاموش ہو رہیگا
خواجہ خضران نے کہا بہت مناسب ہے جبتک اسکی خطا معاف ہوگا وقت آئے
اوس وقت تک حضرت تو اپنی معمول کر بیٹھیے خوب اسکی نگہبان بیٹھیے حقیقت میں عورت کی عیاری
میں کیا غضب کا روپ اسپر آتا ہے کہ بارہا میں نے دھوکا کھایا اور یہ عیاری اسکی خاندانی
ہے باپ اسکے دادا اسکے سب اسی عیاری کے بادشاہ گزرے ہیں یہ کہکر خواجہ اوسے
برق کو گلے سے لگایا اور رخصت ہوئے کہ اب زیادہ میں نہیں ٹھہر سکتا ہوں جو پریشانی تھی
وہ شاہزادہ شیرنج کے بدولت رفع ہوگئی یہ کہکر رخصت ہوئے اور خدمت صاحبقران
میں حاضر ہوئے امیر نے پوچھا کہان گئے تھے کہا کہون تمہارے قانون دنیا سے الگ
ہیں یہان جسطرح پایا دشمن کو مار ڈالا اوسوقت قہر نگاہ کو دیکھکر آنکھون میں خون اوتر آیا
جی چاہا ابھی جاکر مار ڈالون لیکن تمہارے ڈر کے مارے چپکا چلا آیا برق ثانی کے
کی تصویر میرے آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے اگر طبل جنگ نہ بجتا ہوتا اور وعدہ صبح نہ گذر گیا ہوتا
تو آج ضرور میں اپنے نام پر طبل بجواکر اس بیسوا سے خود مقابلہ کرتا خیر کل دیکھا جائیگا صاحبقران
زمان نے فرمایا کہ بیشک اگر تم جاکر قہر نگاہ کو بھی اسیطرح قتل کر آتے جسطرح عیارات زرین
پوش کو برق نے مارا ہے تو تمکو میں اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اگرچہ برق کا بھی مجھکو نہایت صدمہ
ہے اور تمہارا رنج اوس سے زیادہ ہوتا مگر میں خلاف عدل کبھی نہ کرتا خضران نے کہا واہ
عرب بچہ دی کا تمکو بڑا غم ہے تو نے ساری جان نثاریان برق کی بھلا دین اور ایک کافرہ کے قتل
کر ڈالنے پر اوسکو گرفتار کرکے کافرہ کے حوالہ کردیا یہ خون ناحق تیرے ہی گردن پر ہوا جسوقت
پیش خدا پرسش ہوگی کہ کافرہ کے عوض میں مسلمان کو قتل کیون کرایا تو کیا جواب دوگے
صاحبقران نے فرمایا کہ اپنی گور اپنی اپنی منزل سے تم بچا سکے نہ آتا خضران نے کہا
بچانا کیسا میں تو خود برق کیطرف سے گواہی دونگا کہ اس غریب نے مدافعت [illegible] ا
اوس بیچارہ کو قتل کروایا اوسوقت وہ بے بس تھا آج اسکے انتقام لیا جاتے اور کیون
الٹے یہ بتاؤ کہ جن جادوگرون اور عیارون نے اہل اسلام کو قتل کیا تھا اونکے
بادشاہون اور حاکمون نے کبھی مجرم کو تمہارے حوالہ کردیا فرمایا اگر وہ بادشاہ عادل
ہوتے تو کافر ہوتے اور میں عادل نہوتا تو مسلمان کیون ہوتا خضران نے خاموشی اختیار
کی کہ زیادہ منہ لگنا اچھا نہیں ہوتا غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون کیجانب
چلے صاحبقران اپنے خیمہ میں آئے بادشاہ لشکر اسلام آرامگاہ میں تشریف لیگئے کہ

صبح کو معرکہ قتال و جدال ہے تھوڑی دیر آرام لے لینا چاہیئے لیکن ساحروں نے تمام رات
سحر جگانے تیاری جنگ میں بسر کی ہر طرف آوازیں یا ساحری یا جمشید یا فلاذا کو ان کی بلند
تھیں ڈیرو بج رہے تھے سنکھ پھونکے جا رہے تھے اگیاریاں روشن تھیں بخور گوگل لوبان
کا فور گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا کسی جگہ رال کا دھواں پھیلا ہوا تھا کسی جانب سرسوں
کی چراہندھی ہوئی تھی کسی طرف مال کنگنی کے بیج نکل رہے تھے کہیں پر کالے آتش کے
چمک رہی تھی کسی جا شعلہ لپک رہے تھے کوئی گھی کے چھینٹے آگ پر دے دے کر
بیروں کو اپنے ہوشیار کر رہا تھا کوئی تیل چھڑک چھڑک کر ہمزاد کو جو پکار رہا تھا ہر طرف
مہیب صدائیں بلند تھیں کوئی سینڈھے یا بیجوت کا سر اتر جلوا کر بھینٹ دے رہا تھا کوئی خبیث
مزاج خوک کو ستے سے مٹا کر چھوڑ دیر رہا تھا کسی نے بکرا بھینٹ دیا تھا کسی نے
مینڈھے کو جھٹکا کیا تھا کوئی ماش کے آٹے کا پتلہ بنا کر اوس میں جادو پھونک رہا تھا
خون انسان سے اوسکو نہلا کر دل کر دیئے اوسکو کیلا سے تھے زرہ بکتر خود چار آئینہ
وغیرہ پہنا کر تلوار ہاتھوں میں دیکر پردہ سحر میں پوشیدہ کر دیا تھا کہ وقت پر اس سے
کام لینگے کسی نے اپنی سواری کے واسطے اژدر آتش فشاں تیار کیا تھا
کوئی دائرہ بچار رہا تھا کوئی خنجری بجا رہا تھا ہر ہر طریقہ سے بیروں کو قابو میں کر رہے
تھے کوئی خوشامد سے کوئی دعوت سے کہ وقت پر کام دیں اور جنگ سے منہ نہ موڑیں
کسی نے انگشت چاک کر کے خون انسان کا مزا چکھا دیا تھا کہ دشمن پر جھک کے ساتھ جائیں
اور کوتاہی نہ کریں کسی نے زبان میں سوئیاں چبھو کر لہو زبان کا پتلہ سحر کے ہونٹوں میں لگایا
کہ خدا پرستوں کا خون دل سے اسی طرح پی لینا کوئی دو ہتڑ زمین پر مارتا تھا اور کوئی سر
کے بال کھولکر چیختا تھا کوئی کچھ بڑبڑا رہا تھا کوئی سر ملا رہا تھا کوئی جستک دے دیکر
اپنے سحر کو عادی کر رہا تھا کہ جسوقت تالی بجاؤں سحر کام کرے اور دشمن سے بچائے اور
اونپر حملہ کر کے اوسکو دکر دے مبہوت آسمان شگاف اپنے بیروں کو جگا کر انکو بھینٹ
دے رہا تھا مواج گرد باد اپنے سحر کو عجب عجب طریقوں سے جگا رہا تھا نئے نئے
منتر پڑھ رہا تھا جنتر زمین پر کھینچ کھینچ کر بیروں کو سامنے طلب کر کے اونکی خوراک بھینٹ
دے دے کر بیدار رہا تھا کہیں بیگناہ انسان انکے سامنے لا کر ذبح کیئے جو بیچارے مسافر
تھے اور نہ معلوم کہاں جا رہے تھے قہر نگاہ سحر ہفت سر نے اور سب سحر تو جگائے
ہی تھے کہ جنکا اظہار بر وقت مقابلہ ہوگا لیکن اس نے سحر حیات زرین پوش
کو بھی اپنے تابع کیا ہے اور وہ یہیں کہتی ہے کہ غیر ساحروں پر اسی سحر سے کام لونگی
اور اسی کے سحر کے عوض اسکے خون کا لونگی دفن کرتے وقت زبان کی نوک اس نے
قطع کر لی تھی اور اوسے امانت رہنے دیا تھا جسوقت اپنے سحر جگانے سے فرصت ہوئی
اور اپنے سحر تیار کر چکے تو اوس نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور ایک
بیگناہ جسکو لشکر خدا پرستان سے پکڑ لے گئی تھی کہ وہ بیچارہ حد لشکر سے نکلکر دریا
کی طرف جا رہا تھا ورنہ شیخ آفتاب علی کی وجہ سے لشکر کے اندر قہر نگاہ
کچھ نہ کر سکتی تھی اور اگر ایسا قصد بھی کرتی تو اوسکا حال کھل جاتا اور مقابلہ قبل از وقت

ہوجاتا یہ خیال کرکے گھات مین رہا جسوقت اس نے دیکھا کہ یہ اجل رسیدہ مسلمان حلقۂ لشکر
سے نکل آیا ہے بس بقوت سحر ہاتھ اپنا دراز کرکے اوٹھالائی اور خون سے اس بیگناہ کے اوس
پتلی کو نہلایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے وہ نوک زبان جو حیات زرین پوش کے دفن کے
وقت قلم کرلی تھی اس پتلی کے منھ مین دی اور خون اپنے بائین چھنگلیا کا اوسکے منھ مین ٹپکایا کہ
پتلی گویا ہوئی اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا اے سحر حیات زرین پوش اپنے مالک
کے خون کا بدلہ ان خداپرستون سے لے اور سحر ساحران کا جواب دے یہ کہکر اوسی پتلی کو ایک
شیشہ مین بند کرکے جھولی مین ڈال لیا اور منتظر وقت کے ہوئے یہان لشکر اہل اسلام سے
کچھ دور پر مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو اوتارا ہے یہان سحر جگا رہے ہین (?) عطر و گلاب
و کافور و صندل سلگ رہا ہے کوئی کچھ لکیرین زمین پر کھینچ رہا ہے کوئی انگشت کے اشارے
سے ہوا کو مسخر کر رہا ہے کسی نے زمین کو لیپ کر صندل کے چھاپے دیئے ہین کچھ پھول کیوڑے
جوہی چنبیلی وغیرہ کے رکھے ہین منقلین روشن ہین مریخ آفتاب علم نے مشک و عنبر
اگر کے بخور سلگا کر تمام صحرا کو معطر کردیا بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین کبھی بجلی اچک کر نظرون سے
پوشیدہ ہوجاتی ہے کبھی ایک شعلہ سا لپک کر رہجاتا ہے کبھی پریان ہاتھ جوڑے
ہوئے سامنے آتی ہے کبھی دیو مہیب اپنی متابعت ظاہر کرکے نظرون سے پوشیدہ ہوجاتا
ہے غرضکہ رات بھر مین جتنے سحر انکے تھے سبکو جگا کر نماز صبح تک فراغ حاصل کرلیا جسوقت
سپاہ انجم میدان فلک سے شکست خوردہ گریزان ہوئے اور علم کہکشان سلامی ہوا بادشاہ
شبستان یعنے ماہ درخشان کا چہرہ وہیم فلک کے قبضہ سے نکلا اسنے بیرق و نشان نگون (?) کردیا
وہیر (?) فلک نے چہرہ مریخ و کیوان و مشتری زہرہ کو قلم زد کیا تمام کشور افلاک عمل شاہ خاور
مین آگئے سپاہ نور نے ہر ہر مقام پر اپنا قبضہ کیا اور سپاہ سیاہی کو شکست دیکر گوشۂ
مغرب مین قلعہ بند کردیا طبقۂ ارض کے رہنے والے خواب غفلت سے بیدار ہوئے اپنے اپنی
حال سے خبردار ہوئے ٹھٹھرے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا صدائے کوس سفر
نے پس ماندون کو پریشان کیا غربا تلاش معاش مین چلے امرا عیش شب سے فراغ
حاصل کرکے عشرت روز مین مصروف ہوئے پہرے والون نے پہرا بدلا یا جاگنے والون نے
سونے والون کو جگایا اور نیند نے جاگے ہوؤنکو سلایا پرند اپنے اپنے آشیانے سے نکلکر
کوئی شاخ درخت پر زمزمہ سنجی کرنے لگا اور کوئی زمین کیطرف فکر (?) شکم پروری مین چلا چرند
گیاہ سبز کیطرف متوجہ ہوئے درندے تلاش شکار مین چلے باغون مین ناشگفتہ غنچے نسیم
سحری کے دست اندازی سے کھل کھلا کر ہنسے اور کھلے ہوئے پھول مرجھا کر شاخون سے
زمین پر گر پڑے شبالے (?) عالم کی خبر دینے لگے بلبلین بیقرار ہوکر نشیمن سے نکلین اور رشتہ سے (?)
عاشق کیطرح گلون سے لپٹی لگین قمریان شمشاد و صنوبر پر اوڑکر بیٹھین طوق محبت گلے
مین ڈالے ہوئے عشق کے دم بھرنے لگین فاختہ سروسہی کے عشق مین لباس فقیرانہ
پہنے نعرۂ حق سرہ بلند کرنے لگی نسیم سحری نے سبزۂ خوابیدہ کو پتنا (?) جگایا اوسپر (?)
خواب اوسکا زیادہ ہوا لالہ کوہی نے خون سر فرہاد یاد دلا کر عاشق مزاجون کی جان
شیرین کو تلخی مرگ یاد دلادی دامن صحرا کو گورلا (?) نے پھولون سے تختہ (?) کردیا

درین آشکارا چہ دارد نہان	بہ بینم کہ تا کردگار جہان

دیکھا چاہیے کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے شہزادہ مہرخ آفتاب علم نے عرض کی کہ فضل پروردگار
اور آپکا اقبال چاہیے تو کیا حقیقت ہے ان ساحرون کی ایک ایک انکھر کے یہ سب ہین صاحبقران
زمان نے فرمایا کہ وہی خالق ذوالمنن معین و مددگار ہے جسکے واسطے ہم جان اپنی ہتیلی پر لیے
ہین یہ کہکر رخصت ہوتے اور اپنا لشکر سپاہ اسلام سے آگے بڑھاکر صفین قائم کین اور آپ
بھی تیہ سواری آگے بڑھ [illegible] ہوئے کہ دیکھا فوج کفار کے ساحر بھی میدان حرب مین
آکر پہونچے ایک لاکھ [illegible] ساحر بلا سے بد آفت کے پرکالے جھولیان [illegible] کاندھون
پر ڈالے کوئی گرگ سحر پر سوار کوئی پلنگ پر بیٹھا ہوا کوئی فیل کو زیر ران کیے کوئی اژدر
سحر پر سوار منہہ سے آگ برساتے ہوئے اسیطرح مختلف جانوران سحر پر سوار ڈھول [illegible]
بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ترسول پھول ہاتھون مین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر
لٹکاتے ہوئے اومین ترسول ناریل ترنج [illegible] سوئیون کا گولہ فولادی خاک قبر جمشیدی وغیرہ
جھولیون مین پڑے ہوئے [illegible] ہاتھون پر [illegible] قشقے کھینچے ہوئے آوازین
یاسامری یا جمشید یا خداوند لقا ان تاجدار [illegible] بلند آگے آگے بہوت آسمان شگاف
نار فسون اسکے ہاتھون مین [illegible] آنکھین سرخ رنگ سیاہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ساغر خون سے پیے ہوئے [illegible] ایک طرف ہوا رج گرد باد جادو [illegible]
لباس پہنے ہوئے اژدر [illegible] پر سوار بات بات مین منہہ سے دھوان نکلتا ہوا اسباب سحر سے
آراستہ گلے مین بجاتے زنار آگ [illegible] سیاہ لپٹا ہوا [illegible] قہر نگاہ [illegible] غضب
بھری ہوئی اسباب سحر [illegible] آگے بڑھ کر ایک تخت سحر پر سوار میدان
جنگ مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین اب نقیبون نے نکل نکل کر صدا دی کہ اے بہادران
صف شکن و دلاوران تہمتن یہ روز نام و ننگ ہے دیکھا چاہیے آج کون کون میدان حرب و ضرب
مین داد مردی و مردانگی دیکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرتا ہے اور کون کون با فتح و فیروزی
واپس ہوتا ہے اور کون کون خاک [illegible] اور بار ذلت پر لیتا ہے ہان اے جوانو آج نام رستم
و سہراب کو پردۂ دنیا سے مثل حرف غلط کے صفحۂ دنیا سے مٹادو اور اپنے شمشیر آبدار کی
ضرب سے سکہ اپنی دلاوری و بہادری کا جاری کردو اس لیے کہ مرنا ہر طرح ہے آج
مرے تو کل مرے تو ایک روز سبکو فنا ہے اوسی کی ذات کو بقا ہے کیسے کیسے
بادشاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گئے اور وہ حشم و جاہ اونکا ایسا خاک
مین ملگیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ہے ؎

مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے	نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا

جن بادشاہون کے رعب و داب سے فلک لرزتا تھا زمین جنبش مین آتی تھی آج استخوان
و گوشت اونکے کیڑون نے کھا لیے ہین قبر کا نشان تک باقی نہین ہے ؎

[illegible]	پاؤن پھیلاتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے

جنکے آغوش تمنا کے معشوق تمنا کرتے تھے آج وہی آغوش [illegible] قبر مین [illegible]
حسن و حرکت بھی نہین وہ خوش لباس [illegible] پوشاک نفیس [illegible]

مین لیٹے ہوے پڑے ہین مسند نشینان حکومت کے واسطے بھی وہی بستر خاک ہی اور تخت نشینون کے لئے تختہ تابوت ہے ۔ ع

اشعار عبرت آثار

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین
سب دوست ہین اپنی مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

آئینہ و ساغر پر باہم حیرت مین ہے دل آنکھین ہین ہم
یاد آتی ہین اسکندر و جم اب جھوٹا شمار کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دور و نوکا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا ہے تاج اوسکا اسکندر و دارا کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہی پوچھا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام ہے یہ
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے کا تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
ایک شمع جلادی تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد او نکے
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا مضمون ہی نازک تر
اوس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

اے بہادر و یہ تماشائے عالم پوشیدہ نہین ہے اس لیئے کہ کبھی صبح ہے کبھی شام کبھی دن ہے کبھی رات کبھی سردی ہے کبھی گرمی کبھی آفتاب عالمتاب کے دور دورے ہین اور کبھی مہتاب جہانتاب کا عمل ہے اس زندگی مستعار کا کیا اعتبار ہے ایک نفس کی آمد و شد پر دارومدار زندگی ہے جسوقت یہ انتظام بگڑا ہستی عدم ہوگئی اور بقا فنا سے بدلگئی جب اعتبار زندگی نہین تو کس روز کے واسطے جان کو بچاتے ہو بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین کیا معلوم اگر آج جان بچائی تو کل ایسی موت نصیب ہو یا نہو جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے دونون لشکرون مین ایک غل ہوا باجے جنگی بجنے لگے علم جلوہ گری پر آگئے رگون مین دلاورون کے خون شجاعت جوشزن ہوا اور فہر نگار سپہر کی آنکھون مین خون اوتر آیا دنیا نگاہون مین تاریک ہوگئی حیات زرین پوش کی تصویر آنکھون کے پیچھے پھرنے لگی اس دلمین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس لیئے کہ بہتر ہوا اگر عظمت سحر نشان سے میرا سامنا نہو یہ تصور کرکے اپنے تخت سحر کو اشارہ کیا کہ وہ مانند لکہ ابر کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان مین حیات زرین پوش کے خون کے بدلے اگر تم سبکو بھی مٹا دونگی تو بھی یہ داغ میرے دل سے نہ مٹیگا لیکن مین جہانتک قابو پاؤنگی کوتاہی نہ کرونگی جس نے میرا سحر روکنا ہو اور جواب دینا ہو وہ ہوشیار ہو جائے یا مقابلہ پر آئے اس لیئے کہ مین اپنا وار کرتی ہون مہرخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ مین موجود ہون اور پہلے سے ہوشیار ہون جو بات تیرے ذہن مین ہے بعد کو آئی ہوگی مین نے اوسکا پہلے سے انتظام کر رکھا ہے تو کبھی ہرگز نہ کرنا یہ کہکر اپنا تخت فیروزہ اور آگے بڑھایا اور کہا کہ بس مقابلہ مین تیرے اتنا بیکار ہے انشاء اللہ تیرے سحر کا جواب یہین سے دونگا یہ سنکر فہر نگار سپہر نے کہا کہ آپ سے مقابلہ کرنے مین میرے واسطے ہر طرح بہتری ہے اس لیئے کہ آپ وہ شخص ہین جنہون نے طلسم فیروزہ کو فتح کرایا فیلسوف صاف باطن کو مطیع اسلام کرایا اور بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی کو زیر کر کے مطیع اسلام کرایا آپکے اندام جادو آپہی ذات سے شکست

کھا کر بھاگا اور یہان آکر پوشیدہ ہوا لہذا آپ ایسے عالی خاندان و بلند مرتبہ شخص سے مقابلہ
کرکے اگر جان دی تو بھی باعث افتخار ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ماری گئی اور اگر مارا
اور فتح یاب ہوئی تو سحر سازی کے جھنڈے گڑ گئے تمام دنیا مین نام ہوگیا یہ کہکر اس نے
وہی پتلی جھولی سے نکالی جسمین سحر حیات زرین پوش کو بند کیا تھا اور کہا کہ جا لشکر
اسلام پر اور اپنے خون کا بدلا لے بس یہ کہنا تھا کہ وہ پتلی تڑپی اور تڑپ کر قد مثل انسان
کے دراز کیا اور لشکر اسلام کی جانب چلی ایک آدھ ساحر لشکر مہرخ آفتاب علم نے
جھپٹ کر روکنا چاہا لیکن پتلی نے آواز دی کہ کیا تو بھی میرے خون مین شریک تھا بس
منہ کھلنا تھا کہ ایک شعلہ دہن سے نکلا اور جسپر گرا جلا کر خاک کر دیا اگر کسی نے سپر سامنے کی
پر رو کے جب بھی رد نہو سکا اور سپر کو توڑ کر سینہ کے پار گذر گیا غرض یہ حالت ہوئی کہ
پتلی ادھر جا پڑی جس سے کہا تو میرے خون مین شریک تھا شعلہ نکلکر سینے سے پار گذر
گیا اب تو ساحر ڈر گئے اور بلکہ جان بچانے لگے جسوقت ساحرون نے کنارہ کشی کی تو یہ پتلی
لشکر صاحبقران عالیشان کیطرف چلی اور پکارتی کہ مین تو آج بغیر اپنا خون بہا لیے
نہ پھرونگی کیا حیات زرین پوش کا خون یونہی ادہر جائیگا جبتک زمین
شفق گون نہ کرونگی اوسوقت تک جبتک سیر نہ ہو جاؤنگی ساحرون نے بڑھ بڑھ کر
اپنے سپاہیون کو سپر کیا لیکن پتلی نے جس سے کلام کیا شعلہ نکلکر اوسکے سینے سے پار ہوگیا
بہت سے لوگ مارے گئے اور اب ایک تلاطم ہوگیا مہرخ آفتاب علم کچھ دیر تک
خاموش کھڑے رہے اس لیے کہ رد سحر کی ترکیب ذہن مین نہ آئی تھی دل مین کہتے
تھے کہ اس لڑکی نے بڑی چالاکی کی کہ سحر کو قید کر رکھا تھا کوئی نتیجہ حیات زرین پوش
کے مرنے سے اہل اسلام کے فائدہ کا نہ نکلا اس لیے کہ ہنوز سحر اوسکا اوسیطرح جوش پر ہے
اگر وہ خود زندہ ہوتی تو اور کیا مقابلہ کرتی اور فکر یہ تھی کہ ایسا رد سحر ہو جو قہر نگاہ تھی کہ
کہ ہم نے کسی پر حملہ کیا تھا تو اوسکا جواب پایا تھا اس سے عرصہ گذرا اور ادہر قہر نگاہ
سحر پیشہ سمجھی کہ میرا وار چل گیا بس اب یہی سحر سازی لشکر اسلام کے غارت کرنے
کو کافی ہے اودھر لوگ کہہ رہے ہین کہ بادشاہ طلسم فیروز کو بڑے دعوے تھے اور
اتنا بڑا نام تھا مگر اب کچھ بنائے نہین بنتی ایک سحر بھی اپنے رد نہین ہوتا مفت مین
صد ہا جانین تلف ہو رہی ہین ۔ ع

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا ۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

مہرخ آفتاب علم تو اسی شعر کے مصداق ہو رہے اوسطرف پتلی جدہر جاتی کسطرح
منہ کھولے ہوئے جاتی ہے صفون پر صفین اور پرون پہ پرے گرتے جاتے ہین کہ
یکایک مہرخ آفتاب علم نے آواز دی کہ او سحر حیات زرین پوش
ادہر آ مین تجھے نام قاتل کا بتادون کیون بیگناہون کا خون کرتی ہے اور قاتلون
کو چھوڑے دیتی ہے یہ سنکر پتلی اسطرف پلٹی کہ آپکا احسان ہوگا آپ ہی
بتا دیجیے یہ کہتی ہوئی جو مہرخ آفتاب علم کیطرف چلی شعلہ دہن سے
نکلکر مانند تیر شہاب مہرخ آفتاب علم کیطرف چلا بس جیسے ہی یہ شعلہ قریب

اب اونھون نے مثل کبوترون تاو دے لگانا شروع کیے اور بلند ہونے لگے
تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ قد انکے بالشت بالشت بھر کے ہو گئے اب تمام لشکر دیکھ
رہا ہے کہ یہہ کیا کرتے ہین صاحبقران نے بھی ایسا سحر نہ دیکھا تھا غور سے ملاحظہ
فرما رہے ہین اور دلمین کہتے ہین کہ عجیب سحر ہے تھوڑا عرصہ اور گذرا تھا کہ دیکھا
وہ جگنو نہین ہین بلکہ ہاتھ بھر کے پتلے ہین اور خنجر اونکے ہاتھون مین چمک رہے ہین
جسوقت سحر نے پوری ہیئت پیدا کی تو قہرنگاہ نے اشارہ کیا کہ لینا لشکر حریف
کو کہ ان لوگون نے خدا اور رسول سے سرکشی کرنا شروع کی ہے بس یہہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلے
لشکر صاحبقران اور لشکر مہرخ آفتاب عالم کی طرف چلے اور خنجر تان لیے سرداران
لشکر اسلام نے تلوارین کھینچ لین لیکن پتلے آتے ہی لپٹ پڑے اسطرح آئے کہ یہہ
معلوم ہوا کہ تیر آیا جسنے پتلون پر تلوار ماری تلوار تو ٹوٹ گئی لیکن پتلے کے جسم
پر چرکا بھی نہ آیا ساحرون نے سحر کیے سحر بھی بیکار ہو گئے اور کچھ نہ ہوسکا اودہر ساحران
لشکر کفار خوش ہو رہے ہین اور قہرنگاہ کی تعریف کر رہے ہین اودہر جادوگران
لشکر مہرخ آفتاب عالم مین اک غدر ہے پتلے جسکو لپٹ کر خنجر مارتے ہین وہ ہلاک
ہوجاتا ہے پتلون پر کوئی سحر اثر نہین کرتا بلکہ سحر بھی پلٹ پڑتا ہے اک قیامت
برپا ہے جسنے پتلے کو آتے دیکھا ترنج سحر مارا ترنج پتلے پر پڑتے ہی پلٹ پڑا
اور اوسی کو ہلاک کیا اگر کسی نے گولا فولادی مارا اور پتلے کے سینہ پر پڑا اچٹا
گیند گولا اپنی طرف نکلا چلا گیا اب جو پتلہ لپٹ کر خنجر مارتا ہے ساحر دم بھرمین
پھڑک کر ہلاک ہوگیا ساحران لشکر کی تو یہہ حالت ہے جو غیر ساحر ہین انکا کیا ذکر ہے
پتلے ہر ایک سے لپٹے ہوئے ہین جان بچانا دشوار ہے اگر ایکو روکا کلائی پکڑلی
تو دوسرا لپٹ پڑا تیسرے نے آکر خنجر مار دیا کوئی صورت مفر کی نظر نہین آتی
ہے یہہ دیکھکر مہوت آسمان شگاف نے اک سحر کیا کہ آندھی چلی بڑے
بڑے پتھر اوڑکر لشکر اسلام پر گرنے لگے لوگون کو ہلاک کرنے لگے اور جسقدر
مشعلین سحر مہرخ آفتاب عالم سے روشن تھین سب گل ہوگئین پھر وہی تاریکی
چھا گئی ادھر تو آندھی اس زور و شور سے چل رہی ہے کہ سوار گھوڑون پر سے
گرے پڑتے ہین ہر کسی قابو مین نہین ہین منہ کے بل گرے جاتے ہین اودہر تاریکی
مین دم گھٹا جاتا ہے اندھیرے مین کچھ نظر نہین آتا ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا
پتلے اسطرح آتے ہین کہ اب دکھائی نہین دیتے جسکے لپٹ کر خنجر مارا وہ ہلاک
ہوگیا تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین ادہر تو آندھی سے دم گھٹ
رہا ہے پتھر برس رہے ہین خاک آنکھون مین بھر گئی ہے جو ساحر ہین
وہ سحر بھولے ہوئے ہین جسکے منہ مین تھوڑی سی خاک چلی گئی سحر فراموش
ہوگیا نہ بات کرتا ہے باقی رہے اودہر پتلون نے لاشون پر لاشین گرا رکھی ہین
اس تلاطم مین لوگ دست بدعا ہوئے کہ اے رب پاک ذات اس
بلا سے کیونکر نجات دے تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین

کس کس سے بچین اور کیا کرین مرنا تو ہر طرح ہے مگر اسطرح بیدست و پا ہو کر
مرنا عجب بے کسی کی صورت ہے پروردگارا صدقہ اپنے رسول برحق کا جنکو
تو نے غار مین بچایا اور چاہ مین حضرت یوسف کی مدد کی طوفان سے نوح کو امان
دی آتش نمرود سے خلیل کو نجات بخشی بلکہ اوس آگ کو گلزار کر دیا ہمکو بھی ان
بلاؤن سے نجات دے اور اپنے دامن پناہ مین چھپا لے ادھر تو یہ لوگ مضطرب
الحال مصروف دعا ہین ادہر صبح آفتاب علم نے ایک ترنج سحر جوڑے سے نکالکر
اپنے نشان پر مارا کہ اک شعلہ بھڑکا اور تمام صحرا روشن ہو گیا اک بدر کامل اوس نشان
سے نمودار ہوا اور وہ تاریکی برطرف ہوئی صحرا روشن ہو گیا بہوت آسمان شگاف
جادو نے جو گھبرا کر اوس بدر کی طرف دیکھا تو عجیب قیامت دیکھی کہ چاند کے اندر اک
آفتاب محشر جلوہ گر ہے یعنے اک نازنین مہرجبین بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہوئی ہے گوشوارے
کانون کے چمک مین وہ برق ہے جو خرمن جان کو پھونکتی ہے سر سے پاؤن تک
زیور مین لدی ہوئی بال وہ لانبے لانبے کہ جان عاشق وبال مین پڑ جائے بلکہ طائر دل
کے واسطے دام فریب ہین اور سیاہی اونکی شب فرقت و تاریکی مدفن کا نمونہ ہے
ہر حلقہ زلف اک کڑی زنجیر کی ہے کہ جسکی سختی اوٹھانا دشوار ہے یا اک ابر کا لکہ ہے
جو آفتاب پر سایہ افگن ہے مانگ غیرت کہکشان جادہ راہ ظلمات پاؤن سمجھیے کہ
اک لڑے موتیون کی کشتی حد پر مین رکھی ہے ماتھا ساتوین تاریخ کا چاند جسکی
صفائی سے چاند بھی ماند ہوتا ہے بینی نخل حسن و خوبی کے شمع گوش ایسے
خوبصورت کہ تمام اعضا کی ناک مین لونگ کان کے مانند شعلہ شمع کے
فرو دیر ہی ہین عارضون کے صفائی سے آئینہ بے نور غبار و کدورت سے
پاک یا یہ کہیے کہ دو چاند یا دو آفتاب ایک وقت مین پہلو بہ پہلو نمودار ہوئے
ہین لب برگ گل سے زیادہ نازک دندان رشک اختر و گوہر جنکے خیال سے بجلیان
گرا تی ہے چاہ ذقن کی چاہ یوسف دل کو خود گر پڑنے پر آمادہ کرتی ہے
سیب زنخدان کی تازگی روح افزائے دل پژمردہ ہے وہ صراحی دار گردن
کہ جسپر ہزارون گلے کٹین دیکھکر مست شراب محبت ہو جائین بس یہ دیکھکر
بہوت آسمان شگاف مبہوت ہو گیا عشق کا دم بھرنے لگا اوس نازنین
نے اشارہ سے کہا کہ دور سے کیا دیکھ رہے ہو پاس کیون نہین چلے آتے
یا کسی نے منع کیا ہے اری مین تو اس میدان کارزار مین تمہاری تلاش کو آئی
اور تم مجھسے دور بھاگتے ہو بس یہ اشارہ کرنا تھا کہ بہوت دیوانہ وار اوس طرف
چلا لیکن ساتھ ہی نظر مواج گرد باد جادو کی بھی اس نازنین پر پڑی یہ بھی اوسی طرح
دیوانہ ہو گیا اور پکارا کہ اس سے تو صورت مین ہزار درجے اچھا ہون مگر کیا قدرشناس ہو
کہ تم اس کالے بہیر دوزخ کے کندے تمہارا کو کے بند سے پر فریفتہ ہوتی ہو نازنین نے
کہا کہ تم مین وہ بات کہان جو اسمین ہے دیکھو تو یہ زرد زرد آنکھین سیاہ رنگ مین کیا
لطف دیتی ہین جیسے شب تاریک مین دو جگنو چمک رہے ہین مواج نے کہا کہ مین اسپہ [illegible]

ہو مر گئی پوتے نے انتقال کیا خدا رکھے ابھی سچ کو اوسکے ساتھ حمزہ ثانی نے الہی بد خلقی کی
کہ صبح اپنی اولاد کے وہ نہین معلوم کہان چلا گیا کچھ اوسکی خبر نہین افسوس کہ ہماری کبھی خبر لینے والا
اسوقت سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین ہے شوہر جیسے خانہ کعبہ تشریف لے گئے اونکی خبر بھی
نہین کہ زندہ ہین یا نہین اب نرغہ کفار کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے ہر ولایت مٹی خراب ہے جو سردار
اور ملازم ہین وہ لائق مقابلہ نہین ہین ہر چند کہ الماس خان بہادری اور مظفر بن
صیغم خون آشام نے بہت کچھ تسکین دی ہے کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے
آپ پر آنچ نہ آنے پائیگی لیکن رابعہ اطلس پوش اک زن بہادر ہے کہن سال ہین
بڑے بڑے لڑائیون کے واقعات سنے ہوئی ہین خاموش رہین مگر گیتی افروز سے کہا کہ بیٹا
پہنچا تمہارا تمہارے ملک کے خراب کرنے کو آتا ہے تمہین اوسکی ذات سے کیا امید ہے ملکہ
گیتی افروز نے عرض کی کہ جب وہ کافر ہے اور ابھی تک راہ راست پر نہین آیا ہے تو سوا
دشمنی کے اور کیا امید کرنا چاہیے خدا جانے کیونکر پیش آئے اور کس بے حرمتی کا سامنا ہو رابعہ
اطلس پوش نے کہا ہان میرا بھی ایسا ہی کچھ خیال ہے اپنے اپنے سامان حفظ آبرو سے ہشیار
رہنا چاہیے لیکن حال مظفر بن صیغم خون آشام کا سنیے کہ انہون نے قلعہ سے دور آگے
بڑھ کر خیمہ برپا کیا ہے اور الماس خان بہادری سے عرض کی ہے کہ آپ قلعہ کی حفاظت کا
خیال رکھین صبح کا وقت ہے صحرا رشک گلشن ہو رہا ہے سبزہ کی دید سے روح تازہ ہوتی ہے
کوہ ٹیلے کی بہار قابل دید ہے اوسنے ہر برگ درخت پر عجیب لطف پیدا کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
صدف مین گوہر آبدار چمک رہے ہین لیکن اک سناٹا سا ہے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی لوٹ لے
گیا ہے جسوقت سے شاہزادہ ملک قاسم کا انتقال ہوا ہے دشت و کوہ کوچہ و بازار
سنسان معلوم ہوتے ہین کوئی گھڑی بھر دن چڑھا ہوگا کہ دیکھا مظفر بن صیغم خون آشام
نے کہ جانب مغرب سے یک گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر معلوم ہوئی مظفر بن خون آشام
نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا یکایک آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور قبل
گرد سے کئی سو علم نشان کے لاکھ سوار کا نمودار ہوئے کہ سب پھریرون پر علمون کی تحریر تھا ارژنگ
بن زمرد ثانی کی تحریر تھی آگے آگے قرماسپ بن قمر ماسپ بن طہماسپ بن
طہماس بن منقول پہلوان پر در ساڑھے چھ سو من کا ساطور باندھے ہوے بارگاہ کا
اٹالہ لیے ہوئے آکر پہونچا اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوا اسکے بعد ویلم بن فتح
اور اسلم بن تورج دو دو لاکھ سوارون سے آکر پہونچے انکے بعد اور بہت سے
سردار آئے سب کے آخر مین ارژنگ بن زمرد تخت خداوندی پر بیٹھا ہوا تاج
سر پر رکھے چتر پھرتا ہوا پشت پر بھی سپاہ بیکران آکر داخل بارگاہ ہوا اور سراپردہ زرنگار نصب ہوا
نفیر دف دشمنہ برپا ہوا لیکن دوسرے روز ارژنگ نے اک سردار کو بھیجا کہ جاکر
مظفر بن صیغم خون آشام سے کہو کہ آپ اوس شخص کے داماد ہوئے ہین جنکے بیٹے
خداوند زمرد شاہ باختری کے خالہ قدرت کے فرزند ہین تو خداوند کے
بھائی ہوئے اور خداوند زمرد ثانی کے چچا ہوئے اور مجھے بھی دعوا ہے کہ خداوند صحیح
تو موجودہ خداوند کے دادا ہوئے بڑے حیف کی بات ہے کہ جسکا رشتہ تین

خداوندان سے ہو وہ اک بجادر زادہ ملکہ کے پوتے کا رفیق ہے جسکو
عبرت آتی ہے جسوقت لوگ آپ کا ذکر کرتے ہین لہذا آپ کو لازم ہے کہ خدا
پرستون سے کنارہ کیجئے اور میرے پاس چلے آئیے تو مین آپ کو ہمیشہ قدرت
معین کرون کیونکہ آپ حالات سے ان خدا پرستون کے خوب آگاہ ہین
آپکی راے سے جو تدبیر کی جائیگی وہ کبھی چوٹ نہ پڑے گی اور اگر
اسکے خلاف کیجئے گا تو مین قسم کہاتا ہون اپنے خداوندی کی کہ ایسی تقدیر
پیدا کرونگا کہ پھر وہ تقدیر کبھی نہ بدلے گی قیلوس بدنہاد نے یہ پیغام مظفر بن
ضیغم خون آشام کو پہونچایا مظفر نہایت برہم ہوے اور کہو کہ جا کہدینا کہ تو
بھی کافر ہے اور تیرا باپ بھی کافر تھا اور تیرا دادا بھی کافر تھا سب گمراہ تھے مین تجھے
نصیحت کرتا ہون کہ دنیا کا جاہ وحشم عزت عقبی کے آگے ہیچ ہے اسلئے کہ
یہ فانی ہے اور وہ جاودانی ہے علاوہ اسکے بادشاہی بھی خدا ہی سے
کم نہین ہے صرف بادشاہت کر خداوندی کے دعوے سے باز آ کیا تو نے
سنا نہ ہوگا کہ تیرے دادا کیسے سامان تھے کہ دیو اور ساحر اور
پہلوانان زبردست اوسکے محکوم تھے اٹھارہ ہزار عالم کا مالک یا تو
کا بادشاہ تھا بلکہ خداوند کہلاتا تھا اوسے صاحبقران عالیشان نے جسکو
کو تو بجادر زادہ ملکہ کہتا ہے ساری خداوندی برباد کردی اور کس ذلت
وخواری سے مارا گیا کہ ماہیان دریا اوسکا نان ہوا اوسکے حال پر گریہ
کرتے تھے بس دیدہ غفلت سے پردہ ظلمت کو اوٹھا اور نور ایمان کو دیکھ
اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کر یقین ہے کہ پھر تو اوسی رتبہ اعلی کو پہونچے جو
تیرے دادا کو حاصل تھا اور تیرے باپ کو نصیب بھی نہوا اور مین مرنے سے
نہین ڈرتا ہون اگر تو نہ مانیگا اور لڑے گا تو ضرور لڑونگا ہرچند کہ لشکر
میرے ساتھ کم ہے اور فوج تیری بے شمار ہے اور مین ضعیف ہو چکا ہون اور
پہلوانان زبردست سے مقابلہ کرنا پڑے گا مگر پروردگار عالم توانا ہے
اگر اوسکو منظور ہوگا تو مین اون جوانون پر ضعیفی مین غالب آؤنگا اور
اگر قضا اسی بہانہ ہے اور مقدر مین خلعت شہادت ہے تو سبحان اللہ خوشا
نصیب اوس شخص کے جو راہ خدا مین مارا جائے جسوقت قیلوس بدنہاد
آوازہ یہ جواب پیغام لے کر ارژنگ بن زمرد پاس پہونچا اور سب باتین
بیان کین ارژنگ بن زمرد کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جسنے مذہب
اسلام اختیار کیا عقل اوسکی زائل ہوگئی مصلحت وقت نہین سمجھتے بس خدا
پر بھروسا کئے بیٹھے رہتے ہین کافر مسلمان بہت جلد ہو جاتا ہے لیکن مسلمان
کافر نہین ہوتا ہے یون نہ آئیگے اب مین تدبیر قتل کرتا ہون بجیکے طبل جنگ
اوسی وقت نقارہ رزمی پر چوٹ لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس آئے اور بیان کیا

کہ اسکو کیفار میں طبل جنگی بجا ہے مظفر نے کہا کہ ہمارے یہاں بھی لشکر اپنی دیوتا سپہ بانی بجے
طبل جنگی بجے بھی اب اپنی زندگی ناگوار ہے چاہتا ہوں کہ جلد شہید ہوں شاہزادہ ملک
قاسم کے پہونچتے ہی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی ان چھوٹوں
نے بھی اگر بہت کو چست باندھا اور مرنے پر آمادہ ہوئے ایک ایک سے کہتا تھا کہ بھائیو اب
اگر بہت جیے تو دو چار برس اور جیے انجام میں مرنا ضرور تھا شکر خدا کرو کہ اگر اس جنگ میں
مارے گئے تو خلعت شہادت سے سرافراز ہوئے ایک ایک کے گلے ملتا ہے کسی نے
کفن پہن لیا ہے کسی نے خضاب کیا ہے کہ کل روز مرگ ہے عروس موت سے جوان
بنکر ملنا چاہیے اور شاہزادہ ملک قاسم اس صورت سے شاید دیر میں پہچانے تو وہ پہچانے
بنانا چاہیے جس سے شاہزادہ وہ جلد یہان لے گیو نگاہ اس کے سامنے ایسی شفقت سے ہوئی تھی
مظفر بن ہیثم ہون اتنا کہہ کر بیچ شفقت ملکہ رابعہ اطلس پوش اور گیتی افروز سے مصافحہ کر کے
اور عرض کی کہ کل کا دن روز ہے کہ یہ خادم دہر حق کیا ادا ہوگا لہذا امیدوار ہوں
کہ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیگا اسلئے کہ دعا آپ لوگوں کی مستجاب ہوگی اور
جو کچھ حضور آپکا سہوا ہوا ہو اوسے عفو فرما دیجئے رابعہ اطلس پوش نے کہا کہ اے مظفر
پہلے سن چکی ہوں کہ تمنے بڑی بڑی جانبازیان کی ہیں اور ہم کو بہت سا ہتہ دیا ہے
یہ تو بتلا کہ بعد تمہارے ہم لوگوں پر کیا گذرے گی مظفر نے عرض کی کہ آپ ہراسان
نہوں پروردگار عالم نگہبانی کرنے والا ہے ہم ایسے بہت سے جانباز ابھی آ کر جانین نثار
کرینگے اور آپکو بچائینگے آپکی عزت کا نگہبان پروردگار خود ہے کہ آپ اوس کے بندگان
خاص کے ناموس میں ہیں اور اوس کے گیتی افروز سے کہا کہ آپ میرے مالک و ولی نعمت
بھی ہیں اور بچا کے فرزند بھی ہیں اسلئے کہ والد آپکے میرے بھائی تھے لہذا امیدوار ہوں
کہ آپ بھی اگر کوئی قصور مجھسے ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دیں گیتی افروز رونے لگی اور کہا
کہ ایسے الفاظ زبان پر نہ لائیں کہ میں گنہگار ہوں میں اپنا آپکو ہمیشہ سے اپنا بزرگ
سمجھا کی ہوں باپ کافر تھا اور دشمن خدا تھا پہر اوس کی عدو ہو گیا آپ ہی شفقت پدری
فرماتے رہے اور میں آپکو پدر سمجھا کی ہاں اگر مجھسے کوئی قصور ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دیجئے
اور اگر خدانخواستہ نصیب اعدا آپکو چشم زخم پہونچا تو بہت جلد میں بھی راہی ملک عدم
ہونگی اور ساتھ آپکے شاہزادہ ملک قاسم و پدر بزرگوار یعنی علمشاہ رومی سے ملونگی
یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں ایک کہرام قلعہ میں برپا ہو گیا اتنے میں الماس
خان خاوری آئے اور مظفر بن ہیثم رخصت ہو کر لشکر میں آئے الماس خان نے
سب کو تسلی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ جس خدا نے بڑی بڑی بلاؤں سے نجات دی وہی
اس وقت بھی بچانے والا ہے اسقدر ہراسان نہوا اسی عالم میں طبل پیچھے پہنچے زمانہ شب کا
بر طرف ہوا اور تخانہ شب سے صبح پیدا ہوئی جہونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان
شاخ درخت پر مجبور مدہوش اکی تکلیف سے ہوئے اپنی اپنی زبان بے زبانی میں حمد الہی بجا لارہے
جہونکے نسیم بہار نے غنچوں کو شگفتہ کیا فوج اسلام میں آواز اذان بلند ہوئی مسلمان
بستر دن سے اوٹھے اور فریضہ سحری کو ادا کرکے بعزم میدان کارزار ہوئے مظفر

بن صیقم خون آشام نے آلات جنگ تن پر آراستہ کیے اور اہل لشکر سے کہا کہ بھائیو عمر بھر
تک شاہ [illegible] اور ملک قاسم کا کھایا ہے اب سن بھی آپکا جوان سے بوڑھے ہو گئے
ہر وقت موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکنے کی دیر ہے آج ان کفار سے
ایسا جہاد کرو یہ بھی یاد کریں کہ کسی معرکہ میں بوڑھوں سے سامنا پڑا تھا تو دشمنوں نے کیا ان کی
کیا حالت کر دی تھی سب نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھیے گا کہ یہ دست رعشہ دار کس
کس پر غرور کو تھا کہ ذلت پر گرانے ہیں مظفر نے کہا کہ آپ اور تمہیں لوگوں کے ہاتھ ہے
یہ معاملہ نہایت نازک ہے کہ ناموس قلعہ میں ہیں یہ کہتے ہوئے مرکب پر سوار ہو کر
میدان کارزار میں آئے دیکھا تو تمام لشکر کفار قریب بیس پچیس لاکھ کے صف بستہ
بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی مرکبوں پر سوار آگے آگے لشکر کے پرا باندھے کھڑے
ہیں پیچھے تمام فوج صف آرا ہے قلب فوج میں تخت پر ارژنگ بن زمرد کا [illegible]
نکل کر میدان کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نقابت کر چکے
[illegible] کیوں نے [illegible] کہا [illegible] لوں کو جوش شجاعت ہوا طبل ہائے جنگ بجنے لگے لیکن
[illegible] قرباسپ بن [illegible] قرباسپ [illegible] بن [illegible] دیو [illegible]
گینڈا اپنا [illegible] تخت ارژنگ بن زمرد کے آیا اور مرکب سے اتر کر سجدہ کیا
اجازت میدان مانگی ارژنگ نے کہا کہ جاؤ اپنے دست قدرت کے جوہر [illegible] کیا اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے قرباسپ کو دیا قرباسپ نے جام ہونٹوں سے لگا کر [illegible] کیا اور
[illegible] پیٹھ پر [illegible] چابک ماری کہ گینڈا اچھل کر چلا اور مانند کوہ کے میدان میں اترا
پہلا اس نے سراپا میدان کا دیکھا یا نیزہ کے ہاتھ نکالے [illegible] پسینہ میں غرق ہو گیا آواز دی
کہ باش اے گروہ خدا پرستان جس کو آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو [illegible]
مقابلہ کو بس یہ سنتا تھا کہ مظفر بن صیقم خون آشام نے باگ گھوڑے کی لی اور [illegible]
مارا کہ گھوڑا تڑپ کر چلا اور آگے ہی پہنچ میدان میں [illegible]
قرباسپ بھی [illegible] درشتی چلا تھا کہ اس بڈھے کو یہیں پامال کر دوں مظفر نے پھر
سے باگ کے اشارہ پر مرکب کو پھیرا اور وار خالی دیا اور آواز دی کہ او نامرد یہ کونسا
طریقہ ہے ارے کہیں گھوڑے اور گینڈے سے بھی [illegible] چلی ہے قرباسپ زور سے
دوڑا کر لے چلا تھا [illegible] اس کا اپنے زور میں دور تک نکلا چلا گیا [illegible] قرباسپ نے
اس کو روکا اور پھر کر سامنے لایا مظفر بن صیقم خون آشام نے کہا کہ او قرباسپ
چاہیے حیف ہے کہ تیرا پردادا اور سکڑ دادا دونوں مسلمان ہوئے اور انجام
اونکا بخیر ہوا اور تیرے باپ دادا نے خدائے باطل کی پرستش کرکے اپنی عاقبت
بگاڑی اور واصل جہنم ہو گیا ارے تو نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا کہ قتل خدا پرستان
پر کمر باندھی اور اس کافر کی اطاعت میں انجام کو خراب کیا یہ ارژنگ
اوسی کا بیٹا ہے جس کی خدائی کو حمزہ صاحبقران نے برباد کرکے
اوس کو قتل کر ڈالا اور اسکے باپ کو حمزہ [illegible] نے واصل جہنم کیا
یہ بھی ایک نہ ایک دن اوسی طرح اولاد صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جاویگا

اور جاکر اپنے باپ دادا سے جہنم مین مل جائیگا اگر باپ دادا اس سرکے
خدا ہوتے تو بندگان خدا کے ہاتھ سے قتل نہوتے قراسب نے کہا کہ تو
لا اسے سمجھا فریب دے مین تیری باتون مین آنے والا نہین ہون مین سن
چکا ہون کہ خدا پرستون کی باتین سحر کا اثر رکھتی ہین انہین لوگون نے
بہکا کر میرے پردادا اور دادا عمقوبیل دیوپیکر کی عاقبت بگاڑی
مین ایسی نہ سنونگا ہان اگر تم اس طرف آنا چاہو اور مسلمان ہونا چاہو تو
مضائقہ نہین ہم اسلیے کہ عزیز خداوند ہو ورنہ میدان جنگ سے
نہ جیتے و عقل دے چند نہین ہے کچھ جرات دیکھا مظفر بن ضیغم خون
آشام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین
اور چہرہ کی بالا ہے وار کر اپنا اگر خداوند کریم تیرے حرب سے
بچانے گا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر قراسب نے خبردار خبردار کہکر برچھا
مارا مظفر نے برچھا اس کا اپنے نیزے پر روکا طعن چلنے لگین بند
پہنچنے لگے کوئی بیس بائیس طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ الغرض مظفر
نیزہ سے نیزہ کو گانٹھ کر جھٹکا دیا صاف نیزہ ہاتھ سے قراسب کے نکل کر
[illegible] ہی نشانہ نگاہون مین تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ اے مظفر
غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا مگر خیر کچھ پروا نہین نیزہ
بازی خیال بازی ہے ایسے کہ یہ دل کو چالاک کرتا ہے پھر کہکر اپنا پہنچا
ساطور گران ساڑھے چہ من کے ضرب کو اوٹھایا اور خبردار خبردار
کہکر مارا مظفر نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن ساطور نہایت سنگ
وار [illegible] قراسب کا زبردست تھا چہل اس کا سپر پر پڑتا تھا
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا خود کو کاٹتا سر و صراحی گردن
قالب کے تا جگر گاہ اوتر آیا مظفر تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور روح
جانب جنت پرواز کر گئی الماس خان خاوری دوڑ پڑے کہ او عاد بے غضب
کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو مارا کہ جو شہرہ آفاق و رفیق قدیم ملک
قاسم کا تھا [illegible] ہی الماس خان قریب [illegible] ہی ساطور قراسب
نے اپنے [illegible] کیا الماس خان کا سر [illegible] لیکن گردن گھوڑے کی
قلم ہوئی الماس خان کود کر علیحدہ ہوئے [illegible] گینڈے کو
قراسب کے [illegible] کر دیا قراسب بھی کود کر علیحدہ ہوا الماس خان
تلوار ماری قراسب نے تلوار کو ساطور سے روک کر ایسے ہاتھ مارا کہ وہ بھی
شہید ہو گئے لشکر اسلام سے آواز گریہ و زاری بلند ہوئی لوگ بھاگ کر
قلعہ [illegible] بند ہوئے [illegible] بن [illegible] با فتح و فیروزی میدان سے پھرا اور
دوسرے روز صبح کو طبل جنگ بجا کر قلعہ پر دھاوا کیا اہل قلعہ نے نہایت
ہوشیاری سے کام لیا قلعہ کو خوب مستحکم کر لیا توپین چڑھا دین [illegible]

لینے کی فرصت نہین ملتی ہے یہان تک کہ دس ہزار سوارون مین سے جو بھاگ کرنے کے وہ تو بچے ورنہ
سب مارے گئے گولہ اندازون نے اپنی قادر اندازی دکھادی لیکن دیلم کے کوئی گولہ قضا کا
نہ لگا اور لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے مارنے کا متواتر اگر ڈک کا پولا بارود کی ہنڈیا ڈبے کے حربے
کئے لیکن سب دیلم نے رد کئے اس لیئے کہ قضا اسکی ابھی نہین ہے آواز دی دیلم نے کہ اے
اہل قلعہ دیکھا تم نے کہ مین نے کیونکر حربے تمھارے رد کیئے بس اب خیریت اسی مین ہے کہ فقط گیتی افروز
کو میرے سپرد کرو مین تم لوگون سے تعرض نہ کرونگا ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین داخل قلعہ ہو چکا ہون ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے اُس وقت تک گیتی افروز
کو نہ دینگے ہمین مرنا قبول ہے اور یہ ہم سے نہ ہوگا یہ سُن کر دیلم نے کہا کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی تمہارے
ہاتھ سے ہے لے ہوشیار ہو جاؤ مین آتا ہون یہ کہہ کر جو مرکب کو ایڑ کی گھوڑا اسمٹ کر جو اُڑتا ہے
چارون ٹاپیان خندق کے کنارے پر جھاڑین اہل قلعہ نے دیلم کو تاک کر تیل کا کڑاہا اُدھر
سے پھینکا دیلم نے خالی دیا تیل کھولتا ہوا جو زمین پر گرا زمین سے لپٹنے لگی اب اہل قلعہ مایوس ہو
اور دعا کرنے لگے کہ اے بیکسان کس وا ے دادرس غریبان ہماری داد کو پہونچ اور اس
ظالم کے پھندے سے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب
دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سو علم
نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوے کہ اُنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی آگے
آگے سب کے ایک مرد ضعیف مرکب پر سوار لیکن پیر کہن سال ہے جیسے ہی وہ مرد ضعیف قریب
پہونچے اور اہل قلعہ نے بجایا نقارہ خوشی بجایا یہ خبر ملکہ گیتی افروز اور رابعہ اطلس پوش
کو ہوئی کہ شاہ سلیمان فارسی مع اپنے فرزندون کے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے کمک
کو آئے ہین ملکہ گیتی افروز یا تو ارادہ خودکشی کر رہی تھی اور رابعہ اطلس پوش اُسے
روکے ہوئے تھی دل مین دعا مانگ رہی ہین یا خبر آمد سلیمان فارسی کی سُن کر خوش ہوئین
ملکہ گیتی افروز نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا اور رابعہ اطلس پوش نے سجدہ شکر ادا کیا
لیکن سلیمان شاہ فارسی نے مرکب جولان کر کے آواز دی کہ اے دیلم خبردار کہان جاتے ہو
ہرچند کہ محرم ہو نامحرم نہین ہو مگر ایسے محرم کس کام کے جو قصد بے ادبی رکھتے ہون اور بزرگ
داشتہ نہ کرین بس مناسب یہی ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہو اور پلٹ جاؤ بڑے تعجب کی بات
ہے کہ وارث ان عورتون کے موجود نہین ہین اور تم نے دست جفا دراز کیا ہے لاحول یہ تھا
کہ جب شاہزادہ ایرج نوجوان یا رستم ثانی موجود ہوتے تو سب کچھ مناسب تھا جس طرح چاہتے
تم اُن سے وہ تم سے پیش آتے اس وقت مین ہم غلامون کو اُن شاہزادگان سے محجوب کرنیکا
عبث ارادہ کیا یہ تو پھر بھی خبر مجھے پہونچ گئی اور مین وقت پر آگیا ورنہ اس سن مین سفیدی پر سیاہی
چڑھتی اور یہ مشہور رہتا کہ ملازمان شاہزادہ تھا اور سپاہ موجود رہتے پر اسے کمک نہ آسکے
اور ناموس اُن کا برباد و تباہ ہو گیا بس بہتر و انسب یہی ہے کہ تم واپس جاؤ جس وقت شاہزادہ
ایرج نوجوان تشریف لائینگے اُس وقت سمجھ لینا دیلم نے آواز دی کہ او بڈھے چلا جا ورنہ
مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھے یہی اتنا خیال ہے کہ تو دادا صاحب کے ملازمان
قدیم سے ہے کیون میرے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے اور ملکہ گیتی افروز شاہزادہ باختری

پھوپھی اور میری دادی ہیں ہم جس طرح چاہیں اُن سے پیش آئیں تجھے کیا حق حاصل ہے جو ہمیں
روکتا ہے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جسکا جد بزرگ دین اسلام
کرے اُسکا نبیرہ تاراجی اسلام پر آمادہ ہوا ہے دیلم ساتھ ان کفار کا چھوڑ دو اور یقین لازم ہے
کہ خود ان لوگوں کی حفاظت کرو ورنہ تمہارے لیے بھی بدنامی ضرور ہے دیلم نے کہا کہ تو مجھے
نصیحت نہ کر جو میرا جی چاہتا ہے وہ کرتا ہوں تجھے اگر روکنا ہے تو روک لے یہ کہکر برچھا سنبھالا
سلیمان شاہ فارسی نے بھی نیزہ لیا دیلم نے آواز دی کہ وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے
ایسا نہ ہو کہ دل کی دل ہی میں رہجائے اور انجام میں تو پچھتائے یہ سُن کر سلیمان فارسی نے
جواب دیا کہ کیا تم اپنے بزرگوں کے آئین سے نہیں واقف ہو جنکا تتبع مجھپر فرض ہے تم وار کرو
پھر میں بھی وار کرونگا پیشدستی کبھی نہ ہوگی دیلم نے خبردار خبردار کہکر آگے نیزہ مارا سلیمان
شاہ فارسی نے نیزے کو دیلم کے اپنے نیزے پر کانٹا طعنیں چلنے لگیں سینہ بسینہ چھننے اور کھلنے
لگیں یہانتک کہ سنانیں اور سنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں چھڑ چھڑ پڑنے لگی آخر کو ڈانڈوں
سے بھی پھولنسیرے اُڑ گئے مانند مسواک کے ہو گئیں ہاتھوں سے پھینک پھینک دیں لیکن
دیلم نے بہت تعریف کی کہ اس ضعیفی میں خوب نیزہ بازی کی لیکن یہ تلوار تمہارے
واسطے پیغام اجل ہے یہ کہکر میان سے تلوار کمر سے کھینچی سپر پشت سے لے کر خبردار خبردار
کہکر تلوار ماری سلیمان شاہ نے بھی تلوار کھینچی گرد و بادل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیاں
کوند رہی ہیں قضا کے کار کھولے سے سلیمان شاہ کے ٹھوکر لی بوڑھے آدمی سنبھلنا دشوار
ہو گیا جب تک سنبھلیں سنبھلیں تلوار دیلم کے سر پر پڑی نہ اُٹھ سکے جھکنا تب میں خود بھی گر گیا تھا
روکنے والی کوئی چیز نہ تھی تا کمر اُتری بجلی گری دیلم نے جھٹکا مارا کہ مرکب سمیت چار ٹکڑے ہو گئے
لاشہ زمین پر تھا کر رہی پیر مرد مسلمان نیک قدیم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم درجہ شہادت پر
فائز ہوا اہل قلعہ نے شور گریہ بلند کیا بعد سلیمان شاہ فارسی کے ان کے فرزند بھی ہاتھ سے
دیلم کے فرداً فرداً قتل ہوئے جنگ مغلوبہ ہو گئی کیونکہ کفار چاہتے تھے کہ سر ان مسلمانوں کے کاٹ لیں
اہل لشکر سے دیکھا نہ گیا دوڑ پڑے اور لاشیں اپنے سرداروں کی لیکر روانہ ہوئے لیکن
جس وقت یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی بہت روئیں اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا ہماری نزدیک
آگئی ہے آنکھوں کے سامنے کل سے آج تک کون کون لوگ قتل ہو گئے لیکن دیلم پھر طبل جنگ
بجوا کر قلعہ پر چلا اُسی طرح پھر گولوں کی مار ہونے لگی گولہ اندازوں نے جانیں لڑا دیں
لیکن کوئی گولہ قضا کا دیلم کے نہ لگا اور یہ خندق کو پھاند کر در قلعہ پر جا پہونچا یہ خبر ملکہ گیتی افروز
اور ملکہ اطلس پوش کو ہوئی کہ قلعہ دشمنوں کے قابو میں آگیا بس ملکہ گیتی افروز نے خیال
کیا کہ آبرو میں فرق آیا چاہتا ہے بس یہ بہتر ہے اپنے کو صحن قلعہ میں گرا دیا کہ سر تختہ چٹان پر پڑا
دو پارہ ہو گیا لاش پھڑکنے لگی دیلم اتنے عرصے میں قلعہ کا پھاٹک گرز سے توڑ کر داخل قلعہ
ہوا اور محل تک پہونچ گیا ہر چند کہ راستے میں لوگوں نے بہت روکا اور جانیں دیں لیکن
دیلم نے در قلعہ سے در دولت تک کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے اور دروازہ
میں داخل ہوا تو اپنی آنکھ سے گیتی افروز کو زمین پر تڑپتے دیکھا اور گرد عورتوں کا ہجوم پایا
سمجھا کہ ملکہ گیتی افروز نے جان دے دی بس فوراً وہیں سے یہ پلٹا کہ اب کیا منہ لیکر سامنے

جاؤن اور جینے کے واسطے یہان تک آیا تھا جب وہ ہی نہین تو کچھ بیکار ہے یہ تو اس طرف پلٹا اور
یہان بعد ملکہ گیتی افروز کے رالعہ اطلس پوش نے بھی قصد خودکشی کیا تھا کہ عورتون نے
روک لیا کہ اگر آپ کے دشمن بھی ہلاک ہوگئے تو ہمارا کون ہے اور ملکہ گیتی افروز کی صف
ماتم کون بچھائیگا رالعہ اطلس پوش نے ایک پچھاڑ کھائی اور غش آگیا یہ سبب ان کے بچنے کا
ہوا ورنہ آج ہی خاتمہ ہوگیا ہوتا مگر ابھی ان کی حیات باقی ہے دیلم تو قلعہ سے نکل کر لشکر
ارژنگ مین آیا اور سارا ماجرا ملکہ گیتی افروز کا اپنے کوکہ سے کہکر یہان دیکھا
بیان کیا یہ سنکر ارژنگ بن زہرہ نے کہا کہ افسوس آج نور رخا ناقص خداوندی یا ختم ہوا دنیا
خالی ہوگئی لیکن یہ تمام فسادات قاسم کی ذات سے برپا ہوئے دریافت کرو کہ قبر قاسم کی
کہان ہے لوگون نے بعد دریافت ارژنگ سے بیان کیا کہ ابھی قبر قاسم کی کھدوا ڈالو اور
لاش کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھوا اور کوچہ بکوچہ شہر بشہر تشہیر کراؤ یہ سنکر دیلم و اسلم غصہ سے
کانپنے لگے اور تلوارین کھینچ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہا اے ارژنگ احسان فراموش ہم نے
تو اسقدر تیرا پاس و لحاظ کیا کہ تیری طرف سے اپنے عزیزون کو قتل کیا ملک ان کے تاراج
کیے ملکہ گیتی افروز اسی باعث سے ہلاک ہوئین اور تو ہمارے دادا کی قبر کھدوانے کو کہتا
ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم ان سے لڑتے یا قتل کرتے یا مارے جاتے مردے کی توہین
ہم سے نہ دیکھی جائیگی بس حکم اپنا منسوخ کر ورنہ مارے تلوارون کے بارگاہ کو خون سے
لال کردینگے ارژنگ بن زہرہ اپنے دل مین قائل ہوا اور خاموش ہو رہا ایک روز
یہان جشن کیا کہ جس جشن مین ایک سوداگر نے آکر تصویر ملکہ ثریا کے سمن کی دکھائی
اور ارژنگ اس پر عاشق ہوکر جیسے آفتاب پرست سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا
یہ داستان مفصل لکھی جاچکی تھی اس وجہ سے اس مقام پر اختصار کیا گیا لیکن جس وقت
ملکہ رالعہ اطلس پوش کو ہوش آیا اور خیالات مجتمع ہوئے تو لاش ملکہ گیتی افروز دیکھی اور کہا کہ یہ
ابھی مجھ سے باتین کررہی تھی ابھی نبض و حرکت پڑی ہے زخم سر سے خون تا کمر منجمد ہو لیا ہے لاش
سے لپٹ گئین اور اسقدر روئین کہ سر و زانو سیلے کرلیے بعد اس کے بہت بین جگر خراش کیے
اور لاش کو پہلوئے مزار قاسم مین دفن کرادیا اور خود لباس سیاہ پہنا دن رات رو کے
گذرتی تھی واقعی امر یہ ہے کہ جسکی آنکھون کے سامنے علمشاہ سا فرزند قاسم سا پوتا دنیا
سے کوچ کرجائے اور دونون بہوئین یہان سے گذرجائین اس کی کیا حالت ہوگی در و دیوار
پچھاڑے کھاتے تھے ہر ایک کی نشانیان سینے سے لگا لگا کر روتی تھین یہان تک کہ اسی
صدمے مین انھون نے بھی انتقال کیا لوگ جنازہ ملکہ رالعہ اطلس پوش کا باجاہ و
تجمل قبرستان کی طرف لیے جاتے تھے قبرستان شہر سے کسی قدر فاصلے پر تھا کہ جانب
صحرا سے گرد اڑی یہ لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی دشمن آتا ہو جنازے کو لے کر بھاگنے کا
قصد کیا تھا کہ گرد برطرف ہوئی اور جرار لشکر بسیار آکر قریب پہنچا تھا سردارون
نے جو دیکھا کہ ایک جنازہ باشوکت شاہانہ گورستان جارہا ہے خیال گذرا کہ کسی امیر
یا رئیس نے انتقال کیا ہوگا شرکت کرنا چاہیے کہ ہمدردی دین اسلام کا مقتضا یہی ہے
ادھر ان لوگون کو جو ہمراہ جنازہ کے تھے یہ خبر ملی کہ یہ لوگ مسلمان ہین اور شاید میت کے لیے

آئے ہین دشمن نہین ہین اِن کے جان مین جان آئی اور دل مین کہا کہ ملکہ رابعہ اطلس
پوش بڑی خوش نصیب تھین کہ غیب سے سامان ہو گیا اور اتنا بڑا لشکر اِن کی نماز
جنازہ پڑھیگا غرضکہ چارون نقابدار قریب آئے اور پوچھا کہ یہ میت کسکی ہے اُنھون نے
عرض کیا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش والدۂ رستم تہمتن شاہزادہ علمشاہ رومی کی یہ لاش
ہے بس یہ سنتے ہی نقابدارون نے نقابین اُٹھا دین گریبان چاک کئے سر برہنہ ہو کر خاک
اُڑانے لگے اور کاندھون پر تابوت کو اُٹھا کر نزدیک قبر لائے نماز جنازہ پڑھی اور دفن
کیا اسکے بعد قلعہ مین آئے وہان سناٹا دیکھا ایرج نوجوان نے اپنی دادی کو پوچھا
پس لشکر لوگون نے کہا کہ وہ بھی انتقال کر گئین بلکہ اُنھین کی تیمارداری کو ملکہ رابعہ اطلس پوش
بھی آئی تھین اس کے بعد آنا ارزنگ بن زہرد کا اور اول شکار شہید ہونا عمرو بن حمزہ
کا اور محبت مین بھائی کی دوڑ پڑنا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا اور ان کا بھی
شہید ہونا اس کے بعد چڑھ آنا قلعہ پر ارزنگ بن زہرد کا فوج کثیر سے مقابلہ کرنا
مظفر بن ضیغم خون آشام کا اور شہید ہونا ساطور قرناسب سے اور الماس خان خاوری
کا شہید ہونا چڑھائی کرنا دیلم کا قلعہ پر پہونچنا سلیمان شاہ فارسی کا اور اپنے
فرزندون سمیت شہید ہونا اس کے بعد پھر آنا قلعہ کی جانب دیلم بن تورج کا اور
پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہونا اس ارادے سے کہ ملکہ گیتی افروز کو لے جاکر اُسکے
بھتیجے کے سپرد کرون ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو فصیل قلعہ پر سے نیچے گرا کر جان دے دینا
اور اسی غم مین مر جانا رابعہ اطلس پوش کا سب بیان کیا اب تو نقابدارون کی یہ
حالت ہوئی کہ دیوارون سے سر ٹکرانے لگے کہ ہائے افسوس ہمارے یہان نہ ہونے
سے سارا گھر تاراج ہو گیا کوئی باقی نہ رہا ایسا ہو تو اُس کا نام لیکر روئین اسقدر
صدمے جو ایک مرتبہ ہوئے تو آنسو خشک ہو گئے سکتہ سا ہو کر رہ گیا از سر نو
ایرج نوجوان نے اُن سب کا ماتم برپا کیا چالیس روز تک خوب سینہ زنی رہی ان
سب کی قبرون پر گنبد تعمیر کرائے شہر کو آباد کیا اور سہراب ثانی نے قسم کھائی کہ اب
بغیر دیلم و اسلم کو قتل کئے ہوئے مجھے چین و آرام نہ آئیگا اور ارزنگ بن زہرد کو
بھی سزا اسکے معقول دونگا کہ اس بےحیا نامعقول نے میدان خالی پاکر بڑی بڑی بدعتین
کین اس کو نہایت اشتیاق شاہزادہ خاور سیاہ سے ملنے کا تھا اکثر واقعات اپنے
پردادا ملک قاسم کے سن سن کر وجد کیا کرتا اسی باعث سے اس کو سب سے زیادہ
صدمہ پہونچا اور ماہ پارہ بھی ان لوگون کو روتے دیکھ کر بہت روئی کہ افسوس ہم
کس وقت مین یہان آئے کہ عورتون مین کوئی بزرگ سر پر نہ رہا پہلے قصد یہ تھا کہ
ماہ پارہ کو خورشید خاوری کے حوالے کر دینگے اب یہ خیال ہوا کہ اس کا چھوڑنا
مناسب نہین ہے اس لیئے کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور یہ امانت ہے سکندر
رستم خو کی اسے بہت حفاظت سے رکھنا چاہیئے ہنوز شادی بھی اس کی نہین ہوئی ہے
بن بیاہی ہے مگر اپنے خاندان کی محبت مین پھنس کر ماں باپ کا فراق گوارا کر کے
سسرالی بزرگون کے ساتھ چلی آئی ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے ہرکارون کو بلا کے

روانہ کر دیا تھا بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ ارژنگ ابن زمرد سمندریہ پر ساتھ تھیں
آفتاب پرست کے تھے اور وہان سے شطاق کو جا کر لیں پیش کر پھر ان سب ہوئے
لقا بھی چھرون پر ڈالین اور بیس لاکھ سوار و پیدل کی فوج سے سمندریہ کی جانب روانہ ہو
کر اسکے بعد بیابان شطاق مین پہونچکر بدیع الملک کو قید کر لین گے اب تو ہم اس طرف
چلتے ہین لیکن چند کلمہ داستان عظمت سحر ساز اور ملکہ حیات زرین پوش
جادو بیان کئے جاتے ہین کہ یہ اپنے بستر خواب پر ایک روز سو رہی تھی کہ اس نے خواب
مین دیکھا کہ حیات زرین پوش میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بال اس کے پریشان منہ
اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلی آتی ہے آتے آتے جس وقت سامنے
عظمت سحر ساز کے پہونچی ماں کو جھک کر سلام کیا عظمت سحر ساز نے کہا کیون حیات
خداوند لقا ان تیری حیات کو طولانی کرے نخل زندگی سے تو بار پاوے مزاج کیسا ہے
اور یہ کیا اپنی حالت بنائی ہے یہ کہکر گلے لگانا چاہا تھا کہ حیات زرین پوش پیچھے ہٹ گئی
اور کہا کہ مجھ سے علیحدہ رہیئے اب مین اور عالم مین ہون آپ اور مقام پر ہین آپ سے
گلے نہین مل سکتی فقط اپنا حال بیان کرنے آئی ہون کہ یہان سے مین ہمراہ خالہ امان
کے بیابان شطاق مین واسطے مقابلہ لشکر اسلام گئی تھی ہر چند کہ خالہ امان نے میری
حفاظت کا بہت بڑا انتظام کیا تھا کہ ایک قلعۂ آہنی بزور سحر بنا کر تینون راستے اسکے
مسدود کر دیئے تھے صرف دریا کی راہ کھلی تھی گویا موت نے وہ راہ اپنی آمد و رفت کے
واسطے کھلی رکھی تھی لیکن بموجب مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود اسی راہ دریا
سے ایک عیار لشکر اسلام کا کہ نام اس کا برق ثانی ہے ایک نازنین کی صورت بنا ہوا
مور پنکھی پر سوار نمودار ہوا مین اسی لڑکی سمجھکر بہت خوش ہوئی آپ تو جانتی ہین جیسا کہ
مجھے اپنی ہمجولیون سے کھیلنے کا شوق تھا غرضکہ اس کو بلا لیا اس نے شراب بیہوشی آمیز
پلا مجھکو ذبح کر ڈالا مین اب مردہ ہون زندہ نہین ہون اور خالہ امان بھی میرے ہمراہ آئی
ہوئی ہین لیکن الگ پوشیدہ کھڑی ہین مارے شرمندگی کے آپ کے سامنے نہین آتین
کہین میری مجھے کیا کہینگی عظمت سحر ساز نے کہا کیا وہ زندہ ہے حیات زرین پوش
نے کہا کہ دوسرے روز لشکر اسلام سے مقابلہ کیا اور مریخ آفتاب علم بادشاہ طلسم
فیروزہ کے ہاتھ سے وہ بھی قتل ہوئین بس یہ سننا تھا کہ اس نے ایک چیخ اسی خواب مین
ماری اور اچھل پڑی آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا اور دل اس کا دھڑکنے لگا اپنے
ملازمین سے بیان کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ چراغ خانہ میرا گل ہوا اور سرو باغ تمنا میرا قلم
ہو گیا ابھی مین نے حیات زرین پوش کو خواب مین دیکھا کہ وہ ایسا اس طرح
بیان کر گئی ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہ خواب و خیال کی باتین ہین بھلا کسکی مجال
ہے کہ ان سے مقابلہ کر سکے یا ان کو کسی فریب سے قتل کر سکے اس لیے کہ ان کی خالہ
انکی ہمیشہ ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ ان کے ہمراہ ہین وہ کیسی ہوشیار جہان دیدہ ہین بھلا
ایسے مقام پر کب چھوڑ سکتی کہ جہان اندیشہ ہو اس لیے کہ ایک تو وہ حیات زرین پوش
کو اپنا مایۂ حیات سمجھتی ہین علاوہ اس کے یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کا خیال ان کو ہوگا کہ اگر

اس کے دشمنوں کو چشم زخم پہونچا تو ہمن کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ بھلا ملکہ سے غفلت کر سکتی
ہین آپ اس قدر پریشان نہ ہون دل کو قابو مین رکھین اس کے علاوہ خواب کی تعبیر
اُلٹی ہوا کرتی ہے اگر ایسا ہی آپ نے خواب مین دیکھا ہے تو ملکہ کی حیات طولانی ہوگی
وہ پروان چڑھینگی عظمت سحر ساز نے کہا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر مین کیا کرون کسیطرح
دل نہین مانتا مین طلسم سے باہر ضرور نکلونگی نہین معلوم کہ میری بچی پر کیا گذری کہ اس
حال خراب سے وہ میرے سامنے آئی جب سے مین نے اُس کی ایسی حالت دیکھی
ہے عجب عجب طرح کے وسوسے دل مین آتے ہین دنیا نگاہون مین اندھیری ہے کچھ
نہین معلوم ہوتا اُن لوگون نے عرض کی کہ اچھا مشکل ہی کیا ہے طلسم سے باہر جاکر
اپنا اطمینان کر لیجئے بلکہ اُن کو ساتھ اپنے لیتی آئیے گا کیا دشمن اُن کے ایسے فالتو
ہین کہ لشکر اسلام سے لڑین اگر بادشاہ طلسم کو غارت کرنا مسلمانون کا منظور ہوگا کسی
اور ساحر کو بھیجینگے اُن کے یہان ایک سے ایک بڑھ کر ساحر ہے بھلا لشکر اسلام
مین کوئی جادو کرنا تو جانتا نہین کوئی اُن سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے یقین ہے کہ ملکہ قہر نگاہ
نے اب تک تمام لشکر اسلام کو برباد بھی کر دیا ہوگا اور با فتح و فیروزی آتی ہونگی آپ یہان
سے چلنے بھی نہ پائیے گا کہ وہ پہونچ جائینگی خیر اچھا ہے سیر ہو جائیگی دل آپ کا بہل جائیگا
عظمت سحر ساز نے اُسی وقت تیاری کا حکم دیا گھڑی بھر مین چالیس ہزار ساحران
غدار بدکردار نے اپنی سواری کا بند و بست کیا اور جانوران سحر تیار کر کے
اُن کے اوپر بیٹھے جھولیان اسباب سحر سے مملو کر کے کاندھون پر ڈالین خدمت مین
ملکہ عظمت سحر ساز کی حاضر ہوئے اس کے بعد ملکہ عظمت سحر ساز نے اپنا تخت سحر
باہر نکالا اور اسباب سحر ساتھ لیا جس مین ایک صندوقچہ بھی تھا اور ابر سحر بنا کر اپنے
لشکر کو اُسمین پوشیدہ و محفوظ کر کے بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوئی جس وقت
سرحد طلسم سے باہر نکلی ہزارہا ساحرون کو تباہ حال فریاد کرتے ہوئے دیکھا کہ زیر دیوار
طلسم نہ طاق شور کر رہے ہین کہ یا خداوندا لقا و تاجدار ہماری خبر لیجئے سردار
ہمارے مارے گئے اور ہم شکست کھا کر بھاگے صدقہ اپنی قدرت کا ہمین بچا لے یہ حال
دیکھ کر عظمت سحر ساز ابر سے نکل کر زمین پر آئی اور اُن لوگون سے پوچھا کہ تم کون لوگ
ہو کسکی فوج کے ہو اور کہان سے آتے ہو کسکے ہاتھ سے تم سب نے شکست کھائی
کچھ لوگون نے کہا کہ ہم ملازم ہین مبہوت آسمان شگاف کے اور بعض نے بیان
کیا کہ ہم مواج گرد باد جادو کے نوکر ہین کہا ہان مین جانتی ہون اچھا بیان کرو
کہ یہ کسکے ہاتھ سے قتل ہوئے اُنھون نے رو رو کر تمام ماجرا بیان کیا اتنے مین کچھ اور
لوگ ہائے ملکہ قہر نگاہ ہائے ملکہ قہر نگاہ کہہ کہہ کر روتے ہوئے نظر آئے اب تو عظمت سحر ساز
اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوئے کہ ارے کیا ہوا کیون روتے ہو اور اپنی بہن کے ملازمون
کو پہچانا اُن لوگون نے عرض کی کہ ملکہ قہر نگاہ نے انتقال کیا ہاتھ سے مہرخ آفتاب علم
کے ماری گئین انھون نے اپنے زور سحر سے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا تھا قیامت
برپا کر دی تھی صدہا مسلمانون کو پتلون نے ہلاک کیا مگر انجام کار قتل ہوئین عظمت سحر ساز

سر پیٹنے لگی کہ یہ تو کچھ آثار بڑے معلوم ہوتے ہیں ان لوگوں سے کہا کہ حیات
زرین پوش کہاں گئی انھوں نے جواب دیا کہ اے ملکہ حیات زرین پوش تو
معرکہ جنگ میں شریک بھی نہ ہو سکیں پہلے ہی قتل ہو گئیں لیں یہ سنتے ہی عظمت سحرساز
جادو نے ایک پچھاڑ کھائی اور ہائے میری بچی کہہ کر پیٹنے لگی آواز گریہ جو عظمت سحرساز
کی بلند ہوئی اور ساحروں نے اس کے ایسے سحر سے حالت اسکی مشاہدہ کی جلدی سے
زمین پر اترے آکر عظمت سحرساز کو گھیر لیا اور کہا کہ ملکہ خیر تو ہے کیا خبر وحشت اثر ان
لوگوں سے سنی عظمت سحرساز نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو ہائے وہی ہو کہ جو خواب
میں حیات زرین پوش نے آکر مجھ سے بیان کیا تھا یہ کہہ کر اس قدر پیٹی اس قدر
پیٹی کہ تمام جسم نیلا ہو گیا ساتھ والوں نے سمجھایا کہ اب اس رونے پیٹنے سے اب
حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائیگی اپنے کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے
اس سے تو دشمنوں کو قتل کیجئے کہ دل کی بھڑاس نکلے کلیجے کی آگ بجھے عظمت سحرساز
نے کہا تو سہی جو اس ایک خون کی عوض میں ہزار ہا کو نہ قتل کیا ہو اور سب سے پہلے
اس کے قاتل کو مارونگی ذرا قبر اپنی بچی کی دیکھ لوں اور اس سے مل لوں کہ جیسے وہ
مجھ سے رخصت ہو کر اپنی خالہ کے پاس گئی اسی طرف سے یہاں چلی آئی ورنہ میں
کاہے کو آنے دیتی کیا بری ساعت تھی کہ پھر ملنا نصیب نہ ہوا خیر زندہ نہیں تو مردہ ہی
سہی یہ کہہ کر ان لوگوں سے کہا کہ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب میں آگئی ہوں میرے
سامنے کوئی تم کو قتل نہیں کرسکتا ہے کسی کی مجال نہیں ہے اطمینان رکھو اور ساتھ
میرے چل کر مجھے پہلے تو قبر میری راحت جان کی دکھاؤ کہ میں جی بھر کے اسکو رو لوں پھر
اس کے بعد لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے قصاص اپنی نور نظر کے خون ناحق کا لوں
پھر تم چاہتے ہو یہاں ٹھہر کر تماشائے جنگ دیکھنا اور چاہے طلسم کو واپس جانا یہ سن کر
وہ لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور سیدھے جانب قبر حیات زرین پوش جادو روانہ
ہوئے راہ میں بہت سی جلی ہوئی لاشیں ملیں کہ یہ سب سحر شکار ہو کر ہلاک ہوئے
تھے جس کو آفتاب مریخ علم نے منقلب کر دیا تھا یہ ساحرہ ان سب کو بچشم خود یہ
دیکھتی ہوئی اور اپنے دل میں کہتی ہوئی کہ بڑا ارن پڑا یہ خیال بھی نہ تھا کہ خدا پرستوں
کی طرف بھی بہت بڑے بڑے ساحر شریک ہیں غرضکہ باحال پریشان افتان و
خیزاں خاک بسر دریدہ گریباں عظمت سحرساز قریب قبر حیات زرین پوش جادو
کے پہونچی اور لوگوں نے اشارے سے بتایا کہ یہی تربت ہے اس ماہ جبین مہرین
ملکہ حیات زرین پوش کی بس یہ سنتے ہی عظمت سحرساز نے اپنے کو کھڑے قد
سے قبر پر گرا دیا اور بہت روئی پیٹی بعد اس کے تھوڑی قبر کھود کر تختہ ہٹایا تو لاش
کو جلا ہوا پایا یہ دیکھ کر اسے نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کشتہ سحر تو تھی نہیں اور عیار نے
خنجر سے ذبح کیا تھا پھر یہ جلی کس طرح لوگوں نے کہا کہ یہ بات ہمیں بھی نہیں معلوم اتنا
جانتے ہیں کہ ایک شعلہ دشمن کا اس قبر پر بھی آکر گرا تھا اسی نے جلا دیا ہوگا یہ سنکر
عظمت سحرساز نے کہا کہ معلوم ہوا یہ خدا پرست بڑے ظالم ہیں خیر دیکھا جائیگا پھر

پہلین خیمہ سیاہ برپا کرو فوج نے عظمت سحر ساز کی خیمہ سیاہ برپا کیا اور عظمت سحر ساز نے
پوشاک ماتمی پہنی اسپ یہ ساحرہ داخل خیمہ ہوئی اور صندوقچہ اپنا کھول کر کاغذ و قلم
و دوات نکالی اور کچھ اسم سحر دم کر کے دستک دی دیکھا تو کوئی اُدھر سے اور کوئی
اُدھر سے قریب چالیس پچاس جوگیون کے آکر جمع ہو گئے کہ یہ سب پیر و عظمت
سحر ساز کے ہین اور برابر سے پیرا باندھ کر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ہمین آپنے
کیون یاد کیا ہے یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے کہا کہ تم سے کام لیا جائیگا لہذا بہت
ہوشیار رہو اور ایک پیر سے کہا کہ بتا حیات زرین پوش ملکہ کا کون قاتل ہے اور
نام اُسکا کیا ہے صورت کیسی ہے یہ سن کر اُس نے بیان کیا کہ قاتل ملکہ حیات
زرین پوش کا برق ثانی عیار ہے رہنے والا وہ فرنگستان کا ہے اور صورت
اُس کی ایسی ہے یہ کہکر اُس نے ایک لوٹ لگائی اور لوٹ لگا کر جو سیدھا ہوتا ہے
تو صورت اس کی برق ثانی کی تھی حیات زرین پوش کے قاتل کی صورت
دیکھکر آنکھون مین عظمت سحر ساز کی خون اُتر آیا قریب تھا کہ اُسی غصے مین یہ سحر کو
اپنے مٹا دے اور پیر کو پھونک دے لیکن ضبط کیا کہ یہ کیا حرکت ہے بعد اُسکے
کاغذ پر قلم سحر سے نقشہ برق ثانی کا اُتارا اور اُس پر کوئی منتر لکھا اور پیرون کو
رخصت کر دیا بعد اس کے ایک ساحر کو طلب کر کے وہ تصویر اُس کو دی اور کہا کہ
جا صحرا مین اور اس تصویر کو ایک پتھر کے نیچے دبا دینا تھوڑے عرصے مین ایک
شخص تیرے پاس خود بخود چلا آئیگا اُسکی یہی صورت ہو گی جو اس تصویر کی ہے بس
اُسے گرفتار کر لانا یہ سُنکر وہ ساحر تصویر لے کر بتلاش برق ثانی روانہ ہوا لیکن
اول حال برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بعد فتح جنگ ساحران و مرگ
قہر نگاہ سر بہ ہوش صاحبقران مریخ آفتاب علم سے نہایت خوش ہوئے اور بہت
تعریف فرمانے لگے جب انھون نے صاحبقران کو اپنی جانب زیادہ مخاطب دیکھا تو
عرض کی کہ ایک قصور بڑا خادم سے ہوا ہے امیدوار ہون کہ اب حضور اُسے عفو
فرمائین صاحبقران متحیر ہوئے کہ کیا خطا ان سے ہوئی مریخ آفتاب علم نے عرض کیا
کہ اگر عفو فرمائیے تو اُسے عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسی باتین کر
مجھے خجل نہ کیجئے وہ کیا بات ہے انھون نے عرض کی کہ حقیقت مین ایسا ہی ہے جبکہ
کہ مین عرض کرتا ہون یہ خطا نہین تو اور کیا ہے کہ آپ کے لشکر مین ہو کر بغیر اجازت
حاصل کئے کوئی دخل اندازی کی تو کیا یہ قصور نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپنے
کوئی تو مصلحت دیکھی ہو گی اور جو کچھ کیا ہو گا وہ ہمارے واسطے بہتر ہی ہو گا اور ایسے سردارون
اور بادشاہون سے ایسے جزو امور مین دریافت کی ضرورت نہین ہے مریخ آفتاب علم
نے عرض کی کہ مین نے برق ثانی کو چھپا لیا ہے اور وہ میرے خیمے مین ہے یہ سُن کر
صاحبقران حیرت مین آ گئے اور دیکھا مریخ آفتاب علم نے کہ چہرے پر آثار مسرت
ظاہر ہوئے تو مریخ آفتاب علم سے کہا کہ اُسے تو مین نے خود گرفتار کر کے دے دیا تھا
اور سامنے دونون لشکرون کے قہر نگاہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا مریخ آفتاب علم نے

عرض کی کہ اے شہریار یہ فعل میرا آپ سے مخالفت کی نظر سے نہ تھا بلکہ میں یہ دیکھنا تھا کہ
آیا قہر نگاہ کچھ پہچانتی بھی ہے اس کو اصلی و نقلی کا فرق بھی دکھائی دیتا ہے یا یونہیں اٹکل
سے سحر کرتی ہے وہ شخص جسے سب نے جانا کہ برق ثانی ہے وہ اسی قہر نگاہ کا ایک ملازم
تھا جس وقت برق ثانی کے واسطے حضور نے حکم گرفتاری جاری کیا ہے تو مجھے یہ خیال
پیدا ہوا کہ اب تو صاحبقران زبان دے چکے ہیں برق کو پکڑ کر ضرور دیدینگے ذرا اسکی
آزمایش تو کرو کہ یہ کچھ پہچانتی بھی ہے یا نہیں لیکن اُس نے کچھ نہ پہچانا اب اس کی ضرورت
نہ تھی کہ میں خواہ مخواہ ایک مرد مسلمان کو قتل کرواتا صاحبقران یہ سُن کر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ برق ثانی کہاں ہے بلائیے اُس کو مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ
میرے خیمے میں موجود ہے لیکن اتنا اور امیدوار ہوں کہ اب اس کی خطا بھی عفو ہو جائے
فرمایا کہ مجھے ہر طرح خوشی آپ کی منظور ہے یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے ایک شخص کو
بھیج کر برق ثانی کو بلایا جس وقت برق حاضر ہوا تو مریخ آفتاب علم نے اپنے مقام پر
سے اُٹھ کر برق ثانی کا ہاتھ پکڑ کر صاحبقران کے قدموں پر گرایا صاحبقران نے قصور
اس کا عفو کیا تمام سردار اور عیار جن کو برق ثانی کے مرنے کا غم تھا نہایت خوش ہوئے
اور عیار تو بغلگیر ہوئے صاحبقران نے خلعت بخشا مریخ آفتاب علم کو عیاروں نے
ہزارہا دعائیں دیں برق ثانی اپنے عہدہ پر بھی بحال ہوا اور اپنی خشت ہائے زرین پر جاکر
کھڑا ہوا غرض کہ وقت سے دربار برخاست ہوا اور دوسرے روز موافق معمول پھر سردار
مجتمع ہوئے اب انتظار اس روز موعود کا ہے جو صاحبقران نے طلسم نہ طاق پر جانیکا
معین فرمایا تھا کوئی سیر و شکار کو بھی نہیں جاتا ہے کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے بر وقت
نہ پہونچ سکیں تو مورد عتاب ہوں روز دربار سرداروں سے معمور رہتا ہے حسب الاتفاق فتح
کے تیسرے روز بھی حسب دستور دربار مملو ہے سرداران عالیمقام اپنے اپنے دنگلوں
اور کرسیوں پر جلوہ افروز ہیں عیار خشت ہائے زرین پر کھڑے ہیں تعریف مریخ آفتاب علم
کے مقابلے کی ہو رہی ہے یہ گردن بسبب حجاب کے نیچی کئے ہوئے بیٹھے ہیں کہ ایکمرتبہ
برق ثانی کا کچھ دل گھبرایا اور اس نے اپنی اُلجھن میں اپنے قریب کے عیاروں سے کہا
کہ اس وقت میرے دل کی اُلجھن بڑھتی جاتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ چیخیں مار مار کر روؤں
اُنھوں نے سمجھایا کہ تم پھرنے چلنے کے عادی ہو کئی روز ایک ہی مقام پر بہئیت بدلے
ہوئے بیٹھے رہے ہو تو اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے دو ایک روز دوا پیجئے گا تو اچھے
ہو جاؤ گے لیکن چہرہ برق ثانی کا دمبدم متغیر ہونے لگا اور اشعار حسرت آمیز زبان
پر جاری کئے ناپائداری دنیا بیان کر کے رونے لگا آخر کار ایسی اُلجھن بڑھی کہ بارگاہ
سے نکل کر روانہ ہوا چونکہ خضران بن عمرو حالت اس کی دیکھ رہے تھے انھیں کچھ شبہ
سا گذرا کہ کہیں یہ مسحور بہ سحر تو نہیں ہے کچھ نہ کچھ راز ضرور ہے ساتھ ہی یہ بھی بارگاہ سے
نکل کر راہی ہوئے لیکن خضران بن عمرو جب تک آئیں آئیں برق ثانی لشکر سے نکل کر اس
ساحر کے قریب پہونچ گیا جو کھڑا دیر اس کے پتھر کے نیچے دبا لے کے بیٹھا تھا ساحر نے جو صورت
اس کی دیکھی اور تصویر کو خیال کیا تو مطابق پایا کہا تو کون ہے اس نے کہا کہ نام میرا

برق ثانی ہے اس نے کہا کیون آیا ہے اور کیا چاہتا ہے اس نے بیان کیا کہ کیا
کہون جب سے مین نے ملکہ حیات زرین پوش کو قتل کیا دنیا سے نفرت ہو گئی جی چاہتا
ہے کہ اپنی جان دے دون اور کسی طرح ملکہ تک پہونچ کر اپنی خطا معاف کراؤن یہ سن کر
اس نے کہا کہ آؤ ہم تم کو ملکہ کی والدہ کے پاس لے چلین وہ تم کو ملکہ حیات زرین پوش
کے پاس لے چلینگی اینک کر برق ثانی نے کہا کہ اگر ایسا کروگے تو مین تمھارا بہت ہی
احسانمند ہونگا یہ سن کر اس ساحر نے تصویر تنجیر کے نیچے سے نکال کر مٹھی مین دبا لی اور ہاتھ
برق ثانی کا پکڑ کر لے چلا تھوڑی دور بڑھا ہوگا کہ دیکھا سامنے سے ایک جوگی اکتارا
بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے اس جادوگر نے کہا کہ میان جوگی اس صحرا مین
کون سننے والا ہے جو تم گا رہے ہو جوگی نے کہا کہ تمھین لوگ سننے والے ہو جو
آدھ سیر آٹا دے کر پیٹ فقیر کا بھر دیتے ہو اس نے کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر جو ہمارے ساتھ
ہماری ملکہ کے پاس چلو تو وہ تم کو مالامال کر دینگی جوگی نے کہا وہ کہان رہتی ہین ساحر
نے جواب دیا کہ بالفعل تو اسی صحرا مین اتری ہوئی ہین اور رنج مین ہین کہ مسلمانون نے
ان کی نور نظر ملکہ حیات زرین پوش جادو کو قتل کر ڈالا ہے وہ طلب خون کے ارادہ
سے آئی ہین لیکن بعد مقابلہ لشکر اسلام یقین ہے کہ وہ بہت بڑا جشن کرینگی جس وقت
یہ خبر سنونگا تو ضرور ضرور آؤنگا جوگی نے کہا کہ اب مین اسی صحرا مین رہونگا اور کہین
نہ جاؤنگا یہ کہکر جوگی نے ایک خوشہ انگور کا جھولی سے نکالا اور کھانے لگا ساحر نے
پوچھا کہ یہ انگور کیسے ہین جوگی نے کہا کہ میرے مرشد نے مجھکو دیئے تھے آج بہت
دنون بعد اس جھولی مین مل گیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ بابا اگر اسے دشمن کھائیگا تو
مر جائیگا دوست کھائیگا تو عمر بڑھیگی ساحر نے کہا کہ مین آپ کا دوست ہون یا دشمن جوگی
نے کہا کہ آپ سے بڑھ کر دوست کون ہوگا کہ جان نہ پہچان اور پھر میرے فائدے کی
بات مجھ کو بتائی ساحر نے کہا کہ پھر اس مین سے ایک انگور مجھے بھی عنایت کیجیے کہ مین بھی
کھاؤن اور عمر کو اپنی بڑھاؤن اس لیئے کہ ایسے مقام پر ہون جہان ہر وقت جان کا
خطرہ لگا ہوا ہے اگر خداوندا کوان عمر بڑھا دینگے تو مین قتل ہونے سے بچ جاؤنگا
مسلمانون کا قابو نہ چل سکیگا جوگی نے کہا لو بابا جو کچھ پاس موجود ہے اس مین مجھے
دینے مین عذر نہین ہے یہ کہکر خوشے مین سے دو ایک انگور اس کو دیئے ساحر نے
انگور جوگی سے لیکر کھا لیئے اب ساحر ادھر چلا اور جوگی ادھر اپنی راہ آیا ابھی دو چار
قدم بڑھا ہوگا کہ ہوا نے تمانچہ مارا چھینک آئی بیہوش ہو کر گرا بس اس کا گرنا تھا
کہ جوگی نے پلٹ کر آواز دی کہ باش اے حیا منم خضران بن عمرو کے گزاریم کہ از
دستم زندہ و سلامت روی اور قریب پہونچ کر چاہتا تھا کہ اس کو قتل کرون کہ
برق ثانی نے کہا بس مرشد الگ رہنا خبردار اسے قتل نہ کرنا کہ یہ میرا دوست
ہے مجھے عظمت سحر ساز کے پاس لیئے جاتا ہے خواجہ خضران نے کہا او برق ثانی
اپنے ہوش مین آ تو مسحور ہو رہا ہے جس وقت یہ قتل ہوگا تو تجھے ہوش آ جائیگا برق ثانی
نے جواب دیا کہ دیکھیے اب ایسا ارادہ نہ کیجیےگا ورنہ بہت پچھتائیےگا مین آپ کا بہت لحاظ

کرتا ہون آپ کو ابھی مار ڈالونگا یہ کہکر تیغ عیاری کھینچ لیا اور خواجہ خضران بن عمرو پر
برس پڑا کہ ان کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گیا آخر کار جست کر کے علیحدہ ہوئے اور جلدی
سے کمند آصفائے باصفا مار کر اس کو باندھا اور ناک مروڑ کر بیہوش کیا بیہوش کر کے
داخل زنبیل کر لیا اور اس ساحر کو بصورت برق ثانی بنا کر گیند عیاری اس کے حلق
مین اُتار دیا کہ سحر نہ کر سکے زبان سے نہ بول سکے اور خود رنگ و روغن عیاری کا مل کر
صورت اپنی اُس ساحر کی بنائی اور برق نقلی کو پکڑ کر لے چلے اور جا کر سامنے عظمت
سحر ساز کے رکھ دیا اور کہا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہے عظمت سحر ساز نے جو صورت
برق ثانی کی دیکھی آتش عناد سینے مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ او بیدرد تجھے حسن وشباب
پر حیات زرین پوش کے کچھ رحم نہ آیا اور اس بیدردی سے اُس کو ذبح کیا
اُس وقت کی مجھ کو خبر نہ تھی دیکھ تو تجھے بھی ملکہ کی پائینتی بھیجے دیتی ہون یہ کہکر ایک گولہ
فولادی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے جو سینے پر مارتی ہے ایک تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی اور ایک شعلہ چمک کر گرا کہ یہ جل کر خاک ہو گیا بس اس کا مرنا تھا کہ علامات
سحر ظاہر ہوئے آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہوا کی عظمت
سحر ساز اپنے دل مین کہتی ہے کہ کیا عیاران لشکر اسلام ساحر بھی ہین لیکن
جس وقت آواز آئی کہ مارا جوان کشتی یعنے نام من ظلمات جادو بود حیف مردیم
جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بس اس آواز کے پیدا ہوتے ہی عظمت سحر ساز
بہت گھبرائی کہ یہ تو وہی ساحر ہے کہ جسے مین نے گرفتاری برق ثانی کے واسطے
بھیجا تھا یہ دوسرا کون شخص ہے شاید کوئی عیار ہو گا پلٹ کر آواز دی کہ تو کون ہے
اُس نے جواب دیا کہ او بے حیا تو نے مجھے نہین پہچانا منم خضران بن عمرو کیا تاب
طاقت ہے کسی کی جو میرے سامنے برق ثانی کو قتل کر سکے چاہتی تھی عظمت سحر ساز
کہ گھیر کر پکڑ لے خضران کو خضران بن عمرو نے لبون کو متحرک ہوتے جو دیکھا فوراً
گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے عظمت سحر ساز ہر چند تلاش کرتی ہے کہین پتا
نہین ملتا اس نے دستک دی کہ ایک جوگی پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ بتا خضران
بن عمرو کہان ہے اُس نے کہا کہ اے ملکہ عظمت سحر ساز اُس کی تلاش بیکار ہے
اس لیے کہ وہ یہین موجود ہے مگر نظر نہین آتا یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے پوچھا کیا
وہ سحر جانتا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ساحر تو نہین ہے لیکن ایسی چیز مین اپنے کو
چھپائے ہوئے ہے جو نظر نہین آتی عظمت سحر ساز نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا کہدو
ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر
اسلام سے یہ خبر لے کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اول خضران بن عمرو آکر
بارگاہ مین پہونچا اور تمام ماجرا برق ثانی کا اور ساحر کو قتل کرنے کا بیان کیا یہ
سُن کر مریخ آفتاب علم نے کہا کہ مجھے خیال ضرور تھا کہ یہ آئیگی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ
اس طرح پوشیدہ طور سے آئیگی کہ کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا اسی عرصے مین ہرکارے
گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ

عظمت سحر ساز نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ساحرہ ہے
مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ یہ ماں ہے حیات زرین پوش کی اب اس آتش
کا تماشا دیکھیے گا جو میں نے شیشے میں بند کر رکھی ہے لہذا طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجیے
صاحبقران نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا تیاری جنگ ہونے لگی مریخ آفتاب علم
صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آئے اور سحر جگانے میں مصروف ہوئے
بخور عود و کشک و عنبر و اگر کا دے کر بیرون کو ہوشیار کیا اُدھر عظمت سحر ساز نے
انگیاری کی جو کہ دیا گوگل لوبان گندھک کافور سلگا کر بیرون کو بھینٹ دی غرضکہ تمام
رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکروں نے اپنے اپنے طور پر عبادت
پروردگار عالم سے فراغت کی اور میدان حرب و ضرب میں آکر صف آرا ہوئے اُدھر
مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو لشکر صاحبقران سے چند قدم آگے بڑھا کر
صفیں جا بجا پرے آراستہ کیے آج کی جنگ میں طوفان بن سرکش و کیخور شاہ
بھی شریک ہیں مریخ آفتاب علم اپنے تخت سحر پر سوار پیچھے ان کے چالیس ہزار
جادوگر بازو بحری قرقرا طاؤس داژدر و پلنگ و فیل سحر وغیرہ پر حسب مراتب سوار
پھرہرے طلسموں کے ہوا سے اُڑتے ہوئے ایک جانب کیخور شاہ بادشاہ طلسم
کیخوریہ مع سپاہ بیکران اور لشکر فراوان دوسری سمت طوفان بن سرکش چند ساحران
سحر جنگجو پر اپنے ہمراہ لیے آئے تھے اُدھر عظمت سحر ساز ایک نہنگ سحر پر بیٹھی ہوئی
آگے اس کے سر پر چتر سحر کا رکھا ہوا پشت پر پچاس ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت
کے پرکالے جھولیاں مچھولیاں کاندھوں پر ڈالے جانوران سحر پر سوار ڈھیرو بجاتے
ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے آوازیں یا سامری یا جمشید یا خداوند اکوان تاجدار کی
بلند بیرقیں سیاہ کھلی ہوئی ہیں اور ہر بیرق پر تعریف اکوان تاجدار کی مرقوم عظمت
سحر ساز غم میں حیات زرین پوش کے لباس سیاہ پہنے ہوئے اور سب سامان
اس کا سیاہ ہے جیسے ہی صفیں بندھ چکیں اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے عظمت
سحر ساز اپنا نہنگ سحر بڑھا کر میدان کارزار میں آئی اور آواز دی کہ کیوں اے
مریخ آفتاب علم تم بادشاہ طلسم فیروزہ ہو کر تمھیں شرم نہ آئی کہ تم نے قمر حیات
زرین پوش کو آتش سحر سے جلا دیا کیا قتل کرانے کے بعد بھی عناد تمھارے دل
سے نہیں گیا تھا کہ مردے پر یہ ظلم کیا مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اے عظمت سحر ساز
کیا تو نے واقعہ قتل حیات زرین پوش کا اور عدالت صاحبقران عالیشان
کی سنی نہ ہو گی جس وقت میں نے تیری بچی خون حیات زرین پوش کا دعویٰ کیا ہے
تو صاحبقران عالیشان نے اپنے کیسے قدیمی ملازم کو پکڑ کر قہر نگاہ کے حوالے کر دیا
اور پھر اس کا خیال نہ کیا کہ تین پشتیں اس کی نمک خواری میں گذری ہیں اور تو یہ جو کہتی
ہے کہ قبر کو کھدوا کر جلا دیا یہ تیری بچی کا فعل ہے تا پہلے اس نے یہ ظلم کیا کہ تیری دختر
کی زبان قلم کر کے رکھ لی اور لاش کو بغیر زبان کے دفن کیا اس سے سحر حیات کو زندہ
کیا اور دوسرے روز میدان جنگ میں اس سحر سے کام لیا میں نے رد سحر کر کے اس

شعلے کو پلٹا دیا قہر نگاہ نے ہر چند کہ رد سحر میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی مگر سحر رد نہ ہو سکا
انجام کار قہر نگاہ نے اپنی بھتیجی کو بھینٹ دے کر سحر کو رد کیا یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو بہت
ناگوار گذرا اور کہا کہ کیا کہوں اب تو وہ زندہ بھی نہیں ہے ورنہ چرخہ کو اس بات
کی سزا دیتی اور مزاج پوچھتی کہ کیا اچھی محبت بھانجی کے ساتھ ختم کی ہے مگر خیر اب مجھے
بھی زندگی اپنی تلخ و دشوار معلوم ہوتی ہے جب حیات زرین پوش دنیا میں نہ رہی
تو لعنت ہے میری زندگی پر مگر ذرا مزا تو چکھا دوں تم لوگوں کو کہ اگر کسی کو ناحق قتل کرتے
ہیں تو اُس کا کیا انجام ہوتا ہے یہ کہہ کر صندوقچہ کھولا اور ایک پتلہ کاغذ کا کتر کچھ اسم سحر اسپر
دم کر کے اور کچھ لکیریں بنا کر زمین پر پھینک دیا کہ وہ گرتے ہی تڑپا اور تڑپ کر اُسنے
ہیئت انسانی پیدا کی اور سیدھا صحرا کی طرف بھاگا چلا گیا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جانب
بیابان سے ایک بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب نگران تھے کہ دیکھا اُس گرد میں سے ایک
نقابدار سیہ پوش ابلق سوار پیدا ہوا اور سامنے عظمت سحر ساز کے آیا اور کہا
کہ کیا حکم ہوتا ہے عظمت سحر ساز نے کہا جا اور خون حیات زرین پوش کا انتقام
لے یہ سُن کر نقابدار میدان میں آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان
تم سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے مقابلے کو نکلے یہ سُنتے ہی قارن بلند کمان [illegible]
اپنا دوڑا کر سامنے تخت شاہی کے آیا اجازت میدان میں جانیکی مانگی بادشاہ [illegible]
نے فرمایا اے قارن بلند کمان یہ معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہے تم نے کیوں [illegible]
جلدی کی اُدھر مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ یا صاحبقران عالیشان [illegible]
میں نکلنے نہ دیجیے گا آپ ان معاملات کو نہیں جانتے ہیں کسی سردار کا کا [illegible]
اس سے مقابلہ کرے اور سر بر ہو تماشا دیکھیے قارن بلند کمان نے با [illegible]
کہ اب تو میں نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجھکو کیا کہیں گے [illegible]
کہ قارن بلند کمان ڈر گیا اور میدان میں نکل کر پھر سوچ سمجھ کر [illegible]
میرے ذمے داغ بدنامی رہجائیگا بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر [illegible]
اس سے بچا کے مارا جاؤنگا اور کیا ہوگا مرنا تو ہر طرح ہے بلکہ [illegible] مرنا ہی
بہتر ہے یہ زندگی کس کام کی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان [illegible] زندہ رہیں
یہ کہکر ڈاڑھیں مار کر رونے لگا بادشاہ اسلام نے مجبور [illegible] مریخ آفتاب علم
سے پکار کر کہا کہ اب ان کو تو جانے دیجیے اس سے کہ [illegible] پلٹ جانا
شان مردی و مردانگی کے خلاف ہے مریخ آفتاب [illegible] ہے لیکن دل میں
سوچے کہ یہ خون ناحق مفت میں ہوگا پیچھے سے کوئی [illegible] نکال کر زمین پر
پھینک دی جن لوگوں نے دیکھا اُن معلوم ہوا کہ [illegible] رانت کا مرکب
ہے بعد اس کے دیکھا کہ وہ سوار دوڑتا ہوا صحرا [illegible] گیا یہاں قارن بلند کمان
نے قریب اُس سوار کے پہونچ کر آواز دی کہ [illegible] سیاہ پوش آگاہ ہو کہ
میں وہ شخص ہوں کہ قبل مسلمان ہونے کے خدا [illegible] بڑی عزت کرتا تھا اور بڑی
بڑی لڑائیاں میں نے سرکیں میرے نام [illegible] سے شجاعان زمانہ کانپتے تھے

ہر چند کہ اب زمانہ شباب نہیں ہے اور پیرانہ سالی ہے لیکن تیرے واسطے بہت ہون
یہ سُن کر نقابدار بہت ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ تو مجھے نہیں جانتا کہ مین کون ہون
مین نقابدار ابلق سوار لاضرب بہادری کی قارن بلند کمان نے کہا کیا تو نہین
جانتا کہ یہ دستور ہم اہل اسلام کا نہین ہم پیشدستی نہین کرتے ہین جب خداوند کریم
دشمن کی ضرب سے بچاتا ہے تو اپنا وار کرتے ہین نقابدار نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہو گیا
کہ قضا تیری آگئی ہے اور جھپٹ کر تیغ آبدار کا وار سر قارن پر کیا قارن بلند کمان
نے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کی دیکھا تو تلوار سپر سے کوئی دو انگل اونچی رہی آگے نہ
بڑھ سکی قارن بلند کمان نے اس کے وار کو خالی جاتے دیکھ کر اپنا وار کیا کہ
سر پر نقابدار ابلق سوار کے پڑا چھن سے تلوار ٹوٹ گئی بس نقابدار نے دوسرا
وار کیا قارن بلند کمان نے دیکھا کہ تلوار میری بیکار ہو چکی ہے اب وار اس کا
رد کرونگا تو جواب کاہے سے دونگا یہ تصور کر کے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
نقابدار ابلق سوار نے اپنا ہاتھ کھینچا کہ قارن پامال مرکب ہو آرہا پس دوسرا
ہاتھ کمربند مین قارن بلند کمان کی ڈال کر زین سے اُٹھا لیا اور لے کر عظمت سحر ساز
کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے پکار کر کہا کہ کیون اے مریخ آفتاب علم دیکھا
تم نے اس سحر کو یہ اسی طرح سے تمام لشکر اسلام کو باندھ لائیگا اور تم نے سحر مخفی
کر کے ضرب تیغ سے تو بچا لیا لیکن زور نقابدار کا نہ روک سکے یہ کہ کر قہقہہ مار کر ہنسی
کہ دیکھا سامنے بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور مثل بگولے کے چرخ مارتا ہوا آکر میدان
مین پہونچا اب جو دیکھا تو ایک نقابدار سفید پوش ہے اس نقابدار نے جو دیکھا
کہ یہ قارن بلند کمان کو لیے جاتا ہے للکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ اتنے
بڑے جوان زبردست کو اس طرح اُٹھا لایا اور لیے جاتا ہے بس پلٹ جلدی کہ
حریف تیرا مین موجود ہون پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے پھر اس کو لے جانا ابھی اس کو
وہین چھوڑ دے اگر مین تجھے مارونگا تو مین اس کو لے جاؤنگا اور اگر تو مجھے قتل کرے
تو تو اسے لے جانا یہ سُن کر نقابدار سیاہ پوش نے قارن بلند کمان کو وہین
چھوڑا اور خود جھپٹ کر سامنے نقابدار سفید پوش کے آیا ادھر عظمت سحر ساز
نے قصد کیا تھا کہ کسی ساحر کو بھیج کر اسے اُٹھوا لون کہ مریخ آفتاب علم نے پکار کر
کہا کہ اے عظمت سحر ساز اگر تم کسی ساحر کو بھیجو گی تو مین بھی کسی نہ کسی ساحر کو
بھیج سکتا ہون ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ بُری ہوگی اب انھین دونون کا فیصلہ ہو جانے دو
بہتر و انسب یہی ہے جو زبردست ہوگا وہ قارن بلند کمان کو لے جائیگا یہ سُن کر
عظمت سحر ساز اپنے ارادے سے باز رہی لیکن یہان نقابدار سیاہ پوش نے
نقابدار سفید پوش پر وار کیا نقابدار سفید پوش نے سپر سے وار اس کا
رد کر کے جو تلوار ماری نقابدار سیاہ پوش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے
بس اس کا قتل ہونا تھا کہ بجائے خون کے جسم سے ایک شعلہ نکل کر نقابدار
سفید پوش پر گرا اور جلا کر خاک کر دیا اب عظمت سحر ساز نے مریخ آفتاب علم

کو پکار کر آواز دی کہ بس اسی سحر پر دعویٰ تھا اور شعلہ کو للکارا کہ لے ان خدا پرستوں کا
کو بھسم کر کہ شعلہ بلبلا کر چلا لشکر اسلام کی طرف ساحرون نے اس کو رد کرنے کا
ارادہ کیا مگر یہ بھلا کسی کے روکے سے رکتا ہے جس پر گرا مثل بجلی کے گرا خرمن جان کو
پھونک دیا کبھی ادھر چمک کر آیا کبھی ادھر چمک کر گیا ایک قیامت برپا کر دی ساحر
جل جل کر مرنے لگے علامات پیدا ہونے لگی ہر طرف پھر شور و غل کر رہے تھے کہ کشتی مرا
نام من فلان جادوگر بود اُس آتش باری اور برف باری اور آندھی مین شعلہ چمک
چمک کر گر رہا تھا اور کام اہل اسلام کا تمام کر رہا تھا مریخ آفتاب علم حیران ہین
دل مین کہتے ہین کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ ایسی ساحرہ ہے واقعی یہ اپنی بہن سے
بہت زیادہ ہے اب لشکر مین دوہائی مچ گئی اور لوگ بھاگنے لگے ایک مرتبہ یہ شعلہ
لپک کر قریب طوفان بن سرکش جادو کے پہونچا چاہتا تھا کہ جلا کر طوفان بن سرکش
کو خاک سیاہ کر دون طوفان نے فوراً نوک زبان مین نشتر دے کر خون ہاتھ مین لیا
اور شعلے پر چھینٹا مارا اور کہا کہ لے چھینٹ اپنی اور پلٹ جا اتنا تو ہوا کہ یہ شعلہ پھر دیر تھرایا
اور ان پر نہین گرا یہ اُس سے محفوظ رہے مگر پلٹا نہین پھر چمک کر لشکر اہل اسلام
پر جا کر گرا ابکی مرتبہ جو یہ چمکتا ہے تو صاحبقران کی طرف چلا نیچور شاہ بڑھ کر
سد راہ ہوا اور اپنے جسم کا خون چھینٹ دے کر انھون نے بھی کچھ دیر کے واسطے
شعلے کو روک دیا مگر یہ فتنہ فرو کسی سے نہ ہو سکا جب چمکا لشکر اسلام پر گرا اب تو
سب کے سب نہایت پریشان ہوئے صاحبقران عالیشان بھی دل مین اپنے
کہتے ہین کہ یہ لکا تو بہت بڑی ساحرہ ہے خداوند عالم اس کے شر سے بچائے اب
آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کہ اتنے اتنے بڑے ساحرون سے یہ شعلہ رد نہ ہو سکا
اہل اسلام تو اس تباہی مین ہین اُدھر عظمت سحر ساز ہنس رہی ہے اور پکار پکار کر
کہہ رہی ہے کہ بس اسی منھ پر دعویٰ سحر و ساحری تھا اب یہ سحر کسی سے نہین رکتا یہ سُن کر
مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ یہ ایسا سحر نہین جو نہ رک سکے کیا بیہودہ بکتی ہے
او اجل رسیدہ وہ اور ہی شعلہ ہے جو تیری خرمن حیات کو پھونکیگا اور شمع حیات کو گل
کردیگا یہ کہہ کر ایک دستک دی دیکھا تو آسمان کی جانب سے ایک پری شیشہ ہاتھ
مین لئے ہوئے پیدا ہوئی جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچی جلدی سے
مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ اُس پری کے ہاتھ سے لے لیا وہ پری لوٹ کے
چلی گئی لیکن مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ لے کر عظمت سحر ساز کو دکھایا اور کہا
کہ دیکھ اے عظمت سحر ساز اس مین تمھارا شعلۂ قضا بند ہے یہ کہکر فوراً ڈاٹ
اُس کی کھول دی ڈاٹ کا کھلنا تھا کہ مثل برق کے ایک شعلہ چمک کر نکلا اور تھرایا
بس مریخ آفتاب علم نے اپنے بائین تلوے مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور
طرف شعلے کے پھینکا اور پکار کر کہا کہ لے چھینٹ اپنی اور اُس شعلے سے لپٹ کر عظمت
سحر ساز پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک کر دے بس خون کا چھینٹا مارتے ہی وہ شعلہ بھڑکا
اور بھڑک کر اُس شعلے کی طرف چلا جو لشکر اسلام کو جلا کر خاک کر رہا تھا بس پہونچتے ہی

یہ شعلہ اُس شعلے سے لپٹ گیا اور کھینچ کر لے چلا صاحبقران عالیشان نے فرمایا آج
تک نئی جنگ دیکھی شعلے سے شعلے کو بھڑتے آج تک نہ دیکھا تھا لیکن شعلہ سحر مریخ
آفتاب علم آتشی سحر عظمت سحر ساز کو لپیٹ کر لے چلا بس جیسے ہی قریب مریخ آفتاب
علم کے پہونچا مریخ آفتاب علم نے اشارہ کیا کہ لے عظمت سحر ساز کو اور اُسکے
لشکر کو بس یہ سنا تھا کہ شعلہ بھڑک کر عظمت سحر ساز پر چلا اور ساحروں نے
اسے روکنے کا ارادہ کیا بھلا اب دونی قوت ہے یہ سحر کب رُکتا ہے جس پر گرا اسکو
جلا کر خاک کر دیا اب جو حالت لشکر اسلام کی تھی وہی حالت لشکر کفار کی ہوئی
شعلہ چمک چمک کر گرنے لگا ساحروں میں غدر پڑ گیا پھر تو اسی میں ایک پر ایک
گرا پڑتا ہے عجب حالت ہے جدھر شعلہ چمک کر گرا اُس صف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا
ایک قیامت کبریٰ بپا ہے مریخ آفتاب علم نے پکار کر آواز دی کہ اے عظمت
سحر ساز لشکر کو بچاؤ اب یہی ہوا اب رُکتی نہیں اس شعلے کو یہ سن کر عظمت سحر ساز
کو غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر
عظمت سحر ساز کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے جیسے ہی دیکھا کہ شعلہ قریب آیا ہے بس
کچھ اسم سحر دم کر کے اور زبان میں نشتر دے کر خون چلو میں لیا اور شعلے پر مارا یہ معلوم
ہوا کہ روغن چھڑک دیا شعلہ اور بھڑکا اب تو عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ کیا
آفت ہے کچھ عقل کام نہیں کرتی کیا میں نے گھبراہٹ میں کچھ غلطی تو نہیں کی یہ دل
میں سوچ کر سینے کی بوٹی کاٹ کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ لے اپنی بھینٹ لے
اور جا لشکر اسلام کی طرف اس سے بھی شعلہ نہ پلٹا اب بھاگتی جاتی ہے اور شعلہ
ساتھ ساتھ لپکتا چلا آتا ہے جب اس نے دیکھا کہ کسی طرح مفر نہیں ہے بس ایک
مشکیزے میں کچھ خون اپنا دے کر آواز دی کہ آ اُتر آ اس ترکیب نے اتنا اثر دکھایا
کہ شعلہ خون کے لگاؤ سے مشک میں اُتر گیا بس جلدی سے عظمت سحر ساز نے منھ
اُس مشکیزے کا باندھ دیا اور لے کر چلی کہ اسے سرحد طلسم میں پھینک دوں اُدھر
صاحبقران عالیشان نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ اب کیا ہوگا یہ سن کر
مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ تماشا دیکھے جائیے عظمت سحر ساز تھوڑی دور
پہونچی ہوگی کہ ایک مرتبہ وہ مشکیزہ پھولتے پھولتے تڑاق سے شق ہوا اور اب جو وہ شعلہ
گرتا ہے تو عظمت سحر ساز کو جلا کر خاک کر دیا اور اب اس کی فوج پر جا کر گرا فوج بھاگی
اور شعلے نے تعاقب کیا لیکن مرتے ہی عظمت سحر ساز کے ایک آندھی سیاہ چلی برق باری و آتشباری
دیر تک رہی آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عظمت سحر ساز جادو تو اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا میدان
صاف ہے کچھ لاشیں میدان میں پڑی ہیں اور باقی ساحر بھاگ گئے ہیں اب وہ شعلہ پلٹ کر پھر لشکر
اسلام کی طرف چلا تھا کہ مریخ نے ایک ناندے میں پانی بھر کر رکھا تھا اشارہ کیا کہ تیرا یہ مقام ہے
ادھر آ بس جو شعلہ چمک کر اُس ناندے میں گرا گل ہو کر رہ گیا لشکر اسلام میں نقارۂ فتح بجا باجۂ فتح و ظفر
مریخ آفتاب علم پر سے زر نثار کرتے تھے انکو تو اسی طرح فتح و فیروزی میں یہاں چھوڑا جاتا ہے
اور اب چند کلمہ داستان نقاب داران سرخ پوش بیان کئے جاتے ہیں

جو شخص بہ نیت مقابلہ پل کو عبور کرتا ہی اوسکو ایک خبط سا ہو جاتا ہی اور حواس اوسکے مختل ہو جاتی ہین اور نسیان غالب ہوتا ہی نتیجتاً اثر اس دریا کی ہی صاحبقران نے ہنسکر آفتاب علم کیجانب دیکھا اسنے عرض کیا کہ یہ کچھ سمر کشان شاہ نے کہا بجا و درست ہی جہانتک کہ انھون نے حالات بیان کئے ہین سب صحیح ہین کیخسرو شاہ نے عرض کیا کہ اب یہان سے فدوی عرض کرتا ہی کہ سمر جنید سمر کشان شاہ نے جو بیان کیا بہت درست ہی مگر مین اسکی اصلی کیفیت عرض کرتا ہون کہ یہ کردار کس شخص کا ہی اور کون اوسکا موجد و بانی ہی واضح خدمت ہو کہ حکیم فیلقوس ثانی نے اپنی مدت العمر مین ایک دریا اس قسم کا بنایا اور ایک دیوانہ ہی کہ نام اسکا اژدر شیر شمشیر ہی اوسکو اونھون نے بحکمت اپنی عملیات کی زور سے اور کچھ ادویات کھلا کر اوسکو روئین تن کیا ہی اور ایک گرز اوسکو ایسا بنا دیا ہی قریب تیرہ سو من کے اور باقی جو اسلحہ کہ دیوانہ کے لیئے مناسبت رکھتے ہین وہ اسکو بنا دیئے اور وہ دیوانہ خود بالذات بھی بہت بڑا بہادر اور صاحب زور و طاقت ہی اور اس گرز مین یہ صفت رکھی ہی کہ وہ دیوانہ جب کسی سردار پر گرز کا وار کرکے ضرب لگاتا ہی اور نگاہ اوسکی چار ہوتی ہی وہ سردار یا تو ضرب گرز سے ہلاک ہو جاتا ہی یا ایسا بیہوش ہو جاتا ہی کہ کچھ خبر اوسکو اپنے تن بدن کی نہین رہتی بس وہ دیوانہ اوسکو اسیر کر لیتا ہی اور باندھکر لیجاتا ہی اور چونکہ وہ دیوانہ روئین تن ہی اسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی اب یہ معلوم نہین کہ نگاہ مین اوسکے کونسی تاثیر رکھی ہی یا گرز مین اور اسی دریا کے قریب مین ایک قلعہ ہی کہ وہان کی بادشاہ کا نام سمر سمر چیچوش ہے وہ بھی نہایت جری اور بہادر ہی اور قلعہ سبب یاقوت انکا معلوم ہوتا ہی اور قریب تین لاکھ فوج جرار کی اس قلعہ مین مقیم رہتی ہی لیکن وہ حکیم یہ تدبیر کر چکے یہ عملہ امور قائم کر گئے ہین اسنے اپنے جانب سے ایک شعبدہ باز کہ نام اسکا عازم شعبدہ باز ہی اسکو اپنی جگہہ پر بادشاہ کی پاس قائم کیا ہی کہ بجائے میرے یہ حضور کی دربار مین حاضر رہیگا اور حکیم نے بادشاہ سے یہ عرض کیا ہی کہ جسوقت تک مین حریف کی ہاتھ نہ آؤنگا اوسوقت تک کسی شئے کی ہیئت مین کسیطرح کا فرق نہ آنے پائیگا اس پر بادشاہ نے حکیم سے پوچھا کہ اب ہی کوئی شخص ایسا کہ حوالہ اشیاء آپکی بنی ہوئی کو مٹائیگا اور جسکا آپکو خوف و خیال ہے حکیم نے کہا کہ ہان بیشک مجکو خیال ہی ایک شخص کا کہ جو صاحبقران ثالث کا عیار ہی خواجہ خضران نام کہ وہ بہت بڑا عیار زبردست ہی کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اور اوسکی وجہ سے پوشیدہ ہو جاؤنگا اور مین ایسے مقام پہ پوشیدہ ہونگا کہ کسی کو میرا سراغ نہ مل سکے اور آپکو بھی اس مقام سے آگاہ نہ کرونگا بادشاہ نے اوسوقت یہ سنکر کہا کہ ہم بھی جب اس مقام سے ناواقف ہونگے اور ہم سے بھی پردہ رہیگا تو ہم آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہونگے ورنہ ہم پھر دم رہین گے اوسوقت حکیم صاحب نے دیکھکر کہا کہ سال بھر کے بعد عازم شعبدہ باز کو بھی دکھا دیگا اور عجائبات نہایت عمدہ و نادر آپکے پاس پیش کرینگے جسکو دیکھکر آپ نہایت محظوظ ہونگے بلکہ کنارہ دریائے نسیان اگر مثل میلہ کا اوسنے قرار دیا تو نہایت دلچسپی اس سے ہوگی بادشاہ نے منظور کیا کیخسرو شاہ نے اسقدر بیان کرکے عرض کیا کہ غلام ایک دفعہ کسی تقریب کیوجہ سے قریب دریائے نسیان کے پہونچا تو بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ بھی بندہ خداوند کیوان یعنی کیوان پرست کا بادشاہ نے غلام کو بلوا لیا چنانچہ مین باریاب خدمت شاہ ہوا زمانہ میلہ کا قریب تھا جب غلام دریا کے اوس پار گیا تو کل اپنا سب کچھ بھول گیا اور یہ بھی بھولا یاد تھا کہ اگر کسی پر سحر کرون تو بیکار نہ ہو گویا بالکل خود فراموش ہو گیا تھا اور ایک کیفیت نسیانی طاری ہو گئی تھی بادشاہ سے ضرور مین نے عرض کیا کہ ایک سبب مین حضور سے دریافت کرنا چاہتا ہون۔ سے بیت عرض دارم اگر گوش کن ٭ اگر گوش نباید فراموش کن ٭ بادشاہ نے فرمایا کہ تمہاری

وہ نگڑی کھا و یا کر خاک مذلت پر آپنچے اپنی تئین بیٹھا پایا بس بادشاہ نے حکم دیا عقابی تیز رفتار عیار کو جو کہ حاضر تھا اس سے
کہا کہ اسکو گرفتار کر لو اوسیوقت عارضہ شعبدہ باز کو عیار نے گرفتار کر لیا اور سلاسل پہنا کے بادشاہ نے سواری
طلب کی جس سواری پر آئی تھے غرضکہ بادشاہ سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئے اور عارضہ شعبدہ باز کو اوسیوقت
تیر سامنے زندان خانہ مین بھیجدیا آفتاب زرین علم نے کہا کہ پھر اسکے بعد کیا ہوا کہا کہ مین بادشاہ سے رخصت
ہوا اور اپنی طلسم مین پہنچا اسقدر مجھو یاد تھا کہ جو مین نے حضور مین عرض کیا آگی مجھے اور حال نہین معلوم ہی تیر سامنے گذرا
جب گنجور شاہ یہ کیفیت بیان کر چکا تو صاحبقران عالیشان نے یہ سنکر فرمایا کہ کل ہمارا پیش خیمہ سب طیار ہو اور
ہم یہان سے کل کوچ کرینگے خضران بن عمر ثانی نے کہا کہ مین نے سب حال سُنا آپ تو اودھر کوچ کرین اور غلام خانہ
کعبہ جاتا ہی کہ حال مجھو اپنے باپ دادا کا ثابت نہین ہوتا نہ کوئی خط آیا ہی نہ کسی نے کچھ حال بیان کیا ہی بس جی چاہی تو اپنے بزرگون
کو جو کچھ لکھنا ہو وہ خط آپ لکھیے مین لیتا جاؤن اور زبانی جو کچھ آپکا حال ہی وہ بھی بیان کرونگا کہ آپتو صاحبقران سے
بھی بڑھ گئے کہ کوئی ملک چھوڑتے بھی نہین آپتو یہ چاہتے ہین کہ عارضہ شعبدہ باز کو بھی مارون اور ساحرونکو
بھی قتل کرون اور ملکون کو اوسکے فتح کرون آپکی طمع تو مجھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہی بس آپکی مہر و محبت سے ہاتھ اوٹھاونگا
سب خدا گواہ کسی سے نہ دل لگاؤنگا + کیا ہی عہد بھی ابتو جب مین جاؤنگا + ضرور تربت مجنون پہ گل چڑھاؤنگا + جو
اپکی خیر سے میری بہار مین گذری + خواجہ نے صاحبقران عالیشان کیطرف دیکھا اور کہا کہ میرا حق آپ سب صاحبون پر
بہت بڑا ہی جو کچھ جسے دینا ہو وہ مجھی دیدین پھر کاہیکو مین لینے آؤنگا بادشاہ جمجاہ سے بھی عرض کیا کہ مجھی اب رخصت فرمایئے
شاہزادہ بدیع الملک نے بہت اصرار فرمایا اور کہا کہ اس دریائے نسیان تک تو ہمین پہنچا دو آپنے کہا کہ مجھکو تو حضور
غلام باغ نہین ہی جو مین وہان تک جاؤن اور ایسی بیرخی سے کہا کہ واقعی شاہزادے کو ایک رنج سا ہوا مگر چونکہ خواجہ
کا کام بہت مشکل مشکل انجام دیے ہین اس سبب سے کچھ جواب سخت نہین دیا فرمایا کہ تمہارا دل پر صاحبقرانی نہین کرتا ہون
خدا کی عنایت اور اوسی کی افضال سے میرے سب کام بنتے ہین اور بادشاہ سے عرض کیا کہ پروانہ رخصتی انکو عنایت
فرمایئے اور سپہ دارونکین جو کچھ جسکو دینا ہو مین مانع نہین ہون کہ یہ سبکا خدمتگذار ہی اور اسکے احسانات سب پر
بہت ہین بادشاہ نے پانچہزار روپیہ عنایت فرمائے اور سپہ دارون نے علیقدر حیثیت کسی نے دوہزار کسی نے چار ہزار خواجہ کو
دیے سب لیکے آپنے لیکر کہا کہ کوئی خط خطوط کوئی صاحب دینگے مین خانہ کعبہ جاتا ہون فرمایا شہزادہ نے کہ کوئی فرق
نہین ہی خدا ملا دیگا تو مل ہی جاوینگے آپکا جی چاہی تو زبانی کہدیجیگا ہم بھی جانتے ہین کہ سفر دور و دراز ہی بس اب آپ تشریف لیجایئے
جو گذرنی تھی ہمپر گذر جاینگی + طبیعت پہ ہو گا قلق چند روز + سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی + یہ کہکر آنسو آنکھون مین بھرلا
خضران نے کہا کہ مین کیا عرض کرون سب ہم نے چاہا تھا نہ ہووین عمر بھر تم سے جدا + ہان مگر مجبور ہین جو کچھ ہو خالق
کی رضا ہو کہا سنا کیجیے میرا عفو سب خدا + لو خدا حافظ و ناصر بھول مت جانا ذرا + ہمتو رخصت ہو چلے جو کچھ رکھے اب تمکو خدا
جان تمہارے پاس ہی اب تن سے فرما دو کہ جا + یہ کہکر پھر ثالث اوٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عیارون سے بغلگیر ہو کر یہ کہا کہ
ہمارا خیمہ سبز افشانی ہمارے ہمراہ رکھنا اور قران ثالث سے کہا کہ میرا خیمہ ضرور رکھنا تم ہی یا کہ یہ معلوم ہو کہ ثالث کبھی ساتھ
ہی لیس یہ کہکر آپ سب مال و زر اپنا داخل زنبیل کر کے چلی بادشاہ نے فرمایا کہ کل ہم لوگون کو تو رخصت کر کے جایئے آپنے
دیکھکر کہا کہ مجھی اور قلق زیادہ ہو گا بس یہ کہکر چل کھڑے ہوئے یہان یہ سب افسوس کنان بیٹھے رہے بعد جانے
خضران بن عمر ثانی کے شاہزادہ نے حکم دیا کہ بلا وجہ جمیل بن عادی کو کہ پیش خیمہ ہمارا طیار رہی اور کل ہم بیشتر خیمہ
بیکطرف دریائے نسیان کی روانہ ہو اور ہم بھی آتے ہین بعد اسکے آصف رقم ملکہ طلعت سے یہ ارشاد ہوا کہ مین چاہتا ہون
آپ سب اہل طلسمی سے یعنی جو اشیاء طلسمی تھے کہ آپنے طلسم بیت الجمال سے حاصل کین ہین اس سماب طلسمی کو
آپ لیکر دریائے نسیان پر آئیگا آپکو مین رخصت کرتا ہون کہ آپ اپنا انتظام کر کے اسطرف کو تشریف لائیگا خدا حافظ

وناصر ہی آصف بخت طالعت اوٹھی بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کو سلام کر کے اور اپنے دوستون سے رخصت ہو کر اب
یہ جاتی ہین کہ انکا حال آگے بیان کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران بجانب سکندر فرخ لقا مخاطب ہوے اور فرمایا کہ آپکو بھی تکلیف
یہین وہین کی دیتا ہون کہ آپ بھی اشیا طلسمی کو جو کہ آپنے طلسم رنگین فلک سے پائی ہین انکو ہمراہ لیکر دریای نسیان
پر ملاقات فرمائیے انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور سلام و مجرا کر کے اوسیوقت رخصت ہو کر چلے اب صاحبقران طرف
شاہزادہ امیر الزمان کے مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی مع اشیاء طلسمی کے کہ جو آپ طلسم بیت الحزن سے اپنے ہمراہ
لائے ہین ان اشیاء نادر کو لیکر آپ دریای نسیان کیجانب روانہ ہوجیئے اور ہم بھی انشاءاللہ وہان پہونچتے ہین ہمارے آپکے
وہین ملاقات ہوگی یہ بھی رخصت ہوے اور حسب ارشاد روانگی مین مصروف ہوے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ کیجانب متوجہ
ہوے اور انسے ارشاد کیا کہ اے فرزند تم بھی ان اشیاء نادرہ طلسمی کو کہ طلسم ذوفنون کی فتاحی مین تمکو دستیاب ہوئے
ہین تم انکو ہمراہ لیکر بجانب دریای نسیان روانہ ہو اور اسی مقام پر ہم بھی ہم خود آجاتے ہین تو بہت جلد وہان پہونچتے ہین شہنشاہ
گوہر کلاہ نے اوٹھکے مجرا کیا اور عرض کیا کہ آرزو تو کمترین یہ تھی کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب مین بھی غاشیہ بردار ہی تا
ہوا چلتا مگر الامر فوق الادب جیسا حکم ہوا ہی مطابق اسکے تعمیل کرونگا اور بسر و چشم اسیوقت رخصت ہو کر عازم منزل مقصود
ہونگا یہ عرض کر کے یہ بھی رخصت ہوے کہ انکا حال بھی آیندہ حوالہ قلم سوانح رقم ہوگا بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا صاحبقران
اگر آپ کہین تو مین ایک بات کہون عرض کیا صاحبقران نے کہ اسکے قبل ارشاد آپکا فرمانا مین بسر و چشم بجا لاؤنگا آپ ارشاد
فرمائین بادشاہ نے فرمایا کہ ہان مین نے ان امور صاحبقرانی مین دخل دینا پسند نہ کیا مگر ہان میری رائے یہ ہی کہ اگر کہئے تو
خواجہ زادون کو بلا کر دریافت کیا جائے کہ یہ دریای نسیان کیا چیز ہی اور راہ وہان کا سفر ہمارے لیے کیسا ہی کیونکہ وہ مقام بہت
سخت ہی اور خواجہ کا چلیجانا بھی مصلحت سے خالی نہین ہی وہ بڑا شخص جانتا ہو الا اِن محلکا بھی ہی اسکے جانے سے لشکر مین ایک
اوداسی اور سناٹا معلوم ہوتا ہی صاحبقران نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہی آپ خواجہ زادون کو بلوائیے اور انسے استفسار
حالات ضرور ہی کیجیئے اور ہمکو کیے بارہ مین میرا کیا اختیار تھا بہتر الٹنی کہتا رہا اور روکا کیا مگر انھون نے کچھ سماعت نکی بلکہ اگر
خیال کیا جائے تو انھون نے ایک نوعکی بیمروتی کی بلکہ تحکم اہی کی حرکت الٹنی سرزد ہوئی خیر آپ خواجہ زادون کو طلب فرمائین
حکم ہوا کہ اسیوقت چوبدار جاوے اور خواجہ زادون کو بعد دعا کے ہماری طرف سے کہا جائے کہ آپکو طلب کیا ہی چنانچہ چوبدار روانہ ہو کر خواجہ
زادون کے پاس پہونچے اور جا کے عرض کیا کہ آپکو بادشاہ جمجاہ نے یاد فرمایا ہی آپ تشریف لے چلین خواجہ زادون نے کہا کہ پہر
رات باقی ہی کوچ کا حال سفر نہین معلوم تھا اور اسی سبب سے نیند بھی ہمکو نہین آئی تھی کہ صبح کو لشکر کا کوچ ہوگا مگر حاضر ہوتے ہین یہ کہکر
کہارونکو طلب کیا کہ میانے ہمارے نکالو چنانچہ کہارون نے میانہ باہر کی نکالا انھون نے جامے پہنے صندلی عمامہ سر پر رکھے اور
کتب رمل و نجوم ہمراہ لیکر شکلین اپنی بزرگونکی ایسی بنا کر اور لباس درباری پہنکر اوسیوقت سوار ہوے اور راہ کو طی کر کے
داخل بارگاہ ہوے تا لب فرش شاہزادہ بدیع الملک استقبال کر کے انکو لائے اور بادشاہ کیجانب انکی تعظیم کی
چوکیان صندلی بچھوادی گئیں سپہر آرا خواجہ والا گہر ثانی و خواجہ فرزند جمشید ثانی و خواجہ سیاوش ثانی و خواجہ
دریادل ثانی آکر بیٹھے اور بادشاہ کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا کہ حضور نے اسوقت کہ رات پہر بھر باقی ہی ہمکو یاد فرمایا
ارشاد ہو کیا کام ہی بادشاہ نے فرمایا کہ دریای نسیان کیجانب صبح کو کوچ ہی اسکے بارہ مین کچھ دریافت کرنا ہی خواجہ زادون
نے عرض کیا کہ حضور لفظ نسیان کو ذہن مبارک مین رکھین اور اسکا مفہوم ملحوظ خاطر رہے یہ سنکر انھون نے قرعہ تفکر تختہ تعقل پر
پھینک کر عرض کیا کہ عقلہ و فرح و انکیس کی مطابقت اور عطارد و مریخ و زحل زہرہ و مشتری کی نظرات کواکب سے ثابت ہوتا
ہی اور خانہ حیات پر نظر کر کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس نسیان سے کسیقدر نقصان لشکر اسلام کا بھی ہونا چاہیئے مگر سالم
سلامتی جان کی لہذا آپکا سفر وہین جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی اب پوچھا بادشاہ نے کہ یا خضر ان کا لشکر سے
جانب خانہ کعبہ کیسا ہی خواجہ زادون نے عرض کیا کہ [illegible] خضر ان کا کعبہ کیجانب ثابت [illegible]

تاک سپہر + مہر کر ذکر سے تھا اک پیر + چاند سی کی تھی صاف شمع فانوس + پا کر کے گلون سے تھا وہ طاوس + پادشاہ
جمجاہ بھی بارگاہ سے شاہزادہ کا جانا دیکھ رہے تھے پردے بارگاہ کی اوٹھے تھی آخر اہل لشکر سے رخصت ہو کر سواری
منزل باد بہاری کی منزل مقصود کیطرف روانہ ہوئی اور یہان آواز گریہ بکا مع بادشاہ کی بلند ہوئی ایک حشر کا سا سامان نظر
آتا تھا کوئی چشم ایسی نہ تھی جو گریان نہو شاہزادے کے غم مفارقت مین غرضکہ سب روتے ہوے رخصت ہوے بادشاہ نے بھی دربار
برخاست کر دیا اب حال شہزادیکا آگے بیان کیا جائیگا کہ یہ منزلون کو طے کرتے چلے جاتے ہین ۔

ابتدائے کلمہ داستان شوکت بیان اوس غمگین و حزین سے کہ جو خانہ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن خضر ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ رہروی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ وقت قریب شام کے پہونچا جانوران صحرائی اپنی اپنی مقامون کو جانے لگے طیور اپنے
آشیانون کیطرف رخ کیا آفتاب قریب غروب ہوا وہ آفتاب کا نقاب حجاب مین منہ چھپانا دھوپ کا زرد زرد ہو گیا وہ سبزہ
پر پڑنا عجب کیفیت دے رہا تھا لیکن کاروانسرا کا کہین پتہ نہ معلوم ہوتا تھا ایکطرف کو شیر ڈکارتے ہوے اپنے
کچھار کیطرف جاتے تھے ایک سمت آہوون کا غول چلا جاتا تھا ایک دوسرے سے خبر نہ تھا تھا خضران کہتے تھے کہ
زلف کہتی ہی مسافر ٹھہر جا کچھ کام ہی + دل یہی کہتا ہی جا نا دور ہی اور شام ہی + بس خدا خدا کرکے کہین بیٹھ جاتے تھے اور
یہ شعر پڑھتے تھے کہ غربت یہ اوس مسافر بیکس کی روئیے + جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + ایکجو
دیکھا تو سامنے سے ایک کاروانسرا نظر آیا شکر خدا کرکے یہ وہان پہنچے اور جا کر ایک مقام پر اپنا بستر لگایا بھٹیاری اپنی مقام سے
اوٹھکر سقہ لیے ہوے انکے پاس آئی اور کہا کہ میان مسافر بہت تھک گئی ہی آپنے کچھ انگشتریان نکالین کہ دانہ یاقوت کی اور ہمایوں
عمدہ عمدہ نگینے پکھراج و نیلم وغیرہ انپر جڑے ہوے تھے دیکھکر کہا کہ مین انکی سوداگری کرتا ہون اسوقت کوئی بھی انکو مول لیگا تو
مین کوڑیون کے مول بیچ ڈالون کھانا وغیرہ پکوانیکا بندوبست کرون بھٹیاری کہ نہایت نوجوان اور تڑاق پڑاق تھی اونہی
انگوٹھیون کو دیکھکر اور مسکرا کر کہا گو یہ رقم زیادہ کی ہی مگر میرے پاس اسوقت سو روپیہ حاضر ہین جی چاہی تو مجھی کو
عنایت کیجیے آپکی نشانی میرے پاس یادگار رہیگی اور کھانا تو آپکی دعوت مین کرون ہی گی اور شب کو جسطرح کی
جی چاہی مجھے تکلیف دیجیے مین حاضر ہون آپنے ہنس کے کہا کہ یہ تو مینے قبول کیا لیکن اگر شبکو کوئی تمہین تکلیف
دیتا تو کیا دیتا اسنے کہا کہ پچاس روپیہ کیا کم دیتا تو اوسنے کہا کہ وہ پچاس روپیہ مجھی کو دیدو اور تم کسی اور کو تکلیف دو اور
مین تو بس کام سے محروم ہون بس بھٹیاری نے اپنی کسی فکر کیلیے سے پچاس روپیہ لیکر تھا اوسکے پیشکش کی وہ
پوٹلی آپنے باندھکر داخل زنبیل کی اور کہا کہ خداوندا تیرا شکر ہی کہ کوڑی دو کوڑی کا روزگار تو ہو گیا دن بھر بھوکا پیاسا
مین نے یہ سفر تمام کیا تو خالق ہی رزاق ہی صدا آئی مجھے یاد ہی کہ آسیا کہتی ہی بہر صبح باواز بلند + رزق سے
پھرتا ہی رزاق دہان بھرکے + یہ ذکر تھا کہ دیکھا چار گھڑی رات گئی بھٹیاری کھانا انکے لیے لائی بہت تکلف سی انہون نے
شکر خدا کرکے نوش جان کیا اور آب و طعام سے فراغت کرکے پلنگ اسنے بچھا دیا تھا اوسپر آپنے آرام کیا اور مسافر
بھی وہان تھے سب انکی حقہ پانی سے تواضع کرتے رہے اب انکا نعرہ خواب بلند ہوا اور یہی سب سو رہے اب انہون نے
عالم رویا مین دیکھا کہ خضر ثانی مجیب السبیل سیاحی سے گرد و غبار چہرہ پر پڑا ہوا کچھ کپڑے ملگجے سے پہنے ہوے یہ خواب مین نظر آئے
اور دیکھا کہا کہ شاباش و مرحبا یہی وقت رخصت ہونیکا تھا کہ تو وہان سے رخصت ہوا اپنی جان شیرین کو عزیز رکھا
اور شاہزادیکو تنہا چھوڑ دیا تیری وضع سے تیرے تمام بزرگون پر حرف آئیگا اور لوگ سمجھینگے کہ ام کھین گا اور تیری
وجہ سے ہماری بھی ہجو کرینگے کہ ہم نے اولاد حمزہ کو ساتھ کبھی نہین چھوڑتے ہماری کبھی مین یہ نظر آنے لگا اور رو کر
کہا کہ والد ماجد خدا جانتا ہی کہ دل سے مین شہزادہ کو تنہا نہین چھوڑ کر آیا ہون فقط اس خیال سے کہ چل کر زیارت کرون
آپکی و دادا صاحب کی اور جناب حمزہ صاحبقران کی اور بہر مصروف کوشش ہون اور مین نہین جانتا

عمر شالی نے آنسو بھر کر فرمایا آنکھوں میں رہتا ہی دل میرا بہت بیتاب سوچ سے کہ آپ لوگوں پر کیا گذری ہون
قیس کا نام نہ لو کہ جنون جانے دو + طفل ہی ہمارا کہ فرزند ہمارے تئے دو + اگر تو پوچھتا ہی کہ ہم پر کیا گذری اور ہم
کسطرح ہین یہ امر اسقدر ہی اسکو ہم نہین بیان کرسکتے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو اور دہنی جانب کو تو قصد کر
کہ شہر حیرانیہ ہی وہان پہونچکر جو کام کہ لائق تیرے ہین انکو بجالا یہ چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ اسکی آنکھ کھل گئی رات تھوڑی سی
معلوم ہوئی تمام صبح کا وقت قریب تھا انہون نے تازہ یہ خیال کیا کہ بھٹیاری صبح کو بلا ہوکر پیچھے پڑیگی کہ سب
انگوٹھیان مصری کی بنی ہوئی تھین تھا کو یہان یہ سمجھ کر یہ تو دہنی جانب کو سرای کی دیوار پھاند کر لیجے ہوئے اور یہان
بھٹیاری نے جو انگوٹھیان دیکھی تو بہت خوشی ہوئی خوشی خوشی اب جو اسنے ہاتھ دھوکر دیکھا کہ پانی کچھ سرخ کچھ سبز کچھ کاسنی کچھ
فیروزی ہر نگینہ کا رنگ بہنے لگا بھٹیاری پکاری کہ واہ کیا نگینے رنگین ہین کہ جنکا پانی بھی رنگین ہی دونا پیسا خرا اور بھی
تماشا دیکھنے لگی ایک بولی بھٹیاری یہ صفت تو نگینون کی نہ دیکھی تھی پہلا ایک کو پانی مین تو ڈال کر دیکھئے اچھی انگوٹھی
یاقوت نگار پانی مین ڈالی تو سب پانی سرخ ہوگیا بھٹیاری نے کہا دیکھو یہ عمدگی ہی یہ کہکر انگوٹھی کو جو ڈھونڈھا تو پانی
مین پتہ ہی نہین ہی اسنے کہا ہہ ہہ انگوٹھی گھل گئی ایک آہ دل لگی باز بھی وہان تھے کہ انہون نے کہا کہ یہ خون
ہمارے پیلو تمہارے دلکا ہے کہ جیسا تمہارا جانا عاشقون کا خون پیا اب جو انگوٹھی ڈالی وہ گھل گئی اسنے آواز دی کہ دروازہ
سرا کا نہ کھلنے پائے کوئی مسافر جانے نہ پائے اور یہ کہکر مسافر جہان سوتا تھا وہان جھپٹ کر آئی دیکھا کہ وہ درہی جو بین
کھانے کو دی تھی اور وہ دو لائی جو اوڑھنے کے واسطے دی تھی مع تکیون کے لیکر چلا گیا چہار طرف ڈھونڈھا کہین نہ
پایا بھٹیاری اوڑھنا لی رہگئی لیکن اب حال عمرو کا سنئے کہ بھٹیاری کا روپیہ اور بستر لیکر جو بھاگے تھے لیس راہ کی
طے کرتے ہوئے چلے جاتی ہین منزل کو طے کرتے ہوئے قریب شہر حیرانیہ کی پہونچے دیکھا کہ شہر ویران و پریشان رعایا مغموم و
مضطر سراسے اجڑی ہوئی غرضکہ یہ شہر مین آئے اور ایک شخص کو نہایت معقول پاکر اسنے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون مجھے نہین
معلوم تھا کہ اس شہر مین کوئی سامان بستر راحت کرنیکا اور بیٹھنے کا نہین ہی اگر جاؤ تو کہین پڑا رہتا ہون تو لوگ چور
تصور کرکے پکڑلینگے اس شخص نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہی تو خیر آپ چلئے آج ہمارے مہمان ہو جئے یہ کہکر لایا اور ایک برج مین
چار پائی انکے لیے بچھادی اور شام تو ہو ہی گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد انکے لیے کھانا لایا اور رکھا کھانا کھلا کر یہ خیال کیا
کہ تنہا اس مسافر کو چھوڑنا اچھا نہین ہی شاید کوئی چور آکر یہو اور رات کو کسی کی مکان مین کودی تو اچھا نہوگا اس سے
بہتر ہی کہ تو ہی اس مقام پر سعور رہ کر بھی لیٹا اسوقت خضر انکو پوچھا کہ بھائی یہ شہر ایسا بے سامان کیون ہی اسنے دیکھکر
کہا کہ تمہین اس سے کیا کام انہون نے کہا اگر بے ہوا دو گے تو ہمین بھی اس شہر کی بے سروسامانی معلوم ہوجائیگی اسنے دیکھکر کہا کہ
ای شخص ہم لوگ قوم اجنہ ہین اور بادشاہ ہمارا حضرت جنی ہی کہ وہ ہر کمال مین بہت بڑی لیاقت رکھتے ہین
اکوان و کیوان دو بھائی ہین کہ انہون نے دعوی خداوندی کیا اور ہماری قوم کو بھی وہان نکال دیا اور یہ شہر
حیرانیہ ہمارے بادشاہ نے آباد کیا تھا لیکن کیوان کو ہماری جانب ایسا غصہ تھا کہ اسنے آہوان جادو کو بھیجکر بادشاہ
کو ہمارے قید کر لیجا کر ایک صحرا ہی کہ اسمین ایک گنبد یاقوت نگار بنا ہوا ہی اسمین قید کیا ہی اور یہ معلوم زمین مین دفن کر دیا
اور اوس نے وہان ایک طلسم بنایا ہی اور آپ وہان رہتا ہی اور آہوان نے یہ انتظام کیا ہی کہ تین طرف تو دریا ہی کہ اگر
کشتی پر کوئی بیٹھکر جاوے تو ایک برق گرتی ہی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہو دریا ہی مین اور چوتھا
راستہ خشکی کا ہی اوس میں کوہ نمک دیوان آہن کلاہ کے ساتھ رہتے ہین جو شخص اودہر سے جانیکا قصد کرتا ہے
وہ آہن کلاہ اسے مار ڈالتا ہی اور شہر کوئی حرب اثر نہین کرتا ہی تو اب کیونکر انکو چھڑا سکین اور کیونکر جا سکین
عجیب مقام ہے کہ ہم قدرت نہین رکھتے کہ جسکو کیا بیان ہی + قدرتیں وان عقل حیران ہو + یہ حال سے ملال اس شخص
سے سنکر جوش آیا دل مین انکو خیال کیا کہ اگر انکو چھڑا لیا تو احوال طلسم کا بھی معلوم ہوگا اسمین کوشش کی

نقشہ جسے برخوردار ہی کو تجویز کرلیا ہی غرضکہ بادشاہ کے لیئے بھی یہی کھانا طیار کرتا ہی اور یہی اکثر خاصہ کھلاتا ہی ایکدن
جب کھانا حضور لیگیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے برخوردار حبشی تو ہماری قوم مین ہی اے بھائی تو کچھ اندیشہ نہین وہ شخص جل
پہنچا ہی جو مجکو رہا کریگا تو اکثر زینہ کی وہان جاکر خیال رکھنا کہ تجھ سے ملاقات ہو بدہی ہی بلکہ وہ تیرا مہمان ہوگا یہ عرض کرتا ہی
کہ بھلا حضور یہان کیونکر کوئی آسکتا ہی اتنی مشکلات کو طی کرکے تو یہانتک پہنچے دہشت آتی ہو وان نکلکر آنا اور دیوار پر اسے بچنا
جب کہین زینہ تک رسائی ہو آپکو کیونکر معلوم ہوا مین تو حضور یہ خیال کرتا ہون کہ اس قید سے تاعمر رہائی غیر ممکن ہی دیکھئے کیونکر
یہان سے نجات ملتی ہی اسوقت بادشاہ نے کہا کہ بھائی روتے روتے آنکھ میری بند ہوگئی تھی ابھی اس تنہائی اور بیکسی پر مجکو نہایت
تاسف تھا اسی حالت رنج مین مجکو غنودگی سی ہوگئی تو دیکھا مین نے کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حق پرست
باوصفیکہ تو نہایت بیکس ہی اکثر خاصان خدا پر اس سے بھی تکلیفین گذرتی ہین بقول نزدیکانرا بیش بود حیرانی ہان لیکن اپنے
معبود کو یاد کر جو تاریخ آج ہی اسی تاریخ کو فرمایا ہی کہ تیرا رہا کرنیوالا آئیگا اور برخوردار حبشی سے ملاقات ہوگی اسوجہ سے مین
تجھ سے بیان کیا بھائی وہ دن آج کا ہی تو اسطرف کو پھیرا کرنا برخوردار حبشی اس خبر فرحت اثر کو سنکے نہایت خوش ہو
چونکہ یہ کھانا نقشہ جادو اور چالیس ساحرونکو بھی افزا گئے پہنچاسکو کھلا چکا تھا بس یہ زینہ کی جانب کو روانہ ہوا اگرچہ
او وہم ایک بیتا تا سنا تھا لیکن یہ وہان گیا اور دیکھا تھا کہ ایک شخص زینہ پر سے اترے اور اسکو دیکھکر کچھ سہما اور اشارہ
سے کہا کہ بھائی یہان آؤ تو مین ایک نامہ لیکر آیا ہون اسنے اپنے دل مین تعجب کیا کہ یہان نامہ بر کا آنا یا کسی غیر شخص کا کیونکر
ممکن ہی وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا ہی لہذا معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجب ہی یہ وہی شخص ہو جسکو بادشاہ نے کہا ہی جب
یہ قریب آیا تو دس اشرفیان اور ایک نامہ اسنے دیا اور یہ کہا کہ نامہ اپنے مالک کو دیدینا اور اس سبب کی نسبت حکم ہوا تھا
کہ یہ نامہ لیکر جاتے ہو اسکو دیدینا کہ وہ کھائے یہ ہنسا اور اسنے دیکھکر کہا کہ مین نے پہچانا آپکو یہ کہتا تھا کہ تجھ سے آپ گلیم اوڑھے
غائب ہوگئے اسکو دیکھکر اور تعجب ہوا اسنے کہا کہ جناب آپ میرے ساتھ چلئے اور کمالات نہ دکھلائیے مجھے سب حال
آپکا معلوم ہی کہ آپ ہی بادشاہ کو چھڑائینگے جب برخوردار حبشی نے اسطرح کہا تو آپ گلیم اوڑھے ہوئے فقط سر اپنا کھلا
کے باہر کیا اب جو اسنے دیکھا باوصفیکہ خون تھا اور ہر بار تا تھا کہ ایک شخص آئیگا مگر اسپر بھی بوجہ خوف کے ایسا بولا کہ بیٹھا
اسکا خطا ہوگیا اس حرکت پر خواجہ کو بھی ہنسی آگئی اور اسکے قیافہ کو دیکھکر آپنے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ دہشت کے
مارے یہ شخص مرجائے یہ دوست معلوم ہوتا ہی بس آپنے گلیم اوتاری اور اپنی شکل ظاہر کیا اسنے کہا کہ آپ آدمی کاہیکو ہین
بلا ہین آپنے تو جنون کے بھی کان کاٹے ہین آئیے میرے مکان پر چلئے آپ اسکے ساتھ ساتھ چلے وہ جہان پر اترا
ہوا تھا انکو ہمراہ لیکر وہان آیا اور سارا حال نقشہ جادو کا اور اپنا کھانا پکانا کہ یہی معین ہونگا اور گرفتار کرکے
لائیگا اور بادشاہ کی قفس مین اسیر کرینگا اور اپنا بادشاہ کے لیئے بھی کھانا لیجانا اور کھلانا سب کا بیان کیا انھون نے یہ سب
حال سنا اور کہا کہ تو کچھ اندیشہ نہین انشاء اللہ آج ہی اس ملعون کا فیصلہ کیئے دیتا ہون اور بادشاہ کو رہا کرتا ہون جس
وقت اس محافظ نقشہ جادو کے پاس کھانا لیجائیگا ہوا اسوقت مجھے بھی اپنے ساتھ لیچلنا مین خود کھانا طیار کرتا ہون محافظ
زندانخانہ کے لیئے لیچلونگا جب وہ وقت آیا تو انھون نے برخوردار حبشی کو تو گھر مین چھوڑا اور خود اوسکی شکل بنکے کھانے
چند اقسام کے طیار کیئے کچھ پلاؤ کچھ سفیدہ کچھ مطنجن و زعفر کچھ تیشیر برنج و کباب وغیرہ نہایت تحفہ طرح سے طیار کیئے
اور بیہوشی مین دم کیئے بعد اسکے آکر برخوردار حبشی سے کہا کہ چاپنی مہر لگا سب کھانے طیار ہین برخوردار حبشی نے
کہا کہ آپتو جامع الکمالات ہین مین آپکا شاگرد ہوا آپ ہنسے اور دیکھکر کہا کہ اچھا مین کچھ بتاؤنگا اور کچھ دو چار ہاتھ کمند وغیرہ
کے اور پیچ کے کہ انکی کیا بھی دیتے بس برخوردار حبشی نے کھانا خوانون مین لگایا اور حسب قاعدہ کھنے کیسے تورہ پوش
ڈالکے مہر لگائی اب یہ کھانا محافظان زندانخانہ کے لیئے لیکر چلا انھون نے برخوردار سے منع کر رکھا تھا کہ تو اس کھانے مین زہر دار
کچھ نہ ملا دینا نہ بادشاہ کو کھلانا یہ کہا خاص محافظان زندانخانہ کے لیئے ہین پہلے خوانون کو اسنے آدمیون سے دون پر

رکھوا کر لیا چل آپ بھی انھیں آدمیوں میں شامل ہو کر اور ایک خوان سر پر رکھ کر آپ بھی چلے اور آ کر داخل ہوئے تشہیر جادو کھانے کا منتظر
بیٹھا ہوا تھا انہیں سبز خورد ارجنی خوانوں کی جھرنوں کی خاصہ لا کر دستر خوان پر چن دیا تشہیر نے ان چالیس ساحروں کو بھی طلب کیا
یہ بھی ہاتھ دھو کر بلکہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر دستر خوان پر جا بیٹھے چار خدمتگار کھانا کھلانے کو آب خاصہ وغیرہ پلانے کے لیے حاضر تھے
وہ مصروف کار و خدمت تھے غرضکہ تشہیر نے مع رفقا کھانا نوش کرنا شروع کیا یہ کھانا کھاتا جاتا ہے اور تعریف کرتا جاتا ہے کہ واہ
آج تو تم نے نہایت خوش ذائقہ کھانا طیار کیا ہے اور سب کے سب ساحر بھی تعریف کرتے جاتے تھے اب جو دیکھا خضران نے کہ رنگ انکا بیرنگ
ہو رہا کہ دستر خوان ہی پر سب ڈھیر ہوا چاہتے ہیں آپ بھی بشکل سبز خورد اٹھکر سامنے دستر خوان کے کھڑے ہو گئے سبز خورد ارکا
تو دم نکل گیا کہ یہ کیا ہوا یہ دوسرا سبز خورد ار کہاں سے پیدا ہو گیا اوسوقت تشہیر نے نگاہ جو کی کہ دو ایک صورت کے باورچی کھڑے ہو
ہیں گھبرا کر اسنے پوچھا کہ یہ دوسرا سبز خورد ار کون ہے دیکھکر اسنے کہا کہ او کمبخت تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں ملک الموت جان کا ہوں
و سبز پایا ساحران ہوں آ کہا کہ یہ الفاظ تو آپنے نئی بیان کیے آپنے کہا کہ تو کھانا کھاتا جاتا ہے اور تو نے کچھ شکر یہ خداوند کا ادا کیا یہ
خاص نمک حرامی تیرے لیے چھپا ہے اٹھ اور تعظیم بجا لا اور یہ کہکر ایک مورت ہاتھ بھر کی نکالی بس یہ سب کے سب دوڑے تڑاق زمین افتاد
یہ سب زمین پر گر پڑے گویا مورت پر ایسا سجدہ کیا کہ آپ ہی بس بیہوش ہو گئے دنیا سے او کٹھ گئے بس انھوں نے جھپٹ کر خدمتگار فتح کی تیکٹریان
چھینیں اور انھیں پکڑ لیں سب کی مشکیں باندھیں اور داخل زنبیل کرکے چلا چاہتا تھا کہ مار ڈالوں مگر ایکجانب سے آواز آئی کہ شاباش
مرحبا مگر خبردار ایسی حرکت نہ کرنا اور میرے پاس انھوں نے قریب قفس جا کے سلام کیا آواز آئی کہ مجھے آپکے آنیکی خبر تھی مگر اسم مبارک سے اپنے
آگاہ فرمائیے انھوں نے کہا کہ مجھکو خواجہ خضران بن عمر ثانی کہتے ہیں بادشاہ نے انکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جسطرح آپنے ان
دو بلاؤں کو زیر کر کے رکھا ہے اور کسی کو آپکے آنیکی خبر تک نہیں ہوئی جسطرح انکو آپنے رکھا ہے اسیطرح انکو بھی رکھئے اور یہ تو بتائیے
کہ آپنے دیو راہدار کو اور اہوان جادو کو کہاں رکھا ہے آپنے کہا کہ زنبیل میں داخل کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ بس ان چالیس ساحروں
اور اس ملعون تشہیر کو بھی داخل زنبیل کیجیے کہ میں خوش ہوں اور مجھکو اس قفس سے نکالیے بس انھوں نے ایسا ہی کیا کہ چالیسوں ساحروں کو
مع تشہیر جادو اور چاروں خدمتگاروں کو داخل زنبیل کیا اور بادشاہ کو قفس سے رہا کیا اور پوچھا کہ آپکی کمالات کی صفت میں نے شہر
سحر مانیہ میں سنی تھی تو میں بہت مشتاق ہوں آپ کچھ کمالات اپنی دکھلائیے بادشاہ نے کہا کہ مجھ میں جو کسب و کمال تھے بہت اور رنگ جادو نے شیشہ
میں اپنی بند کر کے لیگیا اور آپ مثل نیابت کیوان کی طرف سے اوس مقام کا حاکم بنا اور وہ مقام وہ ہے کہ جدھر سے راستہ ہی
نہ طاق کے جانیکا ایک راستہ تو وہ ہے کہ جدھر عازم شعبدہ باز نے دریائے نسیان کیجانب سے رکھا ہے کہ جو ادھر جاتا ہے وہ
مسلوب الحواس ہو جاتا ہے اور بیہوش و خرد اپنی طاق نسیان پر رکھ دیتا ہے یہ دوسری سمت کی راہ ہے کہ یہیں دریائے نسیان نہیں
ملتا ہے اور سیدھی راہ طلسم نہ طاق کی یہی ہے بس اوسنے اوس مقام کو اپنی قبضہ میں کیا ہے اور میرے کسب و کمال کو شیشہ آہنی میں بند کر کے
رکھا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا تب تک میری وہ سب محنت و ریاضت بیکار ہے لہذا آپ اسکو بھی قتل کیجیے اور وہ ڈاٹ شیشہ کی کھل جائیگا تو جو کچھ میں نے
حاصل کیا ہے اسکو ظاہر کرونگا اور آپکی مددگاری ہر طرح سے کرونگا بس ان مکانوں میں جو کچھ اسباب وغیرہ تھا وہ آپنے شکر خدا کر کے داخل زنبیل
کیا ایک تیلی تک کھانا پکانے کو نہ چھوڑی بس بادشاہ کو اسی زینہ کی راہ سے گنبد سے باہر نکالا کہ وہ اپنے شہر سحر مانیہ کو چلے شکریہ انکا
ادا کرتے ہوئے خواجہ نے بادشاہ سے کہہ دیا تھا کہ ابھی اپنے تئیں ظاہر نہ کیجیگا اور ان واقعات کی لو ابھی کچھ سننے نہ پائے واضح ہو کہ ابھی حیثیت ان
مکانوں اور گنبد وغیرہ کی برقرار ہے کیونکہ تشہیر جادو ابھی زندہ ہے جبتک یہ مارا نہ جائیگا تب تک حیثیت ان مکانوں کی بدستور قائم رہیگی
فقط سبز خورد ارجنی کو اپنے ساتھ لیا اور اسی مکان تشہیر جادو سے راستہ لگا ہوا تھا بہت اور رنگ جادو کے مقام کا اسکو ہمراہ
لیکر اور کچھ عیاری کے فن اسکو سکھاتے ہوئے کہ یوں روغن عیاری لگاتے ہیں یوں حباب بیہوشی مارتے ہیں یوں بدل ہیئت کرتے ہیں غرض سب باتیں
اسکو تعلیم کرتے ہوئے اسی سمت سے چلے بعد عرصہ تین چار دن اوس لق و دق ویرانہ و صحرا اور ریگستان کو طے کر کے شہر میں داخل ہوئے شہر نہایت
آباد بارونق پایا پر تھا کچھ ساحران پر دغا اور کچھ رعایا دیکھا کہ مکانات جا بجا بنے ہوئے یہ سیر کرتے ہوئے داخل ہوئے تو کئی آدمیوں کو دیکھا صفت
ایسی شکلیں انھوں نے کبھی نہ دیکھیں تھیں ویسی ہی وضع و لباس کا بھی تھا جیسے کہ اور ساکنین شہر کا تھا جب فن کم پایا تو سبز خورد ارجنی نے کہا کہ

زرین سنگھ کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین حمزہ صاحبقران اول نے دیوان قاف کو
مارا اور شکست دیکر بھگایا تھا تو ان شکست یافتہ دیوون نے مختلف مقامات پر قیام اختیار کیا
بہت سے وقتاً فوقتاً آ آکر لڑا کئے اکثر مسلمان ہوگئے بعض پوشیدہ ہو رہے اور جنگل سے
انہین دیوان قاف مین سے ایک دیو اس طرف بھی بھاگ کر نکل آیا تھا اور صحرا بصحرا
پھرا کرتا تھا نام اس دیو کا دیو بادیان ہے ایک مدت مدید تک یہ تباہ رہا کوہ صحرا مین
تپسر کی اکثر ابلیس ملعون کو یاد کرکے اپنا مدعائے دلی بیان کیا کرتا تھا ایک
شیطان اسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے دیو بادیان نے کہا کہ آپ کون ہین
شیطان نے جواب دیا ہم خداوند ابلیس دیو بادیان نے سجدہ کیا شیطان نے
ہاتھ اوسکی پشت پر رکھا اور کہا کہ مطلب تیرا یہی ہوگا کہ خداے ستون کو زک ملے اور حمزہ
کسی طرح قتل ہو دیو بادیان کا اعتقاد یہ سنکر اور بھی قوی ہوگیا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہین
تب تو دل کی بات بتادی کہا کہ آپ تو خود ہی جانتے ہین پھر سے بیان کرنے کی اب کیا
ضرورت رہی شیطان نے کہا اچھا ہم ایک فرشتہ تیرے ساتھ کرتے ہین
اور تجکو نائب اپنا قرار دیتے ہین اور تدبیر بتاتے ہین کہ تو خداے ستون پر غالب آئے
دیو بادیان اوٹھ پاؤن پر سر رگڑنے لگا اور کہا جلد ارشاد ہو کہ وہ کیا تدبیر ہے
شیطان نے بیان کیا کہ تو اک بت سونے کا تیار کر اور خود اوس بت مین
پوشیدہ ہوکر بیٹھ اور نام بت کا بت زرین سنگھ رکھ اور ہر شخص سے بت کے
اندر سے کلام کیا کر اعتقاد لوگون کے تیری طرف جمین اور مطیع تیرے ہون
اور اپنے کو نائب خداوند ابلیس ظاہر کرکے فرمان ہمارا پہونچا کہ خداوند کا حکم ہے
کہ خداے ستون کو قتل کرو اور دین ہمارا پھیلاؤ لیکن خروج تیرا کوہ اسود سے
مناسب معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ وہان سے تمہاری خوخوار بن دجال کے
قریب ہے یہ فرشتہ جو ہم تیرے ساتھ کرتے ہین یہ تجکو ہر قسم کی مدد دیگا
اور اسے بتلایا کریگا اور لوگون کو گمراہ کریگا اسکی اور تیرا مطیع بنائیگا
یہ کہکر آواز دی کہ اے فرشتہ مدبر ادہر آ یہ کہنا تھا کہ دیکھا اک شخص عجیب الخلقت سامنے
سے نمودار ہوا قد اوسکا مانند انسان کے ہے اور چہرہ مانند دیو کے مگر سر پر
ایک ہی شاخ ہے یہ ہمزاد دیو بادیان کا تھا کہ جسکو شیطان نے دیو بادیان
کا تابع کردیا تھا کہ جو کچھ اس سے پوچھو گے یہ حالات تمام دنیا کے تجھ سے بیان کیا کریگا اور مشکلین
آسان کیا کریگا یہ کہکر شیطان تو نظرون سے غائب ہوگیا اور دیو بادیان اپنے ہمزاد کو
ساتھ لئے ہوئے کوہ اسود پہ آیا اور بت سونے کا تیار کرکے خود اوسی بت کا اندر اوتر گیا
یہ اسی کا فرستادہ تھا جو اول خوخوار بن دجال پاس پہونچا اور اوس کو بہکا کر اس طرف لایا
الحاصل جس وقت خوخوار بن دجال درہ کوہ اسود مین داخل ہوا
تو دیکھا کہ ایک بت طویل القامت سونے کا رکھا ہے آنکھیں دونون یاقوت
سرخ کی ہین اور اسی طور پر ہین کہ معلوم ہوتا ہے دو چراغ روشن ہین دانت
مروارید آبدار کے ہین بس جیسے ہی خوخوار بن دجال کی نظر بت کو

دیکھا سجدہ کیا بعد اسکے تمام سرداروں نے مع جہل زشت خو وزیر خونخوار کے سجدہ کیا
اور نہایت خوش ہوئے کہ ہم اس وقت اپنے خداوند کے سامنے ہیں جس وقت ان
لوگوں نے سر اوٹھایا بت میں سے آواز پیدا ہوئی کہ کیوں خونخوار بن دجال ہم سینکڑوں برس سے
یہاں آئے ہوئے ہیں اور تو آج تک یہاں نہ آیا جب ہم نے طلب کیا تو حاضر ہوا خونخوار بن
دجال نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ میں واقف نہ تھا کہ حضور تشریف لائے ہیں جبھی خبر پائی
اوسی وقت حاضر حضور ہوا کہا ہاں پہلے تم نے کہا تھا کہ ہم بت زرین سنگ کو نہیں جانتے ہیں
خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ یہ قصور تو ضرور ہوا لیکن میں ناواقف تھا اس امر سے
آگاہ نہ تھا کہ آپ نائب ہیں خداوند ابلیس کے چونکہ ہم لوگ ابلیس پرست ہیں اسوجہ سے
کسی دوسرے خداوند کو سجدہ نہیں کرتے جس وقت ہمیں آپکے حال سے آگاہی ہوئی کہ آپ نائب
خداوند ہیں اوسیوقت حاضر ہوئے اب ارشاد ہو بت کے اندر سے جواب آیا کہ اے خونخوار بن دجال
مجکو خداوند ابلیس نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اوسکے خاص بندوں کو اونکی جانب سے
ہدایت کروں اور جو عمل کرنے کا اقرار کریں اون سے فرمان خداوند ہی بیان کروں خونخوار بن
دجال نے عرض کی کہ ہم بسر و چشم موجود ہیں جو کچھ ہوگا اوسے بجا لاینگے یہ سنکر
بت زرین سنگ نے کہا کہ بہت سے لوگوں سے خدا پرستوں نے اپنا عمل بٹھا رکھا ہے اور ہزارہا
بندگان ابلیس کو قتل کیا ہے پہلے یہ گنہگار بندے ہیں اس قدر پسند آئے کہ ہم نے اونکو
زور دیا اپنے ماننے والوں کو انسے زک دلوائی مگر اب ظالم اون سے بہت بڑھ گئے اور غرور
اس قدر دماغوں میں سما گیا ہے کہ وہ ہم کو بھول گئے اور ایک جھوٹ موٹ کا اپنا
خدا الگ بنا لیا ہے اور اوسکی پرستش کرتے ہیں اور یہ امر ہمارے ناگوار گذرا ہے
لہذا تمکو اس قدر قوت عنایت کی گئی کہ تم ان لوگوں کا استیصال کرو اور نشان
طبقہ ارض سے مٹا دو یہی وجہ ہے کہ پہلے تم قزاق تھے اب درجہ بادشاہت کو پہونچے
اور اس قدر فوج و لشکر فراہم ہوا کہ ساڑھے تین سو سردار تجھسے زبردست اگر تمہارے
مطیع ہوئے اور اب اطاعت خداوند و حکم خداوند کے موافق جس سے لڑو گے
اوس پر غالب آؤگے سب سامان تمہیں اس لئے عنایت ہوئے ہیں کہ تم خروج کرو
ہم تمہارے ساتھ رہینگے اور اول خانہ کعبہ کو برباد کرو بعد اسکے حمزہ اور اولاد حمزہ کو
قتل کرکے نام انکا صفحہ دنیا سے مٹا دو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو اپنی اصلی حالت کو
پہونچ جاؤگے بلکہ اس سے بھی کمزور کر دیئے جاؤگے کہ پیشہ قزاقی کے بھی لائق نہ رہوگے
ایسا غمزدہ پیشہ نفس میں سوا حلال کرکے لینے کے حرام کا ذکر تک بھی نہیں ہو تمسے
ترک ہو جائیگا اوس سے تمہاری بسر ہوگی جو کوئی تجھ سے خوشی و رضا انکو کچھ دیدے گا یہ سنکر
خونخوار بن دجال کانپ اوٹھا اور عرض کی کہ خداوند مجھسے ناراض نہوں
جو حکم میرے نام آیا ہے اوسی پر عمل کروں گا یہ بت سنگ زرین نے کہا کہ اول
سامان خروج کا تیار کرو اوسکے بعد یہاں سے خانہ کعبہ کی طرف چلو خونخوار بن
دجال نے کہا کہ وہ سامان بیان فرمایئے بت میں سے
آواز آئی ایک تخت بہت بڑا نہایت مضبوط و مستحکم جواہر نگار بنواؤ اور ایک چترا بھی

سامان کا تیار کرو اور ایک نوبت خانہ جو ہمارے تخت کے آگے آگے
بجتا ہوا چلے اور چار فیل زبردست سدہاؤ کہ تخت اونپر رکھا جائے اور
وہ فیل تخت کو لیکر چلین خیمے قیام کے واسطے سیاہ رنگ کے تیار ہوون
اسلئے کہ یہ رنگ خداوند کو نہایت پسند ہے اور پھریرے بھی علمون کے
سیاہ ہون اونپر تعریف خداوند ابلیس اور نائب خداوند ابلیس کی
تحریر ہو جس وقت یہ سب سامان درست ہو جائے تم ہم سے اطلاع کرنا اور
بس اب جاؤ یہ سنکر خونخوار بن دجال کوہ اسود سے شہر آشوب میں آیا
اور تیاری کا حکم دیا بعد چندروز کے جس وقت یہ سب سامان درست ہو گیا
تو تخت و تاج چتر وغیرہ سب اپنے ہمراہ لیکر کوہ اسود کے جانب روانہ ہوا
اور بت زرین سنجگو کو اطلاع دی حکم ہوا کہ تم سب آنکھیں اپنی بند کرو سب نے
آنکھیں بند کر لین دیو بت میں سے نکلکر قریب اوسی تخت جواہر نگار کے
آیا کہ جسکی تیاری کا حکم دیا تھا اور بت کو اوٹھا کر تخت پر رکھا اور خود اوسی بت مین
پوشیدہ ہو رہا اور وہ شیطان پشت کی طرف آکر کھڑا ہوا چنور ہاتھ مین
لیکر مگس رانی کرنے لگا اب جو سب نے آنکھیں کہولین بت کو تخت پر دیکھا
سب نے سجدہ کیا نوبت خانہ بجنے لگا آواز سے اوسکی دیو خوش ہو کر قہقہے
کرنے لگا یہ لوگ سمجھے کہ خداوند بہت خوش ہوئے غرضکہ خونخوار بن
دجال بھی اپنے تخت سے پر سوار ہو کر اکیس لاکھ سوارون کی جمعیت سے طرف خانہ کعبہ کے
بارادہ قتل صاحبقران و بربادی خانہ کعبہ روانہ ہوا جاتے جاتے
اول قریب شہر مرصع حصار کے پہونچا خبر شہنشاہ مرصع حصاری و
شہریار مرصع حصاری کو ہوئی کہ کوئی کافر ہے کہ نام اسکا بت زرین سنجگو
رکھا ہے اور خونخوار بن دجال کو اپنا سپہ سالار کیا ہے ساتھ ہے تین سو
پہلوانان زبردست اوسکے ہمراہ ہین براے استیصال ممالک خدا پرستان وقصد
انہدام خانہ کعبہ آتا ہے اور راستہ اسی طرف سے ہے یقین ہے کہ یہان بھی کر
یہ کفار فتنہ و فساد برپا کرین گے یہ سنکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری
نے وزرا و امرا سے مشورت کی کہ کیا کرنا چاہئے خیرخواہان دولت نے عرض کی
کہ دشمن کی فوج زبردست ہے سرداران قوی ہیکل اوسکے ہمراہ ہین یہ
حالت ہے کہ صاحبقران اول و صاحبقران ثانی
جب سے خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین کوئی خبر نہین معلوم ہوئی شاہزادہ کرد
لشکرشکن کا انتقال ہو گیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا پتہ نہین
کہ کیا ہوئے صاحبقران ثالث بیٹے شاہزادہ بدیع الملک
کے طاق کی طرف گئے ہوئے ہین آپ کا لشکر اس لائق کہان ہے کہ ان کفار کا تاب
مقاومت لا سکے لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقیہ سے کام لیجیے اول ملک
مال و جان آبرو کو بچائیے شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری نے کہا کہ

اب سن شباب گزر چکا زمانہ پیری آگیا بہت ساتھ والے جانب ملک عدم
راہی ہو گئے اس وقت ضعیفی میں سفیدی پر سیاہی چڑھانا اور تقیہ کر کے جان بچانا
کر روزی عمر کے واسطے بہتر یہی ہے کہ ان کفار سے لڑ کر مریں کہ غازی و شہید کے خطاب سے
ممتاز ہوں عاقبت بخیر ہو یہ کافر بھی جانیں کہ غلامان صاحبقران ایسے تھے
کہ جان دی مگر عزت و ایمان کو ہاتھ سے جانے نہ دیا یہ عزم بالجزم کر کے جو بادشاہ کہ
یہاں سے قریب تھے اونکو برائے مدد نامے تحریر کئے کہ اس طور سے
کفار نے خروج کیا ہے اور ارادہ بربادی دین اسلام کا رکھتے ہیں لہذا ہمیں تمہیں سبکو
مناسب ہے کہ ایک ہی مقام پر اچھی طرح جم کر لڑیں ورنہ فوج کفار بہت ہے جس
ملک پر آ پڑیں گے بغیر لڑے بھڑے برباد کر دیں گے جسوقت نامہ شہنشاہ و شہریار کے
لوگوں نے پہونچے سات بادشاہ مع شاہزادہ آذر کو مرصع حصار کی جانب روانہ ہو
یہاں شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار حصاری نے اپنا لشکر قلعہ کے باہر نکالا
بارگاہ برپا کی ہرکارے خبر کے واسطے روانہ کئے کہ اب لشکر کفار کہاں تک آیا اور
اب کس طرف کا رخ ہے پہلوان کیسے کیسے اسکے ہمراہ ہیں ہرکارے متواتر
خبریں پہونچا رہے ہیں کہ آج فلاں مقام تک لشکر پہونچا اور آج فلاں صحرا میں مقام کیا
کل فلاں مقام تک پہونچیں گے اور سامان اس اس طرح کے ہیں اور فوج بیشمار اون کے
ہمراہ ہے یہاں تک آٹھ روز کے بعد داخل ہو جاوینگے اب انتظار ہے کہ جن
بادشاہوں کو برائے مدد طلب کیا ہے دیکھئے وہ کس وقت پہونچتے ہیں الحاصل
جب وہ روز آیا کہ جسکی خبر ہرکاروں نے دی تھی شہنشاہ مرصع حصاری اور
شہریار مرصع حصاری منتظر چشم براہ ہو کر بیٹھے صبح کا وقت ہے دھوپ
ہلکی ہلکی درختوں پر نمودار ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ تیز ہو رہی ہے تارے
غائب ہو چلے ہیں طائران صحرا غول کے غول اس درخت پر سے اوڑکر اوس
درخت کی طرف جاتے ہیں اوس طرف سے اوڑکر ادہر آتے ہیں عجب طرح کا
عالم ہے سبزہ لہلہا رہا ہے دریا لہریں مار رہا ہے شفق کا رنگ دھوپ میں
اوڑا جاتا ہے برگ ہائے درخت شعاع مہر کے پرتو سے سنہرے
معلوم ہوتے ہیں اور جس وقت ہوا سے متحرک ہوتے ہیں عجب چہلا چہلی
پیدا کرتے ہیں چشم تماشا میں بجلیاں سی کوند جاتی ہیں گوٹہ پلا عجب
بہار دے رہا ہے کہ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صحرا میں دور تک ایک فرش سفید بچھا
ہوا ہے چرند مصروف چرنے میں پرند غول باندہ کر ادہر سے اودہر آتے جاتے ہیں
عجب لطف ہے کہ یکایک جانب صحرائے مشرق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ آندہی
آتی ہے سب نگراں تھے کہ کون آتا ہے شہنشاہ مرصع حصاری نے شہریار سے
کہا کہ یہ علامت تو آمد لشکر کی نہیں ہے شہریار بھی حیرت زدہ تھے کہ واقعی
اس طرح کبھی لشکر کو آتے نہیں دیکھا لیکن جب آتے آتے وہ گرد قریب
پہونچکر منشق ہوئی تو گھوڑ دوڑ کے ٹاپوں سے زمین کو زلزلہ ہو رہا تھا یہ معلوم ہوا

قریب ایک لاکھ سوار کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں آگے آگے اونکے
شاہزادہ آذرکوہ مرکب پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار ہیں شہنشاہ و شہریار نے
بڑھکر استقبال کیا اور سبب اس طرف آنے کا دریافت کیا شاہزادہ آذرکوہ نے
بیان کیا کہ نامہ آپ کا مجھے شکارگاہ پر ملا یہ خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن آجائے تو پیشتر
پہونچنا چاہیے اس خیال سے میں اپنے لشکر سمیت گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا آتا ہوں
یہی سبب تھا کہ گرد اس قدر تیز آرہی تھی کہ آندھی ہی معلوم ہوتی تھی الحاصل بارگاہ شاہزادہ
آذرکوہ کی جانب راست تجویز کر برپا کی اور لشکر اوترکر لشکر شہنشاہ و شہریار میں
شامل ہوا اب یہ تینوں بادشاہ ایک جا بیٹھے ہیں باتیں عبرت آمیز و دردانگیز ہوئی لیکن اونکے
بعد اور گرد اوڑی اور چار لاکھ سوار سے چار بادشاہ رفقائے شاہزادہ نورالدہر سے
آکر شہنشاہ و شہریار سے ملے انکے لشکر بھی لشکر شہنشاہ و شہریار میں شامل ہوئی اور بارگاہیں
انکی بھی برپا ہوگئیں یہ روز ان سرداروں اور بادشاہوں کی آمد میں تمام ہوا شام ہوئی
طلایہ گشت کا پہرنے لگا آوازیں ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوئیں ان بادشاہوں
نے اپنے اپنے خیمہ میں راحت و آرام کے ساتھ بسر کی کہ کسل راہ دفع ہو جب
دوسرا روز ہوا اب یہ سب ایک جگہ ہوئے باتیں ادہر اودہر کی ہونے لگیں
شہنشاہ صبح خنجرگذار ہی نے شاہزادہ آذرکوہ سے کہا کہ جس دن سے قدم مبارک
صاحبقران اس بیابان سے گئے ہیں اوس روز سے برکت جاتی رہی ہر
چہار طرف سے شور مچا ہے کفار کا خروج ہو رہا ہے ملک اہل اسلام کی غارت
و برباد ہو رہے ہیں نوبت بہ اینجا رسید کہ اب یہ ملک بھی ہاتھ سے ابلیس پرستون کے
بچتا نہیں معلوم ہوتا اور اسکے بعد دیکھیے کس کی نوبت آتی ہے جس وقت تک صاحبقران نے
گوشہ نشینی نہیں اختیار کی تھی اوس وقت تک اول تو کسی نے سر نہیں اوٹھایا اور اگر کوئی
اوبھرا بھی تو ہلاک ہیں نیست کر دیا گیا بڑے بڑے کفار مارے گئے صدہا خدا بنیان مٹا دیے
افسوس آج کل زمانہ کی گردش اہل ایمان سے ایسے ناموافق ہو رہی ہے
کہ سامان بربادی و تباہی کے ہر طرف نظر آتے ہیں شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران زمانہ فتح طلسم طاق کے لیے گئے ہیں سب سردار اونکے
ہمراہ ہیں چند سردار امیر کے ساتھ گئے تھے اون کا پتا نہیں کہ زندہ ہیں
یا راہی ملک عدم ہوئے ایک طرف ارژنگ بن زہرو نے خروج کیا ہے
دوسری طرف چنگیز تک اوس کا بھائی دعویدار خدائی ہوا ہے سنا ہے
آپس میں جنگ ہوئی تھی پھر نہیں معلوم کیا ٹھہری ایک جانب سے عجب
آفتاب پرست ملکوں کو پہونکتا تاراج کرتا ہوا شہر طاق کی طرف جا رہا ہے اور
ان ابلیس پرستوں نے سر اوٹھایا ہے نہیں معلوم کہ منظور الٰہی کیا ہے اور انجام کیا ہو

شعر
ہمہ تا کرد کار جہان | در دین آشکارا چہ دار نہان

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ ایک از پردہ بیابان گردے بر خاست پر گرد تیرہ تیرہ و چیرہ چیرہ
سر کردہ بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ

زسم ستوران دران پہن دشت ۔۔۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

سب دیکہنے لگے کہ کون آتا ہے کہ ہوا نے بار اگرد کو گرد نے بار اہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے سو علم نشان ایک لاکہہ سوار کا آکر پہونچے پہر ہروں پرت اون سے تعریف ابلیس پر تلبیس کے اور بت زرین سنگلو کی تحریر تہی اور رنگ پہریرہ کا سیاہ تہا آگے آگے دو پہلوان قوی تن و قوی من کوہ پیکر دیو صورت گردن ست پر سوار اشتالہ بارگاہ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکہہ سوار سیاہ وردی پہنے ہوئے یہان سے ہر کارے روانہ ہوئے لیکن اون کافرون نے آتے ہی لشکر شہنشاہ و شہریار کے مقابل بارگاہ برپا کی خیمہ استادہ ہونے لگے فوج نے پڑاؤ کیا بعد کچہ دیر کے ہر کارون نے آکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کو اطلاع دی کہ پیش خیمہ بت زرین سنجن گو کا آیا ہے اور یہ جو دونون سردار ہراول لشکر بنکر آئے ہین ایک کا نام طوفان زور آزما اور دوسرے کا نام تہمید زہر آزما ہے یہ سنکر شہنشاہ و شہریار مرصع حصاری نے کہا کہ دیکہنا چاہیئے کہ کل فوج کس قدر ہے اور سردار کیسے ہین ہنوز سخن درمیان تہا کہ دوسری گرد اوڑی اور تہمور فیل ... چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور مقابل مین لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا ابہی یہ لوگ خیمہ نہین برپا کر چکے تہے کہ پہر گرد اوڑی اور ارژنگ سیمتن تاک پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا پہر گرد اوڑی اور فرسیل مشتزن دس ہزار سوار سے آکر پہونچا اوسکے بعد فرسیل گرز زن آیا اب تو تانتا بندہ گیا اور ثعبان اژدر سوار تمقاتم شہر زور فرملک نیزہ باز سہیل شترلب کے بعد دیگرے آنا شروع ہو گئے کوئی چالیس ہزار کی سپاہ سے کوئی تیس ہزار کوئی بیس ہزار غرضکہ دس ہزار سپاہ سے کم اور ایک لاکہہ سوار و پیادہ سے زیادہ کسی کے ہمراہ نہ تہے شام تک یہ سلسلہ یونہین جاری رہا آج جو شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری پلٹ کر بارگاہ مین آئے تو نہایت متردد ہین کہ فوج دشمن ابہی نصف سے کم آئی ہے اور ہماری سپاہ اس سے جو دہ لشکر کی بہی کم اور کمزور ہے اسلئے کہ جو سردار ہین وہ ضعیف ہو گئے پوست و استخوان باقی ہین گوشت سب گل گیا ایک جوانی کیا گئی گویا اپنے ہمراہ بہت سے سامان لیتے گئی شعر

کیا جوانی کے ساتہہ سب کچہ وہ گرمی عشق کا اب کہان ہے ۔۔۔ ابہی جو آگ کی ہے تہی کبہی ہوتی آگ کا دہوان ہے

اب یہ لوگ ان کفار سے کیا لڑسکتے ہین تعداد اونکی زیادہ قوت اونکی زیادہ یہان سن آچکا ولولے جاتے رہے امنگین باقی نہین رہین وہان خاص زمانہ سرکشی و دل آزاری ہے مگر وہ پروردگار توانا ہے اگر چاہے تو مور کو فیل پر فتح یاب کر دے مگر یہ سب آثار قواعد زمانہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین اور اب یہ سمجہنا چاہیئے کہ وقت نہایت ہی آگئی غرضکہ شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی اہل اسلام نماز پڑہ پڑہ کر مصروف دعا ہو گئے شہنشاہ و شہریار وظیفے پڑہتے ہوئے بارگاہ مین بیٹہے کہ دیکہیئے اب کیا نظر آتا ہے شعر

ستم تازہ دیکہتے ہین ۔۔۔ فلک جو دکہاتا ہے ہم دیکہتے ہین

یہ تمام فوجین ہماری بربادی کے واسطے جمع ہو رہی ہین خیر کچھ فکر نہین ہے ہم بھی جنت کے
سیر ہین خوشا قسمت اوسکی جو شہادت کی موت مرے اوسکو مردہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ
وہ زندہ جاوید ہے اس طرح کے خیالات ان بادشاہون کو دماغ مین چکر مار رہے تھے
کہ جانب صحرا سے پھر کچھ گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور کسقدر
سپاہ اوسکے ہمراہ ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردی اقوای آہن کلاہ
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اوڑی اور احول عقرب چشم
تیس ہزار سوارون سے آکر لشکر کفار مین شامل ہوا تیسری گرد اوڑی اجل کوہ بالن
بیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد انتقام سپہ گردان اور ہشام سپہ گردان
بتیس بتیس ہزار سوار سے آکر پہونچے پھر شام ہو گئی اہل اسلام پریشان ہوکر رہ گئے
تیسرا دن ہوا پھر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی اول احجال کوہ پیکر تیس ہزار سوار سے آیا بعد اوسکے
اجال فیل زور اسی قدر فوج سے آکر شامل لشکر کفار ہوا اسکے بعد استقبال گرز افزون
تیغ شیب آہن کلاہ عقاب تیزبار قسیہ شمشیرزن یہ سب سردار با فوج
سپاہ بسیار آکر پہونچے اور فوج کفار مین شامل ہوکر بمقابلہ اہل اسلام
خیمہ زن ہوئے پریشانی اہل اسلام کی ان فوجون کو دیکھ دیکھکر بڑھتی جاتی ہے
اور زندگی سے مایوس ہوتے جاتے ہین عوض سامان حرب درست کرنے کے سامان
موت و زاد آخرت کی فکرین ہو رہی ہین چوتھا دن ہوا آج بھی وہی حالت رہی کہ صبح سے
شام تک برابر سردار آیا کئے اور سرداران کفار برائے استقبال جایا کئے یہی حالت
گیارہ بارہ یوم تک برابر رہی ادھر اہل اسلام نے مرنے پر کمر کس لی دل اپنا دنیا کیطرف سے
ہٹا لیا اب تیرھوان روز ہے کہ پھر دن چڑھا ہوگا تمام صحرا فوجون سے بھرا ہے ہر طرف
سنانون کی چمک ہتیارون چنکار گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازون کے سوا ہر گز کچھ
گیاہ تک نظر نہین آتا ہے زمین پوشیدہ ہو گئی ہے آسمان کو بھی تتق گرد نے چھپا لیا ہے
یہ کثرت لشکر ہے اور ابھی تک انتہا نہین ملی ہے بادشاہ کی سواری نہین آئی ہے کہ
یکایک از جانب بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین چسپیدہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو دل گرد چاک ہوا اور تین سو علم پٹ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرون پر
علمون کے تعریف ابلیس پر تلبیس کے مرقوم تھے اور صفت بت زرین سنگلو
تحریر تھی نشان بردار فیلان مست پر سوار تھے اور تن و توش مین خود بھی مانند
دیو کے تھے پھر پھریرے نشانون کے سیاہ ہوا سے اوڑتے ہوئے فیل جو متحمل ہونگے
سوار لباس سیاہ پہنے ہوئے گھوڑے سیاہ رنگ مشکی زیر ران تمام صحرا سیاہ ہوگیا
یہ دیکھتے ہی جو سردار لشکر کفار تھے گھوڑے اوڑا اوڑا کر برائے استقبال
روانہ ہوئے اور لشکر مین سلامی کی توپین سر ہونے لگین باجے بجنے لگے
کفار خوشیان کرنے لگے کوئی گاتا بجاتا تھا کوئی سنکھ پھونکتا تھا عجب طرح کا ہنگامہ
برپا تھا نعرے یا خداوندا ابلیس کے بلند تھے اوس طرف لشکر کفار کے دور سے

بیشمار کے نیزے بازی شروع ہوئی صمصام نے نیزہ ہاتھ سے الوائی آہن کلاہ کے
نکال دیا اوسنے غضب میں آکر تلوار ماری صمصام نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کہ سر الوائی کا
زخمی ہوا لوگ اوسکو لے گئے صمصام نے کئی سردار زخمی کئے کئی جان سے مارے آخر کار
خلعت شہادت سے سرفراز ہوا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر
میدان سے پھرے آج کے میدان داری میں کئی سردار لشکر اسلام کے زخمی اور
شہید ہوئے اور کفار کی حالت بھی ایسی ہی کچھ ہوئی اب دوسرا روز ہوا پھر دونوں لشکر
باہم دگر مقابل ہوئے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے آج فوج کفار سے عفریت فرس پیشانی
میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توحید پاک باطن اسکے مقابلہ کو نکلے
نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی آئی توحید بھی خلعت شہادت سے
سرفراز ہوا اسکے بعد توحید کے اکرام خدا پرست نکلا یہ مرد مومن بھی شہید ہوا
شام تک گیارہ بارہ سردار ہاتھ سے عفریت کے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان حرب سے اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے
سرداروں نے پوشاکیں رزم اوتاریں اور لباس بزم پہنا کفار نقارہ شادمانی
بجاتے ہوئے عفریت پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور صبح ہوتے ہی پھر
طبل جنگ بجوا دیا کہاں تک بیان کیا جاوے کہ آٹھ نو روز خدا پرستوں نے سر
میدان روکا اور جانیں راہ خدا میں نثار کیں آخر کار نوبت بہ اینجا رسید کہ
اب کوئی اسکے قابل نہ رہا جو سرداران کفار سے مقابلہ کرتا مجبور و ناچار رہے
بادشاہوں نے کمر جنگ پر کسی اور یہ سالوں تاجدار سپاہی وضع ہو کر میدان میں
آئے لشکر کفار سے مخلول ہلاہل کہ بہت بڑا سردار ہے میدان میں آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے چھوٹے بڑے افسروں نے نکلنا
شروع کیا لیکن جو گیا ہاتھ سے مخلول ہلاہل کے مارا گیا اب شہنشاہ
مرصع حصاری نے شہریار سے کہا کہ جب مرنا ہر طرح ہے تو ان غریبوں کی
جانیں لینے سے کیا فائدہ خود مقابلہ کرنا چاہئے جو ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا شہریار نے
کہا پہلے مجھکو اجازت ہو کہ اس کافر سے لڑکر یا تو اسے جہنم میں بھیج دوں یا آپ بھی
جان بحق تسلیم ہوں شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا تم میرے ہوتے کیونکر
ہو سکتا ہے کہ تم جنگ میں جاؤ عجب وقت میں نہوں گا اوس وقت اختیار ہے
یہ باتیں ان دونوں کی دیکھکر شاہزادہ آذر لوہ و دیگر بادشاہان اسلام نے بھی
ایک دوسرے سے اجازت طلب کی ہر ایک یہی کہتا ہے کہ پہلے ہم جائیں گے انجام کار
شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ آپ سب لوگ مہمان ہیں اور میں میزبان ہوں
کیونکر ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ کو جانے دوں اور یہ حجت و تکرار عبث ہے
اسلئے کہ شام تک سب ایک ہی منزل پر پہونچ جائینگے کوئی پہلے کوئی بعد
ہاتھ سے ان کفار کے بچنا دشوار ہے یہ کہکر بوقت تمام رخصت جنگ حاصل کی
اور رخ میدان کارزار کا کیا عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام میں تھا

کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کی قدمبوسی کا شرف حاصل کریں اوس کے بعد خانہ کعبہ میں حمزہ صاحب
قران کی زیارت سے مشرف ہوں یہ سوچ کر اسد اسدان اسد شیر گیر اسد دیوانہ اسد نخچیر گیر
اسد فارگیر اسد اژدر گیر گرشت سپہر گردان سیف ذوالیدین خسرو نہستانی تیغ فضل گرجستانی ولوق
حیران گرد ابو المعین نا گرد اسی طرح تین سو ساٹھ رفیقان قدیم جناب حمزہ صاحبقران کوچ بکوچ
منزل بہ منزل چلے بعد چندے شہر ایران میں داخل ہوئے اور قدمبوسی شاہ قدم سعد بن
قباد و شہریار کی حاصل کی اور سلطان سعد بن عمرو بن حمزہ بادشاہ روم و شہزادگان
بن حمزہ و جمشید بن قباد سے شرف ملازمت حصول کیا اسوقت خبر انتقال ملکہ رابعہ اطلس
پوش و ملکہ خورشید خاوری و ملکہ گیتی افروز کی معلوم ہوئی تین روز تک تمام ملک
ایران میں ماتم داری رہی اس کے بعد اسد اسدان وغیرہ نے بادشاہ اسلام
سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اب ہمارا قصد خانہ کعبہ جانیکا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میرا
بھی چاہتا ہے زیارت خانہ کعبہ سے اور دیدار صاحبقران سے مشرف ہوں لیکن خیال یہ ہے
کہ آجکل زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور اگر ہمارا ارادہ [illegible] ہمراہ فوج و سپاہ جاتے ہیں تو اسکی
شہرت ہو گی اور کفار چڑھائی کر کے خانہ کعبہ [illegible]
جنگ کیا ہو اور حرمت خانہ کعبہ میں خلل ہو اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے [illegible]
طور سے نکل چلیں اور کسی صحرا میں جاکر لباس و وضع تبدیل کر کے سوداگروں کے بھیس میں
روانہ ہوں تاکہ کوئی شخص پہچان نہ سکے اس کو سب نے پسند کیا اول یہ انتظام کیا گیا کہ ناموس
کو قلعہ دار الامان کی جانب روانہ کیا اور قاسم سالار لشکر و پہلو کو کیا باقی تمام ناموس کو
مثل ملکہ فیروزہ [illegible] ملکہ کبری بہادر و ملکہ [illegible] شیر گیر و ناموس [illegible]
صاحبقران سب کو روانہ کر چکے بعد بادشاہ اسلام نے تاج و تخت [illegible] اور پچاس عیاران قدیم
انتخاب کر کے ہمراہ لیا کہ انکو بھی اشتیاق زیارت خانہ کعبہ و قدمبوسی صاحبقران و دیدار [illegible] سے
زیادہ تھا وہ عیار چالاک بن عمرو فرخ بن عمرو [illegible] بن عمرو عیار رومی [illegible]
سعید بلخی سنجر بلخی ابو الشہاب حرفہ یوسف ابو سعید لنگری اسلم پیادہ [illegible]
وغیرہ کے [illegible] اس تفصیل کیا کہ تین سو ساٹھ سرداران
و رفیقان امیر تھے اور پچاس عیار تھے اول بادشاہ اسلام شہر سے نکلکر صحرا کی جانب روانہ ہوئے
اور بوقت شب کوچ کیا صحرا میں عیاروں کے ذریعہ سے لباس تبدیل کر کے سوداگران [illegible]
کے بھیس میں خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے اس قافلہ میں دو چار گھوڑے بھی ہیں اور
جس طرح برائے نام حفاظت جان کے لیے سوداگروں پاس ہتھیار ہوتے ہیں اسی طرح
چند سپر زنگ آلودہ تلواریں ان لوگوں نے بھی اپنے ساتھ لے لی ہیں جس وقت
خشکی کا سفر طے ہوا اور سمندر کے کنارے پہونچے جہاز طلب کئے اور ان جہازوں
پر بیٹھ بیٹھکر خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے بعد چند روز کے دریا کا سفر طے ہوا
اور پھر خشکی کا راستہ ملا لنگر جہازوں کا صبح کے وقت ہوا آفتاب نکل آیا تھا اور موسم گرما تھا
دن بھر قیام کیا اور شب کو چلے وہ ریگستان کا سفر اور سخت منزلوں کی صعوبتیں
کبھی ان ناز پروروں نے کاہیکو ایسی سختیاں اوٹھائی تھیں اور سن بھی ضعیفی کا

پھر قدم پر طاقت جواب دیئے دیتی تھی ہر چند کہ ملازمان دولت ہاتھوں ہاتھ بادشاہ کو لے جاتے تھے
تاہم تکلیف و زحمت سے خالی نہ تھا اسلیئے کہ وہ سامان شاہی کہاں جسکی کہ طبیعت عادی ہو چکی
تھی ایسی حال پر ملال سے منزل بہ منزل چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس راہ کو سر سے طے
کرنا چاہیئے تیسرے روز قریب شام اک دامنہ کوہ میں پہنچے اور قیام کیا تھوڑی دیر
گذری تھی کہ جانب صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا خیال میں گذرا کہ کوئی قافلہ حجاج کا
ہوگا لیکن آثار سے پایا جاتا ہے کہ کوئی بڑا قافلہ ہے لیکن جسوقت آتے آتے دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا تو علامات لشکر کے معلوم ہوئے یہاں سے ایک آدھ عیار صورت
اپنی بنجاروں کی بنا کر واسطے تفحص کے روانہ ہوا اور بعد دریافت حال کے بادشاہ
اسلام سے آکر عرض کی کہ تین سردار تین لاکھ سواروں سے بہ ارادہ خانہ
کعبہ کے ارادہ سے جاتے ہیں اور ادہر ہی کوہ پر قیام کیا ہے جو سامنے معلوم ہوتا ہے یہ
سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اب تقدیر میں دیدار صاحبقران
اور زیارت خانہ کعبہ نہیں خیر کچھ پروا نہیں جو مرضی معبود شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیبا
ہر چہ آید بر سرم با نصیب لوگوں نے عرض کی کہ حضور ایسا خیال نہ فرمائیں اگر یہ کفار
یہاں اُترے بھی ہیں تو کیا فکر ہے اسلیئے کہ ہم لوگ اس ہیئت میں نہیں ہیں کہ کوئی
پہچان سکے کہ یہ کون ہیں وہ جس ارادہ آئے ہیں اودھر چلے جائینگے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ انجام ایک ہی ہے یہاں جنگ ہوگی تو اور خانہ کعبہ میں جنگ ہوگی تو
ہم لوگ بے دست و پا کیا کر سکتے ہیں خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ یہ
کیا فکر کر سکتے بھلا انکی بھی یہ لیاقت ہے کہ خانہ کعبہ پر چڑہائی کرے سرہنگ
ہو سکیں وہاں وہ شیر بیشہ شجاعت موجود ہیں جناب حمزہ صاحبقران
اول و اسپ ثانی کہ جن کے رعب سے اک عالم تھراتا ہے بادشاہ
اسلام تو یہ سنکر خوش ہو رہے لیکن جس طرح یہاں سے
عیار وہاں کی خبر لائے تھے اوسی طرح عیاران کفار ہمیشہ بدلے ہوئے
یہاں بھی موجود تھے یہ تمام باتیں اونہوں نے سنیں اور اچھی طرح دریافت
کیا کہ کون کون اس قافلہ میں ہے اور جاکر اپنے سرداروں کو فوراً
اطلاع دی کہ آپ بڑے خوش نصیب ہیں اور خداوند ابلیس کا
افضال آپ کے شریک حال ہے جن لوگوں کے ہاتھوں صدہا خداوندیان
برباد ہوئی ہیں اور جو خاص مالک تخت و تاج تھے وہ بے سر و سامان دامنہ
کوہ میں اوترے ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہیں گستہم
آہن کلاہ وغیرہ نے پوچھا کہ نام اوس بادشاہ کا کیا ہے عیاروں
نے بیان کیا ایک [illegible] شہریار [illegible] صاحبقران بادشاہ
اول اور [illegible] امیر اول کے اور بادشاہ
دوم لشکر اسلام [illegible] چکے ہیں لیکن بڑے
بڑے شجاع و بہادر [illegible] ہزار ہا [illegible] چکے ہیں اور اب تک زندہ و سالم

ہو

موجود ہیں لیکن سب بے سروسامانی کی حالت میں ہیں نہ تو مرکب بھی اتنے ہیں
کہ اون سب کی سواریوں کے واسطے کافی ہیں اور جو کچھ ہیں وہ بھی ایسے ہیں
کہ جن پر سوار ہو کر جنگ کرنا بسا دشوار معلوم ہوتا ہے ہتیاروں کی بھی یہی
کیفیت ہے کہ سوا چند زنگ آلودہ تلواروں کے اور کچھ بھی نہیں ہے اور جمعیت
بھی تین سو کے اندازاً معلوم ہوتی ہے یہ سنکر شبیب آہن کلاہ و عقاب
نیزہ باز و فرشتہ تیغزن نہایت خوش ہوے اور کہا اس سے بہتر صورت ہاتھہ
آئیگا ان لوگوں کو مار لینا چاہیے اگر یہان یہ لوگ قتل نہو جائینگے اور خانہ کعبہ
تک پہونچ جائینگے تو جمعیت انکی زیادہ ہو جائیگی اور قوت بڑہ جائیگی بس
اوسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ پیر سنتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرجی جس وقت آواز کوس حربی کی سمع اقدس بادشاہ اسلام
میں پہونچی ملازمین سے فرمایا کہ دیکھا تم نے معلوم ہوتا ہے ان کفار کو بھی ہماری
خبر لگ گئی جو منظور رب ہے یہ فرماکر آبدیدہ ہوے خیال میں گذرا کہ کہان ہے
اوسوقت بارگاہ سلیمانی کہان ہے اساسہ صاحبقرانی کہان ہے طبل
اسکندری کہان ہے علم اژدہا پیکر کہان ہیں وہ جوانان صف شکن و تیغزن
جو رونق افزاے بارگاہ سلیمانی رہا کرتے تھے افسوس کہ تفرقہ پردازی فلک
کجرفتار نے سب کو متفرق کر دیا اور اس مجمع کو پریشان کر دیا اور موت گریبان پکڑ کر
بے سروسامانی کیساتھ اس صحرا میں لائی جتنا ہم پوشیدہ ہو کر چلے تھے اور تکلیفیں گوارا
کی تھین اور جس خیال سے احتیاط کو دخل دیا تھا اوسیکا سامنا ہوا کہ دشمن موجود
ہو گئے شعر بچ کے کانٹون سے چلین کی ہمنے تو تدبیر پا پر گو دیکھو تلوون میں نکلے وہی تھا تقدیر
لیکن ان عاقبت بینوں نے مطلق خوف نہ کیا اور یہ صلاح ہوئی کہ شب آخر معلوم
ہوتی ہے اس تھوڑے زمانہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور زندگی یاد معبود میں گذرنا
چاہیے یہ تصور کرکے سب نے وضو کیے اور طاعت الہی میں مصروف ہوے افسوس
آوازیں ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تھین اس طرف وہ محویت خدا کی
جانب تھی کہ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ تھا وہان فوج کفار تلواروں پر صیقل کرتے
تھے زرہ چار آئینہ غرق جہان زرہ ٹوپ خود و چلتہ دستانے موزے وغیرہ
صاف درست کر رہے تھے یہان کسی نے کفن پہنا تھا کوئی کفارہ فوت تلافی کر رہا
تھا کوئی غسل کر رہا تھا کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا عجب حالت تھی کہ ایک
دوسرے کے حال پر رو رہا تھا وہان تو طبل جنگی بج رہا تھا یہان سناٹا تھا
کوئی ایسا بھی نظر نہ آتا تھا جس سے یہ امید ہوتی کہ یہ لاشیں اٹھا کر گور
غرضکہ اسی حالت میں وہ شب مہیب تمام ہوئی اور سفیدہ سحری نمودار
ہوا شب زندہ داران فلک گوشہ مغرب میں جا چھپے آفتاب پیدا ہوا اور
مہر عالم افروز افق مشرق سے نیزہ بکف تاج بسر نمودار ہوا عبادت
گذاروں نے مصلے اوٹہائے اور آمادۂ مرگ و مہیاے قتال ہوگئے کفار نے علم

بجت بلند کیا اور میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے ادھر بادشاہان لشکر
اسلام یعنی سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اور شیخ شیرو کی گھوڑوں
پر سوار ہوکے سپہر شاہ اور اسطلی اور میدان جنگ میں پہونچے اور کفار سے صف بندی
کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ کلاہ اور اچپا جندلیان الیاس ان صفوں کو درست کیا یہاں
حضرت دونوں بادشاہ توسن کمیت پر سوار آگے آگے ہیں اور پیچھے تین سو ساٹھ
سردار مثل اسد اسدان اسد دل اسد دوانا اسد تیغ گیر اسد یارگیر اسد اژدر گیر سردار
پیشرو الیاس خسرو فیلبان فیل کوہستانی طوق حران کرد ابوالمعدن کے جیسے منتخب روزگار
ہیں جنہوں نے صفیں باندھی پچاس پچاس ہزار پشت پر صف لگتے ہیں آج یہ شان لشکر اسلام کی ہے کہ
بادشاہ اسلام اپنے شوکت قدیم کو یاد کرکے جانب فلک دیکھتے ہیں اور آنکھوں
میں آنسو بھر آتے ہیں تو ضبط سے کام لیتے ہیں کہ دشمن شمشیر زن نہ کریں طوق حران کرد ابوالمعدن
کرد نامدار شیپا کو یاد کرکے دلوں سے علم آہ بلند کرتے ہیں تمام سرداران قدیم
جو اس وقت سپاہ ہیں کس طرح ہیں صفیں باندھے کھڑے ہیں اپنے اپنے سردار کے
کو خیال کرکے اس حالت پر نظر کرتے ہیں تو پسینہ آتا ہے لیکن سب کے سب
استقلال کے ساتھ مرنے پر تلے ہوئے ہیں اگرچہ سن و سال اس قابل نہیں ہیں
کہ میدان جنگ کی تکلیف برداشت ہوسکے مگر ہمتیں ایسی بڑھی ہیں کہ جن لائم
سوار کیا چیز ہیں ایک ایک اکیلا سو پر بھاری ہوتا ہے انشاء اللہ نصرت پروردگار
ان کے ہمراہ ہے زنگ آلودہ تلواروں کو خون کفار سے صیقل کرینگے خوشا نصیب ہمارے
شاہ نجف میں پہونچ چکے ہیں اور سامان سفر مہیا ہوگیا ہے یقین ہے کہ صاحبقران
کو اس حالت کی خبر پہونچے گی اور وہ یہاں تشریف لائینگے مٹی بھی خراب
ہوگی یہاں تو یہ رنگ ہے اور اوس طرف لشکر کفار میں باجے جنگی بج رہے ہیں
جھنڈے لہرا رہے ہیں بیرقیں اوڑ رہی ہیں کلغیاں خودوں کی سنان نیزہ کی
سر بانک پھرن کے پھل تلواروں کے پھول ڈھالوں کے دھوپ میں چمک رہی ہیں
کرنائیں ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دے رہا ہے کہ ہاں اے جوانو دلاورو آج
وہ نام و ننگ ہے دیکھو شان خداوند ابلیس کی کہ آج اوس نے تم کو کیسے
سامان عطا کیے ہیں اور ان لوگوں کو کس کس حال خراب سے اس صحرا میں لاکر
بیابست و پا کردیا ہے کہ جس طرح چاہو مارلو اب یہ کہیں جا نہیں سکتے ہیں اے
یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سیکڑوں خداوندیان برباد کردیں شہر کے شہر
خدا اب ویران کردیے سلطنتیں بگاڑ دیں اپنا سکہ تمام عالم میں
بٹھایا جو ان لوگوں کی جڑ سے ہلا ڈالیگا سابق خداوند او بہت
زمین سخن کوسے خوش ہوجائے گا اور جو تامل کرے گا بہت پچھتائے گا
پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئیگا یہاں نہ نقیب ہیں نہ کڑکیت آپس میں
ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دلا رہا ہے کہ اے بہادرو آج سے زیادہ
کوئی بہتر وقت آزمائش کا نہ ہوگا جو اس وقت میں استقلال کے ساتھ

۱۵۹۱

تم پر کیسی سختیاں ڈالی ہین اور ہمارے خداوند نے ہم کو کیسی کیسی سہولتین
بخشی ہین آپ بھی اس دین عمدہ کو نہ اختیار کرو تو سوا اسکے نا انصافی
اور بدنصیبی کے کیا کہنا چاہیے یہ کلام اس ملعون کے سنکر اہل
اسلام لاحول پڑھا کیے اور کوئی آیات ایسی قابل نہ سمجھے جسکا جواب دیتے
لیکن ایک امر ضروری و واجبی جانکر چند کلمات نصیحت آمیز بادشاہ اسلام
نے بھی بیان فرمائے اور تعریف پروردگار عالم مین بھی بہت کچھ بیان کیا اور مذمت
ابلیس پرتلبیس کی بیان کی جسکو سنکر اعقاب نہایت برہم ہوا
اور پکارا کہ تم لوگ بڑے بے ادب ہو کہ شان خداوند مین ایسے ایسے
کلمات کہتے ہو جسکا سننا اور اعادہ کرنا دونون گناہ سے خالی نہین
ہین معلوم ہوا کہ قلب تمہارے سیاہ ہین اور تم کبھی راہ راست پر نہ
آؤگے لہذا جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ
کو یہ سنا تھا کہ فوج اسلام سے کرشت سپر گردان مرکب کو اپنے بڑھا کر
سامنے بادشاہ اسلام کے آ گئے اور اوسی قاعدہ قدیم کے موافق گھوڑے
سے اوترکر اجازت میدان مانگی بادشاہ رونے لگے اور وہ سامان
یاد آیا کہ جو سردار اجازت طلب کرتا تھا اوسے جام دیا جاتا تھا یہان انجام اچھا نہین
معلوم ہوتا فرمایا کہ پروردگار کی حفظ و امان مین دیا ہے اور اے کرشت سپر
گردان کیون تم نے اس قدر جلدی کی اسواسطے کہ تم مجھسے زیادہ مسن
ہو پہلے بھی تم کو جانا چاہیے تھا تمہارا زمانہ راحت اوٹھانے اور آرام سے بیٹھنے کا ہے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار خدا اقبال کو آپکے زیادہ
کرے اور ان دشمنون پر بھی ظفر دے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بیٹھے دیکھا
کرین اور بادشاہ دشمنون سے لڑنے کو جاوے واسطے ہو ہماری زندگی پر
کہ ہم بیٹھے زندہ رہین کاش اور لوگون کی طرح کسی اور جنگ مین
مارے گئے ہوتے اور یہ حالت بیکسی سردار حضور کی نہ دیکھتے یہ کہکر
کرشت سپر گردان بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار
کا کیا جیسے ہی مرکب کو بڑھا کر سامنے اعقاب شہزادہ بار کے آئے اعقاب نے
کہا کہ تو کون ہے کہ یہان اجل مین دیدہ دانستہ چلا آتا ہے اے پیر کمر خمیدہ
بال سفید سن پر جوانی چڑھی ہوئی تو مجھسے کیا لڑے گا جا پلٹ جا اور کسی
کو بھیج یہ سنا تھا کہ رفیقان شہزادہ کا مجمع ہے اور جو بڑے
سرداران نامی و گرامی ہین کرشت سپر گردان نے کہا کہ مین ایک
ادنے خادم اونکا ہون اور بیشک میری سن بہت ہے مگر مجھ ایسے ہزارون
کافر جیتا بھلا آئے اور رفیقان امیر کشورگیر کے ہاتھ سے مارے گئے تیری
کیا حقیقت ہے کہ تو اون سے رشک کرتا ہے اسلئے دست عشرہ وار کا وار تو روک
لے اعقاب نے کہا کہ دیر کیا ہے اور تامل کیون کرتا ہے کرشت سپر گردان نے

جواب دیا کہ پہلے تیری طاقت تو دیکھ لوں کہ تو کیسا پہلوان زبردست ہے
یہ سنکر اعقاب نیزہ باز نے کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری دامن گیر ہے
دل کی دل ہی میں رہا چاہتی ہے اسے یہ کہکر نیزہ مارا کرنبیت سپہر گردان
نے وار نیزہ کا خالی دیکر تلوار ماری اسکے پاس نیزہ کہاں تھا نیزہ بازی کرے
اعقاب نے وار کرنبیت سپہر گردان سپر سے رد کرکے دوسرا وار کیا اسی طرح
کئی وار کی ردو بدل میں یہ نوبت ہوئی کہ اب نہ تو گھوڑے میں کرنبیت
سپہر گردان پھرنے اور پلٹنے کا دم رہا اور نہ سوار میں قوت رہی پسینہ بہنے لگا
ہاتھ پاؤں کانپنے لگے آخر کار یہ مرد مومن شہید ہوا بس یہ دیکھکر سلطان
سعد نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے اعقاب نیزہ باز کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ لاضرب بہادری کے اعقاب نے جواب دیا کہ دیکھا تم نے کہ کیونکر میں نے
اس بیچ کو مارا بیکار اپنی جانیں دیتے ہو کیوں اطاعت خداوند بخت
زرین بخت کو کی اختیار کرلیتے ہو یہ سنکر سلطان سعد نے جواب
دیا کہ تو کمبخت اپنی رہنے دے اگر تیرا قابو چلے تو ہم سب کو قتل کرڈال
یہ سنکر اعقاب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کا سلطان سعد پر وار کیا سلطان
سعد نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیکر ہاتھ نیزہ پر ڈالدیا اور ایک جھٹکا مارا کہ اعقاب
اوندھے منہ آرہا اس اہرمن پرست نے ایک گھونسا مرکب سلطان سعد پر مارا
کہ گھوڑا گھوم گیا اور سر پھٹ گیا سلطان سعد نے نیزہ تو ہاتھ سے اعقاب کے چھین
لیا مگر مرکب آتشبازی ہوکر رہگیا بس کود کر گھوڑے سے مرکب اعقاب
پر ایسا گھونسا مارا کہ وہی حالت مرکب اعقاب کی ہوئی بلکہ گھوڑی چکر کھا کر زمین
پر گرا اور تڑپ کر مرگیا اعقاب نے کہا تو بڑی شہزوری دکھاتا ہے یہ کہکر
سلطان سعد سے لپٹ گیا سلطان سعد نے بھی نیزہ ہاتھ سے پھینک کر
گریبان میں ہاتھ ڈالدیئے اور کشاکش ہونے لگی دونوں طرف دار قریب
قریب آکر تماشا دیکھنے لگے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ سلطان سعد نے لنگر
اعقاب کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا
پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار میں بارے میں اعقاب نے جواب دیا کہ
پھنسے گا زوری سے میں دینے والا نہیں ہوں اسلیئے کہ خداوند بخت
زرین نے میری موت ہی معین نہیں کی ہے میں خود تجھے قتل کرونگا بس یہ
سننا تھا کہ سلطان سعد تڑپ کر اسکے پیروں کی طرف آئے
اور ایک پاؤں ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا پاؤں پاؤں کے نیچے دبایا اور اللہ اکبر
کا نعرہ کرکے جو جھٹکا مارا ساغری سے نرخرے تک چیر کر پھینک دیا یہ قوت
دیکھکر سعد بن جہاد شہریار نے آواز مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ اسوقت تمنے زور
اپنے والد ماجد عمر بن حمزہ کو ثانی کا دکھا دیا سلطان سعد نے عرض کی
کہ یہ سب آپکا اقبال اور بزرگوں کی دعا کا اثر تھا ورنہ من آنم کہ من دانم لیکن

موجود پایا سب کو لوٹ لیا اور جو اپنے بسنے کا ر تھا اوسے برباد کردیا اوس کے بعد
یہ بھی فوج کفار کی طرف متوجہ ہوئے لیکن خیمے جو کافروں کے جلے اور شعلے بھڑکے تھوڑی
سی فوج ادھر بھی دوڑ پڑی کہ پیر کبیر غالم نے ستم کیا کہ خیمے کا لگانا نہیں رکھا لیکن وہاں
جاکر دیکھا تو کسی کو نہ پایا ہر چند چاہا کہ خیموں کی آگ بجھائیں لیکن اوس ریگستان میں
اتنا پانی کہاں تھا کہ سینکڑوں خیموں کو آگ کے شعلوں سے بچا سکتے لیکن غول عیاروں
کا اب جو وہاں سے پلٹا اور فوج کفار کی طرف متوجہ ہوا کسی نے گوپھن میں پتھر رکھ کر
مارنا شروع کیا جس سوار کے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا گھوڑے سے چکرا کر گرا اور پامال
ہو گیا کسی کے گھوڑے کے سر پر پڑا وہ تڑپ کر دوسرے پر جا رہا بعض نے [illegible]
آتشبازی مارنا شروع کی کوئی سوار جلا کسی کا مرکب جلا اور بھڑکا ایک دوسرے پر گرا
غرضکہ جدھر یہ عیاران لشکر اسلام متوجہ ہوئے آگ لگا دی اور تہلکہ ڈال دیا جب
اپنی طرف سے کسی سردار کو دیکھا کہ گھر گیا ہے جھپٹ کر دو ایک حقہ آتشبازی کے وہاں
بیں پھینک مارے کہ پھر کچھ منتشر ہو گیا ایسی گرمی جنگ میں قریبہ تیغزن سامنے
سعد بن قباد شہریار کے آیا اور نعرہ کر کے تیغ مارا سعد بن قباد نے مرکب کو
و با اور زیر بغل آکر کلائی پکڑ لی اور کمر بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر کا سے کھینچ کر زور کیا کہ زین
او ٹھا لیا پوچھا کیا کہتا ہے شناخت یزدان کے بارے میں اسنے انکار کیا بس سعد
بن قباد نے اوس کو چورنگ ہوائی کیا لیکن افواسے آہن کلاہ اور چوگان
بن حمزہ سے سامنا ہوا اوس وقت کہ چوگان زخموں میں چور حجوم رہے تھے کہیں
خون ٹپک رہا تھا قبضہ تلوار کا ہاتھ میں گرا بیٹھا تھا آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں افواسے
آہن کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش اے خدا پرست تو کون ہے کہ حالت زخم داری میں اس
طرح شیرانہ حملے کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو حمزہ عرب کا کوئی عزیز ہے کہ ایسی جرأت
سوا اوسکے خاندان کے دوسرے میں نہیں دیکھی فرمایا نام میرا چوگان بن حمزہ
ہے افسوس کہ کس وقت تو سامنے آیا ہے جبکہ مجھے خود سنبھلنا دشوار ہے مگر خیر تو
وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے کہ اس سے بڑھ کر تجھکو موقع نہ ہاتھ آئے گا افواسے
آہن کلاہ نے کہا کہ غرض ہماری اب بھی پوری ہے اسلئے کہ مطلب تم لوگوں کے
قتل کرنے سے ہے یہ کہکر تلوار ماری چوگان بن حمزہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسنے بھی برابر سپر کو اوٹھا کر چہرے کے پناہ کیا
لیکن تلوار جو سپر پر پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود کو دو ٹکڑے کیا
اور سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا بکمرگاہ اوتر گئی افواسے آہن کلاہ گھوڑے سے
گرا ادھر چوگان بن حمزہ کو غش آ گیا کفار یورش کر کے آپڑے لاش اپنے سردار
کی اوٹھالی اور چوگان بن حمزہ پر تلوار برسنے لگی یہ حالت دیکھ کر جمشید
بن قباد دوڑ پڑے لیکن جس وقت تک پہونچیں پہونچیں چوگان بن
حمزہ کو کفار نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا کہاں تک بیان کیا جائے
کہ تلوار چلتے چلتے تمام دن گذرا اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب

چند کلمہ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کئے جاتے ہین

شعر وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی ٭ کرے کسیکی نہ الفت کا اعتبار کوئی ٭ رباعی
الفت پہ کسی کی نہین جانا اچھا ٭ ناہموار وفا کا آزمانا اچھا ٭ اس رشتہ خام کو ذرا کسیکے
بھی دیکھ ٭ بودا ہے اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ٭ راوی بیان کرتا ہے کہ دیو
ابلق جو کہ مثل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تھا لیکن دل سے اس کے
ذہنیت کفر برطرف نہوا تھا خوف بری چیز ہوتا ہے جبتک سہراب ابن رستم
کے سلسلہ رہا کچھ سرکشی نہ کی مگر جب شاہزادہ نے اس کو رخصت کیا اور یہ پردہ
قاف کیطرف روانہ ہوا راستہ ہی سے یہ سوچتا چلا کہ کیا فکر کرون کہ ملک اخضر
پیزاد کو قتل کرکے تاج و تخت پر قبضہ کرون سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین
آئی کہ جزیرہ نہنگان مین چلکر دیو بہمن گردزن کو اپنا شریک کرون
کہ وہ دیو تمام دیوان قاف سے زبردست و بزرگ تر ہے اور کوئی شخص
نہین رکھتا ہے اگر وہ شریک ہو گیا تو مشکل دم بھر مین آسان ہو جائیگی
اور وہ آدمزاد بھی اگر کمک کو آئیگا تو دیکھا چاہئے مارا جائیگا اسلئے کہ دیو بہمن
بائیس سو من کا گرز باندھتا ہے یہ تجویز کرکے با جزیرہ نہنگان کی جانب
روانہ ہوا یہ جزیرہ سمندر قاف مین بصورت نہنگ واقع ہے اسی سے اسکو
جزیرہ نہنگان کہتے ہین جس وقت دیو ابلق اپنے ہمراہیون سمیت جزیرہ
نہنگان مین پہونچا اور خبر دیو بہمن کو ہوئی اک دیو کو بھیجا کہ تو کون ہے اور کس
غرض سے یہان آیا ہے دیو بہمن کا لشکر تھا بہت قلیل ہے مختصر یہ ہے زور بازو پر
اس جزیرہ کی بادشاہت کرتا ہے جس وقت فرستادہ دیو بہمن گردزن
نے جاکر دیو ابلق سے پوچھا دیو ابلق نے لشکر کو وہین چھوڑا اور تنہا اس
دیو کیساتھ پاس بہمن گردزن کے آیا اور بطور ابلیس پرستان
سلام کیا دیو بہمن سنبھلنے لگا اور سبب اپنے خلق سے دیو ابلق سے کچھ نہ کہا
پوچھا کہ کس غرض سے تم میرے پاس آئے ہو دیو ابلق نے اپنی ساری روداد
سرگذشت اپنا تباہی کے ہاتھ سے زیر ہونے کے بیان کی اور کہا کہ مین بحکم مسلمان
ہوا تھا جس وقت اس آدمزاد نے مجھے رخصت کیا اور مین قاف
مین آیا تو پھر اپنے دین قدیم پر قائم ہو گیا اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ میری
حمایت کرین تو مجھے بادشاہی ملک اخضر پیزاد کی حاصل ہو جاسکے
دیو بہمن نے کہا کہ مین نا انصاف نہین ہون کہ ایک بے گناہ سے سلطنت اسکی
چھین کر تیرے حوالے کرون تجھکو دیکھ کہ اس جزیرہ مین
رہتا ہون اور جو کچھ سامان یہان میسر ہے اسی کو کافی سمجھتا
ہون زیادہ ہوس نہین کرتا جو شخص ہوس کو ترقی دیتا ہے
خسر ... ہوتا ہے اسے دیو ابلق اس ارادہ سے باز آ ورنہ

خراب ہوگا اگر تجھے کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ہے تو یہین رہ اجازت
دیتا ہون اگر یہان کوئی تجھپر چڑھ کر آئیگا تو مین تیری طرف سے بیشک
لڑونگا دیو ابلق نے دیکھا کہ یہ دیو حق پسند ہے یون تیرا شریک ہونگا
کہا کہ معلوم ہوا کہ تم دل کے ہی بھرے ہوے ہو گرز مقوی کا بنا ہوا ہے اتنے بڑے ہاتھ
پاؤن ہو کر جب اسقدر احتیاط سے کام لیتے ہو تو ظاہر ہو گیا کہ نام جنگ سے
ڈرتے ہو اب وہان وہ آدم زاد بھی نہین ہے جس نے مجھکو زیر کیا تھا
دیو ہفت سر کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او مکار مین تیرے فریب مین آنیوالا
نہین ہون جب وہ آدم زاد ہوگا اوسی وقت چلونگا اور اوس سے لڑونگا بشرطیکہ وہ
مجھ سے لڑسکے ورنہ مین دیو ہو کر اک آدم زاد سے بہادر ہو ہرگز نہ لڑونگا
پوچھا اور جس وقت وہ آدم زاد وہان آئیگا تو تجھے لے چلونگا یہ سنکر دیو ابلق
زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا افسوس کیا قسمت دیوون کی قوم
جاتی رہی کہ پہلے یون کو آدمزادون سے منسوب کرتے ہین جو خوبصورت پری
ہوتی ہے وہ تو آدم زادون کی نذر ہو جاتی ہے جو ایسی ویسی پریان ہوئین وہ
ہم لوگون کو نصیب ہوتی ہین اول حمزہ صاحبقران داخل پرستان ہوئے
اور آسمان پری سے اونکی شادی ہوئی پھر بہار پری اونکی رفیق
اندھور کی نذر ہوئی اب حال مین مضراب پری جو کہ سنگ سیری تھی اوسکو
بھی اک آدم زاد آکر لے گیا اور ملکہ اخضر پری پہلے اوسنے جو کہا مضراب
پری کا تھا ہمارا خیال نہ کیا اور اوس آدم زاد بیداد کے ساتھ شادی کر دی
مین اوس سے لڑا تو زیر ہو گیا جب سب اوسکا اختیار کیا تو جان بچی ورنہ مارا
جاتا آپ پاس یہ سمجھکر اپنی داد مانگنے آیا تھا کہ آپ رستم دیوان
قاف مین میرا انصاف کیجیئے گا مگر آپ نے بھی جواب صاف دیا یہ کہکر رونے لگا
اس مکر مین آکے دیو ہفت سر گرزن آگیا اور ساتھ چلنے پر راضی ہوا کہا اگر
ایسا ہے تو مین چلتا ہون اور اخضر پری سے مضراب پری کو چھین کر
تجھے دیدونگا بشرطیکہ جو کچھ تو کہتا ہے اوس کا اوس نے بھی اقرار کیا دیو ابلق
نے کہا کہ اب بھلا وہ سچ سچ کیا کہینگے وہ تو ضرور مکرینگے اچھا چل مین تیرے ساتھ ہون لیکن دل مین یہ خیال کر لیا تھا کہ یہ
دیو مکار معلوم ہوتا ہے چل کر اول تحقیق کر لینا چاہیئے کہ یہ مسحر کیسا ہے یہ سمجھکر
بیس هزار دیو اپنے ہمراہ لیے اور دیو ابلق کے ساتھ قلعہ اخضر
کے جانب روانہ ہوا کوئی چالیس هزار دیو ابلق کے بھی ساتھ ہین اور
بیس هزار دیو ہفت سر گرزن کے ساتھ ہین جس وقت یہ
دیو جمعیت لشکر کے قریب قلعہ اخضر کے پہونچے اور خبر اخضر پری کو ہوئی تو
نہایت پریشان ہوئی اور خیال کیا کہ اب رستم ثانی یا
سہراب ابن رستم یا شہریار علی وقار یا ایسے نوجوان
آمد کہ وہین ہین جو اسکے سر کو بیکار کرین میرے لشکر مین کوئی

کیا موجود نہیں ہیں نہ چچا صاحب ہیں جندک نے عرض کی اونکا قصہ طولانی ہے بیان میں دیر
ہوگی اور دیو دروازہ قلعہ پر ہو چکا ہے ایسا نہو اہل قلعہ کو زک دے سکندر رستم خو نے
جواب دیا کہ کیا مجال ہے اوسکی اس سے اطمینان رکھو جب ہم آگئے تو اب دیو کی اتنی مجال
نہیں ہے یہہ کہکر اشارہ کیا کہ گھوڑا قلعہ کیطرف چلا اودہر دیو ابلق نے جو دیکھا کہ اک آدمزاد
مرکب پر سوار چلا آتا ہے قلعہ سے پھرا اور دم اسکا فنا ہونے لگا کہ کہیں سہراب ثانی نہوں اپنے
فوج کو حکم دیا کہ مارلو اس آدمزاد بے بنیاد کو دیو سکندر رستم خو کیطرف متوجہ ہوئے اس حرکت پر
دیو بہمن نے دیو ابلق کیطرف سے منہ پھیر لیا کہ ایک طفل آدمزاد جو کہ پورا لقمہ دہن بھی نہیں ہے
اوس سے اسقدر خوف کہ فوج کو حکم دیا ہے اودہر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ ہمارے مددگار پہونچ
ہے اور وہ تنہا ہے دروازہ قلعہ کا کھولکر نکل پڑے اور لشکر دیو ابلق کو روکا مقابلہ ہونے
لگا پہلے تو اخضر پریزاد اور دیو ابلق اور اُن دونوں کے اہل لشکر کو بھی خیال ہوا تھا کہ معلوم
ہوتا ہے سہراب ثانی آگئے کیونکہ صورت دونوں کی بہت مشابہ ہے یہی وجہ کا ملکہ
آسیا نہیں ہوا تھا کہ سہراب ثانی کو لوگوں نے سکندر تصور کیا تھا اوسی طرح یہاں سکندر
پر سہراب کا گمان گذرا تھا اور دیو ابلق نے بھاگنے کا قصد کیا تھا لیکن جس وقت
سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خو باش اے گروہ کفار خبردار ہوشیار کہیں ایہہ گمان
یہہ خیال کرنا کہ یہہ اور عالیمقدار شاہزادہ سہراب ثانی موجود نہیں ہیں اونکا خادم تو موجود
ہے اب دیو ابلق نے جانا کہ یہہ کوئی اور لڑکا ہے اس سے کیا خوف بس نعرہ کرکے چلا کہ او
طفل تیری بھی یہہ حقیقت ہے کہ تو مجھسے مقابلہ کرے سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ پھر کیوں
سامنے نہیں آتا دیکھ ہم کیسے طفل دیو کش ہیں اگر سر تیرا دھڑ سے کاٹکر نہ پھینک دیا تو نام اپنا
سکندر رکھا دیو بہمن دیکھ رہا ہے کہ اوس فوج کے بادل میں ایک چاند ہے کہ کبھی چھپ جاتا ہے
اور کبھی پھر نظر آنے لگتا ہے جب سکندر فوج میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں تو دیو بہمن افسوس
کرتا ہے کہ شاید کسی دیو نے کھا لیا اور جب نظر آنے لگتے ہیں تو خوش ہو جاتا ہے جی تو اوسکا
چاہتا ہے کہ اگر اس لڑکے کو علیحدہ کر لیجاؤں کیسا منچلا ہے کہ دیو نر مثل شیروں کے حملے
کر رہا ہے اور بہت سے دیو مار بھی ڈالے ہیں مگر اس خیال سے خاموش ہو رہتا تھا کہ آیا
تو ہوں دیو ابلق کے ساتھ اور شریک ہو جاؤں اوسکے دشمن کا یہہ کونسی بات
ہے مگر وہاں سکندر رستم خو مثل شیروں کے برابر حملہ کر رہا ہے جس دیو کی شاخ پکڑ کر جھٹکا
مارا اوکھڑ گئی منہ آ رہا کسی کی شاخ توڑی کسی کے سر پر گرز مارا یہہ معلوم ہوا کہ ایک گنبد شق
ہو گیا جس دیو کے گردن پر تلوار ماری یہی اس طرح سر علیحدہ ہو گیا کہ معلوم بھی نہوا کسی کے
پاؤں پر تلوار ماری اور لنجا کرکے بٹھا دیا اودہر دیو ابلق دیوان قلعہ اخضر کو قتل
کر رہا ہے اودہر سکندر رستم خو نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دئے ہیں
خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ترسول پنجسول ارہ پشت نہنگ جمدہر کٹار چوب
چماق میل فولادی چقماق چادریان توسر کہ جدال و قتال گرم ہے قضائے کار اتفاقات
روزگار اس طرف سے ارسیلون پریزاد کا گذر ہوا سابق میں ذکر اونکا ہو چکا ہے کہ
یہہ صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہوکر اپنی والدہ کی مدد کو روانہ

ہوئے تھے پچاس سردار اسکے ہمراہ ہین یہان جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دیو سے دریافت کیا کہ یہ
کون مقام ہے اور لڑائی کیسی ہو رہی ہے دیوون نے نام و نشان قلعہ اخضر کا بتایا اور
قرابت رستم ثانی کی بیان کی کہ اخضر پریزاد رستم ثانی کے خسر ہین دیو ابلق سے
جنگ ہو رہی ہے یہ دیو کافر ہے بس ارشیون نے فرباد خان یک ضربی سے کہا کہ
اب تو اس جنگ مین شریک ہونا چاہیے واجبات سے ہے فرباد خان نے کہا کہ بیشک یہ نہین ہو سکتا
کہ آنکھون سے دیکھکر ٹال جائین فرسنگ بن لندہور سے کہا کہ بس انتظار نکیجئے فوراً اپنے
دیوون سے کہا کہ گھوڑے بنو دیو زمین پر اوترے اور غلطاین لگا لگا کر مرکب بنکر تیار ہوئے
ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور و فرباد خان یک ضربی سب کے سب اپنے
پچاس جوانون سمیت لڑنے کو رکے لشکر دیو ابلق پر گرے اور دیوونکو قتل کرنا شروع کیا
آواز نعرہ و نکی سنکر اخضر پریزاد اور بھی خوش ہوئے کہ سرداران لشکر امیر اسکے مدد کو آگئے
اگرچہ دیکھا نہ تھا لیکن شاہزادہ رستم ثانی کی زبانی نام تو اکثر سنے تھے اسیطرح سکندر رستم خو
نے بھی نام ان لوگون کے سنے تھے پلٹکر دیکھا اب تو خوب لڑائی ہونے لگی دیو پیلتن بھی
ایک طرف کھڑا سیر دیکھ رہا تھا کہ آدمزاد دیوون سے کس بہادری کے ساتھ لڑ رہے ہین کہ
اسطرح دیو بھی دیو کا مقابلہ نہین کر سکتا اسی اثنا مین دیو ابلق اور سکندر رستم خو
کا سامنا ہوا دیو ابلق نے کہا کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ سیکڑون دیو میرے لشکر کے
قتل کئے تو کون ہے اور کیا طرفداری ہے تجھے اخضر پریزاد سے سکندر رستم خو نے جواب
دیا کہ تجھے اس سے کیا مین کوئی ہون اک خداپرست پر تو ظلم کرتا ہے مین بھی خداپرست
ہون اسوجہ سے تجھے کافر سمجھکر برائے مقابلہ آیا ہون تو دیکھ مین آدمزاد ہون
لا ضرب بہادری کی دیو ابلق نے کہا کہ شہراسب ثانی تیرا کون ہے سکندر رستم خو
نے کہا کہ وہ میرے برادر عالیقدر ہین او ملعون تو اونکا نام اس بے ادبی سے میرے
سامنے لیتا ہے اب تیرے کلے پھاڑے بغیر مجھکو قرار نہ آئیگا یہ سنکر دیو ابلق نے
[illegible] سے چقماق سر پر سکندر کے لگائی سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا
جھٹکا مارا کہ دیو ابلق اوندھے منہ آرہا یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ شانہ سے جھول گیا دیو نے اک
چیخ ماری دیو پیلتن نے تعریف کی اور بے اختیار ہوگیا سکندر رستم خو نے جو ہاتھ کو
مروڑکر زیر اسا کن دیا دیو ابلق چت ہوگیا پس کود کر مرکب سے چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا
خنجر کمر سے کھینچکر منہ مین دیو ابلق کے دیا دیو نے چاہا کہ خنجر کو چبا لون سکندر نے اسکی
باچھ پر رکھکر جو کھینچا تا بناگوش چاک کر ڈالا اسیطرح دونون کلے پھاڑ دئے اور کہا کہ یہ سزا
اوس زبان درازی کی ہے یہ کہکر دیو ابلق کو چھوڑ دیا دیو ابلق اوٹھکر بھاگا تھا کہ پیلتن
گرز زن نے آواز دی کہ لعنت ہے تجھپر اک طفل آدمزاد کے سامنے سے بھاگا جاتا ہے
اور تیرے بنائے کچھ نہین بنتی دیو ابلق کو یہ سنکر غیرت آئی اور پھر پلٹا پیلتن
نے سکندر رستم خو کو آواز دی کہ دیو پھر آتا ہے غفلت سے کام نہ لیجیو سکندر رستم
خو نے جو دیو ابلق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ او اجل رسیدہ مین نے تو
تجھے چھوڑ دیا تھا مگر تو خود موت کے منہ مین چلا آیا اب مین مجبور ہون دیو ابلق سے لنے

اگلی مرتبہ اژدہ پشت نہنگ کا وار کیا سکندر رستم خو کو معلوم ہے کہ یہہ ضرب سپر سے نہین
رکتا ہے تب جست کرکے تلوار ماری کہ ارہ قبضہ کے پاس سے لٹک گرا اور خبردار خبردار
کہکر آپنے دیو کے پشت پر جست کرکے تلوار ماری تو سر پر دیو ابلق کے پڑی ہرچند
کہ اس نے سپر کو اوٹھایا چہرہ کے پناہ کیا تھا مگر تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر
دو ٹکڑے کئے پیمانہ خود کا سر کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن سے مثل قطرہ آب کے
گذری اور صندوق سینہ کو لہو لگا کر شکم و کمر کے دو دو حصہ کرتی ہوئی زمین تک پہونچی کہ
دیو ابلق تو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ستر اکر رہگیا فوج اسکی بھاگی دیو تہمتن نے
آواز دی کہ اے صاحبزادے کیا ہاتھ مارا ہے کہ اتنے بڑے دیو کے برابر دو ٹکڑے
ہوگئے اور یہہ دیو تہمتن اسیوقت سے عاشق ہوگیا دلمین کہا کہ کسیطرح یہہ لڑکا ہاتھ
آئے تو قابل ساتھ رکھنے کے ہے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ
بن لندہور تو اوچھل پڑے اور کہا کہ اے شہریار عالی وقار سبحان اللہ آپ ہی وار
زدہ صاحبقرانی معلوم ہوتے ہین اگرچہ مجھے یہہ نہین معلوم کہ آپ فرزند کس بزرگ
کے ہین لیکن اتنا سمجھہ لیا کہ نسل صاحبقرانی سے ضرور ہین یہہ کہکر قریب آئے اور
ہاتھون کے بوسے لئے اور حال اپنا بیان کیا کہ باپ اوس شخص کا صاحبقران گذر
جانشین جناب حمزہ صاحبقران کہلاتا تھا سکندر رستم خو کہا ہان ہین یہہ وہی
جسکو رستم تہمتن شاہزادہ علمشاہ وہی سے مع فیل اوٹھا لیا تھا ارشیون پریزاد نے
سر جھکالیا سکندر رستم خو نے ان لوگون کو گلے لگایا اور دست کرم پشت پر
رکھا فرہاد خان یک ضربی نے عرض کی کہ غلام شاہزادون سے کہین مقابلہ کرسکتے ہین
بیشک شاہزادہ علمشاہ نے مع فیل اونکو اوٹھا لیا تھا اب میدان خالی ہوگیا دیو
دیو ابلق بھاگ کر لشکر دیو تہمتن کے عقب مین چھپے اور شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے دیو تہمتن گرد روزن یہی گو ہے اور یہی میدان ہے
اگر تجھے بھی کچھ دعوے ہے تو نکل آ میدان مین مین بھی تو آزماؤن اور دیکھون کہ تیرا
بائیس سو من کا گرز کیسا ہے دیو تہمتن نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو بڑے حوصلے کا
صاحبزادہ ہے مین تجھسے مقابلہ کرنا پسند نہین کرتا اس لئے کہ اگر میرے ہاتھ سے تو
مارا گیا تو جب بھی مجھے صدمہ ہوگا بہتر یہہ ہے کہ میری تیری قوت کی آزمایش
دوسرے طریقہ سے ہوجائے یہہ فیل آہنی میرا ہے کہ جسکو سوا میرے آجتک کسی
دیو نے نہین اوٹھایا ہے جس آرا پیے پر یہہ رکھا ہوا ہے اسے کئی دیو ملکر کھینچتے ہین
پس اگر اس فیل کو تو اوٹھا لے تو مین اطاعت تیری اختیار کرتا ہون ورنہ تو میری
اطاعت اختیار کرنا سکندر رستم خو نے منظور کیا اور مع ارشیون پریزاد و فرسنگ بن
لندہور و فرہاد خان یک ضربی قریب اوس فیل کے آئے اول ارشیون پریزاد
نے زیر فیل جاکر دونون پاؤن پکڑ کر پشت شکم فیل مین لگا کر زور کیا تو صرف ایک
پاؤن فیل کا اپنی جگہ سے اوٹھا باقی دوسرے پاؤن نے جگہ بھی نہ چھوڑی اور منہ
ارشیون پریزاد کا سرخ ہوگیا پیشانی پہ پسینہ آگیا ارشیون فیل کو چھوڑ کر علحدہ

ہوئے دیو تہمتن نے ارشیون کی بھی تعریف کی اور کہا کہ اک آدمزاد کے واسطے اتنا زور
بھی بہت ہے کہ جسکر لنگر دیلون سے نہ اوٹھ سکے او سے کٹنے تھوڑا سا اوٹھا لیا لیکن بسبب
ارشیون پریزاد کے فرسنگ بن لندہور نے زور کیا دو پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ
گئے اس کے بعد فرسنگ بھی بمکل زور کرنے کا باقی نہ رہا دیو تہمتن نے فرسنگ کی
بھی تعریف کی اسکے بعد فرہاد خان بیک مغربی نے زور کیا تین پاؤن فیل کے زمین
سے اوٹھ گئے لیکن چوتھا پاؤن زمین سے نہ اوٹھ سکا آخرکار مجبور ہو کر یہ بھی الگ
ہٹ گئے لیکن دیو تہمتن اور سکندر رستم خو نے فرہاد کی تعریف کی اب شاہزادہ
سکندر رستم خو نے دامن کمر وا نے اور آستینین اوٹھا کر اور زنجیر فیل ہٹا کر دونون
پاؤن فیل کے ہاتھون مین پکڑ کر شکم فیل سے ملا کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایسا جو زور
کیا تو پہلے ہی زور مین چارون پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے ایسا جو گھٹنا ٹیککر
دوسرا زور کیا تو سر سے بلند کر لیا چار پانچ قدم لئے ہوئے چلے آئے اور پھر اسیطرح
گھٹنا ٹیک کر فیل کو زمین پر رکھدیا تب دیو تہمتن دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور عرض کی
کہ تاز نداریم بندہ ایم واقع مین کہ یہ قدرت مجھ مین بھی نہین کہ جسطرح اوٹھاؤن اسیطرح
پھر اسے رکھ بھی دون مین سر سے بلند کر کے پھینک دیا کرتا تھا ہر چند قصد کیا کہ کھڑے
ہونے کے بعد اس لنگر کو سنبھالے ہوئے پھر بیٹھ جاؤن ممکن نہوا شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دست شفقت دیو تہمتن کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ تم بڑے نیک طبیعت ہو اور
منصف مزاج ہو لیکن مذہب تمہارا کیا ہے دیو تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار
مینے جب غور کیا مذہب کا معاملہ میری سمجھ مین نہ آیا میرے باپ دادا سب ابلیس پرست
تھے لیکن مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون اور تلاش مین ہون کہ اگر کوئی مذہب حق مجھے
تحقیق ہو تو اوسے اختیار کرون شاہزادہ نے چند دلائل وجود ذات باری تعالے کے
مین ایسے پیش کئے کہ دیو تہمتن احدیت ایزدی کا مقر ہوا اور عرض کی کہ جو آپکے
مذہب مین آئے وہ کیا کہے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا دیو تہمتن کر زبان اندر سے
صدق مسلمان ہوا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین گلستان ارم کیطرف
جانے والا ہون دیو تہمتن نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون مگر اخضر پریزاد نے
کہا کہ اپنے میری بد دلی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اولاد صاحبقران سے ہین لہذا
ایک روز قلعہ مین قیام کیجئے کسل راہ دفع ہولے تو جلد ہر مزاج مین آئے او سطرف
چلے جائیگا اور اسم گرامی اپنے والد ماجد کا بیان کیجئے شاہزادہ سکندر رستم خو نے
بیان کیا کہ نام والد ماجد کا شہریار عالیوقار ہے اور اسم گرامی دادا صاحب کا ایرج
نوجوان ہے یہ سنا ہے کہ آپ عمو صاحب یعنے شاہزادہ رستم ثانی کے خسر
اور بھائی صاحب شہراب ثانی کے جد مادری ہین مجھے ایسی لفظون مین بات
کیجئے جسطرح خردون سے کلام کرتے ہین یہ سنکر اخضر پریزاد نے سکندر رستم خو
گلے سے لگا لیا اور ساتھ اپنے لئے ہوئے داخل قلعہ ہو ساتھ سکندر کے فرہاد خان
بیک مغربی فرسنگ بن لندہور و ارشیون پریزاد اور تازہ رفیق سکندر کا دیو تہمتن بھی

قلعہ مین داخل ہوئے اب اخضر پریزاد نے اپنے دیوون سے سامان دعوت کا حکم دیا
اور خود سکندر رستم خو کو ہمراہ اپنے لئے ہوئے محل مین داخل ہوا مضراب پری نے
جو صورت سکندر کی دیکھی شہراب ثانی کے دہوکے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور کہا کے
فرزند اپنے باپ اور چچا اور دادا کو کہان چھوڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ یہہ وہ فرزند نہین
ہے جیسے تم سمجھی ہو یہہ تمہارے دیور رستم شہریار کا فرزند ہے تمہارے فرزند کا چچا زاد
بھائی ہے یہہ سنکر مضراب پری نے سر سے پاؤن تک بلائین لین اور کہا کہ یہہ از خوشی
کی بات ہے کہ پہلے ایک ہی آنکھ مین روشنی تھی اب دونون مین ہوئی مجھے دو ہی سہارا ہوا مگر یہہ
فرزند شہراب سے کسقدر مشابہ ہے اخضر پریزاد نے کہا کہ پھر تعجب اسکا کیا ہے
آخر بھائی اوسکا ہے یا کوئی غیر ہے لیکن سکندر رستم خو کو جو مضراب پری نے چہرہ اٹھا
کے دیکھا اور خوشبوئے لو شاہی دماغ مین پہونچی کہا ارے فرزند یہہ کیا ہے کہ تم تو
اس ہیئت سے ہو جیسے کوئی وطن کو بھاگے جاتا ہے سکندر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے
اور تصویر ملکہ ماہ سیما کی نگاہون کے نیچے پھر گئی لیکن ضبط کیا اور شرم سے گردن نیچی
کرلی اخضر پریزاد نے اشارہ سے منع کیا کہ لحاظ نہ کرو وہ شرماتا ہے مین حال اسکا
دریافت کرونگا اور وہان سے دیو جندک بن ہندک کے پاس آکر پوچھا کہ تم اس
شہریار کو کہان سے اوٹھا لائے جندک نے تمام واقعہ شہر نقش و نگار کا بیان
کیا کہ اسطرح یہہ شاہزادہ وطن کو بھاگے گیا تھا یا عین پہونچ چکا تھا کہ مین اوٹھا لایا
راہ مین یہہ واردات دیکھکر یہان او تر پڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ کوئی ایسا ظلم بھی
کرتا ہے جندک بن ہندک نے عرض کی کہ مین حکم ملکہ آسمان پری سے مجبور رہا کہ انہون
نے فرمایا تھا کہ بغیر بزرگون کے شرکت کے شادی کیسی جلد لو جاکر اوٹھا لا اخضر پریزاد
نے آکر مضراب پری سے سب کیفیت بیان کی اور سکندر رستم خو سے کہا کہ
ہم ساتھ چلین گے اور تمہاری شادی کرینگے سکندر نے کہا کہ مجھے دادی صاحبہ
ملکہ آسمان پری نے طلب کیا ہے سنا ہے کہ دیوون نے اونکے ملک پر چڑھائی کی
ہے مجھے اونکی مدد کے لئے جانا ضرور ہے بعد اوس مرحلے کے دیکھا جائیگا اور مین
آپکو بھی اطلاع دیکر تکلیف دونگا جتنے عرصہ مین اخضر پریزاد نے جندک سے حال
سکندر کا دریافت کیا تھا اتنے عرصہ مین سکندر رستم خو نے مضراب پری سے
اپنے بھائی اور باپ اور چچا اور دادا کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ لقا بدنہاد کے
پردۂ دنیا کیطرف گئے ہین اور مقابلہ کرکے بدیع الملک سے صاحبقرانی چھینینگے
یہہ سنکر سکندر کو بھی جوش شجاعت پیدا ہوا اور دلمین تہیہ کرلیا کہ بعد فراغ مرحلہ
گلستان ارم کے جاکر اپنے بھائی کے شریک ہونگا اور بدیع الملک سے مقابلہ
کرونگا الحاصل تین روز تک سکندر رستم خو قلعہ اخضر مین مقیم رہے اسکے بعد
اخضر پریزاد سے کہا کہ اب مجھے اجازت ہو اسلئے کہ پہلے بہارستان قاف
پر جاکے مجھے بہار پری کی خبر لینا ہے اور اس کے بعد گلستان ارم کیطرف جاؤنگا
ایسا نہو کہ دیوان کفار ان ممالک اسلام کو تباہ و برباد کردین اخضر پریزاد نے

مجبوری سکندر رستم خو کو رخصت کیا اور سکندر رستم خو نے دیو تہمتن قلعہ اخضر سے
نکلکر بہارستان قاف کیطرف متوجہ ہوئے جندک بن ہیبت نے کہا کہ اسنے شہریار کلیم
آسمان پری پریشان ہونگی کہ کیا سبب ہوا جو اتنا عرصہ گذرا ایک واقعہ ہو چکا ہے علاوہ اسکے
ایسا نہو کہ دیو تفرقت آگیا ہو سنا ہے کہ انکی مرتبہ بڑی جمعیت اوسکے ساتھ ہے سکندر
رستم خو نے کہا کہ ارسیلون پریزاد نے جنگ میں میرا ساتھ دیا ہے میں اسکے ساتھ
ضرور جاؤنگا اور انکی ماں کا ملک دیوان زندانی کے ہاتھ سے بچاؤنگا بعد اسکے
گلستان ارم کیطرف جاؤنگا ہرچند دیو جندک نے اصرار کیا نہ مانا ارسیلون پریزاد نے بھی
عرض کی کہ غلام آپکے ان دیوون سے سمجھ لینگے فرمایا وہ یہہ کب ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے
ساتھ نہ چلون الحاصل یہہ سب بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب کچھ کم گیارہ
ہزار یہہ دیو زادہ و آدمزاد ہین دس ہزار دیو تہمتن گرز زن کے ساتھ ہین اور پچاس سردار
ارسیلون پریزاد کے ہمراہ ہین اور سکندر رستم خو اپنے دیو جندک کو گھوڑا بنائے ہوئے
سب سے آگے آگے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک تو یہہ دیو تیز رفتار ہے کہ کوئی
دیو اسکے برابر آ نہین سکتا علاوہ اوسکے یہہ کہ آپ رانون سے مسلتے جاتے ہین جندک
مارے ڈر کے بھاگا چلا جاتا ہے اور دیو جو ساتھ ہین دوڑتے دوڑتے ہانپنے لگے
ہین اسیطرح سے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب بہارستان قاف کے پہونچے
تو دیکھا کہ کچھ دیو بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو دیوون نے بیان کیا کہ ہم ملکہ بہار پری کیطرف سے خزانہ بہارستان قاف
کے محافظ تھے جب سے بہارستان قاف تاراج ہوا اور دیوان گلستان عدم کے
قبضہ مین آیا تھے ہمنے خزانہ کو مخفی کیا اور کچھ نشانات ایسے بنا دیئے کہ جنکو ہمین پہچان سکتے
ہین دوسرا نہین جان سکتا اوسکو روز دیکھہ آتے ہین کہ اوسی طرح خزانہ برقرار ہے
یا نہین سکندر رستم خو نے کہا کہ اب یہان کون حاکم ہے اور بہار پری کہان ہین
دیوون نے بیان کیا کہ ملکہ ہماری ملک قہرپری میں ہین اور یہان دیو ارژال برق
بریق کی طرف سے حاکم ہے اور دو لاکھ دیو اوسکے تابع ہین اور دو سردار دیوون
کے بڑے بڑے زبردست ہین کہ اونکا مقابلہ ہر ایک دیو نہین کر سکتا پس شاہزادہ
نے اسی مقام پر قیام کیا اور دیو تہمتن سے کہا کہ تم جاؤ اور اوسکو سمجھاؤ کہ ملک خالی کرو
اور یہان سے چلا جائے ورنہ بہت خراب ہوگا دیو تہمتن گرز زن پیغام سکندر رستم خو کا
لیکر دیو ارژال کے طرف روانہ ہوا لیکن دیو ارژال کو جو خبر ہوئی کہ فرزند بہار پری
اولاد حمزہ سے کسی لڑکے کو ساتھ لیکر آیا ہے اور تھوڑی سی فوج بھی اوسکے ہمراہ ہے
پس اس نے اپنے دونون سپہسالارون سے حکم دیا کہ لشکر قلعہ سے باہر نکالو اور
بارگاہ برپا کرو حکم پاتے ہی دیو فیل سر اور دیو شیر سر نے لشکر قلعہ بہارستان سے
باہر نکالا اور بارگاہ برپا کی سکندر رستم خو نے لشکر کو باہر نکلتے دیکھکر اپنے دیوون کو
بھی سامنے لشکر دیوان گلستان عدم کے اوتارا اور خیمہ برپا کیا لیکن دیو تہمتن جو لشکر
حریف مین پہونچا یہہ خبر دیو ارژال کو ہوئی کہ حریف کی طرف سے اک دیو زبردست

ایلچی بنکر آیا ہے دیو ارزال نے بلایا تہمتن نے آواز دی منیم نامہ دار دیو ارزال
نے کہا کہ لاؤ نامہ تہمتن نے کہا کہ نامہ میری زبان ہے صرف اتنا لکہ اپنے شہریار کا
لایا ہون کہ تو اس ملک کو خالی کر دے اور مع لشکر جہان جی چاہے یہان سے چلا جا
ورنہ سزا پائیگا دیو ارزال یہ مضمون سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ قدرت خدا کی
کہ آدمزاد دیوونکو دہمکی دین اور اسے دیو تو اتنا بڑا قوی ہیکل ہو کر ایک آدمزاد کا
ایلچی بنکر آیا ہے اور اوسکا مطیع ہوا ہے تجہے شرم نہین آتی دیو تہمتن نے کہا
کہ جسوقت آدمزاد سے سر میدان سامنا پڑیگا اسوقت حقیقت کھلے گی دیو ارزال
نے کہا دیکہا جائیگا تم جاؤ ہم طبل جنگ بجواتے ہین دیو تہمتن وہان سے پلٹ کر خدمت
شاہزادہ مین آیا اور عرض کی کہ وہ نہین مانتا لڑنے کو کہتا ہے فرمایا خیر دیکہا جائیگا
وہان دیو ارزال نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی یہان
صرف دس ہزار دیو دیو تہمتن کے ساتھ ہین انہین کے ساتھ دو چار نقارہ تھے
وہ یہان بھی بجنے لگے تیاری جنگ ہونے لگی دیو تہمتن نے شاہزادہ سکندر رستم خو
سے عرض کی کہ آپ کل اس تازہ غلام کی جانبازی کا تماشا دیکہیے گا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے نماز سحری سے فراغت کر کے رخ میدان کارزار کا کیا ارشیون
پریزاد و فرہاد خان یک جہری مع فرسنگ بن لندہور ہمراہ رکاب ہوگئے
دیو تہمتن گرزن نے اپنے دس ہزار دیوونکا پرا جمایا کیسے کیسے دیو انتخاب روزگار
دیو تہمتن کے لشکر مین بھی ہین کہ ہر ایک لائق سرداری معلوم ہوتا ہے اوہر دیو
ارزال تخت پر سوار ہو کر میدان مین آیا دو لاکہ دیو پرے جما کر کہڑے ہوگئے
آگے اون کے دو لون سردار یعنے دیو فیل سر اور دیو شیر سر بھی تہہ سرداری
کہڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیبون نے نقابت کی کرنا کیہون
کا کہا دیو فیل سر سامنے دیو ارزال کے آیا اور رخصت جنگ طلب کی دیو
ارزال نے کہا کہ جا تجہکو خداوند لقیس کے نگہبانی مین دیا دیو فیل سر میدان مین
آیا اور مبارز طلب کیا دیو تہمتن گرزن نے شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہا
کہ آپ مجہکو بھی اجازت دیجئے شاہزادہ نے فرمایا کہ جاؤ حفاظت پروردگار مین دیا
اور آستین ہمت پشت پر چہاڑی دیو تہمتن نے گرز اپنا ہاتہ مین سنبہالا اور
مثل فیل مست کے میدان مین آکر چنگہاڑا دیو فیل سر نے شمشیر کا وار کیا دیو تہمتن
نے وار اس کے ہاتہ سے پکڑ لیا اور ایسا جہٹکا مارا کہ دیو فیل سر اوندہے مونہہ
آرہا بس وہی دست چوب جو سر پر اسکے مارا سر پاش پاش ہو گیا اور دیو فیل سر
پہڑک کر مر گیا یہہ دیکہتے ہی دیو شیر سر دوڑ پڑا کہ غضب کیا تو نے کہ بہائیکو اوس
شخص نے مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتہ سے اور آتے ہی دیو تہمتن گرزن پر
گرز مارا دیو تہمتن نے گرز اسکا اپنے گرز پر روکا اور خود گرز مارا کہ دیو شیر
سر کو سنبہلنے بھی نہ دیا یہہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پہٹ پڑا بائیس سو من کی ضرب جو سر پر
پڑی سر سینے مین اور سینہ کولہون مین سر و گردن و سینہ شکم مین زمین پر آگے

گوشت کا تھیلا ہو کر رہ گیا شاہزادہ نے اپنے رفیق کی بہت تعریف کی لیکن دیو ارزال نے
سپاہ کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اس دیو کو یہہ سنتے ہی دو لاکھ دیو دوڑ پڑے اور
تہمتن گرز زن کو گھیر لیا لنگر ز چلنے لگا ادھر دیو تہمتن کے دیو بھی آ پڑے شاہزادہ سکندر
رستم خو بھی دیو جنبدل کو گھوڑا بنا کر دوڑ پڑا اور ارشیون پریزاد و فرہاد خان
یک ضربی و فرسناب بن لندھور سب آ پڑے تلوار چلنے لگی دیو تہمتن نے آواز دی
تھی سکندر کو کہ اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین آج اس غلام کی لڑائی کا تماشا دیکھتے
جائیے کہ دو لاکھ کو مین اکیلا کیونکر شکست دیتا ہون بس یہہ دس ہزار دیو میرے کافی ہین
سکندر رستم خو نے کہا کہ یہہ ہمارا شیوہ نہین کہ رفیقون کو قتل کروائین اور اپنی جان
بچائین یہہ فرما کر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا ادھر ارشیون پریزاد دیوون کو قتل کر رہا
ہے جس دیو نے ضرب کیا اوسے روک کے جو تلوار ماری سر الگ جا کر گرا ایک طرف فرسناب
بن لندھور گرز سنبھالے ہوئے جس دیو کے سر پر وار کیا ایک سر کے سو ٹکڑے ہوئے ایک
جانب فرہاد خان یک ضربی اپنی چوب دست اوٹھائے ہوئے لڑ رہا ہے جس دیو پر چوب دست
ماری اوسکو پست کر دیا ایک طرف دیو تہمتن تو لڑ کیا رہا ہے کھیل رہا ہے جو دیو قریب
آیا یون ہی جو گرز مارا پر اٹھا ہو کر رہ گیا اسطرح دیوون کو ٹکتا ہوا چلا جاتا ہے سکندر
رستم خو قریب دیو ارزال کے پہونچ گئے دیو ارزال نے چوب چماق کا وار کیا
سکندر نے چوب اوس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دی دیو ارزال نے چاہا کہ
لپٹ پڑون شاہزادہ نے پہلو کی طرف آکر بند کمر پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا دیو
تہمتن اس زور پر نثار ہو گیا اور کہا اے شہریار یہہ بات آپ ہی کے واسطے ہے
دوسرے کی کیا طاقت ہے جو اتنے بڑے دیو کو اسطرح اوٹھائے شاہزادے
نے فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارہ مین اس نے بکہ منظور کیا جیسے ہی
شاہزادہ نے اسکو چھوڑا دیو ارزال اوٹھ کر بھاگا اور پکارا او آدمزاد اب تو مجکو
کیا پائیگا جاتا ہون اور دیکھ کتنے دیو تیرے سرکوبی کے واسطے لاتا ہون دیو تہمتن
نے دیکھا کہ یہہ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا ارزال نے پلٹ کر گرز مارا دیو تہمتن
نے گرز اسکا چھین لیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ احتیاط اسوجہ سے
تھی کہ یہہ شکار انکا ہے ایسا نہو مار ڈالون تو خلاف مزاج ہو لیکن جسوقت شاہزادے نے
فرمایا کہ یہہ مرتد ہے چیر کر پھینک دو اسکو بس اجازت پاتے ہی دیو تہمتن نے دونون
پاؤن اسکے دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے یون ہی جو جھٹکا مارا اسا غری سے نرخرہ ہی
تک چیر کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی بھاگی دیو تہمتن نے تعاقب کیا اور کئی
کوس تک انکو بھگا دیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ بس بھاگتے کا پیچھا نہین
کرتے ہین یہہ سنکر دیو تہمتن پلٹا اب شاہزادہ نے ارشیون پریزاد سے کہا کہ قلعہ کا
بند و بست کرو ارشیون نے عرض کی کہ لشکر کے فراہم کرنے مین عرصہ ہوگا اور حضور
کو ابھی گلستان ارم جانے کی جلدی ہے اسکے ابھی یون ہین تشریف لیجیے جسوقت گلستان ارم
سے پھر آئیگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ وہان سے یہہ قافلہ شاہزادہ و پریزاد کی طرف روانہ ہوا جسوقت

خبر بہار پری کو ہوئی کہ فرزند تیرا آتا ہے اور ساتھ اوسکے ایرج نوجوان کا پوتا بھی
ہے آتش سنتے خوش ہو شاہزادہ سکندر کا استقبال کیا اور چلاچل پری سلاسل پری وغیرہ
سب ساتھ آئین اور شاہزادہ سکندر کو استقبال کرکے قلعہ قمر پری مین لائین ملکہ قمر پری
و گلریز پری بلا گردان ہوئین اور حال قتل قمرزاد و گلریزاد کا بیان کیا سکندر رستم خو وہان
سے قبر پر آیا اور فاتحہ پڑھکر رو دیا پہلے تو شور گریہ بلند رہا بعد اس کے بہار پری
نے اپنے فرزند کو گلے لگایا پوتے کو پیار کیا ارشیون پریزاد نے بہار پری سے
کہا کہ ملکہ آپکا فضل خدا سے دشمن کے ہاتھ سے چھوٹا سب دیو مارے گئے اب مین تو
شاہزادہ کے ہمراہ گلستان ارم کو جاتا ہون آپ قلعہ کی طرف تشریف لیجائیے اس لئے کہ
شاہزادہ کی بدولت قلعہ فتح ہوا اور انہون نے میرا اسقدر خیال کیا کہ اپنی دادی ملکہ
آسمان پری کی مدد کو جاتے تھے لیکن پہلے بہارستان قاف پر گئے اب یہ کیونکر
ہو سکتا کہ مین اس شہریار کا اسقدر ساتھ نہ دون بہار پری نے کہا کہ نہایت
مناسب ہے بلکہ مین بھی ساتھ چلونگی اور کسی دیو کو سردار کرکے فوج برائے حفاظت
ملک بھیج دیتی ہون یہ کہکر دیو تخت بلند بالا کو سالار لشکر کرکے قلعہ کی جانب روانہ
کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری و گلریز پری سے کہا کہ آپ بھی میرے
ہمراہ گلستان ارم کیطرف چلئے اس لئے کہ آجکل قاف مین بڑی ابتری ہے اور زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی دیو اسطرف بھی چڑھ آئے اور خدانخواستہ
آبرو کے عوض جان دینا پڑے قمر پری اور بہار پری نے آپس مین کہا کہ بچہ تو بچہ
لیکن بات فہم کی کہتا ہے کہا اے فرزند جیسی تمہاری رائے ہو ہمین عذر نہین ہے
غرضکہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری و گلریز پری و بہار پری و سلاسل پری
و چلاچل پری ان سب پریون کو ہمراہ لیا اور ارشیون پریزاد سے اصرار کیا
کہ تم بہارستان قاف مین جاکر انتظام کرو مگر ارشیون نے نہ مانا اور عرض کی کہ مین
ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون اور یہی فرہاد خان یاسمن خرمی اور فرسناک
بن کندیو رنے بھی جواب دیا آخر شاہزادہ سکندر رستم خو ان سب کو اپنے ہمراہ
لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا کہ اب حال اسکا وقت تحریر ہوگا لیکن

اب یہانسے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے

بفضل خدا سے زبان و زبان | انشاء ست آغاز این داستان

مسودہ پردازان معرکہ جدال و قتال و نقشہ نویسان صورت خیال اس داستان حیرت
نشان کو صفحہ قرطاس پر یون قلمبند کرتے ہین کہ بعد ماتم داری سعد بن قباد شہریار
بادشاہ دوم لشکر اسلام و سلطان سعد بادشاہ سوم فوج مسلمانان و چوگان بن حمزہ
انتظار مین سکندر رستم خو کے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ چند دیوون نے آکر عرض کی کہ دیو
نفرت بن خضر سپ بڑی جاہ و حشم سے بارادۂ جنگ چڑھا آتا ہے ایک مرتبہ اوسکے
ساتھ قریب انیس لاکھ دیوون کے ہین اور پچاس ساٹھ دیو نہایت زبردست ہمراہ ہین
کہ جنمین ایک ایک دیو لاکھ لاکھ دیونکا افسر ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ پروا نہین

ہے کہو راشد جنی و ارشد جنی سے کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکالین اور بارگاہ برپا کرین
سب احکام راشد جنی و ارشد جنی نے لشکر کو قلعہ گلستان ارم سے باہر نکالا اور بارگاہ
برپا کی صاحبقران اعظم مع عبد الرحمن جنی آکر بارگاہ مین مقیم ہوئے اوسوقت ایک عجب
سمان تھا کہ صحرا اجیار رہیہ تھا سب ایکبار بارگاہ سے اوٹھے ہوئے تھے صاحبقران اعظم سیر
صحرا کر رہے تھے صبح کا سہانا وقت تھا طائران بوستان مصروف زمزمہ سرائی کے تھے
گویا لا پھولا ہوا تھا سبزہ اپنے خواب غفلت مین تھا کہ گویا اس نے بیداری کبھی خواب
مین بھی نہ دیکھی تھی لالہ کوہی کا رنگ حنا کو شرمندہ کرتا تھا شفق کا رنگ اوڑا رہا سے دیتا
تھا خون سرخ باد سے رنگ کو مٹاتا تھا اور داغ بیرنگی دیتا تھا دھوپ ہلکی ہلکی درختوں
کی چوٹیون پر آگئی تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شجر تاج زر سر پر رکھے ہوئے ہے صاحبقران
اعظم محو صنعت صانع عالم تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے بہ خاست مگر گرد تیرہ و تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ شعر

از سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب طبقہ آسمان کیطرف جا رہا ہے کہا تک بیان کیا جائے کہ آسکے آگے
ہوا نے ماتم کیا گرد کو اور گرد نے یارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول تین سو علم نشانہ
تین لاکھ جوانون کا نمودار ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف ابلیس پر تلبیس کی مرقوم
تھی اور ایک دیو دراز قد بلند بالا ازرق چشم کور باطن سیاہ فام جسم پر پہلے ہی ہوئے
شاخین بڑی بڑی وارشمشاد باندہے ہوئے گو دیوا سکے دونون پہلوون مین پشت
پر مین لاکھ دیو مہیب صورت بد طینت کرہ منظر اتالیہ بارگاہ کا بار کئے ہوئے آکر پہونچے
اور جا مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوے بارگاہ وسط صحرا مین برپا کی صاحبقران
اعظم نے اپنے دیوان سے دریافت کیا کہ یہہ کون دیو ہے لوگون نے بعد دریافت
حال اسکے عرض کی کہ نام اسکا دیو اشتقال ہے یہہ سات دیوونکا افسر ہے جنمین کا ہر دیو
ایک ایک لاکھ دیوونکا افسر ہے اور یہہ دونون دیو جو اسکے ہمراہ ہین یہہ بھی اسکے
تابع ہین اور ایک ایک لاکھ دیو کے افسر ہین نام ایک کا دیو کلنزال اور دوسرے کا
دیو شیزال یہہ سب دیو پیش خیمہ دیو نصرت مین عفریت کا لشکر لئے ہین یہہ سنکر
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اسکے جلد یہہ ملعون ایسے شوکت پیدا کرکے ہمارے خیر
دیکھا جائیگا کرتے ہین سیر صحرا سے بیابان سے گرد بلند ہوا اور دو دیو دو لاکھ دیوون
سے آکر پہونچے اور فوج اشتقال مین شامل ہوکر خیمہ زن ہوئے صاحبقران اعظم نے نام
ان دونون کے بھی دریافت فرمائے دیوان نے بیان کیا کہ انمین ایک دیو کا نام دیو
سرکھیرا اور دوسرے کا نام دیو تن تنا ہے یہہ دونون بھی اسی دیو کے ماتحت
ہین اتنے مین پھر گرد اوٹھی اور جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر دو سو علم سیاہ رنگ
نمودار ہوئے کہ جنپر تعریف ابلیس ملعون کی مرقوم تھی دو دیو اور ہناچت نژاد بد ...
کدر نگ اسکے شیخ تھے اور بدن پر سنگلے ہوئے تھے شاخین ان کی پیچ
کہائی ہوئی صاحبقران اعظم نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انمین ایک دیو کا نام

ہامون اور دوسرے کا نام ہومان ہے یہہ دونون بھی لشکر کفار مین شامل
ان دیوون کی آمد مین شام ہو گئی جب دوسرا روز ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ
مین آکر فرو کش ہوئے تو دیکھا کہ پھر گرد اوڑی آتے آتے ہوا نے نار اگر دکو گرد نے
مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا تو پھر دل گرد سے دو سو علم زنگاری نمودار
ہوئے اونکے پھریرون پر بھی تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی آگے آگے دو دیو نہایت
زبردست و قوی ہیکل چہار منہ پہاڑ رنگت دونون کے سیاہ گردنین کوتاہ پیشانیان
تنگ بال سر کے جٹیلے اوپر سے دانت کبود آنکھین مثل ساغر خون کے سرخ پشت
پر دو لاکھ دیو اور پشت فیلک جنجاق چادر چوب سپاق وار شمشاد میل فولادی
ساطور گران گرز گاو سر نیل سر شیر سر سول پنجسول باندھے ہوئے اکر لشکر
کفار سے ملحق ہو گئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام ایک کا دیو ہر بدن ... اور دوسرے
کا ہرود بن ہر بد ہے یہہ دونون آپس مین عجب طرح سے قرابت رکھتے ہین جو فہم سے
باہر ہے ہنوز یہہ خیمے برپا کر رہے تھے کہ پھر گرد اوڑی جسوقت دامن گرد کا چاک ہوا
اور نظر نے کام کیا تو دیکھا کہ پھر دو دیو سفید رنگ جسم پر اونکے سیاہ چھینٹے پڑے
ہوئے کشادہ نین کبود دانت سرخ آنکھین زرد پتلی نیلی بال تمام جسم پر مثل خرس کے
بڑے بڑے پشت پر دو لاکھ دیو نہایت بھیانک اوبلی صورتین صاحبقران اعظم
نے نام دریافت کرنے دیوون نے بہ تخصیص عرض کیا کہ نام ایک کا الاحق بن ہمند اون
ہزار دست اور دوسرے کا تبلق بن سمندون ہزار دست ہے یہہ بھی آکر دیوان
کفار کے شریک ہوئے پھر تیسرا دن ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ مین آکر منتظر
ہر روز یہہ خیال ہوتا ہے کہ آج کفریت بن ہمفریت آجائیگا لیکن پھر دن پر لشکر آیا
کرتا ہے اور شام تک کفریت کا پتا بھی نہین معلوم ہوتا جس سے دریافت کرتے
ہین وہ یہی جواب دیتا ہے کہ حضور ابھی فوج تو آ سکی آئے اوس کے ساتھ
ترتیس لاکھ دیوون کا لشکر ہے کہان تک گذارش کیا جائے کہ کئی روز تک برابر لشکر
دیو کفریت بن عفریت کا آیا کیا ساتوان روز تھا کہ صبح کو پھر صاحبقران اعظم منتظر
ہو کر بیٹھے کہ دیکھا چاہیے آج کون کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے غول گرد
و غبار بلند ہوا اور آگے آتے وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد سے تین دیو تین لاکھ
دیوون سے اکر پہونچے عجب صورتین اون دیوون کی ہین جیسا سنتے ہین اونکو کہنا
مبالغہ نہو گا اور درازی مین قد او نکا اک منارہ بلند سمجھنا چاہیے سر مانند گنبد کے
بال اس طرح بڑھے ہوئے جیسے ٹیلے پر گیاہ خود رو نکل آتی ہے پشت پر ان دیوون
کے تین لاکھ دیو شور و غل مچاتے ہوئے قلقاریان لگاتے ہوئے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ان مین ایک دیو ... بن ... اور دوسرا دیو شیلا سنگ
آہن کلاہ اور تیسرا دیو گراز تن گراز ہے یہہ بھی ایک ایک لاکھ دیو کے افسر
ہین جسوقت یہہ بھی لشکر دیوان کفار مین آکر شریک ہوئے تو تمام صحرا دیوون سے
بھر گیا اور اب گنجائش آدمی لشکر کی باقی نہ رہی ہر طرف سوا دیوون کے کچھہ نظر نہ آتا تھا

صاحبقران اعظم متحیر تھے کہ اسقدر فوج اس کو کہاں سے دستیاب ہوئی سنئے
راوی بیان کرتے ہیں کہ تعداد اس فوج کی اکتالیس لاکھ کی تھی اسباب خیمہ و دیگر سامان شد
رہا اور دیوان افسر مجتمع ہو کر صحرا اسکے جانب روانہ ہوئے کہ یکایک از برو بیابان
گرد ہی بر خاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد دور
زمین پھیلا ہوا جب ہوا دیکھا تو ہوا اسنے بار از دیو گرد سے بارا ہوا کو وہاں گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے گئی سو علم سیاہ و زنگاری رنگ پیدا ہوگئے آگے آگے
تخت جلوس شاہانہ ڈنکا بجتا ہوا او سکے بعد اک تخت زنگار پر دیو نفریت بن
عفریت بیٹھا ہوا اسطرح کہ تاج سر پر رکھے ہوئے چتر سر پر تا ہوا اک شاخ جسکی
ٹوٹ گئی تھی اب اسنے وہ شاخ سونے کی بنا کر لگائی ہے پشت پر اک دیو کھڑا مورچھل ہلاتا
کرتا ہوا کو شیشہ تخت پر اک دیو بیٹھا و زرار بیٹھا ہوا آگے تخت کے تمام دیو انتظام
کرتے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا قریب لشکر پہنچکر فوج تو دو رویہ کھڑی ہو گئی اور
سرداران لشکر دیوان جو پر اسکے استقبال کو روانہ ہوئے تھے تخت کو ہاتھوں ہاتھ
لیے ہوئے بارگاہ شاہی تک لائے دیو نفریت بن عفریت تخت پر سے اوترکر
دیو برق سبلق داخل بارگاہ ہوا باجے خوشی کے لشکر میں بجنے لگے لیکن آمد اسکی
دیکھکر عبد الرحمن جنی کو نہایت انتشار ہوا اور ملکہ آسمان پری بھی دیکھکر نہایت
پریشان ہوئیں صاحبقران اعظم نے بھی فرمایا افسوس ہے وقت والدہ یاد ہوتے کہ وہ تیرہ
اس یورش کو ایسا نرغہ کبھی اوسکے زمانہ میں بھی گلستان ارم پر نہوا تھا دیکھا چاہئے
کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے لیکن دیو نفریت بن عفریت کی آمد میں شام ہوگئی
تھی وہ رات تو خیریت سے گذری لیکن جب دوسرا روز ہوا تو نفریت بن عفریت
تخت پر آکر بیٹھا اور تمام سرداران لشکر دیوان آآکر اپنے دنگل آہنی پر بیٹھے
ایک طرف دیو کلنبرال دیو منیرال دیو کرکرا دیو تن تنا دیو ہدیہ بن ہدہود دیو
ہدہود بن ہدیہ شاپیلا کے آہن کلاہ دوسرے جانب دیو البق بن سمندون
ہزار دست دیو تیلق بن سمندون ہزار دست دیو ناموں دیو ہوبان دیو تحتیف
بن حقیف دیو کراز بن کرارہ وغیرہ کہاں تک بیان کیا جائے کہ قریب اسی لاکھ کے
دیوان افسر کے بارگاہ میں جمع تھے اور رستم دیوان دیو اشتعال سب سے
بالادست اک دنگل بلند پر بصد نخوت بیٹھا ہوا تھا دور جام شراب کا چل رہا تھا
پریان مصروف رقص و غنا ہیں جسوقت دیو نفریت نے تین چار جام پئے کہ ہر جام مثل
اک کاسۂ سر دیو کے تھا اک ایک خم اک ایک جام میں سما جاتا تھا دماغ
دیو نفریت بن عفریت کا بادۂ ناب سے گرم ہوا آنکھیں سرخ ہو گئیں لیکن غفلت
کی بیہوشی سے بچ رہی پکاری ہوئی شیطان مسلط ہو گیا کہ ظرف تھا چھوٹا کیا حکم دیا
کہ طبل جنگ بجا دو حکم ملتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز اکتالیس نقاروں
کی بلند ہوئی تمام صحرا گونج اوٹھا طائر ڈر کر آشیانوں سے اوڑ گئے چرندے اور
درندے مارے خوف کے کھوؤں سے نکل نکل بھاگے دیوان نقارہ نواز نے

نقارون کو زور زور پیٹنا شروع کیا بغیر اطلاع لشکر صاحبقران اعظم مین خبر ہوئی کہ لشکر
مین طبل جنگی بجا ہے فرمایا کہ خداے بزرگ است کچھ پروا نہین کہا و ہمارے یہان بھی
طبل جنگی بجے اوسیوقت حسب الارشاد صاحبقران اعظم یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا

شعر

از نقارہ آواز آمد برون	کہ دون ست دون است گردون دون

دونون طرف طبل جنگ بجنے لگا اور تیاری جناب ہونے لگی طلایہ گشت پھرنے
لگا آوازین بیدار باش و ہشیار باش کی بلند ہوئین جوانان لشکر تیاری مین مصروف
ہوئے آلات حرب و ضرب کو درست کیا کسی نے خود پر جلا کی کسی نے زرہ کو
صاف کیا کسی نے ساطور کے پھل کو زہر مین بجھایا کسی نے اپنے گرز کو وزنی کرنے
کی غرض سے اوسپر اور ایک خول چڑھایا کسی نے ترسول کو صیقل کیا کسی نے پیچ سول
کے سر کو ٹھیک کیا کوئی چقماق چادر کی سلون کو ہاتھو سے تول رہا تھا کوئی حلقے
کمند کے کھول رہا تھا کسی نے تیغہ کو جلا دی تھی اسی طرح ہر شخص اپنے اپنے حربہ کو
درست اور کمر بستہ کو چست کر رہا تھا دیوان کفار مین بہ سبب شب عید تھی یہہ خیال
کیا بلکہ یقین تھا کہ کل گلستان ارم پر قبضہ ہو جائیگا اس لئے کہ صاحبقران اعظم اول تو
آدمزاد دوسرے تنہا دوسرے اور بالفرض اگر وہ زبردست بھی ہے تو کس کس سے لڑیگا
کس کس کو قتل کرے گا ہمارے ساتھ اکتالیس لاکھ دیو ہین اور انہی لوگون کے دیو لوائے
ہین جنمین ایک ایک دیو زبردستان قاف مین سے ہے مثل مشہور ہے کہ سوزمان
چیونٹیان ہاتھی نہین چھوڑتا ہے انجام مین صاحبقران اعظم ضرور مارا جائیگا اور فتح ہماری
ہی ہوگی یہہ سوچ کر یہہ دیو نہایت خوش ہین قلقاریان لگاتے ہین آپس مین ایک
دوسرے سے کہتا ہے کہ میان فوج مین کون کون لڑیگا وہان دو چار لاکھ دیو ہین
ادہر تو جنگ ہوگی ادہر قلعہ مین گھسکر ہم خوب مال لوٹینگے سنا ہے کہ آسمان پری بہت
مالدار ہے نواسی ہے جناب سلیمان کی کہا تک نہوگا مثل مشہور ہے کہ لاکھ لٹا تھی
لٹیگا پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا ہے ان دیوون مین تو یہہ خیالی پلاؤ پکا رہے ہین لیکن لشکر
اسلام مین سخت انتشار ہے کہ ہوتا کیا ہے اتنے دیوون سے یہہ چھوٹا سا لشکر کیونکر
مقابلہ کرے گا ایک ایک دلاور اپنے اپنے عزیزون سے خطا بخشواتا ہے گلے مل ملکر رخصت ہوتا
ہے کہ کیا معلوم کل پھر شب دیکھنا نصیب ہو یا نہو کوئی کسی سے وصیت کر رہا ہے
کوئی اپنے اہل و عیال کو ملکہ آسمان پری کے سپرد کر رہا ہے کہ کل ہم تو اپنی جان نثار
کرینگے انکی پرورش آپکے ہاتھ ہے آسمان پری رو رو کر دعا درگاہ خدا مین کر رہی ہے
کہ اے رب بے نیاز میرا بچہ تنہا ہے مزاج اسکا جھلا ہے دشمن اسقدر قوی اور کثرت سے
ہین تو ہی اسکے جان کا حافظ ہے اودہر عبدالرحمن نجمی بار بار قرعہ پھینکتے ہین اور انجام
جنگ پر نظر ڈالتے ہین لیکن دلی پریشانی عقل کو ٹھکنے نہین دیتی نتیجہ ذہن مین نہین آتا
پھر خاموش ہو رہتے ہین ملکہ قریشہ سلطان و ملکہ قریشہ ثانی بال سر کے کھولے ہو
درگاہ الٰہی مین فتح و نصرت کی دعائین مانگ رہی ہین عجب حال سے کا انتشار ہے لیکن

بگر آنکہ نام شجاعان عصر ۔ بماند نکو تا بفردای حشر
شجاعت خدا و رسل را پسند ۔ شجاعان ز دنیا بجنت رسند
کدام ست آن کو بل ارجمند ۔ کہ آید بمیدان بتیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر ۔ بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبوں کی صدا سنتے ہی ایک بہادر کو مرنے کی آرزو جتائی لڑائی کی ہوس بڑہائی غرضکہ جب نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے اور آرکیسٹا گرہ کا کہکر روانہ ہوئے تو دونوں لشکروں میں ایک سناٹا سا ہو گیا بہادروں کے جسم میں خون شجاعت جوش مارنے لگا چہرے سرخ ہو گئے آنکھوں میں خون اتر آیا تلواریں نیاموں سے آدہ نکلنے لگیں ہاتھ قبضوں پر پڑ گئے ہر بہادر یہی چاہتا تھا اور شوق جنگ میں یہی ارادہ رکھتا تھا کہ پہلے میں ہی جا کر حریف سے مقابلہ کروں اور ترا پھڑ کے عرصہ کارزار میں اپنا نام کر جاؤں کہ ناگاہ لشکر کفار نابکار سے دیو تحیف بن خفیف اپنی صف سے نکلا اور سامنے تخت لقیط بن عفریت کے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ جنگ ہوا کہ میں جا کر حریف کو زیر و زبوں کروں اعدا کا نام صفحہ دہر سے مثل حرف غلط کے مٹا دوں راہ کوچہ فنا دکھا دوں لقیط نے کہا کہ جا تجھکو خداوند ابلیس کے حوالہ کیا جا ان خدا پرستوں کا کام تمام کر یہہ سنکے تحیف بن خفیف میدان رزم میں آیا اور پہلے سراپا میدان کا دکھا کر وار شمشیر دیکر کے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم دیو تحیف بن خفیف جسکو آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور آگاہ ہو کہ میرے حربہ کی پناہ نہیں کوئی شجاع و بہادر کوہ قاف میں جنگ میں میرے منہہ چڑہا نہیں اور کوئی شیر دشت مجہہ سے لڑ بہڑ کر سیدہا نہیں تمہارے نقش ہستی کو دم بہر میں مٹا دونگا گور میں سبکو سلا دونگا قطعہ

تو اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور ۔ کہ میرے سامنے سے دیو بھی مور
نہیں ہے کام اژدر جائے آرام ۔ کہ شیشہ کا ہے خار ایسے بد انجام
بہادر نامور تھے جو کہ ہر جنگ ۔ کیا دم بہر میں میں نے انکو چورنگ
بہاتے تھے وغا میں جو قدم کو ۔ گئے وہ ضرب سے میرے عدم کو
بہادر جو مقابل میرے آیا ۔ فنا کا راستہ اسکو دکھایا
میرے منہ پر چڑہا جو مرد دلگیر ۔ میں اسکا مدعی ہوں مثل شمشیر
شراب تند تیغ سے نہ کہا جوش ۔ تمہارا اسکا پشیمانی سے بیہوش
اگر کچھ حوصلہ دل میں ہو آؤ ۔ یہی گو اور یہی میدان ہے اب تو

غرضکہ بڑی لاف و گزاف کے بعد اس دیو مغرور و متکبر نے تہدید دی کہ جس بہادر کو اپنی جان فالتو ہو وہ آکر مجہسے مقابلہ کرے یہہ کلام سنکر لشکر اسلام سے دیو پہلوان اپنے صف سے نکلا اور سامنے صاحبقران اعظم کے حاضر ہو کر میدان جنگ کی اجازت طلب کی صاحبقران اعظم نے فرمایا اے پہلوان یہ تمنے کیا غضب کیا کہ اسقدر جلدی کر بیٹھے تمہاری ابہی عرصہ رزم میں جانیکی کیا ضرورت تہی کوئی اور بہادر چلا جاتا تم اس کے ہم نبرد نہیں ہو یہ دیو

زور تیرا مین سمجھے ہوئے ہون تو فقط ہیبت ہے بن شکوہ سے زیادہ تر
ہے اوس سے تو بچکر کر کے مرتبہ ... اور سکندرین کہا کہ یہ کہا کہ پھر دیو اشتقال
کو یہ سنکر غصہ آیا اور چوب گران سنگ آسمان رنگ پر جو کوہ ساڑھے تیرہ سو
من کے ضرب سر پر صاحبقران اعظم کے شہ زور دا خنجر دار رکھا
لگائی صاحبقران اعظم نے خیال کیا کہ اگر وار اسکا خالی دونگا تو یہ
سمجھیگا کہ یہ لشکر سے ضرب کے دہمین دیا ... اسکا روکنا چاہیے یہ خیال
کر کے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب چاق جو آکر سپر پہ پڑی
بمعاذ اللہ تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ چمک کر نکل گیا فتق گرد بلند ہوا
جگہ زمین ہول سے شق ہوگیا اور مرکب صاحبقران اعظم کا سینے
تک غرق زمین ہوا دیو اشتقال نے کہا کہ مین نے کام آدمزاد کا تمام کیا
پکارا کہ زدم و نیست کردم لیکن اس آدمزاد کی یقین ہے کہ لاش تک اسکا پتا
نہ ملیگا یہ سنکر عیار صاحبقران اعظم کا فریب گرد کے آیا اور
گرد گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے داخل ہوا دیکھا کہ صاحبقران اعظم
صحیح و سالم موجود ہین لیکن ہر سہ سمون مع سینہ پارہ سے ... لیکن
پائے ضرر دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے آواز دی کہ
شہریار ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر ہوش میں
آئے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب دگرگون ہوگیا ہے لبس کود کر
مرکب سے علحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا اور دیو اشتقال
کو آواز دی کہ الیست کر دی حریف تیرا میں موجود ہون فوج کفار پا جوش
پر تھی [illegible] دیو کو یقین تھا کہ دیو اشتقال نے کام حریف کا تمام کیا
یا اب جو دیکھا کہ صاحبقران اعظم صحیح و سالم نکلے اور دوسرے
مرکب پر سوار ہوکر نعرے کر رہے ہین کہیں چھینٹ بھی نہین آئی ہے نہایت متعجب
ہوئے کہ یہ انسان ہے یا کوئی بلا ہے کہ ایسا تند ضرب اوٹھالی اور پھر
زندہ رہا اور پھر دیو اشتقال نے آواز دی کہ اے آدمزاد حقیقت مین تو بڑا سخت
جان اور بڑا بہادر ہے اگر یہ ضرب میری کوہ پہ پڑتی تو پارہ پارہ ہوجاتا اب
لا ضرب اپنی کہ مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ لے اسکو یہ سمجھ کر ... ملک الموت کا [illegible]

تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن | کہ شادی از دل فراموش کن

یہ فرما کر گرز گران سنگ آسمان رنگ ... کوہ ... بلند کیا
اور ... سو من کی ضرب کو ... دیو اشتقال ... دار سپر ...
دیو اشتقال نے برابر چوب چاق کو اوٹھا لیا چہرہ کی پناہ کیا
لیکن گرز جو آکر چوب پر پڑا ... معاذ اللہ ... آسمان
... تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا جگہ زمین ہول

دیوان لشکر کفار مارے گئے اور کئی سردار دیوان لشکر کفار کے کام آئے شام کو
نقریت بن عفریت نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہو گئے
اور اپنے اپنے فرودگاہون پر آئے ملکہ آسمان نے فرزندون کو
گلے سے لگایا اور بلا گردان ہوئین کہ اب بھی زندگی کا سہارا ہے ملکہ قمر پیکر
نے سجدہ شکر ادا کیا کہ پروردگار عالم نے زندہ و سالم دکھلایا ہر روز
امید نہین ہوتی ہے کہ صاحبقران اعظم میدان جنگ سے زندہ
پھر نکلے آج بسبب خستگی کے میدان داری موقوف رہی دوسرے روز نقریت
بن عفریت نے پھر طبل جنگ بجوایا صاحبقران اعظم کو خبر ہوئی
فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبہ تائید ربانی بھی طبل بجی اور ہفت نقارہ
رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ فلک گیر ہوئی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
دیوان پر دونون لشکر چوب چماق دار شمشاد دمیل فولادی اور پشت پلنگ اور
ساطور گران ساریق تیر سل پچھول اپنے اپنے حربون کو درست کرنے لگے یہانتک
کہ طبل بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہوگئے نمازیون
نے فریضہ سحری کو ادا کیا کفار نے آوازین یا خداوندا ابلیس کی بلند کین
جنگجو دونون گروہ اپنے اپنے طریق مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کر کے لشکر
گروہ گروہ دستہ دستہ فوجون فوجون کر کے صف آرائی میدان جنگ ہو
سالون صفین آراستہ کر کے مقابل ہمدگر کھڑے ہو گئے بعد آراستگی صفوف
قتال جدال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ فوج کفار سے دلو مہیب
قوی تن نکلا اور سامنے تخت نقریت بن عفریت کے آکر اجازت خواہ
ہوا نقریت بن عفریت نے کہا کہ جا تجکو خداوند ابلیس کے سپرد کیا دلو مہیب
قوی تن میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج راشد حبشی اور ارشد حبشی
نے صاحبقران اعظم سے عرض کی حضور کئی روز سے برابر لڑ
رہے ہین ایک روز نہ لڑے آخر جان نثار کس دن کے لئے ہین یہی نا کہ بارے
جانثاری حق نمک سے ادا ہو جائینگے اور پہر ملکہ آسمان پری نے بھی سمجھا دیا
تھا کہ اے فرزندو پیارے میری قسم آج تم نہ نکلنا فوج کو لڑنے دینا کئی روز سے
برابر میدان داری کر رہے ہو تھک گئے ہو اگر خدا نخواستہ دشمن غالب ہو گئے
تو کون ان ظالمون کا روکنے والا ہے اس سبب سے صاحبقران اعظم
خاموش تھے صبح سے نکلنے کا قصد نہین کیا ہے اثنا و چلتے وقت اونکی
مان سے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی مجکو بلائیگا تو ضرور لڑونگا ورنہ خود سے نہ نکلونگا
بس اسوقت دلو مہیب نے مبارز طلب کیا ہے اور ارشد حبشی نے سمجھا یا ہی
تو صاحبقران اعظم خاموش ہو رہے اور فوج اسلام
سے ایک آدہ دیو نے نکلکر دلو مہیب سے سامنا کیا لیکن جو گیا با زخمی ہوا یا مارا گیا

دو پہر میں سات دیو زخمی ہوئے اور چار مارے گئے جب ابتدا سے یہ دیو میدان سے پلٹ
گیا اور شکیلا نے آہن کلاہ دیو لفریت بن عفریت سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا ارشد حبشی نے صاحبقران اعظم
سے رخصت جنگ طلب کی فرمایا کہ جاؤ تمہیں حفظ خدا میں دیا اور جام عنایت
کیا ارشد حبشی جام پیکر میدان جنگ میں آیا اور شکیلا لیکر آہن کلاہ سے
سامنا کیا شکیلا نے آہن کلاہ نے ارہ لیست نہنگ مارا کہ اگر ارشد حبشی خالی
نہ دیتا تو سچا تمام تھا لیکن وار اوسکا خالی دیکر ارشد حبشی نے اپنا وار کیا کئی ضربوں
سے دو بدل ہوئے آخر کار ارشد حبشی ہاتھ سے شکیلا کی آہن کلاہ
کے زخمی ہوا ارشد حبشی نے نکلکر مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا تھا شکیلا نے بعضی مقام تک
نو سردار زخمی ہوئے اور پانچ دیو جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اور دونوں
اپنے اپنے فرودگاہ پر گئے دیو لفریت بن عفریت شکیلا نے آہن کلاہ پر سے
نثار کرتا ہوا اور طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور پھر اہل اسلام نہایت
پریشان وا ودا سیں اپنے فرودگاہ پر آئے لاشیں دلیروں کی اوٹھالیں اور کفن دفن
کیا زخمیوں کو شفاخانہ میں بھیجا صاحبقران اعظم نے نہایت افسوس کیا کہ اگر میں
خود نکلکر لڑتا دیو کیوں مارے جاتے اور آسمان پری سے کہا کہ آج آپکے حکم کی تعمیل
کا یہ نتیجہ ہوا کہ کئی دیو مارے گئے اب کل کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیگا اسی اثنا میں
پھر آواز طبل جنگ کے کانوں میں آئی اور یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اوسی طرح
رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان قتال میں آئے پرے قدم باندھ کر
ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوگئے آج پھر دیو مہیب قوی تن لشکر کفار سے
نکلا اور میدان میں آکر کہا کہ اے آدمزاد یا تو مجھسے ڈر گیا جو میدان میں نہیں نکلتا کب تک
اپنی جان بچایا کریگا یہ سنکر صاحبقران اعظم نے مرکب کو جولان کیا اور
سامنے دیو مہیب قوی تن کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرے سردار کو تو میں نے
کس ذلت و خواری سے مارا تیری بھی یہ حقیقت ہوگی کہ میں تجھسے دو کر جاؤنگا لاضرب
بہادری کی دیو مہیب نے وار شمشاد ماری صاحبقران اعظم نے
وار اوسکے ہاتھ سے چھین کر جو دہی مرا ماری دیو مہیب پیوند خاک ہوگیا دہشت ضرب
کی زمین ہلگئی بس اسکا سر کاٹا فوج اسلام سے نعرہ ہائے خوشی بلند ہوئے اور
لشکر کفار میں غریو فریاد کا ہوا یہ دیکھکر شکیلا نے آہن کلاہ نے دیو لفریت
بن عفریت سے اجازت جنگ لی اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر
آواز دی کہ جیسے تونے دیو اشقال کو مارا ہے خون میری آنکھوں میں اوترا ہوا
ہے بلکہ میں اسی غرض سے نکلا تھا کہ اگر تو میرے مقابلہ کو نکلے تو تجھسے عوض خون
دیو اشقال کا لوں مگر کل تو مارے خوف کے سامنے نہ آیا آج تجھکو میرے ہاتھ سے
کہاں جائیگا لے اسکا یہ ضرب کو گران سے بھی نہیں رکتی ہے یہ کہکر ارہ لیست نہنگ
کا وار کیا صاحبقران اعظم نے پنجہ ملکی مارکے کہ دستہ بچہ سے کھینچ کر ارہ علیحدہ ہوا

شکیل اسکے آہن کلاہ نے تیغہ سر پر کھینچ مارا صاحبقران اعظم نے خالی دیکر تیغہ آبدار کا
وار سپر پر روک لیا اسکے آہن کلاہ کے دو ٹکڑے ہوگئے بس اسکا مرنا تھا کہ لشکر فوج کفار سے
ایک دیو نکلا وہ بھی مارا گیا شام تک صاحبقران اعظم نے سترہ دیو جان سے مارے شام
کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے آج اہل اسلام تو نہایت شاد و خرم
ہیں اور کفار نہایت ملول اپنے فرودگاہ پر آئے اور طبل نہیں بجوایا بارگاہ میں دیو نفریت
کے آدھے سردار نظر آتے ہیں اور آدھے دیو مارے گئے ہیں صاحبقران اعظم
نے ستھراؤ کر دیا ہے دیو نفریت بن عفریت نے دیو کو ازدہن گراز کو سپہ سالار کیا ہے
کہ یہ دیو دیو اشتقال سے بھی زبردست ہے اور اسنے آکر یہ کہا تھا کہ میں دیو اشتقال
کا ماتحت کبھی نہیں ہوں گا نفریت بن عفریت نے اس سے وعدہ کیا تھا
کہ میں تجھی کو سپہ سالار کرونگا مگر وقت اوسکا آئے اب جب دیو اشتقال مارا گیا تو دیو
نفریت بن عفریت نے اسکو سالار لشکر کرکے دنگل دیو اشتقال کا ازدہن گراز
کو دیا لیکن بالفعل جنگ کو ملتوی کیا اور اس سوچ میں بیٹھا کہ یہ آدمزاد کسی دیو سے
قتل نہ ہوگا اب کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہئے کہ یہ کسی طرح سے قابو میں آجاوے یہ خیال کرکے
بہت ایک مکار اپنے دل سے سوچا اور دربار برخاست کیا اپنے خیمہ میں آیا اور دیو قمری سے
کو طلب کیا کہ یہ دیو چالاک اور فن عیاری میں طاق و مشاق تھے جسوقت دیو قمری
حاضر ہوا اسنے عرض کیا کہ مجھے کیوں یاد فرمایا ہے نفریت بن عفریت نے کہا کہ اے
قمری اگر تو صاحبقران اعظم کو کسی طرح سے گرفتار کر لاوے جو تو کہیگا وہی میں تجھکو
دونگا یہ سنکر دیو قمری نے کہا کہ اے بادشاہ میں ایک مدت سے تیری بہن پر
شیفتہ ہوں اگر تو اوسکے ساتھ میری شادی کر دینے کا عہد کر اور رخشندہ ابلیس کو ضامن
دے تو میں اس کام کو انجام دوں اسلئے کہ اگر اس کام کا تجھکو گران بہا معلوم ہوتا ہے
تو مجھے یہ کام کبھی آسان نظر نہیں آتا لشکر اسلام میں جا کر اوسکے سردار کو جیتا لانا سہل
کام نہیں ہے اسمیں جان جوکھم ہے دیو نفریت کو اگرچہ یہ امر شاق تھا مگر مصلحت وقت
ہوئی یہی کہ دیو قمری سے اقرار کر لیا اور لکھکر مہر کر دی یہ سنکر دیو قمری جان پر کھیل کر طرف
لشکر دلیران اسلام کے روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر پہونچا دیکھا کہ گشت طلایہ کا پہرہ
رہا ہے آوازیں بیدار باش و ہشیار باش کی بلند ہیں ہر چند اسنے کوشش کی کہ کسی طرح
چھپ چھپا کر داخل لشکر ہوں لیکن ایسا انتظام تھا کہ ممکن نہوا آخرکار یہ صحرا کی طرف
گیا اور وہاں جاکر نقب لگانا شروع کی تمام رات نقب کھودی مگر اسقدر فاصلہ تھا کہ کام
ناتمام رہا قریب صبح واپس چلا آیا اور دہانہ نقب کا ایک سنگ سے چھپا دیا دوسرا
دن گذرا جب شام ہوئی تو پھر یہ دیو مکار چھپتا چھپاتا داخل نقب ہوا
اور تمام رات پھر نقب کھودا کیا خلاصہ یہ کہ تین روز میں نقب صحرا سے خیمہ
صاحبقران اعظم تک لگا دیا اور طبقہ نقب کا پشت خیمہ
میں توڑا یہ وہ وقت تھا کہ صبح قریب تھی کئی پہر سے واسطے بھی رات بھر جاگتے
جاگتے سرد ہوا پاکر سو گئے تھے بار بیدار بھی غافل تھے شمعیں بھی جھلملا رہی تھیں بس

کئے چلے آتے ہیں شور کر رہے ہیں کہ مار لو ان آدمزادوں کو جانے نہ پائیں غضب کیا
انھوں نے سرداروں کو ہمارے مار ڈالا بہت دیر تک یہ دلیر لڑا کیے ہزاروں کا کھیت
ہوا آخر لشکر فوج بے سردار کہاں تک لڑتی سب بھاگ کھڑے ہوئے یہاں
سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم سے ملاقات ہوئی سلیمان
ثانی نے پوچھا کہ کیا حال ہے گلستان ارم کا اور تمکو کیونکر ان دیوؤں نے
اسیر کیا صاحبقران اعظم نے سارا حال جنگ کا اور اپنی اسیر ہونے کی کیفیت
بیان کی اور کہا کہ اب یہ نہ معلوم وہاں کیا کیفیت گزری ہوگی جلد چلنا چاہیے اسلیے کہ ابکی مرتبہ
دیو لفریت کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے اگرچہ ہمنے تیس چالیس سرداروں کو مار ڈالا ابھی
بڑے بڑے دیو باقی ہیں سلیمان ثانی نے کہا اچھا جلد چلنا چاہیے اب یہ دونوں سالے
بہنوئی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے دیکھیے کب پہونچتے ہیں لیکن اب یہاں سے

اول حال دیو لفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اوسنے بعد انتقال ملکہ آسمان پری کے میں پہونچکر تو سکوت اختیار کیا لیکن روز کے
طبل جنگ بجوا دیا کہ ایسا نہ ہوا ان خدا پرستوں کی کمک آجاوے یہ خبر لشکر آسمان پری
میں ہوئی عبدالرحمن جنی نے فوج کو قلعہ میں کر لیا خندق میں آگ روشن کرادی پل
تختہ اٹھوا دیا لیکن جب وقت یہ خبر ملکہ قیلیشہ سلطان کو پہونچی عبدالرحمن جنی سے
کہا کہ میں ان حرامزادوں سے لڑونگی یہ فرما کر سلاح جنگ سے آراستہ ہوئیں تیغ کمر سے
لگا سپر پشت پر ڈالی خود سر پر رکھا موزے پاؤں میں پہنے دستانے ہاتھوں میں پہنے اور آمادہ
جنگ ہو کر بیٹھیں لیکن عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آپ متردد نہوں اور خلاف حکم اپنے
شوہر کے کبھی تو قاعدہ سے پایا جاتا ہے کہ ہر وقت آپ پہونچینگے اور انجام میں فتح آپ ہی
کے نام ہوگی کتا خیر دیکھا چاہیے غرض کہ طبل بجتے بجتے زمانہ ختم شب کا برطرف ہوا اور خزانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طایران خوش الحان مصروف نغمہ سرائی
ہوئے اہل اسلام نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا لفریت بن عفریت نے پانچ سو
لاکھ دیوؤں کی فوج لیکر میدان جنگ میں آیا تو میدان کو خالی پایا للکار کر آواز دی کہ تمھیں جس شخص
پر بھروسا تھا وہ ایسا گیا کہ قیامت تک ملاقات نہوگی اب بہتر ہے کہ حلقہ اطاعت کان میں ڈالو
تو جان تمھاری بچ جائیگی ورنہ ایک ایک کو چن چن کر مار ڈالونگا اہل قلعہ نے گالیاں دیں کہ او
ملعون کیا بکتا ہے ہم کبھی تیری اطاعت نہ کرینگے لیکن یہ سنکر اسنے دیو کبرا اور دیو
ثانی طرف دیکھا اور کہا کہ لو قلعہ ان خدا پرستوں سے لیلو یہ سنتے ہی یہ دونوں دیو دو لاکھ فوج
اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کی طرف چلے اہل قلعہ نے جو ان دونوں دیوؤں کو اس طرف آتے دیکھا تو توپوں
کو برج پر لاکر توپیں سر کیں اور گولے مارنا شروع کیے ان دونوں دیوؤں نے گرز سپر کو سنبھالا
دامن کمر میں اٹھانے اور قلعہ کی طرف چلے قلعہ کیطرف سے توپوں کی مار ہونے لگی توپ خانہ رعد
آوازہ کر جاتا تمام صحرا دھواں دھار ہوگیا ہزارہا دیو لشکر دیو [illegible]
دیو کبرا کے مارے گئے جس دیو کے گولہ لگتا سینہ توڑ کر نکل گیا

ڈال دیگا دیوگر نے کہا کہ اے آدم زاد قسم ہے خداوند ابلیس کی کہ مین اس واقعہ سے آگاہ کبھی نہ
تھا مجھے کسنے اسیر کیا اور کیونکر اسیر کرکے اس طرف بھیجا یہان قلعہ پر جشک بیٹھے دیکھا تھا کیا تھا
تو یہ فعل بھی بادشاہ کے حکم سے تھا مرا فعل نہ تھا اور مین تجھسے ڈرتا نہین ہون اب بھی تیرے
مقابلے کو موجود ہون یہ سنکے صاحبقران اعظم نے فرمایا دیر کا ہے کی ہے لا ضرب
بہادری کہ اور دیوتن چنتا نے سلیمان ثانی اسکا سامنا کیا دیوگر کرا نے
صاحبقران اعظم پر چقماق چادر کا وار کیا یہ حربہ عجیب ظالم حربہ ہے کہ اس
سے بچنا دیوون کا دشوار ہے سمجھے کہ آدم زاد کا جسد زنجیرون کے جال مین ٹرپکی بڑی مشکل
ہند ہی ہو لیکن یہ بچا صاحبقران اعظم بھی ایسا بہادر تھا جسنے اس حربہ کو
لاکھون ہی سپاہ کی گھری ریت کا اور ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ تلوار دہنشاہ نے پیر دیوگر کرا کے
چھکی اور بائین کی بے نکلی چلی گئی اودہر کا نرہا ایک طرف گرا اور نیچے کا دھڑ دوسری جانب
سے معلوم ہوا کہ آگ مینارہ بلند دو ہوکر گر پڑا زمین ہل گئی دونون ٹکڑے اسکے زمین پر
پھڑکے کہ زمین کو زلزلہ آگیا اودہر دیوتن چنتا نے شاہزادہ سلیمان ثانی پر وار شمشاد
کا وار کیا سلیمان ثانی نے ڈھپر نقل کرا ایسا ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ بیندارہ
کھل گیا آہنین یا بے شکل آہن دیوتن چنتا اوندھے منہ گرا پس ان دونون کا
مارے جانا تھا کہ دیو سپید مین شہسپید نے چالیس لاکھ کے لشکر کو آواز دی
کہا ہے کیا دیکھتے ہو یا ہرلو آدم زادون کو غضب کیا انہون نے کہ اتنے اتنے بڑے
سردارون کو مار ڈالا ہم نے سنا لیکن آج اسے بغیر فیصلہ کئے نہ بیٹھنا بس
یہ سننا تھا کہ چالیس لاکھ دیو پرفشن کرکے چلے صاحبقران اعظم
نے سلیمان ثانی کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی صاحب آج سامنا موت
کا ہے بچنے کی تو کوئی صورت نظر نہین آتی ہے مگر اتنا خیال ہے کہ جہان تک ممکن ہو
چن چن کر سردارون کو قتل کیجئے یہ کہکے تلوار کھینچی اور لشکر دیوان پر گرے اودہر سلیمان ثانی
اور سپاہ بادل مین ڈوبے اور قتل کرنا شروع کیا جسپر دیو کو تلوار ماری اوسکے
دو ٹکڑے ہوگئے اودہر دیوان گلستان ارم اپنے مالک کے شریک ہوکر
مصروف جنگ ہوئے مگر صاحبقران اعظم نے جو لشکر کو اپنے
سیاہ پوش دیکھا نہایت پریشان ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے خدا خیر کرے مگر ایسی حالت مین
وہان کس طرح فرصت تو ملتی نہین ہو اگر ایک دیو قتل ہوتا ہے تو چار مقابلہ
پر نظر آتے ہین ہر ایک طرف سے ہین صدائے تکبیر ونیلی بلند ہے لاشین
گر رہی ہین بازار موت گرم ہے جانون کی خیر پکار رہی ہے گوشہ امن نایاب
ہے بہادر بہت ٹھوکرین کھاتے ہین جو دلیر کرتا ہے زمین ہل جاتی ہے ہنگامہ
قیامت برپا ہے ڈھالون کا دھوان دھار ابر چھایا ہوا ہے کوندا برق شمشیر کا
چمک رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون مین سیلاب
پر سیلاب آرہے ہین جو دیو قتل ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہانہ مشکیزہ
پر خون کا کھل گیا زمین کا لنا رہو نہی ہے لاشون پر لاشین گر رہی ہین ادھر صف کو

قوی الجثہ ہیبت ناک اگر زیادہ نہیں ہیں تو ایسے ہوتے کے عقب میں اونکے دس ہزار دیو وہ بھی ایسے ہی
زبردست ہر ایک ان میں کا قابل سردار ہے لشکر ہے مگر اپنے افسر کے سامنے وہ مرتبہ
اک سپاہی کا رکھتے ہیں ملکہ قلیش سلطان وغیرہ نے سکندر رستم خو کو کبھی دیکھا
تو تھا نہیں صرف سنا تھا سمجھتے تھے کہ غضب ہوا کہ یہ لڑکا کس وقت آیا ہے ایسا نہو کہ مبتلائے
بلا ہو لیکن سکندر رستم خو نے یہ قیامت برپا دیکھی کہ لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہے
اور وہ سردار نہایت ضعیف ہیں دیوونکا انبوہ ہے وہی ایسے بہادر ہیں کہ اس
حالت میں بھی برابر حملہ شیرانہ کر رہے ہیں بس یہ دیکھتے ہی سکندر نے آواز دی
کہ ہان مار لینا ان حرامزادون کو کہ بڑی سرکشی انہون نے کر رکھی ہے یہ کہکر گھوڑا
ڈالدیا ساتھ ہی ارشون پیرزاد و فرہاد خان یک صفری فرسنگ بن لندہور
نے بھی کمر کسکے فوج کفار پر گرے اور دہر تو دیو تہمتن کمر گرز زن نے گرز سید الہ کا سا
اور اگر فوج کفار پر دس ہزار دیوون سے گرا اور اپنے گرز گران سے ان دیوونکو
تھپکنا شروع کر دیا جسکو گرز مارا ایک چبوترہ بنا دیا اب یہ قتل کرتا ہوا علمدار لشکر
دیوان کی طرف چلا اور سکندر رستم خو پہلے صاحبقران اعظم کے پاس آئے
سلام کیا اور کہا کہ اب آپ تکلیف فرماتے ہیں ان مردودون سے سمجھ لیتا ہون
یہ کہکر اپنے ساتھ کے دیوونسے کہا کہ جاتے ہیں لو اونکے لب سلیمان ثانی کو حفاظت
میں کیا اور اب دیوان کفار پر تلوار برسانا شروع کی یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمک چمک کر
رہی ہے خرمن جان پر اور ہو رہا ہے اب پھر قوم دیوان گلستان ارم کی جی اور اونکا
دل بھی لڑنا شروع کیا ایک طرف فرہاد خان یک صفری جو پیوست گرز گران سنگ
سے دیوونکو پیست کر رہا ہے دوسری جانب ارشون پیرزاد تلوار سے سر قلم
کر رہا ہے ایک سمت فرسنگ بن لندہور لاشون پر لاشین گرا رہا ہے ایک
طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مثل شیر کے حملے کر رہا ہے اور اسنے دیو
لفت میں عفریت کو تاک لیا ہے کہ بجلی ہی اسکا لوٹ دو کہ بکھیڑا ایک ہے ورنہ
یہ انبوہ کہاں تک قتل کرونگے اسطرف دیو تہمتن کمر گرز زن اپنے گرز سے دیوون
کو پیست کرتا ہوا انیسہ خاک بناتا ہوا چلا جاتا ہے جو گرز پڑتا ہے زمین ہل جاتی ہے
جو دیو اسکے ہاتھ سے پڑتا ہے وار کرتا تو لوٹ کر آتا ہے لیکن وار دیو کے بعد تنا ہی معلوم ہوتا
کہ کیا ہوا زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا مگر سردار دیوان کفار برابر آگے ہوتے
لڑ رہے ہیں اور ابتک انکے بھی حوصلے ہیں کہ ہم فتحیاب ہونگے اگر ایک لڑکا چند
دیو ہمراہ لیکر آگیا ہے تو کیا کر لیگا ہر فوج کو ترغیب دیتے ہیں کہ ہان مار لو اس طفل
کو جانے نہ پائے ایک طرف دیو تلیزال اور لشت نہنگ بڑے ہوئے دیوان لشکر
اسلام کو قتل کر رہا ہے ایک جانب دیو تپزال لاشون پر لاشین گرا رہا ہے
ایک سمت دیو بلاق بن سمندون ہزار دست ایک جانب دیو شلاق بن
سمندون ہزار دست ایک طرف کو گھس آتین گرا گرز سے لڑ رہا ہے مثل شیر
اٹھارہ انیس دیوان زبردست لشکر اسلام کا سامنا کئے ہوئے ہیں سکندر رستم خو نے

جواب صاف ملا، غضب ہوا اتنی جانِ گفتگو باقی + بس اس ظالم بدخو نے وصل کسی طرح منظور نکیا اور اسکو بیٹھے جیند کیا ہے اور اسکے فراق میں
ماری ماری پھرتی ہوں تم اوسکو تسخیر اتفاقہ ہوا اور بیٹھے بھی قسم سامری و جمشید کی کچھ نہیں کھایا ہے دل میں کہا فخر عالم نے کہ کچھ شک
کہ یہ شاہزادہ کا معلوم ہوا اب یہ لگا کہ میرے ہاتھ سے جاتی کہاں ہے اوسوقت فخر عالم نے شعلہ افروز سے دیکھکر کہا
کہ اگر اوس شہریار با وقار کے پاس میں پہنچ جاؤں کہ جسپر آپ عاشق ہیں کیا تعجب ہے کہ جیندا تسخیر آپکی جانب سے
ایسے بیان کروں کہ وہ شربت وصل سے آپکا جام تمنا بے اندیشۂ انجام بھر دے اس فقرہ پر یہ ساحرہ ہنسی اور دیکھکر کہا
کہ آج کئی دن کے بعد ہنسا مسکرائی ہوں اور دل یقین ہے اس ظرافت آمیز فقرہ نے تو غنچۂ دل کو شگفتہ کر دیا ہے غنچۂ دل
کو بس نسیم ہے تو مرض عشق کا حکیم ہو تو بہ دلمیں شاہ جی نے کہا کہ ہنسی اور پھنسی اب جاتی کہاں ہے مار سکتا ہوں یہ
خیال کر کے خاموش ہو رہے اور ایک آدھ جام بھر کے اسکے سامنے پیشکش کیا اور کہا سے بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان
نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + آپ شوق فرمائیں اور دل مضطر کو ذرا تسکین دیں اور کہا کہ مجھکو لیچلیے میں آپکا علاج درد کروں
اور اسکو سمجھاؤں ساحرہ نے فوراً اس امر کو منظور کیا اس وجہ سے کہ اسکی یہی تمنا تھی بسرا سنتے فی الفور ایک جوگی سحر سے
تیار کی اسپر آپ بیٹھی اور شاہ جی کو ہمراہ لیا ملکہ محبوب پیشنگ ہوا سنتے جو یہ کیفیت دیکھی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور بہت
اداس ہوگئی اور دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب تمنے بھی کچھ عرض کیا ہے شاہ جی نے کہا کہ حاضر ملکہ یہ کہکر شاہ صاحب کو علٰحدہ لیگئی
اور کہا کہ افسوس کرتی ہوں آپکی محبت و اخلاق سے سیر ہونے پائی تھی کہ سے صحبت درچشم زدن صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدم
و بہار آخر شد + مگر افسوس ہے کہ بعد آپکے جانیکا کیا تعجب ہے کہ ہم مر نکلیں اگر اسکے مرجائیں کیونکہ آپکو محبوب خوش وضع ملگیا اسلیئے
ہمکو آپ یاد کر ینگے ہائے افسوس کہ ان آنکھوں نے کیوں شکل آپکی دکھائی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تقدیر میں آپکی
اشتیاق میں رونا اور قید محنت کا اٹھانا ہی پر اتنا کا شکوہ اور بہتر سوار ہی سجائی کیوں آپکو دیکھا اور کیوں مجھکو محبت نے آپکو
بلایا اپنی ہوائی میں رنگ لگایا یہ شعلہ افروز کیا آئی کہ میرے سینہ میں آتش فراق کو بھڑکا گئی اب جو دیکھا تو دونوں آنکھ چشم
پرآب میں آنسو بھرے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مردم آبی گل رخسار کو تر کیا چاہتے ہیں اور آبشاری کر کے چاہ
زنخدان میں آب پہنچایا چاہتے ہیں پس یہ دیکھکر شاہ جی کا دل بیچین ہوگیا اور یہ کہا کہ ملکہ اگر حوران بہشتی بھی میرے
سامنے آئیں تو میری آنکھوں میں سب خاک ہیں لیکن ملکہ اسوقت یہ بات راز کی ہے جو میں تمسے کہتا ہوں ایسا نہو
کسیکے سامنے اس راز کو بیان کرو مبادا کوئی ذرا انداز سن لے اور یہ فلک ناہنجار نیا فتنہ لائے اس سے بہتر ہے کہ زبان سے
نکالا جاوے صندوق سینہ میں مثل امانت کے محفوظ رہے اس راز سربستہ کا اظہار کسیکے سامنے نہو کہ دیوار ہم گوش دارد
سے نہاں کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا + یعنی میرا اسفر ادھر ایسا لگ اوسکا پتہ ایک عرصہ سے نہ معلوم ہوتا
تھا اس ساحرہ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ یہی اٹھا لیگئی ہو اس وجہ سے میں اسکے ساتھ جاتا ہوں اور اے
ملکہ یہ صورت زیبا اسکی اصلی تھوڑی ہے سحر سے اپنے یہ صورت زیبا کو آراستہ کیا ہے اور تجھسا محبوب دلنواز نہیں
ملا اور ن کہ وہ ایسی کیا بھی ایسا حسن نہیں کر سکتی ہے میں تیری اس محبت پر خود جان و دل سے نثار اور قربان ہوں ملکہ
تم اپنے دل میں رنج و صدمہ نکرنا استقلال کو کام فرمانا قالب خاکی میرا وہاں جاتا ہے روح میری یہیں
رہیگی اور اے ملکہ خدا نے چاہا تو میں بہت جلد پلٹ کر آؤنگا اور اپنے دیدۂ دیدار طلب کو تمہارے
جمال جہان آرا کی دید سے روشن و منور کرونگا اور تم کسی طرح کا گمان نہ کرنا میں بہت جلد آؤنگا
سے خدا حافظ اب کوئی بات ایسی نہ نکالو جو میرے دل کو ملال ہو ملکہ چشم پرنم ہوئی کہ سے
وہ پڑ پانی آنکھ آنسو تھم رہے + کاسۂ نرگس میں جوں شبنم رہے + ملکہ نے اسی حالت
اشکباری میں کہا کہ سے اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب میں اے شہسوار
لیتا جا + بس یہ سنکے کہا شاہ جی نے کہ اب ہمیں زیادہ نہ رلاؤ خدا حافظ و ناصر کہتا ہوا اور کچھ آہ بھر

سا ملکہ روتا ہوا چوکی پر ہمراہ شعلہ افروز کے سوار ہوا ملکہ تھوڑے عرصہ تک تو چوکی کی جانب بنگاہ
حسرت دیکھتی رہی جب کہ چوکی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو ملکہ غمگین و دل حزین باغ میں چلی گئیں
اور بارہ دری میں جا کر منہ لپیٹ کے پڑ رہی یہاں شاہ صاحب و شعلہ افروز کی چوکی سے مسافت
راہ کو طے کر کے ایک مقام پر پہونچی چوکی کو شعلہ افروز نے اتارا اب جو دیکھا تو ایک باغ ہے
نمونہ بہشت عنبر سرشت نہریں و آبشار جاری ہیں کثرت گلہائے خوشبو سے سارا باغ مہک
رہا ہے اشجار میوہ دار کثرت اثمار سے سرنگون و طائران خوش الحان زمزمہ سنج حمد و ثنائے
رب ودود ہے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار +
ہر گیاہے کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + سبزۂ نو دمیدہ جو لہلہا رہا ہے عجب شان دکھاتا
ہے گویا فرش زمردی صحن چمن میں گسترہ ہے عنادل شاخ گل پر نغمہ سرا ہیں قمریاں فرحت
سے خوش ادا ہیں غرض کہ تمام باغ نہایت آراستہ و پیراستہ درمیان میں ایک بارہ دری
بہت خوش تماشہ آلات و فرش فروش سے مزین و فرحت مکان عالیشان کی خوبصورتی اور
زیبائش کا کیا بیان کیا جائے زبان قاصر ہے کیا پاکیزہ قصر دلکش ہے کہ سفیدی سے
صفا سے عمارت کے در و تماشائش + بدیدہ باز نگردد نگاہ از در و دیوار + قد آدم آئینہ لگے ہوئے
جھاڑ سقفی و فرشی قرینہ سے لگے میز و کرسی و تمام سامان آرائش ساری کوٹھی مثل
عروس شب اول کے آراستہ غرض کہ یہ دونوں بارہ دری کے ایک قصر میں فروکش
ہوئے شاہ جی نے دیکھا کہ باغ تو ایسا نادر نمونہ بہشت بریں بارہ دری ویسی ہی آراستہ
و پیراستہ مگر اسباب عیش و طرب سب درہم و برہم شیشہ کہیں جام کہیں ساقی غائب کہیں
ایک ویرانگی سی صورت پیدا دیکھ کر شاہ صاحب نے کہا کہ کیوں ملکہ شعلہ افروز کہ مکان ایسا
نزہت سرشت اور سامان پراگندگی یہ سنتے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ شاہ صاحب میں اپنی
ویرانگی اور مکان کی پراگندگی کا کیا حال بیان کروں کہ وہ محبوب بیوفا مجھے ملتفت نہیں ہوتا
نہیں معلوم کسقدر فاقے گذر گئے کھانا پینا کیسا خون دل پیتے ہیں اور لخت جگر کھاتے ہیں +
یہ غذا ملتی ہے پیارے ترے دیوانوں کو + سب سامان عیش و طرب بیکار ہے جب خانہ دل ہی ویران پڑا
ہے تو پھر شگفتگی کہاں سے ہو نہیں ہے بزم میں ساقی تو میکشی سے خراب + نمک شراب میں ڈالو کباب
کے بدلے + شاہ صاحب نے یہ کلمات حسرت و یاس سنکے فرمایا کہ آپ اور شاک بدلیئے زیور
وغیرہ سے اپنے تئیں آراستہ کیجیے سامان عیش و راحت درست فرمائیے ملکہ دیکھیے میں آپ کے
محبوب کو آپ سے شگفتہ کرائے دیتا ہوں اب آپ اپنی خاطر کو مشتبہ نہ کیجیے ایسا حکم پڑھوں کہ وہ خود
آپکو وصل کی خواہش کرے آپ مجکو اس کی گرفتاری کا مقام بتلا دیجیے مجھے وہاں پہونچا دیجیے تاکہ میں اس غزال
رمیدہ دشت محبت کو رام کروں آپکو اسکے وصل سے شاد کام کروں یہ کہکے آپ تو ٹھہرے ملکہ نے ملازموں کو کہا کہ
سامان آرائش بارہ دری از سر نو آراستہ و پیراستہ کرو کشتیاں جڑے لالہ فام کی اور جام و صراحی جملہ سامان
عیش مہیا کرو ساقیان پریرو و مغنیان کمان ابرو کو بزم نشاط میں حاضر کرو کہ آج فرد وصل سے شاہ صاحب
کی بدولت کامیابی کی امید ہے کیا عجب ہے کہ یہ دل پژمردہ شگفتہ ہو ملازموں نے چپکے سے اپنے دلمیں کہا اور متعجب
ہوئے کہ کون ایسا شخص آیا کہ جو اسقدر خوش ہے معلوم نہیں کہ اب کسکو لگا کے لائی ہے چنانچہ حسب الحکم ملکہ
جملہ سامان عیش و راحت مہیا ہو گیا اور ملکہ شاہ صاحب کو دیکھتی اور بتلایا کہ اسی جگہ ملتا وہ شخص ہے

ملکہ سچ کہیے کیا عمر آپکی ہوگی سر جھکا کے کہا کہ کوئی پونے تیرہ سو برس کی درویش نے اسد کیجانب دیکھکر کہا کہ
یا اسد غازہ ہی ایسی نازنین کہین میسر آتی ہے آپ بھی اپنی زلفون مین شانہ کیجیے دل کو شگفتہ کیجیے مین
نہین وطن بناتا ہون کیا سادہ مزاج ملکہ تھی کہ اسد کو پھر پھر دیکھتی ہوئی درویش کے ساتھ حجرے
مین آئی شاہ جی نے وہ سنگ پایا تی ملکی ہوئی بجائے افشان کے اسکی پیشانی پر لگائی جھولی سے نکالکر
کچھ توے کی سی سیاہی مثل مسی کے اسکے دانتون پر لگائی ایک پوٹلی کاجل کی نکال اسکی آنکھون مین
لگائی اور آئینہ نکال کر دیا کہ دیکھیے کیا عجب ہے کہ آپ ہی اپنے مردم دیدہ کی نیلی تحریر کو جو سد راہ ہوئی ہے اپنی
تیرہ بختی کی دلیل سمجھکر پسند فرمائین دیکھیے کیا کیفیت دیتی ہے ملکہ آئینہ دیکھکر بہت مسکرائی شاہ جی نے کہا کہ
استخوان صدمون سے کیس کے سرمہ ہو جائین اگر + تیری نظرون مین کسی صورت سمایا چاہیے + جی چاہتا ہے
کہ اس ظالم کے پاس تمہین وطن بنا کے نہ بھیجون پہلے اسکے ہی دلکو شاد کرون اسنے دیکھکر کہا کہ کسنے منع
کیا ہے جب وہان جاؤنگی جب جاؤنگی گو وہ میرا معشوق ہے مگر کیا مضائقہ ہے لیکن پہلے جسکی نیت آپ نے
کی ہے اسکے پاس ہو آئیے دیکھیے پھر آپکو اختیار ہے ولیکن اسنے کہا کہ لعنت ہے اس مردار پر کہ کسی پر شیدا ہی
نہین اور یہ کہکر عطر سہاگ نکالا اور دیکھکر کہا کہ ملکہ اس عطر کو اپنے تمام جسم پر ملوا لیجئے بہت خوشبو ہے وہ
عطر لیکر اب جو ملا تو دل اسکا کچھ نڈھال سا ہو گیا اور شاہ صاحب کی طرف دیکھا اسنے کہا کہ شاہ جی کچھ نیند سی
آئی جاتی ہے بوئی عطر یہ خبر دیتی ہے کہ اب ایسا سوؤگی کہ پھر نہ جاگوگی اور یہ کہکر کچھ آنکھین جھپکانے لگی درویش صاحب نے ہنستے ہنستے
کہا کہ ع نسیم غفلت کی چل رہی ہے منڈ رہی ہین فتنہ نیندین + کچھ ایسی سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
دیکھو ملکہ اب ادہر ہی احسن ہے ذرا اپنے قد و قامت کو کھڑی ہو کر پھر دکھاؤ یہ سنکر اٹھی اور چند قدم چلی کہ نشہ سا دہم سے گری اسکو چھپر
مین چھوڑ کے کہا کہ آئیے عروس بلائی ہے اسد درویش کے ساتھ ہنستے ہوئے چلے اور کہا کہ تو نے کیا کیا اسنے عرض کیا کہ
بیٹے اس خفتہ بخت کو سلا دیا اب حشر کو اٹھیگی ع تصور مین تمہارے جو کہ دیر فاک سوتا ہین + نہ جاگینگے سو ہیری جگا لے
جیسا جی چاہے + اسد آگے اور برجستہ شعر زبان پر جاری کیا کہ ع یہ کیسی نیند آگئی الہی سو فراق رہ عدم کو پھر ایسا سو
کہ پھر نہ چونکے نکلے ہم انکو جگا جگا کر + اسد نے کہا کہ اب تو ہی اسے مار ڈال بھی مجھے ترس آتا ہے عرض کیا کہ واقعی انکی برا رائی پر مجھے
بھی ترس آتا ہے مگر بغیر اسکے مارے رہائی غیر ممکن ہے یہ کہکر کسوت عیاری سے شیشے کی گولی نکالی اور جلدی سے کر جیب مین زہر
کر کے اسکے دہن مین ڈال دی کہ دل و جگر اسکا چور چور ہو گیا اور تڑپ کر روح اسکی واصل جہنم ہوئی آواز آئی کہ مارا جوانی مشتی نام
بیت شعلہ افروز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نہ رسیدیم ابھی کوئی گل سا اپنے باغ جوانی کا نہ چنا تھا کہ اجل
گریبان گیر ہوئی کہ ع نخل پر بر ہو سکے پھول پھل آنے کہ اہل آن کی جوش جنون ہو سبب چکل آئے + اسکے لاشے
سے یہ صدا آتی تھی ع اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزان تھا + اسد نے جو دیکھا تو ایک
شور قیامت برپا ہے پھر غل مچا رہی ہین آندھی سیاہ چل رہی چارون طرف تاریکی پھیلی ہوئی ہے کہ سارا باغ و مکان
سب تیرہ و تار ہو رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے یہ ہنگامہ برطرف ہوا اب جو دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ وہ عندلیبان
چمن کے چہچہے ہین نہ بارہ دری ایک کچی سی سہ دری معلوم ہوتی ہے اور ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا ہوا ہے کہ جسپر لاش اسکی
پڑی ہے نہ وہ نازنینان گل پیرہن ہین نہ آئینہ نہ جلیسین نہ خادم نہ خدمت گار نہ زنگی نہ پتلے سحر کے سب
جلکے خاک سیاہ ہو گئے لاش کے قریب آئے اور اسکی ہیئت کو دیکھا عجب رنگ تھا کہ ع بھوت سی صورت ہوئی
اور بہت سی ڈراونی چڑیلے کی سی لاونی مانو نیل مین رنگائی ہے + کوئی ایسی سیاہ نین شام جادو یہ رنگت کہان پائی اسنے
اسکی لاش کو دیکھکر اسد نے نہایت نفرت کی اور حضرت عمر کی بہت تعریف فرمائی گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی
ع اے پیک رہستان خبر یار بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + آپکو حال ہمارے لشکر کا معلوم ہے کہ نہین

دیکھکر خواص نے کہا کہ بفراق شاہ صاحب میری ملکہ پر شفقت کامل کرکے بادشاہ نے اسیر قفس کیا ہی
اور یقین ہی کہ وہ ایک دن مین ملکہ کا سر تن سے جدا ہوجائیگا اور ناشاد و نامراد بہجران کشیدہ روی راحت
نہ دیدہ دنیا سے گذر جائے پائی یہ اسکی جوانی کہ اپنے باغ حسن کی کچھ سیر نہ کرنے پائی تھی کہ صرصر اجل نے پامال
کر دیا ملکہ نے اپنے باپ سے بھی اظہار عشق کر دیا اور کہا کہ درویش کا عشق ہتھا تو اب ہی اور درویش صاحب
کی یاد مین ملکہ نے قفس مین کچھ شعر حسرت آمیز پڑھے تھے کہ ہے کہو اسے باد صبا مرتا ہے عاشق تیرا + کوچہ یار مین
اگر ہو کبھی جانا تیرا + اور ہے یہ کون یہان جو یار کی لادے خبر مجھے + ای سیل اشک تو ہی بہا دے اودھر مجھے + اور
کوئی اس تغافل شعار سے یہ کہدے کہ بوقت قتل کے اور دفن کے وقت ضرور آجانا اور اپنے عاشق کے کشتہ
کشتہ کا تماشہ دیکھنا ہے بجرم عشق تو ام میکشند غوغا ئیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ئیست + اور
کبھی یہ کہنا کہ ہے تمہین لحد مین اوتارو تمہین پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہوجائے + اور گاہ آہ سرد
دل پر درد سے کھینچکر بچشم اشک آلودہ یہ پڑھتی تھی کہ ارے ہوا وہ مجو تیرا دیکھکے حسن ای یار رہ گیا تن
بدن کا نہ مطلق رہا کچھ ہوش اکبارہ قسم خدا کی نہین دلکو ایک آن قرار + یہ عشق کرتی ہون لاچار ہوکے یہ اظہار
دورن سینہ مین زخم ہے نشان زدہ + بچرخ کہ عجب تیر بے کمان زدہ + ایسے ہوا تری چاہت مین بیقرار
پڑی تڑپتی ہون ویران صورت بسمل + جگر مین دل تیر سے تیغ ادا کا ہی گھائل + غضب ہے اور کیا اوسپہ
تونے ای قاتل + درون سینہ من زخم بے نشان زدہ + بچرخ کہ عجب تیر بے کمان زدہ + یہ شعر درد آمیز
پڑھتی ہین اور روتی ہین وہ درویش بالکمال ابتک نہین آیا کہ جو اسکو پیام دیوے جو میری ملکہ کو مبتلا ستم
کر گیا اب دشمنون کی جان کے لالے پڑے ہین ہائے یہ اسکی جوانی اور یا سیر یہ تم + ستم ہی تم تو ستم ہی تم
مجھے حق محبت ملکہ ابتک ادا نہین ہوا آخر قاسم شیر دل یہ کلام مفارقت انجام سنکے آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا اور
دیکھکر خواص کیطرف کہا کہ وہ درویش مین ہی تھا اپنے آقا کو چھڑا لایا یہان ملکہ سے چھوٹا یہ سنکے اسد نے
کہا کہ بھائی اب تو اپنی شکل صورت درویشی قائم کرتا کہ سب سپاہی پہچانین اور مین بامان خود بھی جاتا ہون اگر وہ
لاکھون مین تو کیا غم ہے تیری محبت مین اپنے سر کو تصدق کرتا ہون اور انشاء اللہ الرحمن ملکہ کو مع قفس
ابھی لاتا ہون یہ کہکر یہ شیر بیشہ شجاعت مرزا سوار ایک شیغ آبدار بکڑ کے طرف بارگاہ مرجان نجم کش کے
روانہ ہوا جبکہ قریب دربارگاہ پہونچے دربان نے روکا عقب مین حمزہ قاسم شیر دل صورت درویش کی بنا ہوا تھا
دربان کو اسد نے طمانچہ مارا کہ بیتاب گردن مین سر گر پڑا اسد سیدھے اندر بارگاہ کے پہونچکر آواز دی کہ ہے اسد
شہسوارم کہ در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + بس جیسے ہی اس نعرہ کی صدا بادشاہ کے کان مین پہونچی
ساتھ ہی بادشاہ مرجان نجم کش نے ابر ہا سے شہسوار کو حکم دیا کہ دیکھو تو یہ نعرہ خدا پرست کی صدا کہان
صحن بارگاہ مین آئی ہم لوگ تو بیٹھا تھا کہ سامنے سے اسد کو آتے دیکھا یہ سمجھا کہ میرا ہی شکار بن گیا چھپٹ سے
تلوار ہندی ماری شہزادہ نے پارہ کو بچا کر بدست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مار کر تلوار کو اسکے قبضہ سے باہر کر دیا
اور کمر بند کا بند پکڑ کے اٹھا لیا جسطرح بہت دنونکا شیر بھوکا اپنے شکار پر جاتا ہی اسیطرح اس شہریار ریالیوقار نے
اسکو ہاتھ پر بلند کر لیا اور بائین ہاتھ مین کرکے آگے بڑھے لوگ اسپر ٹوٹ پڑے انہون نے اسکو چاہا
سپر کرلیا جو شخص تلوار مارتا تھا وہ اسکو سامنے کر دیتے تھے وہ منع کرتا تھا کہ یارو مجھکو نہ مارو بادشاہ
زادہ فرماتا تھا کہ ہماری سپر بولتی ہے حریف کو منع کرتی ہے بس یہ معرکہ دیکھکر مرجان نجم کش
خود چھپا اور ایک ہاتھ شہزادہ پر مارا انہون نے اسی سپر کو سامنے کر دیا اپنے بادشاہ سے ابر ہا نے کہا کیا
مجھکو مار ڈالیگا ادھر تو بادشاہ کا ہاتھ رکا اودھر اس شہریار کا ہاتھ کمر خنجر پر تھا اسد اللہ اکبر کہکر اسکو بھی قتل

اُٹھالیا اور دونون کو سر سے بلند کیا اور فرمایا کہ خالق اور شناختن پروردگار عالم پیسگوئی عرض کیا مرجان پنجہ کش
نے کہ تازندہ ہم بندہ ہم جیتے وین آپکا قبول کیا آپ جسکو سر بلند کرتے ہین اوسکو خاک مذلت پر نہین ہوا لیتے
ہین اسد نے آہستہ سے مرجان کو زمین پر اوتار دیا مرجان قدمون پر گر پڑا اور کہا جو آپکے مذہب مین آیے
وہ کیا کہے شہزادہ نے اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ تلقین فرمایا یہہ کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا چالیس
ہزار فوج سے مع ابرہا سے شتر سوار کے اوسوقت شہزادہ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے ایک کام اور بھی
ضروری ہے کہ جس بلبل ہزار داستان کو آپنے قفس آہنی مین بند کیا ہے کہ جسکی یہ صدائے دردناک آرہی
ہے کہ ع اس بحر لئے یہ میرے تو نہ خفا ہو صیاد + قفس تنگ ہی اور تازہ گرفتاری ہے + اُس آزار رسیدہ
کے پاس ان دونون کو لیکر چلو کہ جسکے فراق مین اسنے اسقدر ایذا اُٹھائی ہے اور یہ دو درویش میرا بھائی ہے
کہ نام اسکا ضرغام شیر دل ہے مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ زہے فخر و سعادت میری کہ یہ حضور کے
ہمرہ کنیزان مین داخل ہووے ہی پھول جو پیسر چڑھے یہ کہکے ساتھ شاہزادہ کو لایا اور دیکھا کہ بال ملکہ
کے کھلے ہوئے پشت پر پڑے ہین زلفین ویران و پریشان اُس عارض جانانہ پر لوٹتی تھین چہرہ اوداس عالم یاس
وہ پھول سے رخسار ملکہ کے قفس تنگ کے صدمہ سے کمھلا گئے ہین گل عارض مرجھا گئے ہین آنکھین نرگس
بیمار کیطرح داروزار ہین فراق شاہ صاحب مین اشکبار ہین ضرغام نے عرض کیا کہ حضور خیال فرمائین
کہ قد سے بڑے جو بال ہین اوسمین یہ راز ہے + دن وصل کا ہی کم شب ہجران دراز ہے + اور حضور سے
زلف کو عارض جانان پہ جو بلتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا + اسد نے بڑھکر ملکہ کے
حال زار کو دیکھا اور کہا کہ کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت
تیری + ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی کہ ع ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے + کالے نرگس پہ جون شبنم
رہے + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر عرض کیا کہ وہ سامنے میرا دلانے والا کھڑا ہے اسیکی بدولت
پینے یہ سب زیور پہنا ہے اور یہ سختی وکڑی سب اسی کیوجہ سے جھیلی ہے کہ عالم کا ترے جہان بیان ہے +
بلبنائی دل جہان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پاؤن درمیان ہے + ذرے کا بھی جگمگ
گا ستارہ + قائم جو زمین و آسمان ہے + حضور وروکے اس شب ہجر کو پوچھئے جسطرح کاٹا ہے میرا ہی دل
اسکے خوب صبر سے اٹھاتا ہے قفس تنگ و تاریک کی گرفتاری رات بھر کی گریہ و زاری و اختر شماری دل کی
بیقراری و اشکباری تڑپ تڑپ کے شب ہجر کو کاٹا و رو کے صبح کرنا کیا حال اپنا عرض کرون یہ کہکے ایسا
جو سے اشک چشم خونبار سے جاری کی اور رو کے کہنے لگی کہ ع کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم ہم
دل کی کسیکو خبر ہی نہین + میرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا میرے حال پہ اسکو نظر ہی نہین + نہ تو آتی ہے نیند
کہ سو بھی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون + شب ہجر کی کیسی دراز تھی کہون یہ وہ شب ہی
کہ جسکی سحر ہی نہین + کہان بخت جو جا ملین تجھی کو اڑا نہین اپنے نصیبون مین بہا گئی ہوا + جو اسیر قفس سے چھوٹے بھی
تو کہان ہے طاقت جنبش پر ہی نہین + مین جہان کی چمن کی جو سیر کیا نہین ایک طرح یہان کی ہوا + جہان
کل گل و سرو سمن تجھے یاد ہان دکھایا تو آج شجر ہی نہین + ہے الم سے ہوس ترا حال زبون ہے
عبث تجھے دعوی عشق و جنون + شب ہجر مین کیسا تو رو دیا تھا خون ترا دامن و جیب تو تری ہی نہین
اور حضور سے اپنی تو یہ حالت ہے کہ جون بلبل تصویر پرواز کی طاقت نہین اور پاس ہی
چمن ہے + شاہزادہ نے یہ حال پر ملال ملکہ کی زبانی سنکے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین
اب زمانہ مفارقت کا برطرف ہوا انشاء اللہ اب ہنگام عیش و نشاط آیا دل کو اپنے بشاش کرو

بہت صدمے سہکر اُٹھا چکین اب براحت و آرام بسر ہوگی عشرت سے شب وصل کی سحر ہوگئی یہ کہکر ملکہ کو قفس
سے باہر نکالا داخل محل کیا اور ضرغام سے کہا کہ ہمارے لشکر مین جاکر خبر کرو ہمارے آنیکی بس ضرغام
شیر دل گیا اور اپنے جاکر لشکر مین اطلاع کی کہ شاہزادہ عالیوقار بخیر و سعادت تشریف لا ائے اہل لشکر
اس مژدہ جانفزا اور خوشخبری فرحت افزا کو سنکے نہایت درجہ شاد و خرم ہوئے اُنکے تن بیجان مین
جان آئی ہر طرف لشکر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے اب لشکر مین اور ہی کہا گہی ہوگئی ہر شخص
کے چہرہ پر آثار خوشی و خرمی کے ظاہر ہوئے مثل برگ خزان رسیدہ کے جو شہزادہ کی
عدم موجودگی مین پامال رنج و الم ہو رہے تھے وہ مژدہ تشریف آوری سنکے مثل گل کے شگفتہ
ہوگئے آنکہ انکو اُنکی نور قلب کو سرور حاصل ہوا پس کل اہل لشکر و سرداران معزز جو اشتیاق قدمبوسی
شہزادہ مین ہمہ تن چشم انتظار تھے وہ بہت جلد شہر مرجانیہ مین داخل ہوئے خیمے و بارگاہین سرداروں کی
برپا ہوگئین اہل لشکر نے شہر مرجانیہ مین قیام کیا اب اور ہی رونق لشکر مین ہوگئی اسد نے
ضرغام شیر دل کا عقد ملکہ کے ساتھ کیا اب یہ دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے وصل
سے شادکام ہوئے تمنا سے دلی بر آئی جام تمنا انکا بادہ مراد سے لبریز ہوا بخت رسا کی مددگاری
سے شہزادہ عالیجاہ کی بدولت دولت وصل معشوق حاصل ہوئی غنچہ دل طرفین کا نسیم
وصل سے شگفتہ ہوا سب رنج و الم برطرف ہو گئے زمانہ کلفت عیش و راحت سے مبدل
ہوگیا گلے شکوے سب جاتے رہے ؎ شب وصل شکوہ ہا مکنید ؏ شب کوتاہ و قصہ
بسیار ست ٭ بس یہ دونون عاشق دلدادہ وصل سے ایک دوسرے کے شادکام ہوئے شب بائی
وصل بعیش و آرام بسر ہونیلگی لیکن ملکہ محبوب چندروز اُداس رہتا ہی اور اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا
کہ نام اوسکا بہلول شیر دل ثانی ہوگا اور یہ بھی نہ مثل باپ کے ہو بلکہ بڑہکر کام کریگا اپنی بابکی مدد کریگا غرضکہ شاہزادہ نے کچھ حال
لشکر اسلام کا بیان کرنا شروع کیا اور مرجان پیچ کش سے کیفیت اپنی ارشاد کی کہ ہین ایک لشکر اُنکے مشہور تھا
کہ نام میرا اسد ہی اور یہ سب میری مہربان اور میرے رفیق جان نثار ہین مرجان پیچ کش نے عرض کیا کہ مین چاہتا
ہون کہ اسی زمرہ مین مین بھی داخل کیا جاؤن اور آپکی رفاقت کا فخر حاصل کرون یہ بات مجکو بھی عنایت ہو
عمادی نے پہلے تو اسکی وقتین بیان کین کہ بہائی اسمین بڑی بڑی سختیان جھیلنا پڑتی ہین کہ سب آپ دوانہ
رہنا اور جنگلون مین پہرنا لباس سخت پہننا غرضکہ بہت تکلیفین برداشت کرنا پڑتی ہین اسنے عرض کیا کہ مجھی
سب گوارا ہین اُن تکلیفون کو مین راحت سے بڑھکر سمجھونگا اور حضور کی رفاقت ترک نہ کرونگا پھر
شہزادہ نے فرمایا کہ مین تو قید ساحرہ مین تھا معلوم نہین کہ آجکل زمانہ کا کیا رنگ ہی عرض کیا کہ آجکل
زمانہ نہایت پر آشوب ہے کہ خونخوار بن دجال ایک بندہ ابلیس بہت ہی کہ اُسنے ایک عالم
کو ہلا دیا ہے ہزارہا خداپرستون کو اُسنے قتل کیا ہی بالفعل اُسنے خانہ کعبہ پر قصد کیا ہے کہ نامون
صاحبقران و عزیزان صاحبقران کو قتل کرے کیونکہ اُسکے یہان انکا قتل کرنا موجب ثواب ہے
اوس سفاک نے اس ظلم پر کمر باندہی ہے کمر باندہی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے٭ جا رہے بلبلون
کے خون کا صیاد کر تیار ہین ٭ اور حضور دوسرا شخص ہے کہ نام اُسکا برجیس آفتاب پرست ہی
اور اُسکے ساتھ اور ناسک بن زمر مع فوج فراوان اور جہتنگ بن زمر و اُسکا بہائی مع لشکر
گران اُسکا شریک ہوا ہے اور کئی لاکھ فوج لیکر بجانب نہ قاف کہ جہان فی الحال شاہزادہ
بدیع الملک ہین وہان تک چلا ہے اور راہ مین جو ملک خداپرستون کے اسکو ملے ہین سب

پھر یاد کرتا ہوا اور پھونکتا ہوا چلا آتا ہے یہ سنکے اسد نے کہا کہ یہ ڈھنگ کیسا کیا رفیقان و جان نثاران کچھ ڈر
مر گئے ہیں جو کہ یہ کفار اسقدر ظلم و ستم کر رہے ہیں مرجان نے عرض کیا کہ حضور اسکا سحر ایسا ہی کہ جو شخص کی شکل
دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہے دوسرے اسکا سحر یہ ہے کہ جہاں جہاں آسمان کی جانب دیکھا ایک آفتاب فلک پر
سے گرا اور صاحب مقابلہ کو جلا کر خاک کر دیا اور اگر حکم کیا تو لشکر بھر بلکہ ملک بھر کو پھونک دیا اسد نے
کہا کہ ایسے مکار سے شب کو مقابلہ کرے کہ وہ آفتاب ہی نہ باقی رہے اور یہ کہکر اسد نے اپنی طیاری کی
مع اپنے رفیقوں کے مرجان نے عرض کیا کہ میری تمنا یہی ہے کہ حضور کے قدموں سے جدا نہوں لیکن
شہزادہ نے کہا کہ تم اپنے ملک کا بندوبست کرو اور رملہ محبوب نے بہت نوازش کی تھا وہاں سے پھر فرصت ہو پھر کسی وقت
پر میں تمکو طلب کرونگا مرجان نے عرض کیا کہ حضور ابھی اور چندے قیام فرمائیں کہ یہ لوگ حضور کے دولت
دیدار سے سیر بھی نہیں ہوئے ہیں سے حیف و چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم و
بہار آخر شد ۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ امان ظلماتی تاجر شہر جانبہ میں آیا بادشاہ نے اسکو طلب
کیا تاجر نے حاضر ہو کر مال تجارت و اشیائے نادر ملکوں سے پیش کیے اسد غازی نے خواجہ امان
ظلماتی سے پوچھا کہ تمہارا آنا کہاں سے ہوا عرض کیا کہ شہر صبح حصار کی طرف میں گیا تھا اس ملک کو میں نے
نہایت تباہ و تاراج پایا۔ دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خونخوار بن دجال نے شہر صبح حصار کو خراب کیا ہے
اور فرقوس خرس پیشانی کو یہاں کا حاکم کرکے آپ قلعہ زرین حصار کی جانب روانہ ہوا ہے چنانچہ فرقوس
خرس پیشانی یہاں کا حاکم ہوا ہے وہ ابلیس پرستی ہے یہ کافر جہاں کسی خدا پرست کا پاتا ہے اُسے قتل کرتا
ہے یا بجبر تصویر ابلیس کو سجدہ کراتا ہے میں نے دیکھا کہ خدا پرست اسکے دست و ظلم سے تنگ آکر جنگلوں میں
چھپے ہوئے پڑے ہیں اور بہتیرے پوشیدہ ہیں بخوف جان وہاں حضور یہ حال پر ملال دیکھکر مجھے نہایت
صدمہ ہوا اور زمانہ شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران کا یاد آیا میں اُس زمانہ کو یاد کر کے بہت رویا
اور افسوس کیا غرضکہ تاجر کے اس بیان تاسف خیز پر اسد غازی اور قباد بلند اقبال بھی نہایت روئے اور
سب سردار خاموش بیٹھے رہے خواجہ امان تاجر نے عرض کیا کہ حضور سننے میں آیا ہے کہ ایرج کا قارت اسکا فرزند
ہے اسد نے یہ سنکے اسیوقت آواز دی کہ ایہا الناس خیال کرنا چاہیے کہ رستم زمانہ میں نہ بہرام رکھا مردوں کا
اسکا کلو نام رکھا ہے تکلو تم کو خیال کرنا چاہیے کہ سوائے ذات خدا کے اور کوئی رہا ہے نہ رہیگا کسی غنچے میں نکہت نہ کلیں
بو باقی + یہ سب جبکہ بھی نہ رہیگا تو باقی + شہزادہ نے یہ شعر پڑھکر کوچ کا حکم دیا کہ رفقائے جان نثار سب
سب تیسری آواز بوق میں آکر حاضر ہوئے چنانچہ یہ سب فاتح زمان دستار بہادران شعار اور
شہزادہ اسد غازی اسیوقت سوار ہوکر طرف شہر صبح حصار کے روانہ ہوئے مرجان
پیچ کش نے اپنے وزیر کو انتظام ملکی سپرد کرکے اور ملک کی حفاظت و پاسداری کا حکم دیکے بھی ہمرکاب
شاہزادہ والا جاہ روانہ ہوا منزلوں کو طے کرکے یہ لشکر ظفر پیکر شہر صبح حصار میں پہنچا وہاں مقام کیا
جہاں نے شاہ باختری کو شاہزادہ نور الدہر ایک باغ بلند ۱۲ کوس تک تھے اوسی مقام پر جلوہ
اس شہزادہ عالیوقار نے بھی قیام فرمایا اور سب کے سب انکی ہمراہی و رفیق بھی وہاں فروکش ہوئے۔ مرجان پیچکش
نے ایک خیمہ برپا کرایا اور سامان عیش وہاں فراہم کردیا اسد غازی مع اپنے رفقا کے کرسیوں پر جا
بیٹھے وہ لوگ جو کہ فرقوس خرس پیشانی کے خوف سے مانند طائر بے بال و پر کے مارے مارے
پھرتے تھے انہوں نے جو خیمہ برپا دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دُر دریائے فتوت
انجم صولت اسد بن کرب قلادہ تشریف رکھتے ہیں اسوقت یہ لوگ جمع ہوئے

اور خبر دی یاقوت مرصع حصاری کو کہ عمر اسکی کوئی بارہ برس کی ہوگی یہ بھی شہزادۂ اسد غازی
کے پاس حاضر ہوا اور حال اپنے باپ اور چچا کے مرنیکا عرض کیا اور کہا مین اپنا چھوٹا بھائی اپنی ناموس کے
اور سب حال اپنی تباہی اور بربادی کا بیان کیا کہ مین اور میری ماں اپنے حال زار پر روتے تھے کہ ایک بزرگوار
خواب مین تشریف لائے اور عالم رویا مین انہون نے ارشاد فرمایا کہ اب رنج نکر شیر بیشۂ صاحبقرانی
یعنی اسد غازی تشریف لائیگا اور تیری امداد کریگا اور اس ابر کفر و ضلالت کو جو چھایا ہوا ہے اپنی تیغ
صاعقہ بار سے اسکو برطرف کریگا اسدن سے حضور کی تقویت ہوئی اور انتظار حضور کا ہم کر رہے ہین
پوچھا اسد غازی نے کہ شہنشاہ مرصع حصاری کی قبرین کہان بنائی ہین عرض کیا کہ قبرین کہان نصیب
ہوئین منزل گنج شہیدان کے ایک مقام پر دفن کردیا اور بھی خدا پرستون کو وہان دفن کیا اسد اسکے ساتھ چلے
دیکھا تو یہ آواز آتی تھی کہ کیا کہین ظالم لئین ہم انسان یا حیوان تھے غرض جو کچھ کہ تھے ایک آن کے
مہمان تھے ایکدن ایک استخوان اوپر پڑا میرا ہو پاؤن کیا کہون اسدم مجھے غفلت مین کیا دہیان تھا پاؤن
پڑتے ہی میرے اُس استخوان نے آہ کی اور کہا غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے رات کے
سونے کے خاطر نرم و نازک تھے پلنگ بیٹھنے کو تھے عالی رواق اور ایوان تھے بیچ رہے تھے قہقہے
اور ادھر رہتے تھے قہقہے ساقی و ساغر صراحی تھا و پھول وہان تھے لگ رہا تھا دل کہین چنچل پریزادون کے ساتھ
کچھ کسی سے عہد تھے اور کہین پیمان تھے گلبدن اور گلعذارون کے کنار و بوس تھے کچھ نکالی تھی ہوس اور
کچھ ابھی ارمان تھے ایک ہی جھونکا اجل نے آنکر ایسا دیا پھر نہ وہ ہم تھے نہ کچھ عیش کے سامان تھے
ایسی بیدردی سے پھر پاؤن مت رکھو او میان او میان تیری طرح ہم بھی تو صاحب جان تھے اسے
شخص دیکھ یہ پاؤن ٹھہراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے کاسۂ سر بھی انکے ٹھوکرین کھاتے ہوئے
شہزادہ اسد اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت رویا اور فاتحہ اُن سب کی قبرون پر پڑھی جبکہ وہان سے واپس
آکر خیمہ مین داخل ہوا آواز دی کہ مین چاہتا ہون کہ نامہ لیکر اس ملعون قرطوس خرس پیشانی کے پاس
جاؤن عرض کیا فتاح پلنگینہ پوش نے کہ حضور کا جانا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ یہہ جان نثار تو مدت سے شوق
شہادت پینے کے مشتاق ہین فرمایا کہ اچھا ایک جام منگواکر آگے رکھدیا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون تم مین سے
کوئی صاحب اس قاعدہ نامہ داری کو ادا کرین فتاح پلنگینہ پوش اپنی مقام سے اٹھے اور رو کر کہا کہ ای شہریار
تمہارے باپ کی رفاقت کی اور اب مین تمہارے پاس ہون چاہتا یہہ ہون کہ مین بھی راہی عدم ہون کہ وہ تو
قدیم سامنے سے میرے اُٹھ گئے ایک مین تنہا باقی رہگیا۔ اسد غازی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور فرمایا کہ چچا مین
آپکو مثل والد ماجد کے جانتا ہون عرض کیا کہ اب تو مین اپنی جگہ سے اٹھ چکا یہ کہکر جام کو لب سے لگایا اور [illegible]
کرکے لگا منہ سے پیالا یہی بات تھی کہ اللہ باقی و من کل فانی اور یہہ کہکر اس نامہ کو اپنے سر سے باندھا
اور تمام اسباب جنگ اپنے تن پر آراستہ کیا اور اپنے چالیس ہزار رفقا کے قدم اپنے ساتھ لیکر شہزادہ
کو مجرا کرکے چلے جب قریب بارگاہ قرطوس خرس پیشانی پہنچے تو چوبدارون نے عرض کیا کہ ایک
نامہ دار آتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان نامہ دار کے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے چہرہ پر جو چھل
سر کچل ڈالے اُنکو حکم دو کہ وہ آنے نہ پائے جب یہہ قریب دربارگاہ پہنچے تو اُس نے روکا
انہون نے نعرہ کیا اور نیزہ کر کے مرکب کو قریب مرکب لاکر ایک طمانچہ اسطرح مارا کہ منہ اسکا
پھر گیا اور چرخ کھا کے گھوڑے پر سے گرپڑا یہہ مع مرکب دورانہ صحن بارگاہ مین آئے
یہان قرطوس نے ایک وزیر اپنا مقرر کیا ہے کہ وہ بھی مرصع حصاری سے اور رفقان

مرصع حصاری اوسکا نام ہے۔ فریوس چاہتا ہے کہ حکم دون کہ اسکو مارا اوسوقت اسفند
یار ہاتھ باندہ کر عرض کیا کہ اے شہریار رہینہ نامہ دار کی توقیر نہین ہوتی ہے کہ اسکو آپ قتل کرین ایلچی
مار نوالے نیست کسی مذہب اور ملت مین ایلچی کو نہین مارتے ہین مجھے خوب معلوم ہے کہ خداوند
زہرہ شاہ باختری بھی توقیر نامہ دار کی فرماتے تھے + وزیر کے اس طرح سمجھانے سے کچھ غصہ
اسکا فرو ہوا اور کہا کہ بلالو اور ایک دنگل بچھوا دیا۔ انہون نے آکر کہا السلام علیکم جو خدا کو برحق جانتا
ہو اسپر اسلام و سے اور یہ کہکر اس دنگل پر بیٹھ گئے اسنے اپنے وزیر سے پوچھا کہ اوسنے کیا کہا اسکی کیا توقیر ہونا
چاہیے اسنے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا وزیر نے عرض کیا کہ جام سے سیراب کرا دیجئے جیسا کہ ہوتا ہون اور شہر
یارون کے دربار کا دستور ہوتا ہو تاکہ آپ کے خلق و اخلاق کی مدح و ثنا کرے اور خلعت سے
بھی مخلع کرا دیجئے گا اس نے کہا کہ بہتر ہے۔ فریوس نے حکم دیا کہ ساقیان شوخ چشم حاضر ہون حکم
دیتے ہی ساقیان مہ طلعت جام و صراحی لیکر حاضر ہوے اور جام بھر کے نامہ دار کے سامنے پیش
کیا انہون نے کہا کہ او بد انجام مین کافر کے یہان کا جام نہ پیونگا بس تو نامہ کو دیکھ اور جو لکھنا ہو وہ
لکھدے اور اگر کسی طرح نامہ کے ساتھ بے ادبی کی تو جان لینا کہ مثل لفافے کے مین بھی ٹکڑے
ٹکڑے اوڑا دونگا پرزے پرزے کر ڈالونگا۔ یہ ہنسا اور کہا کہ ساتھ لے دے کے اپنی یارون کو
بلندی کی بھی خلی مدارون کو + یہ خوش نامہ دار جو یہ سخت زبانی کرتا ہے اور مین برداشت کرتا ہون تو
فقط وزیر کے سمجھانے سے لیکن اسکے کلام درشت کا تحمل کیا تو اسنے شاید یہ خیال کیا کہ مین دب گیا
یہ اسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے خیر لاؤ نامہ۔ انہون نے نامہ دیا اور کہا کہ اٹھکر نامہ ادب سے
لے اسنے وزیر کیطرف دیکھا وزیر نے عرض کیا مضائقہ ہی نامہ کو تعظیم سے لینا چاہیے بس فریوس
نے نیم قد استادہ ہوکر نامہ لیا۔ نامہ کو کھولکر پڑھا۔ بعد تعریف پروردگار عالم کے لکھا تھا کہ او ظالم اظلم
جیسی تو نے بیداد گری پر کمر باندھی ہے اور ہزار ہا بندگان خدا کا بیگناہ کشتہ و خون کیا ہے اسکی سزا
انشاء اللہ تجکو دینے آیا ہون اگر تو سجدۂ ابلیس پرستی سے باز آ تو مین تیری اس بیدادگری کو معاف
کرتا ہون اور پہچان پروردگار عالم کو تو بہتر ہے اور نہین تو اس چال خراب سے تجھکو قتل کرونگا کہ
گرفتار ہوا اور نا بہران در یا تیر ہے حال زار پہ گریہ و زاری کرینگے اور صدا تیری لاش سے یہ آئیگی
کہ سوہ ہماری لاش چورا ہے پہ کر نا دفن لیجا کر + چراغ صدقہ رکھیگا کوئی گور غریبان پر یہ سنکے
اسے کچھ غصہ سا آ گیا ساتھ ہی وزیر نے سمجھایا کہ حضور یہ محل غصے کا نہین ہے ع ہر سخن موقع
و ہر نکتہ مقامے دارد + آپ جواب جنگ نامہ پر تحریر فرمائیے چنانچہ فریوس حرس پیشانی
نے جواب جنگ نامہ مین تحریر کر دیا خلعت جو فتاح پلنگینہ پوش کے واسطے رکھا تھا اسکو
یہ ٹھوکر مار کر اٹھے اور کہا کہ اگر کسی کو حوصلۂ جنگ ہو تو مین حاضر ہون کیسے جواب نہ پائیے
یہ اسی دم و خم سے چل نکلے ہوے ساتھ ہی ساتھ چھپا ہوا ضرغام شیر دل
بھی آیا تھا اسنے اپنی بارگاہ مین پہنچکر سارا حال اسد غازی سے فتاح پلنگینہ پوش
کی جرات و مردانگی کا بیان کیا۔ اسد نے کہا کہ اے ضرغام فی الواقع وہ لوگ بھی
شیر ہین اونکی جرات و دلاوری کا کیا مذکور ہے یہ کہکر اسد نے اپنے بیٹون
سے انکا استقبال کرایا اور وہ استقبال کرنے کے بکمال اعزاز و اکرام بارگاہ
مین لائے لیکن اب حال وہان کا سنئے کہ فریوس حرس پیشانی

نے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو کر اسد کے مقابلہ میں روانہ ہو ہم بھی آتے ہیں اسکی فوج یہاں قریب
ساٹھ ہزار سکے رہے ہر ایک ابلیس پرست جنگ کو ولولہ میں آتے تھے کہ یہ قزاق ہمارا کیا کر سکتا ہے
چنانچہ چار گھڑی دن باقی تھا کہ قرلوس بھی آیا اور داخل بارگاہ ہوا صحبت بنوشی کی آراستہ ہوئی دو چار
جام جب منو تر چلے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت اسنے آواز دی کہ ہاں طبل جنگ بجے
چنانچہ طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا جب خبر نوبت طبل جنگ شہزادہ عالیوقار کو معلوم ہوئی تو
آپنے بھی حکم دیا کہ پروردگار عالم کے عنایت پر نظر کر کے ہمارے یہاں بھی طبل جنگ کو حکم دینا تھا
کہ انکے لشکر میں بھی طبل رزمی پر چوب پڑی سے بجا اسطرف فوج میں طبل جنگ + اڑا اپیر گردون
کے چہرے سے رنگ + رات بھر دونوں لشکروں میں طیاری سامان جنگ ہوا کی آلات حرب و ضرب صیقل
و صیقل ہونے لگے طلایہ دار دونوں لشکروں کے طلایہ پھرنے لگے آواز حاضر باش و ناظر باش بہر طرف
بلند تھی نفر غلغلہ رسی امید و بیم میں زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی سے لگی چرنے
نظروں سے تارے نہان + چھپا نور میں جادۂ کہکشان + مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + ہوا نفس کی نسیم روان + ہم کلمہ
لگ سے لیکے انگڑائیان + یہ بہادر سب کے سب نماز صبح پڑھ پڑھ کے اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر
میدان کارزار کیطرف عازم ہوئے اور صفین باندھیں ادھر لشکر کفار بھی داخل میدان رزم ہوا اسنے
بھی اپنی صفین آراستہ کین نقیب نقابت کیواسطے آئے سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کے سپہ کبھی بڑھنے لگے
راوی کہتا ہے کہ نقیب نامردوں کے قریب پروں کے قریب قریب آکر افادت کرنے لگے جو اردن کے سینہ
میں شجاعت نے جوش مارا جب آہا سینہ تان تان کے ابھرنے لگے نقیب للکار کر یہ کہنے لگے کہ دلیرن

سے لڑائی بھڑائی کا سب دن ہر آج	یہاں سلطنت کا ہے رواج	سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے
جو مرجاؤ لڑ بھڑ کے تو نام ہے	سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے	کسے زندگانی کی امید ہے
فریدون نہ وہ گنج قارون رہا	نہ تخت شہی پر ہمایون رہا	تمہیں بھی مناسب ہے اے خاص و عام
وہی بات کرنا کہ ہو جس سے نام	نہ مرکر چھٹے قبضہ ذوالفقار	زمانہ میں کچھ کور ہے یادگار

یہ صدا سنکر سردار جو تھے تلواروں کے قبضے چوستے تھے غرضکہ ایک سردار کہ نام اسکا پیچیل پنجہ زن
تھا اسنے نکلکر سلحشوری دکھائی اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان وای زبردستان تھے کہ
آرزوی مرگ ہو آکے میرے سامنے لیں یہ سنتا تھا کہ فتاح پلنگینہ پوش یا تو خاموش کھڑے تھے
یا مرکب کو صف سے نکالا اور عرض کیا شہزادے سے کہ خدا حافظ ہے کا فر سے میں مقابلہ کرونگا اسپر
سے سر جھکا لیا اور یہ کہا کہ سپردم بہ پروردگار عالم پھر اٹھ کر مرکب کو سامنے اس شیطان پرست کے
پہونچے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پہلے اپنا وار کر لو آرزو ابھی نکال لو انہوں نے کہا کہ
جانتا ہے کہ ہم خدا پرستوں کا دستور پیش قدمی کا نہیں ہے پھر تقریر کرتا ہے برچھا تر ہو کر ارا
انہوں نے اوسکے برچھے کو خالی دیکر دوبارہ سنان کو سنان پر گا نٹھ کے کیا بیس طعنوں کے بعد نیزہ
اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسنے جھنجھلا کر تیغ آبدار کا وار کیا انہوں نے اسکی تیغ کو سپر پر گانٹھ کر جو ہاتھ
جو مارا تا جگر گاہ تیغ انکی اتری گھوڑے پر سے گر پڑا اسیطرح سے پانچ سردار اس بہادر نے واصل
جہنم کیے اب جھنجھلا کر قرلوس خر بیشانی اپنے گینڈے کو جھپٹ کر نکال اور
کہا اللہ کے خدا پرست تو نے بہت سی بندگان ابلیس کو سیر بہشت میں متوجہ کیا لیکن میں سمجھا اسے

چھوڑتا انہون نے کہا گرز اپنے پکڑ کے ہان ہان کہکر جھپٹ کر مارا انہون نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی بناہ کہا لیکن سپر
کہا ضرب گرز تھا وہ گرز سپر کو توڑ کر سر پر آیا اور سہرگون ہو گیا گھوڑے سے پھڑک کر گرے جھپٹ کر لوگون نے
انکو اٹھا یا اسنے نعرہ کیا کہ آج ہمارا ساتھ اپنے چھوڑا افسوس کوئی ہمارا چاہنے والا
باوا اور یعنی کہ اب تھا کہ ہمیشہ ہو اور بھائی صاحب نور الدہر کا حال نہین معلوم اور یہ کہکر آبدیدہ ہوکر
بمقابلہ قوس خرس پیشانی پہونچے اس ملعون نے وہی گرز خون چکان انکے بھی سر پر مارا انہون نے
خالی دیا اسکی جھونک مین جھکا ہوا تھا کہ انہون نے تلوار جو ماری تو اسکے گردن سے سر پڑی پر کود کر
الگ ہو گیا اور چاہا کہ اسکندر کو پکڑ کر گھوڑے سے پیچھے کود کے اسکے گریبان گیر ہو کے لگی کشتی ہونے
دو پہر کی کشتی مین شہزادہ اسد نے اسکا لنگر پکڑ کر زمین پر مارا اور فرمایا کتا ہے شناخت پروردگار
عالم کے باب مین اسنے کہا کہ ہزار جانین خداوند ابلیس پر صدقہ کیجئے مذہب ابلیس پرستی کو ہاتھ سے نہ دیجئے
اسد نے بڑھ کر اسکو انکی ران پر رکھا اور ٹانگ پکڑ کر جو جھٹکا مارا تو مثل کپاس کنہ کے چیر کر پھینکدیا
فوج اسکی ٹوٹ پڑی ادھر سے یہ لوگ بھی مردون کو بڑھا کر جا ہوئے لگی تلوار گھمسان کی چلنے یہ تو اس عالم مین
تھے کہ وہ لوگ جو خانہ خیمہ سے ہوئے ڈیڑھ لاکھ کی فوج آتی تھی انکو معلوم ہوا کہ قلعہ مرصع حصار
پر خونخوار بن دجال حاکم کر گیا تھا وہ مارا گیا اب یہ لوگ بھی آکر اسد پر گرے اب شہزادہ اسد
پر وقت تنگ ہوا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ اتفاقات وقت سے اسد ثانی جو اجازت لیکر مندر سے
ہوکر چلے تھے وہ حسب اتفاق رستہ بھول کر مرصع حصار کیطرف آ نکلے انہون نے جو یہ صدا گیر دار
کی اور نعرہ کی آواز جو اسکے کان مین پہونچی کہ اسد شہسوار ہم کہ در روز جنگ بدرم دل شیر و
چہرم پلنگ یہ آواز اپنے باپ کی سنکر بیتاب ہو گئے اور بعجلت تمام لشکر کفار پر آکر گرے اسکے
آنے سے اسد مین جان آگئی وہ اضطراب برطرف ہوا اسد ثانی جو تازہ دم آکر لشکر کفار پر گرے تو
سب کو درہم و برہم کر دیا غرضکہ فوج کفار بدشعار روان دوان ہو کر چارون طرف منتشر ہو کر بھاگے
قریب شام پہونچی شہزادہ اسد نے بیٹے کو گلے سے لگایا اور خیمہ کیطرف سب حال دریافت
کرکے پہونچے اور لاش فتاح پلنگینہ پوش کی میدان جنگ سے اٹھوا کر لائے اور قریب شہنشاہ
مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کے فتاح پلنگینہ پوش کو دفن کیا اور نہایت افسوس کے
ساتھ اس گوہر درج شجاعت کو زیر زمین رکھا۔ بعد اس غم و الم کے انکے ہمراہیون کی لاشین
اٹھوا کر انکو بھی دفن کیا اور بکمال رنج و افسوس فاتحہ خیر پڑھکر اپنے خیمہ مین آکر بیٹے سے حال دریافت
کیا کہ تم اور ہمراہ صاحبقران ثانی کے گئے تھے اسنے کسطرح جدا ہوئے اسد ثانی نے
ان مین آنسو بھرکر کل واقعہ میدان کاج باج کا باپ کے سامنے بیان کیا اسد غازی نے
پوچھا کہ پھر وہ کہان گئے کہا کہ مجھے کیا معلوم وہ اسی آگ مین تھے اسد نے بہت افسوس کیا
اور کہا کہ دیکھئے انکا حال کسی کا مفصل معلوم نہین ہوا۔ اب شہزادہ اسد غازی انتظام
مرصع حصاری جانب متوجہ ہوئے اور یاقوت مرصع حصاری فرزند شہنشاہ مرصع حصار
کو بادشاہ کرکے دین اسلام کو اس ملک کو آباد کیا اور اس انتظام سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا

اب دو کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہین

جب خونخوار بن دجال قلعہ زرین حصار پر پہونچا تو گلبدن زرین حصاری و گلپاش زرین حصار

کو اطلاع ہوئی۔ نہایت پریشان ہو کر اپنے رفقا کو جمع کیا اور کہا کیا صلاح ہے۔ عرض کیا رفیقوں نے کہ
جو حضور کی صلاح ہو وہ ہی مناسب ہے۔ صلاح باہم سنت کو صلاح شماست۔ بادشاہ نے ارشاد
فرمایا کہ وہ زمانہ جوانی کا اور زور و قوت و امنگ کا گذر گیا بقول شاعر۔ زبان حالی کو یوں کہنا
ہم قریب آیا ہے وقت پیری۔ جوانی رخصت سنا رہی ہے گذر چکا ہے شباب آدھا۔ یہ شعر پڑھ کر
رفیقوں سے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھو لڑنا میرا ہوتا ہے [illegible]
حصاری کو جنگل کی طرف روانہ کر دیا اور آپ قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کر کے گولہ اندازوں
ناوک اندازوں خشت اندازوں کو مہیا کر کے مثل اژدر آتش فشاں طیار کیا اور مہیا قضا و قدر ہو کر
بیٹھے اور خندق جا بجا قلعہ کو سیراب کر کے پل تختوں کے اٹھوا دیئے۔ ادھر آفتاب خونخوار ابن دجال کو بھی
خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہیں تاب مقابلہ نہیں لا سکتے ہیں۔ خونخوار ابن
دجال نے اپنی فوج میں سے حرمان آدم خوار کو حکم دیا کہ اس قلعہ کو تو ہی فتح کر جو تیرے ہاتھ
آئے اسکو کھا لے اور جا بجی کو اس قلعہ کا حاکم کیا۔ یہ آدمیوں یہ حکم سنکے بہت خوش ہوا اور دجال
کی صفت و ثنا کرتا ہوا سامنے قلعہ کے آیا اور طبل جنگ بجوا کر صبح کو دھاوا کیا جب توپوں کی دمدمہ کیا
تو توپیں اچھی پڑنے لگی تو تمام آسمان دھواں دھار کر دیا اہل قلعہ نے وہ آتش باری کی کہ دنیا کو
تیرہ و تار کر دیا اگر کوئی گولہ قضا کا بیشتر پڑا [illegible] قریب خندق آ گیا اسوقت ناوک اندازوں خشت
اندازوں نے اپنا حربہ کیا اور [illegible] کا گولا باروود کی ہانڈیاں اسپر ماریں لیکن یہ کسی حربہ سے
نہ رکا اور [illegible] خندق کے پار آ گیا اسوقت ساکنان قلعہ مجبور ہو کر تلواریں کھینچ کے [illegible]
ہو گئے چار گھڑی کی تیغ زنی میں بادشاہ بھی مارے گئے اور اکثر رفقا بھی قتل ہو گئے اور بعد قتل یہ
اور مزید ظلم ہوا کہ لاشیں بھی [illegible] اہل [illegible] آدم خوار [illegible] قلعہ میں اسکی
عملداری ہو گئی تمام لوگ بھاگ کر صحرا میں چلے گئے بھگدڑ پڑ گئی اسقدر خوف اس ظالم کا دل پر چھایا اور
اہل فوج پر غالب ہوا کہ جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر کو روانہ ہوا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی ایک غدر
مچا ہوا تھا اور تہلکہ عظیم برپا تھا غرضکہ خونخوار ابن دجال نے حرمان آدم خوار کو خلعت وغیرہ دے
ملک دیا اور اسی کو بادشاہ وہاں کا کر کے کل انتظام ملکی و مالی کا اسکے اختیار میں دیدیا اور
خود مع فوج و لشکر کے [illegible] کی طرف روانہ ہوا الغرض قطع منازل و طے مراحل کر کے قریب دروازہ
شہر [illegible] کے پہونچا۔ حارث خونریز و ضارب خونریز کو معلوم ہوا کہ قاتل ہمارا آ پہونچا اپنے
اپنے رفقا اور اہلکاروں سے مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کیجئے [illegible] کیا کہ جب خداوند تقدیر کی
کوئی تدبیر ممکن نہیں قضا و قدر ٹل نہیں سکتی [illegible] کچھ کام نہیں کرتی [illegible]
[illegible] تدبیر [illegible] چلتی ہیں تقدیر کے آگے۔ حارث خونریز نے ضارب خونریز سے کہا
کہ دروازہ قلعہ کا بند کرنا ہمارے نزدیک بڑے عیب کی بات ہے اور کمال نامردی اور بزدلی ہے ایک
مثل مشہور ہے کہ قلعہ بغیر ٹوٹے نہیں رہتا اور تمہاری بغیر چھوڑے [illegible] یہ تدبیر مناسب معلوم ہوتی
ہے کہ ناموس کو تو مع تمام اہل و عیال کے جانب صحرا روانہ کر دینا چاہیے اور یہاں سے ہم تم
چلکر اسکا استقبال کر کے قلعہ میں لائیں اور دعوت میں ضیافت کر کے زہر کھلا کر مار ڈالیں۔ بس
دونوں باہم یہ مشورہ کر کے ساتھ آدمیوں سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن مختصر چالاک
عیار خونخوار ابن دجال کا اس مقام پر حسب اتفاق بہ تبدیل ہیئت ایک خدمتگار کی شکل

بنا ہوا موجود تھا اور یہ حال کھڑا ہوا سن رہا تھا اسنے جلد اپنے تئین خونخوار کے پاس پہونچایا اور کل
حال مشورہ کا اور دعوت کرنے کا عرض کیا خونخوار بن دجال سب کیفیت سنکے خاموش ہو رہا
کہ اس اثنا مین برق فرنگی نے آکر عرض کیا کہ حضور حارب خونریز و ضارب خونریز دونون آپکی
خدمت مین حاضر ہوے ہین کیا اجازت ہے اسنے کہا کہ بلالو چنانچہ حارب و ضارب دونون اسکے
حضور مین حاضر ہوے دیکھا کہ تمام سردارون کا مجمع بکثرت ہے اوسوقت ان دونون نے آکر سلام کیا
اور یہ عرض کیا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ہم لوگون پر بڑا ظلم کیا کیونکہ حضور ہم لوگ پہلے زمرد
پرست تھے پھر انہون نے یہ جبر کیا کہ اپنے مذہب مین ہمکو لے لیا اسلئے چونکہ وہ زبردست تھے ہم انکا
کچھ نہ کر سکے سوا اسکے مجبوری تھا ہم نے انکا مذہب اختیار کر لیا مگر حضور جیسے لقا و سے خداوند
آپکے ہین ہم پھر اپنا مذہب قدیم قبول کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ حضور قدم رنجہ فرمائین قلعہ مین تشریف
لیچلیں تصویر خداوند لقا بھی لیچلیے تاکہ تمام ساکنان قلعہ بھی تصویر خداوندی کی مشرف ہون اور مذہب
لقائیہ اختیار کرین اور حضور کی دعوت ہے جو نان ونمک ہم لوگون کو میسر ہے حضور اسکو قبول
فرمائین ہم سب حضور کی تابعداری و جان نثاری مین حاضر ہین۔ یہ سنکر خونخوار بن دجال ہنسا
اور دیکھکر کہا کہ او حرامزادون تم مجھے فقرہ دیتے ہو مجھے پہلے ہی خبر تمہاری اس عنوان دغابازی کی
پہونچ گئی ہے مین اب تمہارے گردن کاٹنے آتا ہون یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ انہین مار لو سب لوگ ان پر
تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے انہون نے بھی تلوارین میان سے نکالین ساٹھ آدمی و دو سو آدمیون کو مار کر
بدرجۂ شہادت فائز ہوئے بھلا اسقدر کفار کا مجمع کہان یہ قلیل ساٹھ آدمی کیا کر سکتے تھے مگر سیکڑون کو
مار کر مرے اور خوب شمشیر زنی کر کے لوٹے جوہر شجاعت کو دکھا دیئے اور زمرۂ شہدا مین داخل ہو گئے
جب یہ دونون [illegible] کے شہید ہونے کے خونخوار نے جا کر قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اور تمام قلعہ
کو مسخر کر کے اسنے قبضہ مین کیا بعد ویران کیا وہان کی جو باقی تھی وہ صحرا کیطرف روانہ ہو گئے اور
تمام مخلوق ہلاک [illegible] آتش قلعہ کو فتح کر لیا اور یہان کی حکومت اگواز بلند آواز کے
سپرد کی اور اسکو یہان کا حاکم معین کر کے آپ شہر عنطلی آباد کیطرف روانہ ہوا منزلون کو طے کرتا
ہوا جاتا تھا کوچ بکوچ مقام بمقام کرتے صحرا سے عنطلی آباد مین جا پہونچا یہ خبر ناموس
عمرو کو پہونچی [illegible] برق فرنگی کہا شوکر بن قران و سمک لیطاقی جو امیر بن عمرو قیروزہ
بن عمرو لقمان خنجر گذار بن عمرو عمران خطائی برک خطائی یہ سب کی سب فاصلے پر
استانی یعنی ملکہ جادو کے دیدار کو آئے تھے اور کہ رہے تھے کہ افسوس کیون ملکہ وہ زمانہ شہر
عنطلی آباد مین ہمارے استاد کے اور ہمارے آینکا یاد ہے اب پیری نے ایسا ہمکو ضعیف و ناتوان
کر دیا کہ کسی عیاری و مکاری کے قابل نہ رہے بس یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ خبردارون نے آکر خبر دی
کہ شہر عنطلی آباد مین اسکا ظہور خونخوار بن دجال کا لشکر آپہونچا ہے ملکون کو اجاڑتا ہوا یہ
ظالم جفا شعار چلا آتا ہے اسنے یہ خبر پائی ہے کہ یہان ناموس عمرو ملکہ جادو رہتی ہین تو اب
وہ اس ملک کو برباد کرنے آیا ہے جہتر برق فرنگی نے کہا کہ حضور کو سحر سے توبہ کر چکے ہین اگر
آپ توبہ کو توڑ کر اور سحر کر کے اسکو مٹا دیجئے تو کیا بات ہے کچھ بعید نہین ہے کہ ملک بربادی سے
بچ جاتے اور ہزارہا بندگان خدا کی جانین بچ جائین ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی اور دیکھکر
کہا کہ اے برق فرنگی کہین ثابت قدمون کی توبہ ٹوٹ سکتی ہے مین انہین سے نہین ہون کہ

سے کی تو سو بار پیر اک دم نہ ہنا ہی توبہ ہزا مین بھی وہ توبہ شکن ہون کہ الٰہی توبہ ہے پس اگر میرا وارث عمر عیار
ہوتا تو یقین تہا کہ اس ملعون کو اسی بیابان مین قتل کرتا اور آگے نہ بڑھنے دیتا اسکی حسرت دل کی دل ہی مین رہ گئی
پیر امان روانہ ملک عدم ہوتا ہون یہ سنکر برق فرنگی نے کہا کہ استاد ابھی استخر فلام آ پہنچے حاضر ہین ہم
لوگ جاتے ہین اور عیاری بن پڑی تو اس ملعون کو وہین فتح کرینگے اور اسکے لشکر کا کام تمام کرینگے یہ کہکر سب
عیار ملکہ کے پاس سے خدا حافظ کہکر اٹھے اور گوشہ مین آکر مشورہ کیا کہ سے برق فرنگی تم سے بہتر کوئی
عورت کی عیاری نہین کر سکتا پس اپنی اگلی عیاری کرو اور اس ملعون کو جا پارو برق فرنگی نے سنکر
کہا کہ لوٹ رہا چونچلا جنازہ کے ساتھ اب وہ عیاری کیا کام دیگی یہ کہکر کھڑا کسی عورت کی عیاری اپنی شکل
اتہارہ پانچ برس کی نازنین کی بنائی اور یہ کہا کہ یہ عیاری بھی آخر ہے اور تم بھی آخر ہین یہ کہکر ایک
رتھ نہایت خوشنما منگوائی اور ایک دو آئین سے سار ستنگے سنے اور ایک طبلچی بنا اور ایک ستار یا اور ایک
انہین سے کارٹی بان بنا اس رتھ کے اوپر برق فرنگی بیٹھکر اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیا اس صحرا
کیطرف چلا بیل ایسے خوشنما تھے کہ پانون پر اسکے گھنگرو بندھے ہوئے اور سینگون پر اسکے نقش و نگار
کیا ہوا رتھ کیسی خوشنما مثل ہوا کے اڑتی ہوئی چلی جاتی ہے باقی تینون عیار عمران خطائی تعبان
خنجر گزار جانسوز بن قران ایک صورت بیراگی کی بنکر جسکو کتھک کہتے ہین دران دونون کو
کتھک کی صورت بناکر اپنے ساتھ لیکر یہ بھی چل کھڑا ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ خونخوار بن دجال نے
اس صحرا مین اپنی بارگاہ کو برپا کیا مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے بیٹھا ہے کہ اسکی دربار گاہ پر ایک
رتھ آئی اس پر ایک عورت نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہوئی سازندے نے آکر دربان سے عرض کیا کہ بی بی برق
قہر نگار ایک طوائف ہے آپکا نام سنکر آئی ہے دربان نے جاکر عرض کیا حکم ہوا کہ بلا لو عین صحبت
مینوشی کی ہوا چاہتی تھی کہ اسکا آنا بھی ضرور تھا طلب ہوئی مع اپنے سازندون کے دیکھا تو ایک نسیم
بہار کے مانند ہوا سے اپنی زلفون کو کان سے پیچھے کرتی ہوئی چال مستانہ وار چلتی ہوئی یہ اشعار پڑھتی
ہوئی سے چال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ٭ ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا ٭ خدا بچا
کر اس ہوا سے تیز کا کہ مجھی گرائے دیتی ہے۔ یہ سازندے ہولی گاتے ہوئے سامنے خونخوار کے
الا سکے خونخوار اس ادا و وضع کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا کہ ساتھ ہی آدمی نے آکر عرض کیا کہ تین
کتھک دو لڑکے اور ایک بوڑھا ساتھ بھی چاہتے ہین کہ وہ آکر اپنے کمال سے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرین
انعام مین مال و زر پائین از بسکہ اسکو دونون شوق ہین یعنی دونون جانب ملتفت ہے عورت سے بھی اور کم سن
لڑکون سے بھی کہا کہ بلا لو۔ اب جو دیکھا کہ یہ دونون کیسے خوش قطع سارے بان باندھے ہوئے کچھ زیور تن
پر آراستہ کیے ہوئے۔ جوڑے سے بکھلے بکھلے بندھی ہو گئے۔ آنکھ وہ آنکھ کہ اگر نرگس شہلا دیکھ لے اسکے
دیدار مین عمر اپنی ساتھ غم کے بسر کرے بقول شاعر سے چشم از جادو پست یا آہو سست یا صیاد خلق ٭ یا دو
بادام سیہ یا نرگس شہلا ستاین ٭ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ داغ بدل انہین صورتون کا ہے سنبل آج تک
با حال پریشان انہین کے خیال مین ہے سوسن نے ہزار زبان دراز زبان کین مگر انکے سے نا امید
لب کا مقابلہ نکر سکی خاموش ہو رہی غنچے ان غنچہ لبون کو دیکھکر چٹکنا بھول گئے اپنے دل تنگ ہوئے
کہ رشک کے مارے پھول گئے غرضکہ ان دونون بتون نے بھی آکر مجرا کیا خونخوار بن دجال ہنسا
ہنسا اور کہا کیا خوب بات ہے غم جیا دو و فکر با جہان ہے دو نظر مین ہمارا آشیان ہے یہ
پڑھکر انکو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ بی قہر نگار طوائف نے ان لڑکون کو دیکھکر اور خونخوار کیجانب

دم نہ ورلیا ٹھیک ہے یہ قسمت لو دیکھو کہ کمان کوئی جا کمند نہ دو چار ہاتھ بھگا کہ سب کا دم نکلا آج یہیں کہنے لگا ہم سے بھاگو
اب بچنا دشوار ہوا کلمۂ آخری پڑھ لو اور تصور خدا کی جانب کر لو۔ یہ کہکر ہر ایک عیار نے دعا توبہ پڑھی اور درگاہ
خالق بے نیاز میں استغفار کرنے لگے اس اثنا میں نامراد جادو نے ان سیہ ستان بادہ غفلت کو ہشیار کیا
اور سیہ رنگ بارگاہ کا دکھایا۔ یہ کار عیار سامنے سے اب آیا خونخوار اسپر بہت خفا ہوا اور کہا کاش یہ سر ان سب
کے بس یہ آٹھوں عیار ہاتھ بجے اس نابکار کے قتل ہونے کا حق جان نثاری اور مالک کا ادا کر گئے مرتے مرتے
تدبیر کی نا قابل ہر نہ رہی مگر قضا و قدر سے مجبور تھی کہ بنی بنائی بات بگڑ گئی اجل آ کر گریبان گیر ہوئی قابض ارواح
نے مہلت دم زدن نہ دی بقول اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون سب کے سب تیر اجل کے نشانہ ہو گئے
ترک ہلالی میں ضرب المثل جان نثاری میں مشہور زمانہ ہوئے جو جو ہنگامیں ل میں قطعیں سب خاک میں مل گئیں قضا
کے سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہ ہوئی کوئی منصوبہ کارگر نہوا اگر تھوڑی دیر اور کمبخت نامراد جادو نہ آتی تو ان
عیاروں نے قیامت برپا کر دی ہوتی ایک کافر کو بھی زندہ نہ چھوڑتے سب کے سر کاٹ کر جہنم رسید کر دیتے یہ وہ
عیار تھے کہ جنکا فن عیاری میں مثل و نظیر نہ تھا آٹھوں بڑے چالاک اور اپنے کام میں ہوشیار تمام عیاروں میں منتخب
اور معتبر تھے۔ خواجہ عمرو جو کہ شہنشاہ عیاران مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں عدیل و نظیر اپنا نہ رکھتے تھے وہ بھی ان
عیاروں کے معترف و مداح تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ سب شاگرد ہمارے نہایت لائق و فائق ہیں اور انکی
وجہ سے مجکو بہت مدد ملتی ہے اور اکثر مقامات پر انکی امداد و اعانت سے کامیابی ہوئی واہ کیا عیاری کی تھی کہ تمام لشکر
فرنگ کا تھا سب کا صفایا کر دیتے مگر ان لوگوں کے ہاتھ سے ان نابکاروں کی قضا نہ تھی بچ گئے اور عین وقت پر نامراد جادو
پہونچ گئی اسنے سب کھیل بگاڑ دیا کل معاملہ درہم و برہم ہو گیا پیمانہ عمر ان بادہ نوشان خمخانہ عیاری کا لبریز ہو چکا تھا انکو
جان بر ہونے سب محنت و مشقت رائگان ہوئی اور بے نیل مرام اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف چلا گیا۔ یہ وہ
عیار تھے کہ جنہوں نے اپنے عہد شباب میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیے تھے اور تمام عمر خدمت اور شیوا سے گزارا تھا اس
عیاریاں کیں کہ جہاں آدمی کا گذر بہت مشکل تھا اکثر ساحران پر دغا و کافران پرجفا ہمیشہ عیاری سے جہنم واصل ہوئے
بڑے بڑے بادشاہوں کی بارگاہوں میں اور سرداروں کے خیموں میں جا کر عیاریاں کیں اور انکو بیہوش کر کے اپنا کام کیا
اور صاف نکل چلے گئے کسی نے بھی انکی گرد کبھی نہ پایا صاحبقران انکی کارگذاریوں سے بہت خوش تھے اور اکثر تعریف
کیا کرتے تھے اور عزت و آبرو کی نظر سے انکو دیکھتے تھے انعام و اکرام سے ہر ایک کو مالا مال کر دیتے تھے جب کہ انکے مارے جانے کی خبر کہ
حال انکی عیاری کا ہو چکا تھا خونخوار بن دجال جفاکار کے ہاتھ اس عیاری کے ذریعہ سے اور عالم بے ہوشی میں قتل ہونا
سب کا صاحبقران زمان کو معلوم ہو گا تو نہایت افسوس کرینگے کہ ان کامل کارآزمودہ عیاروں کا قتل ہو جانیکا اور لشکر
میں گھر جانیکا بہت رنج و ملال ہو گا اور کل سرداران باقیماندہ اور شہزادے انکے حالات سنکر افسوس کرینگے ہر ایک عیار ان میں سے
مخصوص ایک ایک عیاری میں کامل تھا مثلاً مہتر برق فرنگی صورت کی عیاری نہایت عمدہ کرتا تھا اور ایسی
شکل تبدیل کرتا تھا اور اس طرز سے اپنے کو نازنین مہ جبین مہر تمکین بناتا تھا اور پوشاک و زیور وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ
ہوتا تھا کہ عابد و زاہد بھی دیکھنے سے تو ہزار جان سے عاشق فریفتہ ہو جاتے علیٰ ہذا القیاس کوئی درویش کی شکل
بہشکل بناتا تھا اور فقیرانہ لباس میں انہیں آراستہ کرتا تھا کہ کیا مجال ہے کہ کوئی پہچان سکے ہزاروں
ساحر دھوکے کھا گئے اور یہ عیاری کر کے صاف نکلے چلے گئے اسیطرح کوئی نقب زنی میں بے مثل و بے نظیر تھا کوئی فن
موسیقی کا ماہر کوئی فنون سپہ گری میں کامل خلاصہ یہ کہ ہر ایک ایک صفت خاص میں متصف تھا اور
عیاری اسمیں ختم تھی کیونکہ یوں تو سبھی فن عیاری میں مشہور و معروف تھے کہ اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے ہر ایک بانسے
واقف ہر ایک ملک کی وضع و طرح کا چربہ اتارنے میں کامل طرز رفتار و گفتار سب اسیطرح کی کہ اگر کیسا ہی دانا

ہو ہشیار دیکھے تو وہ بھی ایک مرتبہ دہوکہا کھا جائے اور پہچان نہ سکے۔ فن عیاری بھی نہایت مشکل فن ہے کہ کل علوم و فنون کی تھوڑی تھوڑی جانکاری ضرورت ہوتی ہے جیسا جہان موقع و محل ہو ویسا وہان رنگ جمایا جاتا ہے مثلاً کہین مولوی بنے کہین شاعر کہین حکیم کہین درویش کہین عابد زاہد کہین رند و اوباش کہین عورت کہین مرد کہین رنڈی کہین بھڑوے کہین جوگی بیراگی کے بھیس مین اپنے کو ظاہر کیا کہین پنڈت بنگئے کہین نجومی و رمال کہین گویئے کہین کلاونت قوال غرضکہ ہر ایک رنگ و ہر ایک وضع پر اپنے تئین بنانا پڑتا ہے تو جبتک کہ کسیقدر بھی اس طرز و روش و محاورات سے واقف نہو گا تو وہ کیا عیاری کر سکتا ہے اور کیونکر اسکا رنگ جم سکتا ہے اور کسطرح وہ دھوکہا دیسکتا ہے غرضکہ فن عیاری بہت مشکل فن ہے ان لوگون نے بڑی محنت و مشقت سے اسکو حاصل کیا تھا اور عمروا ایسے کامل فن کی شاگردی کی اور برسون انکی صحبت مین رہے اور انکی خدمت کی جب اس درجہ پر پہونچے مگر افسوس کہ اس چرخ جفا کار اور گردون غدار کی جفا کاری و بیمہری سے اپنی مراد کو نہ پہونچے اور اپنے سب کسب کمال اپنے ہمراہ لیے ہوئے بحسرت و یاس عازم ملک بقا ہوئے۔ افسوس کا مقام ہے کہ بقول شاعر

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ۔ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

کون ذی حیات ہے کہ جسنے اس دہر ناپائدار مین چاشنی مرگ نہ چکھی ہو کل نفس ذائقۃ الموت کا مصداق ہوا

ہمہ را ز دنیا بپا باید نوشید ۔ زجام دہر کہ کل من علیہا فان

الحاصل خونخوار بن دجال نے بعد قتل و قمع ان عیارون کے اپنی بارگاہ مین داخلہ کیا اور آج کی شب نامراد جادو سے ہمبستری کی رات بھر عیش و نشاط مین مصروف رہا اس زانیہ بدکار کے ساتھ اپنا منہہ کالا کیا۔ صبح کو بہنگام رخصت نامراد سے اسنے کہا کہ اب تو جا مین شہر عنطلی آباد کی طرف جاؤنگا پھر ملاقات ہوگی اسکو رخصت کرکے خونخوار نے اپنے سردارون کو بلا کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا طیار ہو اب ہم بدولت شہر عنطلی آباد کیطرف جائینگے اور کہا کہ اب ہم شہر عنطلی آباد کو تباہ و برباد کرکے اسکو خاک مین ملا دینگے اینٹ سے اینٹ بجا دینگے نام و نشان تک مثل حرف غلط کے مٹا دینگے اور یہ کہکے فوج و لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جانب عنطلی آباد روانہ ہوا اسکا ارادہ یہ ہے کہ جاتے ہی ایکبارگی دھاوا کرکے سبکو نیست و نابود کر دے چنانچہ اس ظالم ظلیم نے یہی قصد اپنا کرکے عنطلی آباد کا رخ اور کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اسکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

اب شمہ حال پر ملال مقیمان شہر عنطلی آباد معرض بیان مین آتا ہے

شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن ۔ زجائے دگر داستان گوش کن

راویان صداقت شعار و حاکیان صدق گفتار اس داستان مصیبت عنوان کو بطرز بائستہ و آئین شائستہ یون زیب رقم فرماتے ہین اور اشہب کلک گوہر سلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین اور سوانحات رنج و الم متعلق تباہی و بربادی مقیمان شہر عنطلی آباد اس طرح سے تحریر و تسطیر کرتے ہین

واقفان کہ در سخن فردند ۔ شرح این داستان چنین کردند

جبکہ یہ دونون عیار نامراد جادو کے دفعتاً آجانے سے گرفتار اور خونخوار کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور نامراد جادو اپنے مقام پر واپس گئی تو تمام لشکر خونخوار اور وہ کل سردار اس امر سے مطمئن ہوگئے کہ اب ان عیارون کی طرف سے کوئی خلش باقی نہین رہی تو وہ سب جانب قلعہ عنطلی آباد رخ کیا۔ یہان قلعہ کے سرکاری اس افسوسناک واقعہ کو دیکھکر واپس گئے اور جبکہ

ملکہ جادو کو ان عیاروں کے مرنے کی خبر پہونچی تو وہ بہت بیقرار ہوئی اور ان بیچاروں کے حال زار پر
بہت روئی۔ اوسکی اس بیکسی اور بیکسی سے قتل ہونے پر کمال افسوس ہوتی تھی مگر مجبور و ناچار تھی
کیا کر سکتی تھی اس حادثہ جانکاہ کا اثر دل غمگین سے کم نہوا تھا کہ ایک اور بلا آسمان سے اوتری
ہوئی معلوم ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ دامن کوہ سے ایک گرد اوٹھی ہے اور وہ آندھی کیطرح بڑھتی
چلی آتی ہے یہ دیکھکر ملکہ کو اور زیادہ فکر ہوئی اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد خبر لاؤ یہ کس کا
لشکر دھاوا کیئے ہوئے چلا آرہا ہے آیا کسی دوست کی فوج ہے یا دشمن نے چڑھائی کی ہے
ایک جاسوس گیا اور بہت جلد گھبرایا ہوا واپس ہوا اوسنے عرض کی کہ خونخوار بن جلال
نے آپکے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اوسکا قصد ہے کہ آپکے دشمنوں کو قتل
و غارت کرے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑے ملکہ یہ سنکر بہت ہراسان ہوئی اور مایوسی
سے آسمان کیطرف دیکھنے لگی اور دست دعا بلند کر کے اپنے خدا سے دعا مانگنے لگی کہ اے
میرے پروردگار میں بالکل بے یار و مددگار اور ناچیز و خاکسار ہوں اور میرا دشمن زبردست
اور خونخوار ہے بس تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تیرا ہی بھروسا ہے اب سوا تیرے
تیرے بندون کی جان بچانے والا کوئی نہیں ہے تو ہی ہم لوگون کی غیب سے اعانت
کر اور ہماری جان بچا لے لیکن اگر تیری یہی مرضی ہے اور تیری مصلحت اسی میں ہے
کہ ہم سب مسلمان اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوں اور تیری آغوش رحمت میں جگہ پائین
تو ہم جان و دل سے حاضر ہیں اور استقلال و ثابت قدمی سے اپنا سر تیری راہ میں قلم کرانیکو
موجود ہیں۔ یہ دعا کر کے ملکہ زار زار روئی۔ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور دریائے
رحمت الٰہی جوش میں آیا کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر نمودار ہوا اور ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ صحرا سرسبز و شاداب نظر آنے لگا۔ منہ بند کلیاں سب یکبارگی کھل
گئیں اور شاخیں مستانہ وار جھومنے لگیں آسمان سے ترشح ہونے لگا اور آمد خونخوار کی
گرد بیٹھکر گویا خاک میں ملا دی۔ دفعتہ قریب قلعہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک تخت مرصع
پر ایک ساحرہ نورانی بیٹھی ہوئی اوڑتی چلی آتی ہے اوسکا چہرہ چاند کیطرح روشن ہے
اور تمام جسم ایک نور کا پتلا معلوم ہوتا ہے ملکہ جادو [illegible] ہو گئی وہ ساحرہ
مسکراتی ہوئی تخت سے اوتری ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا [illegible] مجھے پہچانا میرا نام
نور [illegible]
[illegible] بالکل ذلیل اور [illegible] ہے وہ لوگ بھی ذلیل و حقیر ہو کر [illegible]
مسلمانوں کے ہاتھ سے [illegible] کی موت مارے جاتے ہیں مسلمانوں کا اللہ [illegible] غالب
[illegible] زبردست ہے وہ جسکی مدد کرتا ہے اوسکو غلبہ ہوتا ہے اور پھر کوئی اوس سے مقابلہ
نہیں کر سکتا۔ جب میں نے یہ سنا کہ تو مسلمان ہو گئی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی [illegible]
ارادہ تھا کہ میں تجھے دیکھنے کو آؤں مگر دنیا [illegible] اتنی فرصت [illegible]
[illegible] آج [illegible] اس خیال میں لیٹی ہوئی تھی کہ دفعتا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتی ہوں کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

جتنے لشکر تھے مین ایک غل ہو بلند ہوا ہر ایک سپاہی اور پہلوان دردمند ہوا چارون طرف سے
ہائے واویلا کی آوازین آنے لگین جسم تو شل تھے ہی تڑپ نہ سکتے تھے مگر جانین نکلی جاتی
تھین اور زمین اژدہا بنکر سب کو نگلی جاتی تھی خونخوار کا نام لیکر سب پکار رہے ہین کوئی اوسکو
رو رو کے بلاتا تھا کوئی غصہ مین گالیان سناتا تھا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی قیامت کا سناٹا
تھا نفسی نفسی تھی خونخوار دیوانہ ہوا جاتا تھا کہتا تھا ارے یارو مجکو ہاتھ پکڑ کے گھسیٹ لو
تو پھر مین تمکو نکال لون زمین مین گرنے سے سنبھال لون قضا اوسپر ہنستی تھی دیوانگی آوازے
کستی تھی غرضکہ یہ حال دیکھکر نور جادو نے بارہ سو آدمیون کو حکم دیا کہ جاؤ ان حرامزادون کے سر
کاٹ لاؤ میری بیٹی کو اکیلا سمجھکر دھاوا کرنے چلے تھے دیکھو اب کیا دھاوا ہو گیا۔ خبردار سب سے
پہلے خونخوار ناہنجار کا سر کاٹنا اور اوسکو زندہ نہ چھوڑنا۔ بارہ سو سپاہی تلوارین پکڑ پکڑ کے
دوڑے کسی نے پہلے سے نیزہ تانا کسی نے خونخوار پہ پہلے سے تیر کا نشانہ تاکا بارہ سو آدمی
ایکدم سے ریلا کرتے جو بڑھے تو یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب چلا ہے اور ایکدم سے سبکو ڈبو دیگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا یہان تو یہ سامان ہوا اور اودھر یہ آفت پڑی کہ ایک ساحرہ ناہر
جادو خونخوار پہ عاشق تھی مگر اسکو اوس سے ذرا بھی محبت نہ تھی وہ ہمیشہ اسکی خبر گیری
کرتی رہتی تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اسکی مدد کو عین وقت پہ آتی خفیہ سحر کرکے اسکے
دشمن کو زیر کیا اور چلی گئی اسی وجہ سے کوئی پہلوان اور کوئی بہادر آجتک [illegible]
جو مقابل پہ آیا اوسکو ناہر جادو اگر سحر سے کمزور [illegible] بالکل بیکار کر دیتی تھی [illegible]
بھی اوسکے پیرون نے اوسے اطلاع دی کہ نور جادو نے خونخوار پہ سحر کیا ہی اور وہ کوئی دم مین
مع تمام فوج کے قتل ہونے کو ہے ناہر جادو [illegible] پر لگا کے وہان سے
اوڑی تو عین وقت پہ یہان آ پہنچی خونخوار کا حال دیکھا تو آنکھون مین خون اوتر آیا پوچھا یہ
کیا ہوا کہا زندہ درگور ہین جان نکلا [illegible] نے کہا کہ [illegible] سے آغوش مین کیون نہ آئے
جو زمین نے ہمارا بدلہ لیا آخر ہمارا صبر [illegible] وقت گذر گیا ہی جاتا
رہی خونخوار نے کہا کہ باتین نہ بناؤ [illegible] جاتا ہون اور وہ دیکھو جادو سر پہ آ پہنچے آج اپنی
محبت کا کمال دکھاؤ ناہر جادو نے کہا کہ اس سحر کو مین باسانی رد نہین کر سکتی یہ نور کا جادو
ہے اسمین میری جان جائیگی جب تمہاری جان بچیگی۔ خونخوار نے تیوری پہ بل ڈالکے کہا کہ ہمیشہ
تم میری محبت کا دم بھرتی تھین جان دینے پہ مرتی تھین اب معلوم ہوا کہ یہ سب دم دیتی تھین
اور [illegible] کچھ نہ تھی فقط بہانہ تھا خیر اب جاؤ تمکو اپنی صورت نہ دکھاؤ جان دینے مین جو کیا باقی ہے
اور پھر مرنے پر مری جاتی ہو ناہر جادو نے ہنسکر کہا کہ خیر میرا تو نام ہی [illegible] لکھا
رکھا تھا کہ ناکام و نامراد رہونگی اور یونہی اپنی جان فدا کرونگی خیر تم بھی کیا نہ کہو گے تو آج
مین اپنی محبت کے ساتھ اپنا بھی خاتمہ کرتی ہون یہ کہکر ناہر جادو نے اوسی زمین متزلزل
مین سے ایک مٹھی خاک اوٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی اور کچھ پڑھکے بیٹھی
نور جادو بھی سامنے آ کھڑی موجود ہوئی تھی اس نے اوس سے آنکھ ملا کے کہا کہ اے
آتش محبت [illegible] اور میرے ساتھ میرے دشمن نور جادو کو بھی جلا کے خاک کر ہمیشہ
کے لیے وسوسہ پاک کر یہ کہنا تھا کہ ادھر تو ناہر جادو ہمہ تن شعلہ بن گئی اور ادھر سے

نور جادو شمع کیطرح روشن ہوگئی دونون ایکدم سیاہ ہوکر خاک ہوگئین زمین نے خونخوار کے
پاؤن چھوڑ دیئے سنبھلے اپنے کو نکال لیا اور یکبارگی قلعہ کیطرف دوڑے بارہ سو آدمیون
نے مقابلہ کیا مگر خونخوار کی فوج بیشمار تھی معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ بارہ سو سپاہی کدھر گئے
کچھ قتل ہوئے کچھ کچلکر مرگئے ہزارون اوربکثرت کے نعرے آسمان تک جاتے تھے سپاہ خونخوار
کے صدمون سے پہاڑ تھرا اٹھے خون کا دریا بہنے لگا مقتولون کے سر [illegible] جسطرح
تیرنے لگے تلوارون کی موجین بلند ہوکر اوچھلتی تھین اور بسمل مچھلیون کیطرح تڑپتے
تھے - نور جادو کے ملازم دوڑ کر لاش اوٹھا کر قلعہ مین لیگئے اون بارہ سو آدمیون
تو ایک بھی نہ بچا سب کے سب قتل اور پامال ہوئے مگر ملکہ جادو نے قلعہ کے دروازہ
کو بند کرلیا اور حتی الامکان حفاظت کا بندوبست کرلیا - لیکن جب خونخوار در قلعہ پر پہونچا تو
اوس بدکردار کو تاب نہ رہی غصہ سے چہرہ لال ہوگیا حکم دیا کہ دروازہ توڑ ڈالو کئی سو ہاتھی
دروازہ مین جھپٹ گئے اور اپنے زور بازو سے دروازہ توڑ ڈالا یکبارگی تیزی کرکے جو قلعہ
کے اندر گھسے تو قیامت برپا ہوگئی محافظ اور تمام اہل قلعہ کیا رعایا کیا سپاہی بلکہ دوکاندار
تک سینہ سپر ہوئے مگر خونخوار کا لشکر ایک طوفان تھا کہ سمندر کیطرح موج مارتا ہوا
جو قلعہ مین گھسا تو پناہ پانی مشکل ہوگئی ہرطرف سے فریاد و فغان کی آوازین آنے لگین
در و دیوار سے حسرت ٹپکتی تھی زمین و آسمان ان بیبسون پر روتا تھا کوئی مددگار اور
غمگسار نہ تھا ایک کی ایک کو خبر نہ تھی باپ کو بیٹے سے بیٹے کو باپ سے مدد نہ ملسکی جو جہان تھا
وہین قتل ہوگیا مکانات منہدم ہوگئے ہزارون گھر جلا دیئے گئے دوکانین لٹ گئین سارا
قلعہ قلعہ آسیانہ بنگیا کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا ملکہ جادو کو کچھ بن نہ پڑا فصیل قلعہ کے
نیچے ایک دریا بہتا تھا وہ اوسمین کود پڑی اور اوسکے ہمراہ سوا سو مصاحب تھے اونھون
نے بھی اپنی جان دریا کو سپرد کردی تمام قلعہ اور اوسکی کل آبادی تحس نحس ہوگئین
مال و اسباب لوٹ لیا گیا مکانات خاک مین مل گئے اور سب آدمی کام آئے اسوقت
خونخوار نے دم لیا جو لوگ دل سے مسلمان نہ ہوئے تھے اونھون نے امان مانگی
اور پھر مرتد ہوگئے اونھین مین مل گئے خونخوار نے پھر سے قلعہ کی درستی کرائی اور
اوس ویرانہ کو آباد کیا - خوب خوب جشن ہوئے دو ایک روز ناچ رنگ مین مصروف
رہا لشکر مین خوشی کے شادیانے بجتے کوئی دن رات شراب پیتا رہتا کوئی ہروقت
نیند کے نشہ مین بیہوش رہتا غرضکہ جب خونخوار اور اوسکی فوج سستا چکی تو اوسنے
اشتر گوہر فرزند ان کو وہان کا حاکم بنایا جوکہ اوسکے تمام فرزندون مین ظالم الظلم مشہور تھا
اور بڑا بددماغ اور مغرور تھا تمام لوگ اوس سے گھبراتے تھے اور غریب زیادہ تر گھبراتے
تھے اسکی ہیبت سب پر طاری تھی اور اسکی طبیعت مین مکاری اور خصلت مین خونخواری
تھی انتہا کا بدکردار اور بدمست تھا اسکا مذہب شیطانی اور یہ ابلیس پرست تھا
جب خونخوار اس کام سے فراغت کرچکا تو خود جانب ہفت منظر روانہ ہوا
اور یہان اشتر گوہر فرزند ان کو مع فوج کافی و لشکر وافی چھوڑ گیا اب عرصہ تک آبادی مین
کوئی مسلمان اور اسلام کا نام لینے والا نہ رہا -

لیکن اب یہاں سے چند کلمہ داستان اسد بن کرب غازی کی بیان کیے جاتے ہیں

کہ وہ قلعہ صبح حصار کو تسخیر کرکے مطمئن ہوئے تھے کہ وہاں کوئی کافر باقی نہ رہا تھا تمام کفار کو
قتل و غارت کرکے اسلام سے آباد بنایا تھا اور اسلام کا سکہ خوب جمایا تھا ایک روز دربار آراستہ تھا
خود بکمال تزئین پر جلوہ افروز تھے اور چپ و راست سرداران نامی و گرامی متمکن تھے درمیان میں
رقص و سرود ہو رہا تھا اور چاروں جانب بہادران فوج تماشائی بنے ہوئے تھے جشن کا لطف اٹھا رہے
تھے صفر غلام عیار نے اسد بن کرب غازی کے قریب آکر یہ عرض کی کہ حضور آج لشکر میں
کچھ لوگ فقیروں کا بھیس بدلے ہوئے پھر رہے ہیں اور لوگوں کا بھید لیتے پھرتے ہیں
چہروں سے تو باغی اور کافر نہیں معلوم ہوتے مگر اونکی حالت ظاہری ضرور مشتبہ ہے اگر حکم
ہو تو گرفتار کرکے حاضر دربار کروں اونسے دریافت کیا جائے کہ تم کون ہو اور کہاں سے
آئے ہو اسد بن کرب غازی نے اجازت دی مگر تاکید کر دی کہ زیادہ سختی اور جبر
نہ کرنا شاید مسلمان ہوں یا فقیر ہوں غریب الوطن اور سائل ہوں ظلم و بدعت نہ کرنا چاہیے
صفر غلام بہت خوب کہکر واپس گیا اور جلسہ رقص و سرود موقوف کیا گیا اور سوا سے
سرداران خاص کے باقی سب لوگ اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ پر چلے گئے اتنے میں صفر غلام
شیر دل چند فقیروں کو ہمراہ لیے ہوئے حاضر دربار ہوا اونھوں نے دربار میں آکر
ڈرتے ڈرتے سلام بقاعدہ اسلام کیا اور حضور اسد بن کرب غازی کے
سامنے آکر کھڑے ہوگئے اسد بن کرب غازی نے بیٹھنے کو کہا اور پھر حال پوچھا
کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو یہاں کیوں آئے ہو اور
کیا سے ہمارے لشکر میں پھرتے ہو اونمیں سے ایک نے دست بستہ گذارش کی کہ ہم
لوگ قلعہ زرین حصار کے رہنے والے ہیں وہیں رہتے تھے اور ہمارا مذہب
اسلام اور دین محمدی ہے توتخوار بن دوبال نے آکر ہمارے شہر کو تباہ و برباد
کر دیا تمام مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اب وہاں سوائے کفر کے اسلام کا نام و نشان نہیں ہے
اسقدر ظلم اوس نے ہم لوگوں پر کیا کہ ہم میں بیان کرنے کی طاقت نہیں ہم چار پانچ
آدمی اتفاق سے زندہ بچکر نکل آئے اور سنا تھا کہ حضور نے قلعہ صبح حصار سے
کفار کو خاک میں ملا دیا ہے اور قریوس خرس پیشانی کو قتل کرکے مسلمانوں سے
بسا دیا ہے اس لیے یہاں آئے تھے کہ حضور سے فریاد کریں اور داد خواہ ہوں
اب قلعہ زرین حصار کو توتخوار بدکردار نے اکوان بلند آواز کے قبضہ میں دیا
ہے اور ظلم و بدعت کے ساتھ وہاں حکومت کرتا ہے چالیس ہزار فوج اوسکی
حفاظت کے لیے چھوڑ گیا ہے اور خود نہیں معلوم کس طرف کوچ کر گیا ہے یہ کہکر
اودھر تو فقیر خاموش ہوئے اور ادھر اسد بن کرب غازی کو ایک جوش ہوا
غصہ میں قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہونٹ چبانے لگے طیش میں آکر قسم کھائی کہ جب تک
توتخوار کو قتل نہ کرونگا دانہ پانی مجھ پر حرام ہے یہ کہکر حکم دیا کہ
ہمارے لشکر میں سفر کی تیاری ہو کل صبح کو قلعہ زرین حصار کی طرف روانہ ہونگے

فوراً تمام لشکر مین یہ حکم شایع ہوگیا اور تیاریان ہونے لگین سپاہیون نے اپنی
تلوارین اور تیر و خنجر صاف کیے اور سوارون نے ساز و یراق درست کیے پہلوانون
نے کثرت و ورزش سے اپنے ہاتھ پاؤن چست کیے سواری کا اسباب تمام لشکر مین
تیاری سفر اور سامان جنگ کا غلغلہ برپا تھا علی الصباح اسد بن کرب غازی نماز سے
فارغ ہوکر بارگاہ کے باہر آئے ضرغام شیر دل کو بلایا اور پوچھا کہ فوج کوچ کے
لیے تیار ہے ضرغام نے کہا کہ حضور سب کے سب مستعد و آمادہ ہین کہ ہمراہ رکاب
ہون مگر کچھ لوگ اس قلعہ کی حفاظت کے لیے بھی رہنا چاہیئے۔ یہ سنکر اسد بن کرب
غازی نے اپنے چند معتبر سردارون کو مع فوج ظفر موج اسی قلعہ مین رہنے کا حکم
دیا اور باقی تمام لشکر کے دو حصے کیے ایک کو اپنے ہمراہ رکھا اور دوسرے حصہ کو
جسمین ابراہیم بن مالک اژدہا جمہور بن مقہور اور عدلان تنہا و بن فضلان شاہ ایسے
نامی و گرامی سردار تھے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اس لشکر کا افسر فوج
بن اسد بن کرب غازی کو بنایا ادھر تو وہ روانہ ہوئے ادھر دوسری راہ سے
خود اسد بن کرب غازی اپنی آزمودہ اور جرار فوج کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے
مرغزارون اور سبز و شاداب صحراؤن کیطرف سے ہوتے ہوئے سیر و شکار کرتے
ہوئے چلے۔ ان کے ہمراہ بھی بڑے بڑے سرداران نامی و پہلوانان گرامی
موجود ہین چنانچہ اسد ثانی بھی ہمراہ رکاب ہے۔ یہ ادھر سیر و شکار کرتے
ہوئے اور بہار صحراؤن کی ہوا کھاتے ہوئے پہاڑون کے دامنون مین جا رہے
ہین کہ یکبیک دامن کوہ مین ایک جمعیت نظر آئی اسد بن کرب غازی نے
پلٹ کر کہا کہ دیکھنا یہ کسکا لشکر ہے ایک جاسوس فوراً گھوڑے کو خبر کرکے آگے
بڑھا اور ہوا ہوگیا دم کے دم مین پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ اکوان بلند آواز حاکم
قلعہ زرین حصار یہان مصروف شکار ہے اور دس ہزار سوار اوسکے ساتھ
ہین اسد بن کرب کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی گھوڑے کو ایڑ دی وہ بجلی بنکر
چمکا اور اڑا اسد ثانی نے اپنے سردارون سے یہ کہا کہ مین بھی ہمراہ جاتا
ہون جسوقت بوق بجاؤن تم ان دس ہزار سوارون کو چارون طرف سے
آکر گھیر لینا اور میرے پیچھے چلے آؤ یہ کہکر اسد ثانی نے بھی گھوڑا دوڑایا اب یہ
دونون بہادر اکوان بلند آواز کے لشکر مین در آئے اور جاتے ہی نعرہ کیا۔

(نعرہ اسد)

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ	بدرّم دل شیر و چرم پلنگ

ادھر اسد نے للکارا کہ باش او مرد مصاف مین آپہونچا اکوان یہ رعد کی سی کڑک
سنکر گھبرایا اپنی بلند آوازی بھولا لشکر مین ہر طرف سے ایک غل بلند ہوا ہل چل
مچ گئی یہ معلوم ہوا کہ دو شیر ببرون کے گلے مین گھس آئے ہین اور سب کو کھائے
جاتے ہین اکوان بلند آواز چلایا کہ یارو ان دو آدمیون سے اسقدر گھبرائے
ہوکہ ہوش و حواس درست نہین تیر و خنجر سنبھالو ان دو آدمیون کو گھیر لو اب یہ

سوارون

سواروں نے اپنے گھوڑے سنبھالے تیغ و خنجر نیام سے نکالے ادھر اسد ثانی نے بوق بجایا
تمام لشکر نے چاروں طرف سے ان دس ہزار سواروں کو آکر گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چند
آدمی پہاڑوں کے سلسلہ میں آکر قید ہو گئے ہیں اور پامال ہوتے جاتے ہیں ایک ایک کا
فشار ہوا جاتا ہے اب تلواروں کا ابر چاروں طرف سے گھر آیا اور سر و تن کا مینہ برسنے لگا تیغوں
کی جھنکار اور بہادروں کے نعرے پہاڑوں میں گونجنے لگے تکبیر و بکش کی آوازیں بلند ہونے
لگیں خون کا دریا بہنے لگا اور لاشیں موجوں کیطرح اوس دریائے خون میں نظر آنے
لگیں لشکر کفار میں وہ بالی چالاکی حرب و ضرب کے اصول و قواعد بھولے خوف جان سے
سب کے ہاتھ پاؤں پھولے ملک الموت جلد جلد روحیں قبض کرنے لگا موت کا بازار گرم
ہوا سر فروشی ہونے لگی ہر ایک پر خود فراموشی طاری ہوئی۔ اودھر معروف بن
اسد نے جاتے ہی ایک دم سے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کر دیا قتل و غارت کرتے
ہوئے قلعہ میں گھسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سمندر جوش مارتا ہوا آندھی کی طرح بڑھتا
ہوا چلا آتا ہے۔ قلعہ کی فوج کا کوئی سردار نہ تھا اکوان بلند آواز تو یہاں مصروف
شکار ہو کر خود شکار بنا ہوا تھا وہ بیچارے کیا لڑتے کچھ مارے گئے کچھ قید ہوئے
مگر ہر کس و ناکس بدحواس تھا ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی جو تھا وہ بے حواس
تھا دوکاندار اور مکاندار اپنے دوکانوں اور مکانوں کو چھوڑ کر بھاگے جو مسلمان
چھپے ہوئے اون کے بخت جاگے آکر جہاد میں شریک ہوئے کافروں سے اپنا بدلہ
لینے لگے اور داد شجاعت دینے لگے چالیس ہزار فوج میں سے جو بیس ہزار یہاں اکوان
چھوڑ گیا تھا آکر دم میں غارت ہو گئی پتہ بھی نہ لگا کہ کہاں گئی کیا ہوئی تین ہزار گرفتار
اور باقی قتل ہو کر فی النار ہوئے رعایا نے امان مانگی معروف بن اسد نے
اپنا ہاتھ روکا تلوار نیام میں کی سب کو امان دی انکی فوج نے بھی قتل و غارت سے ہاتھ
اوٹھایا اور قلعہ میں پھر سے اسلام کا سکہ بیٹھایا ادھر اسد غازی اور اسد ثانی ایک
ایک وار میں صفوں کی صفیں اولٹ رہے ہیں کفار بدکردار بھی حتی الامکان ان
شیروں پر جھپٹ رہے ہیں مگر کوئی آگے بڑھنے نہیں پاتا تلوار کا منہ چوٹ سے
نہیں پاتا جو جہاں تھا وہیں کام آیا کسی کا ہاتھ مع تلوار کے اوڑ گیا کسی کا
سر دھڑ سے جدا ہو گیا کسی کے کمر کے دو ٹکڑے ہوئے کوئی تیر کھا کے گرا
ادھر اکوان بلند آواز اسد ثانی کیطرف بڑھتا ہوا چلا آرہا ہے چاہتا ہے
کہ کسیطرح اس سردار کو ماروں میں غفلت میں وار کروں اودھر اسد ثانی
بھی اسی تاک میں ہے اسد بن کرب غازی بھی اسی فکر میں ہی تھا کہ انہوں نے
دیکھا اکوان لڑتا بھڑتا اسد ثانی کیطرف جا رہا ہے اور وہ مقابلہ کفار کے قتل کرنے
میں مصروف ہے یہ دیکھتے ہی اسد بن کرب غازی نے للکار کر آواز دی کہ
اے فرزند اکوان بے ایمان تمہارے قریب آگیا ہے لینا اسکو یہ شکار ہاتھ سے
جانے نہ پاوے یہ سنتے ہی اسد ثانی اسکی طرف متوجہ ہوا اکوان نے سنبھل کر
تیغ کو گھمایا اور اسد ثانی کے سر پر وار کیا جون ہی کہ تیغ [illegible] اسد ثانی [illegible]

برباد ہوئی جب اس کام سے فراغت ہوئی تو تحقیق کی گئی کہ اس قلعہ کے حاکم سابق کی نسل مین سے کوئی باقی ہے یا نہین معلوم ہوا کہ عنقا بن گلبن شاہزادہ زرین حصار موجود ہے اسد نے اوس شہزادہ کو بلایا اور خلعت سے سرفراز کرکے اس قلعہ کا حاکم بنایا اصول حکمرانی سکھاے اور کچھ نصایح وہدایات کرکے تمام اہل قلعہ کو مطلع کیا کہ عنقا بن گلبن اس قلعہ کا حاکم بنایا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین پر اونکی اطاعت لازم و واجب ہے ہر ایک نے بدل وجان عنقا کی حکومت تسلیم کی اور امن وامان کا دور دورا ہوا جبکہ اسد نے اس کام کو بھی انجام دے لیا تو قیدیون کو بلاکر سمجھایا کہ دیکھو ابلیس پرستی اور بت پرستی جہنمیون کا کام ہے اور اسکا برا انجام ہے مذہب حق درحقیقت اسلام ہے کفر والحاد سے منھ موڑو کافران بد انجام کا ساتھ چھوڑو ورنہ دنیا مین کتے کی موت مارے جاؤگے اور عاقبت مین عذاب الہی اوٹھاؤگے انمین سے بعض تو دین حق اسلام کو سمجھے مسلمان ہوے اور بعض اپنے انجام کو نہ سمجھے روگردان رہے اسد نے اونکو بہت بری طرح قتل کرایا اور فوراً جہنم مین پہونچایا یہ قصہ بھی پاک ہوا تمام قلعہ پھر سے شاد کام وفرحناک ہوا اب اسد بن کرب غازی نے چند مخبرون کو خونخوار کی خبرگیری کے لیے روانہ کیا تاکہ اوسکا حال معلوم ہو کہ وہ ملعون کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے مخبرون کو روانہ کرکے اسد بن کرب غازی اونکا منتظر رہکر قلعہ مین مقیم رہا۔ اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بدکردار قلعہ عنقا آباد کو تاخت وتاراج کرکے جانب قلعہ ہفت منظر جارہا ہے راستہ مین سیر وشکار کرتا ہوا باطمینان تمام قطع مسافت وطے منازل کررہا ہے اوسکا مصمم قصد ہے کہ خدا پرستون کے ممالک کو تباہ وبرباد کرتا پھرے اور ابلیس پرستی کو رواج دے چنانچہ اب ارادہ کرچکا ہے کہ ہفت منظر کے مسلمانون کو خاک مین ملادے اور اپنی خونخواری وجاہلی اون غریبون کو دکھاے یہان یہ حال ہے کہ ملکہ مہر شہزادہ نور الدہر کے فراق مین غمگین وبیقرار ہوتی ہے اور شب وروز گریہ وزاری مین بسر ہوتی ہے کبھی روتی روتے بیہوش ہوتی ہے اور کبھی ہوش مین آکے پھر رونے لگتی ہے جو کوئی مسافر اوس شہر مین وارد ہوتا ہے اوس سے شہزادہ کا حال دریافت کرتی اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو وہان قاصد روانہ کرتی ہے اور اوسکے واپسی کے انتظار مین ہر وقت دیدۂ دل سے منتظر رہتی ہے اور اگر کچھ خبر نہ ملی تو پھر دلگیر وبیقرار ہوتی ہے کبھی یاد نور الدہر مین آہ سرد بھرتی کبھی اپنے فرزند بدیع الملک کے غم مین نالہ وفغان کرتی بھوک وپیاس جاتی رہی تھی اور خواب راحت آنکھ سے نہ دیکھ سکتی تھی آخرکار اسی غم مین گرفتار ہوکر بیمار ہوئی اور صاحب فراش ہوگئی ملکہ کا باپ کیوان فلک رفعت اگرچہ ضعیف وناتوان تھا مگر شاہزادی کے حال پرملال کو دیکھکر بہت پریشان تھا جہانتک ہوسکا تیمارداری مین مصروف رہا اور تسکین وتسلی کے کلمات سے ڈھارس دیتا رہا مگر شہزادی کا غم روز بروز زیادہ ہونے لگا اور ضعف ونقاہت کی ترقی ہوتی رہی کوئی دوا کوئی علاج کارگر نہ ہوا کسی حکمت وتدبیر کا کچھ اثر نہ ہوا آخرکار بقول میر تقی میر

الٹی ہو گئیں سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
یعنے شاہزادی قمر چہرہ کا انتقال ہوا ہر کس ناکس کو سخت ملال ہوا اور باپ کا تو عجب ہی
حال ہوا تمام قلعہ مین ماتم برپا ہو گیا رعایا اور ملازم سبھی تو روتے تھے اور اس شہزادی کے
غم مین اپنی جان کھوتے تھے در و دیوار اور کوہ بیابان سے گریہ و زاری کی آوازین آتی
تھین لوگون کے کلیجے شق ہوتے تھے کسی کو غش آ گیا تھا اور کوئی پچھاڑین کھاتا تھا شجر و حجر
روتے تھے اور دوست و دشمن سب کا حال یکسان تھا کوئی ایسا نہ تھا جسکو اس غمی کا
غم نہو کیوان فلک رفعت کے صدمہ کی انتہا نہ تھی اس پیری مین یہ داغ کہ جوان بیٹی
نور چشم لخت جگر آنکھ سے اوجھل ہو گئی موت سے بدتر تھا لوگون کو شاہزادی کا تو غم کم تھا
مگر اس ضعیف و ناتوان بادشاہ کی حالت زار دیکھکر ہر شخص کی حالت عجیب طرح کی
پریشان تھی بادشاہ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے قلب الٹ گیا چلا چلا کر نور الدہر
اور بدیع الملک کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ نور الدہر اور اے
شاہزادہ بدیع الملک آؤ اس غم مین تو ہمارے شریک ہو تم کہان ہو کیون ہماری بات
کا جواب نہین دیتے مصاحبین خالی بادشاہ کو سمجھاتے تھے مگر سمجھاتے کیا تھے خود ان کے
کلیجے پھٹے جاتے تھے کبھی کیوان فلک رفعت کو غش سے چونکاتے کبھی تسکین وہ
کلمات سے تسلی دیتے اور صبر و جبر کی طرف اشارہ کرتے مگر ہر شخص پر ایک دلگداز کیفیت
طاری تھی اور ہر ایک کی جان ناتوان جسم مین تنگ اور عاری تھی جب بادشاہ کو
ہوش آتا تھا تو وہ اپنے مصاحبون سے کہتے تھے کہ ایہا الناس تمکو وہ زمانہ یاد ہے
کہ ملکہ قمر چہرہ اس مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے غم مین آکر گوشہ نشین ہوئی تھی اور فقیرانہ
زندگی اختیار کر لی تھی پھر ایرج نوجوان کا تمسید زنگی کے ہمراہ آنا اور ملکہ کے عاشق کو کوڑے
مارنا اور شہزادہ بدیع الزمان کا آنا اور طہماس بن عنقویل دیو پرور کا آنا اور حمزہ
صاحبقران کی تشریف آوری اور اس قلعہ ہفت منظر پر چارون طرف سے کفار اور
سرداران اسلام کا نرغہ کرنا اور لاکھون آدمیون کا جمع ہونا اور شاہزادہ نور الدہر
کو آقا قلیاس کا دریا مین پھینکدینا اور آقا قلیاس کا ملکہ کو اٹھا لیجانا
اور پھر شاہزادہ نور الدہر کی شادی ملکہ قمر چہر کے ساتھ ہونا اور عجیب کا انابلبس بننا اور
وہ مجمع واراب کشور کشا اور خورشید ستارہ پرست اور نور رج ماہ پرست
تم لوگون کو یاد ہے افسوس ہزار افسوس کہ جس کے لئے یہان اس سر زمین پر ایسی ایسی
مجمع ہوئے تھے آج ہم اوسکو اوسی زمین مین دفن کئے جاتے ہین یہ کہکر بادشاہ بیقدر
روئے کہ غش آ گیا اور مصاحبین و ارا کین نے سنبھالا مگر سب کے سب اسی حال مین
تھے بہزار خرابی بادشاہ معہ سرداران و مصاحبین داخل قلعہ ہوئے اور صف ماتم درست
کی گئی تمام اہل قلعہ رعایا و ملازمین شاہی سیاہ پوش ہوئے اور چہلم تک رسم
ماتم داری کا ارادہ کر لیا مگر اسی غم سے ابھی جی نہ ٹھہرا تھا اور آنسو بھی خشک نہ ہو
تھے کہ یکایک جاسوسون نے خونخوار بن دجال کی خبر سنائی کہ وہ بد کردار
ہفت منظر پر حملہ کرنے کی غرض سے آ رہا ہے اور قریب قلعہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنکر

بادشاہ نے آیہ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رٰاجِعُون پڑھی اور اوسی وقت سے یقین کامل ہو گیا کہ اب وقت
پورا ہو گیا اسی بہانہ سے درجہ شہادت نصیب ہوگا خیر بعد شاہزادی کے جینے کا لطف
بھی نہ رہا تھا بحمد اللہ کہ اوس نے اپنے پاس بلانیکا سامان کر دیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے
نعمان ہفت منظری کیجانب دیکھا اوس نے دست بستہ عرض کی کہ جبتک یہ
غلام حاضر ہے حضور کو کچھ فکر و اندیشہ نہ کرنا چاہیئے ہم بسر و چشم پہلے اپنی جانین نثار کرینگے
اوس کے بعد خدا کو اختیار ہے جو چاہے وہ کرے یہ کہہ کے نعمان ہفت منظری
اپنی فوج مین آیا اور آراستگی کا حکم لشکر کو دیا تمام فوج لڑنے مرنے پر تیار اور سربکار
ہوئی برجہائی قلعہ درست کیئے گئے فصیل اور خندق پھر سے درست ہوتے اور
نعمان ہفت منظری نے قلعہ کو خوب اچھی طرح حتی الامکان مستحکم و مضبوط کر لیا
اور منتظر موت ہو کر مستعد کارزار و مشتاق حرب و ضرب ہوا خونخوار نا ہنجار نے
قلعہ سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک دامن کوہ مین لشکر کو روک لیا بادشاہ اور نعمان
ہفت منظری نے برج قلعہ پر سے دیکھا کہ سات نشو علم کے پھریرے ہوا مین لہرا رہے
ہین اور اون پر ابلیس کی تعریف لکھی ہوئی ہے نعمان ہفت منظری نے کہا کہ حضور
سات لاکھ کا لشکر ہے مگر خدا کے ہاتھ مین فتح و ظفر ہے اگر اوس نے اعانت کی تو آپ
ملاحظہ فرمائینگے کہ مین چند آدمیون سے کیونکر ان سات لاکھ ابلیس پرستون کا حملہ روکتا اور
مقابلہ کرتا ہون اور اگر انھین کفار کے ہاتھ سے خدا تعالی نے میری موت موقوف
رکھی ہے تو بھی مین شکر ادا کرتا ہون کہ وہ مجھے درجۂ شہادت پر پہونچائیگا۔ نعمان
ہفت منظری نے دیکھا کہ وہ سات لاکھ کا لشکر سایہ کوہ مین فروکش ہوا اور
خونخوار نے وہین خیمہ و بارگاہ نصب کرائین اور باطمینان تمام ایک نامہ لکھکر
طوفان زور آزما کو دیا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت کے پاس لائے وہ بڑی
شان و شوکت سے نامہ لیئے ہوئے در قلعہ پر آکر رکا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی
کہ خونخوار کا نامہ دار حاضر ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلا لو طوفان زور آزما حاضر
دربار ہوا اور بقاعدہ ابلیس پرستان سلام کر کے باآواز بلند مطلع کیا کہ منم طوفان
زور آزما نامہ دار خونخوار بن دجال یہ کہکر اوسنے نامۂ خونخوار پیش کیا
تعریف ابلیس علیہ اللعنت کے بعد لکھا تھا کہ اے بادشاہ قلعہ ہفت منظر آگاہ ہو کہ
ہم ابلیس پرست ہین اور تم سب مسلمانون سے زبردست ہین تم بھی ہمارے
مذہب مین داخل ہو جاؤ یہ مذہب سب سے زیادہ آسان ہے چاہو شراب پیؤ
چاہو سور کھاؤ جو عورتین تمہارے یہان حرام ہین اونکو ہمارے خداوند نے حلال
کر دیا ہے اور انھون نے ہمکو دنیا مین مالامال اور خوشحال کر دیا ہے بہتر ہے کہ ہمارا
مذہب اختیار کرو ورنہ ہمارے مقابلہ پر تیار رہو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ ہمارا لشکر
سات لاکھ جوانان بیلتن اور بہادران صف شکن سے آراستہ ہے یہ تمہارے
قلعہ کو ایک دم مین تباہ و برباد کر دینگے اور مسلمانون کو قتل کر کے ابلیس پرستون
سے بھر دینگے تم نے سنا ہوگا کہ ہم نے کیسے کیسے قلعون کو تسخیر کیا ہے اور

کس بہادری سے اپنے دین کو مشتہر کیا ہے ہر ایک بادشاہ میرے مقابلہ میں کچھ مال
نہیں اور کسی پہلوان میں میرے مقابلہ کی مجال نہیں زر بن عصار اور شطلی آباد کے
واقعات تم کو معلوم ہوتے ہونگے کہ میرے سامنے ساحر و غیر ساحر سب یکسان ہین اور
میری تلوار سے جن اور دیو حیران و پریشان ہین لہذا میری اطاعت اور ابلیس کا دین
قبول کرو ورنہ ملک الموت کے مقابلہ کے لیئے تیار ہو رہو۔ یہ خط جو کہ واہیات
خرافات اور لاف و گزاف سے بھرا ہوا تھا دیکھکر بادشاہ کو غصہ آیا اور فوراً چاک کرکے
زمین پر پھینکوا دیا۔ طوفان کو یہ دیکھکر جوش آیا اور تلوار نیام سے کھینچکر بادشاہ کیجانب
بڑھا نعمان ہفت منظری نے للکارا کہ او گستاخ کدھر جاتا ہے مردان عالم کو
پیٹھ دکھاتا ہے طوفان غصہ میں آکر پلٹا اور تیغ خار اشگاف کا وار نعمان ہفت
منظری کے سر پر کیا نعمان ہفت منظری نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار
چھین کے پھینکدی طوفان زور آزما پہلوان زبردست تھا اپنے زور کے غرے پر
لپٹ گیا نعمان ہفت منظری جوان شجاع نے کلائی چھوڑ کر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ منہ
اوسکا پھر گیا طوفان زور آزما نے جھلا کے خنجر کھینچا اور چاہا کہ سینہ سے کینہ کے پار کردے
نعمان ہفت منظری بکیت اور پھکیت تھا خالی دیکے ایک اوکھاڑ ایسی ماری
کہ دو گز زمین سے بلند کرلیا آواز دی کہ او مسخرے دربار شاہی مین یہ بے ادبی اگر
قاصد کو مارنا خلاف قاعدہ و اصول شہنشاہی نہ ہوتا تو اب تک کبکا جہنم واصل
ہو چکا تھا یہ کہکر نعمان ہفت منظری نے ایک چرخ دیا اور گھما کے جو پھینکا ہے
تو دربار کے باہر زمین مین گرد برد ہوگیا ساری طوفانی خاک مین ملگئی شرم سے
عرق عرق ہوگیا اسی چلو بھر پانی مین ڈوب مرا گرد جھاڑتا ہوا اوٹھا اور للکار کر اپنے
ہمراہیون کو آواز دی کہ یارو جلدی میری خبر لو مجھے ان خدا پرستون نے گھیر لیا ہے
اوسکے ہمراہ دس ہزار جوان در قلعہ پر موجود تھے سب کے سب اکبارگی گھس پڑے
یہان بھی ساری فوج تلوارین کھینچ لین دست بدست تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی
اوٹھ کھڑے ہوتے ولایتی گھر سے نکال کے صفایا کرنا شروع کیا وہ منجھے ہوئے اور
تلے ہوئے ہاتھ اس صفائی سے چلتے تھے کہ تلوار کا آنا جانا معلوم نہ ہوتا تھا اور صرف
دشمن کی لاشیں پھڑکتی ہوئی نظر آتی تھی نعمان ہفت منظری کی جب تیغ بیدریغ
بلند ہوتی ہے دس پانچ کو نیچا دکھا کے دم لیتی ہے صفین کی صفین کاٹ چھانٹ کے
رکھدیں اسی اثنا میں طوفان زور آزما کا مقابلہ ہوگیا نعمان ہفت منظری
نے پھر للکارا اور چاہا کہ نوک سے نا ہے طوفان زور آزما سنبھلا مگر سنبھلنے نہ پایا
تھا کہ قضا کا وار سر پہ آپہونچا طوفان زور آزما نے سپر کو پناہ کے لیئے
بلند کیا تلوار سپر پر پڑی اور اوسکو خیار تر کیطرح کاٹتی ہوئی سر مین در آئی
طوفان زور آزما نے دستانہ مار تلوار اوچٹ کر چپٹا ہوئی نعمان ہفت
منظری جھپٹ کر لپٹ گیا اور خنجر کمر مین دست زبردست ڈالکر سر سے بلند کیا
اور اوچھال کے چور تک ہوائی کھیلا یہ خبر خونخوار ابن دجال کو پہونچی

کہ طوفان زور آزما مع اپنے سات ہزار ہمراہیون کے گستاخی اور بے ادبی کی
باعث مارا گیا یہ سنکر اوسکی آنکھون مین خون اوتر آیا سات لاکھ کا لشکر لیکر چڑھ دوڑا
آتے ہی قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ کے اندر گھس آیا خونخوار بن دجال کے
لشکر مین سب سے بڑا سردار تہمید زور آزما علمدار فوج تھا قلعہ کے اندر آتے
ہی بہادرون کو للکارنے لگے اور نام لے لیکر پکارنے لگا نعمان ہفت منظری
نے فوج کفار مین غوطہ مارا جسطرح بھرتا سو سو پچاس پچاس سپاہیون کو فی النار
کرتا اسیطرح دریائے خون مین شناوری کرتا ہوا تہمید زور آزما کے مقابل آیا
تہمید زور آزما تو اسی اشتیاق مین تھا کہ نعمان ہفت منظری ایسے جوان سے مقابلہ
ہو نیشیر ابدل کے سامنے آیا اور آتے ہی خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا النعمان ہفت
منظری نے تلوار کو تلوار پر کاٹا اور بچا دیا دیکر جو ایک ہاتھ چھو کا مارا دو اوسکی تلوار
اوتار دی تہمید زور آزما اس پھرتی پر حیران ہوا حریف کو سست سمجھا تھا یہ چستی
و چالاکی دیکھکر سخت پریشان ہوا تیور پر بل ڈال کے دوسرا وار کیا اب کی مرتبہ نعمان نے
چاہا کہ سپر پر روکے اور پھر فوراً ہی اسکا جواب دے یہ خیال کرکے بائین ہاتھ سے
سپر پیش کی آڑ کی اور سیدھے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ طمانچہ کا مارا یہان تلوار سپر کو کاٹکے
صرف زخمی کرگئی وہان تیغ بیدریغ گردن مین اوتر گئی سر کٹ کے جھول گیا اور ساری
زور آزمائی دوسرے ہی وار مین بھول گیا گرکے فوراً تڑپا اور ایکدم مین تڑپ کے
ٹھنڈا ہو گیا خونخوار بن دجال کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اتنا بڑا سردار مارا
گیا جسکا مثل و نظیر اوسکے لشکر مین نہ تھا کلیجہ پکڑ کے رہگیا اس سوختی مین نعمان
ہفت منظری کیطرف راستہ کو صاف کرتا ہوا چلا کہ اسنے دو بڑے نامی و گرامی
سردارون کو مارا تھا اور سر میدان للکارا تھا نعمان ہفت منظری خود بھی جرات
و ہمت رکھتا تھا کہ خونخوار بن دجال کو مارے تو لڑائی کا مزا ہے ورنہ ہر کس و ناکس
کا قتل کرنا کیا ہے اسی دھن مین نشہ شجاعت سے جھومتا ہوا کفار کا سر اوڑاتا چلا
جاتا ہے کہ خونخوار نے آواز دی کہ او نعمان ان دو پہلوانون کو مار کر تو بہت شیر ہو گیا ہے
ایسے ایسے سپاہی میرے لشکر مین لاکھون ہین آ میرے سامنے دیکھون تو کیسا بہادر ہے
کیا ہنر رکھتا ہے نعمان نے جواب ترکی بہ ترکی دیا اور کہا کہ او شیطان ملعون اگر
خدا نے چاہا تو تجھے او مخنین دونون کے پاس جہنم مین بھیجتا ہون یہ کہتے ہی کہتے نعمان
ہفت منظری قریب آگیا خونخوار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا اور
خود بھی ایک انی کی چوٹ تالی اوسنے خالی دی چند طعن رد و بدل ہوئے ایک مقام
پر خونخوار نے جو نیزہ مارا تو نعمان نے چوٹ بچا کر اوسے بغل مین لے لیا اور دبا کے
پلٹیرا جو بدلتا ہے تو نیزہ خونخوار کے ہاتھ سے نکل گیا خونخوار غصہ مین تلوار کھینچکر دوڑا
خبردار خبردار کہہ کے کمر کا ہاتھ مارا النعمان ان ضربون کو کب مانتا تھا پتقر بی مین اپنے
مثیل و نظیر نہ رکھتا تھا کمر کا ہاتھ خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لے
خونخوار بن دجال نے خود تلوار چھوڑ دی اور لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی

خوب خوب زور آزمائیان ہوئین داؤ پیچ کی مشق دونون نے دکھائی خونخوار
بن دجال مین کس زیادہ تو نعمان مین دم بہت وہ پہلوان تھا تو یہ نوجوان تھا
اوسکی قوت بے پناہ اوسکی پھرتی بے انتہا ایک مقام پر جرأت کرکے کمر مین ہاتھ
ڈالدیا جھٹکے ایک ہکہ مارا تو پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ کمر
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا دونون لشکر مین ایک غل بلند ہوگیا نعمان کی
فوج کی صدا سے واہ اور خونخوار کے لشکر مین صدا سے آہ بلند ہوئی نعمان کی اس
جرأت و طاقت پر بادشاہ کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوگیا اس قوت و ہمت کو تائید
غیبی سمجھا مگر امر شدنی ہو کے رہتا ہے آئی ہوئی کبھی ٹلتی نہین جنگ ایک حال پر
قائم نہین رہتی یہ تو سمندر کا مد و جزر ہے طوفانی ہوا کا کیا اعتبار کبھی ادہر کی کبھی
ادہر کی ہے کبھی مشرق مین جوش کبھی مغرب مین خروش مگر نعمان ہفت منظری
نے جو کہا تھا وہ کر کے دکھا دیا کہ یون جان نثار اور بہادر یون لڑتے ہین اور خدا نے
بھی خونخوار بدکردار کے غرور کا سر نیچا کر دیا مگر قسمت مین جو لکھا تھا وہ ہوکر
رہا ایک سردار خونخوار نے دھوکے مین آکر جبتک نعمان ہفت منظری
اوسے سر سے بلند کیے تھا اوسکی کمر مین آکر خنجر بھونکدیا اس زخم کو نعمان
برداشت نہ کرسکا خونخوار ہاتھ سے چھوٹا اور اوسکے ساتھ ہی خود بھی زمین پر
گرکے واصل بحق ہوا اب خونخوار کی بن آئی تلوار پکڑ کے قتل عام کرنے لگا
کفار سات لاکھ اور اہل اسلام چند ہزار یہ نعمان ہی کا دم تھا کہ اوسنے تیور پر
بل نہ آنے دیا اور اوسیطرح لڑتا رہا اور ایسے ایسے نامی سردارون کو مارا اور زیر کیا
اب اوسکی جگہ پر کون تھا جو فوج کے لوٹتے ہوئے دل کو جوڑتا اور اونھین سنبھالتا
بادشاہ کا وقت قریب ہی اوسے معلوم تھا خونخوار بدکردار اس ضعیف و ناتوان
بزرگ کو بھی قتل کیا چاہتا ہے فوج اسلام مین اس حادثہ سے قیامت برپا ہوگئی
مگر ہفت منظر کا ایک ایک سپاہی گویا ہزار ہزار جانین رکھتا ہے بادشاہ اور
سردار دونون قتل ہوچکے مگر جو سپاہی یہان کھڑا تھا گویا پہاڑ تھا کہ نہ کاٹے کٹتا تھا
اور نہ ہٹائے ہٹتا تھا تیغ کے سامنے کی قسم جس کے جسم مین جبتک جان رہی ثابت قدم
رہا نہ کوئی اپنی جگہ سے ہٹا اور نہ اپنے پیر پیچھے سے منحرف ہوا خونخوار بد اطوار نے
چن چن کے مسلمانون کو مارا اور بیشک کٹتے موت کا بازار گرم رہا سب مسلمان
شہید ہوگئے ہفت منظر مین اسلام کا نام نہ رہا کچھ رعایا اور چند دوکاندارون
نے ہجرت اختیار کی باقی وہ بھی جہاد مین شریک ہوکر راہی جنت ہوئے سارا
اسباب رعایا اور دوکاندارون کا اور کل مال و متاع بازارونکا فوج ابلیس نے
آپس مین تقسیم کرلیا اور شاہی خزانہ خونخوار بن دجال نے اپنے قبضہ مین
کیا جواہرات اور موتیون کا انبار اشرفیون اور سونے چاندی کا ڈھیر
لگ گیا ہفت منظر کا قلعہ مال و دولت مین تمام قرب و جوار کے قلعون سے
اور آبادی مین زیادہ تھا خونخوار بن دجال اس فتح پر جامہ مین پھولا نہ سماتا

تھا آپ ہی آپ قہقہے لگاتا تھا شراب پی کے کبھی ناچتا کبھی گاتا تھا کبھی غصہ مین آکر اپنے
ہی سپاہیون سے لڑتا تھا خود بخود رجز خوانی کرتا تھا بے موقع بے محل شجاعت کا
دم بھرتا تھا دن بھر مسجدون کو گرواکے ابلیس خانے بنواتا اور رات بھر ناچ
گانے اور شراب و کباب مین مصروف رہتا یہان تو یہ رات دن عیش و عشرت
کر رہا ہے اب ایک نیا حملہ سنئے کہ کچھ روز سے قلعہ ہفت منظر کے چند سردار
نامی گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر سیر و شکار کو گئے ہوئے تھے منجملہ اونکے
کیوان انجم سپاہ اور دراج درو گوپشن زرباب خان و بچن خان و
سہیل ستارہ پیشانی اور ایرج تاج بخش وغیرہ تھے اور انکے ہمراہ فتاح بن عمرو
بھی تھا جب یہ لوگ مع اپنی فوجون کے شکارگاہ سے واپس ہوئے تو انھون
نے اس حادثہ جانکاہ کو سنا کہ اودھر تو ملکہ قمر چہر کا انتقال ہوا اور ادھر خونخوار
بن وبال نے قلعہ پر سیاست الاکرجو الوزن سے ایسا حملہ کیا کہ ایک مسلمان بھی نہ بچا
یہ سنکر سب کے ہوش اوڑ گئے تمام سردارون نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے بلکہ اور
بادشاہ اور نعمان ہفت منظری کے غم مین دیوانے ہوگئے لیکن سب کے سب سنبھلے اور
بہادر تھے یون کب اپنی جان دینے والے تھے سب نے یہی صلاح کی کہ لڑ بھڑ کر جان
دیدینا چاہیے جہان شاہ کیوان فلک رفعت گئے ہین ہم بھی اونھین کے عقب
مین چلے جائین دس ہزار سپاہیون سے یہ شکار کو روانہ ہوئے تھے انھین کو ہمراہ لیکر قلعہ
کے دروازے پر آڈٹے خونخوار نے اسد کے خوف سے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
اور فصیل قلعہ کے اوپر چڑھ کر ایک لاکھ تیر اندازون نے تیر باری شروع کی اب
لشکر اسلام زخمی ہونے لگا اودھر سے بھی تیر اندازی کی جاتی تھی مگر اکثر تیر ہوائی ہو جاتے
تھے اور یہان زیادہ نقصان ہوتا رہتا تھا ایرج تاج بخش نے دروازہ قلعہ پر دہلیز کے
نیچے ہاتھ ڈالا اور بادشاہ خیبر کہ سے جو دھکا مارا تو پہلے ہی زور مین دروازہ کے بازو
پاکھون سے الگ ہوگئے اب جو پیچھے ہٹ کے ایک لات مارتے ہین تو دونون پٹ
اڑا اڑا کر دھم دھم کرکے جا رہے سیکڑون ابلیس پرست جو اوس طرف پھاٹک کے کھڑے
تھے کچل کر مر گئے اور دیوار کا بھی کچھ حصہ گر پڑا بہت سے زخمی ہوکر بھاگے اب کیا
تھا بچن خان زرباب خان اور کیوان انجم سپاہ اور دراج سہیل ستارہ پیشانی
بھی گھسے دسون ہزار جوان تلوارین گھسیٹ گھسیٹ کے دوڑے پھر تو بڑن اور بکٹش
کے کھٹھ ہونے لگی ہر طرف سے دارو گیر کی آوازین آنے لگین قلعہ مین قیامت کبری بپا ہوگئی خونخوار
بن وبال برج قلعہ پر جاکر چھپ رہا ان شیرون کے نعرون اور تیغزنی کو دیکھکر آنکھین بند کر لیتا
تھا مگر اوس ملعون نے زہر مین بجھے ہوئے تیر لیکر جھروکے سے ان نامی سردارون کو
مارنا شروع کئے پہلا تیر اوسنے ایرج تاج بخش کے سینہ پر مارا تیر آکے سینہ مین گڑ گیا مگر
ایرج وہ دلاور تھا کہ اوسنے اسطرح تیر نکال کے پھینکدیا کہ جیسے ایک پھانس چبھ گئی تھی وہ
نکال ڈالی سینہ سے خون کا فوارہ جاری ہوا ایرج کو غش آنے لگا مگر وہ غش کو روکتا تھا
اور سنبھل سنبھل کر کافرون کی صفون پر [illegible] پڑتا تھا جسپر اوسکی تلوار بلند ہو کر چمکتی تھی [illegible]

پچاس پچاس کے خون مین ڈوبکر نکلتی تھی اب خونخوار اسی تاک مین وہان بیٹھا ہوا ہے کہ جو
سردار کفار کے نرغے مین سے اونکو قتل کرکے اوبھرتا ہے اوسکو یہ تیر مار دیتا ہے اودھر دس
ہزار ساحر لاکھ سے مقابلہ کر رہے ہین اودھر تمام زخمی ہو ہو کر بیہوش ہونے لگے ستارہ
سہیل پیشانی کے حلق مین ایک تیر ایسا لگا کہ وہ پہلوان کھڑا نہ رہسکا اور فرش زمین پر
آپڑا دیو اینچ و دور گوش ایک ایک وار مین صفین اولٹتا تھا مگر جب اوسکے بھی تیر
لگا وہ بھی جانبر نہوسکا یہی حال زرہاب خان اور بہمن خان کا بھی ہوا انہین سے ہر ایک
سردار نے کئی کئی ہزار ابلیس بہت مارے انکی تلوارین بجلی کیطرح گر کے ایک ایک حملہ مین
سو سو دو دو سو کو جہنم واصل کرتی تھی آخرکار دس دس ہزار جوان کام آئے اور ڈھائی لاکھ
ابلیس بہت مارے اور کل سردار جان بحق تسلیم کر گئے قریب ایک لاکھ کافر دن کے قلعہ سے
بھاگ گئے تھے فتاح بن عمرو نے یہ کیفیت جو دیکھی کہ ہر ایک سردار تیر کھا کے گرا ہے تو اوسنے
خیال کیا کہ کدھر سے تیر آتے ہین معلوم ہوا کہ برج قلعہ پر سے کبھی کبھی کوئی تیر آجاتا ہے یہ فوراً
برج قلعہ پر پہونچا اوسکا دروازہ خونخوار بند کرکے بیٹھا تھا مگر فتاح بن عمرو نے ایک دوسرا
راستہ پیدا کیا اور ٹوٹی ہوئی فصیل کیطرف سے چڑھ گیا دیکھا تو خونخوار برابر تیرون کا
نشانہ تاک رہا ہے اور جھروکے مین سے جھانک رہا ہے فتاح نے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ کیا
مردانگی نہ دکھا ہار کہ عورتون کیطرح چھپا ہوا تیر لگا رہا ہے لے تیری قضا سر پہ آپہونچی خونخوار نے
وہین سے ایک تیر مارا فتاح نے تیر کو تلوار سے کاٹ دیا اور جھپٹ کے سر پر پہونچا خونخوار
کھڑے تلوار کا ہاتھ مارا خونخوار پینترا اپنی جگہ سے پینترا بدل گیا تب تک تلوار سر تک
پہونچ گئی اور دو انگل اوتر گئی خونخوار نے اب دستانہ مارا فتاح کی تلوار اوچٹ کے اونچی ہوئی
اوسنے چاہا کہ اب سنبھلنے نہ دے دوسرا وار پھر کرے کہ عقب سے خونخوار کا ایک سردار آپہونچا
اور اوسنے آتے ہی فتاح کے کمر مین خنجر بھونکدیا فتاح چکر کھا کے گرا اور وہ بھی اپنے
ہمراہیون کے ساتھ ملک عدم کو چلا گیا خونخوار کو پھر فتح حاصل ہوئی اور برج سے نیچے اوترا
تو دیکھا کہ قلعہ کے اندر خون کا تالاب بنگیا ہے اور سرون اور لاشون کا اسقدر انبار ہے
کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لاشون پر لاشین دکھائی دیتی ہین کہین پاؤن دھرنے کی جگہ
نہین ہے اب خونخوار نے جو حساب لگایا تو سات لاکھ مین صرف تین لاکھ آدمی رہگئے
تھے تھوڑے سے بھاگ گئے تھے اور باقی سب کے سب قتل ہوگئے تھے ان باقیماندہ
سپاہیون کے بھی حواس درست نہ تھے اور اسقدر گھبرائے ہوئے تھے کہ آپس ہی
مین لڑ رہے تھے اور آنکھین بند کیے ہوئے تلوارین چلا رہے تھے خونخوار
نے علم بلند کیا اور نقارہ بازگشت بجوایا اب سب کے ہاتھ رک گئے اور کئی
ہزار آدمی بیہوش ہوکر گر گئے لاکھون آدمی انمین زخمی بھی تھے خونخوار
بن دجال کی اس لڑائی مین دانت کھٹے ہوگئے تھے اوسنے دروازہ
قلعہ کا پھر سے بنوایا اور ابکی مرتبہ بہت مضبوط و مستحکم تعمیر ہوا
کیونکہ اس برج تاج بخش نے اوسے اوکھاڑ کے پھینکدیا تھا اور برجون اور کنگورون کی بھی
از سر نو مرمت کرائی اور ادھر جھنڈے گاڑ دیے اور پھریرون پر ابلیس علیہ اللعنت کا نام

اور اوسکی تعریف لکھی فصیل کو پھر سے درست کیا خندق زیادہ گہری کھدوادی اوپر اوسکا راستہ
سرنگ لگاکے بنوایا غرضکہ از سر نو تمام قلعہ کی درستی ہوئی تحیل زور آزما پر اور
تمہید زور آزما کو وہان کی حکومت دی اور پچاس ہزار جوانون کو اوسکی حفاظت
کے لیئے مقرر کیا جب ان تمام کامون سے فراغت ہو گئی تو اب اپنے اپنے مصاحبین
سے مشورہ کرنا شروع کیا کہ اب کسطرف کا رخ کرنا چاہیئے کون کون سے ممالک مسلمانون
کے یہان سے قریب ہین ہر ایک نے اپنی اپنی واقفیت اور معلومات کے موافق رائین دین
کسی نے قلعہ ذو الامان کیطرف توجہ دلائی کہ وہان مال و اسباب بہت ہے اور وہین نامور
صاحبقران بھی قیام پذیر ہین کسی نے ملک اندلس کا حال بیان کیا اور اوسکی رونق و
عظمت جتلانے کی درخواست کی مگر خونخوار بن دجال کی یہ رائے ہوئی کہ قلعہ اندلس
کو پہلے فتح کرنا چاہیئے اوسکے بعد قلعہ ذو الامان کی جانب روانہ ہونا مناسب ہوگا اس
مشورہ کے بعد اوسنے حکم دیدیا کہ ہماری فوج کل کی روانگی کیلیئے تیار ہو جائے۔ تمام
رات آلات حرب و ضرب اور ساز و یراق کی درستی کے لیئے تمام فوج مین انتظام ہوتا
رہا۔ علی الصباح خونخوار بن دجال معہ اپنے سرداران نامی و گرامی کے پہلے اپنے
بت زرین سخنگو کے پاس آیا اوسنے اوس بت کے آگے دست بستہ مودب ہوکر عرض
کی کہ اے نائب خداوند مین نے جو کچھ کارہائے نمایان کیئے ہین اور مسلمانون کے تمام قلعون کو
تاخت و تاراج کرکے اپنا سکہ بٹھایا اور بجائے دین اسلام کے ابلیس کا نام چلایا ہے
اور تمام اہل اسلام کو قتل و غارت کیا ہے تو آیا کچھ خوشنودی آپکی ہوئی یا نہین بت زرین
سخنگو نے جواب دیا کہ ہان اے بندۂ نیک تو نے بہت بڑا کام کیا اور بدولت اور
خود خداوند ابلیس تجھ سے بہت خوش ہوئے بہشت مین تیرے لیئے جگہ تجویز ہو چکی ہے
خونخوار نے پھر اوسے کہا کہ کیا اے نائب خداوند مین اب بہت جلد ابلیس کی خدمت
مین بھیجا جاؤنگا کبھی تو مجھے بہت سے مضمون پڑھاتا ہے اور کبھی قلعے فتح کرتا ہے یہ کہکر
وہ گڑگڑانے لگا بت نے آواز دی کہ نہین ابھی تو نہین بلایا جائے گا ابھی بہت دیر ہے
خداوند ابلیس سے کہہ کے ہم تیری عمر بڑھوا دینگے اب ہمارے واسطے حلوا اور شراب
و کباب جلد لا۔ خونخوار نے فوراً اپنے آدمیون کو حکم دیا وہ کئی من حلوا اور کباب اور دو سو
پیپے شراب کے مہیا کرکے لائے وہ سارا سامان اس بت کے جہنمی پیٹ مین جھونکا گیا وہ سب کھا پی
گیا اور ڈکار کی آواز تک نہ آئی تمام شیاطین جو انسانون کے قالب مین وہان بیٹھے تھے
کہنے لگے کہ یہ نائب خداوندی کی کرامت ہے کہ اسقدر حلوا اور اتنے پیپے شراب کے چڑھا گیا
اور معلوم بھی نہوا کہ کیا ہوئی کہان گئی کسی اور بت مین یہ طاقت نہین کہ ایسا معجزہ دکھا سکے
خونخوار بھی بہت خوش تھا کہ اوسکا تحفہ قبول ہوا اور نائب صاحب سب کا سب ہضم کر گیے
غرضکہ خونخوار بن دجال نے اپنی خوشنودی اور قبولیت کے شکریہ مین بہت کچھ زیورات
طلائی و نقرئی اور جواہر بیش بہا جو قلعون مین لوٹ مار کرکے خصوصاً قلعہ ہفت منظر سے پائے
تھے نائب خداوند کے نذر کیئے اسنے اسپر بھی زیادہ خوشنودی ظاہر کی اور مصاحبین
اوسکے خونخوار کی تعریف سفارش کرنے لگے کوئی شیطان تو کہتا تھا کہ اے نائب خداوند اوسکو

کوئی عمدہ پیغمبری شیطانی کا ولا دیجیے کوئی کہتا تھا کہ نہین آپ خود اسکو بنی کر دیجیے غرضکہ خوب آؤ بھگت ہوئی پھر یہان سے رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ پر آیا اور لشکر کو حکم دیا کہ کل ہم قلعہ اندلس کیطرف کوچ کرینگے تمام لشکر مین تیاریان ہونے لگین زنگ آلود اسلحہ صاف اور صیقل ہونے لگے نیزون کی درستی اور نیامون کی چستی گھوڑون کے ساز و یراق درست کیے گئے تیر زہر مین بجھائے گئے کمانون مین لوچ دیا گیا اور چھرون پر باڑ رکھی گئی تمام شب سارا لشکر تیاری مین مصروف رہا جب شاہ خاور میدان مشرق مین بر آمد ہوا اور سپاہ انجم نے روشنی کا گھونگٹ منھ پر لیا تو تنخوار بن دجال کی فوج تھالہ سے جانب ملک اندلس قدم اوٹھا دیتے اور ٹاپ ولو سے ذرہ ہائے گرد فلک تک پہونچا دیتے دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا چلا جا رہا ہے اور دماغ مین خیال تہاہی اندلس پکا رہا ہے اوسکے سر مین جنگ و جدال کا ایک سودا ہے کہ سما گیا ہے اور بار بار اپنے سردارون سے کہتا ہے کہ دیکھو اب ملک اندلس قریب آگیا ہے جاتے ہی قلعہ پر چڑھ دوڑونگا اور ذرا بھی توقف نہ کرونگا ایکدم مین تو قلعہ فتح ہو جائیگا کونسا ایسا بہادر وہان ہے جو میرا مقابلہ کریگا کسی کی کیا مجال ہے کہ آگے روک لے اور سر میدان لڑ سکے یعقوب شاہ بادشاہ اندلس مجھ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے وہ میرے نام سے لرزتا ہے اور اوسکا کیا وقوف ہے ہر ایک پہلوان اور بہادر مجھ سے اسیطرح ڈرتا ہے غرضکہ یہ لاف و گزاف کرتا ہوا چلا جا رہا ہے وہان اندلس مین یعقوب شاہ کو خبر پہونچی کہ تنخوار بن دجال نے قلعہ پر حملہ کرنیکا عزم کیا ہے اور بہت قریب پہونچ گیا ہے یعقوب شاہ نے وزیرونکو بلایا اور مشورہ کیا کہ اس موقع پر کیا انتظام کرنا چاہیے وزیر خوش تدبیر نے مہتر ادریس بن اندلس کو بھی اس مشورہ مین شریک کیا کیونکہ وہ بڑا ہی عاقل و فرزانہ تھا اور اوسکی ہوشیاری و عیاری کے آگے کبھی ہر ایک اہم سے اہم معاملہ اور مشکل سے مشکل کام ہیچ تھا اوسنے عرض کی کہ حضور پر نور سپاہی کے تجربے فن مین اور بقول الحرب خدعۃ ہمکو اسوقت تھوڑا اور زیادہ دلیری سے کام نہ لینا چاہیے کیونکہ فوج تنخوار سات لاکھ کے قریب ہے اور ہماری فوج چند ہزار گویا اوسکے لشکر کے مقابلہ مین کچھ نہین لہذا میدان جنگ مین مقابلہ کرنا بہتر نہین ہے

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن	زجاہا سپر باید انداختن

بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کر دینا چاہیے اور بیس ہزار فوج ہمراہ لیکر اوس وادی کوہ مین جا کر چھپ رہنا چاہیے جدہر سے اوسکا راستہ ہے اگر موقع ملے تو ایک لڑائی وہان لڑنا چاہیے اور ضرور موقع ملیگا کیونکہ وہ راستہ ایسا تنگ ہے کہ دو سوارون سے زیادہ اوسطرف گزر نہین سکتے لیکن دو دو سوارون کو دو دو تیر کافی وافی ہونگے درۂ کوہ مین وہ ایکدم سے کسیطرح نہین آسکتے پھر غالب آئین اسکو لقمۂ اگر ہم دیکھین گے کہ اب یہان موقع ٹھہرنیکا نہین ہے تو وہان سے دوسرے کوہ پر شکوہ کے درے مین چلے آئینگے وہ سر ٹیک کے مرجائیگا اور کبھی ہمارا پتہ نہ پائیگا پھر جب وہ قلعہ مین آئیگا تو اوسے یہ خیال ہوگا کہ اہل قلعہ بھاگ گئے اور پھر وہ اطمینان سے آرام کریگا جسوقت ہم دیکھین گے کہ اب وہ غافل ہے تو پھر شبخون مارین گے

اس حکمت سے امید ہے کہ اوسپر غالب آسکین گے ورنہ بر سر میدان مقابلہ کرنا مضر ہوگا یعقوب
شاہ مرد شجاع تھا اوسنے کہا کہ شبخون مارنا تو ہماری مردانگی سے بعید ہے ادریس نے
گذارش کی کہ سرکار بڑے بڑے بہادرون نے شبخون مارے ہین کرب غازی ایسے
بہادر و جری نامور نے میرے باپ اندلس کو ہمراہ لیکر حاکم سومنات مغرب سکندر دلین
ہیکلان کی فوج ظفر موج پر صدہا شبخون مارے ہین غرضکہ سپاہیون کا یہ کام ہے کہ جیسا موقع
ہو ویسا کرین کچھ ضرور نہین سنمکھ مقابلہ کرکے اپنی فوج کو کٹوا دین اسمین بدنامی اور ذلت
کی بات نہین ان کفار کے مقابلہ مین جسطرح ہوسکے غلبہ حاصل کرنا چاہیئے اگر دو چار شبخون
ہمنے مار لیئے تو بس پھر کیا ہے خونخوار کی ساری خونخواری کرکری ہو جائیگی شاہ و وزیر
نے آخرکار بصد رد و قدح کے اس مشورہ کو منظور کیا اور بیس ہزار فوج کو فوراً ہمراہ
لیکر ایک وادی کوہ مین آکر جاگزین ہوئے وہان تک ابھی خونخوار بن دجال
نہ پہونچا تھا لیکن جب اوس مقام پر آیا تو دیکھا کہ کوہ کے اندر بالکل تاریکی ہے اور راستہ
اسقدر تنگ ہے کہ زیادہ آدمی ایک ساتھ نہین چل سکتے دو سوارون اور تین پیدلون
زائد ایک ساتھ نہین چل سکتے مجبوری دو دو سوار آگے بڑھنے لگے تیر اندازون نے
تیر کمان سے درست ہوکر یہ قصد کر لیا کہ جو دہانہ کوہ پر آئے فوراً اوسکے سینہ پر نشانہ پڑے
چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے پہلے جو مقدمۃ الجیش کے دو سوار آگے بڑھے دونون کے سینون
سے دو تیر زہر مین بجھے ہوئے پار ہو گئے گھوڑے سے لوٹ آگے بڑھ آئے اور اونکی
جگہ پر دو سوار اور آگے آگئے وہ بھی نشانہ تیر قضا ہے اور آگے بڑھے گر پڑے
اب جو سامنے آیا اوسنے فوراً تیر کھایا یہانتک کہ وادی تنگ تھی آگے بڑھنے کی جگہ نہ رہی
پس ماندہ فوج مین تشویش پیدا ہوئی کہ یہ کیا بات لاشون سے وادی کوہ پٹ گئی ساری
فوج وہین آکر ڈٹ گئی خونخوار کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ دہانہ کے قریب آیا مگر خود تو خوف
جان سے اندر نہ گھسا ایک عیار جاروس کو حکم دیا کہ اس حادثہ کو تحقیقات کرے وہ
لیٹے لیٹے پیٹ کے بل چلتا ہوا اندر گھسا اور لاشون کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تیر خوردہ
ہین اوسیطرح واپس آیا اور خونخوار سے بیان کیا کہ جو سوار یا پیدل اندر جائیگا وہ ضرور
تیر کھائیگا کیونکہ وادی کے اندر قزاق معلوم ہوتے ہین۔ خونخوار کو بہت ہی غصہ آیا کہ
قزاقون کے چند نفر اتنی بڑی فوج کو روک لین یہ خیال کرکے اوسکا قہر و غضب اور بھی بڑھ گیا
اوسنے جاروس سے کہا کہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی فوج کے سد راہ چند
اشخاص قزاق ہو جائین ضرور تمکو اسوقت کوئی تدبیر کرنا چاہیئے جاروس حکم خونخوار سے
مجبور ہو ناچار ہوا مگر سوچتا تھا کہ اس اندھیری کوٹھری مین کیونکر گھسون اور کدھر جاؤن
جس قزاق کے سامنے جاؤنگا وہ میری گردن توڑ ڈالیگا تاہم حکم حاکم مرگ مفاجات یہ خیال
کرکے وہ فوراً اوندھا ہوکے پیٹ کے بل غار مین گھسا اور بہت سارا رستہ
اسیطرح طے کرتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ وادی کے اوس پار ہو گیا تو دیکھا کہ سامنے
قلہ کوہ پر قلعہ اندلس نظر آرہا ہے چارون طرف نظر دوڑائی تو کسی کا نام و نشان
نہین قلعہ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ پاٹون پاٹ کھلا ہے اب بے خوف و خطر

اندر داخل ہوا رعایا نے اندلس سے صاحب سلامت بھی بقاعدہ اسلام کیا اور کچھ حالات
دریافت کیئے معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ حاکم قلعہ اور اوسکی فوج قلعہ کو خالی کر گئی ہے
اس نے چند واقفکار مزدوروں کو بلایا اور اونسے کہا کہ ہم سوداگر ہیں ہمارا کچھ اسباب
دہانہ کوہ کے باہر رکھا ہوا ہے مگر وہ اسباب گھاٹی کے اندر آ نہیں سکتا اگر کوئی اور
راستہ ہو تو ادھر سے ہمارے ساتھ چلکر لے آؤ ہم تمہیں بہت خوش کر دینگے مزدوروں
نے کہا کہ سب راستہ تو ہے مگر کئی کوس کا پھیر پڑیگا سارے پہاڑ کا چکر کاٹنا پڑیگا
چاردوس نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہم تمکو اجرت پوری جو کہوگے وہ دیدینگے مزدور
راضی ہوئے اور چاردوس کو ہمراہ لیکر چلے درحقیقت دو تین کوس کا چکر پڑ گیا مگر
چاردوس کو راستہ معلوم ہو گیا جب اوسنے دیکھا کہ اب لشکر قریب ہے تو اوس نے
مزدوروں سے کہا کہ اب یہ بتاؤ تمہاری اجرت کیا ہوئی اونھوں نے کچھ رقم مانگی وہ
چاردوس نے فوراً جو اسے کر کے رخصت کیا اور اپنے لشکر میں آکر خونخوار سے ملا خونخوار کو یہ
یقین ہو گیا تھا کہ چاردوس کام آیا اسلیئے وہ برابر گھاٹی کے اندر آدمیوں کو بھیج بھیج کے
نشانہ تیر اجل بنوا رہا تھا صدہا بیگناہ مارے گئے یہانتک کہ اب گھاٹی کے اندر گنجایش
نہ رہی تھی کہ کوئی قدم رکھے چاردوس نے جاتے ہی خونخوار سے یہ حال کہ دوسرا
راستہ بتایا اور قلعہ کا سب حال سنایا کہ یعقوب شاہ آپکے خوف سے قلعہ کو
چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اوسکی فوج بھی تتر بتر ہو گئی ہے دوسرے راستہ سے
چلکر فوراً قلعہ پر قبضہ کر لیجیئے خونخوار چاردوس کے اس کارگذاری سے بہت خوش
ہوا اور فوج کو واپسی کا حکم دیا ایک میل پیچھے ہٹ کر پہاڑ کی پشت کیجانب جو
راستہ پڑا تھا اودھر روانہ ہوئے اور بہت ہی سرعت کے ساتھ چلکر قلعہ میں
پہونچ گئے کسی نے مقابلہ نکیا اور نہ کوئی مقابلہ کرنے والا وہاں تھا قلعہ کا تمام
انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا اور سرگروہوں کو بلوا کر اپنی اطاعت کا عہد لیا
رعایا اور بقیہ فوج کو احکام حکومت جدید سنائے سبنے طوعاً و کرہاً موقع و مصلحت
سے اقرار و عہد کیا گویا خونخوار نے قلعہ کو تسخیر کر لیا خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر طرف
سے مبارکباد کی آوازیں آنے لگیں ناچ رنگ شروع ہوا شراب کباب کا دور چلنے
لگا نصف رات تک یہی شور و غل برپا رہا اوسکے بعد تھکے ماندے منزلیں طے کیئے
ہوئے چلے آ رہے تھے سب اپنے بستروں پر آ کے سو رہے خونخوار بھی
شراب پی کے بدمست ہوا اور بالکل بیہوش ہو گیا یہاں کا حال سنیئے کہ جب
مہتر اقرنیس نے دیکھا کہ شام قریب آ گئی اور اب وادی میں کوئی قدم بھی
نہیں رکھ سکتا تو وہ قلعہ کیطرف تبدیل ہیئت کر کے روانہ ہوا یہاں قلعہ میں خونخوار
کی کامیابی کی نسبت شب تک شراب کا جلسہ رہا جب دیکھا کہ اب سب کے سب
خونخوار مع فوج اور مست و مدہوش ہو گئے ہیں تو واپس آیا اور یعقوب شاہ
سے عرض کی کہ حضور اب یہی موقع ہے فوراً لشکر کو ہمراہ لیکر قلعہ میں گھس چلیئے اور
قتل عام ایسا جسپر شروع کر دیجیئے پھر جب موقع دیکھیگا کہ اب یہاں ٹھہرنا کچھ

ضرور نہین اور دست بدست مقابلہ ہونے لگا تو فوراً واپس آپہنچے دوسرے دن اسکی کسر نکلوائیگا
یہ سوچکر یعقوب شاہ نے بیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیے اور بہت ہی خاموشی سے
قلعہ مین داخل ہوئے جس مقام پر لشکر خونخوار اترا ہوا تھا اوسکے کنارہ آکر بیس ہزار
سوار صف باندھکے نیزے ہاتھون مین لیتے ہوئے اور تلوارین میان سے نکالے ہوئے
کھڑے ہوگئے یعقوب شاہ کا اشارہ پاتے ہی پہلے ہی ہاتھ مین بیس ہزار کفار
جہنم واصل ہوئے پھر دوسرا اور تیسرا اسیطرح پے درپے چند حملے ایسے ہوئے کہ
پچاس ساٹھ ہزار سونے والون کو خواب عدم مین پہونچا دیا اب تو سارا لشکر جاگ اوٹھا
یک بیک سوتے سوتے جو آنکھ کھول کے اجل کو سر پر سوار دیکھا تو مخبوط الحواس ہوگئے
کوئی کسی کی ٹانگ لاٹھی سمجھ کے کھینچنے لگا کسی نے اپنے دشمن کو پتھر کھینچ مارنے کے لیے اپنے
ہمراہی کی کھوپڑی ہی دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ لی کوئی اپنے دوستون سے دشمن سمجھکے
لپٹ گیا بعضے غافل بدمست اس غل غپاڑے اور مار دھاڑ کو خواب سمجھکے پھر آنکھین
بند کرکے لیٹ رہے غرضکہ سارے لشکر مین قیامت برپا ہوگئی ہر شخص کا حال دگرگون
تھا خونخوار بیقرار جو ہوش مین آیا تو اور بھی بدحواس ہوا چلا چلا کے لوگون کو پکارنے
لگا اور اپنے بستر ہی پر سے پکار کے للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے نہ پائین یہ قزاق
ہین بدمعاشی مین شہرۂ آفاق ہین انکو فوراً گرفتار کر لینا رفتہ رفتہ قتل ہونے والے
لوگ ہوشیار ہوکر جنگ وجدال کے لیے خوب تیار ہوئے سوار گھوڑون پر سوار ہو
پیدلون نے تیر وخنجر سنبھالے سوارون نے نیزے نکالے مہتر ادریس موجود تھا
اوسنے یعقوب شاہ سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنیکا موقع نہین ہے نکل چلیئے جنگ دو
سردار ممکن ہے کہ گرفتار ہوجائین یا کوئی پہچان لے پھر موقع غارت کا نہ ملیگا یعقوب
شاہ نے اپنے سوارون کو روکا اور مہتر نے جو علامت واپسی مقرر کی تھی اوسکے
ذریعہ سے سب کو اطلاع دی اور خود قلعہ سے باہر نکل آئے جسکو جسوقت موقع ملا
فوراً نکل بھاگا تھوڑی دیر مین بیسون ہزار سوار وادی کوہ مین آکے جمع ہوگئے مہتر
ادریس نے انکی کارگذاری کا اندازہ کیا تو قریب ایک لاکھ آدمی کے انکے ہاتھ سے
مارے گئے تھے مگر یہ لوگ یہان چلے آئے وہان آنکھین بند کیے ہوئے وار پہ وار
کیے جارہے ہین خوب گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو مار رہا
تھا بلکہ جو جہان کھڑا تھا وہ اپنے آس پاس والون کو اپنا دشمن سمجھکے قتل کیے دیتے برچھیون
اور تلوارون کو جنبش دے رہا تھا صبح تک خوب مزے کی لڑائی رہی خونخوار بھی دور ہی
ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا اور بہت اچھی طرح اپنی فوج کو لڑوا رہا تھا جب سپہر آفتاب
سے سیاہ انجم نے اپنے چہرے کی پناہ لی اور نور صبح نے سیاہ رویون کو آئینہ دکھایا تو
کیا دیکھتے ہین کہ ہر ایک اپنے ساتھی پر حملہ آور ہے کوئی غیر سارے میدان مین نظر
نہین آتا اسوقت ہر ایک نے نادم وخجل ہوکر سر جھکا لیا تلوارین شرم کے مارے
ہاتھون سے گر گئین ڈھالون مین منہ چھپایا خونخوار بہت جھنجلایا ایک ایک سے
کہتا تھا کہ یارو یہ کیا ماجرا ہے آپس مین ساری رات لڑتے رہے مفت مین اپنی

ہی فوج کو پکڑتے رہے کوئی دشمن نہ تھا عجیب معاملہ ہے غرضکہ لاشیں اٹھوائی گئیں۔
زخمیوں کی مرہم پٹی ہونے لگی قیدی چھوڑے گئے خونخوار کو بہت قلق تھا چاروس
عیار کو بلوایا اوس سے کہا کہ تو بڑا غافل رہتا ہے مجھے خبر رکھنا تھی یہ تیرا منصب تھا کہ
تو ہوشیار رہی رکھے اور فوج کو مقابلہ ہونے دے اب تحقیقات کر کہ یہ کیا معاملہ
تھا آیا قزاق تھے یا اس قلعہ کی فوج نے شبخون مارا تھا۔ چاروس یہ سنکر بہت
محجوب ہوا اور بہت شرمندہ ہوکر وہاں سے روانہ ہوا یہاں مہتر ادریس اسوقت بہ تبدیل ہیئت
ولباس موجود تھا خونخوار و چاروس کی گفتگو سنکے اوسکے پیچھے ہو لیا
چاروس اوس قلعہ کیطرف نشانہ دیتا ہوا سمت قلعہ دیکھتا ہوا قریب کوہ پرشکوہ پہونچا
ایک فقیر کی شکل بنکر اندر داخل ہوا تمام فوج کو وادی میں پوشیدہ دیکھکر واپس ہوا
لیکن مہتر ادریس نے اپنے جی میں یہ معلوم کر لیا کہ چاروس تمام حالات سے واقف ہوکر کامیاب
جائیگا اور ہمارا سب کام خراب ہو جائیگا تو اوس نے ایک عورت کا بھیس بدلا اور بہت
خوبصورت اور خوش وضع بنکر اپنے جسم پر مصنوعی زخم لگا اور کپڑوں کو خون سے رنگا یہ تمام
ہیئت اختیار کرکے چاروس کے راستہ میں ایک کوہ کے غار میں لیٹ رہے
اور آہ و فریاد کرنا شروع کی چاروس جب اودھر سے واپس ہوا تو رونے پیٹنے کی
آواز سنکر متوحش ہوا ادھر اودھر دیکھنے لگا کہ کدھر سے یہ دردناک آواز آرہی ہے
معلوم کیا کہ غار میں سے یہ شور اور فریاد و فغان آرہی ہے فوراً اوسطرف دوڑا
تو دیکھا کہ ایک حسین نوجوان عورت زخم خوردہ پڑی ہوئی چلا رہی ہے کہ اوسکی افسوسناک
آواز سے کلیجہ شق ہوتا ہے اوس کیطرف متوجہ ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نیکبخت یہ تیرا کیا
حال ہے کیوں زخمی ہوئی ہے کس نے تجھپر یہ ظلم کیا یہ سنکر اوس نے رو کر کہا کہ ہائے میں کیا
کہوں مجھپر ادریس عیار نے یہ ظلم کیا کہ مجھکو دیکھ اپنے ساتھ لگا لایا اور ہم صحبت ہوکر مجھے
تلواروں سے بلاوجہ زخمی کر گیا بھلا میں نے اوسکا کیا قصور کیا تھا ہاں یہ خطا البتہ کی تھی کہ اوسکے
ہمراہ یہاں تک چلی آئی اور جو اوس نے کہا وہ کیا چاروس بہت رنجیدہ ہوا اور اوسکو
ادریس پر کمال غصہ آیا کہنے لگا کہ اچھا تو اوس عیار مکار بدذات کو کہیں اور میرے ساتھ
چل اوس نے کہا کہ کہیں تم بھی میرے ساتھ وہی کام نہ کرنا جو اوس موذی نے کیا اور پھر
زخمی بھی کر گیا میں تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی مجھے تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے چاروس
نے کہا کہ نہیں ہم تجھپر ظلم نہ کرینگے تیرا علاج کرینگے تجھے بہت آرام سے رکھینگے
چل جلدی اوٹھ مجھے اور بہت سے ضروری کام ہیں اوس نے جواب دیا کہ کچھ خبر ہے میں اگر
چلنے کے قابل ہوتی تو یہاں کیوں پڑی رہتی مجھ سے اوٹھا نہیں جاتا اسقدر پاس تو
نے مارا ہے چاروس نے کہا کہ اچھا میری پشت پر سوار ہو جا میں تجھے لے چلونگا
غرضکہ بصد ہزار دقت اوس وقت مہتر ادریس نے اوسپر سواری گانٹھی اور وہ لیکر
چلا جیوں ہی کہ وہ کھلے میدان میں آیا ادریس نے پیروں سے تو تسمہ پاکیطرح اوسکی
پسلیوں کی بڑی زبردست گرفت کر لی اور ہاتھوں سے حلقہ کمند اوسکے
گلے میں لٹکا دیے اب چاروس نے یہ چاہا کہ تڑپ کے نکل جائے مگر قضا

سر پر سوار ہو چکی تھی نکل کے کہاں جاسکتا تھا فوراً حلقہائے کمند ہچی ہوگئے اور سوا اسی مضبوط
گنڈھ گئی چاروس نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے لیکن اوس نے جنبش نہ کرنے دی اور
کمر سے حباب بیہوشی نکال کے منہ پر مارا آواز دی ہم مہتر ادریس بن اندلس او چاروس
کیسا عیار ہے تو کہ مجکو نہ پہچان سکا دیکھ تو اب تیرا حال کیا ہوتا ہے تو نے سب حالات ہم
لوگون کے دریافت کئے تھے غضب ہی ہوا تھا یہ کہہ کے پشت پر سے سامنے آیا اور وہ بیہوش
ہوکے گرا ادریس نے اوسکا پشتارہ باندھا اور ادہر ڈیرہ گرہ عیاری کی لگا کے پھلواوادی کوہ
مین پہونچکے یعقوب شاہ کے سامنے رکھدیا یعقوب شاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے کسکو
باندھ لائے ہو عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا تھا یہ چاروس عیار خونخوار بدکردار
ہے قلعہ مین خونخوار نے اسکو لعنت ملامت کی کہ تیری غفلت سے شب کو یہ حادثہ ہوا
اور اب تک تو نے خبر نہ لی کہ کیا معاملہ تھا قزاق آئے یا دشمن نے شبخون مارا تھا
پہلے شب مین وہان سے آکر روانہ ہوا مین بھی موجود تھا پیچھے ہولیا یہ صاحب یہان تشریف
لاتے اور آپ لوگون کا قیامگاہ اور کل حال دریافت کرکے واپس ہوتے تھے
راستہ ہی مین سے ایک عورت کی شکل بنکر عیاری کی اور اسطرح اوسکو گرفتار کرلیا
یعقوب شاہ نے اوسے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوس نے کہا مین
چاروس عیار خونخوار ہون بیشک مین نے اپنے مالک کی خیرخواہی کی تھی مگر پہلی یہ
عیار زبردست ہے مین نے نہین پہچانا اب جو چاہئے سزا دیجئے یعقوب شاہ نے
چاہا کہ اوسے گرفتار کر رکھے مگر دیگر سرداران ہوشیار و عاقبت اندیش کی یہ راے
ہوئی کہ اسکا قتل کرنا بہتر ہے قید رکھنے کا یہان کوئی موقع نہین ہے قلعہ ہوتا تو مضائقہ
نہ تھا ادریس کی بھی یہی راے ہوئی یعقوب شاہ نے اوسے قتل کرڈالا اور دستہ سیم
ادریس کو خلعت عطا ہوا اور بادشاہ بہت خوش ہوئے ادریس نے آہ کی اور آنکھون مین
اشک بھر لایا اور عرض کی کہ حضور! ہم لوگ اک دریاے مصیبت مین غوطے کھا رہے
ہین دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے ساحل تک پہونچتے ہین یا نہین اس خلعت کی مجھے کیا
خوشی ہوگی جبکہ مین یہ جانتا ہون کہ یہ آخری خلعت ہے ہان اگر خونخوار ملعون مارا جائے اور
پھر سے قلعہ ہمارے قبضہ مین آئے تو بیشک مین خلعت اور انعام خوشی سے لون بادشاہ
نے اوسکو تسکین وتشفی دی اور کہا کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ ہم ان کفار کے ہاتھ سے
خانمان برباد اور شہید ہون تو ہم راضی ہین اور ہماری بھی یہی خوشی ہے جو چاہے
وہ کرے مالک ومختار ہے کسی کا کیا اختیار ہے اور اگر خونخوار کی قضا اوسے اس قلعہ
مین لائی ہے تو دیکھنا کہ کیسی بری طرح سے مارا جاتا ہے تاہم تم لوگون کو مایوس
نہ ہونا چاہئے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرتے رہو یہ سنکر ادریس دوڑا اور
اوس نے چاروس کی پوشاک پہنی اور رنگ وروغن لگا کے اوسکی شکل بنکر قلعہ
کیجانب روانہ ہوا یہان چاروس کا سخت انتظار ہورہا تھا جب چاروس نقلی
پہونچا تو خونخوار بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ چاروس کامیاب واپس آیا
پوچھا کہ کیون اے مہتر چاروس کچھ پتہ بھی لگا اسنے کہا کہ خداوند بہت اچھی طرح مین

جا کے بچشم خود دیکھ آیا یعقوب شاہ چند ہزار سوارون کو لیئے ہوئے ایک کوہ کے اندر
پوشیدہ ہے رات کو اوسی نے شبخون مارا تھا اور کل تیر باری بھی اوسی کی فوج نے کی تھی
جسکی وجہ سے ہمکو چلکر قلعہ مین داخل ہونا پڑا تھا خونخوار اس پتہ کے معلوم ہونے سے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب اوسکا قلع قمع کرنا چاہیئے جاروس لقلی نے کہا کہ ہان
یہ تو ضروری امر ہے اور اسی واسطے مین نے عرض کیا ہے بہتر ترکیب یہ کرنا چاہیئے
کہ پانچہزار پیدلون کو ارژنگ ہیبت ناک اور مہل نشست خو کے ہمراہ
بھیجدیجئے مین بھی ساتھ جاؤنگا اور وہ مقام بتا دونگا جہان یعقوب پوشیدہ ہین بس
یہ فوج ظفر موج جاکر وہین غفلت مین اونکا کام تمام کردیگی خونخوار نے کہا کہ پانچہزار
پیدل کافی ہونگے جاروس لقلی نے کہا کہ حضور یہ ساری فوج تو یعقوب شاہ کی بھاگ
گئی کچھ لوگ اوسکے ہمراہ اوسکے ساتھ بیٹھے ہین اونمین وزیر اعظم اور اوسکا عیار مہتر
اوزنیس بن انیس بھی ہے خونخوار بہت خوشی سے اس تدبیر پر راضی ہوا
اور اوسنے ارژنگ ہیبت ناک اور مہل نشست خو کو حکم دیدیا کہ پانچہزار
جرار سپاہی اپنے ہمراہی کیلیئے انتخاب کرکے لیجاؤ اور دشمنون کو قتل و غارت
کرکے جلد واپس ہو جب تک یہان تیاری ہوتی رہی اوسوقت تک جاروس وادی
کوہ مین اپنے بادشاہ یعقوب شاہ کے پاس گیا اور اونسے سب حال کہکے فوج کو اپنے
مقام پر کمین کرادیا کہ جب ارژنگ اپنے سپاہیون کو لیکر آئے تو زد مین لیکے
انتقام کرکے فوراً واپس گیا اور خونخوار سے جاکر عرض کی کہ حضور اب مین سبکو لیکر جاتا
ہون صبح سے دوڑ رہا ہون میرا عجب حال ہو گیا ہے خدا جانے کتنی مرتبہ مین
یعقوب شاہ کے لشکر مین گیا اور قلعہ مین آیا خونخوار نے پوچھا کہ آپ کیون گئے
تھے جاروس لقلی نے کہا کہ مجھے اطمینان نہ تھا اور مین نے یہ خیال کیا اگر یعقوب شاہ
بھاگ گیا تو مفت مین ہمارے پانچہزار جوان ہلکان ہونگے اور کوئی نتیجہ نکلیگا
مگر آپکے اقبال سے ابھی تک سب موجود ہین بس یہی موقع ہے اس سے بہتر
موقع پھر نہ ملیگا خونخوار یہ حال سنکے بہت خوش ہوا اور خلعت نیکنامی اور
ایک مالا بیش قیمت مروارید انعام عطا کیا یہ خوشی خوشی اوسے لیکر ارژنگ کے پاس آیا
اور کہا کہ جناب آپ تیار ہو گئے اور آپکی فوج بھی تیار ہے ارژنگ نے کہا کہ ہان
سب تیار ہین جاروس لقلی ان سب کو پیدل ہمراہ لیکر چلا پہاڑون اور خندقون
کی ٹھوکرین کھاتا ہوا اسقدر فاصلے پر جا پہونچا کوئی منہ کے بل گرکے چلا اوٹھتا ہے
کوئی ٹھوکر مین کہا کے گر پڑتا ہے یہ سب سوار تھے اور ناتجربہ و آزمودہ کار تھے
انکو پیدل چلنے کی مشق نہ تھی اور پھر ایسے مقام پر کہ جہان نہ کوئی زمین بھی برابر اور ہموار
نہ تھی ہر جگہ پتھرون کے انبار اور پہاڑون کے نشیب و فراز خندقون اور نالون اور
گڑھا ٹیلون کا عبور کرنا اونکے واسطے ایک مصیبت تھی اور راہ سیدھی یہ کہ جاروس لقلی
خاص کر ان لوگون کو ایسے راستے سے لیگیا تھا کہ جو بہت ہی تنگ اور ناہموار تھا
اس وجہ سے اور بھی وہ سب کے سب ہلکان ہوئے خصوصاً افسرون کی تو بہت ہی

تبدیل کیت ہوگئی اور ارزنگ اور جمہل زشت خو خونخوار پر دانت پیستے تھے
وہ سمجھے کیا ہمین کو بھیجا تھا لاکھون آدمیون مین کوئی اس مصیبت کا اوٹھانے والا
نہ تھا ان کے پیرون مین بڑے بڑے آبلے پڑگئے اور بہت سے گرگر کے زخمی
ہوگئے کسی کا منھ ٹوٹ گیا کسی کا کولا اوتر گیا کوئی لنگڑاتا ہوا اور وہ اچھلا جار ہا ہے
کوئی کولے پر ہاتھ رکھ کے منھ بنانے لگتا ہے غرضکہ عجیب وغریب چالون اور خیالات
چالتون سے یہ پانچ ہزار اوس کوہ تک پہونچے جس سے ارزنگ اور اونکے ملک الموت
منتظر تھے جیون ہی کہ پانچون ہزار آدمی اوس تالاب اور اوس تالاب وادی مین پہونچ
گئے کوہسار دس [illegible] غائب ہوگیا اور فوراً پہاڑ کے دونون دامنون سے دونون
فوجون نے گر کے قتل کرنا شروع کیا اب انکو بھاگنا تو درکنار ایک طرف
جنبش کرنیکا بھی موقع نہ تھا اور اتنی گنجایش بھی نہ تھی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائین
بیٹھے تو ایسے گھبرائے کہ دیوار کوہ سے سر ٹکرا کے مرگئے اور باقیماندہ کو ان لوگون نے
قتل کیا ارزنگ اور جمہل دونون معمولی [illegible] کیطرح مارے گئے کوئی لطافت
اونکی لڑائی کا دیکھنے مین نہ آیا چند ساعت مین کام تمام ہوگیا ایک بھی بچکر نکل نہ سکا
اونکی لاشین مصیبت کے کھائی مین ڈالدی گئین اور راستہ صاف کردیا گیا اب
اوریس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے اس کارگذاری کی بہت
تعریف کی اور گلے سے لگا لیا اوریس نے عرض کی کہ حضور یہ دم بھی غنیمت ہے
دیکھئے اب خداتعالی آگے کیا دکھاتا ہے ان پانچ ہزار سپاہیون کے قتل ہونے
سے ہمکو اطمینان نہین ہوسکتا اب اوریس نے پھر قلعہ کا رخ کیا اور خونخوار
بن دجال کے لشکر مین پہونچا تو یہان خونخوار ارزنگ اور جمہل کے لئے
بہت پریشان تھا کیونکہ دیر بہت ہوگئی اور شاہ وفا ور ندامت سے پردہ افق
غربی مین روپوش ہوچکا تھا شب نے اپنی سیاہ چادر زمانہ پر ڈالدی تھی اور
خونخوار بن دجال نے کئی آدمی اونکی خبرگیری کے لئے روانہ کئے جب وہ
واپس آئے تو اونھون نے سوا اسکے اور کچھ نہ کہا کہ ہمین کوئی نشان کا نام
پہاڑون اور گھاٹیون کو دیکھ آئے خونخوار بن دجال اب اور زیادہ پریشان
ہوا آخرکار یہ امر طے پایا کہ بت زرین سے اس معاملہ کو پوچھنا چاہئے
بت ہمیشہ خونخوار بن دجال کے ہمراہ رہتا تھا اور بہت بڑی حفاظت اور آرام
کے ساتھ ہمسفر رہتا تھا چنانچہ جب خونخوار بن دجال اس قلعہ مین داخل
ہوا تو یہان بھی اوسنے اس کے لئے ایک خیمہ علیحدہ نصب کرادیا تھا اور وہ
اوسی مین مع اپنے مجاورون کے موجود تھا اب خونخوار بن دجال اور چند امرا
اس خیمہ مین آئے خونخوار بن دجال نے پہلے تو سجدہ کیا پھر کچھ جواہرات
اور زر وگوہر اوسپر سے نثار کئے اوسکے بعد نہایت بیقراری سے عرض کی کہ اے [illegible]
خداوندا مین اس معاملہ مین بہت پریشان ہون کہ جبسے اوریس عیار ارزنگ
اور جمہل زشت خو کو معہ پانچ ہزار جوانون کے لیگیا ہے تا کہ مسلمانون کو قتل

گراب تک اونمین سے ایک شخص بھی واپس نہین آیا خدا جانے یہ سب
کیا ہوئے اور کدھر چلے گئے مین نے بہت سے جاسوس اور مخبر روانہ کیے تھے
لیکن کسی کو اونمین سے ایک نفر بھی نہین ملا لہذا مین امیدوار ہون کہ اس امر
مین کچھ ارشاد ہوتا کہ مین اونکے حالات سے واقف ہو جاؤن بت زرین سخنگو ایک
مرتبہ جنبش مین آیا اور آواز دی کہ اے خونخوار بن دجال تو نہین جانتا ہی
کہ مسلمان بہت بڑے ہوشیار اور سخت جان ہوتے ہین سن پہلے تیرا عیار
جالوس ادریس کی عیاری سے گرفتار ہوا اور اوسے یعقوب شاہ نے
قتل کیا پھر ادریس اوسکی شکل بنکر تیرے دربار مین آیا اور تجھے یہ مشورہ
دیا کہ ارژنگ اور دھل زشت کو پانچ ہزار پیدلون کے ہمراہ میرے ساتھ کر دے
تاکہ مسلمانون کو قتل کراؤن اس بہانہ سے وہ ان سبکو لے گیا اور ایک وادی مین لیجاکر
یعقوب شاہ کی فوج سے پامال کرا دیا او خونخوار تو بڑا ہی غافل اور بیخبر ہے
خونخوار بن دجال یہ سنکر بڑا ہی نادم ہوا اور گڑگڑا کے پوچھنے لگا کہ اے
نائب خداوند اب جلد کوئی تدبیر بتا ہے کیونکہ ان خدا پرستون پر فتح حاصل کیجائے
ہر چند کہ بت زرین سخنگو اوسکا نائب خداوند اوس سے بہت ہی ناراض تھا
مگر جب خونخوار بن دجال نے بہت منت سماجت کی تو اوسنے کہا کہ ان مسلمانون
کے تباہ کرنے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ قریب بیابان پوشیدہ جو کوہ ہے اوسکی وادی
مین یعقوب شاہ مع بیس ہزار سپاہ کے چھپا بیٹھا ہے تم اپنی فوج کو روانہ کر دو کہ دونون
جانب سے آگ لگا دے سب کے سب جلکر خاک ہو جاینگے یہ سنکر خونخوار بہت
خوش اور مطمئن ہوا اور چند ہزار آدمیون کو مع ایک سردار کے منتخب کرکے
اس کام پر مستعد کیا یہ تمام لوگ روانہ ہوئے ادریس عیار کو یہان خبرگیری
مین اسقدر دیر ہوئی کہ جب یہ لوگ طیار ہو چکے تو وہ آکے پہونچا اوسکی سمجھ مین نہ آیا
کہ یہ لوگ کیون اور کہان لیکے قلعہ سے باہر جا رہے ہین مگر تبدیل ہیئت کیے ہوئے
یہ بھی ساتھ روانہ ہوا راستہ مین بھی اسکو کوئی پتہ نہ لگا اور نہ آخر تک اونکے
ہمراہ رہ سکا کیونکہ وہ سوار تھے اور یہ پیدل تھا ان سوارون نے جاتے ہی پہاڑ
کے دونون جانب آگ لگا دی جب ادریس وہان پہونچا تو دیکھکر کف افسوس
ملنے لگا اس نے بہت کوشش کی کہ اندر چلا جائے مگر راستہ نہ ملا اور نہ
یعقوب شاہ کا کوئی سپاہی باہر نکل سکا وہان یہ حالت ہوئی کہ چارون طرف
سے آگ کے شعلے بلند ہوتے اور لوگ جلنے لگے پہاڑون مین جو آگ لگی تو پھٹنے لگا
اور پتھر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کے لوگون کو زخمی کرنے لگے چشمہ کا پانی کھولنے لگا اور
ایکدم سے ابلنے لگا بیابان پوشیدہ کے تمام اشجار انار آتشبازی بن گئے اور
ہر طرف سے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم کی آوازین آنے لگین آگ کے
شعلے اک دم مین اسقدر بلند ہوئے کہ قلعہ کوہ سے گذر گئے اور اس آتش کے
مقابلہ مین آتشخانہ نمرود شرمندہ تھا یعقوب شاہ کی تمام فوج خدا سے فریاد کرنے لگی

اور یہ مناجات پڑھنے لگی ؎

مناجات

اے خداوند کارساز و کریم / مالک و صانع و قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند / آسمان ساز اور زمین بچھوند
نقش پرداز کارگاہ جہان / کاتب نسخہ زمین و زمان
تو نے برپا کیے ہین یہ افلاک / خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر / نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر
تجھ سے گوہر نے یہ چمک پائی / تو نے انسان مین دی یہ رعنائی
سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ / تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے / مرہم زخم سینہ ریشان ہے
رحم پہ ہی تیری سب کو ناز / اے مرے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب مین ہون بہت حیران / شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
روسیہ شرمسار و پر تقصیر / روز و شب بند معصیت مین اسیر
مبتلا ہے بلائے حرص و ہوا / پائے بند جفا و جرم و خطا
ہے عیان تجھپہ حال دل مولا / تجھ سے آگے بھلا کہین ہم کیا
ہم سزاوار نار تو ہے نور / ہم گنہگار تو خدائے غفور
اپنے ہر حال سے ہے تجھکو خبر / تجھپہ روشن ہے اپنا خیر و شر
تو رحیم اور گناہگار ہین ہم / مغفرت کے امیدوار ہین ہم

مگر خدا کی مصلحت اسی مین ہے کہ اس دعا و مناجات کا نتیجہ عاقبت مین ملے لہذا اسکو یہی منظور تھا کہ یہ لوگ اسیطرح درجہ شہادت کو پہونچین چند ساعت مین بیسوں ہزار جوان جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور لوگ کفن کے بھی قابل نہ رہے اور رستم کا یہ حال ہوا کہ اگرچہ وہ اس آگ مین نہ جلا تھا مگر بغیر آگ کے اوسکے تمام جسم مین آگ لگی تھی وہ روتے روتے بیہوش ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو اوسنے دیکھا کہ صدہا کوس تک چنگاریان اور پہاڑون کے پتھر چٹخ رہے ہین اب یہ وہان سے اوٹھا اور یعقوب شاہ اور دیگر اشخاص کے نام پر فاتحہ پڑھا [illegible] سوچا کہ اب یہان پہاڑون مین سر ٹکرا کے مرجانے سے بہتر تو یہ ہے کہ اسد کی خدمت مین چلا جاؤن اور اوسنے کہون کہ یعقوب شاہ کی یہ کیفیت ہوئی [illegible] اسطرح بے گور و کفن رہگئے عجب نہین کہ وہ اچھی طرح عوض لین کیونکہ وہ صاحب اقبال و شجاع اور صاحب غیرت ہین بغیر بدلہ لئے ہوئے چین نہ لینگے یہ سوچکر وہ اودھر روانہ ہوئے ادھر تو تخواربن وجال کا حال سنئے کہ جب اوسکی فوج یعقوب شاہ وغیرہ کو جلا کر واپس گئی تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت نذرین [illegible] کی خدمت مین آکر شکریہ ادا کیا اور بہت کچھ خیرات اور نقرہ و طلا نثار کئے اور سیکڑون من حلوا اور مٹھائی [illegible] منگا کے اوسکے پیٹ مین جھونکے اوسکا پیٹ قعر جہنم تھا کہ جو چیز اسمین پڑتی [illegible]

تھی وہ غائب ہوجاتی تھی جب وہ سب فہم مار کرچکا تو خوشخوار نے اوسکے خیمہ سے باہر
آکر اپنے تمام مشیران سلطنت کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اب یہان سے کسطرف روانہ ہونا
چاہیئے اور یہان کی حکومت کسکو دینا مناسب ہوگا۔ تمام سردارون کی یہ راے ہوئی کہ
فریسل شتشتدرن کو قلعہ کا حاکم مقرر کرنا چاہیئے خوشخوار بن وجال نے اوسکو بلاکر
خلعت حکومت سے سرفراز کیا اور تمام قلعہ مین احکام جاری کیے کہ فریسل شتشتدرن
کا حاکم قرار دیا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین کو لازم ہے کہ اونکی حکومت اور احکام
کو تسلیم کرین اور دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین۔ تمام آبادی قلعہ کے سرگروہون اور
مشیرون نامی شہر کو بلاکر اونسے عہدنامہ لیتے اقرار اطاعت کرایا اور پچاس ہزار فوج جرار
اور آزمودہ کار اوسکی ماتحتی مین چھوڑی جب اس کام سے فراغت ہوگئی تو فوج کو
فراہم کرنا شروع کیا۔ ان لڑائیون مین جسقدر نقصان اوسکے لشکر کا ہوا تھا وہ چند روز
مین پورا ہوگیا اور بہت اکو فوج جمع کی۔ اور دو سو جہازون کو تیاری کا حکم دیا۔ دریا
اندلس مین بیڑہ جہازات تیار ہوا اور فوج مین تیاری ہونے لگی۔ واقفان
کاران منازل نے بیان کیا کہ ملک زنگبار کو دریائی راستے سے روانہ ہونا چاہیئے
طوفیل شاہ زنگی اوس دریا سے زنگی حکومت کرتا ہے۔ خوشخوار بن وجال نے پہلے
بہت اسباب تحفون کو ایک جہاز پر سوار کیا اور اوسکے ساتھ اوسکے خادمون کو بھی پھر
اپنی تمام فوج کو جہازون پر سوار کرکے اور خود سب جہازونکے درمیان مین ایک اعلی
درجہ کے جہاز پر بیٹھ کے روانگی کا حکم دیا۔ بیڑہ جہازات چند روز تک مناسب رفتار
سے روانہ رہا مگر ایک شب ہوا ایسی مخالف چلی کہ اپنے سیدھے راستہ پر قائم نہ رہ سکا
اور بیڑہ [illegible] اور دوسری [illegible] روانہ ہوئے خوشخوار اور اوسکی تمام فوج بہت پریشان
ہوئی ہر شخص [illegible] اور ایلیس کو یاد کرنے لگا اور نائب خداوند کو پکارنے لگا جہاز
اوسی تباہی مین تھا اور [illegible] اپنے اختیار سے وہانتک نہ پہونچ سکتا تھا خوشخوار
نے بہت کچھ کوشش کی کہ اپنے جہاز کو اوسکے جہاز سے ملادے اور اپنی تباہی رفع ہوسکی
امداد طلب کرے مگر یہ ممکن نہوا۔ ہر ایک شخص کے پاس جو کچھ تھا اوسنے سمندر کو بھینٹ دیا
اور ایلیس کے نام پر اکثرون نے بیش قیمت اشیاء دریا مین ڈالدی گئین۔ کئی روز تک
ہوا مخالف یکسان حالت سے چلتی رہی اور ساحل بیڑا نہ لگا مگر آخرکار ان تمام
جہازون کا سلسلہ اپنی اختیاری رفتار سے روان دوان ہوتا ہوا ایک ساحل کے قریب
آکر رک گیا خوشخوار اسکو غنیمت سمجھا کہ تمام جہازات دریا مین غرق ہونے سے بچے
اور خشکی کا منظر آیا اوس نے فوراً جہازون کو لنگر انداز کیا اور کشتیون کے ذریعے سے
مع [illegible] سردارون کے ساحل پر اوترا کیا دیکھتا ہے کہ ایک صحراے لق ودق ہے
اور [illegible] وسعت [illegible] انتہائے نظر کام کرتی ہے ریت اور بالو کے ذرون کے سوا کوئی
شئے نظر نہین آتی نہ پہاڑون کی بلندی ہے نہ دریا کی روانی ہے نہ درختون کی سبزی
اور نہ مرغزارون کی بہار۔ سوا ریت بالو کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی سردارون کی یہ
راے ہوئی کہ اگرچہ یہ مقام سخت تکلیف دہ ہے مگر نہ بات [illegible] راستے معلوم نہ اور ان ممالک

سے پوری واقفیت ہو جاوے اور جبتک کہ ہوا موافق چلنے نہ لگے اسی میدان مین قیام
کرنا چاہیے۔ خونخوار کی بھی یہی تجویز ہوئی اور خیمہ نصب ہونے لگے تمام میدان
خیمون اور بارگاہون سے بھر دیا گیا اور سات لاکھ فوج جہازون سے اوترکر اون مین
قیام پذیر ہوئی بڑی تلاش اور جستجو کے بعد دریافت حال کے لیئے ایک
شخص میسر ہوا اوسکو خونخوار نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ آیا یہ کوئی
ملک ہے یا جزیرہ یہان آبادی ہے یا نہین اگر ہے تو کون حکومت کرتا ہے اور
یہان کا رہنے والا کیا مذہب رکھتا ہے اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ اتنا بڑا عظیم
عظیم الشان ملک ہے جیسا کہ تم نے کبھی اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا کئی کروڑ
باشندے اس سرزمین پر آباد ہین اور یہان کی حکومت ایک بہت آئینہ پرست
کے قبضہ مین ہے۔ وہ خود اور اوسکی تمام رعایا ملازمین مذہب آئینہ پرستی
رکھتے ہین یہ سب لوگ پہلوان اور ساحر ہین مگر بہت آئینہ پرست
کی بیوی مشہور جادو ساحرہ زبردست [illegible] اور بہلمال بن [illegible]
بن شمامہ جادو اور اوسکا بیٹا ہیکل بن بہلمال بھی موجود ہین ایک [illegible] جادو
شمیم جادو اور حرم جادو ان دونون نے اوڑھالالی تھین اسکا ذکر وقت [illegible] نامہ
مین سنا ہے۔ وہ دونون جادوگرنیان بھی یہان موجود ہین اور اریال [illegible]
اور قارن کوہ پیکر اوسکے سپہ سالار ہین ان دونون کی ماتحتی مین سات لاکھ
فوج جرار آزمودہ کار ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اس ملک کے بادشاہ
کی ایک دختر بھی جسکا نام طوفان سبز پوش ہے۔ یہان لوگون کی پرستش
کا یہ قاعدہ ہے کہ صبح اوٹھتے ہی آئینہ سامنے رکھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین اور
ان لوگون کا عقیدہ ہے کہ ہمارا خداوند ہماری شکل مین جلوہ دکھاتا ہے
خونخوار بن دجال اور اوسکے سردار ہنسے اور کہا کہ [illegible]
آئینہ مین تو اپنی آپ ہی صورت نظر آتی ہے یہ تو خود پرستی ہوئی [illegible]
کیسی غرضکہ اسی قسم کی گفتگو کرکے خونخوار بن دجال نے شخص مذکور کو
بلایا اور اپنے دبیر سے نامہ لکھوا کر اوسکو دیا نامہ کا مضمون یہ تھا کہ اے
گروہ خود پرستان وسادہ لوحان ہم بہت بڑے خوش نصیب ہو اتفاقات
روزگار و گردش لیل ونہار سے ہم اس مقام پر آکر فروکش ہوئے ہین
خونخوار بن دجال ہمارا نام ہے اور تسخیر ممالک ہمارا کام ہے ہمارا
مذہب خود پرستی ایک دین مہمل ہے ہر شخص اپنا آپ خداوند ہے آئینہ
پرستی کا بہانہ مقصود ہے اپنی صورت آپ دکھاتا ہے آگاہ ہو کہ ہم ابلیس
پرست اپنے معبود [illegible] اور دین حق مین مست ہین بہتر ہے کہ اس
مذہب کو اختیار کرو اور ہماری اطاعت کا اقرار کرو۔ تا کہ خداوند میرے
ہمراہ ہے جو کہ ہر ایک حال موجودہ اور گذشتہ سے آگاہ ہے اور تمام
حالات ظاہری و باطنی سے [illegible]

ہے ورنہ تمہارا ملک و فوج برباد ہوگی اور پڑا پایا مفت مین ناشاد ہوگی یہہ نامہ لکھکر
تجھ تخوار نے تسخیر کو دیا اور کہا کہ اس شخص کے ساتھ چلا جا تجھکو دربار شاہی
کا پتہ بتا دیگا وہان جاکر یہ خط ہمارا اچھوت آئینہ پرست کے سامنے پیش
کرنا اور فوراً جواب لیکر واپس ہونا تجھ تخوار بن دجال نے کچھ انعام اوس
مرد آئینہ پرست کو دیکر تسخیر کے ساتھ کردیا وہان اچھوت آئینہ پرست
کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ کچھ لوگ طوفان سے تباہ ہوکر ساحل پر اوترے ہین اور
اونکے ہمراہ کچھ آدمی ہین مفصل حال دریافت کرنیکے لیے چند عیار جاسوسون کو روانہ
کیا تھے مین تسخیر نے کوئی اطلاع ہوئی کہ ایک نامہ وارانون مسافران تباہی زدہ
نے خدمت شاہنشاہی مین بھیجا ہے۔ اچھوت جادو نے اوسکے اندر بلانے کا
حکم دیا جب وہ بارگاہ مین پہونچا تو دربان نے کہا کہ یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی دربار
مین جاتے پہلے آئینہ کو سجدہ کرلے اور ایک بہت بڑا آئینہ پھاٹک پر لگا ہوا تھا۔
تسخیر سوچا کہ یہان کا قاعدہ یہی ہے حجت و تکرار کرنا فضول ہے اور بغیر اس رسم
کی پابندی کے اندر جانا محال ہے جب ایسا ہی ہے پھر اسکو اختیار کرنا چاہیے
اور اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا کوئی بُری بات نہین ہے یہ سوچکر پر راضی
ہوا دربان نے آئینہ کا پردہ اوٹھایا تسخیر سجدہ کرکے اندر آیا دیکھا کہ ایک
تخت عظیم الشان پر اچھوت آئینہ پرست نشہ شجاعت مین مست بیٹھا ہوا ہے
اور اوسکے قریب ملکہ مہوت جادو سراپا بدبو بصد غرور و ناز بیٹھی ہوئی ہے
چپ و راست ارجال اور ارتکان گروہ پیکر سپہ سالار دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے
ہین۔ ایک جانب صلصال بن وال اور ہیکل بن صلصال آہنی دنگلون پر
موجود ہین۔ اور بڑے بڑے سرداران نامی فکر اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون
پر متمکن ہین۔ جوہر نشہ شجاعت سے جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر کو چوم رہا ہے
قہر و غضب سے ہر ایک کے چہرہ پر چشم و ابرو کا اوتار چڑھاؤ کہہ رہے۔ بار بار قبضہ
پر ہاتھ اور موچھون پر تاؤ ہے تسخیر پریشان دربار دیکھکر ششدر آگیا جسکے چہرہ
پر نظر ڈالی خوف سے چکرا گیا۔ اچھوت آئینہ پرست نے چوبدار کو اشارہ کیا
کہ اوس نے اسکو ایک کرسی پر بٹھایا وہ بیچارہ ذرا دل ٹھکانے ہوا تو خط نکالکر
باادب پیش کیا۔ چوبدار نے اوس سے خط لیکر وزیر کو دیا۔ اودھر
صلصال کے قریب تسخیر بیٹھا ہوا تھا کہا کہ تجھے کچھ حال خدا پرستون
کا بھی معلوم ہے اوس نے عرض کی کہ صاحبقران اول و دوم
جب قلعہ کوہ طور [illegible] پایان کار چاہ بابل مین آگ لگی تو پھر
یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ جل گئے یا زندہ بچکر نکل گئے۔ اودھر بدیع الملک
کوئی جوان اولاد صاحبقران [illegible] ان مین سے ہے اوس نے خروج کیا ہے
اور طلسم [illegible] پر اوٹھایا ہے آجکل اوسکا زور بندھا
اور ہر طرف اوسکی شجاعت و بہادری کا شہرہ ہے لیکن ہمارے حاکم

خونخوار بن دجال نے صدہا قلعہ مسلمانون سے خالی کرا لئے چنانچہ اب اسوقت قلعہ
اندلس کو فتح کرکے آرہے ہین اور جانب زنگبار جارہے تھے کہ راہ مین ہوا سے
مخالف نے ادہر پہونچایا اور آپکا ملک دکھایا - ہمارے ہمراہ خداوندیت زرین
سخنگو بھی ہین جنکو ابلیس نے اپنی نیابت دی ہے اونھون نے ہمارے ساتھ
اقرار کیا ہے کہ ہم تمکو مسلمانون پر فتح دینگے - تین لاکھ فوج خانہ کعبہ
کیطرف بھی روانہ کی گئی ہے لیکن اوسکا حال نہین معلوم ابتک اوس نے کیا
کارہائے نمایان کئے ہین - صلصال نے امیر حمزہ اور بدیع الملک
کے ذکر پر ایک سرد آہ کھینچی - سخنگو کو یہ معلوم ہوا کہ گویا اژدہا نے سانس
گھسیٹی ہے اگر یہ جگر نہ بیٹھ جاتا تو اوسکے منہ مین چلا جاتا - صلصال نے غمگین ہوکر کہا
کہ اے ابلیس پرست اسوقت تو نے میرے دلپر برچھا مارا
مین وہ بادشاہ تھا جسکے دامن مین نوشیروان نے آکر پناہ لی تھی روی
زمین پر میری صولت و عظمت کا مقابل نہ تھا میرے چار سردار نوتوار
ایسے زبردست تھے کہ روئے زمین پر اونکا مثل و نظیر نہ تھا ایک طہماس خان
ترک خجندی دوسرا ایرک خطائی تیسرا تمغاج خان ترک اور چوتھا
قیماس خان خاوری تھا میرے ساڑھے تین سو بیٹے اور دو سو داماد
تھے انمین سے ہر ایک رستم اور روئین تن تھا - ترک فلک میرے ایک
ایک بہادر سے تھراتا تھا لیکن بقوت عمرو عیار نے ایک دم سے ان
سبکو پھونک دیا اور حمزہ صاحبقران نے میرے تمام ممالک تباہ و برباد
کردیئے کوئی میرا نام لینے والا باقی نہ رہا سارے دنیا کے کانون مین نعرہ
امیر حمزہ کو نج کر بیٹھ گیا تھا اور اوسکی شمشیر کا آوازہ زمین سے آسمان
تک پہونچ گیا تھا اودہر تو حمزہ کی صولت و شجاعت اور ادہر
خواجہ عمرو کی عیاری اور جرأت بس ان دونون نے مجھے خاک مین ملایا
اب صرف مین اور میرا ایک بیٹا ہیکل زندہ ہے اور وہ بھی اس وجہ سے
کہ دونون جادوگرنیان جو اسوقت میرے قریب بیٹھی ہوئی ہین بڑی سحر کی جان
اور ڈالی ہین ورہ خان میرا اور نبیرہ حمزہ سے ملا ہے اور میرا ایک بہادر
ایرک خطائی عمرو کا ایک شاگرد ہوگیا لیکن میرا ارادہ ہے کہ اپنے فرزندون
اور بیٹون کا بدلہ صاحبقران اور خواجہ عمرو سے پاؤن ذریات سے
لون حوت آتش پرست بادشاہ جلیل القدر ہے اور ان کے یہان
بھی ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی ہین کہ اگر حمزہ اور شاگردان
خواجہ عمرو دیکھکر بدحواس ہوجائینگے یہ بادشاہ میرے ساتھ چلیگا
اور مجھکو قوی امید ہے کہ میرا اسا تقدیر کا تختہ فراموش نہ ہوگا رہا
اودہر تو خونخوار بن دجال کا نامہ پڑھا گیا تو حوت آتش
پرست قہقہہ مار کر ہنسا اور ایک نعرہ ناف لات و گزاف کرتا رہا

یہاں بت زرین خود پریشان تھا ساری سلطنت کھو کے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤں پھولے
خونخوار سے عرض کی کہ ارجال سپہ سالار حضرت مقابلے کے لئے آیا ہے بت زرین
بہت بیمار ہا بڑی دیر تک چپکا بیٹھا رہا جب خونخوار بہت رویا اور چلایا تو آواز آئی او
بندہ خود سر تیرا غرور حد سے گذر گیا تو یہ سمجھا کہ خداوند ابلیس اور خود این جانب سے
تجھ کو صرف خدا پرستوں سے مقابلہ کرنے کے لئے مقرر کیا ہے اور تیری مدد کا اقرار کیا ہے
نہ کہ تمام دنیا سے تو مقابلہ کرتا پھرے اور ہر ایک کے سامنے حکومت اور شجاعت کے دعوے
تو نے یہ نہ خیال کیا کہ آئینہ پرستی بھی ابلیس پرستی کی ایک شاخ ہے اور گو وہ ہماری
نیابت کو نہیں قبول کرتا ہے مگر ہماری ہی بنائے اور بڑھائے ہوئے بندے ہیں اب
ہم ان کو تباہ و برباد کرنا نہیں چاہتے اب خداوند ابلیس تجھ سے ناراض ہو جائینگے
اور ہم اُن کے پاس چلے جائیں گے کیونکہ اگر ہم تیرے پاس رہیں گے تو تیری اعانت
کرنا ضرور لازم و واجب ہوگی ابلیس کو اس معاملے میں تیرا ساتھ دینا منظور نہیں ہے
لہذا اب یہاں ہمارا ٹھہرنا کچھ ضرور نہیں یہ کہہ کے بت زرین خاموش ہوا اور دھواں
بن کر نکلنے لگا تھوڑے ہی دیر میں تمام دھواں خیمے سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو کر
غائب ہو گیا خونخوار اور زیادہ پریشان ہوا اُسے کوئی تدبیر نہ سوجھی تھی اپنے سرداروں
کو بلایا دل مضبوط کر کے حکم دیا کہ جاؤ اس ارجال کو راستہ ہی میں روک لو خبردار آگے
بڑھنے نہ پائے سرداروں نے کہا کہ حضور کسکی طاقت ہے کہ اُسے روک سکے آپ دیکھے
تو سہی کہ اُس کا قد کتنا بڑا ہے ساٹھ گز کا لانبا اور بیس گز کا چوڑا ہے تیرہ سو من کا گرز
اُس کے ہاتھ میں ہے ہم میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ ارجال کو روکیں اور یہ
میدان ٹوکیں اُدھر ارجال آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا ٹیلا یک سامنے سے آ کر
اُس نے قدم جمایا اور للکار کر آواز دی کہ او خونخوار ابلیس پرست تجھ اپنے بت
زرین سخنگو کو میرے مقابلے میں تاکہ میں اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کروں اور
اپنے اس گرز گران سے اُس کا بھیجا نکالوں خونخوار ابلیس پرست جرأت کر کے سامنے
آیا اور کہا کہ اے ارجال تم کو مجھ سے مقابلہ کرنا منظور ہے یا میرے نائب خداوند بت
زرین سخنگو سے اُس نے کہا کہ اس وقت تو مجھکو بھی حکم ہے کہ میں اُس دیو بادبان
کا سر کچلوں اور تو بھی اُس کے پھندے سے نجات پائے کہ درحقیقت وہ ایک بھاگا ہوا
دیو ہے جو کہ قاف سے بھاگ کر یہاں روپوش ہوا اور تجھ کو گمراہ کرتا ہے خونخوار
ابلیس پرست نے کہا کہ اب وہ یہاں نہیں ہے کسی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کے گیا ہے
کہ میں خداوند ابلیس کے پاس جاتا ہوں اگر اعتبار نہ ہو تو تم خود آ کے دیکھ لو اُس کا تخت
خالی پڑا ہوا ہے اور قالب میں کچھ نہیں ہے ادھر خونخوار سے یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر
ارجال کے پہلو سے ایک نعرہ ہوا کہ منہ سوار قدرت سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار
کھار و اپوش ارجال کے روبرو آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور للکار رہا ہے کہ او دیو زاد
تو بندگان ابلیس کو بہکاتا ہے اور اپنی سیہ بختی کی طرف بلاتا ہے آگاہ ہو کہ مجھ کو ابلیس
نے تیری سرکوبی کے لئے بھیجا ہے اور میرا یہ گرز گران ہے اور تیرا بھیجا ہے سقدر بلند آواز

ہی تھے اس نے یہ گفتگو کی کہ دونوں فوجیں تھرا اٹھیں اب اس نقابدار نے خبردار کہہ کر
اپنے گرز گران کا ارجال کے سر پر وار کیا ارجال فن سپہ گری میں ایک کامل تھا ضرب
حریف زبردست دیکھ کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا گرز کا وار خالی گیا اور زمین پر اس زور سے
دھاکا ہوا کہ گویا طبقۂ ارض پھٹ گیا غبار اس قدر بلند ہوا کہ ارجال اُس میں چھپ گیا
نقابدار سمجھا کہ میں نے حریف کو مار لیا ہے اور ریزہ ریزہ زمین کر دیا ہے مگر دامن گرد سے نکلا
ہوا ارجال نے نعرہ کیا کہ باش اے بادبان یہ تو ضرب بے زدی ضرب ما نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن یہ کہہ کر ارجال نے سیزہ سو من کا گرز اٹھا کر جو اُس کے
سر پر مارا تو اُس کا سر اس طرح پاش پاش ہو کر دھڑ سے اڑ گیا کہ گویا تھا ہی نہیں لو
نقابدار کی لاش زمین پر گر کر تڑپنے لگی ارجال نے طیش میں آکر اسکو چیر کر پھینک دیا
اور بڑی زور سے لشکر خونخوار کی طرف چلا یا کہ اے خونخوار او سردار تمھارا نائب خداوند
مارا گیا اب ابلیس کو بلاؤ تا کہ اُس کو بھی میں اسی طرح چیر کر پھینک دوں اب اپنے مذہب
باطل سے باز آؤ ورنہ تمھاری بھی سرکوبی اسی طرح کیجائیگی اگر مجھے اسی وقت حکم آتا تو
میں تم سب کو اسی وقت پچل کر مار ڈالتا خونخوار ابلیس پرست میں اب دم کہاں تھا
جو دو بدو گفتگو کرتا سمجھ گیا کہ درحقیقت سبت زرین سخن گو دیو بادبان تھا جو کہ نقابدار
بن کر آیا اور ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خیال کر کے اُس نے ارجال سے کہا
کہ اے سپہ سالار میں اپنے اس خیال خام سے باز آیا ہوں تم حوت آئینہ پرست
سے میری سفارش کرو میں تم سے مقابلہ کسی طرح سے نہیں کر سکتا تمھارے بادشاہ
نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک تھا اگر تمھارے بادشاہ مجھے بلائیں گے تو میں خود حاضر
ہو کر اظہار اطاعت کرونگا اور اپنی خطا اُن سے معاف کراؤنگا ارجال دیو بادبان
کی لاش کو ہاتھیوں پر لدوا کر مع اپنی فوج کے واپس گیا اور تمام معاملہ اور
نقابدار کا مقابلہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا آخر میں خونخوار کی سفارش کی اور کہا
کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہے اگر اُس کی خطا معاف کیجئے اور بلا بھیجئے تو وہ دست بستہ
حاضر ہوگا ہر وزیر و مشیر کی بھی یہی رائے ہوئی کہ خونخوار کی خطا معاف کر دینا چاہیئے
کیونکہ خدا پرستوں کی دشمنی میں ہمارا ہم خیال ہے اُس نے بیبیوں قلعہ مسلمانوں کے
قبضے سے نکال لئے ہیں اگرچہ ہم کو اُس کی شرکت ضرورت نہیں لیکن اُس کو ہماری مدد
کی ضرورت یقینا ہے اور جو شخص اپنا دست نگر ہو اُس پر ظلم کرنا شاہوں کی شان
کے خلاف ہے غرضکہ یہاں یہ مشورہ طے پا گیا کہ خونخوار دربار میں بلا لیا جائے اور
ایک چوبدار کو روانہ کیا وہ چوبدار خونخوار کے خیمہ میں حاضر ہوا اور اُس نے بادشاہ
کا پیغام کہا کہ حوت آئینہ پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہے خونخوار یہ سن کر بہت ہی
خوش ہوا اور پانچ ہزار سرداروں کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیا پوشاک جواہر کار
سے مرصع اور اسلحہ جوہردار سے مسلح ہو کر دربار شاہی میں داخل ہوا وزرا و امرا
نے اُس کا استقبال کیا اور بادشاہ نے تعظیم دی بڑی عزت و حرمت کے ساتھ
حوت آئینہ پرست نے اپنے گوشۂ تخت پر خونخوار کو جگہ دی باہم کلام دوستانہ

دعوتِ محبتانہ ہو رہا ہے خونخوار کل احوال اپنی تمام لڑائیوں کا بیان کر رہا ہے اور حوت
آئینہ پرست بہت ذوق و شوق سے اُس کو سنتا رہا جس قدر حالات خونخوار بیان
کرتا جاتا تھا حوت آئینہ پرست کے دل میں قوت پیدا ہوتی جاتی تھی کہ مسلمانوں سے
مقابلہ کرنا کچھ مشکل نہیں غرض اُس نے صلصال سے کہا کہ جب خونخوار نے خدا پرستوں
کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ اُن میں مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا اور جس قلعے پر چڑھائی
کی اُس میں کا ایک بھی متنفس نہ بچا تو تم کو بھی اپنی آل و اولاد کے خون کا بدلہ لینا کیا
مشکل ہے صلصال نے کہا کہ خونخوار کی لڑائی خدا پرستوں سے ابھی نہیں ہوئی
البتہ میں خدا پرستوں سے لڑا ہوں صاحبقران کی فوج کا ایک شخص خونخوار کی
ایک لاکھ فوج پر بھاری ہے امیر حمزہ صاحبقران وہ شخص ہے کہ جس نے بڑے
بڑے جمشیدوں کی خاتمیں چھین کے پھینک دیں اور اُس کی نسل میں جس قدر ہیں سب کے
سب ایسے ہی ہیں اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار طرار اُس کے ساتھ ہیں اُنہیں
سے ایک عیار اگر خونخوار کی سات لاکھ فوج میں آ جاوے تو سب کو جلا کر خاک کر دے
حوت آئینہ پرست نے کہا کہ تم خدا پرستوں کے رعب میں آ گئے ہو اگر ایسا
ہوتا تو خونخوار کی کیوں نہ خبر لیجاتی غرضکہ آپس میں یہی گفتگو ایک عرصے تک
ہوتی رہی بادشاہ نے خونخوار کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور کئی روز تک
جلسہ رقص و سرود و شغل شراب و کباب ہوتا رہا پھر خونخوار نے رخصت کی اجازت
طلب کی بہ صلصال اور حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا تم زنگبار کی طرف
روانہ ہو ہم لوگ بھی عقب میں آتے ہیں

اب یہاں سے چند کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہیں

کہ اسد غازی نے قلعہ زرین حصار سے جو ہرکارے خونخوار بدکردار کی خبر لانے
کو روانہ کئے تھے وہ واپس آئے اور اُنہوں نے عرض کیا کہ بہتر برق فرنگی اور
جانسوز بن قران اول و سمک بیلطانی و جوالہ بن عمرو و [illegible] بن عمرو اور
تمعان خنجر گزار بن عمرو و عمران خطائی وغیرہ [illegible] آٹھوں عیار خونخوار
بن دجال کے مقابلے میں بڑی بڑی عیاریاں کر کے شہید ہو گئے اور ملکہ جادو کو
اِن کا بہت بڑا غم ہوا آخرکار خونخوار نے اُس کے قلعہ پر حملہ کیا ملکہ جادو سو اسو مصاحبین
کے ساتھ دریا میں غرق ہو گئی اور تمام قلعہ تباہ و برباد ہو گیا ہزاروں لاکھوں مسلمان
رعایا شہید ہو گئی ایک متنفس بھی اسلام کا نام لینے والا نہ بچا اب خونخوار نے قلعہ
عنطلی آباد کی حکومت اشتر اژدہا دندان کی سپرد کی اور خود جانب [illegible] لشکر روانہ ہوا
یہ سنکر اسد غازی کو اِن آٹھوں عیاروں اور ملکہ جادو کے قتل و غرق ہونے کا
کمال درجہ صدمہ ہوا اور بڑی دیر تک روتا رہا اپنے سرداروں سے کہا کہ اب جانب
عنطلی آباد روانہ ہو کل صبح کو ہم یہاں سے چل کھڑے ہوں گے تمام لشکر میں تیاری
کوچ کی ہونے لگی آلات حرب و ضرب زنگ و خون سے صاف ہونے لگے [illegible]

نے خود زرہ درست و چست کی سواروں نے ساز و یراق آراستہ کئے ساری رات انتظام
و اہتمام میں بسر ہوئی جب شاہ خاوری نے قلعۂ مشرقی سے برآمد ہو کر لشکر سیارگان کو
پسپا کیا تو اسد غازی اپنے خیمے سے نکل کر جانب عنظلی آباد روانہ ہوا پہلو میں
ضرغام شیر دل مشورہ کناں ہم رکاب تھا اُس نے عرض کیا کہ قلعۂ عنظلی آباد ایسے
موقع پر واقع ہے کہ اگر قلعہ میں ہزار آدمی ہوں تو غنیم ایک لاکھ فوج سے اُس میں داخل نہیں
ہو سکتا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ اشتر گزدندان قلعے سے نیچے اُتر آئے
اسد غازی نے اسد ثانی سے اس معاملے میں مشورہ کیا سب کی یہ رائے
ہوئی کہ عدلان شاہ اور فضلان شاہ اول مقابلے کے لیے روانہ کئے جاویں جب
مقابلہ ہو تو یہ پسپا ہو جاویں تا وہ اِن کا تعاقب کرے جب وہ تعاقب کرتا ہوا قلعے سے بہت
دور نکل آئے اور پہاڑوں کے تنگ و تاریک راستے ختم کر کے میدان میں آجاوے
تو اُس وقت پلٹ پڑیں اور ابراہیم بن مالک قلعے پر حملہ کر دیں اس ترکیب سے
بہت جلد فتح حاصل ہو گی یہ مشورہ آپس میں طے ہو کر اسد غازی کو اطمینان ہوا
اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے جاتے ہیں جب قریب عنظلی آباد پہنچے تو فوج
کے تین حصے کیے دس ہزار سواروں کی افسری عدلان شاہ اور فضلان شاہ
کو مرحمت کی اور حکم دیا کہ تم دیر قلعہ کے مقابلے میں جا کر میرے نام کا نعرہ کرنا تاکہ
وہ سب تم سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں اور بارہ ہزار جوان قلعے پر حملہ کرنے کے
لیے منتخب کئے گئے ان کے سردار ابراہیم بن مالک مقرر تھے ان کو حکم ہوا کہ
قلعہ کی بائیں جانب وادی کوہ میں پوشیدہ رہیں جب وقت اشتر عدلان شاہ
کا تعاقب کرے اور قلعے سے کسی قدر فاصلے پر آجائے تو تم اس وقت قلعہ پر دھاوا
کرنا اور فوراً قلعے کے اندر داخل ہو جانا تیسرا حصہ فوج کا اسد غازی نے اپنے پاس
رکھا اور ایک جنگل میں پوشیدہ ہو کر منتظر اس امر کے رہے کہ ان دونوں فوجوں
میں سے کس کو مدد کی ضرورت ہوتی ہے اسد غازی نے مالک بن ابراہیم اور
عدلان شاہ و فضلان شاہ کو اپنے اپنے موقع پر روانہ کر دیا اور کہا کہ تم میں
سے جس کو اعانت کی ضرورت ہو گی میں فوراً پہنچ جاؤں گا کیونکہ ہم ایسے موقع پر
قیام [illegible] جہاں سے دونوں مقام صاف نظر آتے ہیں ادھر ضرغام شیر دل
[illegible] قلعے کے اندر داخل ہوا اور وہاں کے کل حالات ضروری دریافت
کر کے واپس آیا اسد غازی سے تمام حالات بیان کئے کہ قلعہ بہت مضبوط اور
مستحکم ہے اگر وہ [illegible] ہو کر بیٹھ رہا تو بڑی دقت ہو گی ادھر عدلان شاہ اور
فضلان شاہ [illegible] دس ہزار سواروں کے روبروے قلعہ آکر مقیم ہوئے اور
للکار کر آواز دی کہ باش اے قوم [illegible] نعرہ اسد ۱۵ اسد شہسوار ام کہ در روز
جنگ [illegible] چرم و پلنگ اشتر گزدندان کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی
کہ اسد غازی دس ہزار سواروں سے قلعے پر حملہ کرنے کے لیے آگیا ہے وہ مقابلے
کے لیے چھپا تھا اسد کے نام کا نعرہ سنتے ہی قلعہ سے باہر نکل آیا اور اپنے چالیس ہزار

سواروں کو للکارا کہ خبردار یہ جانے نہ پائیں انھیں گھیر کر مار لو تمام فوج ایک دم سے
حملہ آور ہوئی دست بدست تلوار چلنے لگی عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
تھوڑے ہی عرصے میں کئی سو کفار جہنم واصل کر دیئے مگر ایک دم سے رخ بدل دیا
اور پیچھے ہٹ کر گھوڑوں کو ایڑ دی دس ہزار سوار جو ایک دم سے مفرور ہوئے
اور انشر گراز دندان نے للکارا تو سب نے بڑے زور و شور سے تعاقب کیا
اسی زد میں قلعے سے بہت دور تک نکل آئے ادھر مالک بن ابراہیم نے
موقع پاکر قلعے پر حملہ کر دیا اور ادھر عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے جگہ دیکھ کر
رخ بدل دیا اب پھر نہایت زور و شور سے تلوار چلنے لگی اور لاش پہ لاش دھڑا دھڑ
گرنے لگی نیزے سینے کے پار ہوئے ملک الموت نے جلد جلد روح قبض کرنا
شروع کی ادھر اسد غازی نے دیکھا کہ ابراہیم بن مالک تو قلعے میں داخل
ہو گئے ہیں اب کیا ہے غالباً اب بہت جلد فتح کر لیں گے اس لیئے دوسری جانب
سے انشر گراز دندان کی فوج پر حملہ کر دیا اب جو اسد غازی نے اپنے نام کا
نعرہ کیا تو انشر گراز دندان بہت گھبرایا کہ یہ کیا معاملہ ہوا میں نے تو اسد کا
مقابلہ کیا اور اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا اب جنگ مقابلہ پر ہو رہی ہے
لیکن پھر عقب سے اسد کے نعرے کی آواز کیونکر سے آئی پلٹ کر جو دیکھتا ہے
تو اپنی فوج کو چاروں طرف سے گھرا ہوا پایا سمجھ گیا کہ قضا نے گھیر لیا اب جان بچا کر
نکلنا دشوار ہے دل میں سوچا کہ اب اسد کو ڈھونڈنا چاہیئے اگر اس کو مار لیا تو لڑائی
فتح کی ورنہ قضا تو آہی چکی ہے کیا چارہ ہے دل میں یہ خیال کر کے وہ اسد غازی
کی آواز پر دریائے فوج میں شناوری کرتا ہوا آرہا ہے ادھر اسد غازی بھی اسی
فکر میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح انشر گراز دندان سے مقابلہ ہو جاوے تو بہتر ہے
تاکہ جلد وارا نیارا ہو جاوے آخر کار دونوں ایک دوسرے کے سامنے آ گئے
اسد غازی نے للکارا کہ باشر او قرم ساق کدھر جاتا ہے میرے سامنے آ یہ سنکر
انشر گراز دندان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے خالی دے کر
ایک گھونسا ایسا مارا کہ اس کا منہ چرخا ہو گیا وہ فوراً گھوڑے پر سے کودا اور چاہا کہ
اسد غازی سے لپٹ جاوے اسد غازی نے زنجیر کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
ایک جھونک دے کر بلند کیا اور اچھال کر آتے ہوئے پر نگ ہوائی کیا اب انشر
گراز دندان کی فوج نے گھبرا کر دیکھا کہ ایک تو یہ نہیں چاروں طرف سے
پامال ہو رہی تھی اب بے سردار ہو گئی کچھ لڑ کر لڑتی بھڑتی بھاگ کھڑی ہوئی مگر
بھاگنے کا راستہ کہاں تھا سب نے اپنے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور علم امان
بلند کیا اب اسد غازی نے ہاتھ روکا اور عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
اپنی اپنی تلوار نیام میں کی لڑائی کا خاتمہ ہوا قلعے کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ ایک
معمولی لڑائی کے بعد ابراہیم بن مالک نے قلعے پر قبضہ کر لیا اسد غازی جانب
قلعہ روانہ ہوئے داخل قلعہ ہو کر ابراہیم بن مالک سے ملے ہر جانب سے صدائے

سپار کیا دبلند ہوئی لیکن اسد غازی کو ملکہ جادو اور عیاروں کا اس قدر غم تھا
اس فتح کی کچھ خوشی حاصل نہ ہوئی قلعے میں پھر سے مسلمانوں کی آبادی ہوئی
اور کفر کا نام مٹا دیا گیا تمام خونخوار کی تابع فوج مطیع اسلام ہوئی اور سب نے کلمۂ طیبہ
پڑھ کر اسلام قبول کیا اب چند ملازمان اشتر گراز زندان سے جو خونخوار کا حال
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت منظر کی جانب روانہ ہوا ہے اب اسد غازی
نے صلصال شاہ کو اس قلعے کی حفاظت کے لیے یہیں چھوڑا اور فرمایا بہت ہی
ہوشیاری سے رہنا اور ہر امر کی ہم کو اطلاع کرتے رہنا اور خود تیاری کوچ کر کے
جانب ہفت منظر روانہ ہو گئے ان کو تو اسی حال پر چھوڑا جاتا ہے ان کا حال
وقت پر بیان ہو گا لیکن اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان ہوتا ہے کہ خونخوار
بن دجال جانب زنگبار منزل بمنزل راستہ تری و خشکی کا طے کرتا ہوا جا رہا ہے
جب قریب زنگبار پہنچا تو طویل شاہ زنگی کو یہ خبر پہنچی کہ خونخوار بن دجال مع
فوج بیشمار مقابلے کے لیے آیا ہے طویل شاہ زنگی نے شہریار زنگی کو
بلا کر مشورہ کیا کہ اے فرزند اس وقت کیا صلاح ہے سننے میں آیا ہے کہ سات
لاکھ فوج جرار خونخوار بن دجال اپنے ہمراہ لایا ہے یہ سن کر شہریار زنگی
نے دست بستہ جواب دیا کہ سوائے جنگ کے اور کوئی چارہ نہیں معلوم ہوتا اور یہ تو سراسر
ظاہر ہے کہ ہم کو اس سے مقابلے کا یارا نہیں طویل شاہ نے کہا اپنے تمام اعزا
و اقربا و خراج گزاروں کو اس مضمون کے نامے لکھ کر روانہ کرو کہ خونخوار
بن دجال نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی ہے ہم سے کچھ بن نہیں پڑتا یہی وقت
اعانت و مددگاری ہے لہٰذا تم سب کو بہتر و مناسب ہے کہ جس قدر فوج فراہم
ہو سکے اپنے ساتھ لے کر جلد آؤ ہم نامے لکھوا کر طویل شاہ نے چاروں طرف روانہ
کیے تین چار روز میں قریب تین لاکھ کے فوج جمع ہو گئی اب طویل شاہ نے
حسینہ بن مغربی کو جسکی عمر قریب بارہ سال کے تھی تمام عورتوں کے ہمراہ بیابان
سرزمینات مغرب میں روانہ کر دیا تا کہ وقت شکست ناموس کی بے حرمتی نہ
ہو اور سلطان زرین اور فاخر سلطان بن زرین کو قلعے سے دو کوس کے
فاصلے پر صف آرا ہونے کا حکم دیا اس کے یہاں ایک عیار ہشام تیز پران
تھا جس کو فوج خونخوار بن دجال کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا تھا اس نے
ایک فقیر کا بھیس بدل کر لشکر خونخوار بن دجال کا رخ کیا اور وہاں کے کل حالات
دریافت کرنا شروع کیے رفتہ رفتہ بارگاہ خونخوار میں داخل ہوا اور عرض بیگی
نے خونخوار سے آکر عرض کی کہ ایک فقیر در بارگاہ پر کھڑا ہے خونخوار تو اس
فکر میں تھا ہی کہ کوئی شخص زنگی دستیاب ہو تو اس سے کچھ حالات دریافت کرے
چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس فقیر کو اندر بھیج دو فقیر اندر آیا خونخوار بن دجال
نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور اسی ملک کا باشندہ ہے یا اور کہیں کا
اس نے عرض کی کہ میں اسی ملک کا رہنے والا ہوں اور بھیک مانگ کر اپنی بسر

اوقات کرتا ہوں آپ کا جو لشکر یہاں آیا تو میں نے خیال کیا کہ سپاہی وہ بہادر
بہت سخی ہوتے ہیں مجھے میری حالت دیکھ کر خوشحال کر دینگے لیکن یہاں آکر
جو دیکھا تو سپاہی ہونے میں ان سب کے شک نہیں ہر ایک پہلوان نامی رستم
ثانی ہے اور ہر ایک سردار گرامی اسفندیار وقت ہے لیکن دیا کسی نے بھی کچھ
نہیں ان سات لاکھ آدمیوں سے تو وہ تین لاکھ فوج بدرجہا اچھی ہے اگرچہ کم درجہ
کے لوگ ہیں بہت کچھ دیا مالا مال کر دیا خونخوار ابن دجال کو فقیر کی یہ آزادانہ گفتگو
پسند آئی اس نے کہا شاہ صاحب اگر آپ میری ملازمت کریں تو بہت مناسب ہے
میں بہت خوشی سے آپ کو نوکر رکھ لونگا یہ سن کر فقیر نے کہا کہ بابا اگر تیری یہی
خوشی ہے تو یہی سہی کچھ دنوں تو یہیں گذار دونگا لیکن مذہب کے بارے میں کبھی
کسی طرح کی گفتگو نہ کیجیو مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے جو مذہب چاہوں اختیار
کروں یہ سن کر خونخوار ابن دجال نے جواب دیا اس سے آپ مطمئن رہیں اس کا
کبھی درمیان میں ہمارے آپ کے ذکر بھی نہ آویگا مذہب سے ہمیں کیا مطلب ہے
عیسے بدین خود موسے بدین خود کل باتیں طے کر کے فقیر یہاں رہنے لگا اور روز بروز
خونخوار ابن دجال کے یہاں اس درجہ اس نے اپنا اعتبار بڑھا لیا کہ اس کو
اور کسی کا اس کے مقابلے میں اعتبار نہ رہا جب شام ہوئی اور خونخوار ابن دجال
کے سونے کا وقت آیا تو ہشام تیز پران نے بارگاہ کے دربانوں کو شربت
کے ذریعے سے بیہوشی پلا دی سب پی کر بیہوش ہوگئے اس کے بعد اندر
بارگاہ کے داخل ہو کر خونخوار ابن دجال کے پاؤں دابنے لگا جب دیکھا کہ وہ
غافل سو گیا ہے تو کچھ عیاری میں بیہوشی رکھ کر اس کی ناک کے نتھنوں کے پاس
لے گیا سانس لیتے ہی خونخوار ابن دجال بیہوش ہوا ہشام تیز پران فوراً اسکا
پشتارہ باندھ کے اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگا کے چلا دربان تو بیہوش ہی تھے
لیکن اور لوگوں نے پوچھا کہ شاہ جی صاحب یہ کیا آپ لئے جا رہے ہیں تو
اس نے جواب دیا کہ بھائی ہمارے سردار کے خیمے میں کتا گھس آیا تھا ہمیں حکم
ہوا ہے کہ اسے لے جا کر دریا میں چھوڑ دو یہ کہتا ہوا لشکر سے نکل کر سومنات مغرب
کی طرف روانہ ہوا جب قریب فوج زنگبار پہونچا اور اپنی فوج میں داخل ہوا تو
ثریا سے زنگی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ اے ہشام تو اس وقت
ایسا فقیر بنا ہوا ہے کہ میں نے بمشکل تجھے پہچانا مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب آپکا جدہ
پر امیر حمزہ صاحبقران کا لشکر قیام پذیر تھا اور ہرمز و فرامرز کی فوج بھی
فروکش تھی تو تو نے تنہا بکر لندھور بن سعدان اور کرب غازی ہر عیار
کی گٹھری اب یہ کسکا پشتارہ لایا ہے ہشام نے دست بستہ عرض کی حضور یہ سات
لاکھ فوج کا سردار ہے دجال کا بیٹا خونخوار ہے تو یہ بہت خوش ہوا
اور فوراً حکم دیا کہ آہنگر کو بلاؤ اسی وقت آہنگر حاضر ہوا خونخوار کو پابزنجیر کرنے کا
حکم دیا آہنگر نے پابندی حکم کی جب خونخوار ابن دجال کو ہوش آیا تو اپنے کو مقید پایا

نادر دیکھا کہ غیر آدمیون مین قید ہون سلسلہ پڑا ہون لوگون سے گڑگڑا کے پوچھنے لگا کہ مین کہان پڑا ہون بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون ہشام نے کہا کہ مین کیا کہوں مجھے آپ کو یہان اُٹھا لایا تھا یہان پر آ کر ہم اور آپ دونون قید ہوئے ہین یہ سلطان زنگی کا ملک ہے اُنھوں نے سمجھا کہ آپ اسقدر دور دراز مسافت طے کرکے یہان آئے اور پھر کیا ہوا اتنا کہا کہ ہنگرون نے آپ کو زنجیر و طوق سے سلاسل و مطوق کر دیا یہ سن کر ثریا نے زنگی سے حکم دیا کہ اس بے حیا کو دربار مین لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور مین پیش کرو غرض کہ خوراین دجال پابزنجیر دربار مین پہونچایا گیا ثریا زنگی اپنے تخت پر آ کر بیٹھے اور ہشام پہلو مین اسکے کھڑا ہو گیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کون سا قیدی ہے اسے اس وقت یہان کیون لائے ہو ثریا زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اسے شہریار یہ خوراین دجال ہے ہشام فتنہ پر ان اسے عیاری کر کے باندھ لایا ہے یہ سنکر طویل زنگی بہت خوشحال ہوا اور ثریا زنگی سے اشارہ کیا کہ اس کو پیدا ہوشیار کرو تا کہ راہ راست پر آ جاوے ثریا زنگی نے بفصاحت و بلاغت تقریر کی کہ اسے خوراین دجال مین نے سنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ کیا تجھ کو شیطان کے حالات سے آگاہی نہین ہے کیا تو نے نہین سنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس نے لوگون کو بہکانے کا بیڑا اٹھا لیا ہے تو نے اُس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا میرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بدتر نہین اور تیرا یہ طور تیرے دین و دنیا مین تیرے واسطے بہتر نہین مین نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی شیطان جس کا نام زرین سخنگو ہے تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھ سے سب حال آئندہ کہدیتا ہے خوراین دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے مین ابلیس پرست تھا مگر اب آئینہ پرست ہون اور وہ بت زرین سخنگو فی الحال تو بادبان کے ہاتھ سے مارا گیا چونکہ آئینہ پرستی مین نے اطاعت قبول کی ثریا زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اُس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی بنا یہ مذہب اُس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی کی بات ہے بہتر ہے کہ خدا وند حقیقی کو مان اور اُسی کو پہچان کہ اُس کے سوا کوئی قابل سجدہ نہین اور سوا اُس کے کوئی کسی کا بندہ نہین یہ سن کر خوراین دجال نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ مجھ کو قید کرکے جو چاہتے ہو کہتے ہو اور تم سمجھتے ہو کہ مین مجبور و بیکس و بےبس ہون اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریا زنگی نے جواب دیا اگر زیر ہوگا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہین چاہتے کہ تجھ کو مجبور اور بےبس کر کے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لین بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زیر ہوا تو

ہمارے خدا پر ایمان لانا اور اگر غالب آنا تو اپنے لشکر میں چلے جانا طویل نے یہ تقریر
سُن کر آہنگروں کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خوشخوار بن دجال درحقیقت
بڑا زبردست و طاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا یہی
وجہ تھی کہ لاکھوں آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج میں داخل ہوئے اور ہزاروں
سرداروں کو مار کر یہ خوشخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنے کا
سُنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے میں زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیا اور
طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک دنگل کے
اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اُس پر آ کر بیٹھا اِدھر تو یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے اور وہاں
اس کے لشکر والے جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہہ ہوا اندر بارگاہ
کے جا کر دیکھا تو دیکھا کہ خوشخوار بن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے
لشکر میں ہلڑ ہو گیا کہ خوشخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ
فقیر کوئی عیار تھا خوشخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار
کے لشکر میں جا کر جستجو کریں یہاں ثریا کے زنگی نے دو گھوڑے ساز و یراق
سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خوشخوار بن دجال کے سامنے
پیش کیے اور کہا کہ یہ سب چیزیں دو دو ہیں ان میں سے ایک ایک اپنے واسطے
منتخب کر لو خوشخوار بن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ
میں سے ایک ایک چیز اپنے لیے پسند کی اور دریائے آہن میں غرق ہو کے
گھوڑے پر سوار ہوا ثریا کے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لیے تیار ہوا
سلطان زنگی نے ثریا کے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول میں اس سے
مقابلہ کروں گا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے
پیش کر ثریا کے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب
ہے کہ میں اس کا مقابلہ کروں مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریا کے
زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سنی آخر ثریا کے زنگی مجبور
ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خوشخوار بن دجال کے مقابلے میں آیا
دونوں باہم نیزہ زن ہوئے کوئی تین قدم مرکب خوشخوار کا پیچھے ہٹا اور اس سے
کچھ کم سلطان کا دونوں نے نیزے سنبھالے خوشخوار بن دجال نے نیزہ مارا
مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں
اور دونوں شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ ہر دو
دشمن کے منہ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعنوں کے آپس میں
رد و بدل ہوئی ایک مقام پر خوشخوار بن دجال نے نیزے سے وار کیا تو سلطان
نے اُس کے نیزے کو اپنے نیزے میں اُلجھا کے ایک ایسی جھٹکی دی کہ نیزہ
خوشخوار کا ہوائی ہو گیا چہار جانب سے تحسین و آفرین بلند ہوئی خوشخوار نے
نادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی میں کمال یا تو کوئی چیز نہیں

اور وہ کہا کہ عیار دشمیون مین قید آہن سے سلاسل پڑا ہون لوگون سے کٹ کر اسکے پوچھنے لگا
کہ مین کہان پڑا ہون بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون ہشام نے کہا کہ
ہمون کتا مجھے آپ کو یہان اُٹھا لایا تھا یہان پر آکر ہم اور آپ دونون قید
ہوگئے ہیں شکر سلطان زنگی کا ہے افسوس یہ ہے کہ آپ اتنے دور و دراز ملک
توڑ کرکے یہان آئے اور پھر ہاتھ نہ آیا آہنگرون نے آپ کو زنجیر و طوق سے
سلاسل و مطوق کردیا سہیل ثریا نے زنگی نے حکم دیا کہ اس بیحیا کو دربار مین
لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور مین پیش کرو خوجو ابن دجال پا بزنجیر دربار
مین پہونچایا گیا ثریا ہے زنگی اپنے دنگل پر آکر بیٹھے اور ہشام پہلو مین آکے
کھڑا ہو گیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کون سا قیدی ہے اسے اس وقت یہان
کیون لائے ہو ثریا ہے زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اسے شہریار یہ خوجو ابن
دجال ہے ہشام عیار یہان اسے عیاری کرکے باندھ لایا ہے یہ سنکر
طویل زنگی بہت خوشحال ہوا اور ثریا ہے زنگی سے اشارہ کیا کہ اسکو
ہدایت کرو شاید براہ راست پر آجاوے ثریا ہے زنگی نے بفصاحت و بلاغت
یہ تقریر کی کہ اسے خوجو ابن دجال مین نے سنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے
کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو مین تجھ سے
پوچھتا ہون کہ کیا تجھکو شیطان کے حالات سے آگاہی نہین ہے کیا تو نے
یہ نہین سنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے
کہ جس نے لوگون کو بہکانے کا بیڑا اُٹھا لیا ہے تو نے اُس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا
ہے تیرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بہتر نہین اور تیرا یہ
طریقہ دین و دنیا مین تیرے واسطے بہتر نہین مین نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی شیطان
ہمیشہ اسی مین مخفی تیرے نام سے تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھ سے سب حال آئندہ
ظاہر کرتا ہے خوجو ابن دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے مین ابلیس
پرست تھا اب آئینہ پرست ہون اور وہ بت زرین سخنگو در اصل ہوا وہان
آزادہ ابن دجال کے ہاتھ سے مارا گیا جب سے آئینہ پرستی کی مین نے اطاعت قبول
کی ثریا ہے زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی
بنا یہ مذہب اس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی
کی بات ہے بہتر ہے کہ خداوند حقیقی کو مان اور اسی کو پہچان کہ اُس کے سوا کوئی
قابل سجدہ نہین اور سوا اُس کے کوئی کسی کا بندہ نہین یہ سُن کر خوجو ابن دجال
نے نہایت بیچین ہو کر جواب دیا کہ مجھکو قید کرکے جو چاہتے ہو سو کہتے ہو اور تم سمجھتے ہو کہ مین مجبور و
بیکس و بے بس ہون اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی
عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریا ہے زنگی نے جواب دیا
اگر زیر ہو گا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہین چاہتے کہ تجھ کو مجبور اور بے بس
کرکے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لین بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زیر ہوا تو

ہمارے خدا پر ایمان لاتا اور اگر غالب آتا تو اپنے لشکر میں چلے جاتا طویل نے یہ تقریر
سن کر آہنگروں کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خونخوار بن دجال درحقیقت
بڑا زبردست و طاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا یہی
وجہ تھی کہ لاکھوں آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج میں داخل ہوئے اور ہزاروں
سرداروں کو مار کر یہ خونخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنیکا
سنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے میں زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیا اور
طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک دنگل کے
اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اُس پر آ کر بیٹھا اِدھر تو یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے اور وہاں
اس کے لشکر میں جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہہ ہوا اندر بارگاہ
کے جا کر دیکھا تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے
لشکر میں ہلڑ ہو گیا کہ خونخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ
فقیر کوئی عیار تھا خونخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار
کے لشکر میں جا کر جستجو کریں یہاں ثریائے زنگی نے دو گھوڑے ساز و یراق
سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خونخوار بن دجال کے سامنے
پیش کئے اور کہا کہ یہ سب چیزیں دو دو ہیں ان میں سے ایک ایک اپنے واسطے
منتخب کر لو خونخوار بن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ
میں سے ایک ایک چیز اپنے لئے پسند کی اور دریائے آہن میں غرق ہو کے
گھوڑے پر سوار ہوا ثریائے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لئے تیار ہوا
سلطان زنگی نے ثریائے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول میں اس سے
مقابلہ کروں گا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہیں ہے
یہ سن کر ثریائے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب
ہے کہ میں اس کا مقابلہ کروں مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریائے
زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سنی آخر ثریائے زنگی مجبور
ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خونخوار بن دجال کے مقابلے میں آیا
دونوں باہم نیزہ ور زن ہوئے کوئی تین قدم مرکب خونخوار کا پیچھے ہٹا اور [illegible]
کچھ کم سلطان کا دونوں نے نیزے سنبھالے خونخوار بن دجال نے نیزہ [illegible]
مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں
اور دونوں شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ [illegible] دوست
دشمن کے منہ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعن کے آپس میں
رد و بدل ہوئی ایک مقام پر خونخوار بن دجال نے نیزے کا وار کیا تو سلطان
نے اس کے نیزے کو اپنے نیزے میں اٹھا کے ایک ایسی تھپکی دی کہ نیزہ
خونخوار کا ہوائی ہو گیا چار جانب سے تحسین و آفرین بلند ہوئی خونخوار [illegible]
نادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی [illegible] کوئی چیز [illegible]

مردان عالم پھر ایک لڑائی کا تصفیہ تلوار سے کرتے ہین لیکن گیا اور جھپٹ کر ایک
ہاتھ تلوار کا مارا سلطان زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ جوہر دار اور
دست بردست خونخوار سے سپر خیار تر کی طرح کٹ گئی اور تلوار سر مین اتر گئی سلطان
نے چاہا کہ دستانہ مارے مگر تلوار بجلی کی طرح گلو تک پہونچ کے کھنچی آئی کہ نکل
آئی فاتح بن سلطان بے اختیار ہو گیا اور شاہ طویل زنگی بھی بیتاب ہو گیا
اسی سبب اختیار ہی مین ان دونون کے منھ سے نکل گیا کہ مارو اس قرم ساق کو
ہر چند شریا نے زنگی ہان ہان کرتا رہا اور اُس نے چاہا کہ مین تنہا مقابلہ کرون
مگر بادشاہ اور سپہ سالار کا حکم پاتے ہی سب سردارون نے اس پر ایکدم
سے حملہ کر دیا خونخوار بن دجال ایک نہنگانہ لڑنے لگا اور شریا نے زنگی خاموش
ہو کر الگ کھڑا ہو گیا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار کیا کہیگا کہ اکیلے آدمی پر اتنے
لوگ ٹوٹ پڑے اور تنہا کوئی اس سے مقابلہ نہ کر سکا اُدھر سرداران خونخوار
بن دجال قریب لشکر زنگیان پہونچ چکے تھے اپنے مالک کے نعرے کی جو
ان سے آواز سنی تو انھون نے بھی وہین سے للکارا اور تلوارین اپنی اپنی
کھینچ کر دریا کی فوج مین کود پڑے اور شناوری کرنے لگے انکے پیچھے باقی
کل فوج بھی خونخوار کی آ گئی اور ادھر یہ تین لاکھ فوج بھی تیار ہو گئی بات
کرتے مین دونون لشکر گتھ پٹ ہو گئے اور گھمسان کی تلوار چلنے لگی تلوارون
کی بجلیان گرتی تھین نامرد خوف سے سہمے جاتے تھے اور بہادر سینہ سپر کئے ہوئے
رستم و دلیرانہ کہتے تھے ہر جانب سے نعرون کی گرج کلیجے ہلاتی تھی اور ہر سو
سرون کا ڈھیر برس رہا تھا خون کا دریا نہایت زور و شور سے بہنے لگا اور لاشین
تیرنے لگین موت کا بازار گرم ہوا سرفروشیان ہونے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو بحر زخار بڑے ہی جوش و خروش مین آکر مل گئے ہین دونون فوجون کے
نقیبون نے بڑھ کے خوش آیند آوازون سے دار فانی کی مذمت مین کچھ اشعار
گانا شروع کئے اور اپنی اپنی فوجون کو جوش جرأت دلانے لگے اشعار

اے جوانان صف شکن دیکھو | نہیں رہنا ہمیشہ یان تمکو
آخر اک روز سب کو مرنا ہے | سب کو دن زندگی کے بھرنا ہے
پھر سمجھو کیون رہے کوئی باقی | زندگی کسکی رہگئی باقی
نہ رہا رستم جہان مین نہ سہراب | نہ ہے دارا جہان مین نہ داراب
نہ سکندر رہا نہ ہے جمشید | نہ فریدون رہا نہ ہے خورشید
گو نہین انمین ہے کوئی باقی | نام ہین اُنکے پر ابھی باقی
ہان یہی وقت ہے شجاعت کا | ہان یہی وقت تو ہے جرأت کا
پیچھے ہٹنے نہ پائین پاؤن کہین | آگے بڑھنے کی بھی جگہ تو نہین
مستقیم اسوقت مین اگر ہوتا | وہ بھی جان اس لڑائی مین کھوتا
روح اُسکی تمہارے ساتھ ہی ہان | آبرو ہیں تمہارے ہاتھ ہی ہان

دیکھو دشمن کی فوج گھٹتی ہے	جتنا بڑھتے ہو تم وہ ہٹتی ہے
ایک حملے کی ہے کسر باقی	تھوڑے سے رہ گئے ہیں سر باقی

اشعار پڑھ کر جانبین کے نقیبوں نے اس قدر جوش دلایا کہ ہر ایک نامرد مرد ہو گیا اس لڑائی میں رستم و اسفندیار کا نام گرد ہو گیا ہر ایک سپاہی یہ چاہتا ہے کہ اپنے غنیم کی کل فوج کو ایک دم سے قتل کر ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے اور اپنے نام پر نقارۂ فتح و ظفر بجوا دے ادھر تو یہ جنگ مغلوبہ بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے اگر طرفین کے سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے مقابل کے سرداروں کو ٹوک ٹوک کے لڑ رہے ہیں خونخوار بن دجال کے ایک سردار قسطل شتارن نامی نے ثریا کے زنگی کو ٹوکا آگے بڑھنے سے روکا خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا وار کیا ثریا کے زنگی نے خالی دے کر جو ایک ہاتھ جنبیون کا مارا گردن سے قلب تک تلوار اتر گئی اور ایک دم میں اس کی لاش تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی فاخر بن سلطان بھی لڑتا ہوا آ رہا تھا اور یہ ہاتھ جو ثریا کے زنگی نے بڑی صفائی سے نکالا تھا اس نے بھی دیکھ لیا تھا بے اختیار واہ واہ کرنے لگا یہ تو ادھر محو چشم تھا ادھر پشت پر سے خونخوار بن دجال کے ایک سردار قزلمل گرز زن نامی نے ایک گرز جو آکر مارا تو فاخر بن سلطان کے سنبھلتے سنبھلتے وار کارگر ہو چکا تھا ایک ہاتھ تلوار کا اس صفائی سے نکال کر گھوڑے سے نیچے آگرا ادھر اس کی لاش تڑپ رہی تھی ادھر دشمن کا دم نکل رہا تھا اب ثریا کے زنگی کو آکر زرہا دفیل زور نے للکارا ثریا کے زنگی اس کی آواز پر [illegible] پہلو سے خونخوار بن دجال کے نعرے کی آواز آئی اب ادھر مخاطب ہوا اور یہ تنہا ہی اسی فکر میں کہ خونخوار سے تنہا مقابلہ ہو خونخوار نے دوڑ کے تیغے کا ہاتھ مارا ثریا گھوڑے سے کود کے خالی دے گیا کیونکہ اس کا وار بلا سپر کے درماں تھا روکنا عین حماقت تھا خونخوار بن دجال بھی گھوڑے پر سے کودا پھر دوسرا ہاتھ مارا پھر ثریا کے زنگی نے خالی دیا اور جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین کے خونخوار کے ہاتھ سے پھینک دے خونخوار پہلوان زبردست تھا تلوار اس نے نہ چھوڑی ثریا کے زنگی نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی کلائی پر ڈال دیا خونخوار نے مجبور ہو کر ہاتھ سے تلوار کو گرا دیا اور لپٹ گیا ثریا کے زنگی نے چاہا کہ خونخوار بن دجال کو اپنا زور دکھائے ایک ہی حملے میں چاہا کہ [illegible] بلند کرے قضا کے کارندے زرہا دفیل زور لڑتا ہوا یہاں پہنچ گیا اس نے جو یہ [illegible] دیکھا ایک برچھا لپک کے ثریا کے زنگی کی پشت پر زور سے مارا سینے کے اُس پار سے اِس پار نکل آیا اب ثریا میں کیا تھا تڑپ کے زمین پر گرا یہ حادثہ دیکھ کر طویل زنگی کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا جھپٹ کر زرہا دفیل زور کے سر پر تلوار ماری اس نے سپر بلند کی تلوار جوہر دار سپر کو کاٹتی ہوئی سر میں زرہا کے [illegible] زرہا دفیل زور نے دستانہ مارا طویل زنگی کی تلوار اچٹ کے [illegible]

ادھر پہلو سے خونخوار ابن دجال نے خنجر مارا طویل زنگی کے جگر کے پار ہو گیا
اور تڑپ تڑپ کر یہ بھی ٹھنڈا ہوا سلیم تیر انداز نے ہشام تیغ زن پر ان کو تاکا
کہ وہ بھی بفنون عیاری لڑ رہا تھا سلیم تیر انداز نے ایک تیر ایسا تاک کر ہشام
کے سینے پر مارا کہ پشت سے نکل گیا وہ بھی جان بحق تسلیم ہوا شہسوار نے للکار کر
آواز دی کہ اے بہادران خونخوار اب بقیہ فوج کو بھی اکھیڑ کے مار لو سردار تو اسکے
مارے گئے اب یہ سب بے سردار کے ہیں ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے کیونکہ شاہ
زنگبار اور سپہ سالار تک کام آچکا ہے یہ سن کر فوج زنگیان کے دل ٹوٹ گئے
اور سب کے جی چھوٹ گئے ایک تو یوں ہی شمار میں کم تھے اب بے سردار ہو کر
بالکل مجبور و ناچار ہو گئے اور فوج حریف شیر ہو گئی پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئی چند
ساعت مقابلہ کر کے فوج زنگبار نے شکست کھائی ڈیڑھ لاکھ آدمی قتل اور
زخمی ہوئے باقی ماندہ قید ہوئے اور کچھ آزاد ہو کر جدھر سینگ سمایا ادھر چلے گئے
خونخوار ابن دجال نے طبل امان بجوایا فتح پائی اور قلعہ کا کل سامان ہاتھ آیا
سبھوں نے کمریں کھولیں ہاتھ سے ہتھیار رکھے کوئی اپنی جگہ پر آ کے بیہوش ہو گیا
کسی کا لڑائی میں دم اٹکا ہوا تھا تھا نکلنے پر خود بخود ختم ہو گیا لاشیں ان کی اٹھوا کر
دریا کے زنگبار میں ڈالیں زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی قلعے پر آ کے خونخوار نے
قبضہ کیا مذہب آتش پرستی کا اعلان کیا اہل اسلام کو بلوا کے جلا وطن یا قید
کیا خونخوار سردار خونخوار تھا اس طرح بھی اپنا حسد کیا جہاں تک ہو سکا اسلام
کا نام مٹایا آتش پرستی کا سکہ جمایا مسجدیں اور خانقاہیں کھدوا کے آتشکدے
بنا کے گئے کل عمارات اسلامی گرا دیئے گئے ہر طرح سے مسلمانوں کی خبر لی
جہاں تک ہو سکا اچھی طرح کسری تخت شاہی پر بیٹھ کے لاف و گزاف کرنے لگا
اپنی ہیں دیگر سے نسبت کا دم بھرنے لگا تمام سرداران و مشیران خونخوار ابن دجال
آ آ کے اپنی اپنی جگہ پر کرسیوں اور دنگلوں پر متمکن ہو گئے ایک سردار نے پوچھا
کہ حضور آپ اپنے لشکر میں کیونکر آئے تھے ہم لوگوں کو سخت پریشانی تھی کہ یہ
کیا حادثہ ہوا جو دفعتاً آپ گم ہو گئے تھے خونخوار ابن دجال نے جواب دیا کہ وہ
فقیر نمک حرام جس کو نوکر رکھ لیا تھا دراصل عیار تھا بڑا ہی مکار تھا مجھے سوتے
میں بیہوش کر کے اٹھا لے گیا یہاں لا کر زنجیر و طوق میں خوب اچھی طرح
سے مسلسل و مطوق کر کے دربار میں لایا شہریار کے زنگی نے مجھ کو نصیحت کرنا
شروع کی میں نے کہا کہ یہ تو بڑی ہی نامردی ہے کہ قید کر کے ایسی باتیں سناتے
ہو یہ امر مردانگی اور شجاعت کے خلاف ہے یہ میدان مصاف ہے اگر ایک
ایک آدمی مقابلہ کرے تو معلوم ہو کہ کون کیسا ہے اور یوں تو جو کہو وہ بجا
درست ہے یہ سن کر زنگی نے کہا کہ اچھا ہم تمہاری قید دور کئے دیتے ہیں
مجھ سے مقابلہ کرو اگر زیر ہو تو ہمارا مذہب اختیار کرنا ورنہ اپنے لشکر میں سیدھے
چلے جانا میں نے اس شرط کو منظور کیا انھوں نے دیا کہ آہن کر

قید کو توڑ ڈالا میں کسی کا محتاج نہ تھا میں نے خود ہی ایک جھٹکے میں زنجیروں
اور بیڑیوں کو توڑ ڈالا اُس وقت میں مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا
سلطان زنگی نے مجھ سے مقابلہ کیا فوراً میرے ہاتھ سے مارا گیا ایسی تلوار
میں نے ماری تھی کہ مع سپر کے سر چیر کر دو ٹکڑے ہو گئے بادشاہ نے گھبرا کے
سب سرداروں سے کہا کہ اس کو گھیر کے مار لو میں اب چاروں طرف لڑنے لگا
مجھ کو یہ اکیلا سمجھے تھے مجھ اکیلے نے جس طرف رخ کیا صفوں کو پامال
اور پاش پاش کر دیا دوہائی بلوا دی کہ اتنے میں یہ سب لوگ آ گئے حالانکہ تم لوگوں
کی مجھ کو ضرورت نہ تھی ان سب کے لئے میں اکیلا ہی کافی تھا جب میں چاہتا
سب کو مار کر نکل آتا غرض کہ اس طرح کے کلمات غرور و تکبر کے خونخوار زنگی
دجال ایک عرصے تک بکتا رہا اور سب سردار سر جھکا کے ہوں کہ سنتے رہے
اور ہاں میں ہاں ملاتے رہے اس کے بعد مشورہ ہوا کہ یہ خوشخبری حضرت
آتش پرست کو بھی پہونچانا چاہیے شہنشاہ اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوگا
خونخوار زنگی دجال نے اس مشورہ کو پسند کیا ایک منشی کو بلایا اور اس سے حکم کیا کہ
شاہ حضرت آتش پرست کی خدمت میں ایک نامہ اس مضمون کا لکھو چنانچہ مضمون
یہ تھا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ میں بعد قطع مسافت و طے مراحل ملک زنگبار
میں پہونچا اور قلعہ سکندر کے زیر فاصلے پر صف آرا ہوا کہ اتفاق سے ایک
عیار کی عیاری مجھ پر چل گئی اور وہ مجھ کو بیہوش کر کے اٹھا لے گیا وہاں
لے جا کر اپنی قید کا بند و بست کیا اور اپنے نزدیک ہر طرح سے مجبور و
ناچار کر دیا ان کے سپہ سالار اور بادشاہ زنگبار نے یہ ہدایت و نصیحت کی
کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور مذہب آتش پرستی چھوڑ دو کیونکہ یہ مذہب بالکل
خراب و واہیات ہے یہ سن کر مجھ کو اس قدر غصہ آیا کہ میں نے زنجیروں
اور تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اس وقت سب سے پہلے میرا مقابلہ
سلطان زنگی سے ہوا یہ پہلوان اور سب سے بڑا زبردست و توانا اور
نامی سردار تھا گویا سارے لشکر کی جان تھا میں نے جو اُس پر تلوار کا وار
کیا تو پہلے ہی وار میں مع سپر و خود و زرہ اور راکب و مرکب دو ٹکڑے
کر دیئے تھے اس کے مرتے ہی اس کی فوج نے مجھ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا
میں نے بھی اکیلا شاہی دریائے فوج میں غوطہ مارا اور تن تنہا میں لاکھ فوج
سے لڑا بے لڑائی گھنٹے اکیلا لڑتا رہا ہزاروں سرداروں کو جان سے
مار ڈالا چنانچہ طویل زنگی شاہ زنگبار و فرمانبردار کے زنگی دست سالار
سلطان زنگی و فاخر بن سلطان و زہیا و قبیل زنگبار اور تمام سرداران
زنگبار مارے گئے اس کے بعد میرے سردار بھی سات لاکھ فوج کو ہمراہ
لئے آ پہونچے دوسرے اب تو جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک گھڑی بھر میں مسلمانوں کو قتل اور قلعہ
فتح کر لیا اللہ ہر طرف سے آواز الامان الامان بلند ہوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی

جان سے مارے باقی لوگ قید و مطیع ہوئے بعد اس کے چند نکل بھاگے ہونگے ورنہ
کسی کو بھاگنے کا موقع حتی الامکان نہیں دیا گیا قلعے پر آپ کے اقبال سے قبضہ
کر لیا ہے اور اب آپ کے حکم کا منتظر ہوں اور راہ دیکھ رہا ہوں کیونکہ آپ نے
تشریف لانے کا وعدہ کیا تھا اگر آپ کو ابھی تشریف آوری میں دیر ہو تو مجھے
اطلاع دیجیے تاکہ میں دیگر ممالک اسلام کا قصد کروں - خوشخوار بن دجال
نے اس مضمون کا نامہ لکھوا کر شتیم ہرزہ کو دیا کہ یہ بہت عقیل و سنجیدہ ہے اور
آداب شاہی اور قواعد نامہ بری سے واقف ہے یہ نامہ لے کر مع چند
جوانان جرار کے قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا شہر خوتیہ میں داخل ہوا
در بارگاہ پہ پہونچکر اطلاع کرائی کہ نامہ بر خوشخوار بن دجال کا حاضر ہے امیدوار
باریابی ہے شتیم ہرزہ کو کے آنے کی خبر جوت آئینہ پرست کو ہوئی اسی وقت
حکم باریابی ہوا شتیم باریابی پاکر داخل بارگاہ ہوا جوت آئینہ پرست تخت پر
بیٹھا ہوا تھا گرد سرداران نامی اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے تھے شتیم
پہلے تو آداب شاہی بجالایا بعد اس کے نامہ خوشخوار کا دونوں ہاتھوں پر
رکھکر پیش کیا جوت آئینہ پرست نے میر منشی کو پڑھنے کا اشارہ کیا موجب حکم
اس نے پڑھنا شروع کیا جوت آئینہ پرست مضمون نامہ سن کر بہت خوش ہو
اور جواب نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے دوست وفادار و اے خیر خواہ
بامروت تمہاری اس لڑائی کے فتح ہونے سے ہمارا دل بہت خوش
ہوا ایسا کرنا تمہارا روے زمین پر کوئی مثل و نظیر نہیں اگر رستم و اسفندیار و
ہوشنگ ہوتے تو زہ داد تمہاری بہادری کی دیتے اور حلقہ اطاعت اپنے کان
میں ڈالتے اور صلصال بن دیو بن شمامہ بھی تمہاری شجاعت اور مردانگی
کی تعریف میں رطب اللسان ہیں لیکن اب اس جانب کا قصد جانب ملک
نہ کیجیے یا روانہ ہونے کا نہیں ہے کیونکہ اب تم اُس کو فتح ہی کرچکے ہو اُس طرف
جانا تحصیل حاصل ہے لہٰذا میرا قصد ہے کہ مع صلصال بن دیو بن شمامہ
و دیگر سرداران نامی و گرامی قلعہ ذو الامان کی طرف روانہ ہوں راہ
میں [illegible] طے کرنا پڑینگے اُن کے بھی حالات سے تم کو اطلاع
دینا خالی از فائدہ نہیں اوّل طولابہ سمرقندی کو قتل کرنا پڑیگا
پھر [illegible] خان اور [illegible] کو بستہ ہوئے براہ [illegible] قلعہ ذو الامان کے
اوپر چڑھائی کرینگے وہاں پر [illegible] فخاری اور ملک قرمش بن [illegible] قیس
طوفانی اور القاس [illegible] خون آشام اور مقبل خان اور دیگر سرداران
و ملازمان حمزہ صاحبقران سے مقابلہ سخت ہوگا بڑے بڑے معرکے پڑینگے
بہتر و مناسب یہ ہے کہ تم بھی قلعہ ذو الامان کی طرف جلدی روانہ ہو [illegible]
[illegible] اپنے کو وہاں پہونچاؤ اور جو راستہ کہ میں نے تم کو بتا دیا
[illegible] ہوئے آؤ میں بھی عنقریب روانہ ہوتا ہوں

یہ نامہ لکھ کر رخصت آئینہ پرست نے تیغ ہژدہ کو دیا اور دو روز اُس کو آرام
دے کر روانہ کر دیا وہ تمام مسافت راہ کی طے کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیوں کے
صحیح و سالم ملک زنگبار میں پہونچ گیا اور اپنے سردار کی خدمت میں حاضر ہوا
نہنگ خونخوار بن دجال نے جواب نامہ جو پڑھا تو خوشی اور کبر و نخوت سے گدھے
کی طرح سے اور بھی پھول گیا جو کچھ الفاظ تکبرانہ باقی رہے تھے وہ بھی بک ڈالے
دو ایک روز خوب جشن ہوئے شبانہ روز ناچ گانا ہوتا رہا اور رات و دن
شراب و کباب کا شغل جاری رہا آخر کار روانگی کا انتظام ہونے لگا قرنبل گرززن
کو اُس قلعہ کی حکومت دی اور ساٹھ ہزار جوانان تہمتن اور دلیران صف شکن
کو اُس کی اور قلعے کی حفاظت کے لیے مقرر کیا اور سب سے اقرار و عہد اطاعت
قرنبل گرززن نے کر قلعے کو خوب مضبوط و مستحکم کرا دیا اس کے بعد جہازات
کی تیاری کا حکم دیا کئی سو جہاز تیار ہوئے اور دریا سے زنگ میں لنگرزن
ہوئے خونخوار بن دجال اپنی نقصان فوج کو پورا کر کے اُن جہازوں کے
اوپر سوار ہوا مال و اسباب قلعہ از قسم جواہر قیمتی ہمراہ لے لیا اور جانب
ہندوستان روانہ ہوا اب یہاں سے کچھ حال اسد غازی بن کرب
غازی کا لکھا جاتا ہے کہ وہ قلعہ عظلی آباد سے جانب قلعہ ہفت منظر
روانہ ہوئے تھے تاکہ خونخوار بن دجال کی خون آشامی کا بدلہ لیا جاوے
اور کفار کا خون اچھی طرح سے بہایا جاوے یہاں یہ حادثہ ہوا کہ زرد گوش عظیم
بن دراج درد گوش نے قلعہ ہفت منظر سے الگ مع اپنے والد کے ایک
صحرا میں پوشیدہ طور پر بود و باش اختیار کی تھی لیکن مخبروں سے تہمید زور آور
برادر تہمید زور آزما کو آکر یہ خبر دی کہ ایک عزیزدار بادشاہ کیوان فلک
رفعت کا ایک صحرا میں چھپا ہوا ہے تہمید زور آزما نے چند سواروں کو
حکم دیا کہ اُس شہزادے کو جا کر گرفتار کر لاؤ وہ بمجرد حکم پانے کے فوراً
اُس صحرا میں آکر موجود ہوئے تلاش بسیار آکر زرد گوش کو گرفتار کیا
اور گرفتار کر کے تہمید کے پاس لائے تہمید زور آزما نے اُس غریب
سے کہا کہ تمہاری جان کی خیر اسی امر میں ہے کہ تم مذہب ابلیس پرستی
اختیار کرو یہ سن کر زرد گوش نے تہمید کو جواب دیا کہ اے تہمید کیا
بیہودہ بکتا ہے جو مذہب ہمارے بزرگوں کا تھا وہی مذہب ہمارا بھی ہے
ہم جان و مال کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے ہیں کہ اُس کے خوف سے اپنے
قدیم مذہب کو بدل دیں اور ہمارے نزدیک مذہب اسلام کے سوا کوئی دوسرا
مذہب حق نہیں ہے اِس مذہب کے آگے سب مذاہب باطل ہیں اگرچہ
ایک زمانہ ہمارا وہ تھا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت نے مجھکو اپنا بیٹا
بنایا تھا اور اس قدر مجھ سے محبت کرتے تھے کہ میری تکلیف سے انکو تکلیف
ہوتی تھی مگر اب فلک نے یہ زمانہ دکھایا کہ نہ وہ خود رہے اور نہ میرا باپ ہی زندہ

اوس جوان نے جواب دیا کہ اے خود سر و مغرور آگاہ ہو کہ ہم لوگ آتش پرست ہیں اور حضرت آپ لوگ کی خدمت میں جا رہے ہین یہان ہم نے ماجرا تجھے دیکھا کہ کمسن بچہ کو بیدادنا شاد قتل کر رہا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے حکم سے یہ بیگناہ قتل کیا جا رہا ہے بڑا افسوس معلوم ہوا کہ ایسے کم سن معصومون کو اپنی تیغ ظلم سے ذبح کرتا ہے یہ تقریر سنکر تہمیار کو سخت غصہ آیا مغلوب الغضب ہو کر تلوار کھینچ لی اور اپنے سپاہیون کو بھی للکار دیا اور ہر سے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا جوان بڑی آن بان سے لڑنے لگا اور نعرہ شیرانہ کیا کہ آگاہ ہو شہسوار طلحہ بن عنطلہ تہمیار لڑتا بھڑتا ہوا قریب طلحہ آ رہا ہے اور طلحہ بھی اپنے زور بازو سے دشمنون کو دور کرتا ہوا چاہتا ہے کہ تہمیار کے نزدیک اپنے کو پہونچائے اور اس ظالم کو ظلم کا مزا چکھائے آخر کار مقابلہ ہو ہی گیا تہمیار نے جھپٹ کر تلوار کا وار کیا طلحہ نے دیکھا کہ ہاتھ اوچھا وار سے کے بہت پھرتی سے نکلا ہے سرکام نہ دیگی یہ ضرب رد کرنے سے تو روکیگی فورا گھوڑے پر سے کود پڑا اوسکے وار کو برق کیطرح آنکھ سے اوجھل ہو کے خالی دیگیا اور خود ایک ہاتھ مارا تو سر کب تہمیار کی گردن قلم ہوئی وہ بھی گھوڑے سے کود ا دونون پہلے سوار تھے اب پا پیادہ ہوتے حرب و ضرب پر آمادہ ہوئے تہمیار نے ایک وار و ار انیار اکر دینے والا کیا طلحہ نے تیغ کو تیغ پر لگا تھا اور اوچھا وار سے کے ایک ہاتھ ہو مارا تیغ بید ریغ سر سے چھیدر کے گردن تک کاٹتی ہوئی کھینچکر نکل آئی اور تہمیار گر کر تڑپنے لگا تھوڑی ہی دیر میں تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تہمیار کی سپاہ اور فوج بدحواس ہوئی کچھ لوگ نکل جانیکا موقع دیکھنے لگے کچھ خون کا بدلہ لینے کے لئے ہے کہ دفعتہ دامن صحرا سے غبار بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آندھی بڑی زور و شور سے آ رہی ہے ایک لاکھ اسی ہزار کا لشکر جرار نمودار ہوا ایک دم سے نقارون کی دھم دیا صحرا میں آواز گونجتی ہوئی پھیل گئی لڑنے والون کے ہوش پران ہوئے گھوڑے الف ہو کر پریشان ہوتے متواتر طرارے بھرنے لگے بدحواسی کرنے لگے دفعتہ اس فوج ظفر موج نے دونون فوجون کو گھیر لیا اور اسد نے نعرہ کیا ؎

اسد شاہسوار رزم گردر روز جنگ	باز ریم قول شیر و جیب پلنگ

اس آواز سے سب کی رہی سہی جان بھی نکل گئی آسمان تک آوازہ پہونچا زمین دہل گئی اسد نے گرشاسپ و بیلی کو للکارا اور جوشش و خروش سے پکارا ؎

ایا تا چہ داری ز مردی نشان	ستان کیانی و گرز گران

طلحہ بن عنطلہ یہ معاملہ دیکھکر بہت گھبرایا دوڑکر اسد کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ یہ لوگ وہ منزل ہوئی جنگی بر باد گناہ لازم ہے تو ایک بیکس کی جان بچائی جسکی وجہ سے ہم پر یہ آفت آئی تہمیار کو مارا اوسکی تمام سپاہ اون کو للکارا وہ مسلمان تھا جسکو میں نے اپنی حفاظت میں لے لیا آپ بھی اوسی مذہب کے معلوم ہوتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تنگ ہیں اور آمادہ جنگ ہیں اگر یہی ارادہ ہے تو بندہ بھی آمادہ ہے لیکن اوسکی بقیہ فوج کا قلع و قمع کر لون تو پھر آپ سے بھی فیصلہ کر لون اسد نے جواب دیا کہ ہم تم اوسی سے لڑنے کو آئے تھے تم سے کچھ مطلب نہین بلکہ اگر تم نے کسی مسلمان پر احسان کیا ہی تو

گویا ہمپر بڑا احسان کیا یہ کہکر اسد نے ابراہیم بن مالک کیطرف رخ کیا انھون نے بوق بجایا
اور اپنے زبان مین سبکو سمجھایا کہ گرشاسپ رودایلی کی فوج کو چھوڑو اور تہمید کے لشکر
کیطرف منھ موڑو دوسرا بوق عدیل بن عادی کو سنایا گیا اور اونکو یہ سمجھایا گیا
کہ دس ہزار سوار ہمراہ لیکر آگے بڑھ جائین اور قلعہ پر چڑھ جائین اودھر ابراہیم
نے چن چن کے فوج تہمید کو قتل و گرفتار کرنا شروع کیا اودھر عدیل بن عادی نے قلعہ
ہفت منظر کیطرف رجوع کیا یہان انتظام ہوا کہ لشکر ابراہیم بن مالک نے
تین صفین اسطرح جما دین کہ گویا حصار کی تین دیوارین اوٹھا دین طلیحہ کے سوارون کو
نکل جانیکا موقع دیا اور تہمید کے سپاہیون کو پہچان پہچان کر مار لیا ایک دم مین سبکا فیصلہ
ہوگیا کوئی قید کوئی قتل ہوگیا گرشاسپ اور طلیحہ آپس مین انگشت بدندان اور حیران و
پریشان تھے کہ ایسی قواعد دان فوج دیکھنے مین نہین آئی یہ چالاکی اور یہ پھرتی اور
یہ ہاتھون کی صفائی یہ نہین معلوم کہ یہ کون شخص کون صاحب جرأت فہم و فراست ہو کوئی شاہزادہ عالی
تبار معلوم ہوتا ہے چہرے سے وقار اور شان و شوکت آشکارا ہے نہین معلوم کس
آسمان خسروی کا ستارہ ہے حساب لگایا گیا تو ایک ہزار آدمی قید ہوا اور باقیہ
لشکر گرگ اجل کا صید ہوا ہے اب اسکو طلیحہ نے لاکر بارگاہ مین باعزاز و اکرام سے اپنے
مقام پر بٹھایا بہت کچھ تعریف شجاعت و لیاقت کرکے اپنا حال سنایا کہ ہم لوگ آتش
پرست ہین ہوت کے پاس جاتے تھے اثنائے راہ مین یہ اتفاق ہوا کہ ایک بیگانہ اور
لڑکے کو زیر تیغ بیداد دیکھا آنکھون مین خون اوتر آیا اوسکو اپنی حفاظت مین لیکر تہمید سے
مقابلہ کیا شکر ہے کہ فتح پائی اور پھر آپکی دولت دیدار ہاتھ آئی اسکے بعد طلیحہ و دیگر اشخاص
سے ملاقات کی تمام حالات پوچھے اور بہت افسوس کیا پیران فالک رفعت کو یاد کرکے آنکھون
مین آنسو بھر لائے اور بہت رنج ہوا اوسکے بعد قلعہ کی خبر منگائی معلوم ہوا کہ عدیل بن عادی
نے بہت آسانی سے قبضہ کر لیا ہے اور تمام فوج گرفتار کرکے قلعہ فتح کر دیا ہے اسد نے گرشاسپ
اور طلیحہ سے کہا کہ قلعہ خالی کرا لیا گیا ہے اب وہین چلکر قیام کرنا مناسب ہوگا گرشاسپ
کو اور بھی حیرت ہوئی کہ اسقدر جلد قلعہ کو کیونکر مسخر کر لیا بڑے ہی بہادر اور کارگذار لوگ
ہین غرضکہ تمام لوگ داخل قلعہ ہوئے سب نے مبارکباد دی جلسہ ہوا سرداران اسد وغیرہ دنگلون
اور قیدیون پر لطف و افروز ہوا اسد سے گرشاسپ نے عظیم رد و کوشش کی بہت تعریف کی اور کہا
کہ یہ اگرچہ لوگ غیر ہے مگر اپنے مذہب کا اس قدر پابند ہے کہ جلاد کی تلوار کے نیچے بھی اپنے
اپنی زبان اور دلکو قابو مین رکھا یہ نہ کہا کہ مین اپنے مذہب سے دست بردار ہوتا ہون اسد نے
کہا کہ ہان ہم لوگون مین یہ بات کچھ ایسی اہم نہین ہے بالکل معمولی اور ایک
ایسا فرض منصبی ہے جو کسی وقت اور کسی حالت مین نہین بدل سکتا ہم
مین سے کسی نے سخت سخت مصائب اور تکلیف کے حالت مین یہ خیال بھی
نہین کیا کہ دشمن سے ملجائین اور اوسکی ہان مین ہان ملائین یہ سنکر گرشاسپ
اہل اسلام کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی بات قابل
ستائش نہین ہوسکتی اب گرشاسپ رودایلی نے اسد کا نام و نشان

دفعتًا ان پوچھا اسد نے کہا کہ میرا نام اسد بن کرب غازی ہے اور مین
صاحبقران اول کا نواسا ہون میرے بزرگ تو خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین اور
یہان کفار ناہنجار نے قلعون مین شور وغل مچا رکھا ہے مجھ ناتک پاتے ہین مسلمانون کو قتل
کرتے ہین مین ایک اکیلا قلعہ بہ قلعہ شہر بہ شہر انکی سرکوبی کو جاتا ہون اور اپنی جان
کھپاتا ہون اب آجکل خونخوار بن دجال بدخصال ہمارے قلعہ تباہ کرتا پھرتا ہے
مین اوسکا پیچھا کر رہا ہون دیکھئے کب مقابلہ ہوتا ہے اور میرے دل کا حوصلہ نکلتا
ہے گرشاسپ نے کہا کہ مین نے آپکا اور آپکے بزرگون کا نام واقعہ نگارونکی
تحریرون مین دیکھا ہے اور آپکی شجاعت و بہادری اور جنگ آزمائی
بمقابلہ شہزادہ ایرج نوجوان تاریخون مین دیکھی ہے درحقیقت آپنے جو
کارنمایان کیئے ہین وہ کسی سے آج تک نہین ہوئے اور تمام سرداران صاحبقران
آپکا نام بڑی عزت سے لیتے ہین اور ایرج تو آپ سے بہت دبے حالانکہ دعوے
صاحبقرانی رکھتے تھے اسد بن کرب غازی اوسکی خوش بیانی اور کلمات
تحسین و تعریف سنکر بہت خوش ہوا اوسکے بعد باری تعالی کی حقیقت و معرفت
کے باب مین ایک عالمانہ مدلل تقریر کی جسکا اختصار یہ تھا کہ اے گرشاسپ
ہمارا پروردگار اور مالک حقیقی خدا عزوجل ہے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو وہ خدا نہین اور ہمارا خدا
وہ خدا ہے جو سب پر حاکم اور قادر ہے اور اوسکو کسیطرح کا زوال نہین ہوا اور
نہ ہوگا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا تمام مخلوق اوسی نے پیدا کی ہے اور سوائے اوسکے
کوئی پرستش کے قابل نہین ہے تم لوگون کے جسقدر خدا تھے وہ سب مثل ہمارے
تمہارے ایک مخلوق تھے کہ پیدا ہوکر فنا ہوگئے نہ وہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہسکے
ان مخلوقات مین سے بعض کسیقدر صاحب کمال یا بہادر و شجاع تھے اس لیے انھون
نے گمراہ ہوکر دعوئ خدائی کیا بیوقوف اور جاہل لوگون نے اونسے ڈرکر یا کسی
طمع اور غرض سے تسلیم کرلیا مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ اکثر فنا ہوگئے تو جسطرح
سب لوگ خدا کی مخلوقات مین شامل تھے اوسیطرح وہ بھی خدا ایسا ہونا چاہیئے
کہ جسکو زوال نہو اور اوس نے سب کو پیدا کیا ہو کوئی اوس سے وصفت
مین زیادہ نہو۔ بقول شاعر ؎

جس نے ہے پیدا کیا افلاک کو
خاک کو پرنور سرتاپا کیا
لائق حمد خالق اکبر وہ ہے
ہی یہ ادنی وصف اوس خلاق کا
ہے عجب وہ صانع رنگین نگار
یہ نگارستان عالم کا چمن
اسنے دکھلائین بہارین بیشمار
ہے وہی بس قابل حمد و ثنا

نور ایمان جس نے بخشا خاک کو
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
خالق اشیائے بحر و بر وہ ہے
باغبان ہے گلشن آفاق کا
جس نے پیدا کین بہارین بیشمار
ہے نسیم لطف حق سے خندہ زن
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار
جسکی ہے فی ابتدا فی انتہا

وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہے　　اور یا ہے فہم خواب آلودہ ہے
دیکھ و عقل و فہم ہی یان نارسا　　ادعا عرفان کا ہے محض افترا
صدمہ گیا کیون طبیعت تنگ ہے　　قاصر میدان ثنا مین لنگ ہے
کس سے اسکی قدرتون کا ہو حساب　　جس کے دریا کا فلک ہے اک حباب
کس زبان سے ہو ادا اوسکی ثنا　　ہو سکے کیا بندے کی عقل نارسا
وہ نہین محتاج توصیف بیان　　ہم سے کیا ہو اسکی قدرت کا بیان
ذات اوسکی ہے عدیل و بیمثال　　پاک ہے ہمتا قدیر و ذو الجلال
اوس سے روشن ہین زمین و آسمان　　اوسکی قدرت کی ہین سب نیرنگیان
کن کے کہنے سے کیا عالم بپا　　اور جب چاہے اوسکو دے فنا
خاک کے پتلے کو وہ گویا کرے　　قطرہ ناچیز کو دریا کرے
نار کو دم مین گلستان وہ کرے　　مور کو دم مین سلیمان وہ کرے
بادشہ رعنا کو کرے تو اپنا فقیر　　مرسلون نے بھی نہین پایا اسے وہم

الغرض ہمارے مذہب کے سوا باقی جسقدر مذاہب ہین وہ سب باطل ہین اور ہمارے سوا تمہارے
کوئی حق پر نہین ہے تمہارا خاص مذہب آئینہ پرستی ہے آئینہ کو سجدہ کرنا کسقدر سادگی اور یہ
سادہ لوحی کی بات ہے یا تو وہ شیشہ ہے یا اوسمین اپنی صورت نظر آتی ہے شیشہ
خاص کاریگرون نے بنایا ہے اور ہم جب چاہتے ہین اوسمین صورت نظر آتی ہے تو اگر اوس
شیشہ کو خدا کہتے ہو تو وہ ایک بہت معمولی دھات ہے جو کہ ڈھال کے تختون
اور سلون کی شکل بنا کر چوکھٹون مین جڑ دی جاتی ہے تاکہ انسان اوسکے ذریعہ سے
اپنی صورت کے عارضی عیوب دیکھکر دفع کرے اگر بال پریشان ہون تو انکو
درست کرے اگر کہین خاک یا تنکا لگا ہوا ہو تو اوس سے اپنے چہرے کو صاف
کرے بس آئینہ اسی لیے بنایا گیا ہے اور وہ بہت جلد ٹوٹ سکتا ہے جب ہم چاہین
اوسکے ٹوٹ پھوٹ کے برابر کردین تو وہ شیشہ کسطرح ہمارا تمہارا خدا نہین
ہو سکتا ہے جسپر ہمکو اختیار حاصل ہے اوسکو ہمپر کوئی غلبہ اور اختیار نہین اب
رہا عکس تو یہ ایسی عارضی اور فانی شے ہے کہ ہمارے روبرو ہونے سے وہ موجود ہو
جاتی ہے اور ہمارے علیحدہ ہونے سے وہ معدوم ہو جاتی ہے تو جو چیز ہمارے قبضہ
قدرت اور اختیار مین ہو بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جو شے ہمارے تابع ہو ہم اوسکے
بندے اور پرستار کبھی نہین ہو سکتے کیونکہ ہم سے وہ ذلیل اور ہمارا محکوم
وتابع ہے تیسری شے اوسمین ہماری صورت ظاہری ہے تو گویا خود پرستی یہ بھی
عقل کے خلاف ہے کہ ہم اپنے خدا بنین کیونکہ خدا اور بندہ دونون چیزین علیحدہ علیحدہ ہین
نہ کہ ایک اور ان دونونکو ایک کر دینا بالکل عقل و قیاس کے خلاف ہے کوئی شے اپنی خالق نہین ہو سکتی اور نہ اپنی مخلوق
ہو سکتی ہے چنانچہ تم اگر غور کروگے تو معلوم ہوگا ہر ایک چیز کو کسی نے بنایا ضرور ہے خود بخود کوئی شے نہین
بنی جب کبھی کسی شے کی تحقیقات کروگے تو معلوم ہو جائیگا کہ اسکا موجد اور صانع فلان شخص ہے اسیطرح
ہم سب آدمی اگرچہ بظاہر اپنے والدین کے بنائے ہوئے ہین مگر درحقیقت ہم سبکا خالق

حقیقی وہی خدا سچا برحق ہے اور اوس نے سب سے پہلے ایک آدمی بنایا تھا اپنے دست
قدرت سے اوسکی جسم کو تیار کرایا اور اوسکے اندر روح پھونکی اور پھر ایک عورت بھی
اوسکے پہلو سے پیدا کی اور اسکے بعد اون دونوں کے ذریعہ سے اور انسان ہوتے پھر یہ خلقت
بڑھتی گئی یہانتک کہ ساری دنیا آباد ہو گئی خدا نے یہ دنیا اور آسمان وغیرہ ہماری
خلقت سے پہلے پیدا کر دیئے تھے غرضکہ وہ ایک اکیلا خدا ہے اور اوسکے سوا کوئی
قابل پرستش نہیں اگرچہ وہ ہمکو ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا مگر اتنی عقل خدا
نے ضروری دی ہے کہ ہم یہ سمجھیں اور غور کریں کہ ہم سب مخلوقات خود بخود
نہیں پیدا ہو گئے بلکہ ہم سب کو اور ان تمام آسمانوں اور زمینوں اور تاروں اور ستاروں
کو کسی نے ضرور بنایا ہے پس جس نے بنایا ہے وہی ہمارا خدا ہے اور وہ ہمکو کیونکر نظر
آ سکتا ہے جبکہ ہم میں اتنی قابلیت ہی نہیں کہ ہم معمولی درجہ کی لطیف چیزوں کو بھی
دیکھ سکیں مثل عقل اور روح کے کہ اوسکا دیکھنا ہماری قوت سے باہر ہے بلکہ ہوا
ہوا کو بھی ہم نہیں دیکھ سکتے چہ جائیکہ خدا تعالی کہ محض نور اور غیر جسم ہو اوسکو ہم دیکھ سکیں ہاں اوسکو ہم میں سے
صرف وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں جو دل کی آنکھوں کو کام میں لاتے ہیں اور جو اوسکے عاشق صادق
ہیں اونمیں یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اوسے دیکھ سکتے ہیں اور وہ وہی خدا ہے جسے آپ
لوگ خدائے آسمانی اور خدائے نادیدہ کہتے ہیں الغرض خوش بیانی کے ساتھ توحید خالق ارض و سما
بیان کی کہ جو زنگ کفر گرشاسپ رودیلی اور طلحہ بن حنظلہ کے آئینہ دل پر چھایا ہوا
تھا وہ اس بیان حقیقت آثار سے بالکل دور ہو گیا اور دل اونکا مانند آئینہ کے صاف
وشفاف ہو کر مقر اسلام ہو گیا اسد بن کرب غازی سے کہا کہ جو شخص آپکے مذہب
میں داخل ہونا چاہے وہ کیا کرے اسد غازی نے اوسکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ مرد حق
پسند از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اوسکے اپنے لشکر سے کہا کہ میں نے تو دین اسلام اختیار
کیا تم میں سے جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب برحق کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور
ہو وہ چلا جاوے سب نے کہا کہ ہم آپ کے تابع ہیں جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا مذہب
اب اسد غازی کو جسقدر رفاقت مظفر کے بربادی کا رنج تھا اوسیقدر بلکہ اوس سے
زیادہ ان لوگوں کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوئی کیونکہ یہ دونوں سردار نہایت قوی دل اور
بہادر تھے انکی جرات کا حال آیندہ داستانوں میں اپنے موقع اور محل پر ظاہر
ہوگا۔ اسد غازی نے گرشاسپ کرد سے کہا کہ آپ یہاں کی حکومت اپنے
اختیار میں لیں اس لیے کہ اعظم وزرد کوشش ابھی بچہ ہے اور آپ اسکے محسن
وجان بخش ہیں گرشاسپ رودیلی نے عرض کیا کہ میں قدم مبارک آپکے چھوڑنا
اچھا نہیں سمجھتا اگر بادشاہی ہفت کشور بھی ہاتھ آئے تو آپکے قدموں سے دور نہوں
اسد غازی نے فرمایا کہ اے برادر من میں خانہ بدوشوں کی طرح ہوں مجھے ایک
مقام پر رہنا پسند نہیں تم میرے ساتھ کہاں تک تباہ پھرو گے۔

او اوروہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	ایسا ہے کسیطرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

آپ ان تکلیفوں کو کیونکر برداشت کر سکیں گے کیونکہ یہ بات عادت پر موقوف ہے

مین بچپن سے عادی اسکا ہون میرے واسطے دامن صحرا آغوش مادر ہے آپ اپنے
عیش نشو نہ ترک کرین مین بطیب خاطر کہتا ہون کہ آپ حکومت یہان کی اختیار کرین
گرشاسپ نے کہا کہ غلام تو عرض کر چکا کہ آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ مین رہونگا
اور انشاء اللہ مرتے دم تک یہ قدم نہ چھوڑونگا اب اسد بن کرب غازی نے اپنے
فرزند دلبند یعنے معروف بن اسد کو بلایا اور گرشاسپ رودنیلی کیطرف اشارہ کرکے
فرمایا کہ انکی فوج کا لباس مثل ہماری فوج کے کرو اور طلحہ بن حنظلہ کو تم اپنے گروہ
کے ساتھ رکھو حسب الحکم اسد دلاور معروف نے سب انتظام کر دیا اب اسد غازی نے
عظیم و ذرگوش کو تخت پر بٹھالا اور فنون سپہ گری سکھانے والے استاد اسکی تربیت مین کچھ
ہنوز کوچ نہین کیا تھا کہ دیکھا ایک نوجوان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چلا آتا ہے اسنے
آکر اسد کو مجرا کیا اسد نے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کیا کہ حال میرا قابل بیان
نہین ہے اگر آپ سنین گے تو بہت رنج فرمائین گے مین نے آپکی آمد کا حال جو سنا
تو اپنا ماجرا بیان کرنے چلا آیا اسد نے فرمایا کہ پھر کیون نہین بیان کرتا اسنے کہا کہ خیر
میرا حال تو یہ ہے وہ ہے آپکے والد ماجد کے پرنانا یعقوب شاہ اندلسی کو مع لشکر
غوغا ابن دجال نے بیابان پوشیدہ مین پھونک دیا یہ سنکر اسد دلاور بہت
روئے اور کہا کہ اب وہ شہزادہ کہان گیا ہے اوس نے عرض کیا کہ ملک نرنگبار
کی طرف گیا ہے وہان جاکر دیکھیے کیا آفتین برپا کرتا ہے پوچھا کہ حاکم اندلس کسے
مقرر کیا ہے کہا اپنے ایک سردار کو کہ نام اوسکا فرنبیل مشت ازل ہے مین خود
آپکی لشکر کی طرف آیا تھا الحمد للہ کہ آپکے قدمبوسی حاصل ہوگئی اسد نے نام اوسکا
پوچھا کہا غلام کو نہین پہچانا مین خانہ زاد ہون ادریس بن اندلس
میرا نام ہے اسد غازی نے اوسکو گلے سے لگایا اور عیار ہوشیار جانکر
اسد ثانی سے کہا کہ اے فرزند یہ اوسکا بیٹا ہے جو ہمارے والد ماجد کرب غازی
کا عیار تھا تم اسے بھائی اپنا سمجھکر اپنا عیار مقرر کرو اور اپنے ساتھ رکھو پھر یہ
باتہا نے عیارانہ اوسکو منگوادیے لباس بدلوادیا ادریس بن اندلس
اسد ثانی کے ساتھ ہو لیا اب شاہزادہ اسد غازی نے معروف بن اسد طلحہ بن حنظلہ
اور گرشاسپ کو پہلے مقدمۃ الجیش بناکر روانہ کیا اور معروف کو سمجھا دیا کہ جبتک
تم قریب اندلس کے نہ پہونچنا طلحہ بن حنظلہ اور گرشاسپ کے مسلمان ہونیکا حال
ظاہر نہ کرنا بعد اسکے خود بھی مع کل لشکر کوچ کرکے طرف شہر اندلس کے روانہ
ہوئے اب اول منزلون کو طے کرتے ہوئے گرشاسپ رودنیلی اور طلحہ بن
حنظلہ اور معروف بن اسد قریب شہر اندلس کے پہونچے اوس طرف اہل
قلعہ نے جو گرد آمد لشکر کی دیکھی چار سوار پئے دریافت حال روانہ کیے
یہ سوار گھوڑے دوڑا کر قریب لشکر معروف بن اسد کے آئے دیکھا کہ ایک
بادشاہ ساتھ ہزار سوار سے چلا آتا ہے انھون نے مودب ہوکر سلام کیا گرشاسپ
نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کس واسطے آئے ہو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہمارے

بادشاہ نے ہمکو دریافت حال کے واسطے بھیجا ہے کہ آپ کہاں سے آتے ہیں اور کیا
ارادہ رکھتے ہیں اور مذہب آپکا کیا ہے گرشاسپ رودیلی نے اپنا نام بتایا اور کہا
کہ میں اس ارادہ پر چلا ہوں کہ جہان خداپرستوں کو پاؤں انھیں قتل
کروں میں نے سنا کہ بادشاہ تمہارا ہمارا ہم مذہب اور کشتہ خداپرستان
ہے مجھے شوق ملاقات پیدا ہوا اسی غرض سے اسطرف آنکلا ہوں سواروں نے
کہا کہ یقین تو ہے کہ بادشاہ ہمارا آپ سے بہت خوشی کے ساتھ ملے ہم جاکر اطلاع
کرتے ہیں گرشاسپ تو اسی مقام پر ٹھہرے اور سوار گھوڑے اوٹھائے ہوئے
فرسیل ہشت زن کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ سنکر فرسیل
بہت خوش ہوا اور برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ کے اندر تشریف لے چلیے
گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ جب ہم اور آپ ایک ہیں تو تکلف کس بات کا ہے
حوالے فرسیل گرشاسپ کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا اور نہایت اعزاز سے مہمان کیا
گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ آپ کچھ متفکر سے معلوم ہوتے ہیں فرسیل نے
کہا کہ جی ہاں اوسکا ایک سبب ہے وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اسد نامی
کوئی شخص پیدا ہوا ہے کہ وہ مذہب اسلام رکھتا ہے اوسنے تمام ملک توہد قلعہ خونخوار
بن دجال کے اپنے قبضہ میں کر لیے اور سرداروں کو خونخوار بن دجال
کے قتل کرڈالا وہ ایسا زبردست ہے کہ کوئی اوس سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا
مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ اسطرف بھی نہ آئے اسی خیال سے میں متفکر ہوں یہ
تو میں چھوٹا ہوا آدمی ہوں گرشاسپ ہنسا اور کہا کہ میں تو دعا مانگتا ہوں کہ وہ جلد
آجائے تو میں اوس سے مقابلہ ہو دیکھنا تمہارے سامنے کیا حالت کرتا
ہوں کیوں بھئی طلبہ تمہارا کیا خیال ہے طلبہ نے کہا حضور بھلا آپ سے وہ
کیا مقابلہ کرسکتا عالم میں کوئی بھی آپ سے عہدہ برآ نہیں ہونے کا
اب فرسیل کے دل کو تقویت ہوئی کہ یکایک ایک گرد بیابان کرہ سے پیدا ہوا
مگر گرد تیرہ و تیرہ غبیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ دیا سے گرد دور نہیں
بعدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیابان پوشیدہ کی باتیں ہے ایک آندھی اٹھی ہے
فرسیل نے گھبرا کر ہرکارے بہرائے دریافت حال روانہ کیے ہرکارے
گئے اور کچھ دیر کے بعد آکر عرض کی کہ حضور وہی بلا آئی جسکا آپکو خوف
تھا یعنی اسد کا لشکر چلا آتا ہے یہ سنکر فرسیل کا رنگ فق ہوگیا
گرشاسپ نے کہا کہ آپ پہلوان ہوکر ڈرے جاتے ہیں جب ابھی سے
آپکی یہ حالت ہے تو بروقت مقابلہ کیا ہوگا بڑے تعجب کی بات ہے
کہ شنی سنائی بات کو آپ مان لیتے ہیں ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جس وقت مقابلہ ہو رزم گرم کا حال کھلے اور یوں تو لوگ ہر ایک شخص
کی ہوا باندھ دیتے ہیں اسکا کچھ اعتبار نہیں آپ لشکر اپنا قلعہ سے
نکالیے ہم آپکے ساتھ ہیں پہلے ہم لوگ مقابلہ کریں گے اگر آپکا بڑا دیکھیگا

قلعہ میں آکر پھاٹک بند کر لیجئے گا ایسا اسکو ورغلاتا کہ فرسیل مشت زن راضی
ہوا اور لشکر کو لیکر قلعہ سے نکلا معروف بن اسد تو دس ہزار سوار سے قلعہ
میں رہا کہ اگر یہ پلٹ کر قلعہ کا رخ کرے تو پھاٹک بند کر دیں اور گرشاسپ رشید نیلی
نے آگے طلحہ بن عنظلہ اور فرسیل مشت زن کو کیا اور تھوڑے سے فوج بھی طلحہ کے
ساتھ کر دی اور بعد اسکے فرسیل کی فوج ہوئی اور پیچھے اس فوج کے اپنے فوج کے بھی
صف بندی کی اور قلعہ سے نکل کر باہر آئے اب یہ لوگ اپنے اپنے کام سے ہوشیار
ہو کر کھڑے ہوئے کہ یکایک دامنہ کوہ کا سنگا فتح ہوا اور دل گرد سے نعرہ تکبیر اللہ کی صدا
آئی اور اسد دلاور مع فوج ظاہر ہوا فرسیل مشت زن نے طلحہ بن
عنظلہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ کیسا دلیر و بہادر ہے کہ فوج قلیل سے کسطرح
چلا آتا ہے کہ اسے کوئی بھی خوف نہیں ہے یہ سنکر طلحہ بن عنظلہ نے کہا
کہ اوسکا تو کیا ذکر تیرے لئے تو اوسکے ملازم و خادم بھی بہادر ہیں فرسیل نے
کہا یہ کیسا طلحہ بن عنظلہ نے ہاتھ کمر میں ڈال دیا اور کہا کہ زور کر کے اپنا پیل
لے فرسیل نے کہا آزمائش کی ضرورت نہیں جلد خبردار ہو جاؤ کہ دشمن قریب
آگیا ہے اوسکی خبر لو طلحہ بن عنظلہ نے کہا دشمن تو بغل میں ہے اور مجھے خبر نہیں
یہ کہکر پونڈ پر کیا تو فرسیل مشت زن کو خانہ زین سے اوٹھا لیا
اور ہاتھ پر بلند کر لیا فرسیل پکارا کہ یہ کیا حرکت ہے ہم تو کہتے تھے کہ ہم تمہاری
طرف سے لڑیں گے طلحہ بن عنظلہ نے کہا بیوقوف کافر کیطرف سے مسلمان مسلمان
سے لڑے گا تو بکتا کیا ہے منم طلحہ بن عنظلہ غلام اسد غازی فوج نے
جو یہ رنگ دیکھا کہ سردار گرفتار ہو گیا بھاگنے کا قصد کیا لیکن آگے فوج طلحہ
بن عنظلہ کے تھے ان لوگوں نے روکا اب چاہا کہ پلٹ کر داخل قلعہ ہو جائیں اسطرف فوج
گرشاسپ سدراہ ہوئے اودھر اسد دلاور نے قریب پہونچکر جوق جوق کے
فوج کے گھوڑے سے اوٹھا دیئے اور چاروں طرف سے آکر گھیر لیا اور راہ گریز
ہر طرف سے مسدود کر دی اب تو سب کے سب گھبرا گئے گرشاسپ نے کہا کہ ہتھیار
رکھدو تو جان بچیگی ورنہ سب قتل ہو جاؤ گے اور یہی آواز اسد بن کرب غازی
نے بھی دی اس کشمکش میں سوار ہتھیار ڈال دیئے اور بعضے پیدل ہی
ایک لیکن قزاق نے ایک ایک سوار کو باطمینان تمام باندھ لیا طلحہ بن عنظلہ
فرسیل مشت زن کو ہاتھ پر بلند کئے ہوئے تھے فرسیل مشت زن
نے کہا کہ کونسی دوستی تھی کہ تم نے میری فوج کو گرفتار کرا دیا اور مجھے اپنے
قابو میں کر لیا طلحہ بن عنظلہ نے جواب دیا کہ او ملعون تو اسی قابل تھا جو تیرے
ساتھ کیا گیا بلکہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے اسد بن کرب غازی نے جب فوج
گرفتاری لشکر سے فراغت پائی تو اسد بن کرب غازی نے حکم دیا کہ جنگل کاٹ
کاٹ کر لکڑیاں ڈھیر کرو اور جسقدر روغن ممکن ہو وہ لاکر چھڑک دو تاکہ ان ملعونوں
کو میں بھی اوسی طرح پھونک دوں جسطرح ان ظالموں کے ہاتھ سے

اہل اسلام پھونکے گئے ہین یہ حکم پاتے ہی قزاق روانہ ہوئے اور جسقدر لکڑی قلعہ سے متصل
ہوئی وہ لا کر ڈھیر کی اور باقی جنگل کٹوا کر انبار کرا دیئے اور اون لکڑیون کا ایک قلعہ
سا بنا کر تیار کیا اور فرسپیل ہشت زن کو مع لشکر اوس قلعہ ہیزم مین بند
کرکے لکڑیون پر تیل ڈال کر آگ لگا دی اور شعلے بھڑک کر چلے یہ دیکھکر کفار
فریاد کرنے لگے کہ ہمین پناہ دو مگر اسد بن کرب غازی دلاور نے ایک
نہ سنی اور یہ جواب دیا کہ تم وہی ظالم ہو جنہون نے اہل اسلام کو پھونکا ہے اب
مجھے بغیر خونخوار بن دجال کو مارے قرار نہ آئیگا کیونکہ تمہاری طرف سے دل جلا ہوا
ہے کلیجے تک آبلے پڑے ہوئے ہین غرضکہ یہ سب کافر جلکر خاک ہوگئے اب
اسد بن کرب غازی اوس مقام پر آئے جہان خونخوار بن دجال نے
خدا پرستون کو پھونکا تھا اسد بن کرب غازی نے سوا خاک اور کچھ نہ پایا پہلے
تو اسد بن کرب غازی ان سب کے حال پر ملال پر بہت روئے اوسکے بعد
ایک گڑھا کھدوا کر تمام خاک جمع کرا کر اوس گڑھے مین دفن کرکے نشان
قبر کا بنا دیا اور اوسپر ایک پتھر نصب کرا دیا جسپر کچھ اشعار عبرت آمیز
حال مین ان سوختہ بختون کے تھے بعد اسکے گنج شہیدان پر فاتحہ خیر پڑھا
اور وہان سے پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے اور طلحہ بن عنطلہ کی نہایت
تعریف کی کہ تم نے کیا اشارون پر کام کیا ہے فضلان شاہ کو یہان انتظام
کے واسطے چھوڑا اور فرمایا کہ ہم قلعہ زنگبار کیطرف چلتے ہین تم جلد یہان کا انتظام
کرکے ہمارے پاس آؤ اور صرف ایک ہزار آدمی فضلان شاہ کے حوالے کیا
اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ زنگبار کیجانب روانہ ہوئے فضلان شاہ نے
مقبرہ تعمیر کرنا شروع کیا شہر کا انتظام کیا اودھر اسد بن کرب
غازی نے رہروی کرنا شروع کی کہ کسیطرح جلد قلعہ زنگبار تک
پہونچون ایسا نہو کہ زنگبار بھی مثل اندلس کے برباد ہو جاوے انکو
تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال نے جسوقت بربادی شہر زنگبار
سے فراغت پائی تو دست تعدی اسکا ہندوستان کیطرف دراز ہوا
اور مع لشکر جہازون پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوا جسوقت
راہ دریا طے ہوئی اور جہازون نے لنگر کیا اہل ہند سمجھے کہ جہاز
زنگبار سے آتے ہین اکثر لوگ دیکھنے کو آئے تو یہان
اسکر ناہنجار خونخوار بن دجال کو دیکھا ان لوگون مین
ہرکارے بادشاہ [illegible] ستان شہپال ہندی کے بھی تھے یہ خبر
دریافت کرکے [illegible] اکر بیان کیا کہ کوئی کافر ہے کہ نام اوسکا

خوشخوار بن دجال ہے وہ فوج بیشمار سے آیا ہے شہپال ہندی نے
عادل شیردل اور فاضل شیردل اور طلحہ بن لندھور سے کہا
کہ تم جاؤ اور حال اس کافر بدکیش کا دریافت کرو کہ کس قصد سے آیا ہے یہ سنا
یہ تینوں دلیر تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب سرحد ہند روانہ ہوتے جسوقت
قریب لشکر خوشخوار بن دجال پہونچے دیکھا کہ فوج بے شمار اس کے ہمراہ ہے
اور سرحد ہند میں لشکر اوترا ہوا ہے یہ دیکھکر انکو بہت غصہ آیا اور اوسطرف
خوشخوار بن دجال کو خبر ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کی جانب سے تین
سردار آتے ہوتے ہیں خوشخوار بن دجال نے کہا کہ بلالو اور تین کرسیاں
منگوا کر بچھوا دیں اور آپ دنگل پر بیٹھا جسوقت عادل شیردل اور طلحہ
بن لندھور اور فاضل شیردل داخل بارگاہ خوشخوار بن دجال ہوئے
بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ جو شخص خدا کو برحق جانتا ہو اور تمام
ادیان کو سوائے مذہب اسلام باطل سمجھتا ہو اوس پر میرا سلام پہونچے
یہ سنکر تمام سرداران لشکر خوشخوار بن دجال جو رستم وقت تھے اور دربار
میں موجود تھے نہایت برہم ہوتے اور کہا کہ ہر چند ایسے دریدہ دہنوں کا قتل
کرنا جملہ واجبات سے ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ اپنے گھر پر آئے
ہوئے ہیں قتل انکا باعث بدنامی ہے سکوت اختیار کیا کہ بروقت مقابلہ
دیکھا جائیگا لیکن جسوقت سرداران اسلام کرسیوں پر بیٹھے خوشخوار بن دجال
نے کہا کہ لندھور نے انتقال کیا عادل شیردل نے جواب دیا کہ اے
خوشخوار بن دجال بحمد للہ ہمارے خاندان میں سب تلوار کی موت مرے
اور بستر خواب پر کوئی ہلاک نہیں ہوا ہم پریشان تھے کہ ہمارا کیا انجام
ہوگا مگر تیرے آجانے سے وہ پریشانی دفع ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ ہم بھی
تلوار کی موت مرینگے اور مثل اپاہجوں کے بستر پر ہلاک نہونگے اب تو
اپنا ارادہ ظاہر کر کہ تیرا کیا قصد ہے اوسنے کہا کہ میں خداوندان گذشتہ
کا بندہ ہوں اور دشمن خداپرستان ہوں کیونکہ پہلے دو سو خداوند مانند
خداوند ابلیس و پیتک پیتک بادم خبیثہ لوتاک بوتاک لوتا جہاری و خداوند
جمشید و سامری سحر ات سنگلو نمرود شاہ سکاکی شداد و شاہ ہامان و شاہ
فرعون شاہ زبرجد شاہ زمرد شاہ باختری وغیرہ ان خداپرستوں کے
ہاتھ سے پریشان ہوکر جانب آسمان چلے گئے اور اپنی برکت اس زمین سے اوٹھالی
میں نے اس لیے سفر صرف کیا ہے کہ میں تمام خداپرستوں کو اس صفحہ ہستی سے مٹادوں
اور اوسی مذہب قدیم کو رواج دوں یہانتک آنے میں جسقدر ملک خداپرستوں کے
راستے میں ملے اون سب کو میں نے جلا دیا اور ایسا تباہ کیا کہ کوئی خداپرست
باقی نہ رہا اور اب جسقدر ملک باقی ہیں اونکو بھی ویران کرتا ہوا قلعہ ذوالامان
پہونچونگا اور خاتم قلعہ کو قتل کرکے اوس قلعہ کو بھی برباد کرونگا کیونکہ جبتک فساد

کے وہی مقام ہے وہین حمزہ کے ناموس ہین تمہارے ساتھ اتنی رعایت
کرتا ہون کہ خیر اب تک جو بے ادبیان تم سے ہوئین وہ ہوئین اور تھین
مین نے معاف کیا لیکن آئندہ سے تم دین بدپرستی کو ترک کرو اور پرستش
خداوند آئینہ کی اختیار کرو کہ وہ عجب خداوند ہے ہر بندے کے سامنے
اوسی کی صورت بنکر آتا ہے تاکہ وہ خوش ہو اور اپنی ریاست پر رحم کرکے کہنا
میرا مانو اس لیئے کہ اب بھی دور ہے مجھ سے زیادہ جاہ وحشم کے سلطنت
حوت آئینہ پرست خرچ کیا چاہتے ہین اونکے ساتھ خان اعظم
یعنی صلصال بن فوال بن دیو بن شماس جادو بھی ہین اور چند ساحر
بلائے بد آفت روزگار ہین بلکہ مبہوت جادو کر ساحری وقت ہین اونکا جواب
دینے والا نہین ہے یہ سنکر عادل شیردل نے فاضل شیردل
کیطرف دیکھکر کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون کا جو کچھ ماتون صاحب یعنی لندھور بن
سعدان کرد خواب مین ارشاد فرما گئے تھے وہ سب درست ہے اور اوسکا
ظہور ہوا ہی چاہتا ہے خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خونخوار بن دجال کی
طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اسے خونخوار بن دجال ہم تو
کہہ چکے کہ ہمین مرنے کا خوف نہین بلکہ حسرت یہی ہے کہ تلوار کی موت
مرین تم اپنی فوج میدان ہندوستان مین اوتارو ہم بھی لشکر اپنا قلعہ
سے نکالتے ہین ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا جسوقت تک ہم زندہ ہین پرستش
اوس معبود حقیقی اور رب تحقیقی کی ترک نہ کرینگے یہ کہکر تینون سردار
اوٹھ کھڑے ہوئے اور خدمت مین شمشیال ہندی کے روانہ ہوئے
جسوقت قلعہ مین پہونچے شمشیال ہندی سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا
کہ آپ تو قلعہ کو آراستہ کرین اور ہم لشکر لیکر خونخوار بن دجال کے مقابلہ کو جاتے
ہین اور حاکمان ہندوستان کو نامے لکھتے ہین اگر خدا نے فتح دی فھو المراد
ورنہ آپ توپون سے ان کافرون کو اڑا دیجئیگا یہ کہکر نامے تحریر کیئے مضمون سبکا
تھا کہ اسے بھائیون اگر ملک اپنا اور ایمان اور عزت بچانا ہے تو سنتے ہی اس
نامے کے جلد اپنے کو مع لشکر یہان پہونچاؤ شاید یکدل ہو کر مقابلہ کرین تو فتح
ہین اسواسطے کہ فوج حریف کے ساتھ بیشمار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان
زبردست اوسکے ہمراہ ہین جس وقت یہ نامے تیار ہوئے ایک
بنام عبدالعزیز ہندی روانہ کیا اور ایک فرمان
نثار شاہ کو بھیجا ایک دولت شاہ کو اور ایک فرخ
شاہ کو اور ایک منصور شاہ کو اور ایک راجے ولیپ کو روانہ کیا
زبانی بھی کہلا بھیجا کہ اب صرف تمہارے آنیکا انتظار ہے کہ تم بھی آؤ تو ہم فوج
سے نکالین اور لشکر حریف کے مقابل بارگاہ برپا کرین جسطرح ہو جلد پہونچو
اور اس ملک کو بچاؤ کہ یہ ملک جناب شیث پیغمبر کا بسایا ہوا ہے

ہم سب اونھین کی اولاد مین سے ہین اور جن لوگون سے کہ قوت تھی یعنے صاحبقران
اور اولاد صاحبقران اونسے تو زمانہ خالی معلوم ہوتا ہے اب اس ملک
پربھی تباہی آئی سب یکدل ہو جاؤ سے

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جسوقت یہ نامے روانہ ہو چکے تو گوجر ملک اور بلند خان قندھاری اور خضران شاہ
کشمیری کو حکم دیا کہ تم جاکے مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرواور لشکر کو اوتارو
ہم بھی آتے ہین یہ حکم پاکر یہ تینون سردار قلعہ سے نکل کر اپنے کام مین مشغول ہوئے
اور اہل قلعہ انتظار مین اپنے مددگارون کے بیٹھے ہین لیکن جسوقت یہ نامے
ہر چہار جانب ہندوستان مین پہونچے اور یہ خبر آمد نمک خوار ابن دجال
کی مشتہر ہوئی تو تمام ہندوستان مین ایک تہلکہ مچ گیا ہزارہا آدمی اہل وعیال
لے لیکر غیر ممالک کیطرف پناہ لینے روانہ ہوگئے اور جو لوگ کہ مستقل
مزاج تھے اونھون نے کمر ہمت باندہ لی اور کہا کہ ہم اپنا ملک نہ چھوڑینگے
جو مرضی خدا ہوگی وہ ہر طرح ہوگا ع

جو کہ پیشانی کی ہے بات وہ پیش آئی ہے

الحاصل تیسرا دن تھا کہ صحرا سے گرد اوڑی اہل قلعہ دیکھنے لگے جسوقت دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا تو عبدالعزیز شاہ ہندی چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا
اہل قلعہ استقبال کرکے اوسکو لائے کہ دوسری گرد اوڑی اور نجابت شاہ
ہندی پچاس ہزار سوار سے پہونچا اسی طرح دولت شاہ اور
فرخ شاہ اور محمود شاہ اور راے ولیپا وغیرہ
دس دس بیس بیس ہزار سوار وپیادہ کی جمعیت سے دو چار روز مین یکے بعد دیگرے
آگئے اب قریب تین لاکھ کے فوج ہندوستان تیار ہوگئی مگر یہ سب سردار
ضعیف ہوچکے ہین نہ وہ زور ہے نہ کثرت ہے نہ قضا پر اختیار اب طلیحہ
بن منصور اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل ان سب سردارون کو لیکر
میدان مین آئے اور بارگاہین برپا ہوگئین سب لشکر ایک ہوگئے قلب لشکر
مین خیمہ طلیحہ بن منصور کا برپا ہوا کہ یکایک ادہر وہ بیابان گرد سے پرخاست
یکگرد تیرہ وخیرہ وخیرہ سر بر آسمان رسیدہ وپاسے گرد ورمین پیچیدہ زیر آسمان
ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے بار بار گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ساٹھ ساٹھ سات سو علم نشانہ سات لاکھ پچاس
ہزار سوار کا نمودار ہوئے کہ پھریرون پر ان کے صفات وثنا خداوند آئینہ
کی مرقوم تھی اور آگے آگے ایک سردار زبردست ایک گھوڑے پر سوار گرد بہت سے
سرداران زبردست تھے اکر پہونچے عقب مین انکے غول کے غول پرے کے
پرے تلے چلے اور پیچھے سوارون اور پیدلون کے آنے لگے
یہانتک کہ تمام میدان فوجون سے مالامال ہوگیا اور نمک خوار ابن دجال نے مقابل

لشکر اسلام خیمہ برپا کیا اور لشکر اشرار ادھر گبرون سے اتر اتر کر داخل بارگاہ ہوتے
آئے لشکر میں شام ہوگئی تھی اہل اسلام آپس مین کہتے تھے کہ یہ کافر کہان سے سقدر
جمع ہوگئے اودھر خونخوار بن دجال داخل خیمہ ہوا اور سردار آ آکر کرسیون
دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب کو گردش ہوئی دور چلنے لگا تو انہین ہوشا ہوش
ونوشا نوش کی بلند ہوئین طائفے حاضر ہوئے مجرا ہونے لگا یہان تو یہ صحبت
عیش ونشاط برپا ہے اور اوسطرف لشکر اسلام مین بہادران ودیندار نے نمازون سے
فراغ حاصل کیا ہے سب ایک جگہ آکر بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین ایک دوسرے
سے کہہ رہا ہے کہ دیکھا تو بچپن سے جوانی آئی جوانی سے بڑھاپا اسکے بعد سوا موت
کے اور کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قضا ہم لوگون کی آگئی ہے جو یہ کافر بدکیش اتنے
بڑی فوج سے چڑھکر آیا ہے خیر کچھہ پروا نہین اگر بستر پر مر جاتے تو کیا حاصل
ہوتا تلوار کی موت مرتے ہین دین ودنیا دونون بنتے ہین اگر زندہ بچے تو
غازی کہلائے اور مر گئے تو شہیدون مین داخل ہوئے مرنا تو ہر طرح ہے کل وہ
تلوار کرو کہ یہ کافر بھی یاد کرین کہ کسی سے سامنا پڑا تھا اور لشکر اسلام کے
بڈھے بھی جوانون پر فوق رکھتے ہین یہان یہی چرچے تھے خونخوار بن دجال
نے طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا نقارہ رزمی کی صدا نے اہل اسلام کو بھی آمادہ
جنگ کیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی دلاوران
اسلام باوجود ضعیف ہونے کے جھکی ہوئی کمرون کو پٹکون سے سیدھا کر رہے
تھے اور مصروف اہتمام جنگ تھے ایک ایک کے گلے ملکر کہتا تھا کہ کل اس دار
فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ ہے اسی عالم مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ سحر نمودار
ہوئی جس کے شفق خونریز نے اہل اسلام کی گواہی دے رہی تھی نمازیان دیندار نے
ظہور شعار نے نمازین پڑھین اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان دورویہ فوجون سے مملو ہوگیا
اسطرف اہل اسلام نے صفین باندھین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہراول
پچھلا جھنڈا اول آٹھون صفین درست کین اور سردار اپنے اپنے مرتبون کے
موافق صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے ہوئے اوسطرف خونخوار
بن دجال نے سامنے لشکر اسلام کے اپنی فوج کو صف آرا کیا اسوقت
دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکلے اور پستی وبلندی زمین کی درستی
وہموار دستی کرکے نکل گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے
باواز بلند کہا کہ ع

رومی مصری کھاوے کھڑی پالی سب جان
جو تلوار کے منہہ چڑھے وہ شہید کہلائے

ارج ذکر رن بیچ خوب کرو گھمسان
جو جگ مین جیتا بچے وہ غازی کہلائے

شعر

پیالہ لیجا کو عدو سے موت کو
دو طلاق اس زندگی سے موت کو

جسوقت نقیب یہ آواز دیکر پہرے سے ہٹے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے
جوش مارا مرکبون پر جھومنے لگے ہاتھ قبضہ شمشیر کیطرف بڑھ گئے کہ
یکایک لشکر خونخوار بن دجال سے تاریک خرس رو میدان مین
آیا اور نعرہ مارا کہ باشین اے گروہ خدا پرستان دفرقہ مسلمانان جسکو
تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ سامنے میرے آئے یہ سنتے ہی لشکر اسلام
سے گوجبد مالک اسکے مقابلہ کو گیا تاریک خرس رو نے نیزہ مارا
گوجبد مالک نے نیزہ اسکا نیزہ پر لگا نہتا طعنین چلنے لگین سترھوین طعن کے بعد گوجبد
مالک سے نیزہ ہاتھ سے تاریک کے ہوائی گیا پس اس نے غصہ مین تلوار
کھینچ لی اور گوجبد مالک پر وار کیا انھون نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے
لگی ایک مقام پر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی کہ گوجبد مالک جنکی نگہ مین ایال مرکب پر جھک کر رہ
گئے وہ سر سے گر گیا تلوار جو سر پر پڑی کاستہ سر مین در آئی تاریک نے جھٹکا مارا کہ تلوار
جگر تک اوتر آئی اور یہ مرد مسلمان شہید ہوا یہ دیکھکر عبد العزیز ہندی دوڑ پڑے
اور تاریک سے سامنا کیا بعد رد و بدل کے عبد العزیز ہندی نے بھی تیغ
قضا کمر پر کھائی اور یہ بھی شہید ہوئے اب عادل شیر دل نے باگ مرکب کی
لی اور سامنے تاریک کے ہو نکر مقابلہ کیا اور ایسا ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوگئے لشکر اسلام سے صدائے مرحبا بلند ہوئی لیکن خونخوار بن دجال نے
ثعبان اژدر سوار کیطرف دیکھا ثعبان اپنا مرکب بڑھا کر میدان مین آیا اور
عادل شیر دل سے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی عادل شیر دل نے اسکو بھی مارا شام تک تین چار سردار بھان سے
مارے اور دو ایک کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر
مسلمانون نے اپنے کشتون کو دفن کیا کفار نے اپنی لاشین اوٹھوا کر دریا مین بہا دین
خونخوار بن دجال نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تمام رات پھر تیاری ہوئی صبحکو
دونون لشکر میدان مین آ گئے اور مقابل یکدیگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے کہ
لشکر کفار سے الماس شیر نسب میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو
بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند آتش کی قبول کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے یہ سنکر
طلحہ بن لشکر صوبہ اسکے مقابلہ کو آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی الماس
شیر نسب نے کہا کہ پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ پورا کر لے اس لیئے کہ پھر
میری ضرب سے بچنا دشوار ہوگا طلحہ نے کہا کہ او ملعون ہم مسلمان ہین شیوہ ہمارا
سبقت نہین ہے جس وقت خدا تیرے حربہ سے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا
یہ سنکر الماس نے نیزہ مارا طلحہ نے بغل کشادہ کر دی جسوقت نصف
نیزہ بغل سے ہو کر گذرا طلحہ نے برچھا بغل مین دبا کر جھٹکا مارا کہ ڈانٹ اوسکی
ٹوٹ گئی الماس نے وہ آنڈ کھینچ ماری طلحہ نے خالی دی الماس
نے غصہ مین آ کر تلوار کھینچ لی اور سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا

اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھین کر اوسی تلوار سے الماس کو قتل کیا بس یہ دیکھتے
ہی بھائی اسکا بلیناس فوجی تن دوڑ پڑا اور گرز مارا طلحہ نے وار اسکا
رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو اوسکے بھی دو ٹکڑے ہوگئے یہ حال دیکھکر
اغلب بن مغلوب باپ بھتیجی میدان مین آیا اور طلحہ کا سامنا کیا طلحہ نے
اسکو بھی واصل جہنم کیا بعد اسکے ہر وود زنگی نکلا اور پکارا کہ او ہندی غضب کیا تو نے
کہ تین سردارون کو مارا اب کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے آتی
ہوئی تلوار خیال مین رکھکر گردہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا کر جھولی
اور پنجہ بلی مین دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایان ہاتھ
کمر زنجیر مین ڈالکر قاش زین سے اوٹھا لیا اور سر پر پھیر اکر برو سے زمین
مارا کہ پیکر اسکا چورا ہوگئی مگر یہ سخت جان زندہ رہا اسنے طلحہ بن لندھور کو
دشنام دینے اور چاہا کہ اوٹھکر بھاگون طلحہ بن لندھور نے گھوڑے
سے کودکر سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی
صدا بلند کی اور عادل شیر دل نے کہا کہ بھائی صاحب سبحان اللہ
اسوقت آپ نے ماموں صاحب کی نبولت یاد دلائی طلحہ نے کہا کہ سب فیض
تعلیم و تلقین بزرگون کا ہے لیکن خونخوار بن دجال ملعون نے خیال کیا
کہ یہ جوان نہایت منچلا ہے اسکا یون قتل ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے پس
اس نے نجر کی باگ لی لوگ سمجھے کہ برابر سے مقابلہ آتا ہے اور مردانہ وار
مقابلہ کرے گا لیکن اس ملعون نے اور ہی کچھ سوچ لیا تھا جلدی سے قریب
طلحہ بن لندھور پہونچکر آواز دی کہ کیا خوب آپ نے اس زنگی کو مارا ہی
لا ایک ہاتھ کہ مین چوم لون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا طلحہ بن لندھور اسکی
باتون سے حیرت مین رہے کہ یہ کہتا کیا ہے کہ یہ کافر بدکیش قریب پہونچگیا
اور سر طلحہ پر گرز مارا اس جوان کو بچنے کی فرصت نہ ملی گرز سر پر پڑا اور کاسہ
سر چورا چورا ہوگیا یہ دیکھکر عادل شیر دل نے باگ مرکب کی لی اور
آواز دی کہ او دغا باز بے ایمان یہ کیا حرکت تھی لیکن یہ گھوڑا دوڑا کر چلے تو
وقفا نے کار تنگ مرکب کا لوٹا اور عادل شیر دل گھوڑے سے گرے
خونخوار بن دجال نے جھپٹ کر انپر بھی گرز مارا اور مہلت سنبھلنے کی نہ دی
یہ بھی شہید ہوگئے یہ دیکھکر فاضل شیر دل نے ہائے بھائی کا نعرہ مارا
گریبان چاک کیا اور دولہ پڑے خونخوار بن دجال نے دیکھا کہ اب کوئی سردار
لشکر اسلام مین مثل طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل کے نہین ہے پس
اس نے آواز دی اپنے لشکر کو کہ ہان مار لو ان خدا پرستون کو یہ سنکر تمام
لشکر کفار نے باگین لین اور گھوڑے اوٹھا دیئے اہل اسلام بھی چلے وسط
میدان مین دونون لشکر مل گئے اور تلوار چلنے لگی ادھر فاضل شیر دل
قریب خونخوار بن دجال کے پہونچے خونخوار بن دجال نے گرز انپر

بھی مارا انھون نے گرز کو خالی دیا کہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب مرکب
آتشبازی ہوگیا اور پیکر مارا افاضل شیر دل گھوڑے کو سنبھالنے لگے خونخوار
بن دجال نے دوسرا گرز مارکر انکا بھی کام تمام کیا ادہر دونون لشکرون مین
تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین
کھینچ کھینچ کر کے ایک طرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی
اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور محمود شاہ اور فرخ شاہ
لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پیری مین نوجوانی دکھا رہے
تھے ایک سمت خضران شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور راسے ولیب
وغیرہ قتل کفار پر تلے ہوئے تھے ایک کافر کو دو دو کرکے جانب دوزخ روانہ کرتے تھے

پیلے غول کے غول اور غٹ کی غٹ — کٹے سارے سر اور رہے تن لپٹ
پیادون کے ایک سمت بڑھے ہوئے — سوار اوسنے کلہ بکلہ ہوئے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول — دیئے سر کے بال اپنی جانون کی کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھے خریدارون کو
نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریا
خون روان تھا سم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق
شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سر دن کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے
گھوڑے اونکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے
ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی کہانتک بیان کیا جائے کہ ہندیون نے ایسی
تیغ زنی کی کہ کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اوسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی
آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل زور گھٹتا ہی چلا گیا سردارون کے مرنے
سے دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب
دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہو گئے اسی حالت مین بختیار شاہ
لڑتے ہوئے قریب خونخوار کے پہونچے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا
تلوار انکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مارا انکا کام انکا بھی تمام ہوا ادہر راسے ولیب
زخمون مین چور چور جھوم رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مارا کہ سینہ کو
توڑ کر پار گذر گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ یہ منظر دیکھکر دوڑ پڑے ایک
پیادہ نے تلوار پائی مرکب پر لگائی کہ مرکب زخمی ہوکر گرا فرخ شاہ بھی
گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہو گئے اسیطرح محمود شاہ
و خضران شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام
کا باقی نہ رہا فوج بے سردار کہانتک لڑتی اور کس امید پر لڑتے
قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے
ہوئے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے
جو گھیرے ہوئے تھے وہ قتل ہو گئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کافرون کے نہ اختیار کی خونخوار ملعون بے عون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے
قبضے مین کیے لاشین اپنے لشکریون کے اٹھوا کر دفن کین اور ان خداپرستون کو
اُسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان ان
کشتگان تیغ قضا پر عجب حسرت و یاس برس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ
تھا لاشین ہزارہا آدمی کی پڑی ہوئی تھین خاک بجائے کفن و تربت ہے اُدھر خونخوار
بن دجال جس وقت سامنے قلعۂ ہندوستان کے پہونچا خیمہ بپا کیا اور
شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو تمھین چاہیے
کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خداوند آتشکدہ
کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند بسیار رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ
تمھارے معاف کر دیگا اور تمھاری بخشش ہو جائیگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن
دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا انھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو ایک
خونخوار ادا سے بہر حال اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذارے
اور زمانۂ ضعیفی مین مرتے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے
مرتے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو افعال بد سے توبہ کرتا ہے کہ سامنے خدا
کے جاتا ہے اب وہ خدا چاہیے جسے سمجھا ہو شکہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر ہون
مین تجھ سے نصیحت کرتا ہون کہ دین آتش پرستی گویا خود پرستی ہے تو اُس مذہب
خود ساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا
اور مین تو آمادہ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یون ہی دو چار روز
مین مرجاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سُن کر خونخوار بن دجال نہایت
برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان سے بھی
نقارۂ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے کمر مرنے پر کسی
اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو
شہپال ہندی فیل دروازے پر آکر بیٹھا گولہ انداز توپون پر آکے جھنتا مین روشن کر
بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار
بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے اور سردارون سے کہا کہ یہ قلعہ
نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ
مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر جانب
قلعۂ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک
تاک کر اور شست باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیے توپخانہ رعد آواز
نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا
ہر طرف سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے تڑپون
کے مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گرتے تھے ہزارہا آدمی واصل
جہنم ہوا آخر لشکر سب کا رخ میدان سے پھر گیا اور بھاگ بھاگ کے لیکن کوئی گولہ

کبھی بار اُنھون نے گرز کو خالی دیا کلہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب مرکب آتشباز ہی ہوگیا اور بیکبار افاضل شیردل گھوڑے سے گر سنبھالنے لگے تو خونخوار بن دجال نے دوسرا گرز مار کر انکا بھی کام تمام کیا ادھر دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر گئے ایکطرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور محمود شاہ اور فرخ شاہ لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پہری ہین تو وہ جوانی دکھا رہے تھے ایک سمت خضر ان شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور راے ولیب وغیرہ قتل کفار پر تلے ہوئے تھے ایک کافر کو دو دو کرکے جانب دوزخ روانہ کرتا تھا

پہلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ — گئے سارے کبر اور رہومن لپٹ
پیادون کے ایک سمت آئے ہوئے — سوار اور بنسے کلہ بکلہ ہوئے
لگے پیٹنے سر وامے وڈھول — دیئے سر کے بال اپنی ہلمون کی کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھے خریدارون کو نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریا سے خون روان تھا سم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے گھوڑے اونکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے ہر طرف صداے بگیر و بزن بلند تھی کہانتک بیان کیا جائے کہ ہندیون نے ایسی تیغزنی کی کہ کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اوسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل زور گھٹتا ہی چلا گیا سردارون کے مرنے سے دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہوگئے اسی حالت مین بختیار شاہ لڑتے ہوئے قریب خونخوار کے پہونچے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا تلوار اسکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مار کر کام انکا بھی تمام ہوا ادھر راے ولیب زخمون مین چور چور جھوم رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مار کر سینہ کو توڑ کر پار کر گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ بہتر کرد تھکگر پڑے ایک پیادہ نے تلوار پائی مرکب پر لگائی کہ مرکب زخمی ہو کر گرا فرخ شاہ بھی گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہوگئے اسیطرح محمود شاہ و خضران شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام کا باقی نہ رہا فوج بے سردار کہانتک لڑتے اور کس امید پر لڑتے قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوتے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے جو گھر سے ہوئے تھے وہ قتل ہوگئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کا

کافرون سے بہ اختیار کی خونخوار ملعون بےعون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے
قبضے مین کیے لاشین اپنے لشکریون کے اُٹھوا کر دفن کین اور ان خداپرستون کو
اُسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان ان
کشتگان تیغ قضا پر عجب بیکسی و یاس برس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ
تھا لاشین ہزارہا آدمی کی پڑی ہوئی ہین خاک بجائے کفن و تربت ہے اُدھر خونخوار
بن دجال جس وقت سامنے قلعۂ ہندوستان کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور
شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو تمھین چاہیے
کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خداوند آئینہ
کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند ہمارا ایسا رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ
تمھارے معاف کر دیگا اور تمھاری بخشش ہو جاویگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن
دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا اُنھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو اسکے
خونخوار و اسے بہرحال اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذارے
اور زمانہ ضعیفی مین مرتے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے
مرتے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو اقبال بد سے تو یہ کرتا ہے کہ سامنے خدا
کے جاتا ہے اب وہ خدا چاہیے جسے سمجھا ہے نہ کہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر بنون
مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ دین آئینہ پرستی کو یا خود پرستی ہے تو اس مذہب
خودساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا
اور مین تو آمادہ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یون ہی دو چار روز
مین مر جاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سُن کر خونخوار بن دجال نہایت
برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان بھی
نقارۂ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے کمرین مرنے پر کسین
اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو
شہپال ہندی فیل دروازے پر آ کر بیٹھا گولہ انداز توپون پر آ کے جھتا مین روشن کر کے
بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار
بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے اور سردارون سے کہا کہ یہ قلعہ
نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ
مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیزرفتار پر سوار ہو کر جانب
قلعۂ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک
تاک کر اور شست باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیے توپخانہ رعد آواز
نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا
ہر طرف سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے توپون
کے مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گرتے تھے ہزارہا آدمی واصل
جہنم ہوا آخرکار رستہ کا رستہ میدان سے بھر گیا اور بھاگ بھاگ لیکن کوئی گولہ

قضا کا خونخوار بن دجال کے نہ لگا اور یہ ملعون گولون کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا
پہونچا قلعہ پر سے مارنے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیان تیل کا کڑھاؤ پھینکا گیا مگر
اس کی قضا نہ تھی کہ بچ گیا اور لب خندق جا پہونچا مرکب کو اشارہ کیا کہ یہ خندق کو پھاند کر
قلعے کے پھاٹک پر پہونچا اور تیسرے گرز مین پھاٹک قلعے کا توڑا اور داخل قلعہ ہوا
جس وقت دھوان ہر طرف ہوا اور لشکر نے خونخوار بن دجال کے دیکھا کہ سردار
ہمارا داخل قلعہ ہو گیا پھر فوج نے یورش کیا اور قریب پہونچ گئی وہان قلعے کے
دروازے پر خونخوار بن دجال سے تلوار چلنے لگی اب اس کی فوج بھی کمک
کے واسطے آ گئی اہل قلعہ بھی آمادہ مرگ ہو گئے خوب گھمسان سے لڑنے لگے
اہل اسلام تو مرنے پر تلے ہوئے تھے ایک ایک نے دو دو تین تین کو مارا
پرنالون سے بجائے آب خون بہہ رہا تھا زمین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا بازار
موت گرم تھا جانون کی ارزانی تھی ملک الموت کو قبض ارواح سے مہلت نہ
تھی روحین وادی السلام اور وادی البرکات کو برابر قافلے کے قافلے چلے جاتے
تھے یہان تک کہ تمام اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے ایک روایت یہ
ہے کہ جس وقت شہپال ہندی نے رنگ لڑائی کا دگرگون دیکھا تو اندر جا کر
تمام زنان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد آپ بھی لڑ کر جان دے دی کہ
بعد ہمارے بے حرمتی نہ ہو اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ان عورتون نے جام
زہر بھر کر سامنے رکھ لیے تھے جس وقت کفار قلعہ مین داخل ہوئے تو ان خاتونان با
عصمت نے خود زہر پی لیا اور جانین دے دین کہ حرمت ہمارے خاندان کی برباد
نہ ہو الحاصل ان کفار نے شہپال ہندی کو بھی شہید کیا بچون کو ذبح کیا تمام
قلعہ کا مال و اسباب زر و زیور و جواہر لوٹ کر اپنے قبضے مین کیا اب اس بے رحم نے
قتل عام کا حکم دیا اس کو یہ غصہ تھا کہ ہندیون نے سخت مقابلہ کیا اور بہت سا
لشکر کام آ گیا ہر طرف ہندی قتل ہو رہے تھے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہر
طرف سے آواز الامان بلند تھی مگر یہ بے رحم امان نہ دیتے تھے کہ تمام ہندی
قتل ہو گئے سوا فوج خونخوار بن دجال کے کوئی ہندی نظر نہ آتا تھا لاشین
گلیون اور مکانون مین پڑی ہوئی تھین کوئی ان کو دفن کرنے والا بھی نہ تھا جس وقت
خونخوار بن دجال کو یہ معلوم ہوا کہ اب ہندوستان بالکل تباہ و برباد
ہو گیا نام کو بھی کوئی ہندی زندہ نہین آخر کو اس ملعون نے بارگاہ اپنی اندر
قلعے کے برپا کی اور لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر جلوا دین اور اپنے کشتہائے
نجس کو دفن کیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ آدمی مارے گئے اسے
اپنی فوج کا نہایت افسوس ہوا اب خونخوار بن دجال نے قلعے مین قیام کیا
کہ کسل بر طرف ہو تو آگے کو روانہ ہون تیسرا روز تھا اور خونخوار بن دجال فصیل
قلعے پر سے شہر کی بربادی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائی گرد

در زمین پیچیدہ خونخوار بن دجال نہایت پریشان ہوا کہ اب کون آتا ہے اس لیے
کہ نہ میرا کوئی سردار پیچھے رہ گیا تھا جسے سمجھوں نہ ملک ہند کا کوئی وارث باقی ہے
یہ اسی سوچ میں تھا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چار سو علم نشانہ
چار لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھر ہر دن پر علموں کے تعریف لقا کے ہے لقا
زمردشاہ باختری کی مرقوم تھی سردار آگے آگے اور پشت پر چار لاکھ جوان اسلحہ جنگ
سے آراستہ خیمہ و بارگاہ وغیرہ سب ہمراہ اور دو سردار نہایت زبردست اپنے
تحت میں اس فوج کو لیئے ہوئے آکر سامنے قلعے کے پہونچے اور بارگاہ برپا کی
لشکر کو اتارا ہرکارے لشکر خونخوار بن دجال کے روانہ ہو گئے تھے اُنھوں
نے خبر حاصل کی اور آکر خونخوار سے بیان کیا کہ زیر باد ہند سے دو سو کوس
پر ایک مقام ہے کہ نام اُس کا شہر مخمور ہے مالک وہان کا مخمور منارہ گردن
ہے وہ ایک مدت سے لندھور کے ملک کی تاک میں تھا اور فوج میں فراہم
کر رہا تھا جس وقت لشکر اُس کا اُس کے ارادے کے موافق پورا ہو گیا
تو وہ فوج لے کر چڑھ آیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس ملک کو آپ نے فتح کر لیا
اُدھر مخمور منارہ گردن کے ہرکاروں نے اُسے اطلاع دی کہ اب حکومت
اس قلعہ کی ہندیوں کے ہاتھ میں نہیں ہے خونخوار بن دجال کوئی شخص
ہے اُس نے آکر تمام ہندیوں کو قتل کیا اور کسی وارث سلطنت کو زندہ نہیں
چھوڑا اب وہی اس قلعے میں مقیم ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر برجیس
تیغ زن کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا رائے ہے برجیس تیغ زن نے کہا کہ
ہمیں تو اُس ملک کے لینے سے مطلب ہے جو یہاں کا حاکم ہو گا وہی بجائے
لندھور اور اولاد لندھور ہے آپ حملہ کی تیاری کریں یہاں تیاری جنگ
ہونے لگی یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی کہ لشکر حریف میں حملے کی تیاری
ہو رہی ہے یہ ایک ہی فطرتی اور مکار ہے دیکھا اس نے کہ اب مقابلہ برابر
کا ہے سات لاکھ میں تین لاکھ آدمی میرے مارے جا چکے ہیں اب چار لاکھ آدمی
میرے ساتھ بھی ہیں اور چار لاکھ اُس کے پاس بھی ہیں جنگ دو سردار دیکھ
معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اس اس طرح کی باتیں دل میں سوچ کر کہا کہ دیکھو میں اُسکا
ابھی ابھی انتظام کرتا ہوں اور چند سردار اپنے ساتھ لے کر قلعے سے نکل کر جانب
لشکر مخمور منارہ گردن روانہ ہوا اِدھر خبر مخمور شاہ کو ہوئی کہ افسر فوج اور بادشاہ
ہندوستان یعنے خونخوار بن دجال آتا ہے مخمور شاہ نے برجیس تیغ زن
کو براے استقبال روانہ کیا برجیس تیغ زن روانہ ہوا اور راہ میں ملاقات ہوئی
برجیس تیغ زن خونخوار بن دجال کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے داخل بارگاہ
ہوا ایسے مخمور منارہ گردن بھی تا در بارگاہ استقبال کے واسطے آیا اور
خونخوار بن دجال کو لا کر دنگل پر بٹھایا یہاں تیاری حملے کی ہو رہی تھی لیکن
خونخوار بن دجال کے آجانے سے وہ ارادہ تھوڑی دیر کے واسطے ملتوی

ہو گیا کہ مبادا باہم کوئی صورت صلح کی پیدا ہو جائے وہ ہی ہوا کہ خونخوار بن
دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر تمہارا کیا مذہب
ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں لقا پرست ہوں خونخوار بن
دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر اس ملک پر
آنے کا اتفاق کیونکر ہوا مخمور منارہ گردن نے بیان کیا کہ میں ایک مدت سے اس
فکر میں تھا کہ کسی طرح ہندوستان پر قبضہ حاصل ہو لیکن چونکہ بادشاہ
یہاں کا یعنے لندھور بن سعدان کرد پہلوان زبردست تھا اور فوج بھی اسکے
پاس بے شمار تھی اس وجہ سے میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اس زمانے میں میں نے
سنا ہے کہ لندھور سے ہندوستان اس طرح خالی ہوا ہے کہ اب شاید
لندھور پلٹ کر بھی اس طرف کبھی نہ آئے میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور
لشکر فراہم کر کے چڑھ آیا یہاں پہونچ کر آپ کو قابض پایا اب آپ بھی ارشاد
کریں کہ آپ کیا دین رکھتے ہیں خونخوار بن دجال نے کہا کہ میں پہلے ابلیس
پرست تھا بلکہ پورے دو سو خداوندوں کو مانتا تھا جن میں سے ایک زردشاہ
باختری بھی ہیں جنکے تم بندے ہو لیکن بالفعل ہم ایسے ہوت آئینہ پرست سے
میں نے خداوند آئینہ کو پہچانا اور اس کی پرستش بھی شروع کر دی میری رائے
یہ ہے کہ خداوندان قدیم تو ان خدا پرستوں کے ہاتھ سے نہایت حیران و
پریشان ہو کر بہشت کو چلے گئے کیونکہ ان لوگوں نے بڑا زور پکڑا تھا اور
خداوندوں کی توقیر نہ کی لہذا مناسب یہ ہے کہ اب تم بھی پرستش خداوند
آئینہ کی اختیار کرو ہر چند کہ اس میں صورت اپنی ہی نظر آتی ہے مگر اس میں
بھی جلوہ خداوندی نظر آتا ہے اس لئے کہ تمام عالم میں ایک صورت کے دو
نہیں ہیں یہ خداوند آئینہ ہی کی قدرت نمائی ہے کہ وہ ہر شخص کو اس کی
صورت کا دوسرا دکھا دیتا ہے کہ اب بھی قدرت نمائی خداوند آئینہ کے قائل
ہو اور اس کو سجدہ کرو بعد اس کے ہم تم ایک ہو کر خدا پرستوں کا استیصال
کریں اور دنیا کو ان لوگوں سے پاک کریں بعد اس کے ایک ہندوستان
پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت سے ممالک قبضے میں آ جائیں گے جس قدر ملک تمہارا
جی چاہے اپنے قبضہ اقتدار میں رکھنا اور بے خوف و خطر حکومت کیا کرنا یہ سن کر
مخمور منارہ گردن بہت خوش ہوا اور کہا کہ اس رائے کو میں دل سے
پسند کرتا ہوں مگر ایک بات میری آپ کو ضرور ماننا پڑیگی وہ یہ ہے کہ کوئی کسی
کے مذہب سے سروکار نہ رکھے میں اپنے مذہب پر قایم رہوں آپ اپنے مذہب
پر تو بدل میں آپ کا شریک ہوں اس بات کو خونخوار بن دجال نے منظور کیا
آپس میں دونوں گلے ملے اور ہر دو لشکروں میں اس کی اطلاع ہوئی طبل
شادیانہ بجا دونوں لشکر ایک [illegible] ہوئے اور افسران فوج باہم گلے ملے تو خونخوار بن
دجال نے [illegible] سوار کو بیس ہزار سوار دیکر یہاں کا حاکم کیا

اور انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور دریافت کیا کہ یہاں سے آگے کونسا ملک
خدا پرستون سے معلوم ہوا کہ گیلان میں بھی خدا پرستون کا قبضہ ہے اور وہ
ہندوستان سے قریب ہے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی وہاں کے
حکمران ہیں غرض ایرج دجال نے گیلان کی طرف کوچ کیا اب اُسے تو رہبر دی
راہ گیلان میں چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان ضلالت نشان خروج جوت آئینہ پرست کے گزارش کیے جاتے ہیں

شعر پلا ساقیا وہ مئے خوشگوار ، کہ بیتاب دل کو ہو بے قرار ،

مخمس

جسے کہ یاد ہوا اپنا آشیان صیاد
[illegible] نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک سمجھے حال بوستان صیاد
ہیں باخبر الٰہی چمن کیا کرون بیان صیاد
دکھائی دے ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد

بیان کر نہیں سکتا جو میری حالت ہے
ابھی ہوں تازہ گرفتار زور وحشت ہے
جو اس با خستہ ہوں مجھ پہ یہ مصیبت ہے
عجیب قصہ دلچسپ یہ حکایت ہے
سنا فسانۂ گل و بلبل کی داستان صیاد

کلام کرتا ہے وہ دلکو جو خوش آتا ہے
ہر ایک بات میں سو سو طرح لبھاتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
اُداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتا ہے
بہشت دلون میں ہوا ہے مزاج دان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے کتنی پاس
جو پوچھے مجھے تو کیا انتہا کا ہے مرا پاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن میں اُداس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سنا گیا مری تا صبح داستان صیاد

عزیز رکھتے ہیں [illegible] عندلیب کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہیں آرام و چین بلبل کو
کہ جھانکتا نہیں جا کے قفس سے بھی گل کو
نہ ہووے نام ہی جانب سے بدگمان صیاد

راویان شیرین کلام وحاکیان نیک انجام اس داستان حیرت بیان کو یون آغاز
کرتے ہیں کہ اسی زمانہ پر آشوب میں جبکہ تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی تھی
خواجہ کمیل ایرانی وارد ملک جوت ہوئے اور بادشاہ سے عرض کرا بھیجی کہ ایک
سوداگر ایران کچھ اسباب تجارت اور اشیاء نادرہ لیکر حاضر ہوا ہے اور
امیدوار باریابی ہے جوت آئینہ پرست نے خواجہ کمیل کو طلب کر لیا خواجہ
کمیل حاضر ہوئے اور تحفہ جات پیش کیے بادشاہ نے سب قبول کیے اور اُس کا
معاوضہ بہت کچھ دیا اُس کے بعد پوچھا کہ تم سوداگر ہو اکثر ممالک میں تمھارا جانا ہوا
کرتا ہے ہر مقام کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں [illegible] خدا پرستون کے ملکون
کی کیا کیفیت ہے خواجہ کمیل نے عرض کیا حضور وہ دفتر گاؤ خوردہ ہو گیا صاحبقران
خانہ کعبہ تشریف لے گئے بہت سے سرداران نامی وگرامی اُن کے ہمراہ چلے گئے چونکہ

نوعمر اور جوان باقی رہے وہ بدیع الملک کے ساتھ نہ طاق پر گئے ہوئے ہین
میدان خالی پڑا ہے لیکن چار تصویرین اب بھی صفحۂ ہستی پر ایسی ہین جو ممالک
اسلام کی نگرانی اور حفاظت کرتے رہتی ہین وہ چارون تصویرین میرے پاس
موجود ہین اگر حکم ہو تو پیش کرون ہوت آئینہ پرست نے کہا کہ مین ضرور
دیکھونگا یہ سنکر خواجہ تکمیل نے چارون تصویرین پیش کین ان مین ایک
تصویر گرد رباے فتوت و نجم سپہر صولت یعنی اسد بن کرب دلاور کی تھی
اور تین تصویرین ان کے تینون فرزندون کی تھین اور ہر تصویر پر نام تحریر تھا
جس وقت ہوت آئینہ پرست نے نام پڑھے تو صلصال کانپ اٹھا اور رنگ
رو اُس کا متغیر ہو گیا ہوت آئینہ پرست کی نظر جو چہرۂ صلصال پر پڑی کہا
اے خان اعظم تم تو اس قدر ڈرتے ہو کہ جیسے کوئی شیر کے نام سے ڈرتا ہے صلصال
نے کہا کہ حضور یہ شیر سے کم نہین ہین بلکہ شیر کش ہین ان کا زندہ رہنا حمزہ کے
زندہ رہنے سے کم نہین ہے اگر یہ مر جاتے تو پھر کوئی سرپرست خدا پرستون کا نہ
تھا اور جو ملک تباہ و برباد ہو گئے وہ پھر آباد ہو گئے یہ سنکر ہوت آئینہ پرست
خاموش ہو رہا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا تصویرین سوداگر سے لے کر رکھ لین اور
خواجہ تکمیل کو پچاس ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا حسب الاتفاق اُس وقت
اُسی تیز رفتار کو کہ طوفان سبز پوش کا دربار مین حاضر تھا اُس نے
بھی ان تصویرون کو دیکھا تھا جس وقت یہ خدمت مین ملکہ طوفان سبز پوش
کی گیا اور ملکہ طوفان سبز پوش نے اس سے حالات پوچھے کہ سوداگر کیا کیا
چیزین لایا تھا کوئی شے ہمارے واسطے بھی والد بزرگوار نے خریدی ہے یہ
سنکر کہا اس تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یون تو بہت سی چیزین
عمدہ عمدہ از قسم زیور و جواہر بادشاہ نے خریدی ہین کہ اُن کا ذکر ہی کیا
خود ہی ملاحظہ فرمائیے گا لیکن چار تصویرین وہ سوداگر لایا تھا وہ درحقیقت ایسی
ہین کہ دیکھنے کے لائق ہین بلکہ آپ کے قصر مین لگانے کے لائق ہین کہ ایسے
حسین و جمیل مرد بھی کم دیکھنے مین آتے ہین یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش کو
اشتیاق حد سے زیادہ پیدا ہوا کہا کہ مین ایک عرضی والد ماجد کو تحریر کرتی ہون
تم اُسے لیجاؤ اور وہ تصویرین اُن سے لے آؤ یہ کہکر اس نے ایک تحریر اپنی
دی اور کہا کہ جلد اس کا جواب یا تصویرین لاؤ کہا تیز رفتار وہ نوشتہ
لے کر روانہ ہوا اور وہ تحریر ملکہ طوفان سبز پوش کی ہوت آئینہ پرست کو دی
ہوت آئینہ پرست نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ مین نے سنا ہے کچھ تصویرین آپنے
دشمنان خداوندی کی خریدی ہین مین چاہتی ہون کہ وہ تصویرین آپ مجھے
دکھا دیجیے کہ مین بھی دشمنان خداوند کو پہچانلون ہوت آئینہ پرست یہ پڑھکر
مسکرایا اور [illegible] کی جانب مخاطب ہو کر بیان کیا کہ اس شخص کی دختر کو بھی
خدا پرستون سے ایسا عناد ہے کہ تصویرون کا حال سنکر اس نے طلب کی ہین

اور لکھا ہے کہ مین چاہتی ہون دشمنان خداوند کو پہچان لون حکیم زرباد شترلب
کہ وزیر عوت آئینہ پرست کا ہے بول اُٹھا کہ اے بادشاہ ملکہ کی رائے
نہین ہے کہ آپ ملکہ کو تصویرین دکھائیے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیجئے
کہ ان تصویرون کا دیکھنا بھی گناہ ہے یہ سُن کر عوت آئینہ پرست نے جواب دیا
کہ وہ اسکا یہ جواب دیگی کہ پھر آپ نے وہ تصویرین کیون دیکھین اگر ایک
گناہ آپ نے کیا تو ہم بھی کرین گے اور تصویرون کے دکھانے مین مضائقہ
کیا ہے زرباد شترلب نے کہا کہ اے بادشاہ تو ناعاقبت اندیش ہے
اور مین دور تک سوچ لیتا ہون اس لیئے کہ مین نے تواریخ سے معلوم کیا
ہے کہ زمرد شاہ باختری نے جس وقت خروج حمزہ صاحبقران کا حال سُنا
تو بہتر گرد مرد کو اور بہتر ارکو زاد نقش بین کو روانہ کیا اور کہدیا کہ تصویرین سب خدا
پرستون کی لیکے جلد حاضر ہونا کہ مین اُن بندگان خوابی کو دیکھون جنہین مین
پیدا کر کے بھول گیا ہون دونون عیار زمرد شاہ باختری کے جس وقت
داخل لشکر اسلام ہوئے تو عمرو نے ایک روز مین پانچ ہزار پانچ سو پچپن
تصویرون کی تصویرین کھینچ کر دے دین گرد مرد اُن تصویرون کو لیکر پلٹا
اول ملک سنجان مین پہونچا کہ یہ ملک راہ باختر مین واقع تھا اور مالک
وہان کا کنجاب بن شخوب بن ملک حرمان دیوکش تھا اور یہ کنجاب بھی
زمرد شاہ باختری کہلاتا تھا جس وقت کنجاب کو خبر ہوئی کہ گرد مرد تصویرین
خدا پرستون کی لایا ہے اور خدمت خداوند مین لیئے جاتا ہے تو کنجاب کو
بھی اُن تصویرون کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور بہتر گرد مرد کو طلب کیا اور
تصویرین مانگین گرد مرد نے وہ تصویرین دے دین کنجاب ایک عجیب و غریب
چیز سمجھ کر اور اُن تصویرون کو لیئے ہوئے محل مین چلا گیا اور اپنے اہل و
عیال کو دکھائین کہ یہ بندگان خوابی ہین جن کو خداوند نے خواب مین پیدا
کیا ہے یہ تو اُن لوگون سے بھی اچھے ہین جن کو بیداری مین پیدا کیا ہے کاش
خداوند خواب ہی مین رہا کرین کہ اُن کا خواب بیداری سے بہتر ہے اسکی
عورتون نے ان تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جس وقت نظر کنجاب کی
تصویر بدیع الزمان پر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوگئی اور یہ سب
گوہر ملک کی ذات سے جو جو فسادات ظہور مین آئے اُس کا خلاصہ یہ ہے
کہ ملک سنجان تباہ و برباد ہو گیا اور گوہر ملک بدیع الزمان کے ساتھ
نکل گئی اور وہ بیچہ خاتون زوجہ کنجاب لندھور بن سعدان پر عاشق ہوئی اور
کنجاب کے مرنے کے بعد لندھور سے نکاح کیا اور مسلمان ہو گئی لیکن اسکے
عیار تصویرین لیکر لقا کے پاس آئے لقا نے اُن تصویرون کو دیکھ کر
بختیارک سے کہا کہ مین نے ان بندون کو جیسا زور دیا ویسی ہی صورت
بھی دی مگر افسوس کہ ان کو اس قدر خود سر بنا دیا کہ یہ کسی سے نہین دبتے

غرض جس وقت یہاں آئیں گے اور اپنے خداوند کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے بعد
اس کے ان تصویروں کو لے کر محل کی جانب چلا جاتا تھا کہ مرد دانا تھا
اس نے منع کیا کہ یا خداوند یہ اچھا نہیں ہے مگر لقا نے اس کا کہنا نہ مانا اور
تمام اہل و عیال کو تصویریں دکھائیں کہ ہم نے ایسے ایسے بندے پیدا کیے
ہیں مگر یہ ہم سے منحرف ہو گئے ہیں اور اپنے دل سے ایک خدا فرض کر لیا ہے
اُس کو سجدہ کرتے ہیں ملکہ گیتی افروز نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ لقا اُس کو
نور علیحدہ قدرت اور نور خالص کہتا تھا جس وقت ملکہ گیتی افروز نے تصویر
شاہزادہ خاور سپاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملکستان کی دیکھی اُس پر عاشق
ہو گئی اور تصویر کی نقل کر کے گلے میں پہنی اور جہان افروز جو گیتی افروز سے
بڑی تھی وہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی اور اُن کی تصویر نقل کر کے اپنے
گلے میں پہنی آخر کار وہ ہی ہوا کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے ساری سلطنت تباہ و
برباد ہو گئی لہذا میرے نزدیک ان تصویروں کا گھر میں لے جانا مناسب نہیں
آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ کلمہ حوت آئینہ پرست کو بہت ناگوار گذرا اور
کہا کہ اے زرباد شتر لب کیا کہوں کہ تم وزیر ہو اگر کوئی دوسرا شخص ایسی
بدگمانی کرتا تو اُس کی زبان گدی سے کھنچوا لیتا کیا لقا کی بیٹیاں چھنال تھیں تو سب
بادشاہوں کی اولاد آوارہ ہوتی ہے یہ کہہ کر تصویریں لیے ہوئے داخل
محل ہوا اور طوفان سبزپوش کو بلایا اور اول تصویر اسد بن کرب غازی
کی پیش کی ان کا سن و سال تو درحقیقت اس قابل تھا کہ کوئی دیکھے تو تعریف
کرے بلکہ طوفان سبزپوش نے بہت نفرت کی اور چتونیاں دیکھیں بعد اس کے
تصویر غضنفر بن اسد کی دکھائی اسے بھی دیکھ کر ملکہ نے ناک بھوں تیوری چڑھائی
بعد اس کے تصویر معروف بن اسد کی دکھائی گئی ملکہ طوفان سبزپوش نے نظارہ
اس تصویر کو بھی برا بھلا کہا لیکن جس وقت سے تصویر معروف بن اسد کی دیکھی
رنگ روبدل گیا لب پر مہر سکوت لگ گئی آنکھوں میں تری جسم میں ابتری پیدا
ہوئی دل دھڑکنے لگا تصویر ہمہ تن دل پر نقش ہو گئی حوت آئینہ پرست اس
تصویر کو دے کر چلا گیا تھا ملکہ نے خوب اطمینان کے ساتھ تصویر اسد ثانی کا چربہ
اتارا اور اپنے گلے میں پہن لیا کہ مبادا بادشاہ تصویر کو طلب کرے تو پھر میں
کیا کروں گی نشانی بھی پاس نہ رہیگی باقی تصویریں خود بھجوا دیں اور کہلا بھیجا
کہ ابا جان ان تصویروں کو پھنکوا دیجئے کہ یہ منحوس صورتیں کوئی خدا کے مغضوب
خداوند ہیں ان کی صورتوں پر شقاوت برستی ہے یہ سن کر حوت آئینہ پرست
دختر سے بہت خوش ہوا اور زرباد شتر لب سے کہا کہ سنا آپ نے کہ میری دختر
نے کیا کہلا بھیجا ہے وہ مانند اور شاہزادیوں کے نہیں ہے زرباد شتر لب یہ
سن کر خاموش ہو رہا اور کہا خیر خداوند ایسا ہی کریں جیسا کہ اس نے کہا ہے
لیکن اب ان تصویروں کو چاک کر ڈالیے کہ ان کو دیکھ کر مجھ کو خوف آتا ہے خداوند

ہوتا ہے کہ یہ دربار شاہی کو لوٹ رہے ہین ہوت آئینہ پرست نے اُن سب
تصویرون کو چاک کر ڈالا باوجودیکہ ہزارہا روپیہ تصویرون کے معاوضہ مین
سوداگر کو دیا گیا تھا لیکن اس کا کوئی خیال نہین کیا گیا اُدھر ملکہ طوفان سبز پوش
دختر ہوت آئینہ پرست تیر عشق کھا چکی تھی اور تصویر شاہزادہ اسد ثانی زیب
گلو فرما چکی تھی اُس کی حالت آناً فاناً مین ترقی کرنے لگی اور رنگ رو متغیر
ہونے لگا ہر وقت کی خوشش مزاجی سکوت سے بدل گئی اِس کو خیال ہوا کہ
ابھی تازہ بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہہ کرے اب ماں باپ کے ساتھ رہنا
درست نہین ہے بہتر یہ ہے کہ کسی بہانے سے کنارہ کشی کرے یہ سوچ کر ہماے تیز رفتار
کو حکم دیا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم باغ فیروزہ نگار کو جائین اور وہان جلسہ
رقص کرین لہذا تم اس کی تیاری کردو یہ سن کر ہماے تیز رفتار اُسی وقت روانہ
باغ ہوا اور سب سامان درست کردیا کاشین حاضر کردین اور وہان سے سواری
حاضر کی ملکہ جلوس شاہانہ کے ساتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ ہوئے
اور وہان صحبت عیش برپا کی یہان ہوت آئینہ پرست نے ایک نامہ حاکم ملک
فرمانیہ کو لکھا کہ نام اس کا حرمان آدمخوار ہے مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل
ہمارا قصد ہے کہ ہم خروج کرین اور خداپرستون کا استیصال کرین لہذا تم
دیکھتے ہی اس نامہ کے سرداران و عیاران ذیل کو ہمراہ لے کر حاضر ہو
وہ سردار یہ ہین بہمن دیو سنگ طماس شیر سر فرلیس خرس پیشانی و بہتر
ذوفنون و بہتر قیاس جہان تک ممکن ہوا ہے کو ہم تک جلد پہنچا دو جس وقت
یہ نامہ حرمان آدمخوار کو پہونچا حرمان آدمخوار اسی ہزار آدمخوارون سے
سرداران مذکور و عیاران مشہور کو ہمراہ لے کر کل چار لاکھ کی فوج سے
جانب شہر ہوتیہ روانہ ہوا یہان ہوت آئینہ پرست انتظار مین تھا کہ خبر آمد
حرمان آدمخوار کی پہونچی ہوت آئینہ پرست نے حکم زرہا دشتر لب
دارجال دیو سنگ و قارن کوہ پیکر کو اسی ہزار سوار سے بہر استقبال
روانہ کیا یہ لوگ گئے اور حرمان سے ملے اور نہایت اعزاز سے اس کو
اپنے ہمراہ لے کر داخل ملک ہوتیہ ہوئے ملک ہوتیہ فوجون سے مملو ہو گیا
اور دونون لشکر گلے مل کر ایک ہوئے ہوت آئینہ پرست نے دنگل سردارون
کے واسطے تیار رکھے تھے جس وقت حرمان آدمخوار داخل دربار ہوت ہوا
ہوت آئینہ پرست کو سلام کیا ہوت آئینہ پرست نے اشارہ بیٹھنے کو کیا
حرمان آدمخوار ایک دنگل زرین پر بیٹھا اور صحبت میخواری شروع ہوئی دور جام
چلنے لگا عین گرمی صحبت مین حرمان آدمخوار نے ہوت آئینہ پرست سے پوچھا
کہ آپ کا کیا ارادہ ہے مفصل بیان کیجیے اب ہوت آئینہ پرست نے صلصال
کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ مالک ترکستان کے بیٹے ہین خان اعظم
بیٹے صلصال ارضین کا نام ہے خداپرستون نے ملک ان کا اپنے قبضہ مین لیا ہے

یہ میرے پاس فریادی آئے ہین تو میرا قصد ہے کہ خروج کر کے ملک ان کا ان کو
واپس دلاؤن وزیران کا ان سے منحرف ہو کر خدا پرستون سے مل گیا تھا اور فرزند
بھی ان کے سرداران حمزہ سے زیر ہو کر مطیع ہو گئے تھے مین ان کو سزا سے معقول
دونگا کہ اب وہی وہان کے حاکم ہین اور راہ مین جس قدر ممالک اہل اسلام کے ملین گے
ان پر اپنا قبضہ کرونگا اول شہر سمرقند ہے حاکم وہان کا طولا بہ سمرقندی ہے پہلے
اس ملک پر قبضہ کرونگا بعد اس کے بلخ ملیگا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی
وہان کے حاکم ہین ان کو سزا دونگا اس کے بعد ختن ہے ختن کے بعد ترکستان ہے
جو ملک خاقان اعظم کا ہے وہان کئی سردار ہین ایک تو زرہ خان وزیران کا ہے
دوسرے مالک ترک سفید جامہ ہے اور تین بیٹے ان کے اژدر خان اور
صعب خان اور ریلب خان ہین سب کو مطیع یا قتل کر کے ان کا ملک ان کو
دلاؤنگا اور وہان سے جانب قلعہ ذو الامان جا کر اس قلعہ کو تاراج و برباد کرونگا
کہ وہان کل ناموس حمزہ مقیم ہے بعد اس کے سنا ہے کہ بدیع الملک نبیرۂ حمزہ
دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے اور طلسم نہ طاق کی طرف گیا ہوا ہے وہان جا کر اسے
قتل کرونگا اس کے بعد بہرجیس آفتاب پرست کو سزا دونگا سنا ہے کہ وہ آفتاب
کو سجدہ کراتا ہے بعد اس کے نقابداران قاف کو قتل کرتا ہوا اس لٹیرے
کو مارونگا جس کا نام اسد بن کرب غازی ہے کہ وہ خدا پرستون کا زور بازو
ہے اس کا قتل سب سے اول ہے یہان تک کہ تمام عالم پر قبضہ کر کے پھر اپنے
ملک کو واپس آکر آپ دعوی خداوندی کرونگا اور تم کو نائب خداوند کرونگا
اور تجھکو اور تمھارے لشکر کو ہمیشہ گوشت آدمزادون کا کھلاؤنگا یہ سن کر حیران
آدمخوار نہایت خوش ہوا کہا چلئے مین آپ کے ساتھ ہون اور جانبازی کو
موجود ہون اب جوت آئینہ پرست نے سامان دعوت کا حکم دیا اور تیاری جشن
ہونے لگی غرضکہ نہایت دھوم دھام سے دعوت حیران آدمخوار کی ہوئی کہ تمام
آدمخوارون کو کباب انسانون کے کھلائے گئے جہان تک واجب القتل اور
مجرم دستیاب ہوئے ان کو ذبح کیا جب وہ کافی نہ ہوئے کہ اسی ہزار کھانے والے
موجود تھے تو بے گناہ اور لاوارث گرفتار کئے جانے لگے شہر مین ایک غوغا تھا
لوگ گرفتار ہو رہے تھے رعایا کہتی تھی کہ ایسا ظالم بادشاہ ہمارے اوپر حاکم ہے
خدا جلد اس کو غارت کرے اگر اس کی حکومت مین ترقی ہوئی تو نہ معلوم کیا کیا
ظلم کریگا لیکن فوج جوت آئینہ پرست کی ظالم کسی کی فریاد نہ سنتی تھی لوگ برابر
گرفتار ہو کر ذبح کئے جا رہے تھے جس وقت شام ہوئی جوت آئینہ پرست نے
حیران آدمخوار کی دعوت کی بعد دعوت کے جلسہ رقص و سرود شروع ہوا
اب یہ تو ادھر محو عیش و عشرت ہین اور اس طرف ملکہ طوفان سبز پوش کی
سواری باغ مین اتری ملکہ طوفان سبز پوش سیر باغ کرتی ہوئی داخل
قصر شیشے ہوئی عجب طرح کا یہ قصر تھا کہ تمام قصر مین فیروزے جڑے ہوئے تھے

ست شہ آلات جس قدر تھا وہ بھی فیروزہ نگار تھا مسند بھی فیروزہ نگار رکھی تھی غرضکہ
ملکہ طوفان سبز پوش آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی گائنین حاضر تھین اُنھون نے
ساز چھیڑا اور گانا شروع کیا غزل

تم سنو جسکی وہ چھپ رہے پریشان کیون ہو
سر کے ٹکراسے تو سنگ در جانان کیون ہو
مرکے ہو جاتی ہے درد و غم و ایذا سے نجات
کرکے دعوائے وفا ہے گلۂ ظلم عبث +
کیا کرین وصل پہ اصرار جب اُنکو ہے یہ ضد
ناتوان ہون مددائے کادش جوش وحشت
تیری باتون کو ہم اے عہد شکن جلتے ہین
نہ اُٹھے ہوک تو کیون راز محبت ہو عیان
حاجب چشم تصور نہ کبھی ہو گی نقاب
دل سے عاشق کے جو نکلی تو بہت ہو گی تباہ
جان ستان ناز ہین جنکے کوئی اُنسے کہہ آئے
بدگمان کرتی ہے رہ رہ کے اسے غیرت عشق
ہم تو پہلے ہی سے سمجھے ہین محبت کا مآل
طالب داد ستم حشر مین آتے ہین تو آئین
خواہش عیش ہی دنیا مین ہے ایذا کا سبب
اے اجل شام سے بیٹھا ہون آمادۂ مرگ
طول ایذا سے جدائی مین اگر طول حیات
کوئی مجرم نہین اے سوز جگر عاشق زلف
رہ سکین گے نہ کبھی آپ وفا کے پابند
امتحان گاہ محبت مین نہ جانا تھا ہمین +
دسے نکلے بسہولت یہ جوشی تو کھینچون +
حالت شمع پہ ہنستے تھے بہت تم کل تک
گھات مین اپنے اُدھر وہ ہمین یہ سوچ اِدھر
پردہ در راز محبت کا نہین دست ہوس
آرزو جسکے لیے ہو گئے برباد اُس نے

یا خموشی ہے جسے بات تو نالان کیون ہو
جب ہوا خاک اُڑانا تو بیابان کیون ہو
ہے وہ دشمن تو مری جان کا خواہان کیون ہو
جو خرابی کی ہے بنیاد وہ عنوان کیون ہو
کہ نہین منھ سے نکلجائے تو پھر ہان کیون ہو
ہاتھ قابو مین نہین ہین تو گریبان کیون ہو
جسکا انجام ہو بے سود وہ سامان کیون ہو
نہ اُڑے رنگ تو ظاہر غم پنہان کیون ہو
جسکو چھپنا نہین آتا ہے وہ پنہان کیون ہو
صدر مین جسکی ہے جا وہ کہین مہمان کیون ہو
مہربان آپ جو ہون موت کا احسان کیون ہو
دلمین رہکر نگہ شوق سے پنہان کیون ہو
جان پر آپ جو کھیلا وہ پشیمان کیون ہو
کم کسی سے نہین قاتل تو پریشان کیون ہو
گر کہو وصل تو اندیشۂ ہجران کیون ہو
کہہ یہ ہوتا ہے تو صبح شب ہجران کیون ہو
جز اجل خواہش صبح شب ہجران کیون ہو
رہنے والا ہے اندھیرے کا چراغان کیون ہو
جسکا سہنا نہین آسان وہ پیمان کیون ہو
آپ ڈالی ہے جو مشکل وہ آسان کیون ہو
میری حسرت ہی نہ وہ ہو تیرا پیکان کیون ہو
آج اک سوختہ جان کے لیے گریان کیون ہو
ٹوٹنا جسکا ہے آسان وہ پیمان کیون ہو +
کشیدہ ہو تو پھر نیترا داتان کیون ہو
کبھی یہ بھی تو نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

اِس غزل کے اکثر اشعار کے مضامین جو ملکہ طوفان سبز پوش کے دل پر درد کی
داد دیرہے تھے طوفان سبز پوش کی آنکھون سے طوفان اشک جاری ہوا
چشمہائے چشم اُبل پڑے سیلاب اشک نے اُس تصویر تصور کو غرق کر دیا جو ہر
وقت ملکہ کے روبرو رہتی تھی بیساختہ یہ درد ہا زبان پر جاری ہوا اور ہائے کہکر رونے
لگی روتے روتے بیہوش ہو گئی شاعر گانا موقوف کرکے دوڑین لاکے آس پاس جسقدر

ملکہ ضبط کر لی تھی اسی قدر جوشش رقت زیادہ ہوتا تھا بموجب شعر ؎ جب ضبط
کرون پلکین آنسو بہاؤن تو نہ نکلے اشک کوئی * کیا کہون ان آنکھون کا یہ دریا الٹے
بہتے ہین * آخرکار راز دل چھپانے کے واسطے ملکہ طوفان سبز پوش اٹھ کر
حجرے مین چلی آئی صحبت رقص و غنا برخاست کردی اکیلی مسہری پر لیٹ رہی
اور بیچارہ دل کا رو رو کر نکالنے لگی * حکیم پہلے سے دے دیا تھا کہ سوا ہمارے
تیز رفتار کے اور کوئی میرے پاس نہ آئے اس لیئے کہ شدت سے دھڑکن
ہو رہی ہے وہ آئے تو مین اُس کو حکیم صاحب کے یہان بھیجون اور حال
اپنا کہلا بھیجون سب انیسین جلیسین پریشان ہین کہ یہ دفعتًا ملکہ کو کیا ہوا اس
باغ مین آنا تو آج الٹا اثر دکھا رہا ہے تفریح کے بدلے اختلاج نہین معلوم
کس بڑی گھڑی سے آج اِس باغ مین قدم رکھا کوئی کہتی تھی کہ ان پر
سایہ کسی پری کا ہو گیا ہے یا جن عاشق ہو گیا ہے ان لوگون کی یہی خاصیت
ہوتی ہے کہ جس شخص پر عاشق ہوتے ہین اُس کو پریشان کرتے ہین لو یہ بھی
نیا عشق ہے کہ جس سے محبت کرین اُسکو پریشان کرین باز آئے مثل ہے
کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹین کان یہان تو یہ حالت ہے اور ادھر
ملکہ کی عجب کیفیت ہے کبھی تصویر کو اٹھا کر دیکھتی ہے کبھی گلے سے لگا لیتی ہے
کبھی کہتی ہے اے پیکر حسین تو جس کی شبیہ ہے تجھے اُسی کی قسم کہ مجھے اتنا تو
جواب دے کہ وہ رہنے والا کس دیس کا ہے کہ مین خاک چھانتی ہوئی خود
وہان جاؤن یا اپنا آدمی بھیج کر اُسکو بلاؤن ہائے مجھے تو یہ بھی نہین معلوم
کہ وہ کہان ہے طرہ اس پر یہ کہ اُسے مجھ بد نصیب کے حال کی خبر بھی نہین کہ
ایک زخمی تیغ ادا ہمارا مانند مرغ بسمل کے پھڑک رہا ہے اور ایک بلبل زار
ہمارے گل سے چہرہ کے شیفتہ ہو کر بیمار ہو گئی ہے نرگس وار ہر طرف نگران ہے
سنبل کے مانند پریشان ہے لیکن ہوا ہے باغ اس کے واسطے ناساز
ہے ان خارون مین گھری ہوئی ہے کہ نکلنا دشوار ہے ہر وقت گلچین کا خوف
صیاد کا کھٹکا آشیانے سے نکلنے کو مانع ہے فریاد کو روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو
حال ظاہر ہو جائے شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے ؎ دو علے مین ہمارا آشیان
ہے ؎ ابھی اس طرح کی باتین دل سے کر رہی تھی کہ ہمارے تیز رفتار باغ
مین آیا صحبت کو برہم دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا عورتون سے پوچھا
کہ ملکہ طوفان سبز پوش کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ فلان حجرے
مین آرام فرما رہی ہین ہم لوگون کے جانے کی ممانعت ہے لیکن تمھارے لئے
اجازت دیدی ہے ہمارے تیز رفتار جلدی سے حجرے مین آیا تو ملکہ کی
عجب حالت دیکھی پوچھا کہ مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہانہ
دردسر اور اختلاج قلب کا کیا ہمارے تیز رفتار سمجھ گیا کہ جب چھپی تصویر کو
اُنھون نے دیکھا تھا تو رنگ چہرے کا بدل گیا تھا کچھ طبیعت اس صاحب تصویر

کی طرف مائل ہوئی ہے کہا اے ملکۂ عالم مین نے تمھین اپنی گودیون مین کھلایا
ہے اور پالا ہے مین نادان نہین ہون کہ تمھاری باتین نہ سمجھ سکون صاف صاف
بیان کرو مجھ سے نہ چھپاؤ لیکن ملکہ طوفان سبزپوش کی غیرت کب گوارہ کرتی
تھی کہ وہ صاف صاف بیان کر سکتی ہماے تیزرفتار نے وہی تصویر
اسد ثانی کی سامنے کی اور کہا اے ملکہ یہ چیز بڑی کوشش سے تمھارے لیے
لایا ہون یہ دیکھتے ہی ملکہ طوفان سبزپوش یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوئی
اور کہا کہ تم کیونکر اسے لائے ہماے تیزرفتار نے کہا کہ جس وقت سواری
مین نے آپ کی باغ مین پہونچا دے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ تصویرین
تلف ہو جائین اور حکیم زرہاد ان تصویرون سے بغض اپنا نکالے مین نے یہ
انتظام کیا کہ خود دربار بادشاہ مین چلا اور حاضر رہا تھا کہ حکیم زرہاد نے ان
تصویرون کے چاک کر ڈالنے کی راے دی بادشاہ نے تصویرین مجھے
دین مین نے اس مین سے تین تصویرین چاک کر ڈالین اور یہ تصویر آپ کے
خیال سے چھپا لی اور لیتا آیا مین سمجھ گیا تھا کہ یہ تصویر آپ کو پسند آئی ملکہ نے کہا
کہ مین نے بھی ایک نقل اس تصویر کی بنائی تھی یہ کہہ کر گلے سے تصویر اتار کر
دکھائی ہماے تیزرفتار نے ملکہ طوفان سبزپوش کے صناعی کی نہایت
تعریف کی کچھ دیر تو ملکہ طوفان سبزپوش اس تصویر کو غور سے دیکھا کی بعد اسکے
پھر رونے لگی ہماے تیزرفتار نے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ
والد ماجد آپ کے سفر کرنے والے ہین آپ بھی ساتھ ہی چلیے گا مین اس
صاحب تصویر کو آپ سے ملا دونگا آپ اطمینان رکھیے اور اگر یہان رہیے گا
تو مین وعدہ نہین کرتا ملکہ طوفان سبزپوش نے کہا کہ اے ہماے تیزرفتار
تم جہان کہو گے مین وہان چلونگی اب ملکہ کو گونہ تسلی ہوئی ہماے تیزرفتار
نے سمجھا بجھا کر اور صاحب تصویر کی قسمین دے کر ملکہ طوفان سبزپوش کا منھ
دھلوایا کھانا کھلایا لیکن ملکہ کو حرارت ہو آئی تھی یہ نازپروردہ نازک اندام
اس تعب کو برداشت نہ کر سکی اور باغ مین جی بھی نہ لگا آخر صبح کو سوار ہو کر محل
شاہی مین چلی آئی ملکہ طوفان سبزپوش کی مان نے جو یہ حالت دیکھی کہ بیٹی کا
منھ اترا ہوا ہے آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین رنگ چہرے کا زرد ہے
کہا واری مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبزپوش نے دست بستہ عرض کیا کہ
امان جان کیا عرض کرون کل ایسا دورہ اختلاج کا ہوا کہ جسنے دفعتاً میری یہ حالت
کر دی اسی لیے باغ گئی تھی کہ شاید سیر گل و ریاحین سے دل بہل جائے لیکن کچھ
نہ ہوا آخر کو چلی آئی اس وقت بھی دھڑکن ہو رہی ہے ابھی دیکھیے یہ دل
ہاتھون اچھل رہا ہے اور حرارت بھی ہو آئی ہے طوفان سبزپوش کی حالت
اس کی مان نے جو دیکھی بیتاب ہو گئی حکیم زرہاد کو طلب کیا
نبض دکھائی حکیم تو پہلے ہی سے سمجھے ہوے تھا کہ تپ عشق ہے ایک

نسخہ لکھ دیا کہ جب مین کچھ سفر جاتے تھے اور کچھ دوا اثل کا ہو و صندل وغیرہ کے
زبانی بھی بتلادی کہ اگر درد سر ہو تو یہ پیس کر ماتھے پر لگا دینا اور آپ دیا سے
خدمت حوصت آئینہ پرست مین آیا بادشاہ نے پوچھا کہ آج دیر ہونے کا
کیا سبب ہے زرہا دشت لب نے بیان کیا کہ طبیعت شاہزادی کی کچھ ناساز
ہو گئی تھی میری طلبی ہوئی تھی تو وہین گیا ہوا تھا نسخہ لکھ آیا ہون یہ سُن کر
حوصت آئینہ پرست نہایت حیران و پریشان ہوا اور حکیم زرہا دشت لب
سے کہا کہ مین آمادہ سفر ہون اور دختر کی یہ حالت ہے نہ اُسے ساتھ رکھ سکتا ہون
اور نہ یہان چھوڑ سکتا ہون حکیم زرہا دشت لب نے کہا کہ آپ کچھ تردد و فکر نہ
فرمائیے ملکہ طوفان سبز پوش بہت جلد اچھی ہو جائینگی مگر اُن کو اپنے ہمراہ
لیتے چلیے یہان اُن کو چھوڑنا بہتر و مناسب نہین اس لیے کہ وہ آپ سے مانوس
زیادہ ہین ایسا نہ ہو کہ دل نازک پر اُن کے کچھ صدمہ پہونچے راہ مین تبدیل
آب و ہوا سے مرض جلد زائل ہو جائیگا اور صحت حاصل ہوگی ظاہر تو یہ تھا اور
باطناً مقصود اُس حکیم کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو اس حالت کی خبر اُس جوان کو
پہونچ جائے کہ جسکی تصویر پر ملکہ طوفان سبز پوش عاشق و شیفتہ ہے اور وہ
میدان خالی پاکر یہان آئے اور ملکہ کے اوپر قبضہ کرے اور لے جاوے
اگر ملکہ طوفان سبز پوش ساتھ رہیگی تو پھر اُس کی حفاظت آسان ہوگی الحاصل
حوصت آئینہ پرست حکیم زرہا دشت لب سے حال دختر کا سُن کر محل مین آیا اور
ماتھے پر ملکہ طوفان کے ہاتھ رکھا گرم پایا کہا اے فرزند اب میرا ارادہ
سفر کرنے کا ہے اور تمھاری طبیعت کی یہ حالت ہے میرا قصد تھا کہ تمھین اپنے
ساتھ لے چلون مگر اب میری راے نہین ایسا نہ ہو کہ زحمت سفر سے مرض مین
طول ہو لہذا تم اپنی مان کے پاس رہو ملکہ طوفان سبز پوش یہ سُن کر زار
زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگین اور کہا کہ مین نے کسی وقت آپ کی فرقت
گوارا نہین کی ہے اور ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ رہی ہون مین ضرور آپ کی ہمراہی
مین چلونگی اور اگر یہان مجھے چھوڑ دیجیگا تو بیشک مرض میرا طول کھینچیگا اور انجام
خراب ہوگا پھر شاید آپ آنے بھی نہ پائین گے کہ ہم اس جہان سے رخصت
ہو جائین گے یہ کلام سُن کر حوصت آئینہ پرست کا دل بھر آیا کہا اے فرزند ایسی
باتین نہ کرو مین تمھین اپنے ساتھ لیتا چلونگا یہ کہکر دو جادوگرنیون کو بلایا اور اُن سے
کہا کہ ہم آگے چلتے ہین تم تخت ملکہ کے واسطے تیار کرو اور اُسکو اُسکی
خادمون سمیت اور خدمتیون سمیت ساتھ لیکر لشکر کے پیچھے آؤ یہ
کہکر باہر آیا اور حکم کوچ دیا قارن کوہ پیکر پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا بعد
اس کے خود حوصت آئینہ پرست مع صلصال و حرمان آذر خوار و مبہوت
جادو وغیرہ لشکر گران ہمراہ لیکر جانب سمرقند روانہ ہوا اس کے بعد ملکہ
نے ہمارے تخت رفتار عیار اور دیگر کنیزون کو ہمراہ لیا اور جانب سمرقند روانہ ہوئی

اب ان سب کو راہ میں چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر ہوگا

چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان ہوتے ہیں

بزم سخن طوطئ خوش نوا اور بلبل زمزمہ سنج شکرستان راویان اخبار و حاکیان
خوش گفتار اس داستان ظفر نشان کو اس طرح معرض بیان میں لاتے
ہیں کہ جب وقت اسد غازی مع فوج جرار داخل سرحد زنگبار ہوئے
وہاں ایسا دو آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا سواروں کو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ
ان کو ان سے حالات زنگبار کے دریافت کریں سواروں نے گھوڑے
دوڑائے وہ بیچارے اور بھاگے لیکن کہاں بھاگ سکتے تھے سوار ان واحد میں
گھوڑے دوڑا کر سروں پر پہونچ گئے جب انھوں نے دیکھا کہ بھاگ نہیں
سکتے ان لوگوں سے بعجز کہا کہ اچھا اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے اہل و عیال
کو جاکر ایک نظر دیکھ آئیں پھر قتل کر ڈالنا سواروں نے کہا کہ ہم تمھیں قتل کرنے
نہیں آئے ہیں چلو ہمارے مالک نے تمھیں طلب کیا ہے وہ تم سے کچھ
حالات شہر زنگبار کے دریافت کریں گے اور تمھیں انعام دیں گے اب ان
لوگوں نے جو دیکھا کہ سوار مسلمان و صحیح ہیں کہا تمھارے مالک کا کیا نام ہے
انھوں نے بتلایا کہ اسد غازی ہیں سن کر وہ نہایت خوش ہوئے اور سواروں
کے ساتھ خدمت میں اسد دلاور کی حاضر ہوئے فرمایا کہ افسوس اب تم
لوگ ایسے منحرف ہو گئے کہ ہم بلاتے ہیں اور تم دور بھاگتے ہو ان
ستم رسیدوں نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے جو ہم آپ سے منحرف ہوں لیکن
سبب ہمارے بھاگنے کا یہ ہے کہ خونخوار ابن دجال کی طرف سے جو حاکم
ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جس زنگی کو پاؤ اسے قتل کر ڈالو ہم لوگ سب کے
سب بھاگ کر صحرا میں پناہ گزین ہوئے اکثر سوار اس کے یہاں آتے ہیں اور جس کو
پایا اسے قتل کر ڈالا وہ کافر یہ چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان باقی نہ رہے ہم
ان سواروں کو آپ کا فرستادہ نہ سمجھے تھے اسد غازی کو یہ سن کر
نہایت تعجب ہوا اور فرمایا کہ افسوس کیا کیا تباہیاں اہل اسلام پر پڑ گئی
ہیں خیر دیکھا جائے گا کچھ حال حاکم قلعے کا بیان کرو ان لوگوں نے عرض کی
کہ فرنجیل کرزنان ایک کبر ہے وہ ہی اس قلعے کا حکمران ہے اور قلعہ
نہایت آراستہ و پیراستہ ہے توپیں ہر وقت چڑھی رہتی ہیں نگہبان پہرا کرتے
ہیں عجب نہیں جو حضور کے تشریف لانے کی خبر اہل قلعہ کو ہو گئی ہو اور وہ
آگاہ ہو گئے ہوں یہ سن کر اسد غازی نے ان پریشان حالوں کو
کچھ روپئے اور کچھ اشرفیاں عنایت کیں اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور
اپنے اہل و عیال کی پرورش میں صرف کرو ہم قلعے پر جاتے ہیں جس وقت
قلعہ فتح ہو جائے تو پھر ہمارے پاس آنا ہم ہر ایک کی دادرسی کریں گے اور

جسکا مال و اسباب و جائداد جسقدر تلف ہوا ہوگا اُسسے اُسی قدر اور دینگے
وہ لوگ تو خوشی خوشی دعائین دیتے ہوئے روانہ ہوئے ادھر اسد دلاور
نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہئیے سب نے عرض کی کہ ہماری رائے آپ کی رائے
سے بہتر نہین ہے اسد غازی نے ضرغام شیر دل اور ادریس بن اندلس
سے فرمایا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ قلعے کی کیا حالت ہے اب اسد غازی تو تیاری
لشکر مین مصروف ہوئے اور یہ دونون عیار طرار جانب قلعۂ زنگبار روانہ ہوئے
راستے مین انھون نے ہیئت اپنی تبدیل کی اور فقیر بنکر چلے جس وقت قریب
قلعے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ اے فقیرو کسی اور مقام پر جاؤ
خبردار اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ عوض نفع کے نقصان جان کا
ہوگا اور نشانۂ تیر قضا ہوگے یہ کہتے ہی اُنھون نے تیر چلّۂ کمان مین پیوست
کرلیے یہ رنگ دیکھکر دونون عیار خوف جان سے آگے نہ بڑھے مجبور و ناچار
ہوکر وہان سے واپس آئے اور سارا ماجرا روبروے اسد غازی حرف
بحرف بیان کیا کہ اہل قلعہ آپ کی آمد سے باخبر ہوگئے ہین قلعہ آلات حرب
و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے پرندہ بھی نہین پر مار سکتا اور کسی کی کیا مجال ہے
کہ وہان تک جائے بڑے انتظام ہین ایسے کہ فقیر بھی نہین جانے پاتے ہر وقت
دروازہ قلعے کا بند رہتا ہے ہم دونون عیارون نے ہر چند بڑی کوشش
اور جانفشانی کی لیکن کسی طرح اندر قلعے کے نہ جا سکے وہ لوگ بہت ہوشیاری
سے قلعہ بند ہین یہان تک کہ ہوا سے بھی بدگمان ہین کہ مبادا اس مین بھی
جاسوسی شامل نہ ہو یہ سنکر اسد غازی نے سردارون کی طرف دیکھکر فرمایا
کہ کیا کرنا چاہئیے اس لیئے کہ قلعے کی تین طرف پانی ہے صرف ایک جانب
راستہ خشکی کا ہے اُسکی یہ حالت ہے کہ راستہ بہت تنگ ہے اور زد
قلعے کی مار کی ایسی ہے کہ کوئی شخص گولے سے بچ کر جا نہین سکتا سب نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہین اسد غازی اسی فکر و تردد
مین تھے کہ ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ اے شہریار میرے ذہن
مین ایک ترکیب ہے بشرطیکہ آپ بھی اُس ترکیب کو پسند فرمائین یہ سنکر
اسد غازی نے فرمایا کہ اُسے تو بیان کر ادریس نے عرض کی کہ مین
تاجر بنکر سفر دریا سے قلعے کی طرف جاؤن اور صندوقون مین بجائے مال
سردارون کو بند کر رکھا جائے اور ایک نامہ فرضی خود مختار کی طرف سے
قلعہ دار زنگبار کو لکھا جائے جس وقت نامہ خود مختار کے نام سے پہونچیگا
تو جو تحریر ہوگی اُسی پر عمل درآمد ہوگا اور ہم داخل قلعہ ہو جائینگے داخل
قلعہ ہوکر شب مین وقت پر صندوقون کو کھولینگے ادھر آپ لشکر لیئے تیار
رہیئے گا جس وقت سردار اندرون قلعہ جنگ شروع کر دین تو اُس وقت
آپ دھاوا کرکے آجائیے گا اور قلعے پر قبضہ کرکے کفار کو گھیر کر قتل

ڈالیگا اسد دلاور نے رائے ادریس کی پسند کی اور سردار صندوقون مین بند کرنے
کے واسطے منتخب ہوئے کہ شاسپارہ وبنل ایک طلحہ بن عنظلہ دو معروف
بن اسد تین غضنفر بن اسد چار یہ چار سردار تو صندوقون مین بند ہوئے اور
بارہ پندرہ قزاق سوداگر کے ملازم بنے اور ادریس بن اندلس
سوداگر بنا اب صندوق جہاز پر لادے گئے اور ادریس بن اندلس
قزاقون کو لے کر سوار ہوا چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ جس وقت
قلعہ مین شور و غوغا بلند ہو فوراً آپ وہا و اگر دیر کیجیگا ہم لوگ یون کو بند کر دینگے
یہ کہکر روانہ ہوا پہلے جہازون کو دور لے گیا اور راہ ہند و ہندوستان کی سیدھی
دیکھکر اب قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دوربینین لگا کر دیکھا معلوم ہوا
کہ جہاز اسطرف چلا آتا ہے بس فوراً جتنے تیرانداز تھے سب
لیس ہوگئے کہ مبادا کوئی دشمن لٹیرا راہ بھول کر ادھر آتا ہو جسوقت
یہ جہاز تیر کی زد پر آگیا ادریس بن اندلس نے چادر ہلائی تیرانداز
رکے کہ شاید کوئی تاجر ہے دشمن نہین ہے اور اجازت آنے کی دی
جسوقت یہ جہاز قریب قلعہ پہونچکر لنگر انداز ہوا اہل قلعہ نے پوچھا کہ
تم کہان سے آتے ہو جواب دیا کہ ہم ہندوستان کے تاجر ہین اور ایک
نامہ خونخوار بن دجال کا حاکم قلعہ کے نام لائے ہین اہل قلعہ نے
جواب دیا کہ بالفعل یہان زمانہ پرآشوب ہو رہا ہے حریف مقابلہ پر آچکا ہے
قلعہ کے اندر کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے انھون نے جواب دیا
کہ یہ نامہ خونخوار بن دجال کا بھیجا ہوا ہے اپنے مالک کو دکھلا دو وہ جو کہے
اوسپر عمل کرو اور بغیر جواب نامہ لیے ہم نہ جائینگے اسواسطے
کہ خونخوار بن دجال کو یہ شبہ گذریگا کہ تم لوگ [illegible] اس نامہ کے
بہانہ کیا اور قلعہ تک نہین گیا اور ان لوگون نے [illegible] مشورت کی اور
کہا کہ یہ سچ کہتا ہے نہین معلوم کیا ہو [illegible] کوئی ضروری بات ہو تو
اوسکا الزام ہمارے سر آئیگا [illegible] فریبل
گرزن جیسا مناسب جانے گا [illegible] سوداگر کے
ہاتھ سے لیا اور خدمت مین فریبل گرزن کے آئے اور سارا ماجرا
سوداگر کے آنے کا بیان کیا فریبل نے لفافہ کو چاک کرکے نامہ
نکالا اور پڑھا۔ لکھا تھا کہ اے فریبل گرزن خدا [illegible] کی مدد سے
ہم نے ہندوستان کو بھی فتح کیا اور اب ہم ایران کیطرف جاتے ہین یہان
جو بیش بہا اور نادر چیزین دستیاب ہوئین وہ ان چارون صندوقون
مین بند کرکے بدست [illegible] تمہارے پاس بھیجے
جاتے ہین تمہین لازم ہے کہ ان صندوقون کو اپنے قبضہ مین
رکھو اور سوداگر کی مہمانی کرنا کہ یہ لائق مہمانی ہے اور جو کچھ

طلحہ بن غضنفر نے قتل شروع کیا ایک طرف اسد ثانی شجاعت اسد دلاور کا نمونہ
دکھا رہا تھا ایک جانب خود اسد دلاور مانند شیر غضبناک کے حملہ آور تھا ایک سمت
غضنفر بن اسد لڑتا ہوا چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین غضنفر کا اور فرزیل گرز
زن کا سامنا ہوا فرزیل گرز زن نے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا
خالی دیکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کمر پر پڑا فرزیل کے دو ٹکڑے ہو گئے
لشکر بے سردار بددل ہو کر بھاگنے کو تھا کہ راہ مسدود پائی ہر طرف خدا
پرستون کو راہ روکے ہوئے دیکھا غرضکہ دوپہر کی جنگ مین اسد غازی کے
لشکر نے تمام کفار کو تہ تیغ کیا جسوقت جنگ سے فراغت پائی تو شمار لاشون
کا ہوا معلوم ہوا کہ پانچسو آدمی اسد غازی کے شہید ہوئے اور بیس ہزار
آدمی کفار کے مارے گئے اپنا لاشین علیحدہ کر کے مسلمانون کو دفن کیا
اور کفار کو دریا برد کر دیا کہ نہنگ وغیرہ کے پیٹ بھرے بعد اس کے
رعایا کو طلب کر کے آبادی شہر کا حکم دیا اور جسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا تھا
وہ رعایا پر حسب حیثیت تقسیم کر دیا بعد اسکے خیمہ برپا ہو گئے دوسرے روز
اسد غازی نے اونھین لوگون مین سے ایک شخص کو انتخاب کیا
کہ خاندان شاہی سے سلسلہ قرابت رکھتا تھا نام اوسکا طوفان زنگباری تھا
اسے حاکم قلعہ کیا اور فرمایا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کئے جائین
کیونکہ اب ہندوستان جائینگے دیکھین وہان کی کیا حالت ہے حسب الحکم
کشتیان تیار کی جانے لگین اور جسقدر جہاز ممکن ہوئے وہ فراہم کر لیے گئے جبتک
یہ سامان بہم کیا جائے ان لوگون کو مجبورا اس مقام پر قیام کرنا پڑا ایک روز
اشرف بن اسد نے غضنفر دلاور سے پوچھا کہ کیون بھائی تمہارے پاس
مرکب بادخور اور انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ سحر کش تھا جسے تیغہ زرین
شگاف بھی کہتے ہین یہ چیزین کیا ہوئین غضنفر نے کہا کہ بھائی یہ چیزین
ساحر مشفش نے بنائی تھین جو خدا اور ساحران عالم کہلاتا تھا
جب وہ ساحر جہنم واصل ہوا تو بہت زمانے تک اون چیزون نے
کام دیا بعد اوس کے رفتہ رفتہ اوسکی تاثیر باطل ہونے لگی گھوڑے
کی رفتار مین کمی ہونے لگی اور تیغہ کی کاٹ مین کمی پائی انگشتری
کی تڑپ کم ہوتے ہوتے بالکل تاثیرین باطل ہوئین آخرکار مین دارا جد
کی خدمت مین چلا آیا [illegible] اسد نے [illegible]
کیا اور کہا کہ ایسی چیزون کے [illegible] ہونے سے بڑے بڑے کامون
مین خلل واقع ہوگیا اگر [illegible] ہوتین تو آجکل کسقدر
کام دیتین القصہ [illegible]
[illegible] وقت [illegible] آرام سے [illegible] کہ [illegible]
اسد ثانی کی [illegible] باغ [illegible]

نظر ہے کہ گلہائے بوقلمون شگفتہ ہین میوے گونا گون لگے ہوئے ہین نہر جاری
ہے جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہین گویا بزبان بے زبانی صفت و
ثنا باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین سامنے ایک قصر فلک رفعت ہے
کہ سراپا فیروزہ نگار ہے اندر قصر کے نازنینون کا ہجوم ہے صحبت رقص و سرود
آراستہ ہے جام بادہ ناب کو گردش ہے اور ایک نازنین ماہ جبین
دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے تن نازک
پر زیور سنوارے بیٹھے ہوئے ہین مسند بھی فیروزہ نگار ہے اور تمام
زیور بھی فیروزے جڑے ہوئے ہین لباس اوس آفت ہوش کا سبز
ہے لیکن نگاہین اوسکی بتا رہی ہین کہ یہ کسی کے انتظار مین بیٹھی ہے نگاہ
اسد ثانی کی جو اوس ماہ جبین پر پڑی دل نے داغ محبت کھایا
عشق نے رنگ اپنا جمایا ہزار جان سے والہ و شیدا ہوگیا اور
بیخودی کے جوش مین اوس نازنین کیطرف چلا نظر اوس نازک اندام
کی جو چہرہ اسد ثانی پر پڑی بیساختہ کھڑی ہو گئی چہرہ پر بحالی آگئی
پکاری کہ اے شہریار عالیوقار بہت مشتاق دیدار تڑپ رہی تھی لیکن
یہ امید نہ تھی کہ آپکا دیدار فیض آثار میسر ہوگا مگر الحمد للہ کہ آپ کے فیض
جمال نے اس سیہ خانہ دل کو روشن و منور کیا ہے ۵

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

یہ کہتی ہوئی وہ نازنین اوسطرف سے چلی ادھر اسد ثانی اس طرف سے بڑھے
قدم بھر کی جھجک رہ گئی تھی خرمن جان پر بجلی گرائی تھی یکایک صراحی مین پانچا
اوچھا وہ اوچھک گری اسد ثانی سنبھالنے دوڑے اسی عالم مین
آنکھ کھل گئی اب دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ ملکہ نہ اوسکے مصاحبین
اپنے بستر خواب پر لیٹا ہوا ہون اسد ثانی نے پھر آنکھین بند کین مگر اب
وہ سمان کہان ایک جلوہ برق تھا کہ چمک کر نگاہون سے پنہان ہوگیا
گھبرا کر پھر آنکھین کھولدین اہو اسد ثانی کی بری حالت ہوئی
تڑپنے لگے آہین کھینچنے لگے یہ شعر زبان پر جاری ہوا ہے ۵

یہ نقش ہوسکے کیسے سبب تحفۂ قتل	ادھر آیا بھی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

القصہ تمام رات اسیطرح تڑپ تڑپ کر گذاری صبح کو جو اوٹھے ہین تو تپ کی
شدت سر مین درد اسد غازی نے جو یہ حالت اپنے فرزند دلبند کی
دیکھی نہایت پریشان ہوئے فرمایا کہ اے فرزند مین اپنا سفر نہین ملتوی کرسکتا
اس لئے کہ جسقدر میرے جانے مین عرصہ ہوگا اوسیقدر بندگان خدا زیادہ قتل
ہونگے نہین معلوم وہ ملعون خونخوار ابن دجال کیا کیا بدعتین کر رہا ہوگا
تمھین حافظ حقیقی کے حوالہ کیا اور اب مین ہندوستان جاتا ہون
جسوقت تمھین صحت ہو جائے تو میرے پاس چلے آنا مین عقب ہو خونخوار

بن دجال میں جاتا ہوں یہ فرماکر بازو پر دعا تے صحت پڑھی اور خود معہ لشکر جرار دون اور کشتیوں پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوئے یہاں اسد ثانی کے جنون عشق نے ترقی کرنا شروع کی اور حالت انکی دن بدن زیادہ خراب ہونے لگی ہر وقت تصویر خیالی اوس یار جانی اور محبوب با وفا دالی کی پیش نگاہ تھی اور نعرے آہ کے مارا کرتے تھے غزل

یاری تجھ سے کیا کی پیدا اپنے یارا نہ چھوٹا
احباب چھٹے اغیار چھٹے پھر اپنا بیگانہ چھوٹا

ہم نوش جدائی جیسے ہوئی غم کہ دیا کی [illegible] خون [illegible]
کھانا کیسا پینا کیسا - باقی چھوٹا دانہ چھوٹا

مشرب نہ ہمارا رندی تھا - نہ ہمیں بادہ پرستی تھا
[illegible] کہ چھٹا اک متوالا - اوسدن سے پیمانہ چھوٹا

کس مست سے ساقی آنکھ لڑی - پی [illegible] کیفیت یہ ہوئی
اسوقت ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی - [illegible] سے پیالہ چھوٹا

کل ہوتی سمجھ ہم کچھ حال دلی - اونچیری تھی محبت طاری
اوس لطف میں یاد نہیں یہ بھی کیسا سبھی وہ فسانہ چھوٹا

بھری جو تیری الفت کی بڑھی - پہونچا اثر اسکا سبھا بھی
وہ قیدیوں اوسنے توڑی وہ تیر ادلیوا نہ چھوٹا

اک جلوہ قیامت تھا تیرا - یہاں ایسا کا دین اسکا لیا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا - ہندو سے بتخانہ چھوٹا

تھا سوز جدائی تو جینا - تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
کیوں آگ میں اپنی جل نہ مرا جب شمع سے پروانہ چھوٹا

اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا - الفت میں تو گول آ بہرا
اک پتھا سے بڑھ یار ہوا ایسا جسو کا یارا نہ چھوٹا

اب اسد ثانی کو تو اس حال پر ملال میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے حال اسد غازی کے بیان ہوتا ہے کہ یہ اپنے فرزند دلبند کو مبتلا ئے تب ہجر ان چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوئے ہیں اسطرف تو یہ پراہ دریا کو جلدی جلدی طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور وہاں شہیر شتر سوار جو خونخوار بن دجال کیطرف سے اک قلعہ ہندوستان ہوا ہے اوسنے یہ انتظام کیا کہ کنارہ دریا پر نگہبان مقرر کئے کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ اسد دلاور اسطرف ضرور آئیگا جسوقت کشتیاں اور جہاز قریب ہندوستان پہونچے یہ خبر شہیر شتر سوار کو ہوئی اس نے بلبل غوطہ خور کو طلب کیا کہ اس ملعون کو بہت بڑی مشق پیرنے کی ہے جسوقت یہ حاضر ہوا اوسے حکم دیا کہ اپنے سات سو شاگردوں کو ہمراہ لیکر جاؤ اور سرداران لشکر کو گرفتار کرلاؤ کہ وہ سب کشتیوں میں سوار چلے آتے ہیں یہ سنکر بلبل غوطہ خور نے سات سو غوطہ خوروں کو ہمراہ لیا اور جانب دریا روانہ ہوا بعد اس کے شہیر شتر سوار بھی پندرہ ہزار سوار ساتھ لے کر چلا اور کنارہ دریا پر صفیں باندھیں اور غوطہ خور لنگوٹ باندھ باندھ کر دریا میں کود پڑے قضا ئے کار اتفاقات روزگار آگے آگے کشتی کہ شاسب رود نیلی کی چلی آتی تھی اور یہ لوگ غوطہ خوروں کیطرف سے بالکل غافل تھے کیونکہ خیال انکا اسطرف تھا کہ کنارہ دریا پر فوج جمع ہے اور ناوک انداز تیر چھوڑ رہے ہیں مبادا زد پر پہونچ جائیں اور باڑھ تیروں کی چلی ان لوگوں نے سپریں سنبھالیں اور کھینچ لیں کہ جسوقت تیر چلیں گے تو اونکو کاٹیں گے اور روکیں گے غوطہ خوروں نے آکر کشتی کا پیندا توڑا اور کشتی میں پانی بھرنے لگا یہ دیکھتے ہی گرشاسب

رود بیلی گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا اچانک یہ کوئی فکر کرے اوسوقت تک کشتی چکر مار کر غرق
ہوگئی اور گرشاسب اپنے ہمراہیوں مصاحبوں سمیت غرق ہوا غوطہ خور تو گھات مین
لگے ہوئے تھے اونھون نے کمندین مار مار کر انکو باندھا اور لے کر خدمت مین
لشہم شتر سوار کے روانہ ہوئے سو آدمی تو انکو لیکر لشہم شتر سوار کے
پاس آئے لشہم شتر سوار نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ بھجوا دیا اور
یہ لوگ پھر پلٹے اور دریا مین کود پڑے اودھر بابیل غوطہ خور طلحہ بن عنظلہ کی کشتی کے
پاس پہونچا جسوقت سے کشتی گرشاسب رودبیلی کی غرق ہوئی تھی طلحہ بن عنظلہ
نہایت پریشان تھا کہ یہ کیا غضب ہوا افسوس کہ کس بیکسی سے گرشاسب نے
جان دی اگر تلوار کی لڑائی ہوتی دشمن سے سامنا ہوتا مقابلہ کرتے جان لڑاتے دوچار
کو مارتے خود بھی مرتے تو افسوس نہ تھا مگر جو منظور الٰہی چارہ کیا ہے س

درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا | دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

یہ اسی رنج و درد مین تھا اور کہہ رہا تھا پروردگار عالم سے بہت کہ بابیل غوطہ
خور نے اسکی کشتی کا پیندا بھی کاٹا اور یہ کشتی چکر مارنے لگی اور غرق ہوگئی اور
غرق ہوتے ہوتے طلحہ بن عنظلہ نے اسد دلاور کو آواز دی کہ اے شہریار خدا حافظ
ہمارا بھی تو یہی طالع ہوگئی اب آپکو حوالہ پروردگار عالم کیا یہ کہتے ہوئے یہ بھی غرق
دریا ہوئے اور غوطہ خورون نے انکو بھی باندھا اور لے کر خدمت
لشہم شتر سوار مین روانہ ہوئے لشہم شتر سوار نے مرحبا کہی اور کہا کہ
جس وقت گرشاسب کو گرفتار کر لائے تو بہت کچھ انعام دونگا کہ ایسا کسی نے غوطہ
خورون کو نہ دیا ہوگا اور طلحہ بن عنظلہ کو بھی انکے ہمراہیون سمیت گرفتار
کرکے زندانخانہ مین بھجوا دیا لیکن اسد غازی نے جو یہ بعد کہ دیکھا
کہا کہ ہم سمجھ گئے آج وہی مصیبت ہمارے لشکر پر آئی ہے جو نانا صاحب پر
جزیرہ نار و نہار مین پڑی تھی اوس مین دادا صاحب یعنی خواجہ
عمرو سے اور امیر حمزہ صاحبقران سے ملال تھا تو خواجہ عمرو
بھاگ کر جزیرہ نار و نہار مین آئے تھے مالک وہان کا لکنت بن لکنات
زنگی تھا خواجہ عمرو لکنت بن لکنات زنگی کی صورت بنکر دریا مین کود
پڑے اور تمام لشکر کو بچا لیا میرے خیال مین یہان بھی غوطہ خور آئے ہین
اور پیندا کشتی کا کاٹ کر سوارون کو گرفتار کر لیجاتے ہین مین ہمیشہ سفر دریا مین
ہوشیار رہتا ہون اور اوسی دن سے اسکا انتظام کر لیا ہے یہ فرما کر مقبول
بن مقبل سے کہا کہ اپنی کشتی قریب لاؤ جسوقت کشتی مقبول بن مقبل
کی قریب آئی فرمایا تمہارے ساتھ کشتی پر کسقدر آدمی ہین عرض کیا
پانسو فرمایا کہ ان سب کو کہو ہتھیار لو اور لنگوٹ باندھکر دریا مین کودو اور ان غوطہ
خورون کا پتہ و نشان لگاؤ مقبول بن مقبل نے یہ سنتے ہی جلدی سے کپڑے
اوتارے لنگوٹ باندھا سب نے ہتھیار لگائے اور جھم جھم کرکے دریا مین

نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو سامان جنگ مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اول حال خونخوارین خبال کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ اس نے کئی منزلین طے کین قریب شہر گیلان کے پہونچا خیمہ برپا کیا ساتھہ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی مدعی سلطنت آجائے کیونکہ ہندوستان مشہور اور زرخیز ملک ہے ہر ایک اس ملک کی ہوس رکھتا ہے اور فوج لشکر کے پاس کافی نہین ہے لیکن اس نے ایک سردار کو چالیس ہزار سوار ہمراہ کرکے ہمراہ کئے مرد اشہر شہر سوار روانہ کیا کہ تم جاکر عہدہ سپہ سالاری اختیار کرو اور ملک کی حفاظت کرو اور اس ہدایت کو خوب یاد رکھو اور لشکر شہر سوار سے یہ بھی کہدیا کہ اگر کسی خدا پرست پر کبھی قابو پاجانا تو اسیر نہ رکھنا بلکہ فوراً قتل کرڈالنا یہ لشکر مخلوق قومی بازو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوا یہان دلاوران مجتمع تھے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے بہادران اسلام نے مانند شیرون کے انگڑائیان لین اور بستروں سے اوٹھ اوٹھ کر وضو کرکے نماز صبح کو ادا کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوارنے لگے لیکن اسد غازی کی نگاہون مین بہار صبح خزان سے بدتر معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہندوستان کی تباہی دیکھ دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھر آتے تھے قطرات شبنم دیکھکر اشک برسا رہے تھے گلون کے گریبان چاک پر لباس ماتمی کا شبہ ہوتا تھا سنبل بال پریشان کئے تھا کہ اب اس ملک مین وہ سواد نرگس چشم حسیران اون تصویرون کو دیکھتے تھے جو ہر وقت پیش نظر رہتی تھین مگر اب نظرون سے پنہان ہوگئین۔ ؎

سب کہان کچھ لالہ وگل مین نمایان ہوگئین	خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہوگئین

اسی حالت رنج و افسوس مین آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے بہ تن انتقام متوجہ ہوکر سامنے قلعہ کے آئے اور رہوار باگ کا لیا ساتھہ ہی سب قزاقون نے گھوڑے ڈالے اہل قلعہ نے دوربینون سے دیکھا اور شست باندھ کر گولی مار تا ست وع کیئے تمام میدان دھوان دھار ہوگیا اور اسد غازی گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ سامنے سے آیا اوسے گرز سے رد کیا جو دہنے جانب آیا بائین رکاب پر آکر اوسے خالی دیا بائین طرف آیا تو دہنے جانب آکر خالی دیا اسی صورت سے رد کرتے چلے جاتے ہین قزاقون کی بھی یہہ حالت ہے کہ ساتھہ ہی ساتھہ لپٹے چلے آتے ہین اور قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہورہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے اور اولے

برس رہے ہین اسمین سوار گرتے ہین لیکن کوئی پلٹ کر بھی نہین دیکھتا جانین ہتھیلی پر لیئے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ یہ سب خندق پر جا پہونچے اسباہل قلعہ نے دیکھا کہ ڈیڑہ سو قزاق مارے گئے باقی سب زیر قلعہ پہونچ گئے اور اسد دلاور نے چاہا تک قلعہ کا توڑنا چاہا لب خندق کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ ہمگرد بر آسمان رسیدہ و پاے گردون درین پیچیدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیر آسمان ایک گنبد خاکی نمودار ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے تھوڑی دیر کے واسطے اسد دلاور نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ یکایک ہوا نے بار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد تنگا فتہ ہوا اور دل گرد سے ایک گیسہ تا ہنجار چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا ہر کارے بر اسکے خبر روانہ ہوگئے تھے کہ اہل قلعہ نے نشان اپنا پہچان کر طبل شادیانی بجایا اودھر ہرکارون نے اسد غازی کو اطلاع دی کہ مسبوق قوی بازو خونخوار بن دجال کیجانب سے بر اسے انتظام قلعہ و مدد اہل قلعہ آیا ہے اودھر مسبوق قوی بازو کو معلوم ہوا کہ اسد دلاور قلعہ پر قبضہ کیا چاہتا ہے بس مسبوق قوی بازو گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے خبردار ہوجا کہ مین آپہونچا منم مسبوق قوی بازو اسد نے فرمایا کہ تو بھی آ شیرون کو شکار سے بحث ہے جا ہے آہو ہو چاہے فیل لاضرب بہادری کی یہ فرما کر باگ گھوڑے کی پھیر کر سامنے مسبوق قوی بازو کے آئے مسبوق قوی بازو نے کہا کہ تو تو شہسوار کو اپنے دل مین تنہا سمجھا تھا یہ خبر نہ تھی کہ مددگار اوسکا آتا ہے اسد غازی نے فرمایا کہ تو اکیلا آیا ہے تو کیا کرے گا وہ حرامزادہ قرمساق یعنے خونخوار بن دجال ملعون کہان ہے مجکو تو اوسکی تلاش ہے کہ وہ ملے تو جھگڑا پاک ہو کیونکہ اوسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے تاخت و تاراج کر ڈالے ہین جبتک اوس ملعون کو نہ مارونگا قرار نہ آئیگا یہ سنکر مسبوق قوی بازو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او خدا پرست زبان دراز تو میرے سامنے میرے مالک کو برا کہتا ہے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر اسنے نیزہ اسد غازی سے حوالے کیا اسد غازی نے ترچھے ہوکر نیزہ اسکا خالی دیا اور پہلو پر آکر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ ہاتھ مسبوق قوی بازو کا قلم ہوا نیزہ چھر سمیت زمین پر گرا مسبوق قوی بازو نے بائین ہاتھ سے تلوار ماری اسد نے یہ بھی وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ مارا یہ بازو بھی اسکا قلم ہوا فرمایا کہ اب کیا کہتا ہے اب تو مسبوق بے دست ہوکر پریشان ہوا کہ کیونکر بھاگ جاؤن گھوڑے کو اسنے تازیانہ مارا اور مرکب اسکو لیکر خندق کی طرف بھاگا اسد دلاور نے گھوڑا دوڑا کر ایک تازیانہ اور رسید کیا

گھوڑا اچھلا کر معہ سوار خندق میں جا پڑا اور اب وہ مرکب دونوں جل کر مر گئے لیکن فوج نے اسکی جو یہ معہ دیکھا تلواریں کھینچ کھینچ کر اسد غازی پر چلے اسد نے بھی تلوار کھینچی فزاق اسد دلاور کے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ قتال وجدال برپا ہوا ہر طرف سوار تلوار دوں کی چپاٹ اور ڈھالوں کی تیری کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں آوازیں بگیر و بزن کی بلند تھیں اسی دار و گیر کے عالم میں فزاقوں نے چار جانب سے ان چالیس ہزار سواروں کو گھیر لیا اور آواز دی کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو تلواریں رکھ دو فوج نے دیکھا کہ اب مفر مشکل ہے چاروں جانب سے گھر گئے بھاگ بھی نہیں سکتے اب بغیر اسکے چارا نہیں ہے کہ ہتھیار رکھ دیں سب نے ہتھیار رکھ دیئے اسد غازی نے حکم دیا کہ باندھ لو مشکیں انکی دلاوروں نے انکی مشکیں کس لیں اسد غازی نے ان لوگوں پر پہرہ دو ہزار فزاقوں کا قائم کیا اور آپ خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا قلعہ پر سے پھر گولہ باری ہونے لگی میدان جنگ تیرہ و تار ہو گیا ہر طرف سواے دھوئیں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اہل قلعہ نے ایسی گولہ باری کی تھی کہ انکو یقین تھا کہ حریف مارا گیا اور اب ہم تک نہ پہونچ سکیگا۔ لیکن جس وقت بعد چند ساعت کے ہوا نے دھوئیں کو منتشر کیا اور میدان جنگ مثل آئینہ کے نظر آیا اسد غازی کو دیکھا کہ بر لب خندق کھڑا نظر کر رہا ہے انتو اہل قلعہ نہایت پریشان ہوتے لیکن نشتر سوار ایک ہی مکار ہے اس نے کہا لاؤ قیدیوں کو اوسی وقت داروغہ زندانخانہ قید گرشاسپ رودیلی اور طلحہ بن عنظلہ کو لایا نشتر سوار نے ان لوگوں کو سامنے اسد غازی کے زیر تیغ بٹھایا اور اسد غازی کو آواز دی کہ بس بہتر اسی میں ہے کہ پلٹ جاؤ ورنہ اگر تم آگے بڑھے تو ہم ان ہمراہیوں کو تمہارے ابھی قتل کر ڈالینگے یہ معہ دیکھکر اسد غازی نہایت پریشان ہوئے اور غضنفر سے کہا کہ اب کیا فکر کیجائے غضنفر نے کہا کہ سوا پلٹ چلنے کے کوئی چارہ نہیں اس لئے کہ دیدہ و دانستہ تو اپنے سرداروں کو قتل نہیں کرایا جائیگا لیکن طلحہ بن عنظلہ نے جو دیکھا کہ اسد غازی رک گئے اس نے آواز دی کہ اے اسد دلاور آپ کچھ خیال نہ فرمائیے اگر ہم قتل ہو جائینگے تو مرتبہ شہادت پائینگے آپ اپنے ارادہ کو ملتوی نہ کیجئے ورنہ یہ کفار ہم کو زیر تیغ بٹھا کر آپ کو پھیر دیا کرینگے ہم ایسے غلام آپ کو بہت ملجائینگے اپنی محنت رائگان نہ فرمائیے بہتر یہی ہے کہ جو ہونا ہو وہ آج ہی ہو جائے اسد دلاور نے فرمایا کہ اے بہادر شاباش وہ جیسا جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں مگر میں روز اسی طرح پلٹ جاؤنگا اور آگے نہ بڑھونگا جبتک ہم لوگوں کو نجات ان کافروں سے نہ ہوگی

طلحہ بن عنظلہ نے کہا آپ کو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ پلٹنے کا قصد نہ فرمائیگا
اسد غازی نے فرمایا کہ اے طلحہ بن عنظلہ مجھے قسمیں دیدیکر
مجبور نہ کرو میں کفارہ بھی دیدونگا مگر اب آگے نہ بڑھونگا یہ کونسا انصاف
ہے کہ میں تمہیں قتل کرادوں طلحہ بن عنظلہ نے کہا کہ اگر آپ نے قدم
پیچھے ہٹایا تو میں اپنے کو قلعہ سے نیچے گرادونگا اب اسد غازی نہایت
پریشان ہوا اودھر نگہبان نے خود دیکھا کہ یہ اپنے کو قلعہ سے گرادینے پر
آمادہ ہے جھنجھلا کر تلوار ماری کہ ایسا جان سے عاجز ہے تو لے ہم تجھے
قتل ہی نہ کر ڈالیں تو اپنی جان آپ کیوں دے خدا کی قدرت کہ کیا ت
طلحہ بن عنظلہ کی طولانی تھی تلوار کی چاپ دیکھتے ہی طلحہ بن
عنظلہ نے ہاتھ بلند کردیئے تلوار ہتکڑی پر پڑی اور کاٹ کر ہتکڑی کو دو ٹکڑے
ہاتھوں کے درمیان سے نکل گئی طلحہ بن عنظلہ کے ہاتھ کھل گئے
بس اسنے اور رقیب کو بھی مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا اور تلوار
نگہبان کی چھین کر ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر
وہ جلاد جو گرشاسپ رودیلی کیطرف کھڑا تھا جھپٹا اور طلحہ
بن عنظلہ پر تلوار ماری طلحہ بن عنظلہ نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اسکے
بھی دو ٹکڑے ہوگئے اودھر گرشاسپ رودیلی نے مہلت پائی اسنے
بھی اپنی ہتکڑی بیڑی کو پکڑ کر امن آرزو میں آکر جیسے رخ خار اقسد کو
مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھکر اہل قلعہ لوٹ پڑے
اور ان دونوں نے لڑنا شروع کیا اودھر اسد غازی نے
ہرکیسا کو اشارہ کیا مرکب سرپٹ کر چوا اڑتا ہے خندق کو پھاند گیا جب اور دن
پہلیاں اس نے قلعہ کے پھاٹک پاس پہونچکر چھاڑ بن اسد
سے گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا اڑا کر گرا اسد غازی نے
اسی پھاٹک کے تختوں کو خندق پر بچھا کر پل بنادیا اور آپ داخل قلعہ
ہوا فوج اوس پل پر آنے لگی یہانتک کہ ساری فوج اسد غازی
کی داخل ہوئی اور ہر دروازے پر پہرے قایم کئے کہ کوئی کافر
بچکر نہ جانے پائے اور چاروں طرف سے لشکر اسلام نے
تلوار برسانا شروع کردی دریائے خون بہادیا عین گرمی جنگ میں
گرشاسپ رودیلی کا اور شہشیر سوار کا سامنا ہوا شہشیر سوار
نے تلوار ماری گرشاسپ رودیلی نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا اور
دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قاش زین سے اوٹھا لیا یہ
جنگ فصیل قلعہ پر واقع ہوئی تھی شہشیر سوار کو گرشاسپ
رودیلی نے فصیل قلعہ سے خندق میں پھینک دیا کہ اول تو بیچارہ اس بلندی کے
پور ہوگئے اور بعد اوسکے جلکر خاک ہوگیا یہانتک کہ پھر کبھی کی جنگ میں

اسد غازی نے تمام کافرون کو واصل جہنم کیا اور لاشین ان سبکی خندق مین پھنکوا دین کہ یہہ
سب کے سب جلکر خاک ہوگئے اب اسد غازی نے دو تین دن رہکر ڈھنڈھورا پٹوا دیا
جو لوگ بھاگ گئے ہین وہ اپنے اپنے مکانون مین آنکر آباد ہون وہ کہ تمام رعایا جو تباہ
ہوگئی تھی اور شہر کو چھوڑ کر جنگلون کو نکل گئے تھے کہ اگر جان بچیگی تو صحرا
مین بھی بسر ہو جائیگی اونسنے جسوقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسد غازی
نے قلعہ کو فتح کیا اور کفار کو مارا لوگ خوشی خوشی داخل
شہر ہوئے اور اپنے اپنے اوجڑے مکانون کو پھر سے آباد کیا
اب اسد غازی نے بہت تلاش کرکے کہ خاندان لندھور مین
کوئی بھی زندہ ہے یا نہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف ایک
شخص ہے کہ نام اوسکا کلیم ہندی ہے اسد غازی نے
کلیم ہندی کو تخت پر بٹھلایا اور یہان کا بادشاہ کیا بتخانون کو
منہدم کرایا کہ ان کافرون نے یہان آتے ہی مسجدون کو خراب
کیا تھا اور بہت سے بتخانے بنائے تھے کہ پھر خبردار جانب انکین
آتے تھے بعد اسکے مسحوق کی فوج کو طلب کیا یہ سب مسلسل
و مطوق حاضر ہوئے اسد غازی نے ایک دیوار قلعہ کے سامنے
تیار کرائی اور اوسمین ان سب کو چنوا دیا بعد اوسکے گولہ اندازون کو
حکم دیا کہ بارڑ مین توپون کی مار کر ان دیوارون کو منہدم کرو ابھی تک
بعض کافر زندہ تھے جسوقت گولے پڑنا شروع ہوئے تو یہ
سب بیتہر سے ہو کر اوڑ گئے اور دیوار مسمار ہوگئی جب یہان
کے کامون سے فرصت ہوئی تو اسد غازی نے پوچھا کہ اب
وہ ملعون یعنی خونخوار بن دجال کہان گیا ہے تو کون نے عرض کی
کہ جانب گیلان گیا ہے اسد غازی نے معروف و غضنفر
سے کہا کہ جلد کوچ کی تیاری کرو ایسا نہو کہ وہ گیلان کو بھی خراب کرے
اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کرے غضنفر و معروف نے
تیاری لشکر کا حکم جاری کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کرکے جانب
گیلان روانہ ہوئے اب انکو تو پھر وہی گیلان مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب خونخوار بن دجال مسحوق قوی بازو
کو جانب ہندوستان روانہ کرچکا تو اسنے بارگاہ برپا کی لشکر اسکا
از حد تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا ہر طرف خیمہ ہائے سیاہ و رنگا [illegible]

غائب ہو گئے بازار شہر کے کھل گئے بارگاہیں برپا ہوئیں غونخوار بن دجال
داخل بارگاہ ہوا ور تخت شاہی پر متمکن ہوا سرداران گرد و پیش آکر جمع ہوئے
غونخوار بن دجال نے دبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوا کہا کہ ایک نامہ ہمارے
جانب سے شاہان گیلان کو لکھو مضمون اوسکا یہ ہو کہ اے شاہ گیلان
آگاہ ہو کہ میں وہ شخص ہوں جس نے صدہا ملک خدا پرستوں کے تاراج
کر دیئے عورت مرد بچہ بوڑھا کسی کو زندہ نہیں چھوڑا اب میں تمہارے
ملک پر آیا ہوں تمکو لازم ہے کہ دین خدا پرستی ترک کرو اور مذہب
آئینہ پرستی اختیار کرو اور ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تو ملک تمہارا
واپس دیا جائیگا ورنہ قسم ہے خداوند آئینہ کی کہ ایک دن میں یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ کوئی مسلمان کبھی اس مقام پر تھا بھی یا نہیں دبیر نے
نامہ تیار کیا غونخوار بن دجال نے نامہ عفریت زحل پیشانی
کو دیا اور کہا کہ جاؤ اور جواب اسکا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی
سے لاؤ یہ سنکر عفریت زحل پیشانی نے نامہ غونخوار بن
دجال کا لیکر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ
گیلان روانہ ہوا وہاں حاکمان قلعہ کو خبر وحشت اثر آمد غونخوار بن دجال
کی پہونچی ان دونوں بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے
یہی رائے قرار پائی کہ ہم اوسکا کیا کر سکتے ہیں اس لیئے کہ اوسکے ہمراہ
فوج فراوان ہے اور سرداران زبردست ہیں لہذا قلعہ بند ہونا چاہیئے
ان لوگوں نے اوسیوقت سے تیاری قلعہ کا حکم جاری کیا خندق کو پانی
سے بھروا دیا پل تختہ کا اٹھوا دیا توپیں مورچوں پر چڑھا دیں گولنداز
توپوں پر متعین ہو گئے اتنے میں خبر پہونچی کہ نامہ دار غونخوار بن
دجال آتا ہے عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے باہم مشورت
کی کہ کم سے کم اس کافر کو تو زندہ پلٹ کر نہ جانے دو اس لیئے کہ خود بھی بچ
نہیں سکتے پھر مرنے میں تو حتی الامکان کفار کو مار کر مرینگے یوں تو جان
اپنی نذر دین کر سکے یہی مشورے تھے کہ سامنے سے عفریت زحل پیشانی
بھی بارہ ہزار سواروں سے آکر پہونچا اور کہا کہ اہل قلعہ میں نامہ اوس
شخص کا لایا ہوں جس کے نام سے تمام عالم کانپتا ہے لہذا تمکو لائق و لازم
ہے کہ اس نامہ کی تعظیم کرو اور بعزت تمام مجکو پیشوائی کر کے پہنچاؤ اور
جو کچھ لکھا ہو اوسپر عمل کرو ورنہ جسطرح اور ممالک اسلام برباد ہوئے ہیں
اوسیطرح یہ ملک بھی خراب ہوگا اہل قلعہ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا
اور خاموش بیٹھے رہے اب یہ ملعون اور آگے بڑھا اور بر لب خندق
آپہنچا اور پکار کر کہا کہ ابھی تک خیریت ہے ورنہ ایک وقت
میں [illegible] قلعہ کو تاراج کر دونگا پھر اہل قلعہ نے کوئی جواب

نہ دیا اب اس نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اسکا خندق کو پھاند کر زیر دیوار قلعہ
پہونچا اور چاہتا تھا عفریت زحل پیشانی گرز مارکر پھاٹک کو توڑوں
کہ اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ باطمینان تمام عفریت زحل
پیشانی پر اونڈیل دیا کہ یہ کافر الکفر واصل جہنم ہو اُچھ تیل ہر سپاہ پر
بھی پڑا تھا وہ جو تڑپتا تھا تو سوار کو لیکر خندق میں گرا دونوں جل کر
خاک ہو گئے ہمراہیان عفریت زحل پیشانی روتے اور سر پیٹتے ہٹتے تھے
کہ عالیجاہ گیلانی نے کہا مارلو ان ملعونوں کو جانے نہ پائیں یہ سنکر گولندازوں نے
توپوں پر بتی دی توپخانہ رعد آواز گرجا اور باڑہ گولوں کی چلنے لگی پہلے ہی باڑھ
میں صفوں کی صفیں لیٹ گئیں دوسری کا بھی خاتمہ ہوا یہانتک کہ بارہ
ہزار میں سے شاید سو دو سو آدمی بچکر نکل گئے باقی سب مارے گئے سوائے
قلعہ کے سوا لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ لوگ جو بھاگ کر بچے تھے روتے
پیٹتے سامنے خسرو ارمن و جبال کے پہونچے اور سارا ماجرا سرگذشت بیان
کی کہ اہل قلعہ نے پہلے تو خاموشی اختیار کی بعد اوسکے جب ہمارا
زیر قلعہ پہونچا تو کڑاہ تیل کا اونڈیل دیا خسرو ارمن و جبال کو یہ سنکر
نہایت طیش آیا اور اسنے کہا کہ تو سہی جب گیلان کو ہندوستان سے
زیادہ نہ برباد کیا ہو کہدو کہ طبل جنگ اوسیوقت نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی جب اہل قلعہ کو ہوئی اونھوں نے بھی طبل
جنگ بجانیکا حکم دیا دونوں جانب نقارہ بجنے لگے تیاری جنگ و جدال ہونے
لگی لیکن عالیجاہ گیلانی نے شہر میں منادی کرادی کہ جسکو اپنی جان بچانا
ہو وہ آج رات ہی کو اپنے اہل و عیال سمیت نکل جائے کل اس
کافر کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا جسوقت یہ منادی ہوئی ہزارہا آدمی گھر بار چھوڑکر
[illegible] ایکطرف نکل گیا تمام شہر گیلان خالی ہو گیا صرف تھوڑی سی
فوج اور افسران فوج باقی رہگئے اب یہ سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو
ایک ایک سے بغلگیر ہوتا تھا ایک ایک سے اپنا کہا سنا بخشواتا تھا
عجیب طرح کا ہنگامہ برپا تھا عورتوں کو ایک محل میں بند کر دیا تھا اور
کہدیا تھا کہ جسوقت ہم لوگ مارے جائیں اور تم سامان اپنی
خونریزی کا دیکھنا تو تمہیں اختیار ہے جسطرح ہو عزت اپنے خاندان
کی بچانا ان بیچاریوں نے بھی جام ہائے زہر تیار کرکے رکھ لیے ہیں پھاٹک
بند کر لیا ہے کوٹھوں پر چڑھی ہوئی بال کھولے ہوئے نذر و زار رو رہی
ہیں اور نہایت عجز وانکسار سے کہہ رہی ہیں کہ اے رب بے نیاز ہمارے حرمت
رکھ لینا اسوقت ہمیں اپنی جان کا خوف نہیں ہے لیکن آبرو کا پاس ہے
ادہر عالیجاہ گیلانی نے جابجا خم شراب کے زہر آلودہ رکھوا دیئے
پانی [illegible] میں زہر ملا دیا کہ بعد ہمارے جو لوگ اسکے کام میں

اوتہا کام بھی تمام ہوا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور صبح کا ظہور
ہر طرف ہوا طائران خوش الحان بزبان سبز بالی شکل مین علیہا فان کی آواز دینے
لگے شاہ خاور افق سے نمودار ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ تابان مانند
بادشاہ بد اقبال کے شکست کھاکر گوشہ مغرب مین پنہان ہوا فوج شعاع
شمس نے اپنا عمل بٹھایا شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئین جوانان اسلام
نے نماز آخری پڑھی اور آمادۂ مرگ ہوکر فصیل قلعہ پر آکر بیٹھے گولندازون توپون
پر مسلط ہوئے اور عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے فیل بند و رفوار کے
پر آنکر معاینہ کیا پھر وہ بہن ہاتھ مین لی اور آمد حریف کے منتظر ہوکر بیٹھے کہ یکایک
سامنے سے خونخوار بن دجال نخچیر پر سوار آٹھ لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیے
ہوئے نمودار ہوا ہر طرف سواد دشت کالون سے سیاہی اور برچھیون کی چمک
سے کچھ نظر نہ آتا تھا عالیجاہ نے یہ کثرت لشکر کی دیکھکر بھائی کی طرف دیکھا
اور کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون اور دونون بھائی آپس مین گلے ملے اور کہا کہ
افسوس جب سے قدیم صاحبقران سے جدا ہوئے عجیب عجیب تباہیان
پڑ رہی ہین خونخوار بن دجال نے سامنے قلعہ کے پہونچکر آواز دی
کہ اے اہل قلعہ کیا تم میرے جاہ و جلال سے آگاہ نہ تھے جو تم نے میرے
پیامبر کو مارا دیکھنا کہ اب تمہارا کیا حال کرتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا
حال پر تمہارے گریہ و زاری کرین گے اہل قلعہ نے بہت سی گالیان دین اور
کہا کہ او ملعون ہم تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین کیا مرنے سے ڈرتے ہین
تو بانا کیا ہے اگر آج تلوار کی موت نہ مرے تو چند دن مین یون بھی اس دار
فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ ضرور ہونا ہے الحمد للہ کہ تیرے
باخبث سے مرتبہ شہادت حاصل ہوگا تیرے ہی سر ہو رہے ہین یہ سنکر
خونخوار بن دجال نے گھوڑا ڈالا اور سپر و گرز کو سنبھالا عقب خونخوار مین
آٹھ لاکھ سوار و پیدل یورش کرکے چلے جیسے ہی دیکھا کہ یہ کافر زیر آگیا ہے بس
عالیجاہ گیلانی نے ہوائی اڑائی اس سے یہ اشارہ تھا کہ گولے مارو
سر لپیٹ زد پر ہے بس ادھر تو ہوائی جانب آسمان روانہ ہوئی اور ایک
سناٹا پیدا ہوا ادھر گولندازون نے توپون پر بتی دی اور باڑھ گولون کی
فنا فنا کی صدا دیتی ہوئی چلی ادھر خونخوار بن دجال نے گرز کو سنبھالا
اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اسکے اور بھی کتنے سردار ہین
مثل تہور منارہ گردن اور برچین تیغزن کے پیچھے برابر مرکب سے
مرکب ملائے ہوئے اور گرز و سپر سے گولون کو رد کرتے چلے جاتے ہین قلعہ
پر سے برابر مار ہو رہی ہے لشکر خونخوار بن دجال کے کئی سو
سوار گر گئے تمام میدان دھوئین سے تاریک ہوگیا اب جو روشنی
ہوئی ہے تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال خندق کے کنارے کھڑا ہوا ہے

اودہر اہل قلعہ نے توپون کو تو بند کر دیا اور قریب سے حربون کا اہتمام کیا کہ ماسنے کا متوالا کڑک کا پولا باروت کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب بہتر بن خوشخوار بن وجال پر پہینکیں مگر کسی اسکی درازی ہے وقت اسکی اجل کا ابہی نہین آیا ہے اور مدت سے اہل قلعہ کی بسر ہو چکی ہے سب حربون سے یہ ملعون بچا اور کہنب کو اشارہ کرکے خندق کو پہاندکر قریب پہاٹک کے پہونچا اور کئی گرز مارکر پہاٹک کو توڑا اور مع لشکر داخل قلعہ گیلان ہوا اہل قلعہ نے بہی تلوارین کہینچین اور خوشخوار بن وجال پر آپڑے صدا اسنے بکو ویزن بلند ہوئی مگر کہان تک آخر لاکہ آدمیون نے چند ہزار کو کاٹ کر ڈال دیا تب الیاہ گیلانی اور والا جاہ گیلانی بہی اوس دریائے مواج مین شناوری کرتے تہکے آخرکار غرق ہوئے کشتی حیات طوفانی ہوئی اودہر یہ ہنگامہ دیکہکر عورتون نے زہر کے جام پی لئے اور سب مر گئے جابجا دیدہ ہین جسوقت خوشخوار بن وجال محل شاہی مین داخل ہوا تو عورتون کو بہی مردہ پایا اور صرف بچون کو زندہ دیکہا اس شقی نے بچون کو بہی ذبح کرکے عورتون سمیت سب اہل اسلام کو خندق مین ڈالدیا اور جلا کر خاک کیا کوئی مسلمان گیلان مین باقی نرہا خوشخوار بن وجال نقارہ فتح بجاتا ہوا داخل شہر ہوا اسکن جسوقت اپنی فوج کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکہ آدمی توپون سے اوڑ گئے اسکو نہایت صدمہ ہوا اسنے ان لاشون کو بہی نہایت تکلف سے دفن کیا اور جو لوگ قلعہ کی جنگ مین مارے گئے پچاس ہزار تہے انکو بہی دفن کرکے مال و اسباب و خزانہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا اور جسقدر شراب دستیاب ہوئی اوسکو منگوایا اور اہل لشکر پر تقسیم کردیا اور جشن مقرر کیا یہ وہی شراب تہی جسمین عالیجاہ گیلانی نے زہر ملادیا تہا مگر ابہی ان کافرون کی درازی تہی کہ اکثر ان فوج نے یہ شراب نہین پی تہی لشکر کے سپاہیون نے تہکن مٹانے کی غرض سے شراب پی اوسی وقت کلیجا کٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئے یہ خبر خوشخوار بن وجال کو ہوئی اوسنے سب شراب پہینکوا دی بعد اسکے جشن کیا اور اپنی جانب سے محمقاشم سپہر زور کو حاکم قلعہ گیلان مقرر کرکے اور تہوڑی فوج اسے دیکر جانب اردبیل روانہ ہوا

اب یہان چند کلمات مصیبت آیات زیب اوراق جہان بانی شاہزادہ اسد ثانی کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو اسے ہمدم راستان کہ بازآمدم بہر داستان

وحشت پیمایان عشق و محبت و سرگشتگان کوچۂ الفت اسیران رسن گیسو و سحران سحر نرگس جادو و مریضان لب جان بخش جانان و دردمندان تمام ہجران اس داستان محبت نشان کو اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ بعد جانے اسد غازی کے

شاہزادہ اسد ثانی کا جنون عشق ترقی کرنے لگا اور ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے مرگ جان پر اسقدر نشتر زنی کی کہ قرار نہ لینے دیا اور مرغ بسمل بنا دیا ؎

قیس جنگل میں اکیلا ہی مجھے جانے دو | خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

ایک تہمت شنجرفی باندھے اور لباس فقیرانہ مانند قمری کے اوس شمشاد قد کی جدائی میں اختیار کیا اور طوق محبت گلے میں ڈالا سر دیا برہنہ جانب صحرا روانہ ہوا وہ بہار کا زمانہ آمد فصل گرما پر شادی کا پھولنا پپیہے کی صدا کوئل کی کوک قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ ہر دل زخم خوردہ کی ایذا کو زیادہ کئے دیتی تھی کہ وہ دل جو ہجران کشیدہ ہو کسطرح قابو میں رہسکتا ہے شاہزادہ اسد ثانی خاک صحرا کی چھانتا ہوا بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہی نہ یہ معلوم کسطرف جاتے ہیں نہ یہ ارادہ کہ فلان مقام پر جائیں گے ؎

جسطرف نکلے چلے جاتے ہیں از خود رفتگی | بے ارادون کی کوئی منزل نہیں

جس جگہہ ٹھہر گئے وہیں منزل ہوگئی نہ کوئی یار ہی نہ غمگسار ہی نہ ہمسفر ہے نہ رہبر ہے بیکسی رفیق تنہائی ہے بے تابی باعث شکیبائی ہے کبھی دن کو قیام شام کو سفر کبھی شام کو قیام دن کو رہروی ہے دل قابو میں نہیں ہوش درست نہیں جانوران سے انس آدمیون سے بیزاری اگر کسی مقام پر کوئی راہگیر نظر آتا تھا تو دل گھبراتا تھا بموجب شعر ؎

بیسبب آتی ہی کچھ وحشت میں تنہائی پسی | کہ اپنے سایہ سے بھی لڑتا مرا دیوانہ آتا ہی

نہ کھانا ہی نہ پینا ہے نہ بستر ہے نہ فرش جسوقت بسیر ہے بھوک فقط زیادہ بھوک معلوم ہوئی کچھ پھل درختون کے کھا لئے پانی کسی چشمہ سے پی لیا یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے ؎

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو | یہ غذا ملتی ہو جانان ترے دیوانے کو

رات دن یہی طرح گذر رہے ہیں دل سے باتیں ہوتی ہیں نالے ہمدم ہیں آہیں محرم ہیں ہر وقت ایک تصویر خیالی ملکہ طوفان سبز پوش کی پیش نظر ہے کبھی بے اختیاری میں اوس تصویر خیالی کو محبوب اصل تصور کرکے دوڑ پڑتے ہیں کہ لپٹ جاؤن لیکن جب آغوش تمنا کو خالی از شاہد مدعا پاتے ہیں تو بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتے ہیں ؎

سب تصور کے کرشمے تھی یہ آخر حسرت دل | ادھر آیا ہی وہ کب تھا کہ جو مہمان ٹھہرا

کبھی کسی ادا کو یاد کرکے متاثر ہوتے ہیں اور آپ ہی آپ سوالات فرضی کا جواب دیتے ہیں بموجب شعر ؎

قاصد فراق یار میں خوش دل کو کر لیا | کچھ خود ہی لکھہ کے اپنے خطون کے جواب میں

کبھی کسی درخت سے لپٹ جاتے ہیں کبھی خاک پر بیٹھہ جاتے ہیں کبھی یہ کہہ اوٹھتے ہیں بمصداق ؎

کیا کہیں پھر کہیں نظر وہیں ادائیں کیسی | بیٹھے بیٹھے ابھی لیں یہ بلائیں کیسی

کبھی یون فرماتے تھے ؎

نہ قاصد سے نہ صبا سے نہ مرغ نامہ بر | سے نہ بیکسی ماندہی بر و جبر سے

کبھی مانند ابر نو بہار کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے ؎

ہوا کئیں یار نہ رقیب پہلے قدرت جانتے تھی | عشق ہوتے ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا

ہم شہر پہ نسبت گھر کے یہاں زیادہ دل لگتا ہی مگر جسوقت بزم جانان کا خیال آتا ہی تو لطف صحرا بھی ویاں ہوتا ہے بقول شاعر

گھر سے اچھی ہے وحشت اور دشت بیابان بھلا | دل کی گر پوچھو تو سب کوچہ جانان سے بھلا

اسی دشت نوردی و بیابان گردی میں ایک روز تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے مہینوں کے جاگے ہوئے منزلوں کے تھکے ہوئے ہوا سے سرد جو چلتی ہے تو اوسی فرش خاک پر ہاتھ کو تکیہ کر کے سو گئے قضائے کار اسطرف سے ایک سوداگر کا گذر ہوا کہ نام اسکا قیصر شاہی تھا اسنے بھی اسی صحرا میں قیام کیا لوگ اسکے تلاش آب میں نکلے تھے جسوقت کنارے ایک چشمہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک جوان حسین پر لباس فقیری لیکن چہرے سے نشان امیری ہویدا اوپر سر ہاتھ رکھے ہوئے فرش خاک پر سو رہا ہے بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ تعب سفر سے بیہوش ہو گیا ہی پاؤں پر ورم ہی رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی ہے چہرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہیں چشم بیمار مرض انتظار کا پتا دے رہی ہی علامات سے بیمار محبت معلوم ہوتا ہی ان لوگوں نے یہ حالت اسد ثانی کی مشاہدہ کی اونہوں نے بیان کیا کہ عجب طرح کا معاملہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس صحرا سے ہول میں کہ جہان سے قافلوں کا گذرنا دشوار ہوتا ہی لیکن یہ جوان منزلوں دور ایک تن تنہا اسطرف کیونکر نکل آیا اور اس مقام پر کیونکر قیام اختیار کیا اگر یہ کہیے کہ بھولکر نکل آیا تو بھولا ہوا یہاں تک آکر رستے کی [illegible] کچھ بھی نہیں سکتا اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہیں کا رہنے والا ہی اور بارہا تنہا چلا آیا ہی تو یہ اور بھی عقل کی خلاف ہی اسلیے کہ اس مقام پر اکیلا تنہا کوئی شخص بھی زندہ نہیں رہ سکتا نہیں معلوم کیا ساتھ ہے کوئی ہلاک ہو یا آسیب ہو یا جن ہے نہیں معلوم کیا ہی قیصر شاہی ہمراہ اون لوگوں کے گیا جو کہ اسد ثانی کو سوتا ہوا دیکھ گئے تھے قریب اسد ثانی آکر دیکھا یہ سوداگر نہایت مرد معقول اور مسلمان ہی ملک شام میں اسکا مکان ہی اولاد صاحبقران سے بخوبی واقف ہے اسکی نظر جو صورت زیبا سے اسد ثانی پر پڑی اسکو فوراً خیال اسد دلاور کا آیا کہ ہو نہو یہ کوئی پودا اسی باغ کا ہی کیونکہ چہرہ سے [illegible] اسد دلاور [illegible] نظر آتے تھے لیکن رنگ ہاشمی صرف [illegible] اسی بنا پر رنگ ہاشمی نہیں ہے بھورے بال اسکے چہرہ پر [illegible] ہیں قیصر شاہی نے خود شانہ پکڑ کر ہوشیار کیا [illegible] پوچھا کہ تم کون ہو قیصر شاہی نے بیان کیا کہ میں ایک مرد سوداگر ہوں [illegible] آپکا فرمائیں جواب دیا کہ تم مرد سوداگر ہو میں مرد فقیر ہوں [illegible] اسم گرامی کیا ہے بس زیادہ کوئی نہ پوچھے اور مجھ غریب کو [illegible] قیصر شاہی نے عرض کی کہ اے شہریار باوفا آپ شہزادہ اسد [illegible] سے [illegible] اسد ثانی نے فرمایا کہ کیا تم اونسے واقف ہو قیصر شاہی نے عرض کیا کہ [illegible] اکثر امیر صاحبقران کی خدمت میں جایا کرتا تھا تو سب شہزادیان و فرزندان صاحبقران سے آگاہ ہوں اوسوقت اسد ثانی نے نام بتایا اور آگاہ کیا قیصر شاہی نے عرض کی کہ اس صحرا میں تن تنہا کیونکر تشریف لانا ہوا فرمایا

سرگذشت حال کیا نہ سنو | نہ سنو میری داستان نہ سنو

بس اتنی ہی ہمدردی تمہاری بہت ہے کہ تم نے نام تو پوچھ لیا مکان دریافت کر لیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اتنا تو بتا دیجیے کہ آپ کہاں کا ارادہ ہے اسد ثانی نے کہا کہ جہاں کو تم کہو ہمارا کوئی قصد نہیں جس طرف ذہن میں آگئی ادھر چلے گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ ہمراہ خادم کے تشریف لے چلیے تاکہ راہ میں زحمت سے محفوظ رہیے اسد ثانی نے کہا کہ ایک شرط سے میں تمہارے ہمراہ چلتا ہوں وہ یہ کہ اگر میرا جی گھبرائے اور میں کہیں کو چلا جاؤں تو مجھے تعرض نہ کرنا اور نہ یہ پوچھنا کہ کہاں گئے تھے قیصر شامی نے جواب دیا کہ مجھے اسکی کیا ضرورت ہے کہ جو بات آپکے خلاف ہو وہ کروں لیکن اتنا ضرور ہے کہ بغیر مجھ سے اطلاع کیے ہوئے ایسا نہ کیجیے گا کہ آپ تشریف لیجائیں اور مجھے خبر بھی نہو میں انتظار میں رہوں اور آپ پلٹ کر تشریف نہ لائیں اسد ثانی نے کہا کہ نہیں ایسا نہو گا تم اطمینان رکھو الغرض جسوقت باہم یہ عہد و پیمان ہو گئے تو اسد ثانی قیصر شامی کے ہمراہ ہو لیے قیصر شامی اپنے خیمہ میں لایا اسباب آسایش مہیا کیا شاہزادہ بسبب تعب راہ کے بیمار ہو گیا تھا جو طبیب سوداگر کے ہمراہ تھا اوسنے نبض دیکھکر نسخہ لکھدیا جو مرض بموجب سفر کی وجہ تھا وہ تو دور ہو گیا لیکن جو بخار عشق کا تھا وہ بغیر وصل یار جانی کے کیونکر دفع ہو سکتا تھا تھوڑی تھوڑی حرارت رہی ایکتک قیصر شامی نے سفر معطل رکھا تھا جسوقت اسد ثانی کو تخفیف ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ اے قیصر شامی اب تم میری وجہ سے منزل نہ کھوٹی کرو اسلیے کہ یہ حرارت جو باقی رہگئی ہے اسکا دفع ہونا ابھی محال ہے جبتک اسکا وقت نہیں آتا ہے یہ دفع نہ ہوگی قیصر شامی نے عرض کی کہ حضور ایسا نہو تعب سفر سے پھر دشمن حاسل ہو جائیں اور وہ کونسا ایسا مرض ہے جسکی دوا خداوند عالم نے نہیں خلق کی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہاں دوا تو ہر چیز کی ہے اور اس مرض کی بھی ہے لیکن وہ دوا ناممکن ہے جسوقت دوا ملجائیگی مرض دفع ہو جائیگا یہ وہ مرض ہے جسکی تشخیص اطبا نہیں کر سکتے ہیں

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	و گر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

بس اب مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو زیادہ نہ کہو

لطف مے کیا بتاؤں اے زاہد	ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

تم جس بات کو نہیں جانتے اوسمیں بحث بیکار ہے قیصر شامی یہ سنکر سمجھا کہ بیمار ہوئے ہیں خاموش رہا اور حسب الارشاد اسد ثانی حکم کوچ دیا تیاری سفر ہونے لگی دوسرے روز کوچ کیا اور رستے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اسد ثانی کی یہ حالت ہے کہ یا تو خیمہ میں تنہا بیٹھے رہتے ہیں یا جانب صحرا نکل جاتے ہیں درندوں کا خوف نہ گزندوں کی پروا جان ہتھیلی پر دھرے رکھے ہوئے چلا جاتا ہے کبھی کسی کوہ کے دامن میں بیٹھکر زاری کبھی کسی درخت کے اوس نونہال گلشن خوبی کو یاد کرکے اپنی بیدردی کی خاطر رو رو کر ہچکیاں لیتے ہیں بستر خواب پر پہلو بدلتے رہتے ہیں کروٹیں لیا کرتے ہیں نیند نہیں آتی ہے

شب ہجر نہ آئی نیند مجھے تری یاد میں	اتنا وہ کھو گئے تھے کہ آنکھ لگی تو اب
یاد جسکو کبھی کی رہتی تھی	اب اوس کی آنکھوں میں نیند آئی ہے

اسی حال پر ملال مین طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی قیصر شاہی نے اپنے لوگون سے کہا کہ دریافت کرو یہان سے آبادی کتنی دور ہے اونھون نے ہر چند تفحص کیا کوئی فرد بشر نظر نہ آیا جس سے حال دریافت کرتے اور آبادی کا پتا لگاتے آخرکار مجبور ہوکر واپس آئے اور اپنے مالک سے کہا کہ دور دور تک کوئی قصبہ قریہ گاؤن کہین بہی نظر نہین آتا قیصر شاہی نے مجبوری سے اسی مقام پر قیام کیا خیمہ برپا ہوگئے قادام اوتر پڑے جا بجا کہانے پکنے لگے روشنی ہوگئی کوئی گا رہا تہا کوئی بجا رہا تہا عجب طرح کا ہنگامہ تہا جنگل مین منگل ہو رہا تہا ہر چہار جانب درندون کے خوف سے آگ روشن کردی تہی پہرے ڈاکوؤن کے خوف سے معین ہو گئے تہے لیکن چونکہ وہ شب ماہ تہی عجیب طرح کی کیفیت تہی تمام صحرا منور تہا درختون پر جوبن برس رہا تہا ہوا سرد چل رہی تہی آٹہ نو بجے تک تو سب جاگ رہے تہے آخرکار دن بہر کے تہکے ماندے سب سو گئے ہر طرف نفیر خواب بلند تہی ایک سناٹا سا ہو رہا تہا پہرے والون نے بہی خیال کیا کہ اس صحرا مین کوسون تو بوے انسان نہین ہے پہر یہان کہان سے آجائیگا جاگنا بے سود ہے یہ بہی سو رہے لیکن اسعد ثانی کو بستر پر تڑپتے تڑپتے بارہ بج گئے نصف شب گذر گئی اور نیند انکو نہ آئی آخرکار خیمہ سے باہر آئے دیکہا تو سناٹا ہے ہوا سائین سائین چل رہی ہے تمام جنگل ہو حق ہو رہا ہے درختون کے ہلنے مین عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے عکس مہتاب جو پتون پر پڑا ہے سبز سبز سونے کے ورق معلوم ہوتے ہین جانوران صحرائی آشیانون سے نکلے نہین مگر صبح کے نشہ مین بول رہے ہین ڈالیان درختون کی مستانہ وار جہوم رہی ہین جنگلی پہولون کی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ دماغ کے پار ہوئی جاتی ہے شاہزادہ کا جنون ترقی پر ہوگیا اور تن تنہا ایک اشقر مرکب پر بیٹہکر ایک جانب روانہ ہوا ہر وقت تصویر بلکہ طوفان سبز پوش کی نگاہون کے نیچے پہر رہی ہے خواب کا سمان بندہا ہوا ہے دل سے کہتا ہے کہ اس بیداری سے وہ غفلت ہی اچہی تہی کہ وہ یار جانی پہلو مین تہا ہماری تو وہی حالت ہے کہ آنکہ کہلی تو کچہ بہی نہ تہا اے پروردگار وہ کوئی حور تہی یا پری تہی یہ کیا اسرار تہا کچہ سمجہ مین نہ آیا زندگی پہر دیدار اوس محبوب جانی کا نصیب ہوگا یا نہین اگر نام اور پتا معلوم ہوتا اوسکے ملک مین جاتے التجا کرتے پہر آگے تقدیر تہی یہ کیا قیامت ہے کہ ہم مرتے ہین دم نکلتا ہے اور اسکو خبر بہی نہین ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر	کسکی زبانی کسی ماہی پیکر کو دون خبر

کیا کرون اور کسطرف جاؤن یہ تو اکثر واقعات عشق سنتے ہین لیکن وہ لوگ خوش نصیب تہے کہ اونکو اپنے معشوق کے مکان معلوم تہے کسی نے اوسی در پر سر پہوڑ پہوڑ کے جان دی کوئی وصل سے کامیاب ہوا ہم ایسے بدنصیب ہین کہ یہ بہی نہین معلوم کہ وہ محبوب دلفروز کس آسمان حسن کا تارا ہے اور کس باغ شاداب کا غنچہ ناشگفتہ ہے قیس برسون لیلی کے ساتہ ایک مقام پر پلا پرورش پائی مکتب مین دونون ایک ساتہ پڑہتے تہے

لطف دیدار ہر وقت حاصل تھا امیدیں ترقی پر تھیں لیکن مقدر کی بدی سے وصل ہونے دیا راز افشا ہو گیا اور رو الدین کے ظلم نے تفرقہ ڈالدیا آخرکار وہ دیوانہ ہو کر صحرائے نجد میں مارا مارا پھرتا تھا مجنون کا خطاب سرکار عشق سے عنایت ہوا لیکن اوسکی تسلی خاطر کے واسطے کبھی کبھی لیلی ناقہ پہ سوار ہو کر صحرائے نجد کیطرف آہی نکلتے تھے ہر چند کہ وہ محمل میں سوار ہوتے تھے پردے پڑے ہوتے تھے لیکن قیس کو کتنی بڑی تسکین تھی کہ جس کے واسطے یہ حالت بنائی ہے وہ آکر دیکھ جاتا ہے داد ملجاتی ہے ہم ایک مرتبہ دیکھنے کے گنہگار ہیں اگر ہم قیس کے مانند اپنے یار جانی سے ہم صحبت رہے ہوتے تو کبھی اوس علیحدہ نہوتے زیادہ بریں نیست کوئی قتل کر ڈالتا شہید محبت کہلاتے مریض فرقت تو نہوتے یا اوس محبوب کو ترس آجاتا تو سارا غم ہجر کے لیئے غلط ہو جاتا ہے

قیس جنگل میں جو تنہا تھا تو دیوانہ تھا | اوسکی لیلی ہی کے دروازے پہ سر پھرتا تھا

ہماری بیابان گردی بیجا نہیں ہے اس لیئے کہ عجب کوچہ جانان کا راستہ نہیں معلوم اور بزم یار جانی کے حال سے بیخبر ہیں تو کہاں جائیں گھر میں بیٹھے بیٹھے کچھ حاصل نہیں بقول شاعر

گھر سے اچھی ہے دشت اور دشت سے بستان بھلا | اول کی گر پوچھو تو سب سے کوچہ جانان بھلا

یہ تو اسی حال میں دیوانہ وار مارے مارے پھر رہے ہیں کبھی کسی درخت سے لپٹ کر یہ شعر پڑھتے ہیں ۔

تیرا بوٹا سا قد اسے رشک گل ہم یاد کرتے ہیں | نہالوں سے گلے مل مل کے ہم فریاد کرتے ہیں

کبھی تصور معشوق میں کوسوں نکلے جاتے ہیں انکو تو اسی صحرا نوردی کی حالت میں رہنے دیجیئے لیکن حال سنیئے قیصر شامی کے قافلہ کا کہ جسوقت یہ قافلہ وارد صحرا ہوا ہے تو کچھ مخبر لہراسپ قزاق کے پوشیدہ طور سے آگئے تھے جسوقت اونھوں نے دیکھا کہ قافلے نے مقام کیا اور بستی یہان سے دور ہے اب کہیں جا نہیں سکتے مال و اسباب اسکے ہمراہ بہت ہے پس اوسی وقت یہ سب خوشی خوشی اپنے مالک کے پاس پہونچے اور سارا حال بیان کیا لہراسپ قزاق نہایت خوش ہوا اور اسنے حکم دیا کہ ہمارے ہمراہی تیار رہیں ہم ایکساتھ سب کو چلیں گے یہ سنکر اسکے ایک ہزار آدمیوں سے دو سو آدمی تیار ہوئے لہراسپ قزاق نے دریافت کر لیا تھا کہ کسقدر لوگ میں ہیں خبرداروں نے بیان کیا تھا کہ پانچسو آدمیوں کا قافلہ ہے پس لہراسپ قزاق نے دو سو آدمیون کے تیار ہونے کا حکم دیا اس لیئے یہ قزاق نہایت مرد بہادر اور زبردست ہے ہمیشہ تھوڑی جمعیت سے بڑے بڑے قافلے اسنے لوٹے ہیں زیادہ آدمی اپنے ہمراہ نہیں رکھتا اکثر جنگلوں میں تن تنہا پھرا کرتا ہی اور دو چار کی خبر منا لیتا ہے الحاصل جسوقت بارہ پہر ایک بجا اور وقت لوٹ کے سنانے کا ہوا تو یہ کوہ پیکر سے اوترا اور وہی دو سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ کوہ قیصر شامی کے قافلہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہ بھی اتفاق کہ قیصر شامی کا آدمی اسطرف نہ آیا ورنہ اوسیوقت آبادی کے دھوکے میں قافلہ اسطرف

لیکن اب حال شاہزادہ اسد ثانی کا سنیئے کہ انکو اوسی عالم محویت مین صبح ہو گئی جس چاند
سے آنکھین لڑائے ہوئے تھے اور اوس سے باتین کر رہے تھے کہ تجھکو کس بات
پر غرور ہے اور کسواسطے دماغ تیرا آسمان پر ہے کیا تو حسن و خوبی مین طلعت طوفان
شیر پوش سے بہتر ہے شاید تونے اوسکو کبھی نہین دیکھا ہے جو تجھے اس چاند سے
وار چہرہ کے اوپر صفائی کا گمان ہے میرا محبوب منزل حسن و خوبی اور مہر برج خوبی کا
اگر تو وہ مکھڑا دیکھ لے تو صورت تیری نگاہون سے گر جائے اور خود بینی و خود پسندی کا
دعوی غلط ہو جائے اسی حالت مین دیکھا کہ نور قمر زائل ہونے لگا ستارے جھلملا کر
غروب ہونے لگے چرخ نیلی فام پر زردی چھا گئی عارض ماہ مانند تابہ نقرہ کے بے جلا
منہ بیرونق ہو گیا چہچہے مرغان باغ کے چہچہے کی صدا کانونمین آنے لگی اسوقت اسد ثانی
نے خوش ہو کر کہا کہ شاید وہ پری رو تھا ہے حسن و خوبی کسی جانب پر تو فائق ہے جو ایک
عالم کو اوسنے بیرونق کر دیا مگر نہین معلوم کہ کہاں ہے اور کسطرح ہے خوشا نصیب
اوسکے جو لطف دیدار اوسکا حاصل کرتا ہے ہماری آنکھین تو رونیکے واسطے خالق ہوئی ہین
اپنی تو وہ حالت ہے جو شاعر نے نظم کیا ہے

نظم

جو سمجھے جاتے تہین دیدار یار کے قابل | وہ آنکھین ہو گئین اب اشکبار کے قابل
جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت | یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل

یکایک طائرون کی زمزمہ سنجی نے اسد ثانی کو اوسی خواب سے چونکا دیا اور آگاہ
کر دیا کہ وقت شب کا گذر گیا اب صبح ہونے کو ہے تو یہ عالم دگرگون ہے ایک مرتبہ جو اسد ثانی
کو کچھ خیال آ گیا لاحول پڑھکر اپنے مقام سے اوٹھے اور ادھر اودھر دیکھا تو کہین جاہ یا شہر
قریب نہ معلوم ہوا اور وقت نماز صبح کا کم رہا تھا اسی جلدی سے اوسی مقام پر تیمم کر کے
فریضہ سحری کو ادا کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر قافلہ کی جانب روانہ ہوئے جب وہ قافلہ
قریب پہونچے تو عجیب رنگ دیکھا کہ لوگ رو رہے ہین اور قیصر شامی فریاد کر رہا
ہے کہ مجھے لوٹ لیا اب مین کیا کرون یہ حالت دیکھکر شہزادہ جلدی سے قریب
آیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے لوگون نے بیان کیا کہ شب کو قزاق آئے اور تمام مال و اسباب
لوٹ کر لے گئے اسد ثانی نے پوچھا کہ کسقدر لوگ تھے اہل قافلہ نے عرض کیا کہ ہم
اونکی جمعیت بہت کم تھی شہزادہ نے فرمایا کہ وہ اسقدر تھے تو تم سے اور
نہین لوٹا سکتے تم سے کچھ نہو سکا اونہون نے عرض کیا کہ ہم سب بے ہوش ہو پا کر
سو گئے اوسی حالت مین قزاقون نے آکر محاصرہ کر لیا ہتھیار اپنے قبضہ مین کر لیے
ہم کیا کرتے فرمایا بلاؤ قیصر شامی کو جسوقت لوگ قیصر شامی کو لائے فرمایا کہ وہ قزاق
کدھر گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ ان لوگون سے دریافت کیجیے اسواسطے کہ مین تو
اپنے حال مین نہ تھا شہزادہ نے اون لوگون سے کہا کہ دریافت کرو لوگون نے عرض کی کہ
وہ کوہ جو یہان سے جانب مشرق معلوم ہوتا ہے وہ قزاق اوسیطرف گئے ہین یہ سنکر
شاہزادہ اسد ثانی تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا ہر چند کہ چلتے وقت قیصر شامی نے
منع کیا کہ اسے شہریار عالی وقار آپ تن تنہا جانے کا قصد نہ فرمائیے اس لیے کہ قزاق

نہایت زبردست ہے اور اوسکے ساتھ بہت لوگ ہین لیکن یہ شیر بیشۂ شجاعت اونکے سامنے کب
کسی کو سمجھتا ہے فرمایا کہ تم مجھ سے ابھی آگاہ نہین ہو قسم ہے واللہ کا مجھے سر اقدس کی کہ ضرور
جاؤنگا اور تنہا جاؤنگا اگر کوئی شخص میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا تو وہ میرا دشمن ہے اب جو دیکھا
قیصر شاہی نے کہ تیوری پر بل پڑ گئے زلفین گرد چہرہ کے بل کھانے لگین پس اسنے تو ڈر کر گردن
نیچی کرلی اور اسد ثانی مرکب کو اوڑا کر جانب کوہ روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے
اور نظر قزاقون کی پڑی اونھون نے اپنے سردار سے کہا کہ ایک سوار اسطرف آتا ہے
لہراسپ قزاق نے کہا کہ جاؤ دریافت کرو کہ ادھر کیون آتا ہے یہ سنکر ایک قزاق کوہ سے
اوترا ادھر شہزادہ زیر کوہ پہونچا اور آواز دی کہ او دزد مکار ادھر آ یہ سنتے ہی وہ قزاق
جو کوہ سے اوتر رہا تھا اور دریافت حال کے واسطے چلا تھا پکارا کہ تو کسی پکارتا ہے اسد
ثانی نے جواب دیا کہ تیرے افسر کو اوسنے کہا کہ اس بے ادبی کی ساتھ پکارتا ہے شرط کہ زبان تیری
کھینچ لون یہ کہتا ہوا کوہ سے اوترکر سامنے آیا ادھر اور قزاق جو کوہ پر یہ تماشا دیکھ رہے تھے
اونھون نے لہراسپ دزد سے خبر کی کہ وہ یکہ تنہا سوار جو آیا ہے نہایت سرکش
اور بدزبان ہے ہم فساد ہوتے معلوم ہوتا ہے لہراسپ نے کہا کہ اگر فساد کریگا تو کیا
پائیگا جان دیکر جائیگا ہم سے کیا لیجائیگا اکیلا کیا کرسکتا ہے لوگون نے کہا کہ جو آمادہ فساد ہوکر آئیگا
اوسنے اپنا انتظام نہ کر رکھا ہوگا ممکن ہے کہ کچھ فوج و سپاہ پوشیدہ طور پر اوسکے ہمراہ ہو لہراسپ
نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو جاؤ اور یہ خود بھی ہتیار لگاکر بالاے کوہ آکر کھڑا ہو رہا
یہان جو فرستادہ لہراسپ قریب اسد ثانی کے پہونچا شہزادہ نے فرمایا کیا ارادہ رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ تجھے سزا سخت کلامی کی دونگا فرمایا کہ پھر دیر کا ہے کی ہے قزاق نے کمند ماری اسد
ثانی نے تلوار سے حلقے کمند کے کاٹ دیئے پس قزاق نے منجنیق مین پتھر رکھکر گردش دیئے
اسد ثانی نے پھرتی سے ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہاتھ اسکا معہ منجنیق کٹ کر بالاے کوہ
سامنے لہراسپ قزاق کے گرا اور یہ قزاق بھاگا ادھر اسد ثانی نے آواز دی کہ کہان
ہے وہ دزد مکار جو افسر ہے تم سبکا کہ مین اوسکی فکر مین آیا ہون یہ کلمہ جو لہراسپ کے
گوشزد ہوا کہا کہ کیا تو مجھے کو کہتا ہے لے مین آتا ہون ادھر تو لہراسپ نے ہاتھ اوس
فرستادہ کا اپنے قلم دیکھا اودھر اسد ثانی نے اسکو لوٹ کا بس یہ طیش کھاتا ہوا کوہ سے
اوترا ساتھ اسکے اور بھی قزاق اوتر آئے کہ مبادا اسکے ساتھ مین لشکر ہو اور موقع
پاکر ہمارے سردار کو گھیر نہ لے یہ لوگ بھی کوہ سے نیچے آگئے لیکن ان سبکو حیرت ہے
اور دل مین کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو ہم لوگون کے سر چڑھا ہے اسکو خبط ہو گیا
ہے یا جان سے بیزار ہے جو تنہا اسطرف آیا ہے کبھی کوئی بادشاہ تو ہم سے بھڑنیکا
قصد نہین کرتا ہے فوجین تو اسطرف آئی ہوئی ہزارہا ہین لیکن یہ نہین معلوم کس
دل گردے کا شخص ہے جو اسنے یہ جرأت کی الحاصل لہراسپ دزد نے سامنے
پہونچکر آواز دی کہ لے مین آگیا تو کیا اسد ثانی نے فرمایا کہ شب کو جو مال و اسباب
تو قافلہ قیصر شاہی سے لوٹ کر لایا ہے وہ واپس کر لہراسپ ہنسا اور کہا کہ او
نادان ہم لوگ مال اسلیے لیتے ہین کہ پھر واپس کردین لا جو کچھ تیرے پاس ہے وہ

چھینا

وہ بھی دیتا جا اسد ثانی نے کہا کہ اگر نہ دیگا تو سزا پائیگا لہراسپ قزاق نے کہا تو اپنی جان کو
نہین ڈرتا کہ تنہا کھڑا ہوا اسطرح کی بدزبانی کر رہا ہے اسد ثانی نے کہا کہ اگر ہم ایسی ویسی
بوتون سے ڈرجائین تو پہلوانون اور لشکرون سے مقابلہ کیا کرین گے بس بہتر اسمین ہے کہ
مال قیصر شاہی کا واپس کردے اور آئیندہ سے عہد کر کہ اب کسی قافلہ کو نہ لوٹینگے اور
معاش کا کوئی اور طریقہ اختیار کر یہ بدمعاشی ترک کر لہراسپ قزاق نے کہا واقع مین
تو بہادر ضرور ہے کہ اپنی جان کو نہین ڈرتا اور اسطرح کی باتین کر رہا ہے لیکن اب اس
جہالت کو دور کر ٹھنڈا ٹھنڈا یہان سے چلا جا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے یا میرے لشکر مین
آکر شریک ہو جا مین تیری بہت عزت کرونگا اسلیئے کہ تو مرد بہادر ہے ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اسد دلاور نے کہا کہ بس زیادہ گوئی موقوف کر اگر یون مال نہ دیگا تو مین
تجھ سے بزور شمشیر لونگا لہراسپ نے کہا اگر تو محتاج ہے اور بسبب تنگ دستی کے اپنی
جان سے بیزار ہے تو کچھ مجھ سے لے لے لیکن اپنی سخت کلامی سے باز آ اور معذرت کر
اسد دلاور نے تلوار کے بدلے کوڑا سنبھالا اور فرمایا کہ مجھے کیا فقیر سمجھا ہے بس
خبردار اب بیہودہ نہ بکنا ورنہ نکال کرادونگا یہ دیکھکر لہراسپ قزاق کو بھی طیش آیا
اور نیزہ اپنے سنبھالا آواز دی کہ جہانتک مین ٹالے جاتا ہون تو سر پر چڑھا آتا ہے
تو یون نہ مانیگا بس یہ کہکر اپنے نیزہ کا وار کیا اسد ثانی نے ترچھے ہو کر نیزہ کو خالی دیا اور
ہاتھ چوب نیزہ پر ڈالدیا قصد کیا کہ نیزہ اس سے چھین لون لیکن لہراسپ قزاق بھی
مرد جہاندیدہ ہے اور پہلوان زبردست ہے اپنے نیزہ ہاتھ سے چھوڑا زور ہونے
لگے یہ اپنی طرف کھینچتے تھے اور لہراسپ اپنی جانب کھینچتا تھا اسی کشاکش مین نیزہ
کی کیا بساط تھی جو زور اسطرح کے روک سکتا ڈانڈ بیچ سے دو ٹکڑے ہو گئے
دیکھا لہراسپ نے کہ نیزہ بیکار ہو گیا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر اسد پر وار کیا اسد
نے مرکب کو رانون مین مسل کر جو اشارہ باگ کا کیا گھوڑا اشارہ کے ساتھ زیر بغل آگیا شاہزادہ
نے کلائی اسکی پکڑ لی اسنے تلوار پھینک کر دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈالدیا اور دلمین خوش
ہوا کہ اب یہ اور بھی جلدی زیر ہو جائیگا کہ قوی اسکے کم ہین اور زندہ ہاتھ آجائیگا زیر
ہو کر ضرور اطاعت قبول کریگا ورنہ اگر تلوار کی جنگ رہتی تو نہ معلوم کیا ہوتا تیغ کی برش
کے آگے قوی اور ناتوان سب برابر ہین ماسوا اسکے کیا معلوم یہ قتل ہوتا یا مین مارا جاتا غرض
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب ہاتھ چلنے لگے زور ہونے لگے مرکب لنگر
نہ سنبھال سکے چارون پاؤن ٹیک کر بیٹھ بیٹھ گئے اسد لہراسپ گھوڑون سے
نیچے کود پڑے کشتی ہونے لگی قزاق چہار طرف سے گھیرے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے
کہ یہ بھی کیسا غضب کا شخص ہے آدمی ہو کر دیو سے لڑ رہا ہے اور کسی مقام پر دبتا
نہین دیکھیے مآل اس کشتی کا کیا ہوتا ہے اودھر قیصر شاہی نے جن لوگون کو پوشیدہ
طور پر واسطے خبر کے بھیجا تھا وہ قریب درختون کے آڑ مین چھپے ہوئے تماشا
دیکھ رہے تھے انھون نے جاکر قیصر شاہی سے بیان کیا قیصر شاہی اپنے لوگون کو
لیئے ہوئے کوہ سے آدھ کوس کے فاصلہ پر ایک باغ تھا کہ اوسمین درخت گنجان لگے

سے تھے وہاں پہنچا کہ اتفاقاً جیسے خبر کشتی کی پہونچی سبکو ساتھ لیکر دوڑ پڑا اور خیال کیا کہ ایسا نہو اسد
ثانی تنہا سنکے قزاق ملکر لپٹ پڑے ہیں اور اس شیر بیشۂ شجاعت کو گرفتار کریں خدا نکردہ کوئی اونچ
نیچ پڑے تو میں اسد دلاور یعنے اوسکے والد ماجد کو کیا جواب دونگا ہر چند کہ میں نے منع کیا کہ آپ
تنہا نہ جائیں لیکن سننے والے یہ تھوڑے کہیں گے کہ منع کیا ہوگا بلکہ یہ الزام دیا جائیگا کہ
اسنے اپنے مال کے لالچ میں ترغیب دلائی ہوگی انکو سمجھا کہ مگر شکست کرتا ضرور یہی
یہ کہتا ہوا اپنے ہمراہیوں سمیت زیر کوہ آکر پہونچا اور اسد ثانی کی کشتی کا تماشا دیکھنے لگا
اودھر قزاق بھی آ پہنچے اور اونھون نے جگہ دیدی اب دونوں گروہ تماشائے کشتی کا دیکھ رہے
ہیں اور اسد ثانی و لہراسپ وقت مصروف تلاش ہیں دو پہر کامل کشتی رہی آخر کار
لہراسپ کا دم پھولنے لگا سانس پیٹ میں نہ سمائی تھی لیکن اسد ثانی کے پسینا
بھی نہ آیا تھا لہراسپ قزاق نے کہا اے شخص تو جن ہے یا کوئی آسیب ہے کہ مجھ
ایسے زبردست سے دو پہر لڑا اور اسوقت تک تازہ دم معلوم ہوتا ہے اگر آپ شہید مرد
ہیں تو یہ فرمائیے کہ کس مقام پر قبر ہے وہاں حاضر ہو اکروں اور کچھ پھول ریوڑیاں وغیرہ
چڑھا جایا کروں میری جان چھوڑ دیجئے اسد ثانی نے فرمایا کہ ہم زندہ مرد ہیں اور
انسان ہیں او بیوقوف عجب تو دیوانہ ہے آسیب بتانے لگا تجھے یہ نہیں معلوم کہ انسان سے
زبردست کوئی قسم آسیب کی نہیں ہے خداوند کریم نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار
دیا ہے پھر انسان سے کون لڑ سکتا ہے میں بھی ایک بشر ہوں اور بندہ ضعیف ہوں
اوس توانا کا جس نے بڑے سے بڑے بہادر اور زبردست دنیا میں پیدا کیئے ہیں
لہراسپ قزاق نے عاجز ہو کر آواز دی کہ اچھا ایکی مرتبہ وہ زور کرتا ہوں جس سے
زیادہ کبھی کسی پر زور نہیں کیا اگر تو نے اس زور کو روک لیا تو گویا دیو کو مارا اور پہاڑ
کو اوٹھا لیا یہ کہکر دونوں بازو اسد ثانی کے لہراسپ نے پکڑے اور سر سینے سے
ملاکر پوری قوت سے ریل کر لے چلا دیکھا اسد ثانی نے کہ لہراسپ پوری قوت سے
لیے چلا ہے بس تین قدم تو پیچھے ہٹے اور بعد اوسکے تو ہیں ڈٹ گئے جانب جو ذرا سا
کونڈ دیا تو دیکھا کہ لہراسپ اپنے زور میں اوندھے منہ جا رہا اور اسد نے تیرا بدل کر
اسکے پہلو میں آرہے لہراسپ کا اوندھے منہ گرتا تھا کہ دم اسکا لوٹ گیا پیٹھڑی
پھول گئی سانس مانند دھونکنی کے چلنے لگی بس اسد ثانی نے کہا کہ لے ہوشیار ہو جا
کہ میں بھی یہ زور آخر کرتا ہوں اگر تو اس زور میں مجھ سے زیر نہو سکا تو میں بھی پھر تجھ سے منحرف
نہونگا اور یہ خیال کرونگا کہ مجکو لہراسپ نے زیر کر لیا یہ فرما کر کمر زنجیر کا بند پکڑا اودھر لہراسپ
بھی ہوشیار ہو گیا اور اوسنے بھی زمین پکڑی لنگر اپنا قائم کیا ہر چند کہ سانس اسکی
پھولی ہوئی ہے لیکن ابھی تک اسے یہ گھمنڈ ہے کہ تن و توش کا میرے لنگر کیا کم ہے
اگر یہ اوٹھا نہ سکا تو مرد بہادر ہے اور ریاست کا دہنی معلوم ہوتا ہے پھر میں بھی اسسے
منحرف نہونگا اور جو کہا ہے وہ کیا جائیگا لیکن اسد ثانی نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آواز دی کہ ہوشیار
رہنا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب جو زور کرتا ہے تو لہراسپ کو سر سے
بلند کر لیا وہ قزاق جو لہراسپ کے گروہ کے تھے چاہا اونھوں نے

کہ سرداروں کو اپنے اسد ثانی سے چھین لیں اور تلواریں پکڑ پکڑ کر اسد ثانی پر چلیں اسد
دلاور نے جو انکے یہ ارادے دیکھے لہراسپ کو بجائے سپر ہاتھ پہ لے لیا جس نے
تلوار دکھائی اسد نے لہراسپ کو پیش کر دیا کہ تمہارا وار تمہارے ہی مالک پر پڑیگا
ادھر لہراسپ نے اپنے ساتھ والوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی اسپر ہاتھ نہ اٹھانے پائے
اور شاہزادہ سے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے کہا کہ قبول ہے شاہزادہ نے
لہراسپ کو زمین پر چھوڑ دیا لہراسپ جرأت اسد ثانی کی دیکھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی
اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ مسلمان ہو ورنہ میرے گروہ سے علیحدہ ہو جائے یہ
سنکر تمام قزاق مسلمان ہو گئے اور کہا کہ جب آپنے اطاعت اختیار کی تو ہم کس شمار مین
ہین اسپر شاہزادہ نے فرمایا کہ اے لہراسپ قبل مقابلہ جو باتین مین نے کہین تھین
انکا بھی خیال ہے یا نہین لہراسپ نے عرض کی کہ خوب خیال ہے مین نے صرف مذہب
اسلام ہی نہین قبول کیا بلکہ کل افعال ناجائز سے اجتناب کرونگا اور اسکے بعد اپنے
قزاقون سے کہا کہ جاؤ اور وہ سب مال لے آؤ جو کل لوٹ کر لائے تھے یہ سنکر لوگ اسکے
کوہ پر گئے اور تمام مال و اسباب لاکر پیش کیا اور شاہزادہ سے عرض کیا کہ وہ مال حاضر
ہے جو چاہیے لیجیے شاہزادہ نے قیصر شاہی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مال کی اپنے
جانچ کرکے اپنے قبضہ مین کرو قیصر شاہی نے جو آکر جانچ کی تو سب موفق پایا سب کچھ
سامان اشیا بدستور تھین اب اسد ثانی نے فرمایا کہ اے لہراسپ جس خدا نے
پیدا کیا ہے اوسنے رزق بھی پیدا کیا ہے اب یہ اپنا فعل ہے کہ خواہ اوس رزق کو اپنے
سعی سے حرام کر دے یا حلال یہ لوٹ طریقہ حصول بیوقوفی ہے لہذا اب اس لوٹ مار کو
ترک کیجیے تو یہ کردہ غفور الرحیم ہے خطائین تمہاری بخش دیگا لہراسپ نے قسم کھائی
کہ اے شہریار آج سے سوا کافرون کے مسلمانون کو نہ لوٹونگا الحاصل لہراسپ نے
عرض کی کہ امیدوار ہون کہ اب جسوقت تک یہان رہنے کا قصد ہو اوسوقت تک
مہمانی میری قبول فرمائیے اور جب یہان سے تشریف لیجانا منظور ہو تو مجھ سے ارشاد
کیجیگا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے
جو تمہاری خوشی لہراسپ قزاق نے قیصر شاہی کیطرف ہنسکر دیکھا اور فرمایا کہ اب
اس مال کو انھین چورون کی حفاظت مین دیجیے اور آپ آرام سے رہیے بلکہ چاہیے
اسی صحرا مین چھوڑ دیجیے کیا مجال ہے کسی کی جو اسے چھو سکے اور کیا ممکن ہے
جو کوئی شے بھی اسمین کی جاتی رہے قیصر شاہی نے کہا کہ جناب ہمارے سردار نے
مہمانی قبول فرمائی تو ہم کیا چیز ہین لہراسپ قزاق ان سبکو اپنے ہمراہ لیے
ہوئے بالائے کوہ آیا اور سامان دعوت مہیا کر دیا شام تک خیمہ ڈیرے کھڑے
ہو گئے یہی قزاق نہین معلوم کہان سے جاکر طرح طرح کے تحفے بھی پکڑ لائے کھانے
انواع و اقسام کے تیار ہوئے جسوقت شام ہوئی قزاقون نے تمام صحرا مین
چراغان کیا بالائے قلعہ روشنی کی بڑی دھوم تھی شاہزادہ اسد ثانی کی

دعوت کے دوسرے روز شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب ہم جائینگے لہراسپ نے عرض
کی مین بھی ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تم ابھی یہین رہو جسوقت ہم تمہین بھیجکر
طلب کرین اور جس مقام سے طلب کرین وہان آجانا لہراسپ رنجیدہ ہوکر خاموش
ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ اس غلام کو فراموش نہ کر جائیگا اور تمام مال واسباب قیصر شامی
کا پھر انکے حوالے کیا اور خود بھی اپنی جانب سے کچھ جواہرات شاہزادہ اسد ثانی
کے نذر کرنا چاہا مگر شاہزادہ نے واپس دیا اور کچھ نہین لیا اب قیصر شامی یہان سے
کوچ کرکے جانب شہر سجابیہ روانہ ہوا جسوقت قافلہ چلا ہے تو لہراسپ دور
تک پہونچانے آیا آخر شاہزادہ اسد ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا شام کو یہ قافلہ قریب
شہر سجابیہ کے پہونچا اور صحرا مین مقام کیا اس لیئے کہ شہر یہان سے کچھ تھوڑے ہی فاصلہ
پر تھا سر آبولی نہ تھی قیصر شامی نے یہ خیال کیا کہ اسوقت شہر کے اندر جانا تو قیام
مقام مشکل ہیگا رات یہین بسر کرنا چاہیئے صبح کو دیکھا جائیگا شب کے وقت شاہزادہ
اسد ثانی کو ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے پریشان کیا اور جوش شوق اتنا
بڑھا کہ جنون کے حد تک پہونچ گیا آخر کار یہ شہریار عالیوقار گریبان چاک کرکے صحرا
صحرا ایکجانب یہ شعر پڑھتا ہوا روانہ ہوا۔ ~

قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو	خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

یہان قیصر شامی نے پوچھا کہ دیکھو شاہزادہ تشریف رکھتا ہو تو میرے حاضر ہونے
کی اطلاع کرو لوگون نے آکر دیکھا تو خیمہ خالی قیصر شامی نے کہا اگر وہ تشریف فرما ہوتے
تو مین انکو شہر مین لے جاتا ذرا دل بہلتا نہین معلوم کہان نکل گئے لیکن اسد ثانی
اوسی حالت اضطراب و بیقراری مین پھرتے پھرتے قریب ایک کوہ کے پہونچے
اور کچھ اشعار عشق انگیز پڑھکر رونا شروع کیا انکی آواز درد ناک جو بلند ہوئی تو
ایک عابد شب زندہ دار کے گوش زد ہوئے یہ عابد اسی پہاڑ کی گھاٹی مین رہتا
ہے نہایت مرد متبرک ہے دن رات اسکو عبادت سے کام ہے اہل دنیا سے
کنارہ کشی کیئے ہوئے رہتا ہے اور اسقدر چلہ کشی کرکے نفس کو پاک کیا ہے
کہ روشن ضمیر ہی نام ہے جسوقت آواز گریہ اسد ثانی کا نین عابد روشن ضمیر کے
پہونچی بیتاب ہوگیا اور اپنے مقام سے اوٹھا اور گھاٹی سے نکل کر اوس آواز کی طرف متوجہ ہوا
جو اسکے کان مین پہونچی تھی دیکھا کہ زیر کوہ ایک جوان حسین سر برہنہ گریبان چاک آنکھون سے
وحشت برس رہی ہے کبھی آپ ہی آپ رونے لگتا ہے کبھی خود بخود ہنسنے لگتا ہے اشعار
عشق آمیز زبان پر جاری ہین یہ حالت دیکھکر عابد کو نہایت رحم آیا اور قریب آکر سلام علیک
کی آواز ہی اسد ثانی جھجک گئے کہ یہ کون آگیا کوئی شناسا ہوکر راز اوسپر فاش ہوجائے
اور بھی مشکل ہو یہ جھجک اسد ثانی کی بخوف افشائے راز تھی کہ اچانک عابد روشن ضمیر
سامنے آگیا ورنہ اس شیر بیشہ شجاعت کو خوف کسیطرح کا نہ تھا جواب سلام دیا اور نظر کو
اوٹھا کر دیکھا تو اک مرد متبرک باریش دراز و سفید صورت اوسکی نورانی پیشانی چمکتی ہوئی
رخ سے نور اسلام ظاہر ماتھے پر سجدہ کا گھٹا سر پر عمامہ باندھے ہوئے جریب بلخ بادام

سے ہاتھ میں سفید پوشاک پہنے کھڑے ہیں اسد ثانی کی ساری وحشت جاتی رہی گھبرا کر تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور اسم گرامی آپکا کیا ہی عابد روشن ضمیر نے کہا کہ میرا تو مسکن یہی کوہ ہے اور نام میرا درویش ذوالکمال ہی آپ یہ فرمائیے کہ اسد غازی کی فرزند نبیرہ صاحبقران اول ہو کہ یہاں کیونکر تشریف لائے اتنا سن کر اسد کے کان اور بھی کھڑے ہوئے اور کہا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہیں عابد نے کہا کہ اگر نہ جانتا تھا تو اب جان گیا اسد نے کہا اب آپنے کیا جانا اس لئے کہ میں نے اپنی زبان سے کچھ بھی نہیں کہا آپنے تمام حسب و نسب میرا بیان کر دیا آپ ضرور صاحب کمال ہیں اب یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس حیلہ سے میرا اسطرف آنا ہوا درویش نے کہا بابا سارے کمال اللہ کے خاص بندوں کے واسطے ہیں میں ایک بندہ گنہگار ہوں ماں باپ نے جینے کے واسطے ذوالکمال نام رکھدیا لوگ بھی کہنے لگے اور سبب تمہاری تباہی و سرگردانی کا وہی ہے جسکا انجام ہمیشہ خراب ہوا کیا ہے تمکو طوفان سبز پوش و قہر صورت آئینہ پرست کی محبت نے تباہ کیا ہے دیکھو اب بھی اس ارادہ سے باز آؤ تمکو یہ امور شایان نہیں ہیں تم کس شیر کے فرزند اور کیسے شیر ہو کر ایک عورت کی محبت میں ایسے دیوانے ہو گئے کہ نہ شرم رہی نہ غیرت بشر کو چاہیئے کہ سوا عشق خدا کے عشق مجازی کے پھیر میں نہ پڑے ورنہ بہت خراب ہوگا بقول شاعر ع

یہ عشق ہے آفت سماوی اسی کے سختی سے تنگ ہو کر
ہوئے ہزاروں ہی دل شکستہ گرا ہے شیشوں پہ سنگ ہو کر

ہزاروں چراغ اسنے گل کر دیئے سیکڑوں بستیاں اُجاڑ دیں شہر سنسان کر دیئے ع

کئے سیکڑوں گھر محبت نے خالی	اسکو جس محلہ میں رونا پڑا ہے

اسد ثانی دلمیں پریشان ہوئے زبان سے کچھ نہیں کہتا شرم و غصہ دونوں نے آکر ایک عجیب سکوت کی حالت پیدا کر دی ہے کہ نہ کہتے بنتا ہے نہ خاموش رہتے بنتا ہے دلمیں کہتا ہے کیا شامت میری تھی کہ میں اسطرف آیا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ یہاں بھی ایک حضرت موجود ہیں تو کیوں اسطرف آتا اور آیا بھی تھا تو اتنا کیوں ٹھہرا تاکہ یہ آکر پریشان کرتے اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ بک بک کے جان کھائینگے اور الٹی سنائینگے ورنہ صورت انکی دیکھتے ہی ٹل جاتا ع

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ	کوئی مجھے یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائینگے کیا

انکو تو اپنے بڑے بحث ہے یہ کیا جانیں کہ درد رسیدہ دل کیسا ہوتا ہے نہ وہ سن باقی ہے کہ کسی پر دل آئے نہ اپنی جوانی کا زمانہ یاد ہوگا جو سوچکر پشیمان ہوں علاوہ اسکے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے مثل خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت * اپنا عیب معشوق ہوتا ہی اور دوسرے پر نکتہ چینی کو سب موجود ہو جاتے ہیں ہر چند عابد نے سمجھایا کہ انجام اس محبت کا خراب ہوگا مگر جتنے دیر عابد سمجھایا اور بکا کئے یہ ظاہر میں تو گردن جھکا سب سنا کئے اور درحقیقت یہ اپنے دل سے باتیں کیا کئے خاموش بیٹھے رہے آخر میں کہتا کہ شاہ صاحب سے ع

عشق ہم اب نہ کرینگے جو قسم دیتے ہو شیخ	پر جو قسمت میں لکھا ہے کہیں ٹل سکتی وہ اکون ہے

اور دوسرا شاعر تو مجھکو بالکل ہی اس جرم سے بری کئے دیتا ہو وہ کہتا ہے ع

یہ کام تو خود مطلبی سے نہیں ہوتا | نادان ہو تم عشق کیے سے نہیں ہوتا

پھر جو فعل اپنے ارادہ سے نہیں ہے اوسمین ہم مجرم کیونکر ہوسکتے ہین جو بلا سے آسمانی اور آفت ناگہانی آنے والی تھی وہ آچکی اب اوسے ہر طرح انگیز کرینگے یہ بھی ہمت مردانہ کے خلاف ہے کہ جب سختی پڑے تو کنارہ کش ہوجائین۔ غزل

جو دلبر چھوٹ کر بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل | کیا ہی جو اوسے پھلینگے چھپانے سے کیا حاصل
ندامت تمکو دونی ہوگی ہمارا غم سوا ہوگا | جسے تم سن چکے وہ حال دہرانے سے کیا حاصل
ذرا اتنا تو مڑ کر دیکھو ہم کیونکر تڑپتے ہین | جھلک دکھلا کے منھ پھیرے چلے جانے سے کیا حاصل

بس یہ شعر زبان پر آتے ہی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے نہ یہ لحاظ رہا کہ ایک ایسا شخص جو اس حالت کا پورے طور سے اندازہ نہین کرسکتا وہ بیٹھا ہے نہ یہ سمجھ آئی کہ یہ راز چھپانے کا ہی جسوقت درویش نے یہ حالت اسد ثانی کی دیکھی وہین سمجھ گیا کہ یہ عشق سچا ہے اسکا اثر دل سے مٹنا دشوار ہے کوئی نصیحت کارگر نہوگی بلکہ جتنا منع کرینگے اوتنا غم بڑھتا جائیگا ولولہ زورون پر آئیگا اب اس ذکر کا قطع کرنا مناسب ہے درویش نے کہا بہتر ہے آپ ترک محبت نہ کرین جہانتک دلمین گنجایش ہو یاد معشوق کو جگہ دیجیے لیکن ایک وقت سخت آپ پر ایسا آنے والا ہی کہ یقین ہے اوسوقت آپکو میری ضرورت ہوگی وہ ایک راز سربستہ ہے جسے مین بیان نہین کرسکتا انشاء اللہ بروقت کہونگا شہزادہ نے فرمایا کہ اوسوقت آپ مجھ تک کیونکر پہونچینگے اور مین کس ذریعہ سے آپکو خبر کرونگا درویش نے بیان کیا کہ مجھے اطلاع ہونیکا سہل طریقہ یہ ہی کہ ایک چیز آپ اپنے پاس رکھین وہ یہ ہی یہ کہکر جیب سے ایک تعویذ نکالکر شہزادہ کو دیا اور فرمایا کہ جسوقت کوئی سخت مصیبت آپ پر پڑے اور ایسا مرحلہ سخت و دشوار ہو کہ آپسے طے نہوسکے اوسوقت اس تعویذ کو منھ کی بھاپ دیجیگا مین فوراً حاضر ہونگا اور حال راز سربستہ کا بیان کرونگا شاہزادہ نے وہ تعویذ بصد ادب و تعظیم سے لیکر بازو پر باندھ لیا اور عابد نے سلام رخصت کیا شاہزادہ اسد ثانی برائے تعظیم اوٹھکر کھڑا ہوا اور درویش جانب صحرا روانہ ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی گھاٹی مین جاکر غائب ہوگئے اسد ثانی انکے جانیکے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ ایسے مرد متبرک سے مین نے اسطرح کی گفتگو کی اور اونسے ترک محبت طوفان سخن پوشی سے صاف صاف انکار کردیا کاش مین اونکے منھ پر یون نہ کہتا اور اقرار کرلیتا کہ مین ترک عشق کی کوشش ضرور کرونگا آیندہ مقدر ہے تو اونکو ملال نہوتا اور اسطرح صاف صاف اونسے مخالفت کرنے مین یقینی مجھ سے ناراض ہوگئے ہونگے مگر مین کیا کرون کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین ہرچند کہ بقول سعدی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مگر وہ شخص مجبور ہے جسے عادت نہو اسد انکی دل سے باتین کرتے ہوتے اور لاحول پڑھتے ہوئے اپنی جگہ سے اوٹھے اور جانب خیمہ روانہ ہوئے جسوقت قافلہ مین پہونچے ہین تو وقت نماز صبح کا تھا چراغ جھلملا رہے تھے ہوا سے سرد چل رہی تھی طائر چہچہا رہے تھے گویا اپنی زبان بیزبانی مین حمد الٰہی بجا لا رہے تھے آواز بلند سے اہل قافلہ وضو کر رہے تھے

اسد ثانی نے جلدی سے وضو کیا نماز پڑھی حالانکہ انکو ایسا عشق تھا کہ کسی وقت یاد ملکہ طوفان سبز پوش کی نہ بھولتی تھی لیکن یہی ایسے مرد باخدا تھے جو اس حالت مین بھی بندگی رب بے نیاز کی بجا لاتے تھے اور تھوڑی دیر کے واسطے دل سے یاد ملکہ کی دور کرکے یاد خدا انکو جگہ دیتے تھے بعد نماز کے اگر کوئی دعا کرتی تو یہی تھی کہ پروردگار اوہ کونسا دن ہوگا جو دیدار اوس یار جانی کا نصیب ہوگا وظیفہ مین سوا یا جامع المتفرقین کے اور کوئی نام پروردگار عالم کا زیادہ دلچسپ تھا الحاصل جسوقت نماز صبح سے فرصت ہوئی تو قیصر شامی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اب چلکر ملک کی سیر کیجیے کہ دل بہلے شاہزادہ نے بخاطر قیصر شامی منظور کیا حالانکہ دل تو سوا تنہائی کے کسی سیر و تماشے کو نہ پسند کرتا تھا۔ ع

دل چاہتا تھا پھر وہی فرصت کہ روز و شب	بیٹھا رہون تصور جانان کیے ہوے

لیکن زمانہ کی گردش کس کو ایک پر رہنے دیتی ہے مرو تا قیصر شامی کے ساتھ ملک سما بیہ مین داخل ہوئے ساتھ ساتھ قیصر شامی کے چلے جاتے تھے لیکن سمجھ مین نہ آتا تھا کہ ہم کہان جاتے ہین چہرہ کی زردی دل کے درد کی خبر دیتی تھی لوگ صورت دیکھکر اپنے اپنے مذاق کی موافق رائے زنی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ مدقوق ہے کوئی کہتا تھا مصیبت زدہ ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا لیکن جو اس آفت مین پھنس چکے تھے اس درد سے آگاہ تھے مذاق عشق رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہو نہو یہ کسی کا شیدا ہے حسرت اسکی نگاہون سے پیدا ہے۔ ع

ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے	تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

مگر انکو کچھ پروا نہ تھی قیصر شامی نے مکان قابل قیام تلاش کیا اور اسد ثانی سے کہا کہ آپ اپنے رہنے کے قابل درجہ پسند فرمالین جواب دیا کہ ہمارے پسند کی جگہ تو قبر ہے وہ کہا ہمکو ملیگی اس لیے کہ جان ایسے سخت ہوتی ہے کہ تن سے نہین نکلتی جبتک کہ زندگی باقی ہے یہ کوہ و صحرا مین بسر ہو جائیگی تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے برا نام ایک جگہ ہونا ضرور ہے تو یہین صرف تنہائی اور علیحدگی کی شرط ہے بس اس سے زیادہ کوئی خواہش نہین ہے قیصر شامی نے مرضی کے موافق کے ایک کمرہ جو سب سے علیحدہ تھا اور دروازے اوسکے پائین باغ کے جانب تھے تجویز کرکے مسہری بچھوا دی سامان آسایش مہیا کر دیا اور کہا کہ اب مین بادشاہ کی خدمت مین جاتا ہون امیدوار ہون کہ یہ ملک پر ایا ہے یہان ادھر اودھر بے سمجھے نہ چلے جائیگا نہین معلوم لوگ یہان کے کیسے ہین برتاؤ اونکا مسافرون سے کس قسم کا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب ہم کسی کو آزار نہ دینگے تو ہمین کوئی کیون ستانے لگا اور قید ہوکر ہم سے نہ رہا جائیگا جہانتک ہم سے ہو سکیگا یہان سے نہ نکلینگے اور اگر زیادہ جی گھبرایا تو سوا صحرا کے ہمین آبادی سے خود نفرت ہے جنگل مین کون آکر فساد کریگا نہ مین برائے شکار جاتا ہون کہ کسی سے صید پر جھگڑا ہو مین خود آہو تیر خوردہ ہون تم اطمینان رکھو اور اگر ایسے ہی زبردستی ہے تو سمجھا جائیگا

قیصر شاہی خاموش ہو رہا اور کچھ اشیاء لائق بادشاہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دربار ملک سحاب لشکر گیر روانہ ہوا جسوقت سحاب لشکر گیر بادشاہ ملک سحابیہ کو اطلاع ہوئی کہ ملک شام سے ایک سوداگر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اسنے بلوا لیا اور کچھ اشیاء پسند کر کے خرید لین اور چند ایسی چیزون کی فرمایش کی جو قیصر شاہی کے پاس یقین ضرور مگر وہان موجود نہ تھین اسنے عرض کیا کہ کل یہ چیزین بھی لے کر حاضر ضرور ہونگا یہ کہکر سوداگر رخصت ہوا اور مکان مسکونہ پر آیا اور آتے ہی اسد غازی کو پوچھا لوگون نے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد وحشت نے زور کیا اور کچھ اشعار جنون آمیز پڑھتے ہوئے کہین چلے گئے قیصر شاہی کو اطمینان تھا کہ اکثر یہ صحرا مین نکل جاتے ہین اور جسوقت مزاج بجا ہوتا ہے پلٹ آتے ہین یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس سے قیصر شاہی پریشان ہوتا لیکن شاہزادہ اسد ثانی جو بعد قیصر شاہی کے جانے کے یہان سے نکلکر چلے تو بستی سے علیحدگی اختیار کی اور جانب صحرا روانہ ہوتے ادھر ادھر پھرتے پھرتے ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر اپنے حسب حال مختلف اشعار پڑھنے لگے۔ ع

ہین نئے سامان جنون فتنہ سامان کے لیئے		ڈھونڈھ رہے ہین ہاتھ کیے ناخن گریبان کے لیئے
	دیگر	
آئے دنیا مین ہم اندوہ و مصیبت کے لیئے نالے کرنا مرا بیکار نہین ہے شب ہجر		دل بنے زخم بلا زخم اذیت کے لیئے مشق کرتا ہون غم دل کی شکایت کے لیئے
	دیگر	
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا		اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
	دیگر	
جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے		چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے

افسوس کہ ہمین نہین امید کہ زندگی مین ہماری حسرت نکلی اور پھر دیدار اوس محبوب دلفریب کا نصیب ہو کیونکہ خواب کی بات تھی نہ معلوم وہ خواب صادق تھا یا محض طلسم خیال تھا جسکو بیداری کی لوح نے شکستہ کردیا یا الہی اگر وہ صورت زیبا دراصل نہین ہے تو میرے دماغ مین پھر وہی حالت پیدا کردے جس سے وہ دلکش پھر پیش نظر ہو جاتی مجھے اس بیداری سے وہ خواب بدرجہا پسند ہے اور یہ تو میرے دل سے نہین ہوسکتا کہ اگر وہ ایک خیالی تصویر ہے سمجھ لون تو اوسکے دیدار کی حسرت کو دل سے دور کردون یہ تو ایسی جنون عشق کے لطف اوٹھا رہے ہین اور خاک پر بے تکلف بیٹھے ہوئے ہین قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ سحابیہ بانو دختر ملک سحاب لشکر گیر برائے شکار ایک مرکب پر سوار نیزہ ہاتھ مین لباس مردانہ پہنے ہوئے مرکب پر سوار کمان دوش پر ترکش کمر مین لگا ہوا سیر کرتے ہوئے ادھر آنکلے نقاب اسکے چہرہ پر پڑے ہوئے تھے لیکن حسن عالم افروز اسکا پردہ نقاب سے باہر آرہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعاع شمع فانوس کو توڑ کر باہر نکلی آتی ہے جسوقت یہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے اسطرف سے نکلی تو نظر اسکی اسد ثانی پر پڑی انکی

حالت ایسی نہ تھی جسکو دیکھکر انسان کو فکر نہ پیدا ہوجائے کہ یہ کس رنگ مین ہین ؎

آداب عاشقی کار سے پاس اے جنون | حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہین جسے

انکو تو انکے جنون محبت نے ایسا تماشا بنادیا تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ ایسا محو ہوتا تھا کہ خود بھی قابل تماشا ہوجاتا تھا ؎

ہوے بیخود کچھ ایسے اوسکا جلوہ دیکھنے والے | تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے

ملکہ غور سے اسد ثانی کو دیکھا کی اور ایسی متاثر ہوئی کہ چاہا پاس جاکر حالات اسکے دریافت کرون مگر حیا مانع ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کی لڑکی ہوکر ایک معمولی آدمی سے ایسے مقام پر باتین کرسے مجھے شایان نہین یہ سوچکر پلٹ گئی لیکن جسوقت اپنے باغ مین پہونچی تو یہ خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کون شخص تھا اور کہان سے اس صحرا مین نکل آیا کس حالت مین مبتلا تھا اوسکو بلوا کر دریافت کرنا چاہیے اسکا حال سننا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا یہ سوچکر وہ یان پھری اور اپنے یہان باغ مین آکر مہتر صمد کو طلب کیا یہ عیار اسکا کوکا بھی ہی جسوقت مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ حوالی باغ مین ایک درخت کے نیچے ایک وحشی مزاج آدمی بیٹھا ہے اوسکو کسی ترکیب سے یہان لے آیہ سنکر مہتر صمد باغ سے نکلکر روانہ ہوا ادھر اودھر دیکھتا ہوا قریب اسد ثانی کے پہونچا قطع و وضع سے سمجھا کہ یہ کسی کا عاشق ہے سلام کیا اسد ثانی نے کہا کہ تمکو میرے نام و مکان سے کیا کام ہے ایک مرد مسافر ہون تمہارے ملک مین آیا ہوا ہون صحرا سے میری طبیعت زیادہ مانوس ہے اکثر جنگلون کی سیر کیا کرتا ہون مہتر صمد نے کہا کہ اس دریافت سے ایک غرض ہے شاید آپکا بھی کوئی مطلب نکلے اسد ثانی نے کہا کہ میرا مدعا ایسا نہین ہے جو میری زندگی مین نکلے ہان تمہارا کوئی مطلب ہو تو مجھے نام بتانے مین عذر نہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا میرا ہی مطلب سہی آپ اپنے اسم گرامی سے آگاہ تو فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ مجکو اسد ثانی کہتے ہین صاحبقران اول میرے جد امجد اور میرے والد کے جد مادری ہین مہتر صمد نے کہا آپ سے نامی و نامور صاحب جاہ و حشم یہان اس حال پر ملال سے کیونکر تشریف لائے دشمنون پر ایسی کیا بنی کہ نہ لشکر نہ فوج انتہا یہ کہ کوئی غلام تک ساتھ نہین اسد ثانی نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو اپنا مطلب بیان کرو مہتر صمد نے کہا کہ ہماری شاہزادی نے آپکو بلایا ہے اونکا یہ معمول ہے کہ جو مسافر اس ملک مین آئے اور اس صحرا مین اوسکا گذر ہوجاتا ہے تو وہ دعوت و ضیافت کرتی ہین جیسے مرتبہ کا ہو ویسا ہی سامان اوسکے لیے مہیا کرتے ہین اونھون نے آپکو بلایا ہے اور کہا ہے ؎

بر اوراق منظر چشم من آشیانہ تست | کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

اگر آپکے مذہب مین رد دعوت جائز ہو تو مین زیادہ نہین عرض کرسکتا ورنہ چلنا آپکا ضروری امر ہے یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی نے اک آہ کھینچی اور فرمایا کہ بہتر ہے مہتر صمد شاہزادہ اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیچلا راہ مین اسد ثانی نے مہتر صمد سے کہا کہ تم ملکہ کو میرے نام و نشان سے نہ آگاہ کرنا اسواسطے کہ مجھے اظہار اپنا منظور نہین ہے مہتر صمد نے کہا کہ اگر اظہار حسب و نسب نہ کیا جائیگا تو ملکہ ایک معمولی

آدمی بھیجکر اوسی سامان سے دعوت کریگی وہ آپ کے خلاف مزاج ہوگا اسد ثانی نے
کہا کہ کچھ اسکی پروا نہین ہے انھین باتون مین راستہ طے ہوگیا کیونکہ باغ ملکہ کا وہان سے
قریب تھا اسد ثانی دروازہ پہ ٹھہرے اور مہتر صعد نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ
نے کہا کہ بلالو اوس سے پردہ کیا وہ اپنے ہوش مین کب ہی لیکن مہتر صعد نے ملکہ سے
یہ کہہ دیا تھا کہ مین دعوت کے بہانہ سے لایا ہون ملکہ نے سامان دعوت کا حکم دیدیا تھا
مہتر صعد آکر اسد ثانی کو باغ مین لے گیا اسد ثانی کی نظر جو ملکہ سجابیہ پہ پڑی
دیکھا کہ ایک زن حسینہ ہے چہرہ پر آثار راست بازی ہین ملکہ نے قریب اپنے
بیٹھنے کو کہا اوسکے بعد مزاج پرسی کے اسد ثانی نے کہا کہ شکر ہے خدا کا ہر حالمین
بعد تواضع و تعظیم کی ملکہ نے پوچھا کہ آپکا اسم گرامی کیا ہے فرمایا کہ سرگشتہ صحرائے محبت و آوارہ
کوے الفت ملکہ نے کہا کہ یہ تو آپکی صورت سے ظاہر ہے لیکن نام اصلی کیا ہے شاہزادہ
کو تردد ہوا فرمایا کہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے تم نے مسافر نوازی کی مین سادہ مزاجی سے
چلا آیا ملکہ نے کہا آپکی سادہ مزاجی میری سادہ لوحی سے زیادہ نہین ہے اس لیئے کہ مین اس
ملک کی شاہزادی اور عورت ہوکر ایک نامحرم مرد سے اسطرح بیجابانہ ملی اور
آپکو نام بتانے مین تامل ہے کیا آپ مجکو دشمن سمجھتے ہین مین قسم کھاتی ہون اپنے
دین و مذہب کی کہ اگر نام معلوم ہونے کے بعد مجھپر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ آپ میرے
دشمن ہین تو بھی مین آپ سے بلطف و مدارا پیش آونگی اور اگر آپ نام نہ بتائینگے
تو مجھے رنج ہوگا شاہزادہ نے گردن جھکالی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ اے ملکہ اگر
مین یہ جانتا کہ تم دشمن ہو اور نام دعوت مجھسے لیا جاتا تو کبھی مین رد دعوت نہ کرتا نہ مجھے
یہان آنے مین کوئی تکلف ہوتا نہ مجھے کسی وقت مین دشمن سے خوف ہے ہرچند کہ
میرا جی نہین چاہتا کہ مین زمانہ عسرت مین حال تونگری بیان کرون مگر تمہاری خلق و اصرار
نے مجبور کردیا یہ فرماکر یہ شعر ورد زبان فرمایا ؏

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا	دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

مجکو اسد ثانی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اس ملک تک اس حال خراب سے کیونکر آنا ہوا
اسد ثانی نے کہا بس اب آگے نہ پوچھو ملکہ نے کہا اگر غیر لوگون کی شرم ہے تو مین
سب کو ہٹا دیتی ہون اتنا اشارہ پاتے ہی سب انیسین جلیسین چلی گئین مہتر صعد
بھی ہٹ گیا ملکہ نے ہاتھ جوڑکے کہا اے خدا اب بھی بتلا دیجئے تب شاہزادہ نے
فرمایا کہ اے ملکہ اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو تمہاری عنایت نے تو ذرا ہی دیر
کے واسطے میرے حواس درست کردیئے اب تم پھر وہی ذکر لاتی ہو کہ جس سے میرے
ہوش و حواس مین فرق آجائیگا اور دماغ مین بات نہ سماسکیگی کچھ کا کچھ جواب دونگا ملکہ
کی طبیعت اسد کی حالت سے ایسی متاثر ہوئی جاتی ہے کہ شوق اسکا بڑہتا جاتا ہے جب
ملکہ نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین بیان کرتا ملکہ نے کہا تمکو اوسی نازنین کی جان کی قسم ہے
کہ جسپر تم فریفتہ ہو اور جس کے عشق سے تم یہان اسد ہوکر پہونچا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ شاہزادہ
نے مجبور ہوکر گردن جھکالی اور سارا حال اپنا ملکہ طوفان سبز پوش کے عشق کا بیان کیا

آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ یہ بھی رونے لگی اب ایک مرتبہ اسد ثانی
کا دم ٹھہر آیا اور طبیعت پریشان ہوئی بس اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ کہان
اسد ثانی نے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اسے بیمروت و بیوفا اپنا ہی
سا دل دوسرونکا بھی سمجھ تعجب کی بات ہے کہ صاحب درد ہوکر دوسرے کے درد کی پروا
نہین کرتا ہے کیا کسی شاعر نے خوب کہا ہے

افسردہ باد اسے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے	جو طبیب اپنا ہے دل اوسکا کسی پر زار ہے

اسد دلاور نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ اسے ملکہ مین اس رمز کو اچھی طرح نہین سمجھا ملکہ
سحابیہ نے کہا کہ اسے شخص جسوقت سے مین نے تجکو دیکھا تھا اوسوقت سے مین نے
اپنی قسمت کا مالک تجکو سمجھ لیا تھا مگر مین یہ نہ جانتی کہ میری تقدیر مجھ سے برگشتہ ہو گئی ہے
کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے میرے باپ سے میرے خواستگار ہوئے
لیکن صرف میرے انکار پر اونکو ناامیدی نصیب ہوئی اب جب میرا دل
تجھپر آیا تو نے مجھ سے روگردانی کی یہ سزا ہے اوسی کی جو مین نے
اورون کے حق مین کیا ہر چند کہ یہ رشک اسطرح کا ہے جسے کوئی بھی نہین گوارا
کر سکتا اور یہ زہر ایسا ہے کہ کام انسان کا تمام کر دیتا ہے مگر مین تجھ سے وعدہ کرتی
ہون کہ درد ہجر اٹھا دونگی اور جہان سے ممکن ہوگا تیرے معشوق کو پیدا کرکے تجھ سے
ملا دونگی لیکن صلہ اسکا میرے واسطے کیا ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ گویا تم نے مجھے
مول لے لیا سحابیہ بانو نے کہا کہ نہین بلکہ صلہ اسکا اسیقدر چاہتی ہون کہ جیسی خوشی مین تجکو
دون تو ویسی ہی خوشی مجھے بھی دے یعنے اگر شادی تیری ملکہ طوفان سبز پوش سے
ساتھ ہو جاتے تو مجھے بھی اپنی کنیزی مین قبول کر یہ سنکر اسد ثانی نے فرمایا کہ مجھے
یہ بسر و چشم منظور ہے اب جو ملکہ نے دلکی بات کہی تو وہ ساری وحشت تشریف لیگئی
اور بیٹھ گئے ملکہ سے نہایت توجہ کے ساتھ باتین کرنے لگے کہ کیا تم اوسکو جانتی ہو وہ کہان
رہتی ہے نہین اوسپر کیا اختیار ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اگرچہ اسوقت مجھے یہ یاد
نہین آتا کہ وہ کہان کی شاہزادی ہے مگر مین تم سے یہ کہے دیتی ہون کہ بہت جلد پتا لگا دونگی
یہ نام مین نے کسی سے ضرور سنا ہے اور اپنے کو کا مہتر صمد کو آواز دی مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے
کہا کہ تم ملکہ طوفان سبز پوش سے آگاہ ہو کہ وہ کسکی دختر ہے کہان رہتی ہے مہتر صمد
نے کہا کہ جی ہان مین اوسکو جانتا تو ہون مگر اتنا ہی جانتا ہون کہ وہ حوت آئینہ پرست
کی دختر ہے یہ نہین معلوم کہ حوت آئینہ پرست کہان کا حاکم ہے ملکہ سحابیہ نے کہا
کہ اسے مہتر صمد اگر تو پتہ اوس شاہزادی کا لگا دے تو مین کچھ انعام دونگی مہتر صمد
نے کہا کہ مین حتی الامکان کمی نہین کرونگا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ بس جاؤ دیر نہ کرو اور بہت
جلد پتا لگا کر واپس آؤ یہ سنکر مہتر صمد اوسیوقت روانہ ہوا بعد جانے مہتر صمد کے
ملکہ سحابیہ نے اسد کے واسطے کھانا منگایا دونون نے ساتھ کھانا کھایا
ایک مرتبہ اسد ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ عورتون کے فریب مین بھلا یہ اوس
محبوب کو کیا جانے جیسا پتہ ہم نہ لگا سکے یہ کیا لگا سکیگی بس ان خیالات نے ایسا پریشان

کہا کر فورا اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے پھر روکنا چاہا لیکن اسد ثانی نے کہا کہ اے ملکہ اب
مجھے نہ روکو اس لئے کہ جی گھبرا گیا ہے اور وحشت دل زور پر آ چلی ہے ایسا نہو کہ کوئی
بات تمہارے خلاف مجھ سے سرزد ہو اور تمہیں ملال گذرے ملکہ سحابیہ نے کہا تم کیسے ہی
کج خلقی کرو مگر میرے خلاف نہوگا کیونکہ مین تمہارے حال سے واقف ہو گئی ہون اسد ثانی
نے کہا کہ اگر تمہارے خلاف نہ ہوگا تو اب مجھے یہان کا بیٹھنا جبر ہے ملکہ سحابیہ نے کہا
کہ اچھا مجھ سے اقرار کرتے جاؤ کہ پھر آنا اسد ثانی نے وعدہ کیا کہ مین ضرور آؤنگا اوسکے بعد
باغ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا اور یہ شعر پڑھا ع

چھوٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا	صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا

اسی کے مناسب حال اشعار پڑھتے چلے جاتے تھے اب انکو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے لیکن اول

چند کلمہ داستان مہتر صمد عیار کے بیان کئے جاتے ہین

کہ جسوقت ملکہ سحابیہ نے مہتر صمد کو برائے تلاش طوفان سبز پوش روانہ کیا تو یہ باغ
سے نکلکر چلا اور شہر کے ناکے پر پہونچکر آیندہ روندہ سے شہر مالک کا حال دریافت کرنا شروع
کیا اتفاقاً کچھ سوداگرون سے ملاقات ہوئی اوسنے پوچھا کہ آپ لوگ کہان سے آتے ہین انھون
نے بیان کیا کہ ہم شہر سمرقند سے آتے ہین جو اس ملک سے بہت قریب ہے مہتر صمد
نے پوچھا کہ حال شہر سمرقند کا کیا ہے سوداگرون نے بیان کیا کہ شہر پر آشوب ہو رہا ہے باوشاہ
نہایت پریشان ہے ملک پر ہوت آئینہ پرست چڑھ آیا ہے اوسکے ساتھ فوج بیشمار
ہے اور ساحر بھی ہین بس یہ سنتے ہی مہتر صمد جانب شہر سمرقند روانہ ہوا جسوقت قریب
شہر پہونچا دیکھا کہ لشکر اوترا ہوا ہے صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل لشکر ہوا
اور دریافت کیا کہ یہ کسکی فوج ہے لوگون نے بیان کیا کہ ہوت آئینہ پرست کا یہ لشکر ہے
اب مہتر صمد سوچا کہ کیونکر دریافت ہو کہ خبر اسکی کس مقام پر ہے اسی فکر مین یہ لشکر سے
علیحدہ ہوا اور صحرا مین ایک درخت کے نیچے سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر
دریافت کرون کہ شام ہو گئی طائر اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھے مسافرون نے منزل
کی تمام صحرا مین تاریکی چھا گئی ایک ہو کا عالم نظر آتا تھا مہتر صمد گرچہ یا درندون کے خوف
سے ایک درخت پر چڑھ گیا کہ رات یہین بسر کرنا چاہئے صبح کو دیکھا جائیگا جسوقت یہ درخت
کے ایک بلند شاخ پر پہونچا تو نظر اسکی جانب شمال گئی دیکھا اسنے کہ کچھ روشنی ہو رہی ہے
مہتر صمد نے غور کیا کہ یہ کیسی روشنی ہے کوئی گاؤن یہان آباد ہے یا کسی قافلہ نے
قیام کیا ہے فاصلہ زیادہ تھا اچھی طرح محسوس نہوا آخر درخت سے اوتر آیا اور جان پر کھیل کر
اوسی جانب روانہ ہوا جہان ذرا سا کھٹکا ہوتا تھا تو درندون کے خوف سے یہ نقد آتشبازی
کھینچ مارتا تھا جب روشنی ہوتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ راستہ ہے پھر آگے بڑھتا
تھا اوسی روشنی کے سیدھ پر چلا جاتا تھا یہانتک کہ جاتے جاتے قریب پہونچا
دیکھا اسنے کہ ایک بارگاہ برپا ہے سراپردے اوسکے اوٹھے ہوئے ہین اور
اندر بارگاہ کے محفل عیش آراستہ ہے شغل سرود و ستار بھی ہو رہا ہے مہتر صمد
سوچا کہ کیا تدبیر کرنا چاہئے اور کیونکر اس محفل مین داخل ہونا چاہئے بس ویسے ہی ایک

ملکہ تجویز کرکے عورت اپنی ایک عورت کی بنائی اور قریب بارگاہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر رونا
شروع کیا اس قدر رو او نے واویلا مچائی کہ آواز اسکی اون لوگون نے سنی جو اوس محفل مین شریک تھے
کاکھون نے کہا کہ خاموش ہو رہو دیکھو تو یہ شور و غل کیسا ہے اس محفل مین سوا عورتون
کے مرد کا نام نہ تھا دو چار عورتون سے اوسکی مالک نے کہا کہ دیکھو تو یہ کون رو رہا ہے
اور اوسپر کیا مصیبت پڑی ہے وہ عورتین آئین اور پوچھا کہ اے نیک بخت تو کیون
رو رہی ہے تجھپر کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ بی بی تم سے کیا بیان کرون مین جس حال مین
ہون مجھے رہنے دو اونھون نے کہا کہ اگر ہم سے دوا تیرے درد کی ہو سکے گی تو تامل
نہ کرینگے اوسنے کہا کہ ہان اپنی ملکہ کے پاس لے چلو تو اونکے سامنے بیان کرون گی
وہ عورتین اسکو اپنے ہمراہ لیکر ملکہ کی خدمت مین آئین اسنے ادب سے ملکہ کو سلام کیا
ملکہ نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک کمسن عورت ہے نہایت قبول صورت ہے پوچھا
کہ تو اس صحرا مین کیونکر آئی اوسنے کہا کہ اک شرم کی بات ہے اوسے کیا بیان کرون
ملکہ نے فرمایا کہ شرم مردون سے کی جاتی ہے عورتین عورتون سے شرم نہین کرتی ہین
اسنے کہا کہ یہ صحیح ہے مگر درد صاحب درد سے بیان کرتے ہین ؎

ابتر ہی مریض کا جانا ہے	جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے

ملکہ سمجھی کہ یہ کسی کی عاشق ہے کچھ دیر سکوت کرنے کے بعد فرمایا کہ بس اب برخاست
کرو مجھے نیند آتی ہے یہ فرماکر اوٹھ کھڑی ہوئی اور اس عورت کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے
خوابگاہ مین آئی باریدارون کو بھی منع کر دیا کہ آج ضرورت اسکی نہین ہے اور تخلیہ کر دیا
اب اس عورت سے کہا کہ اے نیک بخت اب تو حال اپنا بیان کر مین بھی تیری طرح دردمند
ہون عجب نہین ہے کہ میرا تیرا درد ایک ہی سبب سے ہو اسی باعث سے مین نے
تخلیہ کر دیا اور اون لوگون کو ہٹا دیا جو قابل اسکے درد نہین ہین یہ سنکر اوس عورت نے
بیان کیا کہ اے ملکہ آفاق اول تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ کہین
ملک کی رہنے والی ہین اور یہان اس صحرا مین کیون قیام پذیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ مین
تجھ سے پوچھتی تھی تو مجھ سے پوچھنے لگی مجھے تیری طرح چھپانے کی ضرورت نہین ہے
اسلیئے کہ مین نے صحرا مین رہنا اسی غرض سے اختیار کیا ہے کہ آیندہ و روند سے دوا
اپنے درد کی پوچھون سچ تو یہ ہے کہ پہلے ہی مین بیان کئے دیتی ہون مگر اول یہ بتا کہ تو شاہون
اور شہریارون کے حالات سے واقف ہے اسنے کہا کہ خوب جانتی ہون مجھے
برس دن گذرا ہے اسی تباہی کو ملکون ملکون مین پھرتی یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے
کہا کہ مین تجھ سے سب حال اپنا بیان کئے دیتی ہون نام میرا الطوفان سبز پوش ہے دختر ہون
مالک عورت آتش پرست کی باپ نے میرے ملک سمرقند پر چڑھائی کی ہے
اور ملک گیری کرتا ہوا یہانتک پہونچا ہے لیکن مین بسبب ایک مصلحت کے
اوسکے ہمراہ آئی ہون اور اوس سے علحدہ صحرا مین رہا کرتی ہون اسلیے
کہ مین ایک کو اب دیکھا چاہتی ہون کہ اوسی کے تھیر عالم بیداری مین نظر آئے
اوس عورت نے یہ فقرہ سنکر [illegible] کہا کہ وہ خواب بیان کیجئے ملکہ نے کہا کہ ایک روز

شب کے وقت مین اپنے بالاخانہ پر سو رہی تھی مین نے دیکھا کہ میرے باغ مین محفل رقص و
سرود گرم ہے دور بادۂ ناب کا چل رہا ہے کہ ایک شہریار عالیوقار ایکایک میرے
باغ مین چلا آیا پہلے تو مجھے نہایت غصہ آیا کہ یہ کون مرد اجنبی نامحرم میرے باغ مین
چلا آیا لیکن جسوقت نظر میری اوسکے جمال جہانفروز پر پڑی تو سارا غصہ فرو ہوگیا اور
مین نے اوسکی تواضع کی وہ صحبت عیش مین شریک ہوا اوسی عالم مین میری آنکھ
کھل گئی اوسوقت سے مین نہایت پریشان ہون کیونکہ پتا اوس شہریار عالیوقار
کا لگاؤن اوس عورت نے پوچھا کہ نام اوس شہریار کا کیا تھا ملکہ نے کہا کہ نام اوسنے
اپنا اسد ثانی بتایا تھا مگر یہ مین نے نہ پوچھا تھا کہ وہ رہنے والا کس مقام کا ہے
اب اگر تو آگاہ ہو کہ یہ شہریار کس ملک کا رہنے والا ہے تو بیان کر مہتر صمد دل مین
نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مین اوسسے واقف ہون اتنے مین ملکہ اوٹھ بیٹھی چہرہ پر بحالی
آگئی اور کہا کہ اگر تم پتا اوسکا لگا دو تو جو مانگو گی مین دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین
بہت جلد اوسکو آپسے ملا دونگی مگر بات یہ ہے اپنے درد کا علاج کس سے کرون ملکہ نے
کہا کہ اپنا درد بیان کر مہتر صمد جو بصورت عورت بنا ہوا تھا کہا کہ مین اوسی شہریار
کے دوسرے بھائی پر عاشق ہون جسکا نام غضنفر بن اسد ہے ملکہ نے
کہا کہ اگر تم اسد ثانی کو مجھسے ملا دوگی تو مین اپنے کہے سنکر غضنفر کے ساتھ
تیرا عقد کرا دونگی غرضکہ اس عہد و پیمان کے بعد اوس عورت نے کہا کہ اب مجھے
جانے دیجیے تاکہ مین اوس شہریار کو راضی کر کے آپسے ملاؤن ملکہ نے کہا
ایسا نہ کرنا کہ تم نہ آؤ تمہین سے مجھکو ایک تسکین ہوئی اگر تم بھی نہ ہوگی تو اور میرا جی
گھبرائیگا مہتر صمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتی ہین آپ ہی کے ساتھ تو میری بھی غرض اٹکی
ہوئی ہے غرضکہ چلتے وقت اوسنے ملکہ سے کہا کہ کوئی نشانی اپنی دیجیے تاکہ وہ
شہریار عالیوقار آپکی محبت کا یقین تو کرے ملکہ نے اپنی ایک تصویر اسکو دی اسی
حال پر ملال کی کھنچی کہ بال پریشان چہرہ زرد لب پر آہ سرد زانوے فکر پر سر اور کہا کہ کہدینا کہ
تمہاری محبت نے ہماری یہ حالت بنا رکھی ہے مہتر صمد تصویر ملکہ کی لیکر رخصت
ہوا اب دیکھیے یہ باغمین کسوقت پہونچتا ہے اور کب ملکہ سحابیہ سے حال طوفان
سبز پوش کا بیان کرتا ہے لیکن اول چند

کلمہ داستان سرگشتہ راہ الفت و آوارہ کوی محبت شاہزادہ اسد ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ یہ ملکہ سحابیہ سے دامن چھوڑا کر اور پھر آنے کا اقرار کر کے چلے تھے کہ چند کوتوالی کے
آدمیون نے آکر انکو پکڑ لیا کہ تم کون ہو اور ملکہ کے باغ مین کس لیے گئے تھے
یہ اپنے ہوش مین کب تھے کہ مصلحت وقت کے موافق اوسنے بہانہ کرتے یا کسیطرح
اپنی جان بچا لیتے اوسنے سیدھے جواب دیے کہ وہ لوگ انکو گرفتار کر کے کوتوال
شہر کے پاس لیگئے اور تمام حال بیان کیا کوتوال شہر نے پوچھا کہ تم کیا جواب رکھتے ہو

اسد ثانی نے فرمایا کہ مین غلطی سے راہ بھولکر باغ مین چلا گیا تھا کوتوال ہنسا اور کہا کہ
ایسا بھونڈا فقرہ مثل مشہور ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد کیا باغ مین دروازہ نہ تھا یا
چہار دیواری نہ تھی خیر تمہاری اطلاع بادشاہ سے کیجاتی ہی فرمایا کچھ پروا نہین مین خودبدولت
عاجز ہون کوتوال شہر نے پرچہ بادشاہ کے نام تحریر کیا کہ ظل اللہ کو ایک ایسے امر کی
اطلاع دیجاتی ہے جسکے بیان مین ہاتھ کو رعشہ اور قلم کو لرزہ ہوتا ہے مگر المامور
معذور پر خیال کرکے عرض حال کیا جاتا ہے کہ ملکہ آفاق کے باغ سے ایک شخص نکلا
تھا اوسے گرفتار کیا ہے اب اوسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے جسوقت یہ عرضی کوتوال
کی بادشاہ کو پہونچی اور بادشاہ نے اوسے پڑھا نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے
سرخ ہوگیا پسینا ماتھے پر آگیا غیرت دامنگیر ہوئی پروانہ کوتوال کے نام تحریر کیا کہ ابھی اوس
مجرم کو لیکر حاضر ہو چوبدار پروانہ شاہی لیکر روانہ ہوا اسوقت قیصر شامی سوداگر بھی دربار مین
موجود تھا اور کچھ جواہر بیش بہا بادشاہ کو دکھا رہا تھا ابھی رخصت نہونے پایا تھا جو یہ
گزرا اور بادشاہ غصہ مین خاموش بیٹھا ہی نہ سوداگر کو جانے کا حکم دیا اور نہ جواہر خریدا لیکن
جسوقت حکمنامہ کوتوال کے نام پہونچا وہ اسد ثانی کو لیکر حاضر دربار ہوا ... مین لوگ
اسد ثانی کو دیکھکر آپسمین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ بیچارہ کہان سے آکر اس آفت مین مبتلا
ہوا اور کیا جرم اسنے کیا ہے جو اسکو اسطرح قید کئے ہوئے لیے جاتے ہین چہرہ سے
اسکے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہین دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے غرضکہ جسوقت
اسد ثانی سامنے بادشاہ کے پہونچا بادشاہ کی نظر صورت زیبا پر پڑی پکارا کہ او
اجل رسیدہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون باغ مین گیا تھا اسد ثانی کو ایسے کلمات کے
سننے کی کب تاب تھی غصہ مین آکر جواب دیا کہ او بادشاہ زبان سنبھال شریفون سے اسطرح
کی گفتگو کرتے ہین اگر مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو اپنی خوشی سے نہین گیا تھا تیری دختر
نے جب مجکو طلب کیا تو گیا بس یہ سنکر بادشاہ کو اور غصہ آیا کہ یہ میری دختر پر تہمت
رکھتا ہے اگر وہ کسی بدنیت سے طلب کرتی تو یہ ایسے حال خراب سے کیونکر نکل سکتا جو
گرفتار ہوتا یقینی یہ چھپ کر گیا تھا اور یا تو وہان سے نکالا گیا یا خود بسبب خوف جان کے
بھاگا ہوگا بس فوراً حکم دیا کہ قتل کرو اسد ثانی نے اتنا تو کہا کہ الحمد للہ کہ آج دنیا کے
جھگڑون سے نجات ملجاتی لیکن قیصر شامی نے جو یہ معرکہ دیکھا بیتاب ہوگیا اور کہا کہ
اے شاہ یہ شخص مجنون ہے جنگل سے یہ میرے ساتھ ہوا تھا اور یہانتک میرے ساتھ
آیا بستی سے اسکو نفرت ہے آدمی کے سایہ سے بھاگتا ہے نہین معلوم کیا اتفاق ہوا ہے
اور کیونکر یہ ملکہ کے باغ تک پہونچا یا دریافت حال اسکا کسی دوسرے ذریعہ سے کر لینا
چاہیے کیونکہ کوتوالی کے لوگ جیسے ہوتے ہین ظاہر ہے یہ لوگ اپنی نیکنامی کے لیے ہزارون
بیگناہون کو پھنسا دیتے ہین بادشاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور دوسرا حکم دیا کہ قتل کرو
اسکو لیکن یہ خبر ملکہ سمایہ کو بھی پہونچ گئی بس فوراً یہ وہان سے سوار ہوکر ...
بادشاہ مین حاضر ہوئی اور کہا کہ قبل اس مجرم کو قتل کرنے کے کچھ میری عرض بھی ...
بادشاہ نے دختر کے پاس آکر فرمایا کہ او شوخ دیدہ تو کبھی ...

آتی ہے اب تجھے بھی اوسی کے ساتھ قتل کرونگا سچا بیہ بالو نے کہا کہ یون تو ہر وقت آپ جان و مال
کے مالک ہین لیکن یہ شخص بالکل بے قصور ہے واقعہ اسکا یہ ہے کہ یہ باغ کے نزدیک
صحرا مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور مجنونانہ حرکتین کر رہا تھا مین واسطے
شکار کے نکلی تھی مجھے اسکی حالت پر رحم آیا اور مین نے بطور رہنمائی اسکو باغ مین
بلایا اور اسکی دعوت کی مسافر سمجھکر اوسکے بعد اسکو رخصت کر دیا جب یہ میرے
باغ سے نکلکر چلا تو کوتوالی کے سپاہیون نے اسکو گرفتار کر لیا اور اگر حضور کو کسی
نوع کا جو شبہہ ہے تو یا قسم مجھسے لیجئے یا مجھے قتل کیجئے اس لیئے کہ اسمین
قصور جو ہے تو میرا ہے یہ بالکل بے خطا ہے حضور کی بدنامی ہوگی اور بادشاہ عادل
مشہور ہوکر ظالم کے نام سے مشہور ہوجیئگا اتو بادشاہ کو ایک فکر پیدا ہوئی کہ کیونکر
اسکا حال دریافت کرون پس فوراً ایک قابلہ کو طلب کیا اور اوس سے کہا کہ دیکھو تو کہ
اسکی لڑکی کی عصمت باقی ہے یا نہین اور اگر تو نے کسی طرح کا ساز کیا یا رشوت
لیکر خلاف بیان کیا تو تجھے بھی قتل کرونگا قابلہ نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے میری اور علاوہ
ملکہ کو دیکھکر بادشاہ سے بیان کیا کہ بالکل غلط ہے اور ابھی تک ملکہ پاک دامن ہے
اگر اسمین فرق نکلے تو شاہ کو اختیار ہے کہ جیسی چاہے مجھکو سزا دین یہ سنتے ہی خون اپنا بحل کیا
یہ سنکر بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور اسد ثانی کو رہا کیا اور فرمایا کہ جہان چاہے
رہے کوئی اس سے تعرض نکرے اور اب جو حالات اسد ثانی کے دریافت کیئے تو اسکی وحشیانہ
حرکتون پر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور قیصر شامی نے بھی شکر خدا کیا کہ جان اسد ثانی
کی بچ گئی اور اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے جائے قیام پر آیا وہان ملکہ اپنے باغ کیجانب
روانہ ہوئی اور اسنے عہد کیا کہ اب زندگی مین ایسے باپ سے سامنا نکرونگی جسکو میری
طرف اسقدر بدگمانی ہوئی دوسرے روز پھر اسد ثانی جانب صحرا روانہ ہوے اور ملکہ
اپنے باغ سے تلاش اسد ثانی مین چلی لیکن اول اسد ثانی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
صحرا مین ایک چشمہ کے قریب بیٹھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے مہتر
صمد نمودار ہوا اور اسد کو دیکھکر سلام کیا اسد ثانی نے مہتر صمد کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا
خبر لائے مہتر صمد نے کہا کہ مین نے پتا لگا لیا مگر آپکو نہ بتاؤنگا اسد ثانی نے کہا کہ آخر اسکا
کیا سبب اونے کہا کہ وہ ایسے مقام پر ہی جہان پہونچنا آپکا ممکن نہین ہے یہی باتین تھین
کہ سامنے سے ملکہ سچا بیہ مرکب پر سوار نقاب چہرہ پر ڈالے نمودار ہوئی اور اپنے
عیار کو دیکھکر اشارہ سے منع کیا کہ اس سے مفصل حال نہ بیان کرنا ورنہ یہ ابھی وہان جائیگا او
اپنے ہوش مین ہے نہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے اور اسد ثانی سے کہا کہ میری
باغ مین چلیئے یہان بیٹھنا آپکا مناسب نہین ہی اور اسد کو ہمراہ لیکر باغ مین آئی اسد
ثانی سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو اب کسیکی اتنی مجال نہین ہے جو تمہین گرفتار کرسکے
اسد ثانی نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مجھے تمہاری رسوائی کا خیال نہوتا تو مین
کیا حقیقت تھی کوتوالی کے سپاہیون کی جو مجھے لیجاتے اور تمہارا لحاظ
نہ ہوتا تو تمہارا باپ مجھ سے سخت کلامی کرتا اور مین خاموش رہتا

اسی وقت زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا کہ میرے منھ پر میرے باپ کو تم اس طرح
کہتے ہو یہ کہکر مسکرائی اسد ثانی کو پھر ملکہ طوفان سبز پوش کا خیال آیا اور مہتر صمد سے کہا کہ
تمنے پتا نہ بتایا مہتر صمد نے تصویر ملکہ طوفان سبز پوش کی پیش کی جب تصویر دیکھی اسد کو شادی
مرگ کا عالم ہو گیا فوراً بیہوش ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ غضب کیا تمنے جو تصویر اسکو دیدی
اور تصویر اسد ثانی کے ہاتھ سے لیکر آپ دیکھی صورت ملکہ طوفان سبز پوش ایسی عجیب
تھی کہ ملکہ سحابیہ سکتے میں آگئی اور دلمیں قائل ہوئی کہ اگر اسد ثانی کی اسکے فراق میں یہ حالت ہے
تو بیجا نہیں ہے بقول شاعر شعر ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ * شنیدہ کے بود مانند دیدہ * اسکے
حسینوں کے افسانہ ہی سنتے ہیں مگر ایک زمانے میں اسکے حسن کا فسانہ بھی شہرۂ آفاق ہوجائیگا
بھلا جو ایسی نازنین کا شیدا ہوچکا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا خیال میں لائے ملکہ نے اس تصویر
کو چھپا لیا اور صمد سے حالات دریافت کیے اور کہا کہ تم کیونکر اسکی محفل میں پہونچے اور کسطرح یہ
تصویر دستیاب ہوئی مہتر صمد نے سارا واقعہ اپنے پہونچنے کا عورت بنکر بیان کیا اور کہا کہ
اے ملکہ جیسا خواب انھوں نے بیان کیا تھا ویسا ہی وہ بھی بیان کرتی ہے اور عشق ظاہر کرتی
ہے میں نے عورت بنکر اسکے دل کا سارا بھید دریافت کر لیا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ
اب شاہزادے کو اس سے ملانا زیادہ دشوار نہیں ہے لیکن اب کیا فکر کرنا چاہیے مہتر
صمد نے کہا کہ فکر کیا بتا دیجیے یہ آپ جاکر اس سے لے آئیے ملکہ نے کہا کہ یہ تو
آسان ہے مگر اے بھائی صمد اس میں بڑا اضطراب رہیگا جب وہ خود جاکر اپنی
معشوقہ سے ملیگا تو میرا احسان کیوں ماننے لگا اور وہ شاہزادی میری حقیقت
کیا سمجھے گی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خود جاکر اس کو لاؤں اور اسی باغ میں ان
دونوں کو یکجا کروں کہ دونوں میرے احسانمند ہوں اور میرا بھی خیال رکھیں یہ کہکر
پھر ملکہ اسد ثانی کو ہوشیار کیا اسد ثانی نے کہا وہ تصویر کہاں ہے ملکہ نے کہا
کہ تصویر موجود ہے مگر میں اب ملکہ کو لینے جاتی ہوں آپ اس تصویر سے اپنا دل
بہلایئے جب تک میں واپس نہ آؤں اس باغ سے باہر جانیکا قصد نہ کیجیے گا شاہزادے
نے فرمایا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہیں ملکہ نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہیں ہے
سارا کھیل بگڑ جائیگا اسد خاموش ہو رہا اور ملکہ سحابیہ بانو نے عیار مہتر صمد کو
ہمراہ لیکر باغ سے نکلی اور دونوں مرکبوں پر بیٹھکر جانب [illegible] ہوا سے [illegible]
روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن اب کچھ حال حضرت [illegible]
کا گزارش کیا جاتا ہے جس وقت اس کا لشکر صحرا سے سمرقند [illegible] آیا [illegible] نے
ایک نامہ طولانیہ شاہ سمرقندی کے نام لکھا کہ بہتر ہے کہ حاضر ہو کر [illegible]
اختیار کرو ورنہ تمام ملک کو تاراج کر دونگا جس وقت ایلچی نامہ لیکر طولانیہ
سمرقندی کے پاس پہونچا اور نامہ حاکم سمرقند کو دیا طولانیہ سمرقندی مضمون
نامے سے آگاہ ہوا اس [illegible] کا [illegible] آتش پرست کو [illegible]
پر جو اسکا [illegible] دیا [illegible] آتش پرست کو یہ خیال تھا کہ [illegible] خوف سے اطاعت
اختیار کریگا جس وقت جواب نامہ پہونچا اور مضمون سے آگاہ ہوا بس اسنے برہم ہو کر

حکم دیا کہ ہمارے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لے کر طولا بہ سمرقندی کے پاس آئے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ
لشکر دشمن میں طبل جنگ بجا ہے طولا بہ سمرقندی نے بھی نقارہ بجوایا اور فوج لے کر
قلعے سے باہر نکلا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان جنگ
میں آکر ایک دوسرے کے مقابل صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے اول تبر داروں نے
نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھلایا گھڑی بھر میں میدان کو مثل آئینے کے
روشن کر دیا نقیبوں نے بآواز بلند اشعار غیرت آمیز پڑھ کر لشکر کا دل بڑھایا کڑکیتوں
نے کڑکا کہا جنگی باجے بجنے لگے بہادروں کے خون شجاعت نے جوش مارا بہمن دیو
ساک اپنا گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت ہوت آئینہ پرست کے آیا اور اجازت
میدان چاہی ہوت آئینہ پرست نے کہا کہ جا تیرا خدا وند تیرا حافظ و نگہبان
ہے یہ سنکر بہمن دیو ساک میدان میں آیا مبارز طلب کیا فوج سمرقندی سے
مہراب سمرقندی نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی بہمن دیو ساک نے
مہراب سمرقندی کے مرکب کو مارا آخر مہراب سمرقندی نے تلوار کھینچ کر بہمن کے
مرکب کو پے کیا بہمن دیو ساک جست کر کے مرکب سے علیحدہ ہوا دونوں میں پیادہ
تلوار چلنے لگی آخر کار مہراب سمرقندی کے ہاتھ سے بہمن دیو ساک قتل ہوا اس کے
بعد سہراب سمرقندی نکلا وہ بھی ہاتھ سے بہمن دیو ساک کے مارا گیا یہاں تک کہ شام تک
بہت سے سردار طولا بہ سمرقندی کے قتل اور زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر
میدان سے پلٹ کر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے وزرا نے طولا بہ سمرقندی کو یہ صلاح دی کہ اب
قلعہ بند ہو بیٹھئے اسلئے کہ آثار اچھے نہیں ہیں طولا بہ سمرقندی قلعہ بند ہوا یہ خبر ہوت آئینہ پرست
کو پہنچی کہ طولا بہ سمرقندی قلعہ میں چلا گیا یہ سنکر مبہوت جادو کہ متوقع تھے
ہوت آئینہ پرست کی اس نے کہا کہ آپ اہل حرم بھجوا دیجئے میں کل شہر سمرقند کو
پھونکے دیتا ہوں ہوت آئینہ پرست نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی نہایت پریشان
ہوئے مگر کیا کر سکتے تھے ناچار و مجبور ہو کر انہوں نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونوں طرف
تمام رات نقارۂ رزمی بجا کئے صبح کو ہوت آئینہ پرست لشکر لیکر قلعے کے سامنے آیا مبہوت
جادو میدان میں آ کے مبارز طلب کیا جب قلعہ سے کوئی نہ نکلا تو اس نے کچھ اسم سحر پڑھ کر
آسمان کی طرف اشارہ کیا اس اشارہ کرتے ہی ایک گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور ایک
ابر سرخ جانب شمال سے نمودار ہوا اور قلعہ سمرقند کی طرف متوجہ ہوا ابر میں چمک بڑی زمین
کو ہلا دیتا رہا ہر چہار طرف گرجنے کی صدا دل ہلائے دیتی تھی اہل سمرقند دست بدعا تھے اور
پریشان تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے مگر وہ ابر آ کر پھیلنے لگا اور قلعہ پر مثل سائبان سرخ کے
چھا گیا اور بارش آتش ہونے لگی ہر طرف آگ برس رہی تھی شعلے لپک رہے تھے اہل قلعہ اضطرار
کی حالت میں ادھر سے ادھر دوڑتے پھرتے تھے اور فریاد کرتے تھے مگر جس پر شعلہ گرا اسے جلا کر خاک
کر دیا ہر چہار جانب سوا آگ کے کچھ نظر نہ آتا تھا ابر سے شعلے برس رہے تھے اور انسان کو جلا رہے تھے

تمام قلعہ کرہ نار ہو رہا تھا نمونہ دوزخ نظر آتا تھا یہانتک میگزین مین آگ لگ گئی دروازے
جلنے لگے لوگ اضطراب کی حالت مین نہر مین کو دپڑے وہان بھی مقرنہ ہوئی شعلون نے پانی
کے اندر جاکر جلا کر خاک کر دیا یہانتک کہ تمام قلعے کے لوگ مع طولابہ سمرقندی جلگئے اور اہل شہر نے
اگر حوت آئینہ پرست سے فریاد کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو سے کہا کہ اب
ان لوگون کو امان دو اگر یہ میری اطاعت نکرینگے تو انکو بھی پھونکدینا مبہوت جادو نے
دوسرا اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ابر حبسط سے اٹھا تھا اُسی طرف جاکر
نظر و سے غائب ہو گیا حوت آئینہ پرست نے ایک منادی کو بھیجا کہ جاکر ندا کرے کہ اے
اہل سمرقند اگر تم کو جانین اپنی عزیز ہون تو اطاعت ملک حوت آئینہ پرست کی اختیار کرو
اور مذہب آئینہ پرستی کو قبول کرو ورنہ سب کی یہی حالت ہوگی جو اہل قلعہ کی ہوئی ہے
یہ سنکر تھرتھرانے لگے سیکڑون نے ترک وطن کیا بہتون نے تقیہ کر لیا اور اکثر ایسے تھے
جنہون نے بدل وجان مذہب آئینہ پرستی کو اختیار کر لیا امرا شہر حوت آئینہ پرست
کے پاس آئے اور نذرین دین حوت آئینہ پرست نے انکو خلعت دیئے اور عہدے مقرر
کیے بہمن ولو ساک کو شہر سمرقند کا حاکم کر کے آبادی شہر کا حکم دیا اور آپ داخل شہر ہوا
اور ایک عیار کو روانہ کیا کہ جاکر ملکہ طوفان سبزپوش کو لے آئے اب عیار تو ملکہ کی طرف
جاتا ہے اور حوت آئینہ پرست شہر سمرقند مین مقیم ہوتا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑیئے
لیکن چند کلمہ داستان حیرت بیان کہا یہ دُر درگوش کے عرض کیے جاتے ہین
کہ یہ سانحہ اسنے مہر صمد کو دیا تو لیکر برائے تلاش مخفل طوفان سبزپوش روانہ ہوئی تھی
طے مراحل و قطع منازل کے بعد سرحد سمرقند مین پہونچی تو اسنے گھوڑا اور ہتھیار چھوڑا اور مہر
صمد کے حوالے کیا آپ منہ پر بھبھوت ملا بیراگی ہاتھ مین لے لٹین بالون کی منہ پر چھوڑ دین اور
انڈوا سر پر رکھکر گیروے کپڑے پہنکر جوگن کا لباس اختیار کیا اور گاتی ہوئی چلی مہر صمد
سے کہدیا تھا کہ اگر تمہارے آنے کی ضرورت ہوئی تو مین کوئی نشانی اپنی تمہین بھیجدونگی
تم اُسی نشانی پر چلے آنا یہ تو یہان ٹھہر گیا اور ملکہ سحابیہ دروسر گوش بتلاش مخفل ملکہ طوفان
سبزپوش روانہ ہوئی اسطرف سے تو یہ جاتی ہے اور اُدھر حال ملکہ طوفان سبزپوش کا
بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے وہ عورت اسد ثانی سے ملنے کی تسلی دیکر گئی ہے ملکہ
کی عجب حالت ہے کہ شوق مین بیتاب ہے اکثر انیسون جلیسون کو لیکر صحرا مین نکلتی ہے اور
انتظار اس عورت کا کیا کرتی ہے آج صبح کا وقت ہے ہوا سرد چل رہی ہے طایران باغ
مصروف نغمہ سرائی ہین گلون پر بہار ہے کرّ بالا تمام صحرا مین پھولا ہوا ہے درختون کے پتون
پر جو پڑی ہے تو عجب لطف دکھا رہی ہے ہر شجر رشک نخل طور معلوم ہوتا ہے جلوہ قدرت معبود
کا نظر آتا ہے پپیہے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی ہے ملکہ اپنے قاصد کے انتظار مین سیر صحرا
کرتی چلی آتی ہے جھرمٹ عورتون کا اسکے ساتھ ہے جسمین ایک ایک پری جمال آفت ہوش ہے
ملکہ کی زبان پر یہ شعر ہے شعر یارب تو خیر کرنا قاصد نے دیر کی ہے + یا راستہ ہی بھولا یا راہ
پھیر کی ہے + نہین معلوم ہمارے پیغام بر سے اور اُس یار جانی سے ملاقات بھی ہوئی یا نہ
اور ہمارا پیام اگر سنا تو کیا جواب دیا امید تو ہے کہ اسنے بھی ہماری تلاش پہ چلتے ہوں گے

کیونکہ مثل مشہور ہے شعر دل را بدل راہیست درین گنبد سپہر + از رو نے کینہ کینہ و از رو نے مہر مہر + مگر دیکھیے وہ کون سا دن ہوتا ہے جو اسکا دیدار پھر نصیب ہوتا ہے حالانکہ اس فلک کجرفتار کی رفتار سے تو یہ امید نہیں ہے کہ ہماری زندگی میں وہ دن بھی آ جائے جیسے مست کہتے ہیں کیونکہ ہمیشہ سے اسکا شیوہ دل آزاری و جفاکاری ہے بقول شاعر شعر ؎ دو دل کو یکجا بیٹھا تا نہیں + کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں + ہمیشہ اسنے اہل دل پر ظلم ہی کیے ہیں وہ کون ہے جو اسکے ظلم کا شاکی نہیں ہے مگر ہاں اپنے جذب دل پر اتنا بھروسا ضرور ہے کہ عجب نہیں ہے جو یہ اسکو کھینچ لائے اسی طرح کی باتیں دریسہ کرتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کان میں تونبی کی آواز آئی ملکہ نے گھبرا کر داہنی جانب دیکھا تو ایک جوگن نظر آئی کہ سن و سال اسکا پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہ ہوگا بھولی بھولی صورت دھولی رنا نکے ہو نکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چاند ہے جسپر ہلکا ہلکا ابر آیا ہوا ہے ملکہ طوفان سبز پوش کا دل بھر گیا اور اس درد سے تونبی بجا رہی تھی کہ ملکہ بے اختیار رونے لگی ادھر اس جوگن نے جو ملکہ طوفان سبز پوش کو دیکھا کہ ایک آفتاب جسپر ستاروں کو سایہ کیے ہوئے زمین کی سیر میں مصروف ہے اندام میں اسکے رعشہ پڑ گیا قریب تھا کہ تونبی چھوٹ پڑے اور اسے غش آ جائے لیکن اپنے کو سنبھالا اور اسطرح جھوم جھوم کر تونبی بجانے لگی جیسے اسنے کسیکو دیکھا ہی نہیں ملکہ خود قریب اسکے آئی اور تونبی سننے لگی ادھر تو ملکہ طوفان سبز پوش کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ادھر جوگن کی یہ حالت تھی کہ دونوں رخساروں پر ایک سیلاب آیا ہوا تھا ملکہ کے ساتھ جسقدر عورتیں تھیں وہ بھی مبہوت ہو رہی تھیں آخرکار ایک آدھ مصاحب نے ملکہ سے کہا کہ دن زیادہ چڑھ آیا ہے آندوروں کا خوف ہے اگر حضور کو گانا اس جوگن کا پسند آیا ہے تو اسکو خیمہ میں لے چلیے وہاں اطمینان سے سنیے یہاں صحرا کا معاملہ ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا ذرا مجھے حال تو اسکا دریافت کر لینے دو دیکھوں تو میرے مکان پر چلنا قبول بھی کرتی ہے یا نہیں ان عورتوں نے کہا کیا مجال ہے جو قبول نہ کریگی اور اگر یہ نہ چلی جائیگی تو ہم زبردستی اسکو لے چلینگے یہ سنکر ملکہ نے دانتوں میں انگلی دبائی اور کہا کہ میں اسے نہیں روا رکھتی کہ کسی کو جبر سے لے چلوں اسکا جی چاہے چلے نہ جی چاہے نہ جائے اس جوگن سے خود ملکہ نے کہا کہ بی جوگن اگر کچھ منظور ہو تو ایک آدھ روز ہماری مہمانی کو قبول کرو جوگن نے عرض کی کہ آپ شاہزادی ہیں ایک فقیرنی انکار تو نہیں کر سکتی مگر حضور کو میری ذات سے پریشانی ہوگی کیونکہ میں جنگلوں کی گرد آوارگی اور ہجر و فراق میں سوا گانے اور رونے کے اور کسی بات سے مجھے غرض نہیں ہے اگر کسی وقت ایسا آشفتہ ہو گیا کہ اٹھنا اور بیٹھنا دشوار ہو تو کچھ کھا پی لیا کہ سہارا ہو جائے ایک تو در اصل اسکی بھی حالت تھی دوسرے جوگن نے اور زیادہ درد سے بیان کیا اور اپنے اوپر حالت طاری کر کے کہا کہ ملکہ کی طبیعت نہایت متاثر ہوئی اور فرمایا کہ میں بھی دردمند ہوں جو تم اپنا شغل بتلاتی ہو یہی میرا بھی شغل ہے میرے تمہارے خوب بسر ہوگی بقول شخصے شعر قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + [illegible] جوگن کی حسرت پسند کرتی ہوئی جوگن بولی کہ یہ آپ فقیر نوازی کرتی ہیں ورنہ مجھ سے آپ کا جی کیا بہلیگا غرضکہ

اس غزل کے جو اکثر اشعار ملکہ کے حال زار کے مطابق تھے تو دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ورق طلا پر موتی ڈھلک رہے ہین یا عارض گل پر شبنم پڑ رہی ہے اُن سرمہ آگین آنکھو نسے آنسو ونکا نکلنا اور نوک مژہ پر ٹھہرنا عجب لطف دکھاتا تھا بقول شاعر شعر در ابلق کسے کم دیدہ موجود + مگر اشک بتان سرمہ آلود + اُدھر جوگن کی بھی حالت ملکہ کے قریب ہوگئی ہے دیر تک سناٹا رہا بعد اسکے جوگن نے ملکہ کی طرف دیکھ کر بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا خدا کے لیئے کوئی چیز ایسی ہی اور سُنا دے تو نے تمام زخم میرے دل کے تازے کر دیئے جوگن نے عرض کی کہ یہ کیا اچھا کام کیا اسکے عوض مین مجھکو سزا ملنا چاہیئے نہ کہ آپ پھر ایسی چیز کی فرمایش کرتی ہین جس سے طبیعت متاذی ہوتی ہے ملکہ نے کہا ایسے اذیت دینے والونکو انعام دیا جاتا ہے اور اس ایذا مین ایسی لذت ہے جسکو ہر شخص خوشی سے گوارا کرتا ہے ہم تو تم سے کہتے ہین تمھین اب کیون عذر ہے جوگن نے عرض کی کہ بہت خوب اور گنگنا کر یہ دوسری غزل گانا شروع کر دی

غزل

رنگ عیش بزم پر (؟) دی چھائی ہوئی + | آج ہر صورت سے اس محفل میں رسوائی ہوئی
شعر سمجھیگا یہ کوئی کہ آپ سے خود آرائی ہوئی | کاش آجاتی مجھی کو غیر کی آئی ہوئی +
خوف رسوائی میں آنسو بھی بہا سکتے نہیں | بجھتی ہے کب آسمان کی آگ برسائی ہوئی
کھلکھلا رندونسے ساقی ورد گردن کا سبب + | بال ساغر میں تھا می زاہد کی ٹھکرائی ہوئی
حضرت واعظ بھی ہین اک مہربان مجھ رند کے | یہ نہ پوچھو کس جگہ ان سے شناسائی ہوئی
عاشقونکی موت دشمن اُنکی آرائش کی ہے | جان دیدی پھر کسی نے جب خود آرائی ہوئی
ترک اسے تا صبح کریں نظارہ بازی کسطرح | میری آنکھیں اور دل شیدا کی سمجھائی ہوئی
صبح کو دیتی ہے یاد لذت شب کا پتا + | چھپی چھپی مسکراہٹ آنکھ شرمائی ہوئی
نامہ و پیغام برسون اور نتیجہ کچھ نہیں | منھ تھکے تھکا رہا خامہ فرسائی ہوئی +
فیصلہ کو بخشش باہم سے پرسون چاہیئے | جب ہر اک شکوہ کے خاطر محفل آرائی ہوئی
اب بنانے سے بنے کب گوشہ شوشئہ رسکے | بے نشانو نکی تھد اور اُنکی ٹھکرائی ہوئی
مجمع احباب میں ضبط بکا مشکل ہوا + | خشک آنسو ہو گئے جسوقت تنہائی ہوئی
رازپوشی محبت و اجب نہ خودداری ہو فرض | ایک بھی ہو گا اگر دونون کی رسوائی ہوئی
جوش رحمت مانع خوف گنہ ہی آرزو | توبہ ٹوٹی آئی ہے پھر کالی گھٹا چھائی ہوئی

جوگن نے ایسی دردانگیز آواز سے یہ غزل سُنائی کہ ملکہ طوفان سینہ پوش کا جوش عشق اور زیادہ ہو گیا اور چشمہائے چشم اسقدر بہے کہ صحرائے دامن تک سیلاب اشکون کا پہونچ گیا دریائے شوق مین طغیانی ہوئی دل کی کشتی گرداب بلا مین پھنس گئی ساحل مراد نظرون سے پنہان ہو گیا آہون کی باد مخالفت نے جہاز دل کو تباہی مین ڈالدیا اور امیدون نے منصب ناخدائی سے کنارہ اختیار کیا تلاطم بحر غم مین کشتی امید طوفانی نظر آنے لگی آخرکار ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا اور جوگن کا ہاتھ پکڑکر تخلیے مین لائی اور کہا کہ تجھے کیا مصیبت پڑی ہے جو اس سن مین یہ فقیری اختیار کی افسوس کہ یہ تیرا حسن و جمال اور یہ سن و سال غربت مین ملنے کے واسطے پیدا ہوا تھا جوگن نے عرض کی کہ جب شاہزادیان

اور شہریار زادیان مبتلا سے کے درد و الم ہون تو میری کیا حقیقت ہے طوفان سبز پوش نے کہا
کہ دل کی موج سب کو ڈبوتی ہے جا کے ہے عجیب ہو چاہے امیر عشق کے ظلم مین اتنی ہی تو
عدالت ہے کہ اسے اس سے غرض نہین ہے کہ یہ کون ہے جہ گن نے عرض کی کہ
کہان ان مضمون سے تو حضرت عشق عادل ہین مگر در اصل اپنے بڑھ کر ظالم اور قانون پرست
کوئی نہو گا جسکو دبا پایا اسے اور بھی ڈالا اور یہ خود بے پروا ہوا جس سے یہ خود نہین بولتے
یا نے کیا ان لوگون کے دل پر تی ہو ہزارون نے جانین دے دین اور انکو کبھی پروا بھی نہین
ملکہ طوفان سبز پوش کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل مین کہا کہ اسکی باتین تو زہر مین
بجھے ہوے نشتر سے کم نہین ہین جہ گن سے پھر اصرار کیا کہ حال اپنا بیان کرو جہ گن نے
کہا کہ ایک شرط سے مین بیان کرتی ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیا جہ گن نے کہا کہ اپنا
حال بھی مجھ سے نہ چھپایئے گا ملکہ طوفان سبز پوش نے تیور بدل کر کہا کہ کیا میں بھی کسی کی
عاشق یا عاجز ہون جو اپنا حال بیان کرون میرا حال یہی ہے کہ ہزار ہا شاہزادے
میرے حسن کا شہرہ سنکر آئے اور اچھوتے میری تلاش کر کے تھک گئے لیکن میرا دیدار
انکو میسر نہوا جہ گن نے کہا کہ خدا ان لوگون کے صبر سے بچائے آپنے تو مجھے
ڈرا دیا ایسے بیدرد ہونے کا ہے کو ہین آپ سے داد چاہتی ہین تو یہ پائی ہون یہ کہکر
اٹھنے ہی کو تھی کہ ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا بی بی بیٹھو پہلے مغز سخن تو پہونچ لو پھر تعجب
ہوا کرنا یہ کام بیسواؤن کا ہے کہ ہر ایک کو صورت دکھائین کسی کو ناخوش نہ رکھین اپنی
بیپردی کیا ہے کیا مین اپنی عزت ان لوگون کے واسطے ڈبو دیتی معلوم ہوتا ہے کہ
تم ایسی مذاق کی ہو جہ گن نے کہا کہ میرے دشمن کیون ایسے ہونے لگے ملکہ نے کہا کہ
کیا تجھ سے پھر دوسرے کو کیون کہتی ہو لے اب اپنا حال بیان کر جہ گن نے کہا کہ
مین ایک شہریار عالی وقار پر عاشق ہون کہ وہ اور کے عشق مین مبتلا ہے مجھ سے ملتفت
نہین ہوتا ملکہ نے حیرت مین آکر کہا کہ کیا وہ جس عورت پر عاشق ہے وہ تجھ سے بہتر ہے
تو خود ہزار دو ہزار مستورات مین ایک ہے جہ گن نے عرض کی کہ کیا کہون اس عورت
کو مین اسکے تلوے کی برابری بھی نہین کر سکتی ملکہ طوفان سبز پوش نے کچھ سوچ کر کہا
کہ پھر کیا ہو گا جس وقت وہ عورت جسپر وہ عاشق ہے اسے مل جاینگی تو وہ تجھ سے اور
بھی کنارہ کشی کریگا جہ گن نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہے بلکہ اسکی بابت اپنی معشوقہ
کے لیئے ایسی خراب ہے کہ میری حالت اسکے واسطے اسقدر پریشان نہین ہے شاید اسکا
سبب یہ ہو کہ اسکا دیکھنا مجھے ممکن ہے اور وہ اپنی محبوبہ کے دیدار سے بھی محروم ہے
ملکہ نے کہا کیا تم اسے جس وقت جی چاہے دیکھ سکتی ہو جہ گن نے عرض کی جی ہان
ملکہ نے کہا کہ پھر کتنے تھوڑا ہمدردی کیون اختیار کی اور قربت اس یار جانی کی ترک کی
معلوم ہوتا ہے کہ تم مین رشک کا مادہ زیادہ ہے اور تمنے جلد دست برداری کی اور
دل اپنا اسکی طرف سے ہٹا لیا جہ گن نے عرض کی کہ جی نہین ایسا نہین ہے بلکہ
اسکی عاشق نہین بلکہ بیچارہ ساز ہون اسی فکر مین ہون کہ جہان کی خاک چھانون اگر اسکی محبوبہ کو
اس سے ملاؤن ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ مرحبا یہ بھی تیرا ہی کام ہے

اب جوگن نے ملکہ سے پوچھا کہ آپ بھی اپنا حال نہ چھپائیں اسلیے کہ یہ تو میں جان چکی کہ آپ
صاحب درد ہیں ملکہ نے اپنا خواب جسطرح مہ شہر صمد گردیا سے بیان کیا تھا اسی طرح جوگن سے
بھی کہا جوگن نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے معشوق کو آپ سے ملادے تو اسکے صلہ میں سے
کیا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ میں زبان دیتی ہوں کہ جو مانگیگا وہ میں دونگی جوگن نے کہا کہ اس قول
کو بھول نہ جائیے گا ملکہ نے کہا کہ میں اپنا قول زندگی میں نہیں بھولتی مگر مجھے امید ہی نہیں کہ میری
زندگی میں میری حسرت دل برآئے اور تمنا میری نکلے جوگن نے کہا کہ صورت اس شہریار کی
بیان کیجیے ملکہ نے خواب کی یاد کے موافق سراپا اسد ثانی کا بیان کیا بس یہ سنتے ہی جوگن
نے تصویر اسد ثانی کی جھولی سے نکال کر پیش کردی بس جیسے ہی نظر ملکہ طوفان سبز پوش
کی اس تصویر پر پڑی تصویر حیرت ہو گئی اور دیر تک سکوت میں بیٹھی رہی بعد اسکے جوگن سے
کہا کہ ہاں وہ شخص یہی ہے اسے جوگن جلد بتا کہ یہ شخص کہاں ہے جوگن نے کہا کہ میرے
باغ میں مہمان ہے اور آپ کے غم میں بیمار ہو گیا ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ اسنے مجھ کو
کہاں دیکھا تھا جوگن نے کہا کہ وہ بھی اسی طرح کا خواب بیان کرتا ہے جس طرح آپ نے
بیان کیا یہ سنکر ملکہ کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ تمھارا باغ کہاں ہے اور اس باغ تک وہ
کیونکر پہونچا اب یہ حال مفصل بیان کرو جوگن نے کہا کہ میں دراصل جوگن نہیں ہوں بلکہ میں
دختر ملکہ سحاب لنگر گیری ہوں کہ بادشاہ ملک سحاب ہے وہ شہریار یعنی اسد ثانی
میرے ملک میں ایک روز اگر کے ساتھ وارد ہوا اور میں نے اسے صحرا میں بحال خراب دیکھ کر
اپنے باغ میں بلوالیا اس سے حالات اسکے دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ آپ کی محبت نے
اسکو تباہ و برباد کر دیا ہے اور صحرا کی خاک چھنوا کر یہاں تک پہونچایا ہر چند کہ میرا دل بھی
اس کی طرف مائل تھا لیکن میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں تمھاری محبوبہ کو تم سے ملادونگی
اسی حیلے سے اس کو روکا پہلے اپنے عیار کو اسنے برائے تلاش بھیجا تھا جب وہ صورت بنکر
حالات آپ کی دریافت کر گیا اور تصویر تیار کر دی تو اب میں جوگن بنکر یہاں تک پہونچی اور وہ
کیفیت مجھ کو ملی جسے میں اول کے بیان میں اور اپنے حالات میں کہہ گئی ہوں میں جسکی عاشق ہوں
وہ آپ کا عاشق ہے یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش نے جوگن کو گلے سے لگایا اور جوش محبت
میں پیشانی اور رخساروں پر بوسے دیے اور فرمایا کہ مجھے تجھ سے آنکھیں چار کرتے حجاب معلوم ہوتا
ہے تو بڑے ظرف کی عورت ہے جو ایسے امر کو تو نے اپنی خواہش سے گوارا کیا کوئی عورت
سوت کا نام سننا پسند نہیں کرتی تجھ سے کیونکر ہوا جو تو خود اپنی سوت کی تلاش میں اس حالت
سے سرگرداں نکلی اور اس طرح کہ پروردہ ناز و نعمت ہو کر بیابان گردی و صحرا نوردی کی
مصیبتیں برداشت کیں اور یہاں تک اپنے کو پہونچایا بس اب مجھ کو مفصل معلوم ہو گیا کہ تم جس
غرض سے نکلی تھیں وہ مطلب تمھارا پورا ہو گیا اب تمھیں مناسب یہ ہے کہ اس لباس
کو جسم سے دور کرو مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی دیکھ کر افسوس آتا ہے جب تک
مجھ کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی اسوقت تک تو مجبوری و ناچاری تھی لیکن اب دیکھا نہیں
جاتا میری تقصیر بھی تم [illegible] معذرت کرتی ہوں کہ تم کو تمھارے رستے کے لائق میں نے
خاطر نہ دی میری خطا [illegible] معاف کرنا ملکہ سحاب چہرہ [illegible] نے عرض کی کہ میں اسوقت بھی

دعا دیتے کنیزی رکھتی ہون اور آیندہ کبھی آپکی خدمت سے باہر نہین ہون ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ نہین مین تمکو بہن کے برابر سمجھتی ہون اور سمجھونگی اور اوسیوقت ملکہ سحاب صفدر در گوش کو نہلوا کر پوشاک شاہانہ پہنائی لباس فقیرانہ بدلوایا اور اپنے پہلو مین بٹھایا اسپر ملکہ سحاب صفدر در گوش نے کہا کہ اسے ملکہ زیادہ عرصہ لگانا مناسب نہین ہے اسلیے کہ میرے باغ مین چلکر اوس شہریار عالیمقدار سے ملتے نہین معلوم آپکے فراق مین اوسکی کیا حالت ہوئی ہوگی اوس بیمار محبت مین اب اتنی طاقت نہین ہے کہ زیادہ زمانہ فراق کا جھیل سکے ؎

ہوا ہے حال یہ اب تو ترے بیمار ہجران کا	کہ جس نے کھولکر منھ اوسکا دیکھا بس یہی جانا

یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش پریشان ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہاے مین کسطرح چلون تم ابھی میرے حالات سے آگاہ نہین ہو ورنہ اسطرح نہ کہتین مجھکو آزاد نہ سمجھو مین بد نصیب قید مین مبتلا ہون میرے ساتھ دو جادوگرنیان ہین جو دامن کوہ مین مقیم ہین اگر مین کسی جگہ جاؤنگی تو اونکو ضرور خبر ہوجائیگی اور راز افشا ہوجائیگا میرے باپ کو اگر خبر ہوگئی تو خدا جانے وہ میری اوسکی کیا حالت کرے ؎

اپنا تو یہ حال ہے کہ مرغی بے بال قفس مین	اب ہو وہ دیکھیے کیسی بنے آیندہ کسی سے

اسے ملکہ سحاب صفدر در گوش اسوقت جو میرے دل کی حالت ہے اوسے میرا ہی دل جانتا ہے کہ عجیب بیبسی کی حالت ہے ملکہ سحاب صفدر در گوش نے کہا کہ اچھا پھر اونکو یہین لے آؤ طوفان سبز پوش نے کہا ایسا غضب بھی نہ کرنا یہ اوس سے بدتر ہے وہ جادوگرنیان روز آتی ہین اور خیریت دریافت کرکے چلی جاتی ہین میرے ملازمین میرے دوست نہین ہین مجھے ہر وقت اسکا خوف ہے اگر اون جادوگرنیون کو کسی نے خبر کردی تو اور بھی مشکل پڑجائیگی ایسا کوئی انتظام ہوتا کہ اونکے ہاتھ سے نجات ملتی ان کمبختون کی موت بھی خدا نے نہین خلق کی ہین تین سو برس کی عمرین ہین اور ابھی تک اسکے زور سے جوان معلوم ہوتی ہین ملکہ سحاب صفدر در گوش نے کہا کہ اچھا ہی کی ہمت مردان مدد خدا ہمت نہ ہارو یہان تو عورتون کی ہمت ہے ہم بھی اوسی خدا کے بندون مین ہین کیا ہماری مدد وہ نہ کریگا مین اسکی تدبیر کرتی ہون کوئی فکر آپکی مت کرو طوفان سبز پوش نے کہا مجھے کسی کا اعتبار نہین جو کام ہو اوسے مین خود کرسکتی ہون یا تم تکلیف اٹھاؤ ملکہ سحاب صفدر در گوش نے کہا کہ میرا ایک عیار میرے ساتھ ہے جسکے ذریعہ سے مین نے آپکا پتا لگایا اور جو میرے ساتھ یہان تک بنکر آیا تھا وہ یہان سے کچھ دور پر گھوڑے سے لیے ہوے کوہ مین جاکر اوسکو بتا اور جادوگرنیون کے رہنے کا پتا بتاتی ہون وہ جا کر اونکو قتل کرآئیگا اوسکے بعد آپ میرے ساتھ یہان سے نکل چلیے گا طوفان سبز پوش کو بھی یہ رائے پسند آئی اور ملکہ سحاب صفدر در گوش سے کہا کہ بہن تمہین تکلیف ہوئی کو ہرچند کہ فرض میرا یہ تھا کہ مین تمھین راحت پہونچاتی نہ کہ خود ہی تکلیف دون مگر کیا کرون کہ

شکایت ضرور ہے کہ تم مجھسے وعدہ کا دیکر چلی گئیں تمہارا انتظار کرتے آخر کار عاجز ہوکر اسوقت
مین باغ سے نکلا تھا کہ کیا خبر تھا مین ملکہ سحابیہ نے کہا کہ باغ مین چلو قمر چشم سے مجھکو تمہارا
تمنا تمہاری پوری کریگا اسد ثانی نے کہا اب مین باغ مین نہ جاؤنگا تم لوگ مین تمہاری طرف سے ایسی
مین مجبور رکھونگی حال تمہارا معلوم ہو گیا اب سحابیہ قمر در گوش تو یہ چاہتی ہے کہ یہ باغ مین
چل لے تو مین طوفان سبز پوش کو دیکھاؤن ایسا نہو کہ ہر دو لوٹن وارفتگان محبت ایک دوسرے
سے وہیں بیہوش ہو جائیں اور آنکھ در دنبو پھر تماشا مشہور کرین تو باعث رسوائی و بدنامی
دونوں کے ہو اسلئے بقول شاعر ؎

اور اب عاشقی کا رہے پاس انہون		حالت نہ وہ پائے تماشا کہین سے

پاؤن سے لیکے سر تک

اگر دونوں کی رسوائی ہوگی		ایک بھی ہوگا اگر دونوں کی رسوائی ہوگی

لیکن اسد ثانی کو یقین نہین آتا ہے کہ ایک ادب ہی نقاب اسیا تھرپہ ہے
کہ اسکے دل کو تا اسیدون نے ایسا پژمردہ کر دیا ہے کہ خیال اسطرف نہین جاتا کہ یہ دو نمبر ان نقاب ابرار
کیون نقاب چہرہ کی نہین اوٹھاتا شاید یہ طوفان سبز پوش ہو عجیب دکھا سحابیہ
در در گوش نے کہ یہ کسیطرح یقین نہین جانتا تو سحابیہ در در گوش نے طوفان
سبز پوش سے اشارہ کیا کہ نقاب اوٹھا دو کہ پھر یہان نہ ٹھہرتا اور باغ ہی کے اندر
جاکر دم لیتا طوفان سبز پوش سحابیہ لوگو اپنا محسن سمجھکر اسی کے کہنے کی پابندی کرتی ہو
لبس اسنے بند نقاب کھولا اور نقاب چہرہ سے اوٹھاتے نقاب کا اوٹھنا تھا کہ آفتاب حسن پردہ
ابر سے نمودار ہو گیا کہ ٹوٹ اسکے چہرہ کی زمین پڑی اور فردون کو چمکا دیا نظر جو اسد ثانی
کی اسکے چہرہ زیبا پر پڑی بے اختیار چاہا کہ دوڑ کر لپٹ جاؤن مگر رعب حسن نے
آگے نہ بڑھنے دیا اور دلربا طوفان سبز پوش نے جسوقت سے اسد کو دیکھا ہے اسکی
بیتابی بھی افزون ہو گئی ہے بقول شاعر ؎

جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کیون کرے		ہم اسے دل دم اظہار وفا کیون کرے

ہر چند کہ صبر و شکیبائی رخصت طالب ہین اور ضبط بھی سلیقہ دینے کا وعدہ نہین کرتا مگر حجاب
و ناز معشوقانہ بیجا اسکی اجازت بھی نہین دیتا یہ عجیب کشمکش کی حالت مین ہے مگر
سنبھالنے والی تو ملکہ سحابیہ در در گوش موجود تھی اوسکی اشارہ کے ساتھ ہی ملکہ
طوفان سبز پوش جانب باغ روانہ ہوئے اور اسد ثانی بیتاب ہوکر یہ اشعار
پڑھتا ہوا پیچھے چلا ؎

جھلک دکھلا کے منہ پھیرے چلے جاتے ہو کیا حال		ذرا اتنا تو فرما دو کہ تم کیونکر تڑپتے ہین

و نگہ

اودھر جانے والے اودھر دیکھ لینا		کلیجا کوئی تھام کر رہ گیا ہے

اب آگے آگے تو ملکہ طوفان سبز پوش اور سحابیہ در در گوش ہے اور پیچھے
پیچھے اسد ثانی مثل ماہی بیتاب بیقرار چلا جاتا ہے یہانتک کہ ملکہ باغ مین پہونچکی اور
اسد ثانی بھی داخل باغ ہو انتظر دونون کی کنگرہ ملکہ پھر پڑی دوڑ کر پاؤن

کہتی تھیں کہ اب ہمارا تمہارا قیامت تک ساتھ ہے اگرچہ چار دن بھی ساتھ نہ دیا خیر کیا یاد کروگی تو
ہم بھی تمہارے ہی پاس آتے ہیں بعد تمہارے ہم کو بھی اس دنیا فانی میں رہنا منظور نہیں ہے
یہاں بھی تمہاری خدمت میں تھے وہاں بھی کنیزی کرینگے مگر ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہہ کے کچھ اشعار
عبرت آمیز زبان پر جاری کیے اشعار

جائے عبرت سرائے فانی ہے — مورد مرگ ناگہانی ہے
مجمع مہ طلعتان خوش الحان — پڑے سوتے ہیں کل من علیہا فان
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے — نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے — استخوان تک بھی انکے خاک ہوئے
ہے نہ شیریں نہ کوہکن کا پتا — نہ کسی جا ہے نل و دمن کا پتا
بوئے الفت تمام پھیلی ہے — باقی اب قیس ہے نہ لیلیٰ ہے
تاج میں جنکے لعل تھے گوہر — ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسہ سر
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے — ایک فقط نام ہی نام باقی ہے

یہ اشعار اسطرح سے جوش و درد سے پڑھ رہی تھی کہ جسوقت ختم کیے تو نظر آئی اب رفت
سلب ہو گئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے دیوانوں کی سی کیفیت اسکی ہو گئی تھی وہ عورتیں
جو پہلے روتی ہی تھیں جوان بیٹا کی حالت دیکھکر رونا اپنا بھول گئیں کہ کوئی دردمند والی کی
چاہنے والی آگئی اسکو کبھی دیکھا بھی نہ تھا چاہتی تھیں وہ سب کچھ حال تھا یہ درد و دو گوش کا
بیان کرتی ہیں کہ اپنے اپنے کو بھی اوسی غار میں گرا دیا اور سکتے اسکے شہید ہو گئے اس واقعہ
جانکاہ سے وہ عورتیں بہت پریشان ہوئیں اور روپیٹ کر جسطرف سے آئی تھیں اوسی جانب
چلی گئیں اب یہ داستان اسی مقام پر چھوڑ کر

چند کلمے داستان شہسوار کشور افغان دلیر دریائی قوت والا نیم سپہر صولت اسد بن کرب
دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں ۔

کہ شہزادہ شجاعت پیشہ اسد دلاور ملک ہندوستان سے بطرف گیلان روانہ ہوا
تھا کوچ بکوچ منزل بمنزل آتے آتے ایک صحرا میں پہونچے کہ یہاں سے گیلان ایک منزل اور باقی
رہگیا تھا یہاں پر جبکہ شام ہو گئی تھی اسد غازی نے قیام کیا فراشوں نے کمال تان تان کر خیموں کا
کام لیا اور اسد غازی کیواسطے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کر دیا شب بسر ہوئی صبح کو بعد نماز صبح
سے فراغ حاصل کرنے کے جو اسد غازی نے قصد کوچ کیا تھا کہ گرشاسپ دلاور نے
عرض کی کہ حضور پر نہایت راہ روی کرنے میں ہلاکت کا خوف ہے اسلیے کہ اب نہ وہ سن ہے جو
ایسی تکلیفیں برداشت ہو سکیں نہ کوئی شدید ضرورت باقی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ ایک آدھ روز اسی مقام پر قیام کیجیے جسوقت کسل راہ برطرف ہو تو گیلان کیجانب
کوچ فرمائیے اسد غازی نے کہا کہ حمد اللہ مجھے تو اسوقت تک وہی ولولہ باقی ہے جو اوس زمانہ
میں تھا باقی اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو ٹھہر جاؤ دو ایک روز میں کسل برطرف کرکے جانا میں تو
تکلیف کو ہمیشہ راحت سمجھا کیا ہوں لشکر صاحبقران میں بہت کم رہا ہمیشہ جنگلوں اور

سے کہدیا کہ آپکا فرنگیکے ہاتھ کا حقہ پیتے ہین بادشاہ نے حال مذہب کا دریافت کرکے والد
ماجد سے پوچھا کہ کیا تم لوگ بت پرست ہو انھون نے کہا کہ حضور ہان جو باپ دادا کا مذہب
تھا وہی ہے ہم ایسے لوگ تو ہین نہین کہ جیسا زمانہ دیکھین ویسا مذہب اختیار کرلین
بادشاہ خدا پرست تھا اوسنے پہلے بہت سمجھایا کہ تم مسلمان ہوجاؤ جب اوس
شخص کے باپ نے نہ مانا تو بادشاہ نے اوسکو قتل کیا گھر لوٹ لیا مان میری چھپ کر
بھاگ کھڑی ہوئی میرا سن کم تھا اوسنے یہان دیرہ کوہ مین آکر بودوباش اختیار
کی اور مجھے پرورش کرکے میرا آبائی کام مجھے تعلیم کیا جو کچھ اسباب ساتھ لیکر
نکل آئی تھی وہ اتنے دنون مین صرف ہوگیا اور فلاکت بڑھنے لگی کہین صورت روزگار
کی نہ نکلی آخر کار مین نکل کھڑا ہوا اور یہانتک پہونچا اب یہ فلاکت بغیر کسی
رئیس تک رسائی ہوئی دور نہین ہوسکتی اور رسائی رئیس تک بغیر حالت درست
ہوسکے محال ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ تقدیر برگشتہ ہے اور اب اسی حال مین
بسر ہوگی مین نے یہ بھی ایک ڈھٹائی اور بے غیرتی کی جو حضور کو سلام کیا لیکن
حضور بھی ایسے رحمدل تھے کہ میرے حال پر مہربانی فرمائے اور تھکو اپنے ہمراہ
لے آئے ورنہ اکثر لوگون نے تو میری حالت دیکھکر مجھے کراہت کی اور دتکار
دیا بھلا حال کون پوچھتا والد مغفور کو اسکے حال پر رحم آیا اور کہا کہ تم اس
صحبت مین رہو ہم سب انتظام کئے دیتے ہین اور تمکو اپنے بادشاہ کی خدمت مین
لے چلین گے اوسکو حقہ کا نہایت شوق ہے ہر وقت حقہ منہہ سے لگا رہتا ہے
یہانتک کہ سوتے سے جو نکلتا ہے تو حقہ مانگتا ہے یہان کسی کو ایسا عمدہ حقہ بھرنا نہین
آتا وہ یقینی تمکو خلعت سرفرازی دیگا مگر ایسا ہی حقہ اوسکو بھی پلانا جیسا مجھے پلایا تھا
اسنے عرض کیا حضور اوس حقہ کی کیا حقیقت تھی ایسا حقہ پلاؤن کہ طبیعت پھڑک جائین
اسکے بعد والد نے اپنے آدمی سے کہا کہ اسے نہلا دھلا کر اوسکے کپڑے پہنا دو اور
ایک تھیلہ شالباف کا توسے وغیرہ رکھنے کے لئے اسکو دیدو جب یہ سب سامان
درست ہوگیا تو ایک بھاری دوشالہ اسکی کمر سے بندھوایا اور ایک کلاہ درباری
سر پر پہنائی اور ایک اشرفی ہاتھ مین دی کہ یہ نذر دینا پھر اسکے اپنے ہمراہ
لیکر داخل قلعہ ہوا اور اس حقہ بردار کو محمد قاسم شیر ذور کی خدمت مین پیش کیا
اسنے سلام کرکے نذر دی محمد قاسم نے پوچھا کہ یہ کون ہے والد مغفور نے عرض کی یہ ایسا
شخص ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتا حضور کا اقبال تھا کہ ایسا شخص آپکے شہر مین آگیا
آپکو حقہ کا نہایت شوق ہے اور یہ حقہ ایسا بھرتا ہے کہ اسکا مثل نہین ہے حضور ایک
حقہ اسکے ہاتھ کا بھرا ہوا نوش کرین تو یقین ہے کہ پھر کسی کے ہاتھ کا مزا نہ دے محمد قاسم کو
اشتیاق ہوا کہا کہ اچھا اس سے کہو کہ پیچوان کی چلم بھر لائے اسنے تسلیم کرکے چلم ہاتھ مین لی
اور عرض کی کہ حضور کس خوشبو کا حقہ پسند کرتے ہین محمد قاسم نے کہا کہ حقہ کے خوشبو کا
تو کوئی خاص نام مجھے یاد نہین تجھے مین بتاؤن اسنے کہا کہ خوشبو تو ہر شے مین
ہوتی ہے یہ کوئی کمال نہین ہوا اگر حکم ہو تو حقہ سے گلاب کی خوشبو

آتے کہتے بیلے کی مہک نکلے کہتے خس کی نکہت سے دماغ مین خنکی ہو پہنچے اور اگر ارشاد
ہو تو مشک وعنبر کی خوشبو پیدا ہو جس خوشبو کی فرمایش ہو ویسا حقہ بھر دون مقام شیر
زور کو نہایت تعجب ہوا کہ حقہ مین اور پھولون کی خوشبو پیدا اسی سے سنا ورنہ ایسا دعوی
آجتک کسی نے نہ کیا مقام شیر زور نے کہا اچھا یہ جوان تو موتیے کی خوشبو کا بھردو اسکے بعد
اور کسی پھول کے خوشبو کا حقہ بھرنا نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بہت خوب اوسی وقت
چلم تیار کی صرف تو اپنی جھولی سے نکالکر بھاؤ دیا تھا اور آگ عجیب انداز سے رکھی تھی
کہ حقہ کش رہے اور نہ بھر لے کئی پاس نے جسوقت یہ چلم درست کر کے مقام کے سامنے
لگا چکا تو اور چلمین تیار کین جن لوگون کو مقام شیر زور کے سامنے حقہ ملتا تھا اونکے
سامنے پیش کر دین انہون نے دم لگایا اور اب تھوڑی دیر کے بعد طرح طرح کی خوشبوئیں
آنے لگین اب ایک دو دو کش سب نے حقہ پیا سب چلمین مختلف خوشبو کی تھین
اب جو دھوان ملتا ہے تو عجیب مجموعہ بنا تھا کہ سب مست ہو گئے اور تعریف کی
مقام شیر زور نے بہت بھاری خلعت دیا اور کہا کہ ہم نے تمکو بھنڈی خانہ
کا داروغہ مقرر کیا نسیم حقہ بردار نے خلعت تو لے لیا مگر داروغہ صاحب اپنے
دل مین نہایت پشیمان ہوئے کہ مین ناحق اسکو لایا خود کردہ را علاج نیست اپنے
ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری کہ میرا عہدہ چھین کر اسکو مل گیا لیکن
نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام محسن کش اور نمک حرام نہین ہے
یہ داروغہ صاحب جو کھڑے ہین یہ میرے محسن ہین انھین کی بدولت مین
حضور تک پہونچا لہذا مجھکو انکا ماتحت رکھیے اور یہ میرے افسر رہین مقام
شیر زور نے کہ مجھے اختیار ہے مین جسے چاہون جو مرتبہ دون
تجھے اسمین کیا دخل ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ غلام کی شرافت مین
داغ لگے گا مین ایسی نوکری سے باز آیا چاہے حضور قتل کر دین یا نکالدین
مجھ سے محسن کشی کبھی نہوگی یہ سنکر داروغہ صاحب تو اس سے نہایت خوش ہوئے
اور بادشاہ نے بھی بہت تعریف کی اور کہا کہ دوبارہ میرا اصرار تیرے صرف
امتحان کے لیے تھا شاباش و مرحبا اچھا تو اسی کے ماتحتی مین کام کر لیکن تنخواہ ہم نے
اوس سے زیادہ مقرر کی کہا اسکا مضائقہ نہین ہے ان سب کو کر دیا تھا اور نکیے جو چلی
جا رہے تھے نسیم حقہ بردار ہنسا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو یہ چلمین
بدل دون اور اور چلمین بھر کر حقون پر لگا دون پھر دیکھیے کیا لطف آتا ہے بادشاہ
قلعہ نے اجازت دی اس نے چلمین پلٹ دین اور توے بدلکر حقے بھر کے
اور سامنے لگا دیے اب جو ان حقون کو سب نے پیا تو عجیب طرح کی خنکی
محسوس ہوئی کہ پنکھے موقوف کرا دینا پڑے بلکہ کچھ اوڑھنے لپیٹنے کی
ضرورت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ فصل ہی بدل گئی جن لوگون کو حقہ نہین
ملا تھا وہ تو اوسی طرح پسینے مین غرق تھے پنکھا موقوف ہو جانا
اونکے خلاف گزرا تھا اور پریشان ہو رہے تھے سب نے نہایت تعریف کی

اور کہا کہ تو اپنے فن مین کامل ہے نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ اگر ارشاد
ہو تو پھر چلمین بدل دون مقام شیر سوار نے کہا کہ بہتر نسیم حقہ
بردار نے پھر چلمون کو بدلا ہر مرتبہ یہ تو اچلم کا بدل دیتا تھا اب جو ان حقون کو
پیا تو عجیب طرح کی خوشبو نکلی دماغ معطر ہو گیا اور نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی
محسوس ہوئی ایک اعتدال کی حالت تھی مقام شیر زور نے
اسے دوسرا خلعت عنایت کیا اسنے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو مین
یہ خلعت اور روپیہ اپنی والدہ کو دے آؤن کہ فلاکت دور ہو اور وہ بھی
جانے کہ بیٹا میرا کیسے شاہ و شہریار کے دربار مین پہونچا اور جس وقت
واپس آؤن تو کوئی مجھے روکے ٹوکے نہ کیونکہ میرے ہم پیشہ یقینی
مجھ سے جل گئے ہونگے اونکے دلون سے دھوئین اوٹھ رہے ہونگے
ایسا نہو وہ مجھے نہ آنے دین اور مجھ سے ضامن طلب کرین اور رسائی
میری حضور تک محال ہو جائے مقام شیر زور نے دوسو روپیہ
اور دیئے کہ یہ ہماری جانب سے اپنی مان کو دینا اور حکم دیدیا کہ خبردار
کوئی اسے روکنے ٹوکنے کا قصد نہ کرے ورنہ سزا سخت ملیگی اور
اسے نسیم حقہ بردار اگر تجکو کسیکیطرف بدگمانی ہو کہ یہ شخص مجھسے کاوش
رکھتا ہے اور یہ بدی سے پیش آئیگا تو مین اسیوقت اوسکو نکالدون
نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ نہین حضور اسکی ضرورت نہین ہے
جب مالک مہربان و قدردان ہے تو کوئی دشمنی کرکے میرا کیا بنا لیگا تجھسے
اپنا ہی بگاڑیگا مین یہ بھی نہین چاہتا ہون کہ میری ذات سے کسی کی
روزی مین خلل واقع ہو یہ سنکر مقام شیر زور اور بھی خوش
ہوا اور کہا کہ اب جاؤ اور اپنی مان کو روپیہ دیکر جلد واپس آؤ
کیونکہ مجھے حقہ کی تکلیف ہوگی اور اب سوا تمہارے کسی کے ہاتھ
کا بھرا ہوا حقہ مزا نہ دیگا نسیم حقہ بردار سلام کرکے رخصت
ہوا اور باہر آکر داروغہ کے سامنے وہ خلعت اور روپیہ رکھدیا کہ
یہ آپ ہی کے بدولت ملا ہے آپ ہی اسکے مالک ہین داروغہ نے
اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ مین تجھ سے بہت خوش ہون کہ تو نے میرے
مالک کو خوش کیا یہ مال و دولت تجھے مبارک مجھے اسکی خواہش
نہین یہ کہکر پچاس اشرفیان اپنے پاس سے دین نسیم حقہ بردار
رخصت ہوکر گھر اپنے آیا اور کسی مقام محفوظ پر وہ خلعت و زر دفن کردیا
اور آپ پھر آکر اپنے منصب کے موافق کام کرنے لگا مقام شیر زور
نے پوچھا کہ بیٹے ہو آئے تم تو بہت جلد آگئے اچھا حقہ لاؤ
مین نے اوسوقت سے حقہ بھی نہین پیا جس وقت سے تم گئے ہو نسیم
حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام بھی اسی خیال سے وہان

ایک دم نہین ٹھہرا کہ مالک میرا حقہ کیو اسلیے بیچین ہوگا حالانکہ مین انتظام کر گیا تھا
کئی چلمین لگا کر رکھ گیا تھا اگر دو روز نہ آتا تو بھی حضور کو تکلیف نہوتی مگر مجھکو
تو خود ہی بغیر حضور کے قرار نہین ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت پاس بیٹھا ہوا حقہ
پلایا کرون قمقام شیر زور اسکی باتون سے نہایت خوش ہوتا ہے اب اسنے
دو روز اسطور سے گذار دیے کہ یہ ہر وقت حاضر رہتا ہے جب سونے کا وقت
آتا ہے تو وہین کہین پڑ رہتا ہے اور وہ حقہ بردار جو اسکے پیشدست ہین
وہ جاگا کرتے ہین چلمین بھری رکھین رہتی ہین جسوقت قمقام شیر زور
حقہ طلب کرتا ہے وہی لوگ حقہ پلا دیتے ہین اب اس عرصہ مین اسنے
یہ انتظام کیا کہ رات کو ایک بجے دو بجے جسوقت دکھن مین آئی پھاٹک
کھلوایا رات بھر مین دس دس بارہ بارہ مرتبہ بیکار کو اندر سے
باہر جاتا ہے اور باہر سے اندر آتا ہے کبھی کوئی شئے اندر سے باہر لیجاتا ہی
کبھی کچھ باہر سے اندر لے آتا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ دیکھون کوئی
مجکو روکتا ٹوکتا تو نہین جب دو ایک روز مین اسے اچھی طرح سے
اطمینان ہوگیا تو ایک شب کو اسنے ایک گٹھری لاکر کونے مین رکھدی اور
وقت کا منتظر ہوا اور دل مین سوچا کہ اب مار لیا جاتا کہان ہے قمقام شیر زور
حسب دستور و معمول آج بھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین آیا اور
حقہ طلب کیا نسیم حقہ بردار نے حقہ بھر کر سامنے لگا دیا قمقام شیر زور
حقہ پیتے پیتے سو گیا معمول یہان کا یہ ہے کہ [illegible] پلنگ کی حفاظت کرتے
ہین اور پہرہ دیتے ہین جب نسیم حقہ بردار نے دیکھا کہ قمقام سو گیا ہے
تو اسنے ایک اور چلم تیار کی اور وقت کا منتظر ہوا حسب عادت بعد تھوڑی
دیر کے قمقام شیر زور کی آنکھ کھلی اور اسنے حقہ مانگا نسیم حقہ بردار نے
اوسی چلم پر آگ رکھکر بیہوشی ان پر لگا دی قمقام شیر زور نے دو ایک
گھونٹ پیے ہونگے کہ سو گیا اور بغیر خواب بیہوشی بلند ہوگئی جب نسیم
حقہ بردار نے سمجھ لیا کہ اب بغیر صبح کے ہوشیار نہین ہو سکتا تو حقہ
اوٹھاکر اون سرداران کے سامنے لایا جو پہرہ پلنگ کا دے رہے تھے
اون لوگون نے حقہ پینے مین تامل کیا اور کہا کہ اے نسیم حقہ بردار
اگر مالک ہمارا دیکھیگا تو ہمین بے تہذیب بنائیگا اور تجھپر تو قاطر خواہ
عقاب آئیگا ایسی بات نہ کر کہ ہماری وجہ سے تو معتوب ہو نسیم حقہ
بردار نے کہا کہ خداوند یہ تو آپ جانتے ہین کہ میرا حقہ کیسی کیسی تاثیر
رکھتا ہے سب نے کہا کہ چشم دیدہ بات ہے کیونکر قائل نہون بیشک تیرے
حقہ مین ہر قسم کی تاثیر پیدا ہوتی ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بس
اطمینان رکھیے آج مین نے ایسا حقہ بھرا ہے کہ جو پی لیگا وہ اسقدر
غافل ہوکر سو رہیگا کہ بغیر پوچھے ہوئے پھر نہ جاگے گا بھلے بیٹھے بیٹھے

پروا نہیں ہے جانے بھی دو یہ لوگ تو بیہوش ہو رہے ہیں اور دروازہ کھولے ہو
انتظار میں بیٹھے ہیں اور حضرت غلام شیر دل جو پشتارہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا سیدھا
اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا یا یہی جلدی رہ نوردی کرتا ہوا اللہ یار کے شادی مارتا
ہوا چلا جاتا ہے کہ صبح تک اپنے لشکر میں پہنچ جاؤں ایسا نہ ہو اہل قلعہ آگاہ
ہو جائیں اور تعاقب کریں یہاں اسد دلاور بیدار ہوئے نماز صبح سے فراغت
کی اور وظیفہ پڑھتے ہوئے خیمہ سے نکلکر ٹہلنے لگے معروف بن اسد
اور غضنفر بن اسد اور ادریس بن اندلس بھی آ گئے ذکر
حضرت غلام شیر دل کا ہونے لگا معروف بن اسد نے کہا کہ آج
تیسرا روز ہے اور حضرت غلام شیر دل ابھی تک واپس نہیں آئے خدا
نکردہ گرفتار تو نہیں ہو گئے اسد غازی نے فرمایا کہ حضرت غلام ایسا نہیں ہے
اگر حال کھل بھی جائیگا تو لڑ بھڑ کر نکل آئیگا اسواسطے کہ میری طرح وہ بھی نظر کردہ
ہے اور ادریس بن اندلس نے کہا کہ چچا صاحب کو غصہ آگیا اور اپنے
جی میں نکل گئے ایسا نہ ہو کوئی آفت پڑی ہو اگر اجازت ہو تو میں جاؤں
اسد غازی نے کہا کہ آج اور انتظار کر لو اگر حضرت غلام شیر دل آج
اور نہ آیا تو کل میں خود چلونگا یہی باتیں تھیں کہ سامنے سے حضرت غلام
شیر دل پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور سامنے اسد کے پشتارہ رکھدیا
اسد غازی نے مسکرا کر فرمایا کہ کہو شیر یا بکری حضرت غلام شیر دل نے
عرض کی غلام آپکا ہمیشہ شیر رہتا ہے کبھی بھی ہوا ہے جو آج ہی ہوتا
اسد غازی نے فرمایا کہ اس پشتارہ میں کون ہے حضرت غلام
شیر دل نے عرض کیا کہ قمقام شیر دو رہا علم قلعہ اسد
دلاور نے کہا کہ ستون بارگاہ سے اسکو باندھ کر ہوشیار کرو حسب فرمودہ
حضرت غلام شیر دل نے پشتارہ کھولا اور نظر ادریس بن اندلس
کی پڑی دل میں قائل ہوا اور کہا کہ سبحان اللہ بیشک فن عیاری آپ
کے واسطے خلق ہوا ہے میں ایسا نہ سمجھتا تھا آج آپ نے دادا صاحب کی
عیاری کا مزا دکھا دیا میری گستاخی معاف فرمائیگا حضرت غلام شیر دل نے کہا کہ یہ
سب تمہارے ہی بزرگوں کا صدقہ ہے یہ میری تعریف بھی انہیں لوگوں کی تعریف
ہے جنکے فیض تعلیم سے میں اس قابل ہوا کہ میرے مرشد زادے ہو میں تمہارا
مقابلہ نہیں کر سکتا تم اس سے بہتر عیاری کر سکتے ہو مگر چونکہ تمہارے منہ سے تمہارے
بزرگوں کے خلاف بات نکلی تھی اس سے مجھے بھی ناگوار ہوا کہ اگر تنبیہ نہ دیگا تو
منہ سے کا گویا یہ بھی ایک قسم کی تعلیم ہو گئی تاکہ آئندہ کسی کے سامنے ایسی گفتگو
زبان پر نہ لاؤ ادریس بن اندلس کو یہ خیال آیا کہ افسوس آقا
تیرا انہیں معلوم کس حال میں ہے پہلے اسکی خبر لینا چاہیے یہ سوچکر
خیمہ سے باہر نکلا اور سامنے نکلا یہ روانہ ہوا کہ وہیں اس سے

اسد ثانی کو چھوڑا تھا اب اسے تو ادھر سرف جانے دیجئے اول حال قمقام
شیر زور کا سنیئے کہ جس وقت ضرغام شیر دل نے اسکو ستون بارگاہ
سے باندھکر ہوشیار کیا تو اس نے چونکنے میں آواز دی کہ نسیم حقہ لاؤ
ضرغام شیر دل نے آواز دی کہ او گبر نا ہنجار ہوشیار ہو کہ منہ تھکنے
ضرغام شیر دل عیار اسد غازی آنکھ کھول اور دیکھ بے غفلت سے
ہٹا دیکھ اور سامنے شہریار عالیوقار میر انتشریف فرما ہے سلام کر قمقام شیر زور
نے گھبرا کر آنکھیں کھولدیں تو مکان غیر کو دیکھا اور اپنے کو ستون بارگاہ سے بندھا
ہوا پایا سامنے اسد غازی کو دنگل شوکت پر بیٹھے دیکھا بس قمقام
شیر زور نے کہا اے اسد دلاور تیری جرأت و بہادری سے یہ امر بعید
ہے کہ تو نے عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا خود مقابلہ سے باز رہا یہ کونسی
شان جرأت و ہمت ہے اور اسطرح کسی سردار کی حرمت لینا کس مذہب میں
روا ہے یہ سنتے ہی اسد غازی نے فرمایا کہ قید اسکی کاٹ دو اور
ستون سے کھولکر رہا کر دو اب اسکو اسی کے قلعہ کے سامنے میدان باندھکر
لاؤنگا یہ سنتے ہی ضرغام شیر دل نے جلدی جلدی قید اسکی کاٹ دی اور ستون
بارگاہ سے کھول کر رہا کر دیا قمقام شیر زور کو حیرت ہوگئی کہ اسد
بڑا بہادر ہے جو دشمن کو قابو میں کر کے پھر چھوڑ دیا یقینی یہ میدان جنگ میں
بھی مجھکو زیر کرے گا اور اگر ایسا نہوتا تو ان سرداروں کا حال کیونکر ہوتا پہلو میں
اس کے کیسے کیسے بہادر شہرہ آفاق بیٹھے ہوئے ہیں کہ روئے
زمین پر جنکا مثل مشکل سے دستیاب ہوگا بس یہ خیال کرکے قدموں پر اسد
غازی کے گر پڑا اور کہا کہ کیا مجال ہے میری جو آپ سے سامنا کر سکوں یہ
دیکھکر اسد غازی نے سر اسکا سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اسے
بہادر پہلے مقابلہ کر لو پھر اداعت اختیار کرنا بغیر امتحان کے گذر جانا
تو ٹھیک نہیں اسوقت تو نہیں دوسرے وقت تمکو یہ خیال گزرے گا
کہ شاید میں اسد کو زیر کر لیتا تو حوصلہ تمہارا باقی نہ رہجائے اور
علاوہ اسکے ایک اس سے زیادہ سخت و اہم مسئلہ ہے وہ یہ کہ تمکو میں
تلقین دین اسلام نہیں کر سکتا اور تم کیوں منظور کرنے لگے قمقام
شیر زور نے کہا کہ سپاہی کو سپاہی خوب پہچانتا ہے
اگر میں مقابلہ کرونگا تو ضرور ہی آپ مجھکو زیر کرینگے اور مذہب
بھی آپکا برحق ہے اس لیئے کہ میں نے واقعات آپکے اول سے سنے
ہیں کہ پہلے آپ کیا تھے اور کسطرح کس سبب سے نظر کردہ ہوئے ہیں اسوقت
سے آپکے زور کی انتہا نہیں رہی اگرچہ ایسے سو بھی آپ سے مقابلہ
کریں تو آپکا کچھ نہیں کر سکتے آپکا دین متین برحق ہے اب جلد کلمہ
طیبہ تلقین فرمائیے میں تو خود خواہاں دل سے کا فرما ہوا تھا

ورنہ در اصل مین مذہب بت پرستی کو برا جانتا تھا یہ سنکر اسد غازی نے کلمہ تلقین فرمایا اور قمقام شیرزور از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے اسکو غسل کرایا خلعت بیش بہا کو عنایت فرمایا ایک روز اسکی دعوت وضیافت مین صرف ہوا اب قمقام شیرزور نے عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ قلعہ مین تشریف لے چلئیے اسد دلاور نے منظور کیا اور ہمراہ قمقام شیرزور کے جانب قلعہ روانہ ہوئے وہان اہل قلعہ اپنے سردار کے واسطے نہایت پریشان تھے پہرے والون نے نسیم حقہ بردار کا تمام رات انتظار کیا یہانتک کہ صبح ہو گئی اور نسیم حقہ بردار پلٹ کر نہ آیا آخرکار اہل قلعہ بھی بیدار ہوئے جو خدمتگار رستم خواب گاہ قمقام شیرزور مین بے روک ٹوک آتے جاتے تھے انھون نے جو آکر دیکھا تو عجب قیامت دیکھی کہ سردار ندارد ہین اور جو لوگ پلنگ کے پہرے پر تھے وہ ذبح کئے ہوئے پڑے ہین ان لوگون نے ہائے واویلا مچائی قلعہ مین غل ہو گیا کہ مالک قلعہ کو کوئی لے گیا اور چار سردارون کو قتل کر گیا جسوقت یہ خبر داروغہ بھنڈی خانہ کو ہوئی یہ بھی نہایت پریشان ہوا اور نسیم حقہ بردار کو ڈھونڈھنے لگا پہرے والے بھی پریشان تھے کہ معلوم ہوتا ہے اسی نسیم حقہ بردار کی کوئی کارروائی تھی وہ کمبخت جو بیسکر صاف نکل گیا اور ہم کچھ سمجھے نہ تھا مگر اب مارے خوف کے منہ سے نہین نکال سکتے کہ ساری بدنامی ہمارے ہی سر آجائیگی اب تو جو ہوا وہ ہوا دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے اور داروغہ بھنڈی خانہ نسیم حقہ بردار کے نہ ملنے سے پریشان ہوا اور لوگون نے کہنا شروع کر دیا کہ تمہاری بدولت یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا کہ مالک ہمارے ہم سے چھوٹ کر نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہو گئے داروغہ بھی پشیمان ہے لیکن کہتا ہے کہ اگر ہم سے نادانی ہو گئی تو تم سب کیون اندھے ہو گئے تھے اور سمجھ نہ لیا کہ یہ عیار ہے یہان کبھی جھگڑا ہے اور سراغ تلاش ہر طرف دوڑتے پھرتے ہین کہ یکایک سامنے سے قمقام شیرزور مع اسد غازی وغیرہ نمودار ہوا لوگ اپنے مالک کو دیکھکر دوڑے اور استقبال کرکے قلعہ مین لائے قمقام شیرزور نے دربار کیا امرا و روسائے شہر حاضر ہوئے اب قمقام شیرزور نے پہلے کچھ کلمات تعریف پروردگار عالم بیان کئے اور کہا کہ مین نے تو اطاعت اسد غازی کی اختیار کی اور رفاقت خوشنوار من و جبال سے ہاتھ اوٹھایا مذہب باطل کو چھوڑ کر دین خدا پرستی کہ جو مذہب برحق ہے اختیار کیا جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ بھی ان دونون باتون کو اختیار کرے ورنہ قلعہ سے نکل جائے یہ سنکر سب نے عرض کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب آپ نے کچھ تو سمجھا

جو اس مذہب برحق کو اختیار کیا مقام شیر زور نے مرحبا کہی اور کلمہ پڑھا کر
سب کو مسلمان کیا اور اسیوقت حکم دیدیا کہ بتخانے منہدم کرا دیے جائیں اور
مسجدوں کی بنا ڈالی جائے سکہ بنام بادشاہ اسلام یعنے وارائی
بن وارا ب میں زرہ جاری ہوا مقام شیر زور نے نہایت
اہتمام سے اسد دلاور کی دعوت کی اور مجمع اپنے مصاحبوں
سے اصلیت نسیم عقدہ پرور کی بیان کی کہ یہ مہتر ضرغام
شیر دل تھے اور اب اسد غازی نے حال خونخوار بن
وجبال کا مقام شیر زور سے پوچھا اور کہا کہ کسطرف
گیا ہے مقام شیر زور نے بیان کیا کہ اب وہ بربادی شہر اردبیل
کے واسطے گیا ہوا ہے اس ملعون نے ایسے ایسے ظلم کیے ہیں کہ قابل
بیان کے نہیں ہیں اسد غازی نے فرمایا کہ افسوس کسی مقام پر
اوس سے سامنا ہی نہیں ہوتا بس اب مجھے رخصت کرو کہ میں اردبیل
جاکر اوس سے مقابلہ کروں اور اگر منظور خدا ہے تو اوسے قتل کرکے
بندگان خدا کو اوسکے دست تعدی سے محفوظ رکھوں ایسا نہو وہ شہر
اردبیل پر پہونچ جائے اور میں نہ پہونچ سکوں تو بڑا غضب ہوجائیگا یہ
شہر میرا ہی ہے اور قلعہ میں میری جدہ ماجدہ ملکہ گردیہ بانو اور میری والدہ
معظمہ ملکہ زبیدہ شیر گیر مقیم ہیں بس اب میں ایکدم یہاں نہیں ٹھہر سکتا یہ فرما
اوٹھ کھڑے ہوئے مقام شیر زور نے عرض کیا کہ مجکو بھی اپنے
ہمراہ رکاب لیتے چلیے اسد غازی نے فرمایا کہ میرے ساتھ سختیاں
بہت ہیں کیونکہ میں دو دو تین تین منزل کی ایک ایک منزل کرتا ہوا جاونگا
تم اپنی جانب سے کسی کو حاکم کرکے پیچھے چلے آنا مقام شیر زور نے
عرض کیا کہ جسکو حضور ارشاد فرمائیں اوسیکو حاکم قلعہ کیا جائے اسد
غازی نے فرمایا کہ اسمین میرے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جسپر
تمکو اطمینان اور بھروسا ہو اوسکو نائب کرکے براے انتظام ملک
چھوڑو اور آپ باطمینان تمام چلے آنا ایسا نہو کہ تم اوسطرف جاؤ اور
یہاں میدان خالی پاکر کفار خرابیاں شروع کردیں مقام شیر زور
نے عرض کی کہ بہت خوب جیسا حکم عالی ہے ویسا ہی کیا جائیگا اب مقام
شیر زور تو انتظام قلعہ میں مصروف ہے اور اسد دلاور
نے تیاری لشکر ظفر اثر کا حکم دیا فوج میں کمربندیاں ہونے لگین
جب دوسرے روز لشکر طیار ہوا تو مقام شیر زور سے
رخصت ہوے اور جانب قلعہ اردبیل روانہ ہوئے
مقام شیر زور دور تک پہونچانے آیا اسد غازی
نے قسمیں دیکر اوسکو رخصت کیا اب کچھ حال اوس لعین بن اندلس کا آیا ضرغام شیر دل

پوچھا کہ جب سے مین قلعہ گیلان مین آیا ہون سوائے ادریس بن اندیس کو نہین دیکھا قصر غلام شیردل نے
عرض کی کہ وہ تو نگیا چلا گیا کہتا تھا کہ مجھے اپنے آقا اسد ثانی کی فرقت نہایت شاق ہے
اسد غازی نے فرمایا کہ خدا حافظ اور آپ راہی اردبیل ہوئے اب انکو تو ہر وسی اردبیل
مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے پھر داستان ضلالت نشان جوست آئینہ پرست آغاز
کیجاتی ہے بیا بشنوای ہمدم راستان ٭ کہ بازہ آمدم بر سر داستان ٭ راویان اخبار وناقلان
آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جسوقت اسنے شہر سمرقند کی بربادی سے فرصت پائی اور اپنی
دختر بلند اختر یعنی ملکہ طلوع فان سبزپوش کو مع اسد ثانی ومصاحبہ وردگوش کے جلا کر خاک کیا
اور بہمن دیوسنگ کو حاکم شہر سمرقند کر چکا تو سب ارکان دولت سے صلاح کی کہ کون سا
ملک خداپرستون کا یہان سے قریب ہے لوگون نے عرض کیا کہ اب شہر بلخ یہان سے بہت
نزدیک ہے حاکم وہان کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی ہین جوست آئینہ پرست نے حکم دیا کہ لشکر
ہمارا تیار ہو کر شہر بلخ کی جانب روانہ ہو کیونکہ مجھے فرقت اپنے دختر کی نہایت شاق ہے اگر اسد
ثانی اسکو اپنے تصرف مین نہ لاتا تو مین کیون اسکو قتل کرتا اب جسوقت تک تمام خداپرستونکو
پردہ دنیا سے نشانہ لونگا اسوقت تک یہ داغ دل سے نہ مٹیگا حسب الحکم جوست آئینہ پرست
فوج مین کمربندیان ہونے لگین اور دوسرے روز کوچ کرکے طرف شہر بلخ کے روانہ ہوا طی مراحل
وقطع منازل کرتا ہوا قریب شہر بلخ کے پہونچا یہ خبر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو ہوئی کہ کوئی
کافر مرتد جوست آئینہ پرست پیدا ہوا ہے وہ آپ کے ملک پر آیا ہے اور سنتا ہے کہ اسنے شہر سمرقند کو
غارت وبرباد کر دیا تمام شہر کو مع مردوا سمرقندی پھونک دیا بڑے بڑے ساحر پرست اسکے
ہمراہ ہین اور ایک ساحرہ ہے نام اسکا مہوش جادو ہے وہ معشوقہ جوست آئینہ پرست کی ہے اسکے سحر کی
انتہا نہین ہے تمام شہر سمرقند کو اسنے پھونک دیا اب اسطرف آیا ہے اور کہتا ہے کہ نام خداپرستون کا
صفحہ ہستی سے مٹاؤنگا ان دونون بھائیون نے آپسمین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کوئی راے
مستقل نہ قایم ہوئی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ ستارہ خداپرستون کا گردش مین ہے اور
زمانہ تباہی وبربادی اہل اسلام کا آگیا ہے مگر کیا چارہ ہے جو مرضی پروردگار عالم کی اسوقت سعید بلخی
عیار انکا سامنے موجود تھا ہوشیار بلخی کی نظر جو سعید پر پڑی کہا کہ ای سعید تو مرد سعید ہے اور شاگرد
خواجہ عمر نامدار اسد مصری کا ہے جو شاہزادہ ولایت اول تھے اور رشتہ آشنائی کا قران وسر پرند کو
جاد کران انکا لقب تھا تم کوئی فکر کرو کہ اس بلا سے ہم سب نجات ہو اور ہمیشہ کا ان حدا
شر سے جوست آئینہ پرست کے محفوظ رہین سعید بلخی نے گردن جھکائی اور عرض کی کہ غلام تواز کر
کرسکتا آئندہ مقدر ہے یہ کہکر اسیوقت قلعہ سے نکلا جانب لشکر جوست آئینہ پرست روانہ ہوا وہان
جوست آئینہ پرست جسوقت سامنے قلعہ بلخ کے پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہ کھڑا ہوا تمام صحرا
فوجون سے مملو تھا ہر طرف خیمہ اور ڈیرے کے لدولداریان نظر آتی تھین بازار لشکر [illegible]
جھکنے لگا جسوقت جوست فراغت بارگاہ ہوا وتخت پر بیٹھا ارکان دولت حاضر ہوئے ایک زنگل
صلصال بن وال دیو بن تھا وہ جادو بھی بیٹھا ہوا تھا جوست آئینہ پرست نے دبیر کو حکم دیا
کہ نامہ بنام ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کے لکھے [illegible] مضمون اسکا بتلادیا تھا اسوقت دبیر نے
نامہ لکھکر تیار کیا اور حاضر خدمت کیا جوست آئینہ پرست نے اسپر مہر [illegible] سرکو دیا اور کہا

ہوئے حوت آئینہ پرست نے انکے واسطے پیشتر سے ڈنگل بچھوا رکھے تھے اور چالیس کرسیان
قرینے سے بچھوا دی تھین چنانچہ لوگ آکر بیٹھے حوت آئینہ پرست نے ساقی کو اشارہ جام دینے کا
کیا ہوشیار بلخی مرد ہوشیار تھے اس اشارے کو سمجھ گیا اور کہا کہ مجھے شراب سے تو معاف کیجئے
حوت آئینہ پرست نے سبب پوچھا ہوشیار بلخی نے کہا کہ ہم لوگ عذر سببے کے ہاتھ سے شراب
نہین پیتے ہین حوت آئینہ پرست نے کہا تم آسمانی خدا سے نادیدہ کو مانتے ہو تمنے کبھی کوئی کلام
بھی کیا ہی اور جواب تمکو اس سے ملا ہی ہوشیار بلخی نے کہا کہ معاذ اللہ کہین خدا بھی بندون
سے اس طرح کلام کرتا ہے جس طرح ہم تم آپس مین جیسے چاہتے ہین گفتگو کرتے ہین حوت آئینہ
پرست نے کہا جب تم اپنے خدا سے کلام نہین کر سکتے تو خدا تمھارا تمھارے مقصد کیونکر
پورے کر سکتا ہے ہوشیار بلخی نے کہا وہ خدا کیا جو بندون کے حال سے بیخبر و واقف نہ
ہوسکے خود ہی آگاہ نہ ہو ہمارا پروردگار عالم ہمارے ہر حال سے خوب واقف ہے اور وقت مصیبت
ہم اور جو ہم اپنے دل مین اسکو یاد کیا اور پھر اُس سے معلوم ہو گیا بلکہ ہم چاہین اسکو بھول بھی جائین
وہ ہمین کسیوقت مین نہین بھولتا اور ہر وقت مشکل مین ہماری مدد کرتا ہے یہ سنکر حوت آئینہ پرست
نے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر نہ چلے اور جنگ کی ٹھہری تو کیا تمھارا خدا تمکو بچا لیگا ہوشیار بلخی
نے کہا کہ اگر قضا ہماری ابھی نہین ہے اور خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو تم کیا ہو اگر تمام عالم
ایک مور ضعیف کو مار ڈالنا چاہے تو بھی ممکن نہین اور اگر قضا ہماری آ چکی ہے تو کوئی چارہ نہین
ہے چونکہ مرضی خدا کی یہی ہے کوئی کیا عذر ہے حوت آئینہ پرست نے یہ سنکر آئینہ پرستش اپنا طلب کیا آئینہ والے
نے لاکر آئینہ پیش کیا اور غلاف آئینہ کا اتار کر سامنے حوت کے لگا دیا حوت آئینہ پرست نے جو آئینہ پر
نظر کی تو صورت حوت آئینہ پرست کی سور کے مانند معلوم ہوئی صلصال قریب بیٹھا تھا اسکی نظر
بھی آئینہ پر پڑی بہت خندہ زن ہوا اور جھک کر سلام کیا اور کہا کہ آج صورت اصلی خداوند کی
دکھائی دی حوت آئینہ پرست نے کہا یہ کیا صلصال نے کہا خدا معاف کرے آپ تو آئینہ مین سچ معلوم ہو
بلکہ سور کی سی دکھائی دیتا ہی حوت آئینہ پرست نہایت خفیف ہوا اور پردہ آئینہ پر ڈالدیا اور آئینہ والے
سے کہا کہ لیجا کر آئینہ والے سامنے سے آئینہ اٹھا لیا مضمون سعدی شیرازی اچھے کام کو انجام دیکھ مہان
آگیا تھا پاس ہوشیار بلخی کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آئینے سے خداوند کی اچھی طرح زیارت کرلی حوت
آئینہ پرست نے کہا ہان اب اسنے جھک کر کان مین ہوشیار بلخی کے خلاصہ اپنی عیاری کا بیان
کیا اور کہا کہ اسی آئینہ مین ہین نے تصویر سور کی بنا دی ہی اسی سے یہ کفار آئینہ نہین دکھاتے
کہ شرمندگی ہوگی ہوشیار بلخی نے حوت آئینہ پرست سے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ ہم بھی آپکے خداوند
کو دیکھین صلصال نے دیکھا کہ سامنا ان خدا پرستون کے ذلت ہو گی کہا اسوقت خداوند پردہ مین
ہین پھر کبھی اور بھی صورت دکھاتے ہین اور اپنی حقیقت اصلی کو چھپاتے ہین یہ موقع تمھارے دیکھنے کا
نہین ہی یہ سنکر ہوشیار بلخی کو تاب ضبط نہ رہا اور پکارا کہ حیف ہو تمھارے دین و مذہب پر کہ خدای
پاک کی پرستش سے روگردانی کرتے ہو اور ایک جانور نجس جس سے بدتر کوئی جانور نہین اسکی
پرستش کرتے ہو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اے ہوشیار بلخی تم مجھسے بگڑ کر جاتے
تو ہو مگر اتنا خیال رہے کہ کل تمام قلعہ کو تہ و بالا کر دونگا ہوشیار بلخی نے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و
مذہب کی کہ کوئی دقیقہ ہماری ایذا رسانی مین فروگذاشت نہ کرنا یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور پشت

نکال رہی ہو کبھی اسکے پہلے تمنے مقابلہ نہ کیا جبکہ ہمارے سحر تیار تھے کیا اُس وقت تمھین
معلوم نہ تھا کہ ہم مطیع اسلام ہین مگر اُس وقت تم کیا سمجھکر سامنے آئین جانتی تھین کہ مقابلہ
ان لوگون سے آسان نہین ہے اور یہ حرامزادہ خیام جادو میرا کیا کر سکتا ہے یہ کہکر دستک
دی کہ ایک پتلا سحر کا پیدا ہوا اور آواز دی کہ کیا حکم ہوتا ہے طاؤس جادو نے کہا کہ جا اور ان چارون
پتلیون کو پھونک دے اور آپ بھی لجا بس یہ سنتا تھا کہ وہ پتلہ تڑپ کر چلا اور پتلیان اس پتلے
کو آتے ہوئے دیکھکر بھاگین پتلہ مارا مار بلا سے ناگہانی کے قریب پہونچ گیا اور ایک ڈبیا اسکے ہاتھ
مین تھی وہ کھولی شعلہ آتش ڈبیا سے نکلا اور ان پتلیون پر گرا اور چارون کو جلا دیا طاؤس بھی جلنے لگا
خیام جادو نے کچھ پڑھکر ایک ترنج کھینچ مارا کہ وہ پتلا بھی جلا اب یہ چھوٹون شعلہ ایک ہو کر
طاؤس جادو کی طرف چلے طاؤس جادو نے جلدی سے زبان مین نشتر دیا اور خون چلوؤن
مین لیکر اس شعلہ پر مارا کہ وہ تھرتھرایا کیا لیکن خیام جادو بس یہ سنتے ہی وہ شعلہ بھڑک کر چلا
اور خیام جادو نے جھولی سے ترنج نارنج کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کیا لیکن وہ شعلہ کو کسی طرح
در کیا آخر کار یہ معلوم ہوتا تھا اور شعلے نے اسکا قد قامت لیا یہان تک کہ وہ اپنے لشکر مین چلا گیا اور
ایک ساحر کے خیمہ مین شعلہ جو گرتا ہے وہ دونون کو جلا کر خاک کیا ایک آندھی چلی اور خاک اوڑی
دیر تک انشباری و برف باری ہوا کی تاریکی چھائی رہی شعلہ سحر نے اسی تاریکی مین اپنا کام کیا کہ ہر طرف
چمک کر گرنے لگا اور ساحرون کو پھونکنے لگا اور آوازین پیدا ہونے لگین کہ ہوشمنتی مرا نام مین
فلان ہون و فلان ہون یہ رنگ دیکھکر مہوت جادو بہت بدحواس ہوتی اور جلدی سے
اسنے کچھ اسم پڑھکر دستک دی دیکھا کہ ایک زنگی شیشہ لئے ہوئے پیدا ہوا کہا پکڑ کر
اس شعلے کو یہ سنتے ہی وہ زنگی قریب شعلہ کے آیا اور شیشہ سامنے کر کے آواز دی کہ بس
او ظالم بہتون کو تونے مارا اب ادھر آ شعلہ چھلا کر اس شیشہ مین اتر آیا اور فوراً شیشہ لگا کر
مہوت جادو کے آیا مہوت جادو نے شیشہ اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ بس
اب تو جا یہان ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہے اسلئے ابھی ایک مرتبہ تجھے اور آنا ہوگا یہ سنکر وہ زنگی تو چلا
گیا روانہ ہوا یہان مہوت جادو نے نشتر اپنی چھنگلیا مین دیا اور خون اسکا اس شیشہ
مین ٹپکایا اور کہا کہ اے شعلہ بس اب کام طاؤس جادو کا تمام کر اور بعد اسکے تمام لشکر اسلام
کو غارت کر کہ اب یہ تیرے پر مین ہے یہ سننا تھا کہ وہ شعلہ طاؤس جادو کی طرف
چلا یہان طاؤس جادو نے جلدی سے ایک اسم سحر پڑھکر ڈالی کا پھینکا اور
پھینکتا پالی کا دیا کہ وہ ابر بنکر اس شعلہ کی طرف چلا شعلہ ابر کو دیکھکر بلند ہوا اور دامن ابر
سے لپٹ گیا دیکھا اسکے کہ ابر مین آگ لگ گئی اور مانند پنبہ جلکر خاک ہوا اور اب جو شعلہ
چمک کر طاؤس جادو پر گرتا ہے تو جسم پر اسکے آگ لگ گئی طاؤس جادو جلنے لگی تو سن جادو
نے جھپٹ کر ایک شیشہ پانی کا بھرا ہوا طاؤس جادو پر کھینچ مارا کہ وہ شعلہ تو فرو ہو گیا مگر
طاؤس جادو بیہوش ہوگی چھالے تمام جسم مین پڑ گئے تھے مجروح تھی جادو جلدی سے قریب
طاؤس جادو کے آئی اور ایک ڈبیا جھولی سے نکالی اور مرہم جمشیدی زخمون پر طاؤس جادو
کے لگایا کہ فوراً اچھی ہو گئی تمام زخمون سے انگور شفا کے نکلے یہ دیکھکر مہوت جادو نے نہایت
رنج کیا اور انکار کیا اور کہا کہ مجھکو معلوم ہوا کہ اب بغیر سحر کے نکلے ہوئے کام نہ چلیگا اور یہ

لڑائی فتح ہوگی یہ کہتی ہی اپنا تخت سحر اڑا کر میدان میں آئی اور کہا کہ اب جسے نکلنا ہو وہ نکلے
محروق جادو نے کہا کہ تمہارے واسطے میں موجود ہوں یہ کہکر اپنی صف سے نکل کر سامنے
مبہوت جادو کے آئی مبہوت جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب آسمان
سے ایک ابر پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک برق چمک کر محروق جادو پر چلی محروق جادو
پاؤں مار کر غرق زمین ہوگئی برق جو خالی پھری کڑک کر مبہوت جادو کی طرف چلی محروق جادو زمین
سے شعلہ بنکر نکلی اور اس ابر پر جا کر گری اور ابر میں آگ لگ گئی اور وہ ابر شعلہ ہوکر مبہوت جادو
کی طرف چلا اب محروق جادو اپنے مقام پر آکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ پڑھ کر اس شعلے
پر زور دے رہی ہے اور شعلہ مانند تیر شہاب کے تیز ہوتا ہوا چلا جاتا ہے مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ محروق
نے تیر سحر کو تیز پر پھیلا دیا ادھر تو برق چمک کر آئی اور ادھر شعلہ دونوں برابر لگے پیچھے
آنے میں پس اسنے جلدی سے منہ پر ہاتھ پھیر کر ایک پھونک ماری کہ اسنے منہ کھول دیا اور برق
پھیر کر اسکے دہن میں گری اور غائب ہوگئی اور اب یہ جھپٹی اور شعلہ کو ہاتھ پکڑ کر کھا گئی محروق جادو
نے جو دیکھا کہ مبہوت جادو نے اپنے سحر کو مٹا دیا پس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی
کہ کہاں ہو یاران لشکر اے سپہ سالار فوج انکو لینا ہوش آئینہ پرست کو کہ ساحر افسانو اسی ملعون کی
ذات سے کیا ہی یہ آواز پہنچتے ہی جانب صحرا سے حق گرد غلیظ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے معلوم
ہوتا تھا کہ زیر آسمان اک آسمان خالی پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے آگے آگے انکے ایک پہلوان تلوار کھینچے ہوئے
سب کے سب لشکر ہوش آئینہ پرست پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اور افسر فوج نے
نعرہ کیا کہ ہم جاموش خنجر زن بادشاہ اور ہیں ساقی ہوش آئینہ پرست کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ
سے یہ کہتا ہوا اور تلواریں مارتا ہوا چلا جو سامنے آیا دو ٹکڑے کئے صفوں کو توڑتا اور پرے ان
کو سیپا کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے ہر چند کہ ہوش آئینہ پرست کے ساتھ بڑا لشکر ہے اور نہایت زبردست
پہلوان ہمراہ ہیں مگر جاموش خنجر زن کسی سے نہیں رکتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے اب جو خیال کرکے
دیکھا تو تلواریں برس رہی ہیں مگر یہ کسی کا وار سپر سے نہیں روکتا بلکہ برابر اسکے جسم پر تلواریں پڑ رہی ہیں مگر خود
بھی نہیں پڑتا اور یہ جسکو ہاتھ مارتا ہے سپر کو قلم کر کے خود و بلکہ غرق جوشن زرہ کلاہ وغیرہ کو کاٹ کر چار آئینہ
جوشن زنجیر کمر زین فرس وغیرہ فرس کو کاٹ کر تلوار زمین پر رکتی ہے یہ دیکھکر مبہوت جادو سمجھی کہ شاید یہ فوج سحر کی بھلا
ہے گمان تھا پس اسنے اپنے ساحروں سے کہا کہ لینا انکو جانے نہ پائیں ساحر تیغ ترنج نارنج گولہ فولادی
کچھ سحر کا لیکر جھپٹے اور سحر کرنا شروع کیا آگ برسائی مینہ برسایا اینٹ پتھر برسائے
دریا سحر کا بہایا مگر یہ فوج کسی سے نہ رکی اور کوئی حربہ اسپر کارگر نہیں ہوسکا ہوش آئینہ
پرست چلا کہا ای مبہوت جادو اب میں کیا کروں مبہوت جادو نے کہا گھبراتے کیوں ہو
جاتا ہو اور اپنے ساحروں سے کہا کہ پلٹ آؤ معلوم ہوا کہ یہ فوج ساحران کی نہیں ہے یہ لشکر
سحر ہے ساحر پلٹ آئے اور وہ لشکر برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے اب مبہوت جادو نے
محروق جادو کی طرف دیکھکر بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی میں کیا اچھا جادو کیا ہے کہ مجھے
بھی شبہ ہوا کہ یہ فوج سحر نہیں ہے پس اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور
پکاری کہ ای اہل لشکر افسون کہاں ہو سردار کہاں ہو آؤ اور اپنے ہم نبرد سے تماشا کر دکھا دو اسی طرح

اُٹھی اور مشعل اپنی اُسی شعلہ کے قریب لائی شعلہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور مشعل جلنے لگی پتلی جھپٹ کر مہبوت جادو
کی طرف چلی مہبوت جادو نے جو دیکھا کہ یہ بلا کی طرح چلی آتی ہے دل میں سوچی کہ غضب ہوا اسکا
ترکنا دشوار ہے جلدی سے پاؤں مار کر غرق زمین ہوگئی پتلی نے اسکے تخت سحر میں آگ لگادی اور
آپ پلٹ کر محروق جادو کی طرف چلی محروق جادو نے کہا کہ ای طاؤس جادو غضب ہوا اب
پتلی میرے روکے رکنے والی نہیں ہے یہ تو اسکا روکنا ممکن ہی نہیں مگر میں نے بڑی غلطی کی کہ زمین
درخشندہ کردی کہ مہبوت بھاگ نہ سکتی یہ امر ترک عادت کی وجہ سے ہوا طاؤس جادو نے کہا
کہ پھر آپ ہی غرق زمین ہو جائیے محروق نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے اگر یہ شعلہ مجکو نہ پائیگا تو لشکر
اسلام کو غارت کریگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ لشکر اسلام میرے سحر سے بری زندگی میرا
برباد نہ ہو یہ کہہ رہی تھی کہ آتش پتلی ملنے آتے ہی مشعل محروق جادو پر کھینچ ماری تمام جسم میں آگ
لگ گئی اور محروق جادو جلنے لگی توسن جادو اور طاؤس جادو نے ہرچند سحر کیا کچھ نہ ہو سکا
محروق جلکر خاک ہوگئی اب آتش پتلی نے وہی مشعل پھر اُٹھالی اور توسن جادو کی طرف چلی
توسن جادو اور طاؤس جادو نے چاہا کہ زمین میں غرق ہوجائیں لیکن زمین سخت ہوگئی تھی سحر
مہبوت جادو کا تھا جب تک یہ دونوں رد سحر کریں کہ زمین کو نرم کریں میں پتلی قریب آگئی
اور مشعل کھینچ ماری توسن جادو و طاؤس جادو بھی جلنے لگیں یہاں تک کہ جلکر خاک ہوگئیں
اب وہ پتلی پلٹ کر مہبوت جادو کی طرف چلی مہبوت جادو جیسے کہ قریب اس شعلہ کے آئی جو
بالا ہوا قائم تھا اور اسنے اپنی زبان میں نشتر دیکر خون نکالا اور اس شعلہ پر ڈالا اور کہا کہ لے اس
پتلی کو شعلہ چاٹ کر اس پتلی مع مشعل جلکر خاک ہوگئی جب پتلی کا مرنا تھا کہ مہبوت جادو
نے شعلہ سے اشارہ کیا کہ لشکر اسلام کو بھسم کرنا تھا کہ وہ شعلہ لشکر اسلام کی طرف چلا اور اسکے
اثر سے سرخ رنگ ہوکر محیط ہوگیا اسکو کہتا طلسم کیا اور لوگ کہا کہتے تھے لیکن اس شعلہ نے
اسکو پہلے جلایا جو لشکر سے الگ ہوا لیکن جو منتظر تھے وہ اسیطرح کھڑے رہتے اور جلا کیے
عجب طرح کا تماشا لشکر اسلام میں برپا تھا کہ لوگ جل رہے تھے ہر طرف سے صدا تھی اشہد ان
لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ بلند تھی ایک ایک دوسرے کو اسپر اسلام ثابت پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ
ہم مرتے مرتے اس دین مبین پر قائم رہینگے کہاں تک بیان کیا جائے کہ تمام لشکر مع ہوشیار کی
و لشکر ہوشیار پتلی جلکر خاک ہوگیا اور کوئی جانور تک نہ بچا تمام قلعہ و شہر ویران ہوگیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ہزار ہا برس سے یہاں کوئی ذی روح نہیں رہتا ہے جس وقت تک شعلہ شہر بلخ کی بربادی میں
مصروف رہا اتنے عرصہ میں مہبوت جادو نے ایک اسم سحر زنگار جادو کو تعلیم کیا اور کہا کہ زمین پر شیشہ رکھکر
یہ اسم پڑھنا شعلہ اسمیں سے آتر آئیگا اور تمہارا تابع رہیگا اور جس وقت تمہیں نہ پائیگا اگر کوئی شخص تمسے یہ
شیشہ کسیطرح چھین لیگا تو اسکے تابع ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ اسکو تم بڑی ہوشیاری سے اپنے پاس رکھو زنگار جادو
نے اسیطرح شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا وہاں شعلہ شہر بلخ کو جلاکر خوف آئینہ پر ستون
کیطرف پلٹا کہ اسے پہونچا دو دن میں بلا سے شہر بلخ کے بربادی پر دال تھی لیکن زنگار جادو کے لیے
سے اسم پڑھ رہا تھا شعلہ کو دیکھکر اشارہ کیا کہ آ اور اس شیشہ میں قیام کر بس شعلہ سمٹ کر اس شیشہ
میں اُتر آیا زنگار جادو نے ڈاٹ شیشہ میں لگالی اور پاس مہبوت جادو کے آیا مہبوت جادو نے
شیشہ ہاتھ سے زنگار جادو کے لیا اور ساتھ فوج آئینہ پرستوں کے آئی فوج کفار میں نقارہ فتح کا

لوگ خوشی کرنے لگے اور مبہوت جادو نے وہ شیشہ سحر آگین جو ساتھ آئینہ پرست کو دکھایا اور
کہا کہ یہ شیشہ بنایا ہے تب زبردست تیار ہو گیا ہے اب یہ تمام ممالک اسلام کو تباہ کرنے کے واسطے کافی
ہوا ہے یہ کفار تو مصروف جشن ہوتے ہیں لیکن کچھ حال اجروس جنی کا بیان کیا جاتا ہے
کہ اتفاق سے یہ اسطرف آنکلا تو اسوقت پہونچا جبکہ تمام شہر بلخ برباد ہو چکا تھا ہر جگہ
راکھ کا ڈھیر تھا اجروس جنی روتا ہوا زمین پر آتا اور آنکھوں میں راکھ کے تودوں کو ہزار
عزیزیاں سمجھ کر تا سحر پڑھا اور اب ہیئت اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر کفار ہوا اور حالات
دریافت کرکے روتا پیٹتا خدمت میں اپنے باپ سکلل خان جادو کے روانہ ہوا جسوقت
نزد سکلل خان کی اجروس جنی پہونچا کہا اے فرزند کیا ہے تو اسقدر کیوں پریشان ہوا اجروس
نے بیان کیا کہ عجب تباہی خدا پرستوں پر آئی ہوئی ہے جسقدر ممالک اسلام تھے انہیں سے آدھے بھی
نہیں رہے اور بعض تو ایسے تباہ ہوئے ہیں کہ اب آبادی انکی ناممکن ہے ایک متنفس بھی
نہیں بچا ہے بلکہ عمارتیں تک نیست و نابود ہو گئی ہیں اور جو شہر کہ آباد ہیں وہ بھی چراغ سحری
ہو رہے ہیں آگے سمجھنے کی بھی اولی امید نہیں اسلیے کہ ابھی ابھی میرا گذر شہر بلخ کی جانب
ہوا تو میں نے دیکھا لشکر جو ساتھ آئینہ پرست کا ہے اسے بلخ میں اترا ہوا ہے کفار مصروف جشن
ہیں اور شہر بلخ تمام پھنکا ہوا ہے اسکو کوئی ذیحیات نہیں بچا مبہوت جادو نے سکو
پھونکدیا اور باشندگان سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے مبہوت جادو سحر فتنہ کو برباد
کر کے آئی تھی دوسری جانب خونخوار بن دجال شہر [illegible] حصار سے قلعہ گیلان
تک خدا پرستوں کا استیصال کرتا ہوا پہونچا ہے اور وہاں سے شہر اردبیل کو روانہ
ہوا ہے تمام رفیقان حمزہ صاحبقران قتل ہو گئے اور ملک برباد ہو گئے اور ان لعینوں کا ارادہ
ہے کہ اب چلکر قلعہ ذوالامان کو بھی برباد کریں جہاں ناموس حمزہ صاحبقران نے پناہ
گزیں ہیں یہ سنکر سکلل خان جادو بہت رویا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا بھی
لبریز ہوا ہے اسکے فوج کو تیاری کا حکم دیا کہ نہ بیان ہونے لگیں دوسرے روز سکلل خان
جادو مع لشکر کوچ کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت اسکے
کے بیان کیا جائیگا آمدم برسر مطلب کہ یہاں جو ساتھ آئینہ پرست جشن سے فرصت کرکے
جانب شہر ختن روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر ختن کے
پہونچا تو فوج کو اتارا خیمہ برپا کیا خبر یعقوب شاہ ختنی کو ہوئی یعقوب شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہیں ہے الحمد للہ کہ مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اگر بستر خواب پر ہلاک ہوتے تو
کیا ملتا اور مرنا ہر طرح ہے کیونکہ اب سو برس کے ہوئے اور کیا باقی ہے عمر گذر گئی جوانی پیری ہو لی
آنکھ سکا رہی ہے اب جیسے پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے لیکن جو ساتھ آئینہ پرست نے شب
تو براحت و آرام بسر کی اور صبح کو بارگاہ میں آکر بیٹھا اور زربلادستہ لب کو نامہ دیا کہ جا کر
جواب اسکا لاؤ زربلادستہ لب نے نامہ سر سے باندھا اور تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر
جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو زربلاد کو اسطرف آتے ہوئے دیکھا یعقوب شاہ
ختنی سے بیان کیا کہ ایک سردار تھوڑی سی فوج ہمراہ لیے ہوئے اسطرف آتا ہے یعقوب شاہ
نے کہا دروازہ قلعہ کا کھول دو اور لاؤ ہرگز میرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار اسیقدر دل میں انکو

ضعیف و ناتوان سمجھکر اس ارادہ سے آئے ہیں کہ قلعہ چھین لیں تو میں ابھی ایسا نہیں ہوں
کہ کوئی سردار تھوڑی سی فوج لیکر قلعہ میرا لے لے میں اس سے مقابلہ کرونگا اگر اندیشہ
تھا تو سحر کا تھا ان لوگوں سے مجھے خوف نہیں ہے ابھی جاکر اس ملعون کو مزا چاشنی مرگ
کا چکھاتا ہوں یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلے جسوقت بیرون قلعہ آئے
اور ایک سوار نے آکر یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ نامہ دار جوست آئینہ پرست کا
آیا ہے یعقوب شاہ ختنی نے کہا بلاؤ جسوقت زر بادست لب سامنے آیا نامہ پیش کیا
یعقوب شاہ ختنی نے لفافہ چاک کیا اور نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے یعقوب شاہ ختنی
بہتر یہ ہے کہ یا اطاعت میری اختیار کرو اور مذہب خدا پرستی کو ترک کرو اور یا جنگ پر آمادہ ہو
میں نے شہر بلخ اور سمرقند دونوں کو آگ لگا دیا ہے کہ بلخ کا نوشان تک باقی نہیں رہا
اگر خلاف ورزی کی پھر سے اور کوئی امر تمسے ظہور میں آیا کہ جسکے اسلام کو نہ ترک کیا اور
اطاعت میری نہ اختیار کی تو یاد رکھنا کہ ایک ہی دن میں ختن کو بھی مثل بلخ کے پھونک
دونگا یعقوب شاہ نے دوات قلم طلب کرکے جواب پشت پر تحریر کردیا کہ او نامرد
تیرے ساتھ بڑے بڑے جوان ہیں اور سرداران نامی ہیں طبل بجوا اور میری لڑائی کا تماشا دیکھ وہ کیا
کرتے ہیں باوجودیکہ جوان ہیں اور میں بڈھا کس کس کو تہ تیغ کرکے خاک میں ملاتا ہوں اگر تو نے غیر ساحر
سے سحر کا مقابلہ کیا تو کیا لطف اور تبدیل مذہب وہ کرے جسکا مذہب باطل ہو ہم دین برحق رکھتے ہیں کیونکر
ترک کریں تو اختیار کیسے کریں دیدہ و دانستہ راہ جنت کو ترک کر بیٹھیں اور اپنے پاؤں سے جہنم میں جا بیٹھیں
جسوقت جواب نامہ تحریر کر چکے تو زر بادست لب کو دیا زر بادست نامہ لیکر پاس جوست آئینہ پرست کے آیا اور
نامہ پیش کیا یہاں یعقوب شاہ ختنی پھر قلعہ میں چلے آئے اور تیاری لشکر کا حکم دیا کیونکہ
انکو یقین تھا کہ میں نے ایسے کلمات لکھے ہیں کہ غیرت میں آکر یہ ملعون ضرور سرداروں کو
برابر مقابلہ بھیجیگا جب مرنا ہر طرح ہے تو ہم بھی دل کا حوصلہ نکال لیں اور دشمنوں کو مارکر
مریں جو کافر کم ہو وہی سہی لیکن وہاں نامہ جوست آئینہ پرست نے جو پڑھا اسکو نہایت
غصہ آیا کہا اے شہوت جادو اہل ختن بہت ہی کج خلق سرکش معلوم ہوتے ہیں کل ہم
اس ملک کو بھی پھونک دو یہ سنکر سوماق سنگ سر وغیرہ نے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ
کس دن کے واسطے ہیں جو آپ سحر سے کام لیکر اپنے کو بدنام کرتے ہیں طبل جنگ بجوا دیجئے
ہم نکلکر مقابلہ کریں کیا ہم اس قلعہ ختن کو خالی نہیں کرا سکتے ہیں یہ سنکر جوست آئینہ پرست نے
جواب دیا کہ تم لوگوں کے لڑنے میں زمانہ بہت گذرے گا اور مجھے یہ منظور ہے کہ بہت جلد
ملکوں کو خدا پرستوں سے خالی کروں جسوقت قلعہ ذو الامان پر پہونچوگے تو حوصلہ تمہارا نکلیگا
کہ وہاں بہت بڑے بڑے سردار حمزہ کے مثل ملک قہرمن سوختیا سے طوفانی اور
الفاشش خون آشام کے موجود ہیں ان سے لڑنا ہم بھی تماشا دیکھینگے یہ سنکر سرداران
لشکر تو خاموش ہو رہے اور شہوت جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل ختن کو ہوئی کہ لشکر کفار میں کوس حربی
بجا ہے یعقوب شاہ ختنی نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ بجنے لگا
تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام نے مرکب پر شمشیر کو چست باندھا آپس میں باتیں

ہو گئے تھے گئیں آہ کل عجیب روز مسرت ہے کہ ہاتھ سے ان کفار کے شہید ہو کر داخل جنت ہونگے
شہید کے لقب سے ملقب ہونگے مرنا ہر طرح ہے اس طرح سے مرے تو نام ہے لوگ کہیں گے
کہ رفیقان صاحبقران کیا مستقل مزاج تھے کہ میدان سے نہ ہٹے اور جانیں دیدیں ایک
دوسرے سے ہنس ہنس کر وصیت کر رہا تھا ابھی تک ان سب کو یہی خیال ہے کہ مقابلہ
تیر و شمشیر کا ہوگا خوب دل کا حوصلہ نکلے گا کفار کو بھی قتل کرینگے ہر چند تعداد انکی ہم سے
زیادہ ہے اور انجام قتل ہونا ضرور ہے مگر ان کافروں کو بھی معلوم ہوگا کہ چند کس شیفون نے
کشتہ ہو انکو خاک مذلت پر سلا دیا وہاں کفار باطمینان تمام بیٹھے ہیں کہ جنگ ہونیوالی نہیں
ہے مہوت جادو پھر بھریں سب کو بھون کر دینگی کہاں تک بیان کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے
رنگ فلک کا بدلا سیاہی شب برطرف ہونے لگی سفیدہ سحری نے شبخون مار کر لشکر انجم
کو شکست دی اور ماہ تاباں گوشہ مغرب میں پنہاں ہوا نسیم سحری سے چراغ جھلملا جھلملا کر
گل ہونے لگے اہل اسلام میں شور اللہ اکبر بلند ہوا مسلمانوں نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور
آلات حرب و ضرب تن پر چست و درست کر کے عازم میدان جنگ ہوئے لیکن لشکر کفار
سے صرف مہوت جادو سامنے قلعہ ختن کے آئی اور حوت آئینہ پرست تھوڑا سا لشکر
لیکر مع حمایل سپر دیکھنے آیا کہ تماشا قتل اہل اسلام کا دیکھنا بھی خالی از ثواب نہیں ہے
لیکن مہوت جادو نے زنگار جادو سے شیشہ ہاتھ میں لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر جبکہ
اس شیشہ پر دم کر کے ڈاٹ اسکی کھولی اور کہا کہ لینا اہل اسلام کو اور کچھ نہ دو سے قلعہ ختن
کو بھی بچانا تھا کہ شعلہ جہانسوز اس شیشہ سے نکلا اور جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اور بالا سے
قلعہ پر پہونچکر مثل ابر سرخ رنگ کے پھیلنے لگا یہ دیکھتے ہی لقفوس شاہ ختنی نے بہت
تاسف زانو پر مارا اور کہا کہ وہ خدائی ان کفار نے خبر معلوم ہوا کہ ہم لوگوں کو بےبسی کی موت مرنا
تھا جو یہ آگ پیدا کرنے والے کی جسطرح وہ طلب کرے کیا عذر ہے دروازے قلعے کے کھولدو اور
منادی کردو کہ جسکو جان اپنی عزیز ہو وہ نکل جائے اور جسکو شان استقلال دکھانا ہو وہ اس
آگ میں جلے اور آتش دوزخ سے رہائی حاصل کرے اب جو شخص یہاں رہیگا اسکا اس آگ
سے رہائی پانا دشوار ہے جسوقت دروازے قلعے کے کھلے ہزارہا آدمی جان بچا کر نکل گیا کہ اس
مرنے سے کیا فائدہ کہ نہ ہاتھ ہلا سکے نہ پاؤں جو لوگ کہ بخوف اہل اسلام مسلمان بنے ہوئے
تھے اور در اصل کافر تھے وہ جا کر حوت آئینہ پرست کے لشکر میں شامل ہو گئے اور فریاد کی
کہ ہم ابھی تک بخوف مسلمانان مسلمان بنے ہوئے تھے ہم نے اپنا دین قدیم ترک نہیں کیا ہے حوت
آئینہ پرست نے ان لوگوں کو پناہ دی اور یہاں وہ ابر سرخ رنگ پھیل کر تمام قلعہ پر چھا گیا اور
شرارے سرخ سرخ گرنے لگے جس جگہ گرا وہ جلکر خاک ہوا تمام قلعہ اشتعال ہو رہا تھا یہ رنگ
دیکھکر لقفوس شاہ ختنی اور دیگر مسلمانوں نے کلمہ آخر پڑھا اور دعا کی کہ پروردگارا گھڑیاں موت
کی ہم پر آسان کر یہ حالت تھی کہ اہل اسلام جل رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے ایمان کا
گواہ کر رہا تھا پہر بھر کے عرصہ میں تمام قلعہ کو شراروں نے پھونک دیا تمام گھر بار جل گئے
سوائے ملبہ کے کچھ نہیں باقی رہا غبار تیرہ سیاہ ہو گئیں جسوقت کوئی ذی روح باقی نہ رہا تو ابر پلٹا اور
لشکر مہوت کی طرف چلا زنگار جادو نے جلدی سے شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا

شروع کیا وہ اہرمست کر اور شعلہ ہائے آتش میں آتے آتے کفار نقارہ فتح بجاتے ہوئے پھرے جوست آئینہ پرست نے تین روز کا جشن کیا اور اثناء جشن میں جوست آئینہ پرست نے صلصال سے کہا کہ امیر خان اعظم میں نے تمہاری خاطر سے ان ملعون کو اسطرح پھونکا کہ کوئی وارث انکا باقی نہ رہے تاکہ تم بہ اطمینان تمام حکومت کرو صلصال نے کہا کہ میں ان مہربانیوں کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں غرضکہ جسوقت جشن سے فراغ حاصل ہوا تو جوست آئینہ پرست کوچ کر کے طرف ترکستان کے روانہ ہوا جسوقت منزل بمنزل قریب ترکستان کے پہونچا اور خبر زرہ خان کو ہوئی زرہ خان نے بلب خان اور اثدر خان بن صلصال اور صعب خان بن صلصال اور مالک ترک سفید جامہ کو بلا کر ان سے بیان کیا کہ جوست آئینہ پرست فوج بسیار سے اسطرف بھی آیا ہے اور اسکے ساتھ تمہارا باپ صلصال بھی ہے اور سہیل خان بن صلصال بھی ہے تم وارث اس سلطنت کے ہو اب تمہاری کیا رائے ہے اثدر خان وغیرہ نے کہا کہ آپ سے بہتر ہماری رائے نہیں ہو سکتی آپ والد بزرگوار کے وزیر ہیں جو آپ مناسب جانیے وہ کیجئے زرہ خان نے کہا کہ اگر قلعہ بند ہو سکتے ہیں تو وہی اہرمن رنگ جیسے حقیق اور سمرقند اور بلخ کو پھونکا ہے وہی ابر اس ملک کو بھی پھونکیگا اور اگر قلعہ سے نکلکر لڑتے ہیں تو بھی مارے جائینگے اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں گرفتار کر کے پیش لشکر صلصال پاس لیجاؤ اور اس سے بیان کرو کہ ہم بسبب شوکت حمزہ صاحبقران کے مسلمان بن گئے تھے ورنہ ہم اب تک اپنے مذہب قدیم پر قائم ہیں اور زیادہ خوف تھا وہ اسکا تھا جسکے گرفتار کر کے ہم لئے آتے ہیں کہ یہ حمزہ کا نہایت بہت چڑھا تھا یہ حاضر ہے اسے قتل کیجئے اور ہم آپکے غلام ہیں جسوقت لشکر تمہارا لشکر جوست آئینہ پرست میں شامل ہو جائیگا تو وہ لشکر کے تکرار اور لڑائی کر جانثاری دینے ہو اور میں تو ہر طرح قتل ہو جاؤنگا اور اگر تمہارا دل چاہتا ہو کہ سلطنت کریں تو اطاعت آتش پرستی اختیار کر لو یہ سنکر اثدر خان و بلب خان نے کہا کہ حسن نصیب ہے لعنت کرتے کیا سمجھا اختیار کر رہے ہم کبھی [illegible] دین اسلام سے برگشتہ نہ ہونگے اور لڑکر مر جائینگے یہ سنکر زرہ خان نے [illegible] ایسا ہی چاہیئے پس اب میں تدبیر بتاتا ہوں کہ پہلے فوج [illegible] وہ لوگ [illegible] جو لڑکر مر جانے والے ہیں [illegible] لشکر کو جمع کیا اور بلندی پر [illegible] وقت امتحان کا آگیا ہے [illegible] وہ ہمارا ساتھ دو [illegible] کفار سے [illegible] اور جانیں اپنی [illegible] علیحدہ ہو جائے [illegible] آدمی علیحدہ ہو گئے اور [illegible] ہی کا ساتھ [illegible] جان تو [illegible] کمر باندھی اور کہا کہ اس زندگی [illegible] آدمی آمادہ مرگ و ہیاں [illegible] زرہ خان [illegible] بصورت قیدی بنا اثدر خان وغیرہ [illegible] رہ سفید جامہ نے اثدر خان وغیرہ سے کہا کہ [illegible]

بات ہے کہ ہم سب تو قتل ہوں اور جو دشمن ہمارے ہیں اور شہروں سے وقت پرکا تدھی دیا
اور ساتھ نہیں دیا یہ زندہ ہیں اور لطف زندگی اٹھاتے ہیں ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ یہ بھی قتل ہوں
اژدر خان نے کہا کہ پھر اسکی کیا صورت ہو مالک ترک سپاہ خاصہ نے کہا کہ مجھے بھی مثل
زرہ خان کے قید کر لو اور اپنے باپ سے کہنا کہ ہم نے ہر چند سمجھایا مگر لوگ مذہب خدا پرستی
ترک نہیں کرتے اور رفاقت حمزہ کا دم بھرتے ہیں آپکی اطاعت سے انکار
کرتے ہیں اسواسطے ان سبکو قید کر دینا چاہیے اس رائے کو سب نے پسند کیا اور مالک کو بھی
قید کر کے جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے جس وقت قریب لشکر پہونچے
ہرکارہ دوڑ نے صلصال کو خبر کی کہ فرزند آپکے بلب خان اور اژدر خان وزیر کو قید
کر کے مع فوج حاضر ہوئے ہیں اور شادی اسکے امیدوار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمنے بھی اپنی
جان بچانے کے واسطے دین اسلام اختیار کیا تھا اگر موقع نہ پاتے تھے کہ اسکو زک دیتے اور اپنے
دین قدیم کا رواج دیتے یہ سنکر صلصال بہت خوش ہوا اور کہا کہ خبردار کوئی انکو روکنے کا قصد
نکرے اور ضبط نہ کرے چالیس ہزار فوج پری تھی استقبال سے آنے کا حکم دیا اور حوت
آئینہ پرست سے جا کر بیان کیا کہ ایسا کیوں ہوا کہ بلب لڑکے کھرے قبضہ میں آگیا حوت آئینہ پرست
نے کہا کیونکر صلصال نے بیان کیا کہ لڑکے میرے جو بوقت حمزہ مسلمان ہو گئے تھے
وہ لشکر حمزہ سے وزیر کو میرے پاس قید کر کے لے آئے ہیں اسپر اس وزیر کے تو لوہان
اڑا دونگا اور اپنے لڑکوں کو لیکر ملک پھر سے آباد کرونگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ بہتر
ہے صلصال نے ہیکل خان کو پیاسے استقبال روانہ کیا راہ میں ملاقات ہوئی اسپ ہیکل
میں صلصال سواروں کو لیکر باپ کی خدمت میں آیا اور انکی فوجوں کو اپنی فوج میں
شامل کر دیا اژدر خان نے جس وقت صلصال کو دیکھا سلام کیا اور دوڑکر قدموں پر گر پڑے
صلصال نے گلے لگایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری خطا نہیں ہے یہ سب فساد اس وزیر
کمبخت کا تھا دیکھو تو اسکی کیا حالت کرتا ہوں اور تمنے اچھا کیا جو اپنی جان بچانے کو مذہب حمزہ
اختیار کر لیا ورنہ تم قتل ہو جاتے اسکے بعد اژدر خان و بلب خان نے کہا ای پدر بزرگوار
اتنی آپکی ہمیشہ ... حکومت ترکستان کی نہیں کر سکتے اسواسطے کہ جسقدر رعایا ہے وہ مذہب
خدا پرستی نہیں ترک کرتی لیکن ... قائم ہیں جو ہمارے ہمراہ حاضر ہوئے اول انکو
انتظام ... آپکی حکومت ترکستان کی آسان ہوگی یہ سنکر صلصال نے کہا بہتر ہے میں سبکو جلوا دونگا اور دیگر آباد
... اپنا آباد کرونگا یہ کہکر اٹھکر کھڑا ہوا اور حوت آئینہ پرست کی خدمت میں آیا
اور تمام گفتگو اژدر خان کی حوت سے بیان کی حوت آئینہ پرست نے مہوت جادو کی
طرف دیکھا اور کہا کہ اسکا انتظام کرو مہوت جادو نے زنگار جادو سے کہا کہ تم صلصال کے
ساتھ جاؤ اور جس جس ملک کو صلصال کہیں آگ سے جلا دو زنگار جادو اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شیشہ
ابر سرخ رنگ کا ہاتھ میں لیئے ہوئے صلصال کے ساتھ ہوا صلصال زنگار جادو کو ہمراہ لیے ہوئے
اژدر خان کے پاس آیا اور کہا کہ ... انکو اپنے ہمراہ لو اور جس ملک کو چاہو پھونک دو
یہ سنکر اژدر خان شاد ہو ... مسرور ہوئے اور زنگار جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے قریب ترکستان
کے آئے اور زنگار جادو سے کہا کہ اس ملک کو پھونک دو یہ سنکر زنگار جادو نے دعا لشا

شیشہ کی کھولی اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اے شعلۂ غضب پھونک دے اس ملک کو جس
نے سنا تھا کہ شعلہ جھپٹ کے نکلا اور تمام ترکستان پر ابر سرخ بنکر پھیل گیا اور شرارے چمک
چمک کر گرنے لگے یہ حال دیکھکر سپاہ اہل سحر بہت پریشان ہوئے دل میں کہتے تھے کہ یہ کیا
آفت آئی جیسی دانستہ مذہب اسلام کو ترک کیا ایسی بلا میں پھر مبتلا ہوئے شعر خدا ہی
ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ﴿ گئے دونوں جہان کے کام سے ہم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ﴿ کاش ہم بھی زرہ خان و اژدر خان کے ساتھ شہر
سے نکل جاتے اور لڑکر مر جاتے تو دنیا و عقبیٰ دونوں بچاتے مگر اب سوا افسوس کے کیا ہے ادھر
ابر سرخ رنگ نے شرارے برسانا شروع کیے اور تمام ملک ترکستان کو آتش میں ملا کر دیا
انسان جانور مال و اسباب شجر و حجر جل رہے تھے ہر طرف شور و فریاد بلند تھا انجام کار سب
جلکر خاک ہو گئے کسی انسان و حیوان کا نشان باقی نہ رہا اب زنگار جادو نے دیکھا کہ اب
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ترکستان کو بالکل پھونک چکا ہے اس سے فوراً اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگلی
سے اشارہ کیا کہ اب اتر آ شیشہ میں وہ ابر ایک شعلۂ مختصر بنکر شیشے میں اتر آیا اور
زنگار جادو نے ڈاٹ لگا دی اب اژدر خان نے زنگار جادو کو گلے سے لگا لیا اور نہایت
تعریف کی کہ کیا کام کیا ہے اور یہ بتلاؤ کہ یہ ابر کتنا رہے گی کہ گزشتہ سے شعلہ تھا یا جو اسکی
ڈاٹ کھولدی اسکے کہنے پر عمل کرے گا زنگار جادو نے کہا کہ در اصل یہ سحر میرا نہیں ہے جو صرف
میرے کہنے پر چلے یہ مرکب سحر ہے سحر ملکہ صروف کو بہوت جادو نے مسخر کرکے اپنی قوت بھی
شامل کر دی ہے اب یہ سحر مانند شتر بے مہار کے ہے جس وقت شیشے سے رہا ہو جائے گا
جسے پائے گا پھونک دیگا تاوقتیکہ اسم تسخیر اسکا نہ پڑھا جائیگا یہ داخل شیشہ نہ ہوگا مجھے
صرف اسم تسخیر بہوت جادو نے بتلا دیا ہے اس بنا پر میں اسکو شیشہ میں اتار لیتا ہوں اژدر خان
یہ سنکر خوش ہوا اور زنگار جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر حوت آئینہ پرست کی طرف چلا
جیسے ہی قریب لشکر پہونچا کلائی زنگار جادو کی مروڑکر شیشہ ہاتھ سے چھین لیا زنگار جادو
نے کہا یہ کیا اژدر خان نے کہا او ملعون کب چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تو نے لاکھوں بندگان خدا
کا خون کیا ہے اور ابھی نہیں معلوم کس کس کو قتل کرے گا یہ کہکر وہی شیشہ سر پر زنگار جادو
کے مارا کہ شیشے کے پرخچے اڑ گئے اور شعلہ جھپٹ کر پہلے ہی زنگار جادو پر گرا اور اسے جلاکر
خاک کر دیا زنگار کو مہلت لب ہلانے کی نہ دی کہ یہ کوئی سحر کرسکتا شعلہ اسکو مارکر بلند ہوا اور
ابر سرخ ہوکر پھیلنے لگا اور لشکر صلصال پر پھیلنے لگا اژدر خان نے اپنے ہمراہیوں کو آواز
دی کہ کھینچ لو تلواریں اور مار کر ان فاسقوں کو جو حملہ اپنا نکال لو کہ پھر ایسا وقت نہ ملیگا
یہ سنتے ہی بلب خان نے مالک ترک سفید جامہ کی قید کاٹ دی مگر زرہ خان کو رہا کرنیکے
اور سب کے سب تلواریں کھینچ کھینچ کر لشکر صلصال پر گرے تلوار برسانا شروع کر دی
لیکن اژدر خان لوگوں کو قتل کرتا ہوا قریب زرہ خان کے بھی پہونچ گیا اور قید کاٹ دی اب
زرہ خان نے بھی ایک سوار کو مارکر سپر و شمشیر و مرکب پر قبضہ کیا اور لڑنے لگے اژدر خان
کی بہت تعریف کی صلصال حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کچھ فساد اہل لشکر میں ہو گیا کسی سے زبان
انکی کیا معاملہ ہوا ادھر ابر سرخ رنگ لشکر حوت آئینہ پرست پر پھیل گیا اور شرارے چمک چمک

پہونچکر باطمینان تمام تلوار ماری کہ یہ مرد مومن وہ نیز شہید ہوا یہ دیکھکر چوبین چوب گروان
نے گھوڑا دوڑایا اور قریب بہمن ارجاسپ کشوری کے پہونچکر خونخوار پر چوب ماری خونخوار
نے وار بہمن کا خالی دیا چوبین ضرب کی جھونک مین سامنے آیا تھا کہ خونخوار نے تلوار ماری
یہ بھی شہید ہوئے اب خونخوار بن دجال نے کہا کہ اس طرف سے اردبیل کو لینے چلو
جنگ آغاز ہوگئی اسپ تامل بیکار ہر چہ کئی لاکھ سوار لیکر بہرام اردبیلی پر جا پڑے وہ کچھ
پہلے سے ہوشیار بھی نہ ہوئے تھے کہ دشمن آپڑے اور قتل کرنا شروع کیا بہرام اردبیلی
جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچ کا پہنچے ہوئے ہاتھوں سے کفار کو قتل کرنا شروع
کیا مگر جھکی ہوئی ہاتھوں مین رعشہ ریش سفید سینہ پیری تھی جنگ کے قابل کہاں تھا مگر قضا اسی بہانے ہاتھوں
مین گرمی جنگ مین خونخوار بن دجال قریب بہرام کے جا پہونچا اور تلوار ماری کہ یہ بھی شہید
ہوئے لشکر نے دیکھا کہ سردار مارا گیا بے ساختہ بھاگ کھڑے ہوئے ہر سمت سے قلعہ
کے جا نہین دیدے مگر قدم کہیں نہ تھمایا سب اُسی جگہ کھیت رہے اب خونخوار داخل قلعہ ہوا
اور حکم قتل عام جاری کیا برابر قتل ہونے لگی ہر چند لوگ فریاد کرتے تھے مگر وہ کفار ایک کی
نہ سنتے تھے یہانتک کہ تین روز کامل قتل عام رہا عورتوں اور بچوں تک کو قتل کیا اور اردبیل کو
ایسا ویران کیا کہ پھر آباد نہ ہوسکے بعد اسکے لاشیں اپنے لشکریوں کی اٹھوا کر دفن کرادین اور
لاشین خدا پرستوں کی اسی طرح پڑی رہنے دین کہ چیل کوے نوچ نوچ کر کھا گئے شمار
کیا تو معلوم ہوا کہ سعی محصور فصیل سے اسی ہزار آدمی قتل ہوئے اب خونخوار بن دجال نے حکم
کوچ کا دیا اور تیاری کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا اب اسکو تو سر راہ قلعہ ذوالامان
مین چھوڑا جاتا ہے اب یہان سے تھوڑا حال داستان حیرت نشان ستمدیدگان آتش
محبت یعنی شاہزادہ اسد ثانی و ملکہ طوفان سبز پوش و ملکہ سحابیہ دردکوش
کے بیان سے کیے جاتے ہین راویان شیرین زبان اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح
بیان کرتے ہین اور گرم سخن ہوتے ہین کہ جب عو دشت آتش پرست کے تکیہ سے بہوت جادو
آتش سے مشتعل کی اور اسد ثانی اور ملکہ طوفان سبز پوش کو اس آگ مین پھینکا تو یہ ضمیر سہ کلون
نے عابد روشن ضمیر کو پہلے سے پہونچادی تھی اسلیے کہ عابد روشن ضمیر جب اسد ثانی سے جدا
ملکہ سحابیہ پیرا سے تھے تو انکو اس کام مصیبت معلوم ہوگیا تھا انھون نے اسیوقت سے موکل تعین کردیے
تھے کہ دم بدم کی خبر رسانی کیا کرتے تھے جب وقت عابد روشن ضمیر کو معلوم ہوا کہ فلان وقت اسد
ثانی آگ مین پھینکا جائیگا انھون نے سہ کلون پر تاکید کی کہ جسوقت اسد ثانی آگ مین گرے فوراً اٹھا لاے
تمام آتا کر دیان کبھی نہ جلنے پائے کہا اور جو اسد ثانی کے ساتھ اس آتش مین گرے حفاظت اسکی
ضروری ہے موکل کنارے آتش کے لگا ہوا سے پوشیدہ موجود تھے جیسے ہی اسد ثانی کو بہوت نے آگ
مین پھینکا سہ کلون نے بالا سے شعلہ انہین روکا اور لاکر باغ عابد روشن ضمیر مین پہونچا دیا بعد اسکے
طوفان سبز پوش کو بھی لے آئے دونون بیہوش تھے عابد روشن ضمیر نے اگرچہ دونون کو ہوشیار کیا اور موکلون کو
پھر روانہ کیا کہ ابھی ایک پری زاد اس شمع حسن و خوبی کا اور جان دینے آئیگا اسکی بھی حفاظت کرنا موکل
تو اسطرف روانہ ہوئے یہان اسد غازی اور ملکہ طوفان سبز پوش جو خواب سے بیدار ہوئے
بیہوشی کا دفعیہ ہوا اپنے کو ایک باغ جنت نشان مین پایا اور عابد روشن ضمیر کو اپنے قریب

مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ سحابیہ ورورگوشش نے اسد ثانی کی محبت مین جان
دیدی ہی اور آگ مین کود پڑی ہی یہی حالت ان لوگون سے سنکر بادشاہ سے بیان کی مالک سحاب
لنگر گیر نے پہلے تو شکر کیا کہ ایسی شوخ دیدہ کا مرنا ہی بہتر ہو مگر جب محبت پدری نے
جوشش مارا تو اشک خونی دیدہ حسرت سے جاری ہوئے اور ماتم دختر مین لباس سیاہ پہنا تمام
ملک غمگین ہوا کہ چراغ سلطنت یہی تھی سوا اسکے کوئی فرزند نہ تھا وہ دختر مالک سحاب
لنگر گیر کے نہ ہوا تھا دن رات بادشاہ رویا کرتا تھا ایک روز خواب مین دیکھا کہ سحابیہ
ورورگوشش ایک باغ مین ہمراہ اسد ثانی کی بیٹھی ہوئی ہو اور ایک نازنین اور جو اس سے
زیادہ حسین ہو پاس بیٹھی ہوئی ہو سحاب لنگر گیر نے اسی عالم رویا مین دختر سے کہا کہ تو تو
جلکر ہلاک ہوگئی تھی لیکن پھر مرنے کے پیچھے یہ رتبہ عالی کیونکر ملا اسلیے کہ چلن تیرے خراب تھے
سحابیہ ورورگوشش نے جواب دیا کہ اے والد بزرگوار آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ جسکے
چلن خراب ہون وہ بعد مرنے کے شرمندہ ہوتا ہی میرے ایسے چلن تھے کہ مین بعد مرنے کے
بھی راحت سے ہون اور اسوقت تک پاکدامن ہون مین نے عزت اسیطرح خاندان کی
نہین جانے دی لیکن مذہب خداپرستی ضرور اختیار کیا جسکی بدولت آج تک اسی راحت
سے دیکھ رہی ہون اگر عاقبت اپنی درست کرنا چاہتے ہین تو آپ بھی اسی مذہب برحق کو
اختیار کیجیے یہ سنکر سحاب لنگر گیر نے کہا کہ اگر میرا چراغ سلطنت روشن ہو جائے اور پھر
تو مجھسے ملے تو بیشک مین دین خداپرستی اختیار کرلونگا اور جانونگا کہ یہ مذہب برحق ہو
سحابیہ ورورگوشش نے کہا کہ اپنے قول کو یاد رکھیےگا اور عہد سے نہ پھریےگا تو خداوند عالم
مین سب طرح کی قدرت ہی وہ مردے کو زندہ کرسکتا ہی سحاب لنگر گیر چاہتا تھا کہ کچھ اور سوال کرے
آنکھ اسکی کھل گئی صبح قریب تھی جسوقت دربار مین آیا ارکین دولت سے خواب اپنا بیان کرکے
تعبیر پوچھی چالاکون نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہو تو ضرور دختر آپکی ایسی ملے گی یہی ذکر
تھا کہ نقیب حضور نے آکر اطلاع کی کہ ایک مرد عابد ایک مرد اور دو عورتون کو ساتھ لیے ہوئے
آیا ہو اور امیدوار باریابی ہو سحاب لنگر گیر نے کہا بلالو عابد روشن ضمیر اسد ثانی اور سحابیہ
ورورگوشش کو لیے ہوئے داخل دربار ہوا اسوقت نقاب مین ان عورتون کے چہرے پوشیدہ
ہوئی تھی بادشاہ نے عابد روشن ضمیر کو ایک مرد بزرگ سمجھکر نہایت عزت سے بٹھایا اور
نام پوچھا عابد روشن ضمیر نے اپنا نام درویش ذوالکمال بتایا اور کہا کہ مین اسی صحرا کے متصل
مین رہتا ہون لیکن کوئی شخص میرے مسکن سے آگاہ نہین ہو سبب میرے آنے کا یہ ہوا
کہ دختر تمہاری اسی جوان صالح پر شیفتہ ہو اور یہ جوان خاندان عالی سے ہو بیٹا اسد
غازی کا پوتا کرب دلاور کا ہی جو داماد حضرت صاحبقران کے ہین نام اسکا اسد ثانی ہو اسکو
دوست آتش پرست نے اپنی دختر طوفان سحرپوش سمیت آگ مین پھکوا دیا تھا مین نے ان
دونون کو اس آگ سے بہ مدد پروردگار عالم بچایا اور اپنے باغ مین مہمان کیا بعد اسکے
دختر تمہاری محبت اسد ثانی مین جاکر اسی آگ مین کود پڑی مین نے اسکو بھی بمدد خدا سے
بچایا اب یہ تینون آدمی یعنی اسد ثانی اور طوفان سحرپوش اور سحابیہ ورورگوشش موجود
ہین حکم لاؤن اور لازم ہو کہ عقد ان دونون بیٹیون کا اسد ثانی سے کیجیے اور

سنکر لہراسپ بہت شاد ہوگیا اور کہا کہ لہراسپ میں ہی ہوں نامہ میرے آقا کا مجھے دو یہ سنکر
ساندنی سوار نے اونٹ کو بٹھالا اور اوترکر نامہ لہراسپ کو دیا لہراسپ نے نامہ اپنے سر پر رکھا
اور ساندنی سوار کو لیے ہوئے کوہ پر آیا لفافہ کھولکر نامہ پڑھا بہت خوش ہوا لشکر کو تیاری
کا حکم دیا اور دوسرے روز کوچ کرکے جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا یہاں کا یہ رو شقشہیر نے
اسد ثانی سے کہا کہ اب میں اپنے مکان کو جاتا ہوں انشاء اللہ تعالی قلعہ ذوالامان پر میرے
آپکا ملنا قائم ہوگی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی تکلیفیں آپ نے میری ذات سے اٹھائیں خدا حافظ
اسمیں زیادہ زحمت دینا پسند نہیں کرتا غرض کہ رو شقشہیر تو اسطرف روانہ ہوگئے اور
شاہزادہ اسد ثانی نے کوچ کی تیاری کا حکم دیا فوجیں تیار ہونے لگیں کہ ہرکاروں
نے آکر عرض کی کہ لہراسپ قزاق بارہ ہزار اپنے سواروں سے آتا ہے اسد ثانی نے چند افسران
فوج کو اسکے استقبال کو روانہ کیا لوگ گئے اور لہراسپ کو استقبال کر کے لائے لہراسپ
دل میں کہتا ہے کہ میرا آقا بڑا قدردان ہے کہ مجھ ایسے دزد کی اسقدر عزت کی اگر میں اپنے دین
قدیم پر رہتا اور اطاعت اس شہریار عالی وقار کی نہ اختیار کرتا تو یہ مرتبہ مجھکو نصیب ہوتا
غرضکہ چالیس ہزار سوار کا لشکر ملک سحابیہ لشکر کا اور بارہ ہزار آدمی قزاق تھے ساتھ بادشاہ زادہ
کی فوج تیار ہوئی اور ملک سحابیہ لشکر نے لشکر کا انتظام کیا اپنی جانب سے نائب مقرر
کرکے اسد ثانی سے کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے اسد ثانی نے کہا بہتر اور وہاں سے رخصت
ہو کر ملکہ سحابیہ در در گوش میں آئے اسوقت طوفان سبز پوش اور سحابیہ در در گوش
دونوں ایک ہی مقام پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ اسد ثانی پہونچے ملکہ طوفان سبز پوش نے کلمات
شستہ زبان پر جاری کیے اور کہا کہ ای شہریار ہمیں امید نہ تھی کہ آپ دیدار کے واسطے
اسطرح ترساتے تھے جیسے ایسی محبت ہو کہ دیوانہ وار صحراؤں میں پھرتے اپنا تاج و تخت عزیز
واقربا سب کو چھوڑ کے وہ دل دلبر صورت نہ دکھائے آخر کیا فکر ہیں میں کچھ معلوم
تو ہوتی اور طرف دل لگ گیا ہو اگر ایسا ہے تو ہم دونوں ملکر اسکی بھی فکر کریں یہ کہکر مسکرائی
اسد ثانی نے کہا لوگوں کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ عورتوں کے پاس بیٹھے رہیں کام ہمارا
جہاں دینی و جہاں بانی کا ہے میں نے سنا ہے کہ حوت آئینہ پرست تمہارے باپ نے ملک
سمرقند کو جلا کر خاک کر دیا بادشاہ کو وہاں کے مارا جو خدا پرست تھا اور اپنی جانب سے
حاکم شہر معین کر کے بلخ کی جانب روانہ ہوا ہے میں جاتا ہوں اور سمرقند کو حکومت کافر
سے چھڑا کر حاکم اپنی جانب سے معین کروں گا اسکے بعد بلخ کی طرف روانہ ہونگا اور
جہاں ملیگا حوت آئینہ پرست اور ملبوت جادو سے قصاص خون خدا پرستان کا
لونگا یہ سنکر ان دونوں شاہزادیوں کے چہرے فق ہو گئے رنگ اڑ گئے تھوڑی دیر
سکوت رہا بعد ازاں طوفان سبز پوش نے کہا کہ کیا تمہیں یاد نہیں کہ ہبت جادو وہی ہے کہ
جسنے تمہیں صندوق میں بند کرکے آگ میں پھونکا تھا اور پھر اسکے سامنے جاؤ گے تو کیونکر بچ سکتے ہو وہ
ساحرہ ہے تم نہیں جانتے کوئی ساحر تمہارے ساتھ ہے اپنے پاؤں سے دیدہ و دانستہ
ایک بلا میں پھنسنے کو جاتے ہو اور ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہو اسلئے کہ ماں باپ کو تمہاری
محبت میں چھوڑا مثل خانہ بدوشوں کے یہاں پڑے ہوئے ہیں ایسا نہیں خدا بھلا کرے

ملکہ سمجھا ہے اور اسکے والدین کا کہ یہ مثل بیٹیوں کے سمجھتے ہیں اور والدین ہم اسکے بمثل اولاد
کے پرورش کرتے ہیں ان لوگوں کے بار احسان سے میری گردن نہیں اٹھ سکتی اسد
ثانی نے کہا وہ وقت دور تھا جبکہ اسنے مجکو آگ میں ڈالدیا اب میں آتش پرست سے
آسکو سمجھونگا دون گا یہ خیال نکرو کہ ساحر میرے ساتھ نہیں ہے حافظ حقیقی ہر وقت میں
نگہبان ہے میں بغیر مارے ہوئے آتش پرست کے واپس نہ آؤنگا اسمیں کد نکرو اور جسوقت
اس جھگڑے سے نجات ہو جائیگی تو ملک تمہارے باپ سے تکو دونگا تم بھی جسطرح چاہتا تھا یہ
وردرگوش ہو لا بیٹا خدمت کر لینا سمجھا یہ وردرگوش نے کہا اے ملکہ طوفان سبزپوش میں
دھمکے کنیزی رکھتی ہوں آپ ایسی باتیں فرمائیں جن سے دل میرا ٹکڑا ہو ملکہ طوفان
سبزپوش نے دامن اسد ثانی کا پکڑ کر رونا شروع کردیا اسد ثانی سے بھی ضبط نہو سکا
اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو دریا بہے ہوئے برس رہے ہیں
تا دیر یہی حالت رہی سمجھا یہ وردرگوش کبھی رو رہی ہے اور یہ شعر پڑھ رہی ہے شعر اسی بہانہ
سے یک اجل کو آنا تھا ÷ یہ دل لگانا تھا دوست کا بہانا تھا ÷ یہ سامان جدائی جو ہر دونوں کے
واسطے سامان موت سے کم نہیں ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے جب اسد ثانی نے دیکھا کہ حالت
طوفان سبزپوش کی نہایت خراب ہے کسیطرح آنسو نہیں تھمتا ہچکی بندھی ہوئی ہے
کہا اے ملکہ یہ قول ممکن نہیں کہ میں تجھ سے جدا ہوں مگر ہاں تمہاری خاطر سے آنا ضرور ہوگا کہ جسوقت
سمرقند سے پھر دن گا تو سیدھا تمہارے پاس ہوتا ہوا شہر بلخ کی جانب روانہ ہونگا اور وہاں
سے بھی خطوط اپنی خیریت کے بابت بھیجتا رہونگا یہ فرما کر دامن چھڑایا اور خدا حافظ کہکر
جانب دروازہ روانہ ہوئے ملکہ طوفان سبزپوش تو بیہوش ہو گئی اور سمجھا یہ وردرگوش نے
پشت کو آئینہ دکھایا اور کہا جسطرح پشت دکھا کر جاتے ہو منہ دکھانا بھی نصیب ہو اسد غازی
باہر باغ کے آیا سواری موجود تھی لشکر تیار تھا جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر جانب سمرقند
روانہ ہوئے اب انکو تو راہ سمرقند میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے داستان ادریس بن
اندلس عیار اسد ثانی کی آغاز کیجاتی ہے راوی ناقل ہے کہ جسوقت ادریس بن اندلس قلعہ
کہبلان سے چلا اپنے آقا کی خبر لینے اول لشکرگاہ میں پہونچا وہاں اسد ثانی کو نہ پایا نہایت
پریشان ہوا اور پوچھتا ہوا آگے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل ایک صحرا میں پہونچا
دیکھا کہ شام ہوگئی ہے اور سواد شہر معلوم نہیں ہوتا پریشان ہوا کہ کہاں جاؤں اور کیا کروں
مگر جب شام ہوئی اور مہر جہانتاب گوشہ مغرب میں پنہاں ہوا ستارے چرخ نیلی پر نمودار ہوئے
طائر اپنے آشیانوں کی طرف متوجہ ہوئے قافلوں نے منزل کی اپنے پر سرگردان
براہ وفا بیٹھے ادریس بن اندلس اسی پریشانی کے عالم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور
اپنے حال زار پر رونے لگا کہ افسوس شعر خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
تیرے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ÷ نہ اپنے آقا کے پاس پہونچے
نہ اپنے شہر میں رہے ایسا نہ ہو ایک دن کوئی درندہ گزندہ مار ڈالیگا خیر یہ بھی اچھا ہے کہ دنیا کی
مصیبتوں سے نجات ہو جائیگی اسی طرح کی باتیں دل سے کر رہا تھا کہ ایک جانب کچھ
روشنی سی معلوم ہوئی ادریس بن اندلس نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی قافلہ اترا ہوا ہے لیکن

اسی جانب پہ بھی روانہ ہوا جسوقت قریب قافلہ پہونچا دیکھا کہ بہت بڑا قافلہ اترا ہوا
ہے لوگون نے جو اسکو دیکھا پوچھا تو کون کہا بندہ خدا وہ لوگ ڈرے کہ یہ غیر شخص کہان
سے آگیا اس صحرا مین ایک تن تنہا کا کیا کام ہے خیال گذرا کہ کسی قزاق کا مخبر نہ ہو جلد ہی
سے اسکو گرفتار کر لیا ہر چند ادریس بن اندلس کہتا ہے کہ مین چور نہین ہون بلکہ مسافر
ہون کسی نے ایک نہ سنی اور گرفتار کئے ہوئے سامنے اپنے مالک کے لے گئے دیکھا
ادریس بن اندلس نے کہ ایک سوداگر وضع آدمی کرسی پر بیٹھا ہے اور گلے مین اُسکے ایک
رومال سیاہ پڑا ہوا ہے لوگون نے سوداگر سے کہا کہ یہ ایک مرد اجنبی قافلہ مین چلا آتا تھا
ہمین شبہہ گذرا کہ یہ مخبر کسی قزاق کا نہ ہو لہذا ہمنے اسکو گرفتار کر لیا ہے سوداگر نے کہا کہ
اگر مخبر ہوتا تو دور سے قافلہ کو دیکھکر چلا جاتا اسے قافلہ مین داخل ہونے کی کیا ضرورت
تھی اور بفرض محال یہ مخبر بھی ہے تو کیا اسکی گرفتاری سے قزاق اپنا ارادہ ملتوی کر دینگے
یہ سنکر ان لوگون نے ادریس بن اندلس کو چھوڑ دیا ادریس نے جو سوداگر کا یہ حال پریشان
دیکھا عرض کیا کہ مین آوارہ وطن مسافر ہون اور دربدر پھرا ہون اس صحرا مین مجکو شام ہوئی
اب نہ کہین جا سکتا ہون نہ ٹھہر سکتا ہون اسطرف روشنی دیکھی اور بوئے انسان پاکر
چلا آیا یہ خطا میری تھی سوداگر نے کہا کہ مین تمہاری صورت سے سمجھ گیا کہ تم مسافر ہو حال
اپنا بیان کرو کیون گھر سے نکلے اور کہان جاتے ہو اس صحرا میں تنہا کیونکر آئے ہو یہ سنکر
ادریس نے بیان کیا کہ مین قلعہ گیلان سے آتا ہون اور مجکو اپنے آقا کی تلاش ہے آقا میرا مجھسے
چھوٹ گیا ہے سنا تھا کہ شہر زنگبار مین ہے وہان گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور طرف تشریف
لیگئے سوداگر یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا خیر رات تم اسی قافلہ مین بسر کرو صبح کو جہان جی
چاہے چلے جانا اب ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپکو بھی مین غمگین پاتا ہون اس
رومال سیاہ کا کیا باعث ہے یہ سنکر سوداگر رونے لگا کہا اے شخص مین اپنا حال تجھ سے کیا
بیان کرون مجھ سے بھی میرا آقا جدا ہو گیا ہے اور ایسا جدا ہوا ہے کہ اب تا بہ قیامت ملاقات
نہوگی ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپ تو خود سردار ہین آپکا سردار و مالک کون تھا سوداگر
نے کہا کہ عجب واقعہ میرا ہے کہ مجھ سے صحرا مین ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی کہ وہ بیحال
خراب تھا پاؤن مین اُسکے چھالے پڑے ہوئے تھے لباس پارہ پارہ تھا دل اسکا بیقابو
تھا دیوانہ محبت ہو رہا تھا مین نے بڑی مشکلون سے اُسکو رام کر کے اپنے ساتھ لیا علاج
اسکا کیا بارے سب مرض دور ہو گئے مگر جنون محبت باقی رہا رور رات کو تنہا خیمہ سے
نکل جاتا تھا اور صحرا مین شب بسر کرتا تھا صبح کو پھر خیمہ مین چلا آتا تھا ہر چند کہ اسے محبت انسان
سے نفرت سی ہو گئی تھی تنہا بیٹھا رویا کرتا تھا مگر نہین معلوم اسنے میرا کیا لحاظ کیا پس تھا
کہ پھر پھر کر چلا آتا تھا ظاہرا سبب اسکا یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھسے اور اُسکے بزرگون سے ملاقات
تھی اور یہ امر مین اُسپر ظاہر کر چکا تھا شاید اسی سبب سے وہ میرا لحاظ کرتا تھا ایک روز
صحرا مین قزاقون نے آکر گھیرا تمام مال و اسباب میرا لوٹ لیگئے وہ مظہر بار حسب عادت
شبکو صحرا مین نکل گیا تھا جسوقت صبح کو آیا اور قافلے کو لٹا ہوا پایا تن تنہا جاکر قزاق کو زیر
کیا اور تمام مال و اسباب میرا اس سے دلوایا بعد اسکے میرے ساتھ شہر صحابیہ مین داخل ہوا

اور علاج مین ملکہ طوفان سبزپوش کے مصروف ہوئی مگر اسکا مرض بڑھتا ہی گیا اور دوا اسکا کام
زہر کا کرتی تھی اور یہ مانند شمع کے سوز غم سے پگھلاتی ہی چلی جاتی تھی ہرچند ملکہ سحابیہ وردرگوش سمجھاتی
تھی کہ بہن اسقدر کیون حال اپنا خراب کرتی ہو جس خدا نے اسوقت ملایا تھا جبکہ ایک دوسرے
کے حال سے واقف بھی نہ تھا وہی اسوقت بھی واقف حال ہے پھر ان سے ملنا وہ وعدہ کر گئے ہین
کہ ہم بہت جلد آوینگے طوفان سبزپوش نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ایسے کا کیا اعتبار جو یون چھٹتا ہوا
چھوڑ گیا اور ایسے رحم نہ آیا اتنے سفر مین ہمارا کیا خیال ہوگا مثل مشہور ہے کہ آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ سحابیہ
وردرگوش نے کہا کہ وہ صادق الوعدہ ہین ایسے نہین ہین کہ وعدہ کر جاوین اور اسکو وفا نکرین طوفان
سبزپوش نے کہا کہ وہ تو ہزار آوین مگر میرے منہ مین خاک مجھے تو امید نہین کہ زندہ پھرین سحابیہ وردرگوش
نے کہا کہ بہن تو یہ کہہ کیا تم خدا کی دوسرے ہو یون بھی سہی تو پہلے سے فال بد نکالنا یہ بھی اچھا نہین
ہے چونکہ پیشانی کی ہو بات وہ پیش آتی ہے پر تمہارے جان و پہلے سے کیا ہوگا مگر طوفان سبزپوش
کی یہ حالت ہے کہ کوئی نصیحت کارگر نہین ہوتی غم اسکا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے یہ اشعار اکثر زبان پر لاتی ہے
شعر ۔ نہ کہ سب تھا مجھے اے دوست تیرا ہجر اب دیتا ستاتا ہے ؛ کہ دشمن بھی میرے احوال پر آنسو بہاتا ہے ؛؛
نہ جی لگتا ہے گھر مین اور نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے ؛ اگر کچھ بات کرتا ہون کلیجا منہ کو آتا ہے ؛ اگرچہ کا مین رہتا ہو
مزا الفت کا جاتا ہے ؛؛ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؛ اگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد ؛؛ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے جان بحق تسلیم ہوئی ملکہ سحابیہ وردرگوش سنکر چاہا کہ بیہوش
ہو لیکن جو عورتین سن رسیدہ اور جہان دیدہ تھین انھون نے کہا کہ ملکہ دیکھتی کیا ہو اب ایسی کیا بات
ہے یہ سنکر سحابیہ وردرگوش پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ہائے مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگی
واہ بہن کیا اچھا سلوک تمنے میرے ساتھ کیا ہے بلکہ تو اسی حال پر ملال مین مبتلا ہے سرو نازنے
سمجھایا کہ اب رونے اور پیٹنے سے کیا حصول ہوگا لاش کو دفن کرو کہ احترام میت مین
فرق آتا ہے سحابیہ وردرگوش نے اہتمام جنازہ اٹھانے کا کیا اور نہایت تزک و احتشام
سے جنازہ طوفان سبزپوش کا اٹھوایا اور بیرون شہر لیجا کر دفن کیا اور آپ گیروا لباس
پہن کے فقیری لباس اختیار کیا اور قبر کی مجاور بنکر بیٹھی دن رات گریہ و زاری مین گذارتی
ہے یہ تو اس حال پر ملال مین ہے اور ادریس بن اندلس کا حال سنئے کہ یہ منزلون کو طی کرکے
وارد ملک سحابیہ ہوا اور لوگون سے دریافت کیا کہ اسد ثانی یہان تشریف لائے تھے
اور انھین جو ستارہ پرست نے جلا دیا تھا جس مقام پر وہ جلائے گئے تھے وہ کہان ہے لوگون
نے کہا کہ اب یہ ذکر نکرو اس شہریار عالی وقار کو خداوند کریم نے اوسکی بلا سے بچایا ایک
عابد با خدا انکے معشوقون سمیت بچا لیا اور عقد انکا ہوا اب شاہزادہ یہ ارادہ
فتح شہر سمرقند گیا ہوا ہے یہ سنکر ادریس بن اندلس نہایت خوش ہوا مگر پوچھا کہ سبب شہر کی یہ تونی
کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ جس معشوق کی محبت مین صحرا بہ صحرا یہان تک آئے تھے اسنے
انتقال کیا اور ابھی اسد ثانی کو اسکی خبر نہین ہے جسوقت سنینگے تو خدا جانے انکی کیا
حالت ہوگی یہ سنکر وہ خوشی ادریس کی مبدل بہ غم ہوگئی اور روتا ہوا مقبرہ کا پتہ پوچھکر روانہ
ہوا جسوقت قبر طوفان سبزپوش پر پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین بادہ جبین فقیرانہ لباس
پہنے ہوئے قبر کو جھاڑتی جاتی ہے اور روتی جاتی ہے ادریس بن اندلس نے سلام کیا اور قبر پر فاتحہ

بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ خیر تو ہے کچھ کہو تو سہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ ملکہ طوفان
سبزپوش نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی کی عجیب حالت ہوئی قریب تھا کہ
طائر روح قفس تن کو چھوڑ کر نکل جائے مگر یہ دام صیاد حیات میں اسیر تھا پھڑک کر رہ گیا وہ
تین روز اسد ثانی نے اپنی حالت بہت خراب کی اگرچہ لوگ سمجھاتے تھے مگر انکی حالت اور
خراب ہوتی جاتی تھی آخرکار تیسرے روز یہ خیال آیا کہ اب زندگی کا لطف تو ہر طرح گیا اور اس
تلخ کامی کی زیست سے تلخی موت بہتر ہے لہذا اسطرح مرنا اچھا ہے کہ کچھ اپنے دل سے پوچھیں
اور ادریس بن اندلس سے پوچھا کہ والد ماجد قلعہ گیلان سے کسطرف کو روانہ ہوئے اور ادریس
بن اندلس نے عرض کی کہ وہ عقب میں خواستخوار بن دجال کے گئے ہیں سنا ہے کہ وہ ملک اردبیل
سے ہوتا ہوا جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہا ہم بھی بلخ کی طرف ہوتے ہوئے اسیطرف چلیں
گے یہ فرما کر لہراسب قزاق کو تیاری لشکر کا حکم دیا اور ملک سحاب لنگرگیر سے کہا کہ آپ
شہر سمرقند اور ملک سحابیہ کا انتظام کریں میں بلخ کی طرف جاتا ہوں ملک سے کہدیجئے گا
کہ اب مجھ سے بروز قیامت ملاقات ہوگی یہ فرماکر لہراسب قزاق اور ادریس بن اندلس
کو ساتھ لیکر جانب بلخ روانہ ہو گئے سحاب لنگرگیر روتا رہ گیا اسد ثانی طے مراحل و قطع منازل
کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہیں لیکن فراق ملکہ طوفان سبزپوش میں یہ حالت ہے کہ ہر وقت خدا سے
موت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بار الہا مجھے کبھی ملا لے اس لئے کہ اب مجھ سے صدمہ دوری ملکہ طوفان
سبزپوش کا نہیں اٹھ سکتا اور اس سے زندگی میں ملاقات ہو نہیں سکتی لہذا مجکو اس جینے سے مرنا بہتر معلوم
ہوتا ہے جس وقت لہراسب قزاق اور ادریس بن اندلس سمجھاتے ہیں کہ اے شہریار دلکو سمجھائیے غم اپنا دور کیجئے
خدا نے ایک سے بڑھکر ایک حسین پیدا کیا ہے تو یہ باتیں نشتر کا کام کرتی ہیں اور اسد ثانی کہتے ہیں کہ للہ میرے
زخم دل پر نمک پاشی نکریں میں نے دنیا کو ترک کیا ہیں اب کسی عورت کی صورت دیکھنا بھی پسند نہیں
کرتا ہوں بڑے افسوس کی بات ہے کہ طوفان سبزپوش تو میری مفارقت کی تاب نہ لاسکے اور
غم دوری سے ہلاک ہو جائے اور میں دوسری نازنین سے دل بہلاؤں ارے یارو یہ کونسا
انصاف ہے پس تم مجھے نہ سمجھاؤ میں خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ تمہاری سمجھ خود ناقص ہے
یہ لوگ خاموش ہو رہتے ہیں اسیطرح طے مراحل و قطع منازل کے بعد داخل شہر بلخ
ہوئے تو عجیب حالت دیکھی کہ انسان کا نام و نشان بھی نہیں ہے تمام شہر خراب معلوم ہوتا ہے
اور خاک اڑ رہی ہے مکانات جلے ہوئے پڑے ہیں ہر طرف خاک کے ڈھیر لگے ہوئے
ہیں کچھ لوگ جو حوت آتش پرست کی آمد سنکر اور انجام سوچکر شہر سے نکل گئے تھے
وہ صحرا میں آباد ہیں جا بجا قریہ اور گاؤں معلوم ہوتے ہیں ان لوگوں نے جو اسد ثانی کو
دیکھا آکر بہت روئے اور حکایتیں حوت آتش پرست کی بیان کیں اور ایک ایک مقام
دکھایا اور بتلایا کہ فلاں مقام پر محل شاہی تھا فلاں جگہ اصطبل تھا غرضکہ عجیب اداسی
اس سرزمین پر چھائی ہوئی تھی اسد ثانی نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دور
اسلام تمام ہوا اور دور کفر آغاز ہو گیا کیونکہ ایسی تباہی کسیوقت میں نہ پڑی تھی اب ان
ملکوں کو کون آباد کرسکتا ہے یہ فرما کر انکے تودہ ہائے خاک پر فاتحہ خیر پڑھا اور بجائے اسپ
اپنے کے حسرت [illegible] کر آگے روانہ ہوئے بار بار فرماتے تھے کہ افسوس وا

ان بیکسون کے کہ خاک انکی تیرہ بنگئی اور تن لحد ہوگئی افسوس کہ کوئی چراغ بھی جلانے
والا نہیں یہ شعر انہین لوگون کے حسب حال ہی شعر بر مزار ما غریبان نے چراغی نے گلی نے پر
پروانہ آید نے صدای بلبلی ۃ الحاصل جسوقت شاہزادہ اسد ثانی بعد منزل لین طی کرنے کے
ملک ختن مین پہونچے وہان کی حالت بھی مثل شہر بلخ کے پائی تمام شہر کھنڈکا پڑا تھا جو لوگ
جنگلون مین جاکر بخوف ہوشت آئینہ پرست چھپے تھے اور انھون نے شہر سے دور زراعت
وغیرہ شروع کردی تھی انھون نے حاضر ہوکر جان بازیان ملازمان دولت کی اور شہید ہونا
انکا سب بیان کیا اسد ثانی نہایت غمگین ہوئے اور بہت روئے پوچھا کہ اب وہ ملعون کسطرف
گیا ہی انھون نے بیان کیا کہ سنا ہی کہ شہر ترکستان کی جانب گیا ہوا اسد ثانی ختن سے کوچ
کرکے ترکستان کی جانب روانہ ہوئے برابر دو منزل کے ایک منزل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ کسیطرح جلد ہوشت آئینہ پرست تک پہونچون تاکہ اس ملعون کو مارکر باقی ملکون کو بچاؤن یا
اپنی بھی جان دون لیکن جسوقت ملک ترکستان مین پہونچے تو اس ملک کو بلخ و ختن سے
زیادہ ویران پایا کہ دور دور یہان سے کوئی قریہ اور گاؤن نظر نہ آتا تھا آخرکار وہان قیام کیا
اور دور دور سے لوگون کو بلاکر سبب اس ملک کی بربادی کا پوچھا کہ یہ ملک تو صلصال کا
تھا اور صلصال ہوشت آئینہ پرست کے ساتھ تھا پھر کیا سبب ہوا جو یہ ملک ویران ہوا لوگون
نے تمام واقعہ اسد ثانی سے بیان کیا اور کہا کہ جسوقت خدا پرستون کو یقین مرگ ہوا تو
نردہ ہلاکان نے یہ صلاح کی کہ ہم تو مرتے ہین پھر دشمنون کو کیون چھوڑین جہانتک ہوسکے
انھین بھی قتل کرین یہ تصور کرکے صلصال سے فریب کرکے پہلے تو ملک کو جلوا دیا بعد
خود جنگ کرنا شروع کی یہانتک کہ زرہ خان اور الالتترک سفید جامہ اور اژدر خان
اور عسپہ شال اور طپہ خان یہ سب شہید ہوئے آخر مین ہوشت آئینہ پرست صلصال
سے بھی بد خلاف ہو گیا اور آدم خوارون کو صلصال پر مسلط کیا کہ وہ صلصال کو بھی بھون کر
کھا گئے اسد ثانی ان لوگون کی وفاشعاری پر بہت خوش ہوا لیکن انکے حال پر ملال
پر آنکھون سے خون برسایا کہ جا بجا استخوان پڑے تھے انکو سمیٹ کر ایک گڑھے مین
دفن کیا اور نشان مزار غریبان کا بنوا دیا فاتحہ پڑھا بعد اسکے پوچھا کہ اب ہوشت آئینہ پرست
کہان گیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ اب وہ ملعون قلعہ ذوالامان کی جانب گیا ہوا تو یہ سنکر
اسد ثانی نہایت پریشان ہوئے اور کہا کہ غضب ہوا تمام ناموس صاحبقران اسی مقام
مین ہین لہذا ناموس صاحبقران کی مدد کرنا چاہیئے اور اس ملعون کو اجل سے حتی الامکان بچانا چاہیئے
اور سنا ہی کہ خونخوار بن دجال بھی اسیطرف آتا ہی اسکے عقب مین والد ماجد شہ لقیت لاتے
ہین اسطرف سے تو ہم بھی شریک ہیون اور ناموس اسیر کی مدد کرین یہ فرماکر وہ سرعت زود و
تیغ اوس بن اندیس و لہراسپ قراق جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوئے اب انکو یہین چھوڑ کر
قلعہ ذوالامان مین رکھا جاتا ہی اور یہان سے حال قلعہ ذوالامان کا بیان ہوتا ہی
راویان رنگین بیان حال گلدستہ صاحبقران یعنی ناموس اسیر عالیشان کا اسطرح بیان
کرتے ہین کہ کل شہزادیان اور وزیرزادیان اسیر کی بی بیان بیٹیان جو وہین سب بہ سبب ان
مقیم ہین حسب پر آمادہ کہ قسم کھائی تھی اس صحبت سے فدا کی آگر غافل ہو لعنت کبریائی ہو

تماوند آئینہ کی شہر پناہ میں پہنچے ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور بانداز چابک تازے کے واپس
آکر اطلاع دی کہ خونخوار بن دجال آپہونچا ان کفار نے آکر سامنے قلعہ ذوالامان سے
خیمہ اپنا برپا کیا سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ خونخوار بن دجال اک خیمے پر سوار ہے
اور شہر سے پہلوانان نامی و گرامی اسکے ہمراہ ہیں جسوقت یہ لوگ خیمہ برپا کر چکے اور
لشکر نے پڑاؤ کیا ہنوز سرداروں نے کمرین نہیں کھولی تھیں کہ جانب اردبیل سے دوسرا
تتق گرد بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور ہرکارے برائے خبرگیری روانہ ہو گئے تھے
اس گرد کی عجب حالت ہے کہ بالا سے تتق گرد اک ابر سیاہ بھی ہے یہانتک کہ دامنہ گرد سے ایک فتنہ
ہوا اور دل گرد سے ڈنکے کی صدا پیدا ہوئی اور علمہا سے سیاہ و زرنگاری نمودار ہوئے اور
ایک لشکر فراوان نظر آیا ہرکاروں نے آکر خونخوار بن دجال سے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست
تشریف لائے ہیں خونخوار مع سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوا اور حوت آئینہ پرست
کو پیشوائی کر کے لایا اور ہمہوش شاہ جادو تخت سحر پر سوار ابر سحر میں اپنے لشکر کو چھپائے
ہوئے آکر پہونچی تمکنت دار ابر اسکا بالا سے سر لشکر اڑتا ہوا چلا آتا تھا جسوقت مقابلہ قلعہ ذوالامان
کا ہوا یہ کفار تا ہو پہنچے لشکر اوترا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا جا بجا بارگاہیں برپا ہونے
لگیں سرداران مرکبوں سے اتر اتر کر داخل بارگاہ ہوئے حوت آئینہ پرست اور خونخوار بن دجال
میں مصافحہ و معانقہ ہوا اور اپنے اپنے حالات بیان کئے یہاں ہرکاروں نے خبر بادشاہ
لشکر اسلام یعنی حارث بن سلطان سعد کو پہونچائی کہ حوت آئینہ پرست کا لشکر بھی آگیا
اور ہمہوش جادو فوج ساحران لئے ہوئے اسکے ہمراہ ہے یہ لوگ لشکر خونخوار پر لشکر حوت آئینہ
پرست کا اترا ہے فرمایا حافظ حقیقی بچانے والا ہے کہ ایکبارگی جانب آسمان سے
قلعہ پا سے ابر نمودار ہوئے چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا اور ابر سے بارش فرو ارید آبدار کی ہوتی
ہوئی دیکھا کہ جانب قلعہ ذوالامان چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھ کر اہل اسلام کو خفقان سا ہوا کہ اب کون
آتا ہے کہ وہ ابر دیکھا کہ ایک عروس پری تخت سحر پر سوار ہے اور اک بارگاہ آسمان جاہ
اژدران آتش فشان پہ پہنچی ہوئی اڑتی ہوئی چلی آتی ہے پشت پہ سیکڑون طائروں کے غول
کے غول مثل باز چرہ بھری قرقرا وغیرہ ہیں اور لئے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں جسوقت
تخت اس پریرو کا قریب قلعہ ذوالامان پہونچا تخت زمین پر اوترا بارگاہ برپا ہو گئی وہ تمام
ہنس اور قاز وغیرہ طائر بشکل انسان ہو گئے لوگوں نے سمجھا کہ یہ مشکل خان
جادو بادشاہ طلسم گوہر بار ہے ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ مشکل خان جادو بادشاہ
طلسم گوہر بار آ گئے بادشاہ اسلام یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر جرأت کا دم بھرنے لگا
کیونکہ مشکل خان ساحر زبردست اور صاحب چراغ جمشیدی ہے جسوقت مشکل خان چراغ
روشن کرتا ہے سب ساحر سحر اپنے بھول کر نابینا ہو جاتے ہیں اب مشکل خان جادو لشکر کو اوتار کر
خدمت بادشاہ اسلام میں روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے سرداروں کو برائے استقبال روانہ
کیا وہ لوگ آئے اور مشکل خان کو بعزت تمام لیکر خدمت بادشاہی میں آئے مشکل خان نے سلام
کر کے گوہر بیش بہا نذر دئے اور عرض کی کہ گو سر جان بھی برائے نذر لایا ہوں سو گر قبول افتد زہے
عز و شرف وہ بادشاہ اسلام نے نذر مشکل خان کی قبول فرمائی اور آستین مرحمت نیت پر جھاڑی

عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے کہ ان سب نے باہم مشورت کی کہ چلکر خبر
لشکر سحار کی لینا چاہیئے کہ وہان کیا ہو رہا ہے انیس بن عمرو مشیر ٹک بن قران الوالفتح
اصفہانی و مظفر مرجان و مہتر قمر وغیرہ یہ چاروں یا پانچوں عیار لشکر اسلام سے بطرف
لشکر مبہوت جادو کے روانہ ہوئے ان میں سے چار عیار علیحدہ ہو کر شکل اپنی
جوگیون کی بنا کر درانہ خیمہ مبہوت جادو میں داخل ہوئے اور سلام کیا مبہوت جادو نے
کہا تم کون ہو ایک نے جواب دیا کہ نام میرا گوپال جادو ہے میں یہیں قریب ایک کوہ
میں رہتا ہوں لیکن بسبب ظلم خداپرستان کے پوشیدہ تھا جس وقت خبر آمد آپکی سنی تو نہایت
خوشی ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ ان خداپرستوں کو خاطر خواہ ستانا چاہتے اور آپکی
شرکت کرنا چاہیئے ہنوز مبہوت جادو نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ سامنے سے مہتر قمر ایک
پشتارہ بیہوشی پیدا ہوا اور پشتارہ لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا کہ آپکی اقبال سے گرفتار
کر کے میں لایا اور مہتر قمر وغیرہ بکر مسکل خان اور چراغ جمشیدی میں سے ہوئے ہیں
مبہوت جادو نے کہا کہ یہ کون ہے مہتر قمر نے کہا کہ یہ مسکل خان ہے اور بس جو ہر
اسنے بھی ہزارہا ساحروں کو مارا ہے اور یہ شاگرد عمر کا ہے مبہوت جادو نے کہا کہ اچھا اسے
قید رکھو اور خود صندوقچہ کو لیکر سنبھال الٹ پلٹ کرنے لگی اتنے میں سامنے سے
ایک صورت پیدا ہوئی اور مبہوت جادو سے کہا اے ملکہ بس خواب خرگوش میں ہو یہ
چاروں جو ساحر بنے ہوئے قریب آپکے بیٹھے ہیں یہ عیار لشکر اسلام ہیں جلد انکو
گرفتار کیجئے مبہوت جادو نے کہا ای پرند جادو تو نے تو میرے ہوش اڑا دیئے
یہ موذی کہاں سے یہاں تک کیونکر آ گئے اور تو نے کیونکر جانا کہ یہ عیار ہیں پرند جادو نے
کہا میں ابھی رقعہ جمشیدی دیکھ رہی تھی کہ چاروں عیار آپکے پاس بیٹھے ہوئی نظر
آئیں میں بیتاب ہو کر دوڑی کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم کوئی فتور برپا کریں ان چاروں نے کہا کہ ہم عیار
نہیں ہیں پرند جادو نے کہا کہ آپ سحر سے انکو گرفتار کیجئے اگر یہ ساحر ہیں تو وہ سحر توڑ کر
رہا ہو جاوینگے ابھی حال انکا معلوم ہو جاویگا یہ سنکر مبہوت جادو نے کیری کی آواز دی
زمین نے انکے پاؤں پکڑ لیئے در اصل یہ ساحر تو تھے نہیں کہ وہ سحر توڑ کر رہا ہو جاتے مبہوت جادو
بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اے پرند جادو تو نے میری جان بچائی ورنہ یہ ظالم تو میرا کام
تمام ہی کر چکے تھے میں اسم با مسمے ہوں ہر وقت مبہوت رہتی ہوں تو میرا خیال رکھنا اور
ان عیاروں کو بھی اپنے ہی قید میں رکھ پرند جادو نے یہ سنکر ایک ایک بار پھیر کر
ان لوگوں کو پہنا دیا اور مبہوت جادو سے کہا کہ اب آپ اپنا سحر اتار لیجئے مبہوت جادو
نے اپنا سحر اتار لیا پرند جادو ان عیاروں کو اپنے ساتھ لیئے ہوئے خیمہ میں آئی اور یہ
سوچنے لگی عیاروں نے باہم اشارہ کیا کہ ہم تو اسیر سحر نہیں معلوم ہوتے ہیں کیا ہے
ہوئی کہ ایک مرتبہ پرند جادو نے لوح پڑھا اور گلا دبا کر اسکو مار ڈالو جیسے ہی انہوں نے
اشارے کیئے پرند جادو ہنس گئی اور کہا کیوں بھائیو نیکی کا بدلہ یہی ہے تو تمہیں
قید سے چھڑایا تم مارے قتل کی فکر کرتے ہو ارے میں ہوں ابو الفتح اصفہانی مہتر قمر
وغیرہ نے کہا کہ بھائی گرفتار کیوں کرایا تھا جو چھڑا لیا ابو الفتح نے کہا کہ اعتبار پیدا کرنا تھا

کفار بدکردار سے اقواسے آہن کلاہ نکلا اور سامنے تخت حوشت آئینہ پرست کے آکر اجازت
میدان طلب کی حوشت نے کہا کہ جا خداوند آئینہ تیرا حافظ و مددگار ہو پس اس گبر نابکار نے
باگ مرکب کی پھیری اور میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ سے ہاتھ نکالنے سے وقت
عرق عرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھیر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ یا سفلی گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا سے مرگ و آرزو سے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو پس منظر شاہ
بیٹی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر پیادہ ہو کر مجرا کیا
اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے بہت جلدی کی اسقدر عجلت کی کیا
ضرورت تھی منظر شاہ بیٹی نے کہا کہ اسے مسافر راہ عدم کو نذر دیجئے اور حق نمک سے ادا
ہو جائے وقت جنگ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر یہی خوشی ہے تو بسم اللہ یہ راہ ہمیشہ درپیش ہے
فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے اور کوئی پیچھے منظر شاہ نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر راہ
میدان جنگ کی لی اور سامنے اقواسے آہن کلاہ کے پہونچے اقواسے آہن کلاہ نے کہا
کہ اے خدا پرست مجھکو تو نے ایسا ذلیل سمجھا کہ تو میرے مقابلہ کو آیا ہے کیا کوئی جوان قوی
تن تیرے لشکر میں نہ تھا منظر شاہ بیٹی نے کہا کہ او گبر کیا بکتا ہے تیری کیا حقیقت ہے کہ تیرے
مقابلہ کو پہلوان زبردست آئیں تیرے واسطے بھائی بہوں کا ضرب بہادری کی پس
اقواسے آہن کلاہ نے نیزہ مارا منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر روکا نیزہ سے نیزہ چلنے لگے قریب
الکیں سے نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر رکھ کر کے
جو جھٹکا مارا تو ہاتھ سے اقواسے آہن کلاہ کے نیزہ ہوا میں اڑا اہل اسلام نے تحسین و آفرین
کی صدا بلند کی اور اقواسے آہن کلاہ نہایت خفیف ہوا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلاف آمری
شمشیر بازی راست بازی جیسے ہلال شکلات چاہیے کہتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچا اور منظر شاہ
بیٹی پر وار کیا منظر شاہ نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ جو سپر پر پڑا تو
سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اقواسے آہن کلاہ نے جو جھٹکا مارا تیغہ سینے تک اتر آیا یہ مرد مومن
جان بحق تسلیم ہو کر گھوڑے سے گرا لشکر اسلام سے آکے لیے اور لاش اس مرد مومن
کی اٹھا کر لے گئے یہ حالت دیکھکر نعمان شاہ کو تاب نہ رہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے اقواسے
آہن کلاہ کے آئے اسنے وہی تیغہ خون آلودہ انکو بھی مارا انھوں نے بھی سپر اٹھائی
اور تلوار کو جانا ومن و با تلوار نے سپر کو کاٹا لیکن پشت شمشیر پر رکی اقواسے آہن کلاہ نے
جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکا گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی اور نعمان شاہ مرکب سے
گرے ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ تیغہ شمشیر اقواسے لعین نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر پر پڑا دو ٹکڑے
ہو گئے یہ بھی شہید ہو گئے نعمان کے مرتے ہی کیوان شاہ بن منظر شاہ سامنے اسکے
آئے اور آواز دی کہ او گستاخ غضب کیا تو نے کہ میرا باپ اور بھائی دونوں کو مارا اقواسے
آہن کلاہ نے کہا کہ جا تجھکو چھوڑ دونگا لا ضرب بہادری کی کیوان شاہ نے کہا کہ ہم سب
مارے جائینگے جب بھی پیٹھ نہ پھیرینگے اقواسے آہن کلاہ نے انکو بھی تیغہ مارا کیوان شاہ
نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا اسنے تلوار انکی سپر پر روکی تلوار چاہا کہ نکل سپر کو کاٹ کر
ہو گئی جاتی تھی لیکن کیوان شاہ کہ جھٹکا مارا ان کا اقواسے آہن سے کھینچ کر تلوار انکی

اپنے خیمہ میں لیگئے بعزت بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیئے خونخوار نے
جام شراب پیکر کہا کہ میں نے سنا ہو آپ لوگ قہر خداوند با خنجر کہلاتے تھے پھر یہ کیا
سبب ہوا جو بزرگ آپکے قاسم وغیرہ لزبان سے کے ملتفت کار تیکے انھوں نے
کہا کہ خداوند کو اپنی خداوندی کا امتحان دینا منظور تھا اسلئے انھوں نے اپنے بندگان خاص
کو جانب پشت روانہ کرادیا ہے اسکے خود بھی چلے خونخوار نے کہا کہ میں نے یہ انتظام
کیا ہے کہ طبل جنگ بجوادیا ہے صبح کو جسوقت دونوں لشکر صفیں باندھکر کھڑے ہوں
اسوقت آپ صاحب اپنی اپنی فوج لیکر اہل اسلام کی طرف سے حملہ کیجئے اور ہم
سامنے سے حملہ کرینگے بیچ میں گھیر کر مارینگے یہ سنکر کافر نہایت خوش ہوئے اور وعدہ
کیا کہ ہم آٹھ بجتے پشت لشکر پر پہنچکر حملہ کرینگے اب خونخوار ان لوگوں
سے رخصت ہوکر اپنے لشکر میں آیا اور ساری گفتگو خلوت آئینہ پرست سے سامنے بیان
کی جسوقت آئینہ پرست نہایت خوش ہوکر بس کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا اِسے
آنکھو تو انقلاب وقت میں چھپا رہا ہے اور یہاں سے چند کلمہ داستان اسد غازی
کے بیان سنیے جو کہتے ہیں کہ جسوقت چلو مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے داخل
شہر اردبیل ہوئے عجب مصیبت دیکھی کہ خدا نہ دکھائے لاشیں اہل اسلام کی ڈگر
وکفن پڑی ہوئی تھیں گویا آواز ان لاشوں سے یہ آرہی تھی کہ خداوند کریم
جیسے لیلی کو پچھاڑ کے قیدی فرزندوں کا شامیانہ ہوا تھا اسد دلاور یہ حالت دیکھکر بہت
روئے اور لاشیں اپنے نانا اور ماموں یعنی بہرام اردبیلی اور جو جو ہیں سب کو دیکھ کر
کی تلاش کرنے لگے جسوقت یہ لاشیں سب اپنے اپنے عزیزوں و دفن کیا باقی لاشیں
اُٹھوا کر ایک جمع کیں اور ایک بڑا سا گڑھا کھدوا کر سبکو دفن کردیا اور نشان
قایم کرادیا اور وہاں چند یوم قیام کیا اور رسوم دہم ان لوگوں کا کرکے قبروں پہ
فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہتے تھے کہ ہمیں کو اچک لیا گئی کہ بعد صاحبزادگان
کے لاشیں اٹھانے کو زندہ رہگئے اسوقت دیکھا کہ چند آدمی صحرا کی طرف آئے اور
اسد کو سلام کیا اسد غازی نے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے عرض کیا کہ حضور
ہم سب رعایا آپکی ہیں جبکہ سے خونخوار بن دجال سے صحرا میں جا کر پناہ گزین ہو
گئے تھے جو بچ گئے ورنہ جو شہر میں رہا وہ زندہ نہ بچا اسد دلاور نے فرمایا کہ اب وہ
ملعون کہاں گیا ہے آن لوگوں نے بیان کیا کہ اب قلعہ دار الامان کی طرف گیا ہو
اسواسطے اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور ضرغام شیردل کو پہلے سے روانہ
کردیا کہ تم وہاں کی خبر ہمکو قبل پہنچنے کے دینا ضرغام شیردل تو اسطرف روانہ
ہوا اور یہاں اسد غازی اپنے لشکر کی تیاری کا منتظر بیٹھا اور ان لوگوں سے حال
جنگ پوچھا انھوں نے جرأت بہمن ارجاسپ کی بیان کیا اسد نے
کہا وہ لوگ رفیقان قدیم صاحبزادگان سے تھے جو کچھ تعریف انکی کیجائے وہ
کم ہے بعد اسکے خبر بہمن ارجاسپ پر آئے اور فاتحہ خیر پڑھکر کہا کہ اب آرام سے
بیٹھے کوئی تاپ خنجر دیکھا ہے ہگا اور پیچھے سر سے نہ آئیگا اسلئے رعایا سے کہ دول

سبحان اللہ کیا جنگ رستمانہ کی ہے اور کیا صفائی سے ہاتھ مارا ہے کہ حریف کے پارہ دو ٹکڑے
کر دیئے آفرین ہے اس دست و بازو کو خداوند کریم نظر بد سے بچائے لوگ
کہنے لگے کہیں انکے دست و بازو کو چشم لگ جاتی ہیں مہر کے زخم جگر کا دیکھنے ہیں ۵ تھوڑی
دیر لشکر کفار مین سناٹا رہا بعد اسکے ہشام سپر گردان صف لشکر کفار سے برآمد
ہوا اور سہراب کے مقابلہ مین آکر نیزہ سہراب کے سینہ پر مارا سہراب نے
سنان نیزہ کو سنان پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے جو بند سہراب باندھتا تھا اسکو
ہشام رد کر دیتا تھا اور جو بند ہشام باندھتا تھا اسکو سہراب کھول دیتا تھا اسی طرح
سے پچیس تیس طعن کی نوبت آئی تھی کہ ایک مقام پر چھیڑ چھاڑ سہراب نے باری
کر ڈالی آہ عاشقان یا کاکل معشوقان سے وہ پیچیدہ ہو رہیں اب جو سہراب نے جھٹکا
مارا تو نیزہ ہشام کے ہاتھ سے ہوائی ہوا نیزہ سہراب خجالت مین غرق ہو گیا اور
پکار کر کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جدال بازی ہے کھینچ تیغ آبدار ہشام نے کھینچی
اور خبردار کہکر جھپٹ کے تلوار سہراب کے سر پر ماری سہراب نے چاہا کہ مین اسکی
وار خالی دون اور تلوار کو سر سے الگ کرون کہ وہ تلوار گردن پر مرکب کے پڑی گردن مرکب
کی قلم ہوئی یہ مرکب سے کود کر علیحدہ ہونے کی فکر مین تھے مگر پاؤن انکا رکاب مین اٹکا
گیا کہ یہ کمیت سمیت زمین پر گرے غضب ہے کہ سہراب سنبھلیں سنبھلیں ہشام نے ایک
پھیر پر تلوار کا مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہو گئے سہراب کے بھائی نوفل خان
نے بہت بانک سے کہا لیا اور کہا کہ ای بھائی اکیلے منزل کھیلے گی میں بھی آتا ہون زندگی بھر
ہمارا تمہارا ساتھ رہا اب آخر وقت مین مجکو تنہا چھوڑ کے جاتے ہو اور یہ کہکر سامنے
ہشام کے آیا اور کہا لا ضرب بہادری اسنے وہی تیغ خون چکان نوفل کے سر پر مارا ہر چند کہ
نوفل نے اپنے کو بچایا اور سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار قضا مہر سیم کی طرح سپر کو
مثل قرص پنیر کے کاٹکر سر پر پڑی اور تا جگر گاہ اتر گئی اور نوفل خان بھی شہید ہو کے
خمخانہ دوست سے جام شہادت پیکر بزم آخرت کا رستہ لیا یہ واقعہ دونون بھائیون کا دیکھکر
کامل خان کی آنکھون مین خون اتر آیا دنیا اندھیر ہو گئی زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا اسی
حالت مین طیش کھا کر یہ جھپٹ پڑے اور کہا لا ضرب بہادری کی ہشام نے وہی تلوار خون
آلودہ کامل خان کے سر پر ماری اسنے خالی دی اور اب کامل خان نے جو جھپٹ کر تلوار
کا ہاتھ سر سید کیا ہشام نے بھی خالی دیا اب باہم تلوار چلنے لگی کیا ہاتھ صفائی کے
چلتے تھے ایک پر ایک تلے تھے اور ایسی کیسی چوٹین خوبصورت طرح طرح کی کھینچین
کہ دیکھنے والے وجد کرتے تھے آخرکار ہشام لڑتے لڑتے بھاگا کامل خان نے اسکا پیچھا
کیا ایک مقام پر ہشام نے پھر پھیر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو کامل خان کے پہلو پر پڑا اور
دوسرے پہلو سے نکل گیا ہیں کامل خان اس بھرپور ضرب کے صدمے سے زمین پر گرا
اور جان بحق تسلیم ہوا یہ معرکہ دیکھکر ترک جوشن پوش سے رہا نگیا صف لشکر سے
نکلکر نعرہ کیا ناظرین واقف ہو گئے کہ یہ وہ ترک جوشن پوش ہے جسکو کنجاسب جن
بھجوسے کے بدیع الزمان کا استاد بنایا تھا اور یہ خواب مین مسلمان ہو کر واسطے تلاش

نقارہ خانہ سے بموجب حکم شاہی کے بجتے ہین الحاصل طبل جنگ بجا ہے زبان مین زلزلہ
پڑ گیا یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا گویا نشتر ماتم اسکی صدا سے فلک پر پہنچ گئی اور ساکنان
زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا ہے چو بر طبل اسکندر آمد دوال ٭ ز ناہید مریخ گرد
این سوال ٭ چہ ماترا گر بشور آخر رسید ٭ سرافیل صور قیامت دمید ٭ یکجا کہ نہ طبل اسکندری تہا
دروازہ گوش گردون کر است ٭ سب لشکر خبردار ہوا بہادر و نامرد ہوشیار ہوا کہ
ہنگامہ سرفروشی کی گرم بازاری ہے وہ نقد جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے زخمیون
کے انبار لگینگے آج بادشاہ نے سوپہر سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی آرامگاہ
مین آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصیقل ہوئین کمانین تیشے کر
درست کیجا نے لگین بہادر بزم و پیکار کی نذر پر سوچتے تھے وہ لے گہبرائے ہوئے
تو بیٹھے تھے مشتاق تھے ہون کو ثابت کہتے ہنسکر زخم کھا کر دیکھتے پھرتے نامرد لیس
ہو نیکا طور سوچتے ہزار نیزہ جامہ خود بکتر دیکھکر گھبراتے پھر دن پہ سر فی جگہ
نامردون کے منہ پر ہوائیان اڑتی تھین سب انتظار صبح مین شب بسر کرتے ہین اور وہ دریائے
اسلام نے داخل محلسرا ہو کر بستر استراحت پر آرام فرمایا لیٹنے کے ساتھ ہی غنودگی خواب
سے ہم آغوش ہوئے قریب سحر عالم رویا مین دیکھا کہ مین ایک باغ بہشت آئین مین آیا ہون
اور ایک حور بہشتی سپہر کے پاس آئی اور ایک بارہ دری جواہر نگار مین لیگئی وہان دیکھا کہ ملکہ
مہر نگار اور قباد شہریار و شیرویہ عالیجاہ اس قصر مین فرد مکش ہین مین نے انکو
سلام کیا اور حال گذشتہ کی جدائی کا بیان کیا اور اپنے گرد داشت و کنکاش کا تذکرہ کیا اسوقت
قباد شہریار نے فرمایا کہ دنیا مقام کلفت ہی ہے تسلی رکھو اور سب الطاف الہی پر گھبراؤ نہین بیٹا نے عرض
کیا کہ جی چاہتا ہے کہ اسی گوشہ عافیت آپکے زیر سایہ مین بار ہون اسوقت قباد شہریار نے
آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہان تم بھی ہمارے پاس بہت جلد یہان آجاؤ گے یہ سنتا تھا کہ
آنکھ کھل گئی اٹھکر نماز صبح پڑھی اور اس خواب کا حال کسی سے بیان نہ کیا۔ وہان لشکر
مین چار پہر رات ہنگامہ درستی سامان جنگ ہوتا رہا دوپہر رات سے دونون لشکرون کے
نقیب لشکر شجاعون کو شب جنگ ولاتے تھے اے جوانو جوان بخت ہوشیار ہو ٭
سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ اسی طرح شب بھر یہی گرم بازاری رہی آخر کار وہ وقت آیا
کہ اسپ پیکر آئینہ زنگاری مشرق کی کرہ سے نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی صبح کا سپیدہ آشکارا ہوا
علم آفتاب نکلا جیسے ٭ فوج انجم ہوئی گریزان سپہ ٭ شفق خاور سے پیدا ہوا ٭ سطح ماہتاب سرد ہوا ٭
میدان چرخ پر ایکبار ٭ شد انجم سپاہ رو بفرار ٭ وہم سحر لشکر جاہین سے خیل خیل دلیر دلیر
گروہ گروہ انبوہ انبوہ فوجون فوجون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آئے آگے سردارون نے بگروہ
اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجی اور خود بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور منتظر آمد سلطانی خلوتخانہ مین ٹہرے کہ ایکبارگی محل کی ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر
کہینچا صدا آمد آمد کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا سب سردار سجدہ گاہ پر جاکر
کھڑے ہو گئے اور شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سے سب نے گردن تسلیم جھکا لی ہر دلاور
پکارا بادشاہ عالی سلطان جہان نگاہ روبرو بادشاہ کے آنکا دامن گرد کیا تہا سید فرشتی

کیبی زلزال مرکب کو اڑا کر سامنے بہرام چرخ زن سے آئے اور کہا کہ او گبر ناہنجار آئین نبرد ہی
کی بات خوب جانتا ہوں بہرام نے یہ سنکر اپنے گھوڑے کو جھکا کر حلقہ باندھا کیبی زلزال کے
کبھی اپنا گھوڑا اسکے پیچھے لگایا اب یہ چرخ مارنے لگا اور کیبی زلزال بھی اسکے پیچھے پیچھے
سایہ دار ہو رہا ہی اب چرخ مار کر اور گھوڑے کو ایک مقام پر ٹھہرا کر جو بہرام نے حریف کو دیکھا
تو وہاں نہ پایا پشت پر سے کیبی زلزال نے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے پر سے
سے اٹھا لیا اور لشکر اسلام کیطرف اسی طرح سر اٹھا کے ہوئے لیچلا بادشاہ اسلام کے
سامنے لا کر اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ ہڈیاں تک اسکی چور چور ہو گئیں بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ مرحبا و شاباش کیوں نہو ماشاء اللہ آپ کس بہادر کے رفیق ہیں جسکا مثل روئے زمین
پر نہ تھا یعنی علمشاہ رومی سبحان اللہ کس عقلمندی سے آپ نے اسے مارا ہی جسقدر
آپکی تعریف کیجائے وہ کم ہی ادھر بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا خونخوار کو بہت بڑا
صدمہ ہوا ادھر دن بھی قلیل رہ گیا تھا آفتاب قریب غروب ہونے کے تھا لہذا [illegible]
[illegible] طبل بازگشت بجوایا طبل کے بجتے ہی دونوں لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ
کو واپس گئے کمریں کھولیں سامان استراحت میں مصروف ہوئے خونخوار بھی اپنی بارگاہ میں
آیا مگر نہایت ملول اور کبیدہ خاطر بیٹھا ہوا تھا بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا اسکو
کمال تاسف تھا کہ دیکھا یکبارگی سامنے سے آ کر ایک شخص حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا
کیا خونخوار نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا کہ معتبر آتشباز میرا نام ہی اور معتبر فنون کا بڑا
استاد ہوں میں نے سنا ہی کہ وہ فنون خداپرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہی میں اسکے
خون کا عوض خداپرستوں سے لینے کے لئے یہاں آیا ہوں یہ سنکر خونخوار بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ ابھی میرا ایک بہت بڑا رفیق جانثار بہرام چرخ زن کیبی زلزال کے ہاتھ
سے مارا گیا ہی جسکا مجھے از حد افسوس ہی یہ سنکر معتبر آتشباز نے عرض کیا کہ حضور مجھے حکم
فرمایا جائے میں ابھی آپکے اقبال سے ان سب خداپرستوں کو قتل کر کے اپنا اور آپکا عوض
لیتا ہوں اور آپکو خوش کرتا ہوں خونخوار نے اجازت دی کہ اچھا تم اپنی کارروائی کرو معتبر
آتشباز یہ اجازت پا کر صحرا کی جانب نکل گیا ادھر کا حال یہ ہی کہ کیبی زلزال و کیبی زلزال و سرو قد
چپواند و سیاقوط شاہ و حمران شاہ و علی تاجدار و قیمتی تاجدار و شاہ صفا [illegible]
یہ سب کیبی زلزال کے خیمہ میں یکجا بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور حالات جنگ پر
رائے زنی ہو رہی تھی دیکھا کہ لشکر کے قریب ایک ہنگامہ سا ہوا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی لوگوں
نے کہا کہ ایک کتا پہاڑی بہت ہی خوبصورت لشکر میں آ نکلا ہی اسکو گرفتار کرنا چاہتے ہیں مگر وہ
کسی کے ہاتھ نہیں آتا یہ سنتے ہی کیبی زلزال اس جگہ پر پہونچا اور آواز دی کہ ادھر آ [illegible]
کہنا تھا کہ [illegible] سر سے پاؤں تک دیکھکر دم کو ہلانا شروع کیا انھوں نے دوڑ کر
پٹہ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ خیمے میں پکڑے ہوئے لے آئے اب جو دیکھا تو اسکی آنکھ مثل شیر
کے ہی اور بہت بھاری گلہ اور نہایت خوبصورت لمبے لمبے بال ہیں اور پٹے پر نام [illegible]
آتشپرست کا لکھا ہوا ہی [illegible] معلوم ہوا کہ یہ کتا بہک کر ادھر نکلا ہی کیبی زلزال نے یہ نام پڑھکر
کہا کہ اسکو میں خود رکھونگا اور [illegible] کا ادھر خدا اسکی یہ [illegible] ہم لوگوں کا [illegible]

خشت انداز بعد اس ہو کے اور خدا پرستون کے قتل سے خونخوار بن دجال کے پاس
پہونچے اُسنے استقبال کر کے اُنکو خیمہ معقول مین ٹھہرایا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے
اُنکے بیان کیا کہ مین قلعہ مرصع حصار سے تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہون کہ ظاہران صاحبقران
سے کوئی شخص اسد غازی نامی ہے اُسنے جسقدر قلعہ جات کہ آپنے فتح کیے تھے
اور اپنی طرف سے قلعہ دار اپنے وہان متعین کر دیے تھے ان سب کو اُسنے باری باری
سے قتل کیا اور سب کو قلعے فتح کر کے خدا پرستون کو ان مقامات پر آباد کیا اور یہ سب انقلابات
کرتا ہوا اسطرف کو روانہ ہوا ہے اور اسکا یہ قول ہے کہ بغیر قتل کیے ہوئے خونخوار بن دجال
کے مجکو آرام نہین آئیگا کیونکہ اُسنے سنا ہے کہ خونخوار نے بڑے بڑے ظلم و ستم اہل
اسلام پر کیے ہین اور تمام ملکون کو برباد کر کے اپنا عمل دخل کیا ہے اور بے انتہا خدا پرستون
کو اُسنے قتل و تیغ کر کے خاک مین ملا دیا ہے اس امر کے معلوم ہونے سے اسکی آتش غیظ
و غضب اور مشتعل ہو گئی ہے اور کہتا ہے کہ جب تک اسکے انتقام مین خونخوار کو قتل نکر لونگا
جب تک مجکو چین نہ آئیگا خونخوار نے جب یہ سنا تو اُسکے حواس باختہ ہو گئے اور رنگ
روے اسکا متغیر ہو گیا اُسنے خشت اندازون اور شیر اندازون سے کہا کہ یہ صحرا جو سامنے ہے اسی
طرف سے وہ اردبیل سے آئیگا کیونکہ یہی راہ اردبیل سے آنے کی ہے اسلیے مناسب ہے
کہ تم اس صحرا مین جاکر مقیم ہو اور اپنے خیمے و خرگاہ وہین برپا کرو اور جسوقت وہ
آوے ایک حیلہ مین اسکا کام تمام کرو یہ کہکر اور کل سامان انکی آسایش و آرام کا مہیا
کر کے انکو صحرا کی طرف روانہ کر دیا انکو تو صحرا مین چھوڑا جاتا ہے کہ وقت پر انکا ذکر ہوگا
اب حال قلعہ ذو الامان کا بیان کیا جاتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اس حال
ملال انگیز و تاسف خیز کو اسطرح حوالہ قلم سوانح رقم کرتے ہین کہ جب یہ خبر قتل و قمع
لشکر اسلام و شہید ہونے بادشاہ عالیمقام و دیگر سرداران لشکر و افسران فوج نامی
و ناموری محل سلطانی مین پہونچی ایک تلاطم عظیم اور حشر برپا تھا اسوقت ملکہ گیسو بانو
نے ملکہ گوہرنا چار سے کہا کہ اگر آپ سب بیبیان یہان سے نکلنا چاہین تو مین تم سب کو
اردبیل کی جانب لیچلون ان سب نے کہا کہ جہان ہمارے وارث نہین تھا سکے ہین وہان
سے ہم نہین جاسکتے اور یہین بیٹھے رہینگے گیسو بانو نے کہا کہ ہم سے تو گنہگاریان نہین دیکھی
جاتین سے مرنا مارنا کیون نہ مرین یہ کہکر ہتیار جسم پر آراستہ کیے اور مہر زیبا
شیر دل اسد نے بھی ہتیار لگائے اور سب بیبیون نے کہا کہ تو خدا حافظ و ناصر ہے
ہم تو رخصت ہوتے ہین حافظ حقیقی تمہارا حافظ و نگہبان ہو غرضکہ سب بیبیان یہ
سنکے بہت روئین اور یہ دونون بھی بچشم پرنم آلنسے رخصت ہوئین اور روتی ہوئی
چلین اور محل سے نکلکر اصطبل مین آئین وہان سے دو گھوڑے صبا رفتار زین و لگام
سے تیار کرا کے انپر سوار ہوئین اور ایک طرف کو قلعہ سے نکلکر روانہ ہوئین اب خونخوار کا
حال لکھا جاتا ہے کہ یہ ایک دن وہان جلسہ فتح کرا کے بہر جنگ و پیکار کی جانب متوجہ
ہوا طبل رزمی بجوانیکا حکم دیا چنانچہ بموجب اسکے حکم کے طبل جنگی نوازش
مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی وہان گولہ اندازون نے آپس مین مشورہ کیا

بچاؤ اور تیغہ اسکا سر پر پڑا نقابدار نے دستانہ مارا آسپر بھی تا دو ابرو اتر آیا
نقاب کے خیال سے کراہیں وار وگیر ہین نقاب اٹھ سکتا ہے یہ نقاب کو سنبھال کر
علیحدہ ہوا کہ دوسرا نقابدار آگیا اور نقابدار اول کو زخمی دیکھکر ایسا ہراسیمہ و بدحواس
ہوا کہ طیفور کا تیغہ اسکے سر پر بھی آپڑا لیکن باوصف سخت مجروح ہونے کے
نقابدار نے جرأت کر کے جو ایک وار شمشیر آبدار کا مارا تو طیفور کے دو ٹکڑے
ہوگئے دونوں مجروح نقابدار لشکر کفار سے تڑپنے لگے اور مرے سے شعلے زہر کے
دل و جگر کو جلانے لگے اثر سمیت تمام جسم میں سرایت کر گیا اسوقت نقابداروں
نے دعا کی کہ اے پردہ نگار عالم ہمارا پردہ رکھ لے ابھی یہ دعا مانگ ہی رہے تھے
کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور طرفۃ العین میں چہار طرف پھیل گئی تمام صحرا تیرہ و
تار ہو گیا اسی تاریکی میں دونوں نقابدار نکل گئے فوج مخالف کے لوگ جو باقی
تھے وہ لاش طیفور کی لیکر خونخوار کے پاس پہونچے اور سب کیفیت نقابداروں کی
بیان کی اور انکی جنگ و پیکار کا حال خونخوار نے سنکے عرض کیا کہ ہرچند کہ دونوں نقابدار
زخمی تھے مگر ایسے لڑے کہ لاشوں کے انبار اور کشتوں کے پشتے لگادیے
تعجب ہے جو ہمزدوں کے جی چھوٹ گئے اگر آندھی نہ آجاتی تو کوئی متنفس باقی
نہ رہتا اسی تاریکی گرد و غبار میں معلوم نہیں کس طرف وہ نکل گئے یہ حال سنکے خونخوار
نے طبل بازگشت بجوادیا جسقدر فوج کہ باقی تھی سب میدان میں واپس آکر اپنے
اپنے قیامگاہ میں مقیم ہوئی سب نے کمریں کھولیں سامان آسایش کرنے لگے
یہاں خونخوار نے بھی مراجعت کی اپنی بارگاہ میں آیا سرداروں سے صلاح مشورہ
ہونے لگا بعد اتفاق رائے اہلکاروں کے اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوادیا
رات بھر طبل جنگ بجتا رہا بہادر اپنا سامان حرب و ضرب مرتب کیا کیے جب تھوڑی
رات باقی رہی فوج میں طرفہ تیاری ہونے لگی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی
نوبت [illegible] بجنا شروع ہوا اور ستارے مثل گل باد خزان سے چمن آسمان
میں [illegible] غنچہ صبح کھلا گلستان نیلوفری سپہر میں گل خورشید پھولا کہ
ظلمت لشکر [illegible] شاہ خورشید [illegible] برون از مشرق [illegible] جہان سب
شاد [illegible] چہار اطراف عالم [illegible] صبحدم خونخوار فوج سے
آمادہ حرب و پیکار ہوکر قلعہ ذوالامان پر چلا ملکہ گوہر تاجدار کو نقابداروں کا زخمی
ہونا معلوم ہوا انھوں نے سخت افسوس کیا اور بحسرت و یاس کہنے لگیں کہ
اب ہمارے بچنے کی کوئی امید معلوم نہیں ہوتی آج یہ کل لشکر خونخوار ہمپر حملہ آور
ہوگا پھر کون شکل بچاؤ کی ہے یہ کہکر بجناب پروردگار عالم رجوع کی اور دعا کرنے
لگیں کہ اے خالق بے نیاز ایسا کرنا کہ ہماری لاشوں کو کوئی خدا پرست جو خاندان صاحبقران
سے ہو وہ آکر دفن کرے یہ دعا کر کے زنان سے کہنے لگیں کہ ہم تو اپنی جان دینے کا سامان
کر چکے ہیں جو صاحب کا دل چاہے چلے جائیں سب [illegible] نے اس رائے کو پسند
کیا اور جان دینے پر سب آمادہ ہوئیں چنانچہ ملکہ گوہر تاجدار نے ایک جام زہر آلود [illegible]

لشکر کفار پر آگرے اور آتے ہی بہت سے سپاہی ٹوٹ کے تلواروں پر رکھ لیا جسپر تلوار
کا وار کیا آپ نے دو نیم کر دیا کشتوں سے پشتے لگا دیے قلعہ کو بھر دیا اور ضیغم و غضنفر
بھی پہونچے اور چاروں طرف سے لشکر کفار کو آگھیر لیا پھر حملہ ہوئے اپنی ہزار
اور اس پچاس ہزار کفار کو قتل کر کے مار گرایا کبر شبیب آہن کلاہ کا اسد ثانی
سے سامنا ہوا انہوں نے تلوار کا وار کیا یہ مثل بجلی کے جھپٹ کر علیحدہ ہو گئے اور خالی دیکر
صاف نکل گئے اب انہوں نے جو ہاتھ تول کر شمشیر صاعقہ بار کا مارا تو کرکٹ
کے دو ٹکڑے کر دیئے اور قرینہ تیغ زن کا سامنا مسعود قطب بن اسد غازی سے ہوا
اسنے بھی تلوار ماری انہوں نے وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا تو اسکا
ترپر بکر کیا صاف دو پرکالہ ہو گئے اور دوسرا مثل زشت خو کا مقابلہ غضنفر بن اسد
غازی سے ہوا مثل نے تلوار جھپٹ کے غضنفر پر ماری انہوں نے اس مثل کا
وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ مارا مثل کے دو ٹکڑے ہوئے اور گرکر واصل جہنم ہوا دوسری
طرف خلیل بن غضنطہ سے بہمن دیوسگ کا مقابل ہوا اسنے بھی خلیل پر تیغ کا وار کیا
خلیل نے بہمن کا وار خالی دیکر جو ایک تیغ آبدار مارا تو یہ حرامزادہ بھی واصل جہنم ہوا ماکہ
کو تیغ کا جو ہے اسکا انتظار تھا فوراً اسکو تیشے فی النار والسقر کر دیا اسد غازی اپنے خونخوار
سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو اب تو کوئی تجھی سا رفیق لاش اٹھانے والا باقی نہ رہا جسطرح
تو نے یہ عفیفین کی ہیں وہی حال تیرا بھی ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تیری لاش کو کتے کھائنگے
جب تم تیرا [illegible] زاغ و زغن ہوگا یہ سنکر خونخوار بحالت غیظ و غضب میں پلٹا اور ہان ہان
کر کے اپنے گرز گران سر پر اسد غازی کے مارا مثل شیر کے اسد غازی نے
اسکے گرز میں ہاتھ ڈالدیا اور پکڑ گرز کو یا حیدر کرار کہکر جھٹکا جو مارا تو گرز اسکے ہاتھ
سے چھین لیا اور اسی گرز کو چرخ دیکر جو خونخوار کے سر پر مارا گرز کا پڑنا تھا کہ ایک
تھا [illegible] ہو گیا اور سب ہڈیاں چورا چورا ہو گئیں یہ حال دیکھکر تمام فوج
[illegible] دار کے فوج کب رکسکتی ہے سب کے ہی چھوٹ گئے فرار
کو اختیار کیا اور دلیری یاری اثر ہو گئی سب نے سر پر پاؤں رکھکر بھاگنا
شروع کیا کچھ تیغ کے [illegible] تمام لشکر باقیماندہ میں بھگدڑ پڑ گئی کل فوج بھاگ نکلی اسد
غازی نے بھی یہ حال دیکھا تو تین تین سو سے پھر تعاقب کر کے ایک ایک کو چن چنکر
فی النار کیا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا کو لمبادروں نے [illegible] کہتا حیدر کا چار ہزار کیا دی
اور عرض کیا کہ اسد غازی تشریف لائے ہیں اور خونخوار کو مع کل لشکر کفار کے فی النار
کر چکے ہیں قلعہ میں تشریف لاتے ہیں ملکہ نے فرمایا بلالو لوگوں نے عرض کیا کہ اندر تشریف
لیچلتے چنانچہ اسد غازی اندر داخل ہوئے جھککر ملکہ کو مجرا کیا اور باقی سب بیبیوں
کو تسلیم کی اسد غازی نے اپنی والدہ کو نہ پایا تو ملکہ سے پوچھا کہ حضور آپکی فرشتہ
نانی صاحبہ و والدہ صاحبہ کہاں ہیں فرمایا کہ اتنی خبر ہے کہ وہ دونوں نقابدار صبح آئے تھے
اور لشکر کفار کو مارکر نکل جاتے تھے کچھ خبر نقابداروں کی پھر نہ معلوم ہوئی ہمارا
خیال ہے کہ وہ نقابدار ہی تھیں کیونکہ یہ لفظ کہکر یہاں سے چلی گئی تھیں کہ ہم کو تمہارے

حصے زمین کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا لیکن اسکے بیٹوں اور رفیقوں سے فرمایا
کہ اب تمہاری کیا رائے ہے انھوں نے عرض کیا کہ یا خانہ کعبہ چلیے یا اپنے بھتیجے شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران ثالث کے پاس چلئے کہ ادھر لشکر سب میں آفتاب سپہر سعادت کا بھی رہت
ہے کہ وہ ملکوں جس ملک میں خدا پرستوں کے جاتا ہے اس ملک کو دبا کر خاک سیاہ کر دیتا ہے
اور بعد قتل و قمع و تباہی و بربادی اس ملک کے دوسرے شہر کیجانب رخ کرتا ہے اور
اپنی طرف سے کسی ظالم کو اپنا نائب مقرر کر کے وہاں سے کوچ کرتا ہے اہل اسلام اسکے ظلم
و بدعت سے نہایت تنگ آگئے ہیں بہت اسنے سر اٹھایا ہے اور جور و جفا پر کمر باندھی ہے
اسد غازی نے یہ حال سنکے فرمایا کہ بہت مناسب ہے کہ اب وہ اور ہم سب ملکر باہم ساتھ
ہی ساتھ خانہ کعبہ کو چلیں گے بس یہ کہکر تیاری نہ طاقتی کی گئی اب وقت آیا کہ شہسوار یکتاز
میدان سپہر نے خیمہ مغرب میں جا کر چمکا زرین خطوط شعاعی کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے
مخفی ہوا جہان میں تاریکی بسبب آمد ساحرہ شب کے چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری میں
روشن ہوئی سب پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ہوا شکل مشعل شب افروز ماہ ہویدا
مہر گردون جو مستور کچھ تھا بھی ہر طرف چادر نور کھینچا اسد غازی نے سرشام سے صحبت
برخاست کر دی سب سردار اور رفقا اپنے اپنے مقام پر آکر سامان سفر کی درستی میں مصروف
ہوئے لشکر میں بھی طیاری سفر کا حکم پہنچا یا گیا سب اہل لشکر سامان سفر درستی کر کے بیچھے
لگے رات بھر سب لشکری اور سرداری اسی بند و بست و انتظام میں سرگرم رہے پچھلے
سے تمام لشکر میں کمربندی ہونی شروع ہوئی اسیوقت آیا کہ زاہد سفید پوش صبح صادق
نے سجادہ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ پوش
شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس میں قرار پکڑا کہ صبح دربہ گردون کشید خاتمت عذر (?)
جہان کشادہ رخ پردہ شب یجور ہا شیدہ کاہر دو روشن ہوا وادی افلاک درستی نور خورشید
پر تو دہ خاک ہنگام سحر کل سردار سامان سفر سے مکمل ہوکر خدمت میں اسد غازی کے حاضر
ہوئے یہاں شاہزادہ اسد نماز صبح پڑھکے ورد و وظائف میں مشغول تھے کہ سرداروں
کے حاضر ہونے کی خبر خادموں نے پہونچائی اب یہ بھی کل امور سے فارغ ہوکر پوشاک
سفر جسم پر آراستہ کر کے مسلح و مکمل ہوئے شہزادہ معروف بن اسد و عثمان بن اسد
بھی لباس سفری زیب جسم کئے ہوئے مسلح و مکمل ہوکر یہ بھی حاضر خدمت ہوئے غرضکہ
شہزادہ اسد غازی مع سب رفقا و سرداروں کے مرکب ہائے خوشخرام پر سوار ہوکے اور
کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے بایان نہ طاقتی کی جانب کو روانہ ہوئے کہ اب انکا بیان اسی جلد پنجم
میں کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی دیکھیئے سب سے پہلے پیش آتا ہے اور کیا کیا واقعات انکو
اثناء سفر میں پیش آتے ہیں یہ کل حالات پانچوین جلد میں دفتر آفتاب شجاعت کی ہوگی
ناظرین کے جانبکے جلکے مواجہہ (?) سے شائقین کو لطف تازہ و حظ بے اندازہ ملیگا
اور نئی نئی نیرنگیاں طلسم کی اور جدید معرکہ آرائیاں و مشاہین دلچسپ واشعار برجستہ
مقام عیاروں کی عیاریاں نئے طرز کی اور ساحروں کی افسون پردازیان دیکھکر آنکھوں کو
نور و قلب کو سرور حاصل ہوگا واللہ المستعان و علیہ التکلان ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭